ڈوگرز ٹیسٹ ماسٹر
تازہ ترین 2006ء
زلزلہ زدگان، سارک کانفرنس
اسلامی سربراہی کانفرنس
واقعات 2005ء، مستقبل کا پاکستان
پاکستان اور دنیا میں
کون کیا ہے؟
حالات حاضرہ
جنرل نالج
معلومات پاکستان
اسلامیات
محففات
سپورٹس
مصنف: سیف الرحمان رانا
ڈوگر برادرز
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی۔ پشاور۔ ملتان۔ فیصل آباد

ڈوگرز ٹیسٹ ماسٹر

تازہ ترین

ہر قسم کے انٹرویوز/امتحانات اور کوئز مقابلوں کی تیاری کے لئے

پاکستان اور دنیا میں

کون کیا ہے؟

معلومات پاکستان | معلومات سائنس | معلومات اسلام | عالمی معلومات

معلومات کھیل | تاریخ عالم | عالمی شخصیات

پبلک سروس کمیشن، افواج پاکستان، پولیس، اے ایس ایف، بینک، کسٹم، پی آئی اے، پی ایم اے، آئی ایس ایس بی، نیوی، واپڈا، ریلوے اور لیکچرار کے انٹرویو کی تیاری کے لئے

خالد محمود ڈوگر سیف الرحمان رانا

ڈوگر برادرز

17-اردو بازار لاہور فون: 7120007
بوبی پلازہ ارباب روڈ پشاور صدر۔فون: 278708
عزیز مارکیٹ گلگشت ملتان۔
فون موبائل: 0304-6137521

9-اردو سنٹر اردو بازار کراچی فون: 2211807
C/o اشرف بک ایجنسی
کمیٹی چوک راولپنڈی۔فون: 5531610
رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد

قیمت: 150 روپے

خبردار رہیے

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں اس کتاب کو مکمل یا جزوی طور پر نقل کرنیوالے افراد اور اداروں کے خلاف کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔

ٹریڈ مارک (رجسٹرڈ)

ناشر : خالد محمود ڈوگر

قانونی مشیر اعلیٰ : غلام مرتضیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
سابق سینئر نائب صدر بار ایسوی ایشن لاہور
0300-4083010

قانونی مشیر : ریاض ارشد خان نیازی
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
0300-6943437
مجاہد یوسف
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
042-7355303

پروڈکشن منیجر : غلام مرتضیٰ
0300-4354985

ڈیزائن : ڈی زائن ویلی (شیخ محمد ساجد)
0300-4484218-7233759

کمپوزرز : محمد احمد، محمد یعقوب

پرنٹر : سراج محمدی پرنٹنگ پریس

اشاعت : 2006-07

ڈوگر برادرز کی کتب آپ خط لکھ کر بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں

ڈوگر برادرز پاکستان میں 1949ء سے کتب کے فروغ کے لئے کوشاں ہے یہی وجہ ہے کہ ڈوگر برادرز کا نام سامنے آتے ہی معیار کا نام ذہن میں دوڑنے لگتا ہے۔ ڈوگر کے ملتے جلتے نام سے دیگر کئی ادارے بھی کام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے آپ معیاری اور غیر معیاری میں تمیز نہیں کر پاتے۔

کتاب خریدتے وقت ہمیشہ ڈوگر برادرز کے نام کو یاد رکھیے۔

ڈوگرز ٹیسٹ ماسٹر ہیلپ لائن

مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیجئے۔

0321-4872043

شام 6:00 سے 8:00 بجے تک

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
موجودہ وفاقی حکومت	9	دنیا کی اہم سلطنتیں اور ان کے اہم حکمران	49
نیشنل سیکورٹی کونسل	10	ہندوستان کے حکمران	49
صوبائی کابینہ جات	11	انگلستان کے حکمران	50
وفاقی کابینہ	13	امریکہ کے صدور	52
آزاد کشمیر کی موجودہ حکومت	16	فرانسیسی حکمران	54
مختلف ممالک کے سربراہان	16	روسی حکمران	56
پاکستانی حکمران گورنر جنرل	27	چین کے حکمران	57
صدر	27	ہندوستان کے انگریز حکمران	58
وزرائے اعظم	28	اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل	60
گورنر پنجاب و وزرائے اعلیٰ	29	**معلومات پاکستان**	
گورنر و وزرائے اعلیٰ سندھ	30	اسلامی جمہوریہ پاکستان	61
گورنر و وزرائے اعلیٰ سرحد	32	قومی پرچم و امتیازات	61
گورنر و وزرائے اعلیٰ بلوچستان	33	اہم پاکستانی اسلامی ایام	63
آزاد جموں وکشمیر کے حکمران	35	اقوام متحدہ کے دن	64
وحدت مغربی پاکستان کے حکمران	36	پاکستان کا محل وقوع	66
مشرقی پاکستان کے حکمران	37	پاکستان کی اہم پہاڑیاں	68
پاکستانی اداروں کے سربراہان	39	پاکستانی ادارے	71
نشان حیدر	45	اہم تنظیمیں	72
انسانی تاریخ کے بڑے قتل	48	پاکستانی ادوار حکومت	74

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پاکستان کی دستوری تاریخ	80	ارکان اسلام	122
1956ء کا آئین	80	قرآن کریم	129
1962ء کا آئین	82	اصطلاحات قرآن مجید	135
1973ء کا آئین	83	سورتوں کی وجہ تسمیہ	137
پاک بھارت سربراہی ملاقاتیں	88	قرآن پاک کے مقامات نزول	145
جغرافیہ	90	مشہور تفاسیر	152
اہم پاکستانی اداروں کا تعارف	95	اردو کی تفاسیر	156
پاکستان کے آبی ذخائر	101	سیرت طیبہ	158
اہم اعداد و شمار پاکستان سوال و جواب	102	سب سے پہلا مسلمان	169
قومی شاہرات	108	اسلامی ریاست کے حکمران	174
صوبہ پنجاب کا تعارف و تقسیم	109	خلافت راشدہ	175
صوبہ سندھ کا تعارف و تقسیم	111	خلافت بنوامیہ	175
صوبہ سرحد کا تعارف و تقسیم	113	اندلس کے اموی حکمران	175
صوبہ بلوچستان کا تعارف و تقسیم	115	خلافت بنوعباس	176
قبائلی علاقہ جات	117	خلافت بنوفاطمہ	176
وفاقی دارالحکومت	117	عثمانیہ خلافت	177
آزاد جموں و کشمیر	118	ہندوستان کے مسلمان حکمران	179
پاکستان کا ضلعی نظام حکومت	119	ہندوستان کی آزاد اسلامی ریاستیں	180
اسلامی معلومات		معلومات حدیث	184
اسلام کیا ہے؟	122	اہم اسلامی اصطلاحات	199

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اسلامی ممالک	201	بڑے جزائر	233
بین الاقوامی سربراہی کانفرنس	204	پہاڑی چوٹیاں	234
اسلامی کانفرنس تنظیم کے جنرل سیکرٹری	205	بلند ترین مقامات	235
عالمی جغرافیہ	206	صحرا	236
سات براعظم	207	آتش فشاں	237
براعظموں میں آبادی کا تناسب	208	زلزلوں کی شدت	239
براعظم شمالی امریکہ کے ممالک	209	عجائبات عالم	242
براعظم جنوبی امریکہ کے ممالک	210	اہم مقامات	245
براعظم یورپ کے ممالک	213	مشہور شہر	259
ایشیائی ممالک کا تعارف	217	دس بڑے ممالک	259
براعظم آسٹریلیا کے ممالک	218	چھوٹے ممالک	262
براعظم افریقہ کے ممالک	221	دس بڑے ممالک گنجان ترین	263
مختلف ممالک کے قومی نام	223	تازہ پانی کے ذخائر	263
دنیا میں بادشاہتیں	224	دنیا کی ایٹمی طاقتیں	264
پارلیمنٹس کے نام	226	اہم آبنائیں	265
کرنسی کے نام	229	کیلنڈرز	266
دنیا کے بڑے شہر	230	مشہور سنین	267
دنیا کے بڑے سمندر	231	مشہور نہریں	268
قدرتی جھیلیں	232	ممالک کے تبدیل شدہ نام	270
براعظموں کے بڑے دریا	232	طویل ترین ساحلی پٹی والے ممالک	271

زیادہ سرحدوں والے ممالک	271	جنگی اصطلاحات	301
مشہور ائیر لائنز	272	دنیا اور پاکستان میں پہلا	304
دنیا کے متحدہ ممالک	273	ارضیاتی ماحول	309
ممالک کے اہم نام دارالحکومت	274	ذرائع آمدورفت	317
خط استواء پر واقع ممالک	274	اہم عالمی متفرق معلومات	318
متنازعہ ممالک	274	ہندی یورپی زبانیں	320
مقبوضات	275	دنیا کے اہم مذاہب	321
اہم صنعتی شہر	277	نیٹو	321
بیس بڑی زبانیں	278	دولت مشترکہ	321
دنیا کے مشہور پل	278	آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ	321
دنیا کی اہم سرنگیں	279	امریکی ممالک کی تنظیم	321
دنیا کی اہم سڑکیں	279	ای سی او	321
لمبے پلیٹ فارم	280	آسیان	322
بلند ترین عمارات	281	سارک	322
بریل نظام	282	نظام شمسی	323
پانچ بڑے پیداوار ممالک	283	سائنسی علوم کی تعریفیں	326
اقوام متحدہ	285	سائنسی آلات	329
اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے	288	انسانی جسم	332
اقوام متحدہ کے رکن ممالک	290	انسانی جسم سے متعلق سائنسی علوم کی شاخیں	333
دنیا کی مشہور جنگیں	295	انسانی جسم کے نظام	334

کمپیوٹر کا تعارف	343	اتھیلیٹکس	405
کیمسٹری	346	پولو	405
فزکس	348	بیس بال	406
بین الاقوامی اکائیاں	349	بلیئرڈ	406
اہم عناصر اور ان کی علامتیں	351	برج	406
سائنس اور پاکستان	353	واٹر پولو	406
جوہری توانائی اور پاکستان	354	ٹینس	407
خلائی سائنس	355	کرکٹ	407
اہم سائنسی سوالات و جوابات	357	بل فائٹنگ	407
اہم سائنسدان اور ایجادات	373	ٹیبل ٹینس	407
نوبل انعام یافتگان	377	جمناسٹک	407
فزکس	379	اسکیٹنگ	407
کیمسٹری	383	جوڈو	408
میڈیسن	388	سافٹ بال	408
اکنامکس	394	اسکوائش	408
ادب	396	فٹ بال	408
امن	400	کروکوئٹ	409
ہاکی	405	گلی ڈنڈا	409
باکسنگ	405	گولف	409
بیڈمنٹن	405	ریسلنگ	409

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فری اسٹائل ریسلنگ	409	مضمون	460
دیسی کشتی	409	تلخیص نگاری	461
سوموکشتی	409	دنیائے ادب معروضی	463
کیریٹ	409	کیرئیر	525
والی بال	409	انٹرویو کی تیاری	528
اولمپکس	410	تاریخ پاکستان	530
کھیلوں کی مشہور ٹرافیاں	410	حالات حاضرہ مضامین	
ممالک کے قومی کھیل	411	اکنامک سروے آف پاکستان	541
کھیل اوران کے میدان	412	وفاقی بجٹ 2005-06	551
کھیل اور مقامات	413	مشرف حکومت کے پانچ سال	554
عالمی ہاکی کپ ودیگر ٹورنامنٹ	416	حریت رہنماؤں کی آمد	558
ایشیائی کھیلیں	417	تہذیبوں کا تصادم	563
ورلڈ کپ فٹ بال	417	لندن دھماکوں کے بعد	567
کرکٹ ورلڈ کپ ودیگر ٹورنامنٹ	418	پنجاب بجٹ 2005-06	568
اسکوائش	422	سندھ بجٹ 2005-06	569
سپورٹس اہم سوالات وجوابات	427	بلوچستان بجٹ 2005-06	571
مخففات	440	سرحد بجٹ 2005-06	572
اردو ادب حصہ انشائی	443	دینی مدارس اور عسکریت	575
شعری اصطلاحات	447	حسبہ بل اور سپریم کورٹ کا فیصلہ	583
اصناف نثر	460	بربادی سے آبادکاری	590
		سارک کانفرنس	591
		شوکت عزیز اور من موہن سنگھ ملاقات	600

موجودہ وفاقی حکومت

نمبر	عہدہ	نام
1۔	صدر	جنرل پرویز مشرف (21 جون 2001ء تا حال)
2۔	وزیر اعظم	شوکت عزیز (29 اگست 2004ء تا حال)
3۔	چیئرمین نیب	لیفٹننٹ جنرل ریٹائرڈ شاہد عزیز (2005ء تا حال)
4۔	وفاقی محتسب اعلیٰ	صاحبزادہ امتیاز (25 فروری 2002ء سے)
5۔	چیئرمین قومی تعمیر نو بیورو	دانیال عزیز (12 دسمبر 2002ء سے)
6۔	اٹارنی جنرل آف پاکستان	بیرسٹر مخدوم علی خان (24 ستمبر 2001ء سے)
7۔	اکاؤنٹنٹ جنرل آف پاکستان	ظہیر الدین زیدی
8۔	آڈیٹر جنرل آف پاکستان	یونس خان (21 ستمبر 2003ء سے)
9۔	چیف الیکشن کمشنر	جسٹس عبدالحمید ڈوگر (14 جنوری 2005ء سے)
10۔	چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت	جسٹس اعجاز یوسف
11۔	چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی	جنرل احسان الحق (7 اکتوبر 2004ء سے)
12۔	چیف جسٹس آف پاکستان	جسٹس افتخار محمد چوہدری (جون 2005ء)
13۔	چیئرمین سینٹ	محمد میاں سومرو
14۔	سپیکر قومی اسمبلی	چوہدری امیر حسین
15۔	وفاقی ٹیکس محتسب	جسٹس منیر اے شیخ
16۔	پنجاب محتسب	عبدالرشید خان
17۔	سندھ محتسب	یوسف جمال
18۔	سپیکر پنجاب اسمبلی	چوہدری افضل ساہی
19۔	سپیکر سندھ اسمبلی	سید مظفر حسین شاہ
20۔	سپیکر سرحد اسمبلی	بخت جہاں خان
21۔	سپیکر بلوچستان اسمبلی	جمال شاہ
22۔	ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی	سردار یعقوب خان
23۔	ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی	سردار شوکت مزاری
24۔	ڈپٹی سپیکر سندھ اسمبلی	راحیلہ ٹوانہ

25۔ ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی — اکرام اللہ

26۔ ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی — محمد اسلم بھوتانی

چیف آف آرمڈ فورسز

آرمی — پرویز مشرف (7 اکتوبر 1998ء سے)

ائیر فورس — ائیر مارشل کلیم سعادت (19 مارچ 2003ء سے)

نیوی — ایم افضل طاہر (7 اکتوبر 2005ء)

وائس چیف آف آرمڈ فورسز

آرمی — جنرل احسن سلیم حیات 8 اکتوبر 2004ء سے

نیشنل سیکورٹی کونسل

جنرل پرویز مشرف	چیئرمین	(چیف ایگزیکٹو آف پاکستان)
شوکت عزیز	ممبر	(وزیراعظم پاکستان)
طارق عزیز	سیکرٹری	(بیوروکریٹ)
ایڈمرل ایم افضل طاہر	ممبر	(چیف آف نیول سٹاف)
ائیر چیف مارشل کلیم سعادت	ممبر	(چیف آف ائیر سٹاف)
لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول	ممبر	(گورنر پنجاب)
اویس غنی	ممبر	(گورنر بلوچستان)
لیفٹیننٹ جنرل (ر) افتخار حسین شاہ	ممبر	(گورنر سرحد)
ڈاکٹر عشرت العباد	ممبر	(گورنر سندھ)

نوٹ: قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف وفاقی وزیر دفاع وفاقی وزیر داخلہ، چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی جنرل احسان الحق اور چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ بھی نیشنل سیکورٹی کونسل کے رکن ہیں۔

ہائیکورٹ کے چیف جسٹس صاحبان

چوہدری افتخار حسین — (دسمبر 2001ء سے) لاہور ہائیکورٹ

طارق پرویز — (30 جولائی 2004ء سے) پشاور ہائیکورٹ

صبیح احمد — (26 اپریل 2004ء سے) سندھ ہائیکورٹ

راجہ فیاض احمد — (26 اپریل 2000ء سے) بلوچستان ہائیکورٹ

☆ صوبائی چیف سیکرٹری:۔

1.	سلمان صدیق	اگست 2005ء سے	پنجاب
2.	کے بی رند	4 جولائی 2001ء سے	سندھ
3.	محمد فرید خان	9 جون 2003ء سے	سرحد
4.	میجر ریٹائرڈ محمد نعیم	جون 2004ء سے	بلوچستان

☆ صوبائی ایڈووکیٹ جنرل:۔

1.	آفتاب اقبال	جون 2003ء	پنجاب
2.	اشرف تنولی	نومبر 1999ء	بلوچستان
3.	محمد یونس	نومبر 1999ء	سرحد
4.	انور منصور خان	9 نومبر 2002ء	سندھ

☆ صوبائی انسپکٹر جنرل پولیس:۔

1.	میجر ریٹائرڈ ضیاء الحسن		پنجاب
2.	جہانگیر اسد مرزا		سندھ
3.	مسعود احمد پراچہ		سرحد
4.	چوہدری محمد یعقوب		بلوچستان

☆ آئی جی جیل خانہ جات پنجاب

1. پرویز رحیم راجپوت

پنجاب کابینہ

صوبائی وزراء کے محکمے:

نام وزیر	محکمہ جات	نام وزیر	محکمہ جات
محمد ارشد خان لودھی	زراعت	گل حمید خان روکھڑی	ریونیو ریلیف اور استمال
چوہدری محمد اقبال	خوراک	ڈاکٹر محمد شفیق چوہدری	ایکسائز
عمران مسعود	تعلیم	مناظر علی رانجھا	کالونیز
اختر حسین رضوی	لیبر ہیومن ریسورسز	محمد سبطین خان	مائنز اینڈ منرل

چوہدری ظہیر الدین	تعمیرات مواصلات	عامر سلطان چیمہ	اریگیشن اینڈ پاور
رانا شمشاد احمد خان	ٹرانسپورٹ	کرنل (ر) ملک محمد انور	کوآپریٹو
حسین وٹو	زکوٰۃ وعشر	حسین جہانیاں گردیزی	لٹریسی نان فارمل بنیادی تعلیم
ڈاکٹر طاہر علی جاوید	صحت	مخدوم اشفاق احمد	تحفظ ماحولیات
محمد اجمل چیمہ	صنعت	سید رضا علی گیلانی	ہاؤسنگ، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
سید ہارون احمد سلطان	لائیوسٹاک، ڈیری ڈویلپمنٹ	محمد ہاشم	پاپولیشن ویلفیئر
ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	جنگلات ماہی گیری	سردار حسین بہادر دریشک	خزانہ
میاں محمد اسلم اقبال	سیاحت	چودھری شوکت علی بھٹی	کلچر، امور نوجواناں

سندھ کابینہ

1۔ سردار احمد، 2۔ شعیب بخاری، 3۔ عبدالروف صدیقی
4۔ محمد حسین 5۔ محمد عادل صدیقی 6۔ بشیر احمد قائم خانی
7۔ یعقوب الیاس مسیح 8۔ عرفان اللہ مروت 9۔ عارف مصطفیٰ

مسلم لیگ فنکشنل گروپ سے دو وزراء لیے گئے جن کے نام یہ ہیں۔

10۔ صدرالدین شاہ راشدی 11۔ چوہدری افتخار احمد

مسلم لیگ سے بھی دو وزراء لے گئے جن کے نام یہ ہیں۔

12۔ الطاف حسین انہڑ 13۔ ڈاکٹر سعیدہ ملک 14۔ امتیاز شیخ

پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے باغی گروپ جو **پیپلز پارٹی پیٹریاٹ** کہلاتا ہے سے ایک وزیر لیا گیا جس کا نام یہ ہے۔

15۔ منظور پنہور

سرحد کابینہ

10 اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات کے بعد صوبہ سرحد میں اکرم خان درانی کو 29 نومبر 2002ء کو وزیراعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 2 دسمبر 2002ء کو صوبہ سرحد کی 11 رکنی صوبائی کابینہ نے حلف اٹھایا۔ سینئر وزیر سراج الحق 29 نومبر کو حلف اٹھا چکے تھے۔

1۔ ظفر اعظم، 2۔ سردار محمد ادریس، 3۔ آصف اقبال،

4۔ حافظ اختر علی، 5۔ قاری محمود، 6۔ حافظ حشمت خان،
7۔ راجہ فیصل زمان، 8۔ فضل ربانی، 9۔ حسین احمد،
10۔ عنایت اللہ، 11۔ سراج الحق (سینئر وزیر) 12۔ فضل علی

بلوچستان کابینہ

بلوچستان کی 14 رکنی کابینہ کی تفصیل یہ ہے۔

متحدہ مجلس عمل کے وزراء

1۔ مولانا عبدالواسع 2۔ آغا عبدالوحد صدیقی 3۔ مولانا فیض محمد
4۔ حافظ حمد اللہ 5۔ حافظ حسین احمد شیرودی 6۔ مولانا فیض اللہ
7۔ آغا فیصل

مسلم لیگ ق گروپ کے وزراء

1۔ عبدالرحمٰن جمالی 2۔ امان اللہ نوتیزئی 3۔ کرنل (ر) یونس چنگیزی
4۔ سردار مسعود لونی

نیشنل الائنس

1۔ سید احسان شاہ 2۔ عاصم کرد گیلو

بلوچستان نیشنل ڈیموکریٹک

1۔ سردار ثناء اللہ زہری

وزیراعلیٰ بلوچستان جام یوسف نے کابینہ میں لیے گئے وزراء کے محکموں کا اعلان نہیں کیا۔

جنوری 2004ء میں بلوچستان کابینہ میں 16 وزیر شامل کیے گئے۔ اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- مولانا عبدالباری 2- مولانا ڈو محمد پرکانی
3- مولانا نور محمد 4- سید مطیع اللہ آغا
5- مولانا عبدالرحیم 6- مولانا عطاء اللہ
7- جے پرکاش 8- میر شعیب نوشروانی
9- میر عبدالقدوس بزنجو 10- میر بخت آور ڈومکی
11- میر شیر جان بلوچ 12- میر غفور لغاری
13- مسز نسرین رحمان 14- مسز شمع پروین مگسی
15- میر اصغر رند 16- میر جبت الرحمان محمد حسنی

موجودہ وفاقی کابینہ

1- راؤ سکندر اقبال وزیر دفاع (سینئر وزیر) یکم ستمبر 2004

نمبر	نام	قلمدان	تاریخ
2۔	جسٹس ریٹائرڈ عبدالرزاق تھہیم	وزیر بلدیات اور دیہی ترقی	یکم ستمبر 2004
3۔	شیخ رشید احمد	وزیر اطلاعات ونشریات	یکم ستمبر 2004
4۔	امان اللہ خان جدون	وزیر پٹرولیم اور قدرتی وسائل	یکم ستمبر 2004
5۔	بابر خان غوری	وزیر پورٹس اینڈ شپنگ	یکم ستمبر 2004
6۔	غوث بخش خان مہر	وزیر انسداد منشیات	یکم ستمبر 2004
7۔	غلام سرور خان	وزیر محنت افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کے امور	یکم ستمبر 2004
8۔	ہمایوں اختر خان	وزیر تجارت	یکم ستمبر 2004
9۔	جہانگیر خان ترین	وزیر صنعت اور پیداوار	یکم ستمبر 2004
10۔	لیاقت علی جتوئی	وزیر پانی اور بجلی	یکم ستمبر 2004
11۔	محمد اجمل خان	وزیر ثقافت کھیل اور نوجوانوں کے امور	یکم ستمبر 2004
12۔	محمد شمیم صدیقی	وزیر مواصلات	یکم ستمبر 2004
13۔	مشتاق علی چیمہ	وزیر ٹیکسٹائل انڈسٹریز	یکم ستمبر 2004
14۔	میاں شمیم حیدر	وزیر ریلوے	یکم ستمبر 2004
15۔	سید صفوان اللہ	وزیر ہاؤسنگ اینڈ ورکس	یکم ستمبر 2004
16۔	ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی	وزیر پارلیمانی امور	یکم ستمبر 2004
17۔	سردار یار محمد رند	وزیر ریاستیں اور سرحدی علاقے	یکم ستمبر 2004
18۔	ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ	وزیر پرائیوٹیائزیشن اور سرمایہ کاری	یکم ستمبر 2004
19۔	آفتاب احمد خان شیر پاؤ	وزیر داخلہ	یکم ستمبر 2004
20۔	اویس احمد خان لغاری	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی	یکم ستمبر 2004
21۔	سید فیصل صالح حیات	وزیر امور کشمیر اور شمالی علاقہ جات	یکم ستمبر 2004
22۔	ڈاکٹر غازی گلاب جمال	وزیر سیاحت	یکم ستمبر 2004
23۔	ریٹائرڈ میجر حبیب اللہ وڑائچ	وزیر دفاعی پیداوار	یکم ستمبر 2004
24۔	ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل جاوید اشرف	وزیر تعلیم	یکم ستمبر 2004
25۔	میاں خورشید محمود قصوری	وزیر خارجہ امور	یکم ستمبر 2004
26۔	محمد اعجاز الحق	وزیر مذہبی امور زکوٰۃ اور عشر	یکم ستمبر 2004
27۔	محمد نصیر خان	وزیر صحت	یکم ستمبر 2004
28۔	محمد وصی ظفر	وزیر قانون انصاف اور انسانی حقوق	یکم ستمبر 2004
29۔	چودھری نوریز شکور	وزیر سائنس و ٹیکنالوجی	یکم ستمبر 2004
30۔	چودھری شہباز حسین	بہبود آبادی	یکم ستمبر 2004
31۔	ریٹائرڈ میجر طاہر اقبال	وزیر ماحولیات	یکم ستمبر 2004

نمبر	نام	قلمدان	تاریخ
32۔	زبیدہ جلال	وزیر سماجی بھلائی اور خصوصی تعلیم	یکم ستمبر 2004

وزرائے مملکت

نمبر	نام	قلمدان
1.	حامد یار ہراج	کامرس ڈویژن
2.	محمد شاہد جمیل قریشی	مواصلات
3.	محمد علی درانی	ثقافت، کھیل اور نوجوانوں کے امور
4.	زاہد حامد	دفاع
5.	حنا ربانی کھر	اقتصادی امور
6.	بی بی غلام بھروانہ	تعلیم
7.	ملک امین اسلم	ماحولیات
8.	عمر ایوب خان	خزانہ
9.	محمد علی ملکانی	خوراک اور زراعت
10.	مخدوم خضر و بختیار	وزارت خارجہ
11.	بیگم شہناز شیخ	صحت
12.	سردار آصف محمد نکئی	ہاؤسنگ
13.	علی نواز مہر	صنعت و پیداوار
14.	مس انیسہ زیب طاہر خیلی	اطلاعات
15.	علی اسجد ملی	انفارمیشن ٹیکنالوجی
16.	ڈاکٹر شہزاد وسیم	امور داخلہ
17.	چوہدری شاہد حسین بھنڈر	قانون اور انسانی حقوق
18.	ظفر اقبال وڑائچ	دیہی ترقی
19.	طارق عظیم	بیرون ملک پاکستانی
20.	محمد رضا حیات ہراج	پارلیمانی امور
21.	نصیر خان مینگل	پیٹرولیم اور قدرتی وسائل
22.	عمر احمد گھمن	پرائیوٹائزیشن
23.	اسحاق خان خاکوانی	ریلوے
24.	ڈاکٹر عامر لیاقت حسین	مذہبی امور
25.	مس سمیرا ملک	سیاحت
26.	امیر مقام	پانی و بجلی

27. نیلوفر بختیار ''مشیر'' — ویمن ڈویژن

28. ڈاکٹر سلمان احمد — خزانہ

آزاد کشمیر

صدر:	سردار محمد انور خان	کیم اگست 2001ء
وزیر اعظم:	سردار سکندر حیات	جولائی 2001ء
چیف جسٹس:	چوہدری ریاض	
سپیکر اسمبلی:	سردار سیاب خالد	
ڈپٹی سپیکر:	ثناء اللہ خان قادری	
محتسب:	چوہدری طارق مسعود	

مختلف ممالک کے سربراہان

افغانستان: صدر حامد کرزئی	2001ء
البانیہ: صدر: الفریڈ سپائرڈ موسیو	2002ء
وزیر اعظم: فاٹوس ناٹو	2002ء
الجزائر: صدر: عبدالعزیز بوتیفیکا	1999ء
وزیر اعظم: احمد یحییٰ	2003ء
انڈورا: سربراہ مملکت: شہزادہ جان ایزک وائیوز سیلیا	2003ء
سربراہ حکومت: مارک فورن مولن	2001ء
انگولا: صدر: جوز ایڈورڈ ڈاس	1992ء
وزیر اعظم: فرنینڈو ڈی پائیڈا ڈیاز ڈوس	2002ء
انگیولا: گورنر: پیٹر جان سٹون	2000ء
وزیر اعلیٰ: آئیورین فلیمنگ	2000ء
انٹی گوا اینڈ باربوڈا: سربراہ حکومت: ملکہ ایلزبتھ دوئم	1981ء
گورنر جنرل: جیمز بیتھیو دین	1993ء
وزیر اعظم: لیسٹر بریانٹ برڈ	
ارجنٹائن: صدر: نیسٹر کارلوس کرچنر	2003ء
آرمینیا: صدر: رابرٹ سیدراکی کوچ ارائیں	1998ء
وزیر اعظم: اینڈرانک مارکارائین	2000ء

اروبا: گورنر جنرل: اولینڈا اوکول مین	1992ء
وزیر اعظم: نیلسن اڈوبر	2001ء
آسٹریلیا: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم	1952ء
گورنر جنرل: سر گائے گرین	2003ء
وزیر اعظم: جان ونسٹن ہاورڈ	2001ء
آسٹریا: صدر: تھامس کلیسٹل	1992ء
چانسلر: وولف گینگ شاسل	2000ء
آذربائیجان: صدر: آرکیڈی گھوکاشیئن	1997ء
وزیر اعظم: انشاوین دانیال	2002ء
ایکوڈور: صدر: لوئیسوایڈون بورباؤ	2003ء
وزیر اعظم: الفریڈو پلاسیو	2003ء
ایلسلوڈور: صدر: فرانسسکو گوئیلر یموفلورس پیریز	1999ء
ایکواٹوریل گنی: صدر: تھیوڈورا دیانگ گو۔یماباساگو	1979ء
وزیر اعظم: کینڈیڈو ماتیستیمارواس	2001ء
ایتھوپیا: صدر: گرمارولڈ گیاگورس	2001ء
وزیر اعظم: میلیس زیناوی	1995ء
آئس لینڈ: صدر: اولافر اگنڈ گرمسن	1996ء
وزیر اعظم: ڈاویواوڈسن	1996ء
انڈونیشیا: صدر: جنرل ڈونگیا مبوتو	2004ء
ایران: رہبر: آیت اللہ خامنہ ای	1998ء
صدر: محمود احمد نژادی	2005ء
آئرلینڈ: صدر: میری پیٹریشیا میسکیلیس	1997ء
وزیر اعظم: بارتھولومیو پیٹرک	1997ء
اسرائیل: صدر: موشے کاٹ زاو	2000ء
وزیر اعظم: ایریل شیرون	2001ء
اٹلی: صدر: کارلوایزگ لیوکیاسی	1999ء
چیئرمین وزراء کونسل: سلویو برلوسکونی	2001ء
آئس لے مین: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم	1952ء

گورنر: آئین سیکفد ائمین	2000ء
اومان: بادشاہ: سلطان قابوس بن سعد	1970ء
ازبکستان: صدر: اسلام عبدوگونووچ کریموف	1991ء
وزیراعظم: اوتکر سلطانوف	1995ء
اردن: بادشاہ شاہ عبداللہ	1999ء
اری ٹیریا: صدر: عیسیاس افیورکی	1993ء
ایسٹونیا: صدر: آرنلڈ روٹل	2001ء
وزیراعظم: جوہان پارٹس	2003ء
برطانیہ: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم	1952ء
وزیراعظم: ٹونی بلیئر (انتھونی چارلس)	1997ء
بہاماس: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم II	1973ء
گورنر جنرل: آئیوی ڈیمونٹ	2001ء
وزیراعظم: پیری کرسٹی	2002ء
بحرین: بادشاہ شیخ حماد ابن عیسیٰ الخلیفہ	1999ء
وزیراعظم: شیخ ابن خلیفہ ابن سلیمان الخلیفہ	1971ء
بنگلہ دیش: صدر: لاج الدین احمد	2002ء
وزیراعظم: خالدہ ضیاء	2001ء
بارباڈوس: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ	1966ء
وزیراعظم: اوون سی مور آرتھر	1994ء
بیلاروس: صدر: الیگزینڈر ریگوروچ	1994ء
وزیراعظم: ہنڈزے ناؤسکی	2001ء
بیلجیئم: بادشاہ: البرٹ دوئم	1993ء
وزیراعظم: گائے ورہونسلڈیٹ	1999ء
بیلیز: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم	1981ء
وزیراعظم: سعید موسیٰ	1998ء
بینن: صدر: میتھیو کریکو	1996ء
برمودا: گورنر جان واکر	2002ء
وزیراعظم: جینیفر سمتھ	1998ء
بھوٹان: بادشاہ جگمے سنگھے	1972ء

سربراہ وزراء کونسل لائنپو کنزینگ ڈوجی	2002ء
بولیویا: صدر: گونزالو سانچز ڈی لازاڈو	2002ء
نائب صدر: کارلوس ڈیاگو	2002ء
بوسنیا ہرزی گووینیا: صدر: ڈریگن کاویا	2002ء
نائب صدر: عادل عثمانوف	2002ء
بوٹسوانا: صدر: فیسٹس کونٹبا ہیئے موگے	1998ء
نائب صدر: ایان کھاما	1998ء
برازیل: صدر: لوئیز اناکیلولا ڈی سلوا	2003ء
نائب صدر: جوز الین کر	2003ء
برونائی: بادشاہ حسن ال بولقیا معیز الدین	1967ء
بلغاریہ: صدر: جارجی پارنوف	2002ء
وزراء کا صدر: سائمن بوریسوف	
برکینا فاسو: صدر: بلایز کمپاؤر	1987ء
وزیراعظم: پیرا مانگا ارنیسٹ	2000ء
برونڈی: صدر: ڈومی ٹین ڈائزے	2003ء
بھارت: صدر: عبدالکلام	2002ء
وزیراعظم: من موہن سنگھ	2004ء
پاکستان: صدر: جنرل پرویز مشرف	1999ء
وزیراعظم: شوکت عزیز	2004ء
پاپانیوگنی: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ II	1975ء
گورنر جنرل: سرسیلاس آٹوپار	1997ء
وزیراعظم: سرمائیکل سومارے	2002ء
پیراگوئے: صدر: لیوس اینجل گونزالزے	1999ء
پیرو: صدر: الیجنڈرو ٹولیڈر	2001ء
پولینڈ: صدر: الیگزینڈر کاواؤنیوسکی	1995ء
وزیراعظم: لیسزک ملر	2001ء
پرتگال: صدر: جارج فرنینڈو برانکوڈی	1996ء
تائیوان: صدر: چن شوئی بیان	2000ء
وزیراعظم: یوشلی کن	2002ء

تاجکستان: امام علی رحمانوف 1992ء

وزیر اعظم: عقیل عقیلوف 1999ء

تنزانیہ: صدر: بنجمن ولیم مکاپا 1995ء

وزیر اعظم: فریڈرک سمیوئیل 1995ء

تھائی لینڈ: بادشاہ: بھومیل ادلا دجایا 1946ء

وزیر اعظم: تھاکسن شن واترا 2001ء

تیونس: صدر: زین العابدین بن علی 1987ء

وزیر اعظم: محمد گھومانچی 1999ء

ترکی: صدر: احمد نکدت سیزر 2000ء

وزیر اعظم: طیب اردگان 2003ء

ترکمانستان: صدر: سپارامائیت نیازوف 1990ء

جبوتی: صدر: اسماعیل عمر 1999ء

وزیر اعظم: ڈیلیتا محمد ڈیلیتا

جارجیا: صدر: نیمائیل ساکاشویلی 2003ء

جرمنی: صدر: جوہانس واؤ 1999ء

چانسلر:

جمیکا: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم 1962ء

گورنر جنرل: ہاورڈ فلیکس ہینلن 1991ء

وزیر اعظم: پرکی وال جیمز پیٹرسن 1999ء

جاپان: بادشاہ اکی ہیٹو 1989ء

وزیر اعظم: جونی چیرو کوئزومی 2001ء

جرسی: گورنر مائیکل وائیکس 1995ء

جنوبی کوریا: صدر: رومیو ہیون 2003ء

وزیر اعظم: گوہ کن 2003ء

جنوبی افریقہ: صدر: تھابو موو ائیلی مبیکی 1999ء

جمہوریہ چیک: صدر: ویکلاؤ کلاز 2003ء

جبرالٹر: گورنر: ڈیوڈ ڈیوری 2000ء

وزیر اعظم: پیٹر کارونا 2000ء

چاڈ: صدر: ادریس ڈیبی 1999ء

وزیر اعظم: ہارون کبادی 2002ء

چلی: صدر: ریکارڈو لاگوس ایسکوبر 2000ء

چین: صدر: ہوجن تاؤ 2003ء

وزیر اعظم: وین جیاباؤ 2003ء

ڈنمارک: ملکہ مارگریٹ II 1972ء

وزیر اعظم: اینڈرس فوگ راس موسن 2001ء

ڈومینیکا: صدر: ورنن لارڈن شاہ 1998ء

وزیر اعظم: پائیر چارلس 2000ء

ڈومینکن جمہوریہ: صدر راجیل ہپو لائٹو میجیا ڈومنگوز 2000ء

رومانیہ: صدر: آئین لیسکو 2001ء

وزیر اعظم: ایڈریان نیسٹاس 2001ء

ریاستہائے متحدہ امریکہ: صدر: جارج ڈبلیو بش 2001ء

نائب صدر: ڈک چینی 2001ء

زیمبیا: صدر: لیوی پیٹرک ماوانیاواسا 2002ء

زمبابوے: صدر: رابرٹ موگابے 1987ء

سعودی عرب: بادشاہ: شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز 2005ء

ولی عہد: شہزادہ عبداللہ 1982ء

سینی گال: صدر: عبداللہ وادے 2000ء

وزیر اعظم: ادریس سیک

سربیا مونٹی نیگرو: صدر: ویٹزار مارادی 2003ء

سیرالیون: صدر: احمد تابن کباہ 2002ء

نائب صدر: سلمان بریوا 2002ء

سنگاپور: صدر: سیلی پان رامن تھان 1999ء

وزیر اعظم: گوچوک تونگ 1990ء

سلوواکیہ: صدر: روڈلف شسٹر 1999ء

سلووینیا: صدر: جینز ڈرنووسک 2002ء

سپین: بادشاہ: جون کارلوس 1975ء

وزیر اعظم: جوز ماریہ ازنر 1996ء

سری لنکا: صدر: مہندر راجہ پکشے 2005ء

سوڈان: صدر: عمر حسن البشیر 1989ء
سویڈن: بادشاہ: کارل گستاف 1973ء
وزیر اعظم: گوران پرسن 1996ء
سوئٹزرلینڈ: صدر: پاسکل کوچ فن 2003ء
شمالی کوریا: صدر کم ینگ نام 1998ء
وزیر اعظم: ہونگ سونگ نام 1998ء
شام: صدر: بشار الاسد 2000ء
وزیر اعظم: محمد مصطفےٰ میرو 2000ء
صومالیہ: صدر: واہر ریالی کاہن 2002ء
عراق: صدر جلال طالبانی اپریل 2005ء
وزیر اعظم: ابراہیم الجعفر اپریل 2005ء
فیجی: صدر: راٹو جوزف لوئیلو 2000ء
فن لینڈ: صدر: تلدجا ہیلونن 2000ء
وزیر اعظم: انیلی جاٹمینک 2003ء
فلسطین: صدر: محمود عباس 2004ء
وزیر اعظم: احمد قوریع 2003ء
فرانس: صدر جیکوئس شیراک 1995ء
فلپائن: صدر: ماریا گلوریا 2001ء
قبرص: صدر: تاسوس پاپاڈوپلوس 2003ء
قازقستان: صدر نور سلطان نذر بایوف 1991ء
وزیر اعظم: امان گالی تسما گو بوتوف 2002ء
قطر: امیر: شیخ حامد بن خلیفہ الثانی 1995ء
وزیر اعظم: شیخ عبداللہ بن خلیفہ الثانی 1996ء
کمبوڈیا: بادشاہ: شاہ نورڈوم سہانوک 1993ء
وزیر اعظم: ہن سن 1998ء
کیمرون: صدر: پال بائیا 1982ء
وزیر اعظم: پیٹر مافانی موسینگ 1996ء
کینیڈا: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ دوئم 1952ء
وزیر اعظم: جوزف جیکوئس کریسٹن 1993ء

کولمبیا: صدر: ایلویرو اوریب ویلز 2002ء
نائب صدر: فرانسسکو سانٹوس 2002ء
عوامی جمہوریہ کانگو: صدر: جوزف کابیلا 2001ء
کانگو: صدر: ڈینئس ساساؤ گیسو 1997ء
کوسٹاریکا: صدر ابیل پاچیکو ڈی لا اسپریلا 2002ء
کوڈی آئی وائر: صدر: لارنٹ بیگبو 2000ء
وزیر اعظم: سیڈو ڈائرے 2003ء
کروشیا: صدر: سٹیپن میسائی 2000ء
چیئر مین حکومت: ہائی ویکاریکن 2002ء
کیوبا: فیڈل الیجنڈرو کاسترو 1959ء
کینیا: صدر: ایمیلیو ماوائی کیباکی 2002ء
نائب صدر: مائیکل کجانہ وامہ والا 2003ء
کویت: بادشاہ: شیخ جابر الاحمد الجابر الصباح 1978ء
وزیر اعظم: سعدان عبداللہ السلیم الصباح 1978ء
کرغیزستان: صدر: اسفر اکیا یوف اکیان 1999ء
وزیر اعظم: نکولی تاناویو 2002ء
گیبون: صدر: الحد عمر بونگو 1967ء
وزیر اعظم جین فرانکوس ٹوٹومے 1999ء
گیمبیا: صدر: یحیٰ الفانسو جاموس جیبولائے جامع 1994ء
چانسلر: گیرہارڈ شیروڈ گر 1998ء
گھانا: صدر: جان کائیکم کوفور 2000ء
گرین لینڈ: ڈینش کمشنر گونار مامنز 1995ء
وزیر اعظم: ہینس نوکسن 2002ء
گرینیڈا: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ 1974ء
گورنر جنرل: ڈینیئل ولیمز 1996ء
وزیر اعظم: کیتھ کلاڈیس مچل 1995ء
گام: گورنر: فلیکس کاماچاؤ 2003ء
گوئٹے مالا: صدر: الفانسو انٹونیو پورٹیلو 2000ء
گورنسے: گورنر جنرل: سر جان کاورڈ 1994ء

گنی: صدر: لانسانا کونٹ 1984ء

وزیراعظم: لامینین سیڈیمی 1999ء

گنی بساؤ: صدر: کومبا لالہ 2000ء

وزیراعظم: مایو پائیرس 2002ء

گائنا: صدر: بھارت جاگدیو 1999ء

وزیراعظم: سیموئیل آرچیلڈ 1997ء

لاؤس: صدر خامتائی سفندون 1998ء

وزیراعظم: بونگنگ ووا چیتھ 2001ء

لٹویا: صدر: وائرے وائیک خیبرگا 1999ء

وزیراعظم: ایناریس ریپس 2002ء

لبنان: صدر: ایمل جمیل 1998ء

وزیراعظم: رفیق الحریری 2000ء

لیسوتھو: بادشاہ: لیٹسی III 1996ء

وزیراعظم: پاکالیتھا موسسلی 1998ء

لائبیریا: صدر: چارلس گھنکے ٹیلر 1997ء

لیبیا: صدر: معمر القذافی 1969ء

لینسٹائن: سربراہ مملکت شہزادہ ہینس ایڈم II 1998ء

گورنر: اوتمار ہیلر 2001ء

لیتھونیا: صدر: رولینڈ پاکساس 2003ء

وزیراعظم: الگراڈاس برازوکساس 2001ء

لکسمبرگ: سربراہ مملکت: ہینری 2000ء

وزیراعظم: جین کلاڈ جنکر 1994ء

مشرقی تی مور صدر: گسانا گسماؤ 2002ء

وزیراعظم: ماری الکتیری 2001ء

مصر: صدر: حسنی مبارک 1981ء

وزیراعظم: عاطف محمد عبید 1999ء

مقدونیہ: صدر: بورس ٹریکسورکسی 1999ء

وزیراعظم: برانکو وینکووسکی 2002ء

مڈغاسکر: صدر: مارک راولمانا 2002ء

وزیراعظم: جین جیکولس واسولینڈر ایپ 2002ء

ملاوی: صدر: ایلسن بکالی مولوزی 1994ء

ملائیشیا: بادشاہ: سراج الدین ابن ال محرم سید پترا جمال اللہ 2001ء

وزیراعظم: عبداللہ بداوی 2003ء

مالدیپ: صدر: مامون عبدالقیوم 1978ء

مالی: صدر: امادو تومانی توری 2002ء

وزیراعظم: احمد محمد حمانی 2002ء

مالٹا: صدر: گیوڈوڈی مارکو 1999ء

وزیراعظم: ایڈی فرنچ ایڈمی 1998ء

موریطانیہ: صدر: معاویہ ولد سیدی احمد طیہ 1984ء

وزیراعظم: شیخ العافیہ اود محمد کھونا 1998ء

ماریشیس: صدر: کارل آفسٹس 2002ء

وزیراعظم: ایس روڈ جگ ناتھ 2000ء

میکسیکو: صدر: وائسینٹ فوکس قوسیڈا 2000ء

مالدووا: صدر: اگور سمنوف 2001ء

مناکو: سربراہ مملکت: شہزادہ ریئر III 1949ء

وزیراعظم: پیٹرک لیکسرک 2000ء

منگولیا: صدر: ناٹسگائین باگابدانی 1997ء

وزیراعظم: نمبرینجن اینخیابار 2000ء

مراکش: بادشاہ شاہ محمد 1999ء

وزیراعظم: ادریس جیتو 2002ء

موزمبیق: صدر: جیکوئم البرٹو کسانو 1986ء

وزیراعظم: پاسکل مینوئل موکھمی 1994ء

میانمار (برما): صدر کونسل: تھان شوی 1992ء

متحدہ عرب امارات شیخ مبارک بن سلطان النہیان 2004ء

وزیراعظم: شیخ مکتوم ابن راشد 1990ء

نیمبیا: صدر: سیموئیل دانیال 1990ء

وزیراعظم: تھیو بن گیوریب 2002ء

نیپال: بادشاہ: مہاراجہ دھیرا گیانندرا 2001ء

نیوزی لینڈ: سربراہ مملکت: ملکہ ایلزبتھ II	1952ء
گورنر جنرل: سلویا کارٹ رائٹ	2001ء
وزیراعظم: ہیلن کلارک	1999ء
نائیجر: صدر: مامودو تاندجا	1999ء
وزیراعظم: حما امودو	2000ء
نائیجیریا: صدر: ستھیو الوسوگن	1999ء
نائب صدر: الحاج ابوبکر عتیق	1999ء
ناروے: بادشاہ: ہیرالڈ پنجم	1991ء
وزیراعظم: جیل میگنے بونڈوک	2001ء
وسطی افریقہ جمہوریت: صدر: فرانکوس بوزیز	2003ء
وزیراعظم: ابیل گومبا	2003ء
ویٹی کن سٹی: پوپ: گائیوینی پاؤلو	1978ء
وینزویلا: صدر: ہوگو رافیل فریز	2000ء
ویت نام: صدر: ٹران ڈک لونگ	1997ء
وزیراعظم: خان وان کھائی	1997ء
ہیٹی: صدر: جین برٹرینڈ آرسٹائیڈ	2001ء
وزیراعظم: وون نیپچون	2002ء
ہنڈوراس: صدر: ایکارڈو ماڈورو	2002ء
ہنگری: صدر: فرینک ماڈی	2000ء
صدر وزراء کونسل: پیٹر میڈگاسی	2002ء
یونان: صدر: کانسٹیفائن ڈی میٹری سٹیفن پولوس	1995ء
وزیراعظم: کانسٹیفائن جاجیو	1996ء
یوگنڈا: صدر: یوری کاگوتا موسوینی	1986ء
وزیراعظم: اپالو نسیمی	1999ء
یوکرائن: صدر: لیونڈ ڈینولووچ کچونا	1994ء
وزیراعظم: وکٹر یانکووچ	2002ء
یوراگوئے: صدر: جارج لیوس بٹل	2000ء
یمن: صدر: علی عبداللہ صالح	1990ء

وزیراعظم: عبدالقدیر باگامال 2001ء

پاکستانی حکمران

گورنر جنرل:۔

1	قائداعظم محمد علی جناح	15 اگست 1947ء	تا	11 ستمبر 1948ء
2	خواجہ ناظم الدین	14 ستمبر 1948ء	تا	17 اکتوبر 1951ء
3	ملک غلام محمد	19 اکتوبر 1951ء	تا	05 اکتوبر 1955ء
4	میجر جنرل سکندر مرزا	06 اکتوبر 1955ء	تا	23 مارچ 1956ء

نوٹ 23 مارچ 1956ء کے آئین کے نفاذ پر پاکستان جمہوریہ قرار پایا۔ اس لیے گورنر جنرل کی بجائے صدر کو سربراہ مملکت بنایا گیا۔

صدر:۔

1	میجر جنرل سکندر مرزا	23 مارچ 1956ء		27 اکتوبر 1958ء
2	فیلڈ مارشل محمد ایوب خان	27 اکتوبر 1958ء		25 مارچ 1969ء
3	جنرل محمد یحییٰ خان	25 مارچ 1969ء	تا	20 دسمبر 1971ء
4	ذوالفقار علی بھٹو	20 دسمبر 1971ء	تا	13 اگست 1973ء
5	فضل الٰہی چوہدری	14 اگست 1973ء	تا	16 ستمبر 1978ء
6	جنرل محمد ضیاء الحق	16 ستمبر 1978ء	تا	17 اگست 1988ء
7	غلام اسحاق خان	18 اگست 1988ء	تا	18 جولائی 1993ء
8	وسیم سجاد (قائم مقام)	18 جولائی 1993ء	تا	13 نومبر 1993ء
9	سردار فاروق احمد لغاری	14 نومبر 1993ء	تا	2 دسمبر 1997ء
10	وسیم سجاد (قائم مقام)	2 دسمبر 1997ء	تا	31 دسمبر 1997ء
11	جسٹس (ر) رفیق احمد تارڑ	یکم جنوری 1998ء	تا	20 جون 2001ء
12	جنرل پرویز مشرف	21 جون 2001ء	تا	حال

نائب صدر:۔

1	جناب نورالامین	21 دسمبر 1971ء	تا	14 اگست 1973ء

وزیر اعظم

1 خان لیاقت علی خان 15 اگست 1947ء تا 16 اکتوبر 1951ء
2 خواجہ ناظم الدین 17 اکتوبر 1951ء تا 17 اپریل 1953ء
3 محمد علی بوگرہ 17 اپریل 1953ء تا 11 اگست 1955ء
4 چوہدری محمد علی 12 اگست 1955ء تا 12 ستمبر 1956ء
5 حسین شہید سہروردی 12 ستمبر 1956ء تا 16 اکتوبر 1957ء
6 آئی آئی چندریگر 17 اکتوبر 1957ء تا 16 دسمبر 1957ء
7 ملک فیروز خان نون 16 دسمبر 1957ء تا 7 اکتوبر 1958ء
8 فیلڈ مارشل محمد ایوب خان 8 اکتوبر 1958ء تا 27 اکتوبر 1958ء
9 مسٹر نورالامین (نامزد) 7 دسمبر 1971ء تا 20 دسمبر 1971ء
10 ذوالفقار علی بھٹو 14 اگست 1973ء تا 5 جولائی 1977ء
11 محمد خان جونیجو 23 مارچ 1985ء تا 29 مئی 1988ء
12 بے نظیر بھٹو 2 دسمبر 1988ء تا 6 اگست 1990ء
13 غلام مصطفیٰ جتوئی (نگران) 6 اگست 1990ء تا 6 نومبر 1990ء
14 میاں نواز شریف 6 نومبر 1990 تا 18 اپریل 1993ء
بحال کیے گئے 26 مئی 1993ء تا 18 جولائی 1993ء
15 بلخ شیر مزاری (نگران) 18 اپریل 1993ء تا 26 مئی 1993ء
16 معین احمد قریشی (نگران) 18 جولائی 1993ء تا 19 اکتوبر 1993ء
17 بے نظیر بھٹو 19 اکتوبر 1993ء تا 4 نومبر 1996ء
18 معراج خالد (نگران) 5 نومبر 1996ء تا 16 فروری 1997ء
19 میاں محمد نواز شریف 17 فروری 1997ء تا 12 اکتوبر 1999ء
20 میر ظفر اللہ جمالی 23 نومبر 2002ء تا 26 جون 2004ء
21 چوہدری شجاعت حسین 29 جون 2004ء تا 28 اگست 2004ء
22 شوکت عزیز 29 اگست 2004ء تا تاحال

پاکستانی ریاستوں کی حکمران شخصیات

گورنر پنجاب:۔

1 سر رابرٹ فرانسس موڈی 15 اگست 1947ء تا 2 اگست 1949ء
2 سردار عبدالرب نشتر 2 اگست 1949ء تا 24 نومبر 1951ء

3 ابراہیم اسماعیل چندریگر 24 نومبر 1951ء تا 2 مئی 1953ء
4 میاں امین الدین 2 مئی 1953ء تا 24 جون 1954ء
5 حبیب ابراہیم رحمت اللہ 26 ستمبر 1954ء تا 26 نومبر 1954ء
6 میاں مشتاق احمد گورمانی 27 نومبر 1954ء تا 14 اکتوبر 1955ء
7 لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمان یکم جولائی 1970ء تا 23 دسمبر 1971ء
8 غلام مصطفیٰ کھر 23 دسمبر 1971ء تا 18 نومبر 1973ء
9 نواب صادق حسین قریشی نومبر 1973ء تا مارچ 1975ء
10 غلام مصطفیٰ کھر 14 مارچ 1975ء تا 31 جولائی 1975ء
11 نواب محمد عباس خان عباسی 31 جولائی 1975ء تا 5 جولائی 1977ء
12 مسٹر جسٹس اسلم ریاض (قائم مقام) 5 جولائی 1977ء تا 18 ستمبر 1978ء
13 لیفٹیننٹ جنرل سوار خان 18 ستمبر 1978ء تا 30 اپریل 1980ء
14 لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی یکم مئی 1980ء تا دسمبر 1985ء
15 مخدوم سجاد حسین قریشی 30 دسمبر 1985ء تا 7 دسمبر 1988
16 جنرل ٹکا خان 9 دسمبر 1988ء تا 6 اگست 1990ء
17 میاں محمد اظہر 6 اگست 1990ء تا 19 اپریل 1993ء
18 الطاف حسین (قائم مقام) 19 اپریل 1993ء تا 19 جولائی 1993ء
19 لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد اقبال (قائم مقام) 19 جولائی 1993ء تا 25 مارچ 1994ء
20 الطاف حسین 26 مارچ 1994ء تا 21 مئی 1995ء
21 چیف جسٹس چوہدری الیاس (قائم مقام) 22 مئی 1995ء تا 19 جون 1995ء
22 (ر) لیفٹیننٹ جنرل راجہ سروپ 19 جون 1995ء تا 11 نومبر 1996ء
23 خواجہ طارق رحیم (قائم مقام) 11 نومبر 1996ء تا 11 مارچ 1997ء
24 شاہد حامد 11 مارچ 1997ء تا 18 اگست 1999ء
25 ذوالفقار علی کھوسہ 18 اگست 1999ء تا 12 اکتوبر 1999ء
26 لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد صفدر 25 اکتوبر 1999ء تا 28 اکتوبر 2001ء
27 لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول 29 اکتوبر 2001ء تا حال

وزرائے اعلیٰ:۔

1 خان افتخار حسین ممدوٹ 15 اگست 1947ء تا 25 جنوری 1949ء
2 میاں ممتاز احمد خان دولتانہ 6 اپریل 1951ء تا 3 اپریل 1953ء
3 ملک فیروز خان نون 13 اپریل 1953ء تا 21 مئی 1995ء

نمبر	نام	از		تا
4.	عبدالحمید خان دستی	21 مئی 1955ء	تا	13 اکتوبر 1955ء
5.	معراج خالد	29 اپریل 1972ء	تا	13 نومبر 1973ء
6.	غلام مصطفیٰ کھر	11 نومبر 1973ء	تا	14 مارچ 1974ء
7.	محمد حنیف رامے	15 مارچ 1974ء	تا	11 جولائی 1977ء
8.	صادق حسین قریشی	11 جولائی 1975ء	تا	5 جولائی 1977ء
9.	میاں نواز شریف	9 اپریل 1985ء	تا	کیم دسمبر 1988ء

(بشمول نگران وزیر اعلیٰ بوقت برطرفی مسلم لیگی وزارت عظمیٰ محمد خان جونیجو منجانب جنرل ضیاء الحق مئی 1988ء)

نمبر	نام	از		تا
10.	میاں نواز شریف	2 دسمبر 1988ء	تا	6 اگست 1990ء
11.	غلام حیدر وائیں	7 اگست 1990ء	تا	مئی 1993ء
12.	منظور احمد وٹو (نگران)	مئی 1993ء	تا	18 جولائی 1993ء
13.	شیخ منظور الٰہی نگران	19 جولائی 1993ء	تا	19 اکتوبر 1993ء
14.	منظور احمد وٹو	20 اکتوبر 1993ء	تا	5 ستمبر 1995ء
15.	سردار عارف نکئی	13 ستمبر 1995ء	تا	3 نومبر 1996ء
16.	چوہدری افضل حیات (نگران)	17 نومبر 1996ء	تا	20 فروری 1997ء
17.	میاں شہباز شریف	20 فروری 1997ء	تا	12 اکتوبر 1999ء
18.	چوہدری پرویز الٰہی	29 نومبر 2002ء	تا	حال

صوبہ سندھ

گورنر:۔

نمبر	نام	از		تا
1	شیخ غلام حسین ہدایت اللہ	15 اگست 1947ء	تا	4 اکتوبر 1948ء
2.	پیر الٰہی بخش	7 اکتوبر 1948ء	تا	18 نومبر 1952ء
3.	یوسف ہارون	18 نومبر 1952ء	تا	کیم مئی 1953
4.	قاضی فضل اللہ	2 مئی 1953ء	تا	12 اگست 1953
5.	محمد ایوب کھوڑو	12 اگست 1953ء	تا	23 جون 1954
6.	پیرزادہ عبدالستار	24 جون 1954ء	تا	14 اکتوبر 1955
7.	محمد ایوب کھوڑو	کیم جولائی 1970ء	تا	24 دسمبر 1971
8.	ممتاز علی بھٹو	24 دسمبر 1971ء	تا	20 اپریل 1972
9.	میر رسول بخش تالپور	29 اپریل 1972ء	تا	13 فروری 1973

نمبر	نام	از		تا
10.	بیگم رعنا لیاقت علی خان	15 فروری 1973ء	تا	29 فروری 1976
11.	نواب دلاور خان آف جوناگڑھ	29 فروری 1976ء	تا	5 جولائی 1977
12.	مسٹر جسٹس عبدالقادر	5 جولائی 1977ء	تا	18 ستمبر 1976
13.	لیفٹیننٹ جنرل ابراہیم عباسی	18 ستمبر 1978ء	تا	مارچ 1984
14.	لیفٹیننٹ جنرل جہانداد	22 مارچ 1984ء	تا	4 جنوری 1987
15.	اشرف تابانی	4 جنوری 1987ء	تا	24 جون 1988
16.	جنرل رحیم الدین خان	24 جون 1988ء	تا	10 ستمبر 1988
17.	جسٹس قدیر الدین احمد	12 ستمبر 1988ء	تا	13 اپریل 1989
18.	فخر الدین جی ابراہیم	9 اپریل 1990ء	تا	6 اگست 1990
19.	محمود اے ہارون	6 اگست 1990ء	تا	19 جولائی 1993
20.	حکیم محمد سعید (نگران)	19 جولائی 1993ء	تا	22 جنوری 1994
21.	محمود اے ہارون	23 جنوری 1994ء	تا	22 مئی 1995
22.	کمال اظفر	22 مئی 1995ء	تا	17 مارچ 1997
23.	لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر	17 مارچ 1997ء	تا	19 اگست 1999
24.	ممنون حسین	19 اگست 1999ء	تا	12 اکتوبر 1999
25.	(ر) ائیر مارشل محمد عظیم داؤد پوتہ	25 اکتوبر 1999ء	تا	24 مئی 2000
26.	میاں محمد سومرو	24 مئی 2000ء	تا	27 دسمبر 2002
27.	ڈاکٹر عشرت العباد	27 دسمبر 2002ء	تا	حال

وزرائے اعلیٰ:۔

نمبر	نام	از		تا
1	محمد ایوب کھوڑو	15 اگست 1947ء	تا	26 اپریل 1948ء
2.	پیر الٰہی بخش	3 مئی 1948ء	تا	4 فروری 1949ء
3.	یوسف ہارون	18 فروری 1949ء	تا	7 مئی 1950ء
4.	قاضی فضل اللہ	8 مئی 1950ء	تا	24 مئی 1951ء
5.	محمد ایوب کھوڑو	23 مارچ 1951ء	تا	مارچ 1953ء
6.	پیرزادہ عبدالستار	22 مئی 1953ء	تا	4 نومبر 1954ء
7.	محمد ایوب کھوڑو	8 نومبر 1954ء	تا	13 اکتوبر 1955ء
8.	ممتاز علی بھٹو	کیم مئی 1972ء	تا	22 دسمبر 1973ء
9.	غلام مصطفیٰ جتوئی	22 دسمبر 1973ء	تا	5 جولائی 1977ء

نمبر	نام	از		تک
10	سید غوث علی شاہ	6اپریل1985ء	تا	6اپریل1988ء
11	اختر علی جی قاضی	10اپریل1988ء	تا	29مئی1988ء
12	اختر علی جی قاضی (نگران)	13اگست1988ء	تا	2دسمبر1988ء
13	سید قائم علی شاہ	2دسمبر1988ء	تا	24فروری1990ء
14	آفتاب شعبان میرانی	24فروری1990ء	تا	6اگست1990ء
15	جام صادق علی	6اگست1990ء	تا	5مارچ1992ء
16	سید مظفر حسین شاہ	6مارچ1992ء	تا	19جولائی1993ء
17	جسٹس (ر) علی مدد شاہ (نگران)	19جولائی1993ء	تا	19اکتوبر1993ء
18	سید عبداللہ شاہ	20اکتوبر1993ء	تا	6نومبر1996ء
19	ممتاز بھٹو (نگران)	7نومبر1996ء	تا	22فروری1997ء
20	لیاقت علی جتوئی	22فروری1997ء	تا	1998ء
21	علی محمد مہر	16دسمبر2002ء	تا	6جون2004ء
22	ڈاکٹر ارباب غلام رحیم	8جون2004ء	تا	حال

صوبہ سرحد

گورنر:-

نمبر	نام	از		تک
1	سر جارج کنگھم	15اگست1947ء	تا	8اپریل1948ء
2	سر امبروس ڈنڈاس فلکس	19اپریل1948ء	تا	16جولائی1949ء
3	صاحبزادہ محمد خورشید	16جولائی1949ء	تا	14جنوری1950ء
4	آئی آئی چندریگر	12فروری1950ء	تا	23نومبر1951ء
5	خواجہ شہاب الدین	24نومبر1951ء	تا	17نومبر1954ء
6	قربان علی خان	3جنوری1955ء	تا	14اکتوبر1955ء
7	لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر خان	یکم جولائی1970ء	تا	26دسمبر1971ء
8	حیات محمد خان شیر پاؤ	26دسمبر1971ء	تا	20اپریل1972ء
9	ارباب سکندر خان خلیل	29اپریل1972ء	تا	15فروری1973ء
10	محمد اسلم خٹک	15فروری1973ء	تا	مئی1974ء
11	میجر جنرل غوث	مئی1974ء	تا	29فروری1976ء
12	میجر جنرل (ر) نصیر اللہ خان بابر	29فروری1976ء	تا	5جولائی1977ء
13	مسٹر جسٹس عبدالحکیم خان	5جولائی1977ء	تا	8ستمبر1978ء

نمبر	نام	از		تک
14	لیفٹیننٹ جنرل فضل حق	8ستمبر1978ء	تا	30دسمبر1985ء
15	نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی	30دسمبر1985ء	تا	18اپریل1986ء
16	فدا محمد خان	27اگست1986ء	تا	13مئی1988ء
17	امیر گلستان جنجوعہ	16جون1988ء	تا	19جولائی1993ء
18	میجر جنرل خورشید علی خان (نگران)	19جولائی1993ء	تا	11نومبر1996ء
19	عارف بنگش	11نومبر1996ء	تا	18اگست1999ء
20	میاں محمد گل اورنگ زیب	18اگست1999ء	تا	12اکتوبر1999ء
21	(ر) لیفٹیننٹ جنرل محمد شفیق	25اکتوبر1999ء	تا	14اگست2000ء
22	(ر) لیفٹیننٹ جنرل افتخار حسین شاہ	15اگست2000ء	تا	12مارچ2005ء
23	کمانڈر خلیل الرحمٰن	12مارچ2005ء	تا	حال

وزرائے اعلیٰ:-

نمبر	نام	از		تک
1	خان عبدالقیوم خان	15اگست1947ء	تا	فروری1953ء
2	سردار عبدالرشید	مارچ1953ء	تا	جولائی1955ء
3	سردار بہادر علی	جولائی1955ء	تا	13اکتوبر1955ء
4	مولانا مفتی محمود	یکم مئی1972ء	تا	18فروری1973ء
5	سردار عنایت اللہ خان گنڈا پور	اپریل1973ء	تا	یکم مئی1975ء
6	نصر اللہ خان	2مئی1975ء	تا	5جولائی1977ء
7	ارباب محمد جہانگیر خان	7اپریل1985ء	تا	یکم دسمبر1987ء
8	فضل حق	31مئی1988ء	تا	دسمبر1988ء
9	آفتاب احمد خان شیر پاؤ	2دسمبر1988ء	تا	6اگست1989ء
10	میر افضل خان	6اگست1990ء	تا	19جولائی1993ء
11	مفتی محمد عباس	19جولائی1993ء	تا	19اکتوبر1993ء
12	صاحبزادہ صابر شاہ	20اکتوبر1993ء	تا	25فروری1994ء
13	آفتاب احمد خان شیر پاؤ	24اپریل1994ء	تا	12نومبر1996ء
14	سکندر زمان (نگران)	12نومبر1996ء	تا	20فروری1997ء
15	سردار مہتاب احمد	21فروری1997ء	تا	12اکتوبر1999ء
16	اکرم خان درانی	29فروری2002ء	تا	حال

صوبہ بلوچستان

گورنر:۔

نمبر	نام	از		تا
1	لیفٹیننٹ جنرل ریاض حسین	یکم جولائی 1970ء	تا	21 دسمبر 1971ء
2	غوث بخش رئیسانی	28 دسمبر 1971ء	تا	13 اپریل 1972ء
3	غوث بخش بزنجو	29 اپریل 1972ء	تا	14 فروری 1973ء
4	محمد اکبر خان بگٹی	15 فروری 1973ء	تا	یکم جنوری 1974ء
5	خان آف قلات میر احمد یار خان	3 جنوری 1974ء	تا	5 جولائی 1977ء
6	مسٹر جسٹس میر خدا بخش مری	5 جولائی 1977ء	تا	18 ستمبر 1978ء
7	لیفٹیننٹ جنرل رحیم الدین	18 ستمبر 1976ء	تا	مارچ 1984ء
8	لیفٹیننٹ جنرل سردار ایف ایس لودھی	12 مارچ 1984ء	تا	1984ء
9	کے کے آفریدی	1984ء	تا	دسمبر 1985ء
10	جنرل محمد موسیٰ خان	30 دسمبر 1985ء	تا	12 مارچ 1991ء
11	میر ہزار کھوسو	13 مارچ 1991ء	تا	12 جولائی 1991ء
12	سردار گل محمد خان جوگیزئی	13 جولائی 1991ء	تا	19 جولائی 1993ء
13	بریگیڈیئر (ر) رحیم درانی (قائم مقام)	19 جولائی 1993ء	تا	19 مئی 1994ء
14	لیفٹیننٹ جنرل (ر) عمران اللہ خان	19 مئی 1994ء	تا	10 اپریل 1997ء
15	میر عبدالجبار (قائم مقام)	10 اپریل 1997ء	تا	22 اپریل 1997ء
16	میاں گل اورنگزیب	22 اپریل 1997ء	تا	18 اگست 1999ء
17	سید فضل آغا	18 اگست 1999ء	تا	12 اکتوبر 1999ء
18	(ر) جسٹس امیر الملک مینگل	25 اکتوبر 1999ء	تا	29 جنوری 2003ء
19	عبدالقادر بلوچ	3 فروری 2003ء	تا	8 اگست 2003ء
20	اویس غنی	11 اگست 2003ء	تا	حال

وزرائے اعلیٰ:۔

نمبر	نام	از		تا
1	سردار عطاء اللہ خان مینگل	یکم مئی 1972ء	تا	15 فروری 1973ء
2	جام میر غلام قادر خان	27 اپریل 1973ء	تا	3 دسمبر 1975ء
3	محمد خان باروزئی	5 اپریل 1977ء	تا	5 جولائی 1977ء
4	میر جام غلام قادر خان	6 اپریل 1985ء	تا	29 مئی 1988ء
5	میر ظفر اللہ خان جمالی	24 جون 1988ء	تا	15 دسمبر 1988ء
6	مسٹر جسٹس خدا بخش مری	22 دسمبر 1988ء	تا	4 فروری 1989ء
7	نواب محمد اکبر خان بگٹی	4 فروری 1989ء	تا	6 اگست 1990ء
8	ہمایوں خان مری	6 اگست 1990ء	تا	نومبر 1990
9	میر تاج محمد جمالی	نومبر 1990ء	تا	19 جولائی 1993ء
10	میر نصیر اللہ مینگل (نگران)	19 جولائی 1993ء	تا	19 اکتوبر 1993ء
11	نواب ذوالفقار مگسی	20 اکتوبر 1993ء	تا	8 نومبر 1996ء
12	میر ظفر اللہ جمالی (نگران)	9 نومبر 1996ء	تا	22 فروری 1997ء
13	سردار اختر مینگل	22 فروری 1997ء	تا	جولائی 1998ء
14	جان جمالی	اگست 1998ء	تا	12 اکتوبر 1999ء
15	جام محمد یوسف	یکم دسمبر 2002ء	تا	حال

آزاد جموں وکشمیر کے حکمران

صدر:۔

نمبر	نام	از		تا
1	سردار محمد ابراہیم	اکتوبر 1947ء	تا	مئی 1950ء
2	سید علی احمد شاہ	مئی 1950ء	تا	دسمبر 1951ء
3	مولانا محمد یوسف	دسمبر 1951ء	تا	جون 1952ء
4	شیر احمد خان	جون 1952ء	تا	مئی 1956ء
5	مولانا محمد یوسف	مئی 1956ء	تا	ستمبر 1956ء
6	محمد عبدالقیوم خان	ستمبر 1956ء	تا	اپریل 1957ء
7	سردار محمد ابراہیم خان	اپریل 1957ء	تا	مئی 1959ء
8	کے ایچ خورشید	مئی 1959ء	تا	اگست 1964ء
9	خان عبدالحمید خان	اگست 1964ء	تا	اکتوبر 1968ء
10	عبدالرحمان	اکتوبر 1968ء	تا	نومبر 1970ء
11	سردار محمد عبدالقیوم خان	نومبر 1970ء	تا	اپریل 1975ء
12	شیخ منظر مسعود	اپریل 1975ء	تا	جون 1975ء
13	سردار محمد ابراہیم	جون 1975ء	تا	اکتوبر 1978ء
14	محمد حیات خان	اکتوبر 1978ء	تا	جنوری 1983ء
15	عبدالرحمٰن	فروری 1983ء	تا	ستمبر 1985ء

نمبر	نام	از		تک
16	سردار محمد عبدالقیوم خان	اکتوبر 1985ء	تا	اگست 1991ء
17	سردار سکندر حیات	اگست 1991ء	تا	مئی 1996ء
18	عبدالرشید عباسی	مئی 1996ء	تا	اگست 1996ء
19	سردار ابراہیم	اگست 1996ء	تا	جولائی 2001ء
20	سردار محمد انور خان	کیم اگست 2001ء	تا	

وزیراعظم:۔

نمبر	نام	از		تک
1	سردار محمد ابراہیم	اکتوبر 1947ء	تا	اکتوبر 1947ء
2	خان عبدالحمید خان	جون 1975ء	تا	اگست 1977ء
3	سردار سکندر حیات خان	جون 1985ء	تا	جون 1990ء
4	ممتاز حسین راٹھور	جون 1990ء	تا	جولائی 1991ء
5	سردار عبدالقیوم خان	جولائی 1991ء	تا	جولائی 1996ء
6	بیرسٹر سلطان محمود چوہدری	جولائی 1996ء	تا	جولائی 2001ء
7	سردار سکندر حیات	24 جولائی 2001ء	تا	

وحدت مغربی پاکستان (one unit)

وحدت مغربی پاکستان پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ایک صوبہ تھا۔ جس کے حکمران گورنر اور وزرائے اعلیٰ درج ذیل ہیں۔

گورنر:۔

نمبر	نام	از		تک
1	میاں مشتاق احمد گورمانی	14 اکتوبر 1955ء	تا	2 ستمبر 1957ء
2	مسٹر اختر حسین	2 ستمبر 1957ء	تا	کیم جون 1960ء
3	ملک امیر محمد خان.	کیم جون 1960ء	تا	17 ستمبر 1966ء
4	جنرل محمد موسیٰ خان	18 ستمبر 1966ء	تا	19 مارچ 1969ء
5	مسٹر یوسف ہارون	20 مارچ 1969ء	تا	25 مارچ 1969ء
6	لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمان	25 مارچ 1969ء	تا	کیم فروری 1970ء
7	ائیر مارشل (ر) نور خان	کیم فروری 1970ء	تا	30 جون 1970ء

وزرائے اعلیٰ:۔

نمبر	نام	از		تک
1	عبدالقیوم خان (ڈاکٹر خان صاحب)	14 اکتوبر 1955ء	تا	15 جولائی 1957ء

نمبر	نام	از		تک
2	سردار عبدالرشید	16 جولائی 1957ء	تا	17 مارچ 1958ء
3	مظفر علی قزلباش	18 مارچ 1958ء	تا	7 اکتوبر 1958ء

صوبہ مشرقی پاکستان

16 دسمبر 1971ء تک موجودہ بنگلہ دیش مشرقی پاکستان کی حیثیت سے وفاق کی دوسری اکائی تھا۔ اس صوبے میں تعینات ہونے والے گورنرز اور وزرائے اعلیٰ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنر:۔

نمبر	نام	از		تک
1	سر فریڈرک بورن	15 اگست 1947ء	تا	5 اپریل 1950ء
2	سر فیروز خان نون	5 اپریل 1950ء	تا	اکتوبر 1952ء
3	عبدالرحمان صدیقی	اکتوبر 1952ء	تا	3 اپریل 1953ء
4	چوہدری خلیق الزماں	4 اپریل 1953ء	تا	24 اپریل 1954ء
5	میجر جنرل سکندر مرزا	31 مئی 1951ء	تا	20 ستمبر 1954ء
6	تھامس سوبرٹ ایلس	21 ستمبر 1954ء	تا	21 دسمبر 1954ء
7	جسٹس شہاب الدین	22 دسمبر 1954ء	تا	13 جون 1955ء
8	امیر الدین احمد	14 جون 1955ء	تا	9 مارچ 1956ء
9	مولوی ابوالقاسم فضل الحق	10 مارچ 1956ء	تا	30 مارچ 1958ء
10	حامد علی	کیم اپریل 1958ء	تا	3 مئی 1958ء
11	سلطان الدین احمد	4 مئی 1958ء	تا	11 اکتوبر 1958ء
12	ذاکر حسین	12 اکتوبر 1958ء	تا	15 اپریل 1960ء
13	لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان	15 اپریل 1960ء	تا	11 مئی 1962ء
14	غلام فاروق خان	11 مئی 1962ء	تا	128 اکتوبر 1962ء
15	عبدالمنعم خان	28 اکتوبر 1962ء	تا	22 مارچ 1969ء
16	نور الہدیٰ	23 مارچ 1969ء	تا	25 مارچ 1969ء
17	جنرل مظفر الدین	26 مارچ 1969ء	تا	31 اگست 1969ء
18	وائس ایڈمرل ایس ایم احسن	کیم ستمبر 1969ء	تا	کیم مارچ 1971ء
19	لیفٹیننٹ جنرل ٹکا خان	9 اپریل 1971ء	تا	3 ستمبر 1971ء
20	ڈاکٹر اے ایم مالک	3 ستمبر 1971ء	تا	16 دسمبر 1971ء

وزرائے اعلیٰ مشرقی پاکستان:۔

1. خواجہ ناظم الدین 15 اگست 1947ء تا 15 ستمبر 1948ء
2. نور الامین 16 ستمبر 1948ء تا اپریل 1954ء
3. مولوی اے کے فضل الحق اپریل 1954ء تا مئی 1956ء
4. ابو حسین سرکار جون 1956ء تا اگست 1956ء
5. عطاء الرحمان ستمبر 1956ء تا مارچ 1958ء
6. ابو حسین سرکار مارچ 1958ء تا اپریل 1958ء
7. عطاء الرحمان اپریل 1958ء تا جون 1958ء
8. ابو حسین سرکار جون 1958ء تا اگست 1958ء
9. عطاء الرحمٰن اگست 1958ء تا اکتوبر 1958ء

کمشنر صوبہ بلوچستان

یکم جنوری 1970ء سے بلوچستان کو صوبے کا درجہ دیا گیا۔ اس سے قبل وہاں کا انتظام و انصرام سنبھالنے کیلئے کمشنر وفاق کے نمائندے کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالتا تھا۔ صوبے کا درجہ ملنے سے پہلے بلوچستان کے کمشنر کی حیثیت سے ذمہ داریاں مندرجہ ذیل شخصیات نے سنبھالیں۔

1. جیوڈے 15 اگست 1947ء تا 3 اکتوبر 1947ء
2. سر ایمبر اس ڈنڈاس فلیکس 4 اکتوبر 1947ء تا 8 اپریل 1947ء
3. سی اے جے سیوج 9 اپریل 1948ء تا 16 جنوری 1949ء
4. صاحبزادہ محمد خورشید 19 جنوری 1949ء تا 15 جولائی 1949ء
5. میاں امین الدین 16 جولائی 1949ء تا 13 جنوری 1953ء
6. قربان علی خان 13 فروری 1953ء تا 8 نومبر 1954ء
7. سردار بہادر خان 9 نومبر 1954ء تا 19 جولائی 1955ء
8. آر اے ایف ہائیرائیڈ 19 جولائی 1955ء تا 25 جولائی 1955ء
9. میجر آر کے ایم ٹیکر 26 جولائی 1955ء تا 14 اکتوبر 1955ء

دستور ساز و قومی اسمبلی کے سپیکرز

صدور دستور ساز اسمبلی:۔

1. قائداعظم محمد علی جناح 11 اگست 1947ء تا 11 ستمبر 1948ء

سپیکرز دستور ساز اسمبلی:۔

1. مولوی تمیز الدین خاں 14 ستمبر 1948ء تا 24 اکتوبر 1954ء
2. عبدالوہاب خاں 25 مارچ 1956ء تا 7 اکتوبر 1958ء
3. مولوی تمیز الدین خاں 9 جون 1962ء تا 19 اگست 1963ء
4. فضل القادر چوہدری 29 نومبر 1963ء تا 14 جنوری 1965ء
5. عبدالجبار خاں 10 جون 1965ء تا 12 فروری 1969ء
6. چوہدری فضل الٰہی 10 جولائی 1972ء تا 10 اگست 1973ء
7. صاحبزادہ فاروق علی خان 10 اگست 1973ء تا 9 جنوری 1977ء
8. ملک معراج خالد 20 مارچ 1977ء تا 17 مئی 1977ء
9. فخر امام 23 مارچ 1985ء تا 26 مئی 1986ء
10. حامد ناصر چٹھہ 13 مئی 1986ء تا 29 مئی 1988ء
11. ملک معراج خالد 3 دسمبر 1988ء تا 4 نومبر 1990ء
12. گوہر ایوب خاں 4 نومبر 1990ء تا 18 جولائی 1993ء
13. یوسف رضا گیلانی 17 اکتوبر 1993ء تا 4 نومبر 1996ء
14. الٰہی بخش سومرو 16 فروری 1997ء تا 12 نومبر 1999ء
15. امیر حسین 19 فروری 2002ء تا حال

چیئرمین سینٹ:۔

1. حبیب اللہ خان 6 اگست 1973ء تا 8 جنوری 1977ء
2. مسٹر غلام اسحاق خان 13 مارچ 1985ء تا 17 اگست 1988ء
3. سید محمد فضل آغا (قائم مقام) 18 اگست 1988ء تا 23 دسمبر 1988ء
4. مسٹر وسیم سجاد 24 دسمبر 1988ء تا 12 اکتوبر 1999ء
5. مسٹر میاں محمد سومرو 12 مارچ 2003ء تا حال

پاکستانی مسلح افواج کے سربراہ

بری فوج (کمانڈر انچیف):۔

1. جنرل سر فرینک میسروی 15 اگست 1947ء تا 10 فروری 1948ء
2. جنرل سر ڈگلس گریسی 11 فروری 1948ء تا 16 جنوری 1951ء
3. جنرل محمد ایوب خان 17 جنوری 1951ء تا 27 اکتوبر 1958ء

نمبر	نام	از		تا
4.	جنرل محمد موسیٰ خان	28 اکتوبر 1958ء	تا	17 ستمبر 1966ء
5.	جنرل آغا محمد یحییٰ خان	17 ستمبر 1966ء	تا	20 دسمبر 1971ء
6.	لیفٹیننٹ جنرل گل حسن	20 دسمبر 1971ء	تا	3 مارچ 1972ء

نوٹ 3 مارچ 1972ء کو کمانڈر انچیف کا عہدہ ختم کر دیا گیا۔

چیف آف سٹاف:۔

نمبر	نام	از		تا
7.	جنرل ٹکا خان	3 مارچ 1972ء	تا	یکم مارچ 1976ء
8.	جنرل محمد ضیاء الحق	یکم مارچ 1976ء	تا	17 اگست 1988ء
9.	جنرل اسلم بیگ مرزا	18 اگست 1988ء	تا	16 اگست 1991ء
10.	جنرل آصف نواز جنجوعہ	16 اگست 1991ء	تا	8 جنوری 1993ء
11.	جنرل عبدالوحید کاکڑ	12 جنوری 1993ء	تا	12 جنوری 1996ء
12.	جنرل جہانگیر کرامت	12 جنوری 1996ء	تا	7 اکتوبر 1998ء
13.	جنرل پرویز مشرف	7 اکتوبر 1998ء	تا	حال

پاک بحریہ (کمانڈر انچیف):۔

نمبر	نام	از		تا
1	ریئر ایڈمرل جیمز ولفرڈ جیفورڈ	15 اگست 1947ء	تا	30 جنوری 1953ء
2.	ریئر ایڈمرل حاجی محمد صدیق چوہدری	31 جنوری 1953ء	تا	27 فروری 1959ء
3.	وائس ایڈمرل اے آر خان	یکم مارچ 1959ء	تا	20 اکتوبر 1966ء
4.	وائس ایڈمرل ایس ایم حسن	20 اکتوبر 1966ء	تا	31 اگست 1969ء
5.	وائس ایڈمرل مظفر حسن	یکم ستمبر 1969ء	تا	22 دسمبر 1971ء
6.	وائس ایڈمرل حسن حفیظ احمد	23 دسمبر 1971ء	تا	8 مارچ 1975ء

چیف آف سٹاف پاک بحریہ:۔

نمبر	نام	از		تا
7.	ایڈمرل محمد شریف	9 مارچ 1975ء	تا	21 مارچ 1979ء
8.	ایڈمرل کے آر نیازی	22 مارچ 1979ء	تا	21 مارچ 1983ء
9.	ایڈمرل طارق کمال خان	23 مارچ 1983ء	تا	9 اپریل 1986ء
10.	ایڈمرل افتخار سروہی	10 اپریل 1986ء	تا	8 نومبر 1988ء
11.	ایڈمرل یسترالحق	9 نومبر 1988ء	تا	10 نومبر 1991ء
12.	ایڈمرل سعید ایم خان	9 نومبر 1991ء	تا	9 نومبر 1994ء
13.	ایڈمرل منصور الحق	10 نومبر 1994ء	تا	یکم مئی 1997ء
14.	ایڈمرل فصیح بخاری	2 مئی 1997ء	تا	6 اکتوبر 1999ء

نمبر	نام	از		تا
15.	ایڈمرل عبدالعزیز مرزا	7 اکتوبر 1999ء	تا	6 اکتوبر 2002ء
16.	ایڈمرل شاہد کرم اللہ	7 اکتوبر 2002ء	تا	6 اکتوبر 2005ء
17.	ایڈمرل ایم افضل طاہر	7 اکتوبر 2005ء	تا	حال

پاک فضائیہ (کمانڈر انچیف):۔

نمبر	نام	از		تا
1	ائیر وائس مارشل پیری کین	15 اگست 1947ء	تا	17 فروری 1949ء
2.	ائیر وائس مارشل ایل اٹچرے	18 فروری 1949ء	تا	6 مئی 1951ء
3.	ائیر وائس مارشل ایل ڈبلیو کینن	7 مئی 1951ء	تا	یکم فروری 1955ء
4.	ائیر وائس مارشل اے ڈبلیو میکڈونلڈ	2 فروری 1955ء	تا	22 جولائی 1957ء
5.	ائیر مارشل اصغر خان	23 جولائی 1957ء	تا	22 جولائی 1965ء
6.	ائیر مارشل ایم نور خان	23 جولائی 1965ء	تا	30 اگست 1969ء
7.	ائیر مارشل اے رحیم خان	یکم ستمبر 1969ء	تا	3 مارچ 1972ء

چیف آف سٹاف:۔

نمبر	نام	از		تا
8.	ائیر مارشل ظفر احمد چودھری	3 مارچ 1972ء	تا	15 اپریل 1974ء
9.	ائیر چیف مارشل ذوالفقار علی خان	16 اپریل 1974ء	تا	22 جولائی 1978ء
10.	ائیر چیف مارشل ایم انور شمیم	23 جولائی 1978ء	تا	5 مارچ 1985ء
11.	ائیر چیف مارشل جمال احمد خان	6 مارچ 1985ء	تا	8 مارچ 1988ء
12.	ائیر چیف مارشل حکیم اللہ خان	9 مارچ 1988ء	تا	8 مارچ 1991ء
13.	ائیر چیف مارشل فاروق فیروز خان	9 مارچ 1991ء	تا	8 نومبر 1994ء
14.	ائیر چیف مارشل عباس خٹک	9 نومبر 1994ء	تا	7 نومبر 1997ء
15.	ائیر چیف مارشل پرویز مہدی قریشی	8 نومبر 1997ء	تا	19 فروری 2003ء
16.	ایئر چیف مارشل مصحف علی میر	20 نومبر 2000ء	تا	20 فروری 2003ء
17.	ائیر چیف مارشل قیصر حسین	20 فروری 2003ء	تا	17 مارچ 2003ء
18.	ائیر چیف مارشل کلیم سعادت	19 مارچ 2003ء	تا	حال

پاکستان کے فوجی حکمران یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

نمبر	نام	از		تا
1	فیلڈ مارشل محمد ایوب خان	7 اکتوبر 1958ء	تا	8 جون 1962ء
2.	جنرل محمد یحییٰ خان	25 مارچ 1969ء	تا	20 دسمبر 1971ء
3.	ذوالفقار علی بھٹو	20 دسمبر 1971ء	تا	21 اپریل 1972ء

4. جنرل محمد ضیاء الحق — 5 جولائی 1977ء تا 20 دسمبر 1985ء
5. جنرل پرویز مشرف (چیف ایگزیکٹو) — 12 اکتوبر 1999ء تا 21 جون 2001ء

چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی

نمبر	نام	از		تک
1.	جنرل محمد شریف	1976ء	تا	1978ء
2.	جنرل محمد اقبال	1978ء	تا	1984ء
3.	جنرل رحیم الدین	1984ء	تا	1987ء
4.	جنرل اختر عبدالرحمٰن	1984ء	تا	17 اگست 1988ء
5.	ایڈمرل افتخار احمد سروہی	1988ء	تا	1991ء
6.	جنرل شمیم عالم خان	1991ء	تا	1994ء
7.	ایئر چیف مارشل فاروق فیروز خان	9 نومبر 1994ء	تا	9 نومبر 1997ء
8.	جنرل جہانگیر کرامت	9 نومبر 1997ء	تا	7 اکتوبر 1998ء
9.	جنرل پرویز مشرف	7 اکتوبر 1998ء	تا	7 اکتوبر 2001ء
10.	جنرل محمد عزیز خان	7 اکتوبر 2001ء	تا	7 اکتوبر 2004ء
11.	جنرل احسان الحق	8 اکتوبر 2004ء	تا	حال

سٹیٹ بینک کے گورنرز:۔

نمبر شمار	نام	عہدے کی مدت
1.	زاہد حسین	یکم جولائی 1948ء تا 1953ء
2.	عبدالقادر	20 جولائی 1953ء تا 1960ء
3.	شجاعت علی حسنی	20 جولائی 1960ء تا 1967ء
4.	محبوب الرشید	20 جولائی 1967ء تا 30 جون 1971ء
5.	شاکر اللہ درانی	20 جولائی 1971ء تا 20 دسمبر 1971ء
6.	غلام اسحٰق خان	20 دسمبر 1971ء تا 30 نومبر 1975ء
7.	سید عثمان علی شاہ	یکم دسمبر 1975ء تا یکم جولائی 1978ء
8.	اے جی این قاضی	15 جولائی 1978ء تا 9 جولائی 1986ء

نمبر	نام	عہدے کی مدت
9.	وی اے جعفری	10 جولائی 1986ء تا 16 اگست 1988ء
10.	امتیاز عالم حنفی	17 اگست 1988ء تا 4 ستمبر 1989ء
11.	قاسم پاریکھ	5 ستمبر 1989ء تا 31 اگست 1990ء
12.	امتیاز عالم حنفی	یکم ستمبر 1990ء تا 24 جولائی 1993
13.	ڈاکٹر محمد یعقوب	25 جولائی 1993ء تا 5 نومبر 1999ء
14.	عشرت حسین	24 نومبر 1999ء تا 30 نومبر 2005ء
15.	ڈاکٹر شمشاد اختر	6 دسمبر 2005ء تا حال

نوٹ: ڈاکٹر شمشاد اختر اس عہدہ پر فائز ہونے والی سب سے پہلی خاتون ہیں۔

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحبان (1949ء تا حال)

نمبر	نام	از		تک
1	مسٹر جسٹس میاں عبدالرشید	جون 1949ء	تا	جون 1954ء
2.	مسٹر جسٹس محمد منیر	جون 1954ء	تا	مئی 1960ء
3.	مسٹر جسٹس شہاب الدین	مئی 1960ء	تا	مئی 1960ء
4.	مسٹر جسٹس اے آر کارنیلیس	مارچ 1968ء	تا	مارچ 1968ء
5.	مسٹر جسٹس ایس اے رحمان	جون 1968ء	تا	مئی 1968ء
6.	مسٹر جسٹس فضل اکبر	نومبر 1968ء	تا	نومبر 1968ء
7.	مسٹر جسٹس حمود الرحمان	یکم نومبر 1975ء	تا	اکتوبر 1975ء
8.	مسٹر جسٹس یعقوب علی خان	24 ستمبر 1977ء	تا	ستمبر 1977ء
9.	مسٹر جسٹس شیخ انوار الحق	23 مارچ 1981ء	تا	مارچ 1981ء
10	مسٹر جسٹس محمد حلیم	جنوری 1990ء	تا	دسمبر 1989ء
11.	مسٹر جسٹس ایم افضل ظلہ	17 اپریل 1993ء	تا	17 اپریل 1993ء
12.	مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ	15 اپریل 1994ء	تا	14 اپریل 1994ء
13.	مسٹر جسٹس سعد سعود جان	5 جون 1994ء	تا	5 جون 1994ء
14.	مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ	23 دسمبر 1997ء	تا	دسمبر 1997ء
15.	مسٹر جسٹس اجمل میاں	جولائی 1999ء	تا	30 جون 1999ء
16.	مسٹر جسٹس سعید الزماں صدیقی	26 جنوری 2000ء	تا	26 جنوری 2000ء
17.	مسٹر جسٹس ارشاد حسن خان	7 جنوری 2002ء	تا	6 جنوری 2002ء

نمبر	نام	از		تا
18.	مسٹر جسٹس بشیر جہانگیری	کیم فروری 2002ء	تا	جنوری 2002ء
19.	مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد	جنوری 2002ء	تا	جنوری 2004ء
20.	مسٹر جسٹس ناظم حسین صدیقی	جنوری 2004ء	تا	20 جون 2005ء
21.	جسٹس افتخار محمد چوہدری	20 جون 2005ء	تا	حال

وفاقی محتسب:۔

نمبر	نام	از		تا
1	مسٹر جسٹس سردار محمد اقبال	8 اگست 1983ء	تا	7 اگست 1987ء
2.	مسٹر جسٹس شفیع الرحمان	8 اگست 1987ء	تا	1989ء
3.	مسٹر جسٹس اسلم ریاض حسین	1989ء	تا	مارچ 1991ء
4.	مسٹر جسٹس عثمان علی شاہ	مارچ 1991ء	تا	28 مارچ 1995ء
5.	عبدالشکور الاسلام	28 مارچ 1995ء	تا	10 فروری 2002ء
6.	صاحبزادہ امتیاز	25 فروری 2002ء	تا	حال

چیف الیکشن کمشنر:۔

نمبر	نام	از		تا
1	مسٹر ایف ایم خان	1956ء	تا	1958ء
2.	مسٹر اختر حسین	1962ء	تا	1964ء
3.	مسٹر جی معین الدین	اپریل 1964ء	تا	اپریل 1967ء
4.	مسٹر جسٹس ایس اے رحمان	اپریل 1967ء	تا	دسمبر 1967ء
5.	مسٹر این اے فاروقی	دسمبر 1967ء	تا	اپریل 1969ء
6.	مسٹر جسٹس عبدالستار	جولائی 1969ء	تا	1973ء
7.	مسٹر جسٹس سجاد احمد جان	5 اپریل 1973ء	تا	8 مئی 1977ء
8.	مسٹر جسٹس مولوی مشتاق حسین	15 جولائی 1977ء	تا	1980ء
9.	مسٹر جسٹس ایس اے نصرت	1981ء	تا	30 اپریل 1989ء
10.	مسٹر جسٹس نعیم الدین (قائم مقام)	کیم مئی 1989ء	تا	12 نومبر 1994ء
11.	سردار فخر عالم	12 نومبر 1994ء	تا	جنوری 2002ء
12.	جسٹس (ر) ارشاد حسن خان	14 جنوری	تا	13 جنوری 2005ء
13.	جسٹس عبدالحمید ڈوگر (قائم مقام)	14 جنوری 2005ء	تا	حال

وفاقی شرعی عدالت کے چیئرمین:۔

نمبر	نام	از		تا
1.	مسٹر جسٹس صلاح الدین	26 مئی 1980ء	تا	مئی 1981ء
2.	مسٹر جسٹس آفتاب حسین	30 مئی 1981ء	تا	نومبر 1984ء
3.	جسٹس گل محمد خان (قائم مقام)	7 نومبر 1984ء	تا	12 اگست 1985ء
4.	مسٹر جسٹس فخر عالم (قائم مقام)	12 اگست 1985ء	تا	30 دسمبر 1985ء
5.	جسٹس گل محمد خان (قائم مقام)	30 دسمبر 1985ء	تا	18 اکتوبر 1987ء
6.	جسٹس فخر الدین شیخ	18 اکتوبر 1987ء	تا	17 نومبر 1990ء
7.	جسٹس تنزیل الرحمٰن	17 نومبر 1990ء	تا	17 نومبر 1992ء
8.	میر ہزار خاں کھوسو	17 نومبر 1992ء	تا	19 جولائی 1994ء
9.	جسٹس نذیر احمد بھٹی	19 جولائی 1994ء	تا	جنوری 1997ء
10.	جسٹس محبوب احمد	4 جنوری 1997ء	تا	12 جنوری 2000ء
11.	فضل الٰہی خان	12 جنوری 200ء	تا	14 جنوری 2003ء
12.	جسٹس اعجاز یوسف	14 جنوری 2003ء	تا	حال

پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز حاصل کرنے والے شہدا:۔

پاکستان مسلح افواج کا سب سے بڑا اعزاز نشان حیدر کے نام سے موسوم ہے دس فوجی افسران اور سپاہی یہ اعزاز حاصل کر چکے ہیں جنکے نام عہدہ اور فوجی شعبہ درج ذیل ہے۔

(1) کیپٹن محمد سرور شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 12 جولائی 1948 کو کشمیر کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(2) میجر محمد طفیل شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 2 اگست 1958 کو لکشمی پور (مشرقی پاکستان) کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(3) میجر راجہ عزیز بھٹی شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 12 ستمبر 1965 کو لاہور کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(4) پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید نشان حیدر — پاک فضائیہ

انہوں نے 20 اگست 1971 کو جام شہادت نوش کیا۔

(5) میجر محمد اکرم شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 13 دسمبر 1971 کو ہلی سیکٹر (مشرقی پاکستان) کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(6) میجر شبیر شریف شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 6 دسمبر 1971 کو سلیمانکی کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(7) سوار محمد حسین شہید (سپاہی) نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 10 دسمبر 1971 کو شکر گڑھ کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(8) لانس نائیک محمد محفوظ شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 16 دسمبر 1971 کو واہگہ (اٹاری سیکٹر) کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(9) کیپٹن کرنل شیر خان شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 8 جولائی 1999 کو کارگل (کشمیر) کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

(10) حوالدار لالک جان شہید نشان حیدر — بری فوج

انہوں نے 7 جولائی 1999 کو کارگل (کشمیر) کے محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔

انسانی تاریخ کے بڑے قتل

نام شخصیت	ملک	سال قتل
شاہ فلپ دوئم	(مقدونیہ)	366 قبل از مسیح
جولیس سیزر	(روم)	15 مارچ 44 قبل از مسیح
شاہ البرٹ اول	(جرمنی)	1 مئی 1308 عیسوی
شاہ جیمز اول	(سکاٹ لینڈ)	21 فروری 1437 عیسوی
پرنس ولیم	(Orange)	10 جولائی 1584 عیسوی
جین پی مارٹ	(فرانس)	13 جولائی 1793 عیسوی
ابراہم لنکن	(امریکہ)	14 اپریل 1865 عیسوی
زار الیگزنڈر دوئم	(روس)	13 مارچ 1881 عیسوی
ولیم مکینلی	(امریکہ)	6 ستمبر 1901 عیسوی
شہزادہ اینو	(جاپان)	26 اکتوبر 1909 عیسوی
شاہ جارج اول	(یونان)	18 مارچ 1931 عیسوی
فرانسس فرڈینینڈ	(آسٹریا)	28 جولائی 1914 عیسوی
لیوٹرانسکی	(روس)	20 اگست 1940 عیسوی
آنگ سان	(برما)	19 جولائی 1947 عیسوی
موہن داس گاندھی	(بھارت)	30 جنوری 1948 عیسوی
نواب زادہ لیاقت علی خان	(پاکستان)	16 اکتوبر 1951 عیسوی
ذوالفقار علی بھٹو	(پاکستان)	4 اپریل 1979 عیسوی

نوٹ: ذوالفقار علی بھٹو کو عدالتی فیصلے کے بعد پھانسی دی گئی تھی۔

جنرل ضیاء الحق	(پاکستان)	17 اگست 1988 عیسوی

سردار داؤد محمد خان	(افغانستان)	1978 عیسوی
شاہ عبداللہ ابن حسین	(اردن)	20 جولائی 1951 عیسوی
علی رضا را	(ایران)	مارچ 1951 عیسوی
جان ایف کینیڈی	(امریکہ)	22 نومبر 1963 عیسوی
اندرا گاندھی	(بھارت)	31 اکتوبر 1984 عیسوی
راجیو گاندھی	(بھارت)	21 مئی 1991 عیسوی
شاہ فیصل	(سعودی عرب)	1975 عیسوی
نواب امیر محمد خان	(کالا باغ)	1967 عیسوی
نواب سراج الدولہ	(بنگال)	1757 عیسوی
امام شامل	(چیچنیا)	1871 عیسوی
ڈاکٹر خان صاحب	(سرحد)	1958 عیسوی
حلاج حسین بن منصور	(عرب)	922 عیسوی
ٹیپو سلطان شہید	(میسور)	1799 عیسوی
نثار علی تیتو میر	(بنگال)	1831 عیسوی
چوہدری ظہور الٰہی	(پاکستان)	1981 عیسوی
سید احمد بریلوی شہید	(انڈیا)	1831 عیسوی
جنرل ضیاء الرحمٰن	(بنگلہ دیش)	1981 عیسوی
شیخ مجیب الرحمٰن	(بنگلہ دیش)	1975 عیسوی
سید قطب شہید	(مصر)	1966 عیسوی
عدنان میندرس	(ترکی)	1966 عیسوی
الیگزینڈر دی گریٹ	(سربیا)	1903 عیسوی
گرو تیج بہادر	(گرو آف سکھ)	1675 عیسوی
انور سادات	(مصر)	1981 عیسوی
میلکم ایکس	(امریکہ)	1965 عیسوی
مارٹن لوتھر کنگ جونیئر	(امریکہ)	1968 عیسوی
ملکہ قلوپطرہ	(روم)	69 قبل از مسیح
لیڈی ڈیانا	(برطانیہ)	1997 عیسوی
شاہ بریندرا بیر بکرم دیو شاہ	(نیپال)	2001 عیسوی
مسولینی	(اٹلی)	1945 عیسوی

زغلول سعد پاشا	(مصر)	1927 عیسوی
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	(مکہ)	692 عیسوی
گستاف سوم شاہ سویڈن	(سویڈن)	1792 عیسوی
ژاں پال مارا	(فرانس)	1793 عیسوی
ملکہ الزبتھ	(آسٹریا)	1898 عیسوی
کارلس اول	(پرتگال)	1908 عیسوی
راسپوٹین روسی راہب	(روس)	1916 عیسوی
امیر حبیب اللہ خان	(افغانستان)	1919 عیسوی
جوزے انتانیو ریمن	(پانامہ)	1955 عیسوی
سالومن بندرانائیکے	(سری لنکا)	1959 عیسوی
فائل ایل ٹروجیلو	(جمہوریہ ڈومینکن)	1961 عیسوی
ہزا مجالی	(اردن)	1960 عیسوی
عبدالکریم قاسم	(عراق)	1963 عیسوی
نگوڈین ڈیم	(جنوبی ویتنام)	1963 عیسوی
ہنڈرک الیف	(جنوبی افریقہ)	1966 عیسوی
چے گویرا (گوریلا لیڈر)	(لاطینی امریکہ)	1967 عیسوی
رابرٹ ایف کینیڈی	(امریکہ)	1968 عیسوی
علی شیر مارکے	(سومالیا)	1969 عیسوی
نگارتا ٹومبلے	(چاڈ)	1975 عیسوی
میرین نگوبی	(کانگو)	1977 عیسوی
ابراہیم الحمدی	(شمالی یمن)	1977 عیسوی
ارل ماؤنٹ بیٹن	(برطانیہ)	1979 عیسوی
نور محمد ترکئی	(افغانستان)	1979 عیسوی
بشیر جمائل	(لبنان)	1982 عیسوی
بینگنیو اکینو	(فلپائن)	1983 عیسوی
اولف پامے	(سویڈن)	1986 عیسوی
رشید کرامے	(لبنان)	1987 عیسوی
نواب غوث بخش ریئسانی	(پاکستان)	1987 عیسوی
آقائے صادق گنجی	(ایران)	1990 عیسوی

دنیا کی اہم سلطنتیں

ایرانی حکمران

نوٹ:۔ایرانی حکمرانوں میں مسلم اور غیر مسلم حکمرانوں کی تفصیل آگے درج ہے۔

ہخامنشی سلطنت

کوروش دوم	559۔۔530ق م	کمبوجیہ	530۔۔522ق م
داریوش بزرگ	522۔۔476ق م	خشایار اول	476۔۔465ق م
اردشیر اول	465۔۔424ق م	خشایار دوم	424۔۔423ق م
ساگدیانس	424۔۔423ق م	داریوش دوم	423۔۔404ق م
اردشیر دوم	404۔۔359ق م	اردشیر سوم	359۔۔338ق م
داریوش سوم	338۔۔330ق م	یونانیوں کی حکومت رہی۔	331 تا 187ق م
پارتھی حکمران	171ق م۔۔224ء	ساسانی بادشاہ	224ء۔۔651ء
عرب حکمران	651ء۔۔892ء	سامانی حکمران	892ء۔۔999ء
غزنوی حکمران	999ء۔۔1037ء	ایلخانی حکمران	1260ء۔۔1357ء
منگول تیمور حکمران	1369ء۔۔1469ء		

صفوی خاندان

اسماعیل اول	1502ء۔۔1524ء	تہماسپ اول	1524ء۔۔1576ء
اسماعیل دوم	1576ء۔۔1578ء	محمد خدابندہ	1578ء۔۔1587ء
عباس اول	1587ء۔۔1629ء	شاہ صفی اول	1629ء۔۔1642ء
عباس دوم	1642ء۔۔1667ء	پھر نادر شاہ 1736ء۔ اژند۔1750ء تا 1794ء اور قاچار خاندان 1794ء تا 1925ء کی حکومت رہی۔1925ء تا 1941ء	رضا شاہ پہلوی اور 1941 تا 1979 محمد رضا شاہ پہلوی بادشاہ رہے۔ 1979ء میں ایران جمہوریہ بنا۔

ہندوستان کے ہندو حکمران

موریہ خاندان (321 تا 184ق م)

چندر گپت موریہ	322۔۔298ق م	بندوسار (چندر گپت کا بیٹا)	298۔۔273ق م

اشوک	273--232 ق م		

کشن حکمران

کنشک	120--162ء	ہوشک (کنشک کا بیٹا)	162ء--
واسدیو			

گپت خاندان

(320ء تا 606ء)

چندر گپت اول	320--330ء	سمدر گپت	330--375ء
چندر گپت دوم	375--413ء	وکرماجیت (طاقت کا سورج)	--
کمار گپت	413--445ء	سکندا گپت	445--477ء

وردھن خاندان

(580ء تا 647ء)

ہرش وردھن	606--647ء		

مرہٹہ خاندان

(1649ء تا 1818ء)

شیواجی	--		

پیشوا خاندان

(1708ء تا 1818ء)

بالاجی وشواناتھ	1714--1720ء		

انگلستان اور برطانیہ کے حکمران

مغربی سیکسن بادشاہ

ایگبرٹ	827--839ء	ایتھل ولف	839--858ء
ایتھل بالڈ	858--860ء	ایتھل برٹ	860--866ء
ایتھل ریڈ	866--871ء	الفریڈ دی گریٹ	871--925ء
ایڈورڈ دی ایلڈر	901--925ء	ایتھلسٹن	925--940ء
ایڈمنڈ	940--946ء	ایڈریڈ	946--955ء

ایڈوے	955--958ء	ایڈگر	958--975ء
ایڈورڈ	975--979ء	ایتھل ریڈ دوم	979--1016ء
ایڈمنڈ آئرن سائیڈ	1016ء--		

ڈینش بادشاہ

کینوٹ	1016--1035ء	ہیرلڈ اول	1035--1040ء
ہرڈی کینوٹ	1040--1066ء		

مغربی سیکسن بادشاہ (بحالی)

ایڈورڈ دی کنفیسر	1042--1022ء	ہیرلڈ دوم	1022ء--

نارمن بادشاہ

ولیم اول	1022--1087ء	ولیم دوم	1087--1100ء
ہنری اول	1100--1135ء	سٹیفن	1135--1154ء

ہاؤس آف پلین جینٹ

ہنری دوم	1154--1189ء	رچرڈ اول	1189--1199ء
جان	1199--1216ء	ہنری سوم	1216--1272ء
ایڈورڈ اول	1272--1307ء	ایڈورڈ دوم	1307--1327ء
ایڈورڈ سوم	1327--1377ء	رچرڈ دوم	1377--1399ء

ہاؤس آف لینکاسٹر

ہنری چہارم	1399--1413ء	ہنری پنجم	1413--1422ء
ہنری ششم (1)	1422--1461ء	ہنری (2)	1470--1471ء

یارک خاندان

ایڈورڈ چہارم (1)	1461--1470ء	(2)	1471--1473ء
ایڈورڈ پنجم	1483ء--	رچرڈ سوم	1483--1485ء

ٹیوڈر خاندان

ہنری ہفتم	1485--1509ء	ہنری ہشتم	1509--1547ء
ایڈورڈ ششم	1547--1553ء	جین (14 دن)	1553ء--
میری اول	1553--1558ء	ایلزبتھ اول	1558--1603ء

سٹوارٹ خاندان

(برطانیہ اور آئرلینڈ کے الحاق سے)

جیمز اول	1603ء--1625ء	چارلس اول	1625ء--1649ء

دولت مشترکہ

لانگ پارلیمنٹ	1649ء--1653ء		

پروٹیکٹوریٹ

آلیور کراموِل	1653ء--1658ء	رچرڈ کراموِل	1658ء--1659ء

سٹوارٹ کی بحالی

چارلس دوم	1660ء--1685ء	جیمز دوم	1685ء--1688ء

اورنج

ولیم سوم	1689ء--1702ء	میری دوم	1689ء--1694ء

سٹوارٹ

ملکہ این	1702ء--1714ء		

ہینوور خاندان

جارج اول	1714ء--1767ء	جارج دوم	1727ء--1760ء
جارج سوم	1760ء--1820ء	جارج چہارم	1820ء--1830
ولیم چہارم	1830ء--1837ء	وکٹوریہ	1837ء--1901ء

سیکس کوبرگ گاتھا

ایڈورڈ ہفتم	1901ء--1910ء		

ونڈسر

جارج پنجم	1910ء--1936	ایڈورڈ ہفتم (325دن)	1936ء--
جارج ششم	1936ء--1952ء	ملکہ الزبتھ دوئم	1952ء--

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدور

جارج واشنگٹن	02اپریل1789ء--3 مارچ1797ء	جارج ایڈمز	4مارچ1797ء--3 مارچ1801ء
تھامس جیفرسن	4مارچ1901ء--3 مارچ1809ء	جیمز میڈیسن	4مارچ1809ء--3 مارچ1817ء
جیمز منرو	4مارچ1817ء--3 مارچ1825ء	جان کوئنسی ایڈمز	4مارچ1825ء--3 مارچ1829ء
اینڈریو جیکسن	4مارچ1829ء--3 مارچ1837ء	مارٹن وان بورن	4مارچ1837ء--3 مارچ1841ء
ولیم ہنری ہیریسن	4مارچ1841ء--4 اپریل1841ء	جان ٹائیلر	6اپریل1841ء--3 مارچ1845ء
جیمز کے پوک	4مارچ1845ء--3 مارچ1849ء	زیچری ٹیلر	5مارچ1849ء--9 جولائی1850ء
ملرڈ فلمور	01جولائی1850ء--3 مارچ1853ء	فرینکلن پیئرس	4مارچ1853ء--3 مارچ1857ء
جیمز بکینن	4مارچ1857ء--3 مارچ1861ء	ابراہام لنکن	4مارچ1861ء--5 اپریل1865ء
اینڈریو جانسن	5اپریل1865ء--3 مارچ1869ء	یولیسس ایس گرانٹ	4مارچ1869ء--3 مارچ1877ء
رتھرفورڈ بی ہیس	4مارچ1877ء--3 مارچ1881ء	جیمز اے گارفیلڈ	4مارچ1881ء--9 ستمبر1881ء
چیسٹر اے آرتھر	20ستمبر1881ء--3 مارچ1885	گروور اے کلیولینڈ	4مارچ1885ء--3 مارچ1889
بنجمن ہیری سن	4مارچ1889ء--3 مارچ1893ء	گروور اے کلیولینڈ	4مارچ1893ء--3 مارچ1897ء
ولیم میکنلے	4مارچ1897ء--3 مارچ1901ء	تھیوڈور روزویلٹ	4مارچ1901ء--3 مارچ1909ء
ولیم ایچ ٹیفٹ	4مارچ1909ء--3 مارچ1913ء	وڈرو ولسن	4مارچ1913ء--3 مارچ1921ء

وارن جی ہارڈنگ	4 مارچ 1921ء--2 اگست 1923ء	کالوین کولج	3 اگست 1923ء--3 مارچ 1929ء
ہربٹ سی ہوور	4 مارچ 1919ء--3 مارچ 1933ء	فرینکلن ڈی روز ویلٹ	4 مارچ 1933ء--12 اپریل 1945ء
ہیری ایس ٹرومین	12 اپریل 1945ء--20 جنوری 1953ء	ڈوائٹ ڈی آئزن ہاور	20 جنوری 1953ء--20 جنوری 1961ء
جان ایف کینیڈی	20 جنوری 1961ء--22 نومبر 1962ء	لنڈن بی جانسن	22 نومبر 1963ء--30 جنوری 1969ء
رچرڈ ایم نکسن	20 جنوری 1969ء--8 اگست 1974ء	جیرالڈ فورڈ	9 اگست 1974ء--19 جنوری 1977ء
جمی کارٹر	20 جنوری 1977ء--19 جنوری 1981ء	رونالڈ ریگن	20 جنوری 1981ء--19 جنوری 1989ء
جارج بش	20 جنوری 1989ء--14 جنوری 1993ء	بل کلنٹن	20 جنوری 1993ء--19 جنوری 2001ء
جارج ڈبلیو بش	20 جنوری 2001ء--تا حال		

فرانسیسی حکمران

سلسلہ ہائے شارلمین

پسن دی شارٹ	851ء--768ء	شارلمین	768ء--814ء
لوئی اول	814ء--840ء		

مغربی فرانسیہ

چارلس ڈی بالڈ	840ء--877ء	لوئی دوم	877ء--879ء
لوئی سوم	879ء--882ء	کارلومان	879ء--884ء
یوڈس	888ء--898ء	چارلس دی سمپل	893ء--923ء
رڈولف اول	823ء--936ء	لوئی چہارم	936ء--954ء
لوتھیر	954ء--986	لوئی پنجم	986ء--987ء
لوتھیر بادشاہ	940ء--855ء	لوئی اٹلی بادشاہ	855ء--875ء
چارلس	855ء--863ء	لوتھیر دوم	863ء--869ء
ہیوگ کیپٹ	987ء--996ء	رابرٹ دوم	996ء--1031ء
ہنری اول	1031ء--1060ء	فلپ اول	1061ء--1108ء

لوئی ششم	1108ء--1137ء	لوئی ہفتم	1137ء--1180ء
فلپ دوم آگسٹ	1180ء--1223ء	لوئی ہشتم	1223ء--1226ء
لوئی نہم	1226ء--1270ء	فلپ سوم	1270ء--1285ء
فلپ چہارم	1285ء--1314ء	لوئی دہم	1314ء--1316ء
ژاں اول	1316ء--	فلپ پنجم	1316ء--1322ء
چارلس چہارم	1322ء--1328ء		

شاہان والوا

فلپ ششم	1328ء--1350ء	ژاں دوم	1350ء--1364ء
چارلس پنجم	1364ء--1380ء	چارلس ششم	1380ء--1422ء
چارلس ہفتم	1422ء--1461ء	لوئی دوازدہم	1498ء--1515ء
فرینکوئس اول	1515ء--1547ء	ہنری دوم	1547ء--1559
جرینکوئس دوم	1559ء--1560ء	چارلس نہم	1560ء--1574ء
ہنری سوم	1574ء--1589ء		

سلسلہ ہائے بوربون

ہنری چہارم	1589ء--1610ء	لوئی سیزدہم	1610ء--1643ء
لوئی چہاردہم	1643ء--1715ء	لوئی پانزدہم	1715ء--1774ء
لوئی شانزدہم	1774ء--1799ء		

پہلی جمہوریہ

(1792ء تا 1799ء)

نپولین بوناپارٹ (پہلی کونسل)	1799ء--1804ء	نپولین اول بادشاہ	1804ء--1814ء
ایک سودن	1815ء--		

بوربورن کی بحالی

لوئی ہیجدہم	1814ء--1824ء	چارلس دہم	1824ء--1830ء
لوئی فلپ	1830ء--1848ء		

دوسری جمہوریہ

(1848ء تا 1852ء)

نپولین سوم	1852ء--1870ء		

تیسری جمہوریہ

(1870ء--1940ء)

لوئی اڈولف	1871ء	میری میکوہن	1873ء

فرانسس گریوی	1879ء	ساری کارنات	1887ء
ڈاں کیسمیر	1894ء	فرانس فیلکس	1859ء
ایمائل لوبٹ	1899ء	کلیمنٹ آرم	1906ء
ریمنڈ	1913ء	پال	1920ء
الیگزینڈر ملرینڈ	1920ء	کیسٹن ڈاؤمرگ	1924ء
پاک ڈومر	1931ء	البرٹ لیبرن	1932ء
ہنری فلپ پیٹن	1940ء--1944ء		

عبوری حکومت (1944ء--1946ء)

چوتھی جمہوریہ (1946ء--1958ء)

پانچویں جمہوریہ (1958ء تا حال)

چارلس ڈیگال	1958ء--1969ء	جارج پمپیدو	1969ء--1974ء
جسکارڈ ایستاگ	1974ء--1981ء	فرینکوئس متراں	1981ء--1995ء
جیکوئس شیراک	1995 تاحال		

(روسی حکمران 1533ء سے)

آئیون چہارم	1533ء--1584ء	تھیوڈور اول	1584ء--1598ء
بورس گوڈونوف	1598ء--1605ء	تھیوڈور دوم	1605ء--1605ء
ڈیمٹریکس اول	1605ء--1606ء	ویسل چہارم	1606ء--1601ء
بحران کا وقت	1610ء--1613ء	مائیکل رومانوف	1613ء--1645ء
الیکس اول	1645ء--1676ء	تھیوڈور سوم	1676ء--1682ء
آئیون پنجم	1672ء--1689ء	پیٹر اعظم اول	1682ء--1725ء
کیتھرین اول	1725ء--1727ء	پیٹر دوم	1727ء--1730ء
اینا	1730ء--1740ء	آئیون ششم	1740ء--1741ء
ایلزبتھ	1741ء--1762ء	پیٹر سوم	1762ء--1762ء
کیتھرین اعظم دوم	1762ء--1796ء	پال اول	1796ء--1801ء
الیگزینڈر اول	1801ء--1825ء	نکولس اول	1825ء--1855ء
الیگزینڈر دوم	1855ء--1881ء	الیگزینڈر سوم	1881ء--1894ء
نکولس دوم	1894ء--1917ء		

عبوری حکومت

شہزادہ جارجی لوف	1917ء--1917ء	الیگزینڈر کرنسکی	1917ء--1917ء

سوویت یونین

لینن	1917ء--1924ء	جوزف سٹالن	1941ء--1954ء
میلنکوف	1953ء--1955ء	نکولائی اے بلگانن	1955ء--1958ء
نکیتا خروشیف	1958ء--1964ء	الیکسی کوسیگن	1964ء--1980ء
نکولائی اے تخانوف	1980ء--1985ء	نکولائی ژرکوف	1985ء--1988ء

نوٹ: خروشیف کے بعد سوویت یونین بریژنیف، چرننکو، آندرے پوف اور گورباچوف سوویت یونین کے صدر منتخب ہوئے۔ گورباچوف سوویت یونین کے آخری صدر تھے ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے خاتمے کے بعد بورس یلسن نے اقتدار سنبھالا۔ بورس یلسن رشین فیڈریشن کے پہلے منتخب صدر تھے۔ رشین فیڈریشن کے موجودہ صدر ولادی میر پوٹن ہیں۔

چین کے شاہی خاندان / حکمران

شیا	21ویں تا 16ویں صدی ق م	شانگ	16ویں تا 11ویں صدی ق م
چو	11ویں صدی تا 221 صدی ق م	مغربی چو	11ویں صدی تا 770 صدی ق م
مشرقی چو	770 ق م تا 221 صدی ق م	بہار وخزاں کا دور	770 ق م تا 476 صدی ق م
متحارب ریاستوں کا دور	475 صدی ق م تا 221 صدی ق م	چین	221 صدی ق م تا 207 صدی ق م
ہان	206 صدی ق م تا 220 صدی ق م	مغربی ہان	206 صدی ق م تا 24ء
مشرقی ہان	25ء تا 220ء		

تین مملکتیں

220ء تا 280ء

وئی	220ء تا 265ء	ش	220ء تا 263ء

دو 222ء تا 280ء

چن

265ء تا 420ء

مغربی چن 265ء تا 316ء مشرقی 317ء تا 420ء

جنوبی اور شمالی خاندان

420ء تا 589ء

جنوبی خاندان	420ء تا 589ء	سونگ	420ء تا 479ء
چی	479ء تا 502ء	لیانگ	502ء تا 557ء
چھن	557ء تا 589ء	شمالی خاندان	376ء تا 581ء
شمالی وئی	386ء تا 534ء	مغربی وئی	535ء تا 557ء
شمالی چھی	550ء تا 577ء	شمالی چو	557ء تا 581ء
سوئی	581ء تا 618ء	تھانگ	618ء تا 907ء

پانچ خاندان اور دس مملکتیں

	907ء تا 979ء	سونگ	960ء تا 1279ء
شمالی سونگ	960ء تا 1127ء	جنوبی سونگ	1127ء تا 1279ء
لیاؤ	916ء تا 1125ء	چن	1115ء تا 1235ء
یوان	1271ء تا 1368ء	منگ	1368ء تا 1644ء
سن یات سن	1912ء	یوآن شی کائی	1912ء تا 1916ء
چیانگ کائی شک	1927ء تا 1949ء		

ہندوستان کے انگریز حکمران

گورنر جنرل

1۔ لارڈ کلائیو 1757ء تا 1760ء

دوسرا دور 1765ء تا 1767ء

2۔ وارن ہیسٹنگز 1774ء تا 1785ء

3۔ لارڈ کارنولس 1786ء تا 1793ء

4۔ سرجان شور 1793ء تا 1798ء

5۔ لارڈ ولزلے 1798ء تا 1805ء

6۔ سرجارج بارلو 1805ء تا 1807ء

7۔ لارڈ منٹو اوّل 1807ء تا 1812ء

8۔ لارڈ ہیسٹنگز 1813ء تا 1823ء

9۔ لارڈ ایمہرسٹ 1823ء تا 1828ء

10۔ چارلس مٹکاف 1828ء تا 1836ء

11۔ لارڈ آک لینڈ 1836ء تا 1842ء

12۔ لارڈ ایلن برا 1842ء تا 1844ء

13۔ لارڈ ہارڈنگ 1844ء تا 1848ء

14۔ ارڈ ڈلہوزی 1848ء تا 1856ء

15۔ لارڈ کیننگ 1856ء تا 1858ء

جنگ آزادی ہند 1857ء کے بعد ملکہ وکٹوریہ تاجدار برطانیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کر کے ہندوستان کو براہ راست تاج برطانیہ کے ماتحت کر دیا۔ جس کے بعد گورنر جنرل کی جگہ وائسرائے کی تقرری کی گئی۔

☆ وائسرے ہند

1۔ لارڈ کیننگ 1858ء تا 1862ء

2۔ لارڈ ایلگن 1862ء تا 1863ء

3۔ لارڈ لارنس 1863ء تا 1869ء

4۔ لارڈ میٹو 1869ء تا 1872ء

5۔ لارڈ نارتھ بروک 1872ء تا 1876ء

6۔ لارڈ لٹن 1876ء تا 1880ء

7۔ لارڈ رپن 1880ء تا 1884ء

8۔ لارڈ ڈفرن 1884ء تا 1888ء

9۔ لارڈ لینسڈ ڈون 1888ء تا 1894ء

10۔ لارڈ ایلگن دوئم 1894ء تا 1899ء

11۔ لاھوڈ کرزن 1899ء تا 1905ء

12۔ لارڈ منٹو دوئم 1905ء تا 1910ء

13۔ لارڈ ہارڈنگ 1910ء تا 1916ء

14۔ لارڈ چیمسفورڈ 1916ء تا 1921ء

15۔ لارڈ ریڈنگ	1921ء	تا	1926ء
16۔ لارڈ ارون	1926ء	تا	1931ء
17۔ لارڈ ویلنگڈن	1931ء	تا	1936ء
18۔ لارڈ لنلتھگو	1936ء	تا	1943ء
19۔ لارڈ ویول	1943ء	تا	1947ء
20۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن	1947ء	تا	1947ء

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل

1- ٹرگوے لی (ناروے)	(1968-1896)	یکم فروری 1946ء تا 10 نومبر 1952ء
2- ڈاگ ہیمر شولڈ (سویڈن)	(1961-1905)	11 اپریل 1953 تا 17 ستمبر 1961ء
3- یوتھانٹ (میانمر)	(1974-1909)	3 نومبر 1961ء تا 31 دسمبر 1971ء
4- کرٹ والڈ ہائیم (آسٹریا)	(21 دسمبر 1918)	یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1981ء
5- پیریز ڈی کوئیار (پیرو)	(19 جنوری 1920)	یکم جنوری 1982ء تا 31 دسمبر 1991ء
6- بطروس غالی (مصر)	1922	یکم جنوری 1992ء تا 31 دسمبر 1996ء
7- کوفی عنان (گھانا)	(8 اپریل 1938)	یکم جنوری 1997ء تا حال

☆☆☆

معلومات پاکستان

اسلامی جمہوریہ پاکستان

سرکاری نام اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

یوم آزادی 14 اگست 1947ء

قومی دن یوم پاکستان۔ پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956ء کو نافذ ہوا۔

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح

قومی شاعر حکیم الامت حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

قومی پرچم گہرا سبز یعنی مونگیا رنگ جس پر ہلال اور پانچ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے۔ جھنڈے میں شامل سبز رنگ مسلمانوں کی سفید رنگ کی پٹی پاکستان میں آباد مختلف مذہبی اقلیتوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ قومی پرچم کی منظوری گیارہ اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی نے دی تھی اس پرچم کو لیاقت علی خان نے دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا تھا۔

قومی پرچم کے سائز مختلف تقریبات اور مقامات پر لہرانے کے لئے پاکستانی پرچم کے معیاری سائز درج ذیل ہیں

(1) موٹر کاروں کے لئے 8×12 انچ (2) عمارات کے لئے 3×2 فٹ

(3) تقریبات کے لئے 4×6 فٹ (4) پریڈ کے لئے 6.23×10 فٹ

(5) سلامی کیلئے 14×21 فٹ یا 12×18 فٹ

(6) میز کے لئے 4.1/4×6.1/4 انچ

قومی پرچم کا ڈیزائن دہلی کے رہائشی دو بھائیوں افضال حسین اور الطاف حسین نے بنایا تھا ابتدا میں قومی پرچم ایک ہی رنگ کا تھا 9 فروری 1949ء کو اس میں سفید حصے کا اضافہ کیا گیا۔

کسی بھی غیر ملک میں پاکستانی پرچم پہلی بار فرانس میں لہرایا گیا۔ جبکہ روس کے صدر جوزف سٹالن کے انتقال کے موقع پر اسے پہلی بار سرنگوں کیا گیا۔

قومی ترانہ قومی ترانہ نامور شاعر ابوالاثر حفیظ جالندھری کا تحریر کردہ ہے جو جون 1954ء میں منظور ہوا۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشور حسین شاد باد
تو نشان عزم عالیشان — ارض پاکستان
مرکز یقین شاد باد
پاک سرزمین کا نظام — قوت اخوت عوام
قوم ملک سلطنت — پائندہ تابندہ باد

شادباد منزل مراد

پرچم ستارہ وہلال　　رہبر ترقی وکمال

ترجمان ماضی شان حال　　جان استقبال

سایہ خدائے ذوالجلال

موسیقار قومی ترانہ کی دھن نامور موسیقار احمد جی چھاگلہ نے مرتب کی جس کا دورانیہ 80 سیکنڈ پر محیط ہے۔ قومی ترانہ کی دھن بجانے کے لئے منتخب ساز درج ذیل ہیں۔

(1) ولایتی طرز کی بنسری (2) کلارنٹ (3) اوبوا (4) آلٹو (5) سیکسوفون (6) کارنٹ

(7) ٹرمپٹ (8) ہارن (9) سلائیڈ (10) ٹرومبون (11) بیس ٹرومبون (12) یوفونیم

(13) بے سون (14) بیس اور ولایتی طرز کے ڈھول (15) پکلو۔

قومی ترانہ کی منظوری دینے والی کمیٹی کے ارکان۔ چیئرمین مسٹر ایس ایم اکرام، ارکان سردار عبدالرب نشتر، پیرزادہ عبدالستار، پروفیسر چکراورتی، چودھری نذیر احمد خان، زیڈ اے بخاری، اے ڈی اظہر، کوی جسیم الدین، ابوالاثر حفیظ جالندھری۔

ریاستی نشان ریاستی نشان مندرجہ ذیل علامتوں پر مشتمل ہے۔

(1) چاند اور ستارہ جو کہ روایتی طور پر اسلام سے ریاست کی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

(2) چوکور شیلڈ جس پر ملک کی چار اہم صنعتوں کی علامت کندہ ہے

(3) شیلڈ کے اردگرد پھول اور پتیاں بنی ہوئی ہیں جو وطن عزیز کے بھرپور ثقافتی ماحول کی عکاسی کرتی ہیں۔

(4) علامت کے چاروں اطراف بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کا قول 'اتحاد، ایمان، تنظیم' تحریر ہے۔

قومی پھول:۔ گل یاسمین

قومی لباس شلوار قمیض، جناح کیپ، شیروانی (سردیوں میں)

درخت:۔ دیودار، قومی درخت شیشم، دھریک، نیم، سنبل، پاپلر، سفیدہ، کیکر، چیڑھ، صنوبر

جانور:۔ مارخور قومی جانور، نیل گائے، چنکارہ، کالا ہرن، ہرن، چیتا، لومڑی، مارکوپولو بھیڑ، سبز کچھوا، نابینا ڈولفن، مچھلی، مگرمچھ وغیرہ

قومی پرندہ چکور

قومی مشروب گنے کا رس

قومی نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

یہ نعرہ مشہور شاعر جناب اصغر سودائی نے 1944ء میں لگایا جو تحریک پاکستان کے دوران بہت جلد زبان زد عام ہوگیا۔ اصغر سودائی کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔

مینار پاکستان 196.5 فٹ بلند مینار پاکستان بادشاہی مسجد اور شاہی قلعہ لاہور کی شمالی سمت میں واقع اقبال پارک کے وسط میں ایستادہ ہے۔ مینار پاکستان کا سنگ بنیاد 23 مارچ 1960ء کو گورنر مغربی پاکستان اختر حسین نے رکھا۔ جبکہ 23 مارچ 1969ء کو اسے عوام کے لئے کھول دیا گیا یہ مینار اس جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے جہاں 23 مارچ 1940ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے دوران مسلمانان ہند کے لئے الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔

قومی شناختی کارڈ 1973ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے ہر پاکستانی شہری کو پابند کیا گیا کہ وہ قومی شناختی کارڈ حاصل کرے۔ قومی شناختی کارڈ نادرہ کا ادارہ جاری کرتا ہے۔

کھیل:۔ ہاکی قومی کھیل، کرکٹ، فٹ بال، اسکوائش، سنوکر، کبڈی، ملاکھڑا، سائیکلنگ، باکسنگ وغیرہ

دارالخلافہ اسلام آباد یہ شہر 1959ء میں پاکستان کا دارالخلافہ بنا۔ اس سے قبل کراچی پاکستان کا دارالخلافہ تھا۔

وقت GMT+5

ملکی کوڈ پی۔ کے p.k

زبانیں: ۔ اردو، قومی زبان، انگلش، سرکاری زبان، پنجابی 48% سندھی 12% سرائیکی (پنجابی سے ملتی جلتی) 10% اردو سرکاری زبان 8% پشتو 8% بلوچی 3% ہندکو 2% براہوی 3% برشاسکی، چترالی، اور دیگر زبانیں 8%

اہم شہر:۔ کراچی، لاہور، فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، حیدرآباد، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، ڈیرہ اسماعیل خان، بہاولپور، سرگودھا، سکھر، ڈیرہ غازی خان، سیالکوٹ، گجرات، چترال، سوات، مری وغیرہ

اہم پاکستانی ایام

23 مارچ 1956ء کو پاکستان کا پہلا آئین نافذ ہوا، اس روز کو یوم پاکستان کے طور پر منانے کا سرکاری حکم جاری ہوا۔ اس تاریخ کو وفاقی دارالحکومت اور چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں فوجی پریڈ منعقد ہوتی ہے۔

21 اپریل 1938ء کو شاعر مشرق علامہ اقبال اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

یکم مئی اس روز مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے چاغی کے مقام پر تین کامیاب ایٹمی تجربات کیے۔ ملی تاریخ میں اس دن کو یوم تکبیر کے نام سے منایا جاتا ہے۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا۔ اس روز پوری قوم آزادی کی خوشیاں مناتی ہے۔

6 ستمبر 1965ء کو بزدل بھارتی افواج نے اچانک لاہور پر حملہ کیا۔ اس موقع پر پاک افواج نے اپنی سرحدوں کی حفاظت کا حق ادا کردیا۔ اس دن کو یوم دفاع کے طور پر قوم ہر سال مناتی ہے۔

7 ستمبر 1965ء کو پاک فضائیہ نے دشمن کی فضائی طاقت کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔

11 ستمبر 1948ء کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ قوم ہر سال ان کی برسی کے موقع پر انھیں خراجِ عقیدت پیش کرتی ہے۔

9 نومبر 1877ء کو علامہ اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اس دن کو یوم اقبال کے طور پر قوم ہر سال بڑے جوش و خروش سے مناتی ہے۔

25 دسمبر 1876ء کو قائداعظم محمد علی جناحؒ پیدا ہوئے۔

25 دسمبر کو مسیحی برادری کرسمس کا تہوار مناتی ہے۔

اہم اسلامی ایام

دس محرم الحرام کو حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے مقام پر یزیدی فوج نے شہید کیا۔

12 ربیع الاول نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم پیدائش۔

27 رجب کو نبی کریم ﷺ سفر معراج پر روانہ ہوئے۔ اور سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر رب ذوالجلال سے ہم کلام ہوئے۔

15 شعبان کو مسلمان شب برات کی خوشیاں مناتے ہیں۔

27 رمضان المبارک کو مسلمان نزول قرآن کی خوشیاں مناتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس روز مسلمان رمضان المبارک کی رخصت کے حوالے سے خصوصی طور پر عبادت کرتے ہیں۔

یکم شوال رمضان المبارک کے اختتام پر مسلمان عیدالفطر کی خوشیاں مناتے ہیں۔

9 ذی الحج دنیا بھر سے مکہ میں آئے ہوئے مسلمان فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔

10 ذی الحج دنیا بھر کے مسلمان حضرت ابراہیمؑ کی عظیم الشان قربانی کی یاد میں جانور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر کے اس کی خوشنودی کا حصول چاہتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے دن

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام دنیا بھر اور پاکستان میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مندرجہ ذیل خصوصی دن منائے جاتے ہیں۔

دن	کب منایا جاتا ہے
ورلڈ سکاؤٹنگ ڈے	22 فروری
عالمی یوم خواتین	8 مارچ
عالمی پانی کا دن	22 مارچ
عالمی تپ دق کا دن	24 مارچ
عالمی یوم صحت	7 اپریل
ورلڈ ارتھ ڈے	22 اپریل

محنت کشوں کا عالمی دن	یکم مئی
عالمی یوم ماحول	5 جون
انسداد منشیات	26 جون
بین الاقوامی امداد باہمی کا دن	یکم جولائی
عالمی آبادی کا دن	11 جولائی
عالمی یوم خواندگی	8 ستمبر
عالمی یوم سیاحت	27 ستمبر
عالمی یوم سکونت	اکتوبر پہلا پیر
استادوں کا عالمی دن	5 اکتوبر
ذہنی صحت کی آگاہی کا دن	10 اکتوبر
عالمی یوم معیار	14 اکتوبر
سفید چھڑی کا عالمی دن	15 اکتوبر
غربت مکاؤ	17 اکتوبر
اقوام متحدہ کا دن	24 اکتوبر
ذیابیطس کا عالمی دن	13 نومبر
عالمی یوم بچگان	20 نومبر
ایڈز کا عالمی دن	یکم دسمبر
رضاکاروں کا عالمی دن	5 دسمبر
انسانی حقوق کا عالمی دن	10 دسمبر

موسم:۔ موسم گرما، اپریل تا ستمبر، موسم سرما، اکتوبر تا مارچ موسم برسات وسط جولائی تا وسط ستمبر، موسم بہار، وسط فروری تا وسط اپریل

سربراہ مملکت:۔ صدر

سربراہ حکومت:۔ وزیراعظم

طرز حکومت:۔ وفاقی پارلیمانی طرز حکومت، پارلیمنٹ، ایوان بالا اور ایوان زیریں اور چار صوبائی اسمبلیوں پر مشتمل ہے۔ ایوان بالا، یعنی سینٹ مستقل قانون ساز ادارہ ہے۔ جو ملک میں پارلیمانی طرز حکومت کی علامت ہے۔ جبکہ ایوان زیریں ''قومی اسمبلی'' کا انتخاب ہر پانچ سال بعد ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی سربراہ حکومت کا انتخاب کرنے کے علاوہ قانون سازی اور مالیاتی بلوں کی نگرانی کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ (4) صوبائی اسمبلیاں، پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان قائم ہیں۔ جبکہ FATA وفاق کے زیر انتظام شمالی علاقہ جات کا انتظام وانصرام سنبھالنے کیلئے خود مختار کونسل کام کر رہی ہے۔ اس طرح وفاق کے زیر انتظام قبائلی

علاقہ جات FATA کو قومی اسمبلی اور سینٹ میں نمائندگی حاصل ہے۔

لیگل سسٹم :۔ برٹش دور حکومت میں بنائے گئے قوانین ابھی تک نافذ العمل ہیں بعض قوانین میں دین اسلام کی ہدایات اور سزا و جزا کے فلسفے پر عمل کرتے ہوئے تبدیلیاں کی گئی ہیں لیکن ابھی تک انگریز دور کے تمام قوانین کو نہیں بدلا جا سکا۔

جغرافیہ:۔

جغرافیائی طور پر پاکستانی سرحد۔ یہ دنیا کے خوبصورت ترین مناظر کی عکاس ہیں۔ شمال اور مغرب میں کوہ ہمالیہ، کوہ قراقرم اور کوہ ہندوکش جیسے بلند و بالا اور عظیم الشان پہاڑی سلسلے جبکہ مشرق میں ہموار میدان اور صحرا، پاکستان کو دنیا کا خوبصورت ترین ملک بنانے کا باعث ہیں جبکہ دریائے سندھ کے کنارے دنیا کی قدیم ترین تہذیب موہنجودوڑو، ہڑپہ اور دیگر علاقوں میں پروان چڑھی جبکہ بعد ازاں گندھارا تہذیب کا مسکن بھی ٹیکسلا، سوات، چترال، موجودہ پشاور کے علاقے بنے، ٹیکسلا میں بدھ دور کی سب سے پرانی اور بڑی جامعہ واقع تھی۔

محل وقوع:۔

24N تا 37 عرض بلد

61E تا 75.5 طول بلند

پاکستان جنوبی ایشیا کا اہم ملک ہے مشرقی سرحد بھارت کے ساتھ ملتی ہے جسکی طوالت 1660 کلومیٹر ہے۔ اس سرحد کو سریڈکلف ایوارڈ بارڈر کہتے ہیں۔ شمال مشرق میں چین واقع ہے چین کیساتھ پاکستانی سرحد 592 کلو میٹر طویل ہے۔ شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے جسکے ساتھ پاکستانی سرحد لمبائی 2240 کلومیٹر ہے۔ اس سرحد کو ڈیورنڈ لائن کہتے ہیں ہیں۔ جبکہ جنوبی مغرب میں ایران کیساتھ پاکستانی سرحد کی لمبائی 800 کلومیٹر ہے جنوبی میں بحیرہ عرب واقع ہے پاکستان کے ساحلی کی لمبائی 10.64 کلومیٹر ہے۔ صحرا سے بحیرہ عرب تک پاکستان کی لمبائی 1800 کلومیٹر سے زائدہ ہے۔

رقبہ:۔

پاکستان کل رقبہ 796,095 مربع کلومیٹر ہے۔ پاکستان کے کل رقبہ کا 58.79% علاقہ پہاڑوں اور سطح مرتفع پر مشتمل ہے جبکہ 41.21% رقبہ ہموار میدان پر مشتمل ہے شمالی علاقہ جات کا رقبہ پاکستانی رقبے میں شامل ہے۔

سمندری حدود	علاقائی حدود 12 ناٹیکل میل
خصوصی اقتصادی زرن کی حدود	200 ناٹیکل میل
بین الاقوامی سمندری حدود کا آغاز	200 ناٹیکل میل

پاکستان کی اہم پہاڑی چوٹیاں:۔

پاکستان کے پہاڑی سلسلوں میں پانچ چوٹیاں 8,000 میٹر سے بلند ہیں جن میں سب سے اونچی چوٹی کے ٹو ہے۔ پاکستان کی چند اہم پہاڑی چوٹیاں انکی بلندی، سلسلہ ہائے کوہ اور عالمی درجہ بندی درج ذیل ہے۔

(1) کے ٹو:۔ بلندی 8,618 میٹر نئی 28,268 فٹ نئی

// 8,611 میٹر پرانی 28,250 فٹ پرانی

سلسلہ ہائے کوہ قراقرم۔ عالمی درجہ بندی-2

(2) نانگا پربت:۔ بلندی 8,125 میٹر 26,656 فٹ

سلسلہ ہائے کوہ ہمالیہ۔ عالمی درجہ بندی-9

(3) گیشر برم 1:۔ بلندی 8,068 میٹر 26,470 فٹ

سلسلہ ہائے کوہ قراقرم۔ عالمی درجہ بندی-11

نمبر شمار	نام چوٹی	بلندی میٹر	بلندی فٹ	پہاڑی سلسلہ	عالمی درجہ بندی
(4)	براڈ پیک	8,060	26,444	قراقرم	12
(5)	گیشر برم II	8,035	26,362	قراقرم	14
(6)	گیشر برم III	7,952	26,089	قراقرم	15
(7)	گیشر برم IV	7,929	26,014	قراقرم	17
(8)	ڈسٹی غیل سار	7,885	25,869	قراقرم	20
(9)	کن یانگ کش	7,852	25,761	قراقرم	22
(10)	ماشر برم این ای	7,821	25,660	قراقرم	24
(11)	راکاپوشی	7,788	25,550	قراقرم	27
(12)	بٹورا I	7,785	25,541	قراقرم	28
(13)	کانجوت سار	7,760	25,460	قراقرم	29
(14)	سالتورو کنگری	7,742	25,400	قراقرم	33
(15)	ٹری وور	7,720	25,330	قراقرم	36
(16)	ترچ میر	7,708	25,289	ہندوکش	41
(17)	چوگولیزا I	7,654	25,111	قراقرم	46
(18)	شیش پار بٹورا	7,611	24,970	قراقرم	49
(19)	سکائینگ کنگری	7,544	24,750	قراقرم	58
(20)	یو ماری کش ڈبلیو	7,492	24,580	قراقرم	67
(21)	نوشاک	7,492	24,580	ہندوکش	68
(22)	ترچ میر این ڈبلیو	7,487	24,563	ہندوکش	69
(23)	K-12	7,468	24,500	قراقرم	73
(24)	ٹرم کنگری	7,463	24,485	قراقرم	74

(25)	مالوبتینگ ڈبلیو	7,452	24,448	قراقرم	76
(26)	سیا کنگری	7,422	24,350	قراقرم	79
(27)	سکل برم	7,420	24,344	قراقرم	80
(28)	انترم کنگری II	7,406	24,298	قراقرم	82
(29)	ھاراموش	7,406	24,298	قراقرم	84
(30)	استور نصل	7,403	24,288	ہندوکش	85
(31)	گھینٹ چوٹی	7,400	24,278	قراقرم	86
(32)	یوک شن باغ	7,400	24,278	قراقرم	87
(33)	الترا I	7,388	24,239	قراقرم	88
(34)	تیرام کنگری III	7,381	24,216	قراقرم	90
(35)	شیرلی کنگری	7,380	24,212	قراقرم	91
(36)	کارون چوٹی	7,350	24,114	قراقرم	100
(37)	موئل سار	7,342	24,088	قراقرم	103
(38)	ساراگھر چوٹی I	7,338	24,075	ہندوکش	104
(39)	بوجھوگھر	7,329	24,045	قراقرم	106
(40)	گیشر برم V	7,321	24,019	قراقرم	107
(41)	بالتورا کنگری	7,321	24,019	قراقرم	113
(42)	اردوک پیک I	7,300	23,950	قراقرم	114

مشہور پہاڑی درے 'درہ خنجراب ' درہ کرم' درہ ٹوچی درہ گومل درہ بولان' درہ لواری

مشہور گلیشیئر سیاچین 75 کلومیٹر طویل

بالتور 62 کلومیٹر طویل

بطورا 55 کلومیٹر طویل

جھلیں؛ منچھر جھیل سندھ، کینجر جھیل سندھ، حنا جھیل بلوچستان، سیف الملوک جھیل صوبہ سرحد' ست پارا جھیل شمالی علاقہ جات کچھورا جھیل شمالی علاقہ جات، اوچھالی جھیل پنجاب، نمل جھیل پنجاب۔

صحرا :۔ تھر سندھ' تھل پنجاب' چولستان پنجاب'

آبادی:۔

زیر نظر اعداد و شمار 1998ء میں ہونیوالے مردم شماری کے مطابق ہیں۔

کل آبادی 135,135 ملین

فی مربع کلومیٹر آبادی 164 نفوس

شہری آبادی: 32.5% یہ تیسرا شخص شہروں میں آباد ہے۔

عالمی درجہ دربندی آبادی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا آٹھواں بڑا ملک ہے جبکہ سال 2004ء میں پاکستان امت مسلمہ کا دوسرا بڑا ملک بن چکا ہے۔

آبادی کے لحاظ سے بڑے شہر کراچی 9,778,466 نفوس

لاہور	5,325,030	نفوس
فیصل آباد	2,079,371	نفوس
راولپنڈی	1,478,845	نفوس
ملتان	1,243,514	نفوس
حیدرآباد	1,214,518	نفوس
گوجرانوالہ	1,182,842	نفوس
پشاور	1,032,983	نفوس
کوئٹہ	587,754	نفوس
اسلام آباد	579,914	نفوس

رہائشی سہولیات' اوسطاً 6.6 افراد ایک رہائشی یونٹ کے مالک ہیں۔

صوبوں میں آبادی کا تناسب

پنجاب	55.6%
سندھ	23%
سرحد	13.4%
بلوچستان	5%
قبائلی علاقہ جات	2.4%
وفاقی دار الحکومت	0.6%

شرح افزائش آبادی 2% سالانہ

شرح پیدائش 34.38 پیدائش ایک ہزار آبادی کے تناسب سے

شرح اموات 10.69 اموات ایک ہزار آبادی کے تناسب سے

نوزائیدہ بچوں ہزار بچوں میں سے 93.48 بچے زچگی کے دوران ہی فوت ہو جاتے ہیں

اوسط عمر 59.07 سال

58.23 سال مرد

59.96 سال عورت

آبادی کا مذہبی تناسب:۔ 95% مسلمان

5% عیسائی ہندو' سکھ' پارسی' اور دیگر مذاہب

بینک :۔

سٹیٹ بینک آف پاکستان' نیشنل بینک آف پاکستان' حبیب بینک لمیٹڈ' الائیڈ بینک لمیٹڈ' یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ' مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ' بینک الحبیب لمیٹڈ' عسکری بینک لمیٹڈ' پنجاب بینک لمیٹڈ' مائی بینک لمیٹڈ، خیبر بینک لمیٹڈ' فرسٹ وویمن بینک لمیٹڈ (مخصوص بینک)' زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ' انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک لمیٹڈ، فیڈرل بینک آف کواپریٹوز لمیٹڈ' پنجاب کوآپریٹو بینک لمیٹڈ وغیرہ۔

غیر ملکی بینک' بینک الفلاح' یونین بینک' سٹی بینک' سٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک' اے بی این ایمرو بینک وغیرہ۔

اہم صنعتیں:۔

ٹیکسٹائل ملیں' سیمنٹ' کھاد' چینی' آلات جراحی' الیکٹرانک آلات' الیکٹرک مشینری' پنکھا' مدھانی' موٹریں' واشنگ مشین' فریج' ٹی وی آلات' موٹر سائیکل' کار سازی' پیٹرولیم مصنوعات' قالین' بھاری اسلحہ ٹینک' توپیں' میزائل سازی' طیارہ سازی' وغیرہ۔

تعلیم اور صحت:۔

تعلیم	پرائمری سکولز	250,805
	مڈل سکولز	15,595
	ہائی سکولز	10,808
	آرٹس اینڈ سائنس کالجز	898
	پروفیشنل کالجز	161
	یونیورسٹیز	70

شرح خواندگی:۔

45% سرکاری اعداد و شمار، وہ تمام لوگ جو پڑھ سکتے ہیں۔

مردوں میں شرح خواندگی	56.5%
عورتوں	32.6%
شہروں میں شرح خواندگی	64.7%
دیہاتوں میں شرح خواندگی	34.4%

صحت:۔

بڑے ہسپتال 906 واضح رہے کہ ان ہسپتالوں میں تحصیل ہیڈکوارٹر کی سطح کے ہسپتال شامل ہیں۔ بنیادی مراکز صحت اور دیہی مرکز صحت اور ڈسپنسریوں کا ذکر نہیں ہے۔

کل بستر	86,921
رجسٹرڈ ڈاکٹر	108,062
رجسٹرڈ ڈینٹسٹ	4633
نرسز رجسٹرڈ	98684

خوراک اور کیلوریز فی کس :۔

2306 کیلوریز فی دن فی کس

9۔میڈیا' سیاحت' اور ذرائع مواصلات

روزنامے 424' ہفت روزے 718' پندرہ روزے 107 ماہنامے 553 نیوز ایجنسی' اے پی پی' آن لائن' این این آئی' ثنا نیوز پی پی اے' آئی پی پی' کشمیر میڈیا سروس

الیکٹرانک میڈیا:۔

پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن' کے چھ مراکز' اسلام آباد' لاہور' کراچی' پشاور' کوئٹہ اور مظفر آباد کام کر رہے ہیں۔ کارپوریشن' پی ٹی وی' پی ٹی وی ورلڈ پی ٹی وی نیشنل' چینل تھری کے نام سے چار مختلف چینلز کے ذریعے ناظرین تک نشریات پہنچا رہی ہے۔ ٹی وی کی نشریات سے پاکستان کی آبادی کا 90% فیصد حصہ لطف اندوز ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں اے آر وائی' جیو، یونی پلس، اپنا ٹی وی، آج ٹی وی، ہم ٹی وی، اردو ٹی وی، خیبر ٹی وی و دیگر پاکستانی چینلز سٹیلائٹ کے ذریعے نشریات جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے زیر انصرام 26 ریڈیو اسٹیشن کام کر رہے ہیں۔

سیاحتی مقامات:۔

آثار قدیمہ' موہنجوداڑو' ہڑپہ' ٹیکسلا' کوٹ ڈیجی' مہر گڑھ' لاہور وغیرہ اس وقت پاکستان کے سات آثار قدیمہ عالمی ورثہ میں شامل ہیں۔

ایئر پورٹس	118

انٹرنیشنل ایئر پورٹس' کراچی' لاہور' اسلام آباد' پشاور' ملتان' کوئٹہ' فیصل آباد

ڈاکخانے	13,419
ٹیلی فون کنکشن	2.5787 ملین
ٹیلی گراف آفس	427

معدنی وسائل:۔

گرینائٹ' سلیکا' باکسائیٹ' فاسفیٹ' پوٹاش' نمک' سلفر' سنگ مرمر' جپسم' کورمائیٹ' کاپر' آئرن' گولڈ' لیڈ' میگنائیٹ' میگنیز' زنک' سلور' کوئلہ' پٹرولیم' قدرتی گیس وغیرہ'

پائپ لائنز	خام تیل کی پائپ لائن	350 کلومیٹر
	پٹرولیم مصنوعات	81200 کلومیٹر
	قدرتی گیس	4,544 کلومیٹر
زراعت	زیر کاشت رقبہ	79.61 ملین ہیکٹرز
	جنگلات کا رقبہ	4.51 ملین
	فصلوں کی کاشت کیلئے زیر استعمال رقبہ	28.94 ملین

نہری پانی والا رقبہ 78.13 ملین

اہم فصلیں' گنا' گندم' چنا' چاول' کپاس' مکئی' باجرہ' جوار' وغیرہ۔

متنازعہ امور: بھارت کے ساتھ حل طلب مسئلہ کشمیر:۔

بگلیہار ڈیم کی تعمیر' کشن گنگا پراجیکٹ

اہم بین الاقوامی ادارے اور معاہدے' جن کا پاکستان رکن ہے۔

آسیان علاقائی فورم	ایسوسی ایشن آف ساؤتھ ایسٹ ایشین نیشنز
اے ڈی بی	ایشین ڈویلپمنٹ بینک
اے پی او	ایشین پروڈکٹویٹی آرگنائزیشن
سی ڈبلیو	کامن ویلتھ دولت مشترکہ
سی سی سی	کسٹمز کوآپریشن کونسل
ای سی او	اکنامک کوآپریشن آرگنائزیشن
ای ایس سی اے پی	اکنامک اینڈ سوشل کمیشن فار ایشیا' اینڈ دی پیسیفک
ایف اے او	فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن
جی 9	گروپ نائن
جی 24	گروپ 24
جی 77	گروپ ستتر
آئی اے ای اے	انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی
آئی بی آر ڈی	انٹرنیشنل بینک فار دی کنسٹرکشن اینڈ ڈویلپمنٹ ورلڈ بینک
آئی سی اے او	انٹرنیشنل سول ایوی ایشن آرگنائزیشن
آئی سی سی	انٹرنیشنل چیمبر آف کامرس
آئی سی ایف ٹی یو	انٹرنیشنل کنفیڈریشن آف فری ٹریڈ یونینز
آئی سی آر ایم	انٹرنیشنل ریڈ کراس اینڈ ریڈ کریسنٹ موومنٹ
آئی ڈی بی	انٹرنیشنل اسلامک بینک
آئی ایف آر سی	انٹرنیشنل فیڈریشن آف ریڈ کراس اینڈ ریڈ کریسنٹ
آئی ایچ او	انٹرنیشنل ہائیڈروگرافک آرگنائزیشن
آئی ایل او	انٹرنیشنل لیبر فیڈریشن
آئی ایم ایف	انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ
آئی ایم او	انٹرنیشنل میری ٹائم آرگنائزیشن
آئی این ایم اے آر ایس ٹی	انٹرنیشنل موبائل سیٹلائیٹ آرگنائزیشن
آئی این ٹی ای ایل ایس ٹی	انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن سیٹلائیٹ آرگنائزیشن

انٹرپول	انٹرنیشنل کریمنل پولیس آرگنائزیشن
آئی او سی	انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی
آئی او ایم	انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن
آئی ایس او	انٹرنیشنل سٹینڈرڈ آرگنائزیشن
ایم آئی این یو آر این او	یونائیٹڈ نیشنز مشن فار دی ویسٹرن صحارا
این اے ایم	نان الائیڈ موومنٹ غیر جانبدار تحریک
او آئی سی	آرگنائزیشن آف دی اسلامک کانفرنس
او پی سی ڈبلیو	آرگنائزیشن فار پروہیبیشن آف کیمیکل ویپنز
پی سی اے	پرمانینٹ کورٹ آف آربیٹریشن
سارک	ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن آف ریجنل کوآپریشن
یو این او	یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن
یو این سی ٹی اے ڈی	یونائیٹڈ نیشنز کانفرنس ٹریڈ اینڈ ڈویلپمنٹ
یونیسکو	یونائیٹڈ نیشنز ایجوکیشنل سائنٹیفک اینڈ کلچرل
یو این ایچ سی آر	یونائیٹڈ نیشنز ہائی کمیشن فار ریفیوجیز
یو این آئی ٹی اے آر	یونائیٹڈ نیشنز انسٹی ٹیوٹ فار ٹریننگ اینڈ ریسرچ
یو این ایم او جی آئی پی	یونائیٹڈ نیشنز ملٹری آبزرور گروپ ان انڈیا اینڈ پاکستان
یو پی یو	یونیورسل پوسٹل یونین
ڈبلیو بی	ورلڈ بینک
ڈبلیو سی ایل	ورلڈ کنفیڈریشن آف لیبر
ڈبلیو ایف ٹی یو	ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز
ڈبلیو ایچ او	ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن
ڈبلیو آئی پی او	ورلڈ انٹلیکچوئل پراپرٹی آرگنائزیشن
ڈبلیو ٹی او	ورلڈ ٹورازم آرگنائزیشن
ڈبلیو ٹی او	ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

پاکستان کی انتظامی تقسیم:۔

پاکستان کو انتظامی طور پر چار صوبوں وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات اور وفاقی دارالحکومت کے علاقہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صوبوں کی تقسیم اضلاع تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں کی گئی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے سب بڑا صوبہ پنجاب جبکہ رقبہ کے لحاظ سے بلوچستان بڑا صوبہ ہے۔ علاوہ ازیں وفاق کے زیر انتظام شمالی علاقہ جات FANA پاکستان کا حصہ نہیں لیکن یہ علاقہ وفاقی حکومت کے زیر کنٹرول ہے۔ اس علاقے کا ذکر کیے بغیر پاکستان کے متعلق پوری آگاہی حاصل

نہیں ہوسکتی ہے۔ پاکستان کے زیرانتظام ان علاقہ جات کا مختصر اتعارف بھی شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ کمشنری نظام کے خاتمے اور ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد ڈویژنز کی ترتیب میں فرق پڑا ہے۔ اب اضلاع کا اپنا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سے رابطہ صرف پولیس سے متعلقہ امور نمٹانے کیلئے ہوتا ہے۔ اس لئے ان ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کو پولیس رینجز کہا جاتا ہے۔

پاکستانی ادوار حکومت

آزادی کے بعد پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک آزاد، خودمختار مملکت کی حیثیت سے ابھرا۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت اور پانچویں بڑی ریاست قرار پائی۔ اس ملک کی پہلی کابینہ لیاقت علی خان کی سربراہی میں قائم ہوئی۔

پاکستان میں کام کرنیوالی حکومتوں کے ادوار درج ذیل ہیں:۔

لیاقت علی خان (پہلے وزیراعظم):

قائداعظم کی وفات کے بعد لیاقت علی خان کی حمایت سے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کو بنایا گیا۔ جبکہ اختیارات وزیراعظم کے ہاتھ آ گئے، لیاقت علی خان 16 اکتوبر 1951ء کو قتل کر دیئے گئے۔

لیاقت علی خان کے دور میں دستور سازی کی طرف پہلا قدم اٹھایا گیا اس دوران دستور ساز اسمبلی نے 1949ء میں قرارداد مقاصد کی منظوری دی۔ جس میں ملکی قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کی یقین دہانی کرائی گئی۔

خواجہ ناظم الدین:

لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین وزیراعظم جبکہ ملک غلام محمد گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ نئے وزیراعظم انتظامی صلاحیتوں کے حوالے سے کمزور فرد تھے۔ ان کے دور میں قادیانیوں کے خلاف ملک میں مظاہرے شروع ہوئے تو خواجہ ناظم الدین حکومت انہیں کنٹرول نہ کر پائی جس کے بعد گورنر جنرل غلام محمد نے 17 اپریل 1953ء کو خواجہ ناظم الدین حکومت کو برطرف کر دیا۔

محمد علی بوگرہ:

گورنر جنرل کے ہاتھوں ناظم الدین حکومت کی برطرفی سے پاکستان کے سیاسی ڈھانچہ میں جو خرابی پیدا ہوئی اس کے اثرات آج بھی ملکی سیاست میں محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ گورنر جنرل نے امریکہ میں پاکستانی سفیر محمد علی بوگرہ کو واپس بلا کر وزیراعظم نامزد کر دیا۔ محمد علی بوگرہ کے دور میں قانون سازی کے حوالے سے کچھ پیش رفت ہوئی لیکن مسلم لیگی قیادت کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسیوں کی وجہ سے دستور سازی کا عمل مکمل نہ ہو سکا جس سے مسلم لیگ کی مقبولیت میں یکدم کمی واقع ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ مارچ 1954ء کے انتخابات میں جگتو فرنٹ نے مشرقی پاکستان کے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا ان انتخابات کے بعد مولوی اے کے فضل الحق نے مشرقی پاکستان میں حکومت بنائی۔ گورنر جنرل سکندر مرزا کو یہ حکومت نہ بھائی اور انہوں نے اس حکومت کو دو ماہ بعد ہی برطرف کر دیا جس سے مشرقی پاکستان میں مرکز کے خلاف شدید جذبات نے جنم لیا۔ محمد علی بوگرہ کے دور میں پاکستان امریکہ کے قریب ہوتا چلا گیا اور پاکستان نے 1954ء میں سیٹو اور 1955ء میں سینٹو جیسے دفاعی معاہدوں میں شمولیت اختیار کر لی۔

چوہدری محمد علی:

24 اکتوبر 1954ء کو محمد علی بوگرہ حکومت کو برطرف کر کے گورنر جنرل غلام محمد نے چوہدری محمد علی کو حکومت بنانے کی دعوت دی، چوہدری محمد علی کے دور میں 1956ء کا آئین تشکیل دیا گیا جو کہ 23 مارچ 1956ء کو ملک میں نافذ کر دیا گیا۔ آئین کی منظوری کے بعد مغربی پاکستان کے وزیراعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے مرکز میں اپوزیشن لیڈر حسین شہید سہروردی سے تعاون شروع کر دیا جس کے بعد وزیراعظم چوہدری محمد علی ستمبر 1956ء کو مستعفی ہو گئے۔

حسین شہید سہروردی

چوہدری محمد علی کے استعفیٰ کے بعد صدر مملکت سکندر مرزا نے حسین شہید سہروردی کو حکومت بنانے کی دعوت دی۔ سہروردی حکومت کے دور میں ملکی مسائل کے حل کے لئے سنجیدگی سے کوششوں کا آغاز کیا گیا تاہم خارجہ پالیسی صرف امریکہ تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اکتوبر 1957ء میں صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختلافات پیدا ہونے کے بعد سکندر مرزا نے سہروردی حکومت کو برطرف کر دیا۔

ابراہیم اسماعیل چندریگر

سہروردی حکومت کی برطرفی کے بعد صدر نے ابراہیم اسماعیل چندریگر کو حکومت بنانے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا لیکن صدر کی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کی بجائے انہوں نے صرف چھ ہفتے بعد ہی حکومت سے استعفیٰ دے دیا۔

ملک فیروز خان نون

ابراہیم اسماعیل چندریگر کے بعد صدر سکندر مرزا نے ملک فیروز خان نون کو حکومت بنانے کے لئے کہا۔ ملک فیروز خان نون کے دور میں حکومت پاکستان نے اومان سے مکران کا علاقہ خرید لیا۔ ملک فیروز خان نون کی حکومت آٹھ اکتوبر 1958ء کو مارشل لاء کے نفاذ کے بعد برطرف کر دی گئی۔

پہلا مارشل لاء

اکتوبر 1958ء میں صدر مملکت سکندر مرزا نے ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کر کے مارشل لاء نافذ کر دیا جس کے بعد آئین توڑ کر کمانڈر انچیف محمد ایوب خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔

ایوب خان

27 اکتوبر 1958 ایوب خان نے صدر سکندر مرزا کی برطرف کر کے اقتدار پر مکمل قبضہ کیا۔ انہوں نے 1960ء میں بنیادی جمہوریتوں کے قوانین رائج کیے۔ جن کے مطابق ایک ہزار ووٹر ایک نمائندہ منتخب کرتے تھے پھر یہ نمائندے صدر کا انتخاب کرتے تھے۔

فیلڈ مارشل ایوب خان نے 1962ء کے آئین کی منظوری کے بعد ملک سے مارشل لاء اٹھا کر 1965ء میں نئے انتخابات کروانے کا اعلان کیا۔ 1965ء کے انتخابات میں ایوب خان کے مقابلے پر مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح

میدان میں اتریں جنہیں دھاندلی سے ہرا دیا گیا۔محترمہ کی شکست نے مشرقی پاکستان میں احساس محرومی کو جنم دیا کیونکہ بنگالی کی اکثریت نے مادرِ ملت کو اپنے ووٹ کا حق دار سمجھا تھا۔

1965ء کے صدارتی انتخابات میں ہونے والی دھاندلی سے مشرقی پاکستان کے عوام کے اندر پیدا ہونے والے منفی اثرات کے نتیجہ میں وہ مرکز سے دور ہوتے چلے گئے۔

پہلی پاک بھارت جنگ

6 ستمبر 1965ء کو بھارت نے مغربی پاکستان کے محاذ پر جنگ چھیڑ دی۔ بھارت نے پاک افواج کے ہاتھوں تمام محاذوں پر عبرتناک رسوائی کے بعد اقوام متحدہ سے رجوع کیا جس نے جنگ بندی کروائی اور مقبوضہ علاقوں کی واپسی کے لئے سوویت یونین کے وزیراعظم کوسی گن نے پاک بھارت مذاکرات کرائے جس کے نتیجے میں دونوں فریق اپنی اپنی سابقہ پوزیشنوں پہ چلے گئے۔

یحییٰ خان

محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی انتخاب میں شکست، معاہدہ تاشقند کی ناروا شرائط اور ایوبی آمریت کی مسلسل زیادتیوں کے خلاف عوام سڑکوں پر نکل آئی اور پورے ملک میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ان حالات کا سامنا نہ کر سکتے ہوئے فیلڈ مارشل ایوب خان نے اقتدار کمانڈر ان چیف یحییٰ خان کے حوالے کر دیا یوں 25 مارچ 1969ء کو ملک ایک بار پھر مارشل لاء کی گود میں جا گرا۔

عام انتخابات

یحییٰ خان نے لیگل فریم ورک آرڈر جاری کر کے 7 دسمبر 1970 کو ملک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلے غیر جانبدارانہ انتخابات تھے۔عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان اور پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان میں کامیابی حاصل کی جبکہ مجموعی طور پر عوامی لیگ نے برتری حاصل کی لیکن اسے حکومت بنانے کی دعوت نہ دی گئی جس پر بنگال میں بغاوت نے جنم لیا اور وہاں خانہ جنگی شروع ہو گئی جس کے بعد بھارت نے اپنی افواج مشرقی پاکستان میں داخل کر دیں۔

دوسری پاک بھارت جنگ

مقامی آبادی اس کے ساتھ تھی جبکہ دسمبر میں مغربی محاذ پر بھی لڑائی شروع ہو گئی۔مشرقی پاکستان میں پاک فوج چاروں طرف سے گھر چکی تھی۔ہتھیار ڈال کر بھارت کی قید میں چلی گئی اور مشرقی صوبہ پاکستان سے علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو کا دور

20 دسمبر کو سقوط مشرقی پاکستان کے بعد یحییٰ خان نے استعفیٰ دے کر اقتدار بھٹو کے حوالے کر دیا۔بھٹو ایسے وقت حکمران بنے جب پاکستان کے تقریباً ایک لاکھ فوجی بھارت کی قید میں تھے۔مغربی پاکستان کا 5 ہزار مربع میل علاقہ

دشمن کے قبضہ میں تھا۔عوام کا مورال گرنے سے ہر طرف مایوسی اور ناامیدی پیدا ہو چکی تھی۔ذوالفقار علی بھٹو نے بھارت سے برابری کی بنیاد پر شملہ معاہدہ کیا اور جنگی قیدی واپس حاصل کئے۔مقبوضہ علاقہ واپس لیکر فوج کا حوصلہ بڑھایا۔بہادری دکھانے والے 71ء کے شہدا کو نشان حیدر دیئے۔عربوں سے تعلقات بڑھا کر پاکستان کو اسلامی بلاک کا راہنما بنایا گیا۔اس دوران کراچی میں روس کے تعاون سے ایشیا کی سب سے بڑی سٹیل ملز لگائی۔لاہور میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کروانے کے علاوہ ایٹمی پروگرام پر کام شروع کیا گیا۔1973ء کا متفقہ آئین تشکیل دیا گیا، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا مغربی ممالک، عرب ممالک اور عالمی طاقتوں کے دورے کر کے پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی ترتیب دی اور چین اور عرب ممالک سے خصوصی تعلقات کی بنیاد رکھی۔

1977ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے برتری حاصل کی مگر اپوزیشن نے دھاندلی کا الزام لگا کر تحریک کا آغاز کیا جس سے ملک بھر میں ہنگامے پھوٹ پڑے اس دوران حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات کے نتیجہ میں معاہدہ طے پانے والا تھا کہ 5 جولائی 1977ء کی رات کو چیف آف آرمی سٹاف جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر کے آئین توڑ دیا جس کے ساتھ ہی مرکزی وصوبائی حکومتیں ختم کر دی گئیں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سمیت دیگر سیاسی لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

تیسرا مارشل لاء جنرل ضیاء کا دور

جنرل ضیاء نے 5 جولائی 1977ء کو اکتوبر 77 میں الیکشن کرانے کا اعلان کیا جو بعد میں ملتوی کر دیا گیا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو ایک قتل کے الزام میں گرفتار کر کے پھانسی کی سزا دی گئی۔بھٹو کی پھانسی کے بعد جنرل ضیاء نے اپوزیشن کی مدد سے مئی میں حکومت تشکیل دی مگر جلد ہی اختلافات کی بناء پر اپوزیشن ان کا ساتھ چھوڑ گئی۔

جنرل ضیاء کی حکومت کے خلاف پیپلز پارٹی اور دیگر اپوزیشن پارٹیز نے مل کر MRD کے نام سے اتحاد کیا۔

جنرل ضیاء نے حالات کا رخ دیکھتے ہوئے غیر جماعتی انتخابات کا اعلان کیا اس سے قبل ملک میں ریفرنڈم ہوا جس میں یہ پوچھا گیا کہ ''جنرل ضیاء قرآن اور سنت کے مطابق جو اسلامی قانون بنانا چاہتے ہیں اگر آپ اس سے متفق ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ اگلے 5 سال کے لئے صدر چن لئے گئے ہیں۔

غیر جماعتی انتخابات

25 فروری 1985ء کو قومی اسمبلی اور 28 فروری 1985ء کو صوبائی اسمبلیوں کے غیر جماعتی انتخابات منعقد ہوئے جس کے بعد 23 مارچ 1985ء کو محمد خان جونیجو نے وزیراعظم کی حیثیت سے کام شروع کیا اور نیم جمہوری حکومت نے کام کا آغاز کر دیا۔

مارشل لاء کا خاتمہ

31 دسمبر 1985ء کو نئی حکومت کی کوششوں سے ملک میں سے مارشل لاء اٹھا لیا گیا۔

پارلیمنٹ کی برطرفی

29 مئی 1988ء کو جنرل ضیاء آئین کی دفعہ 58 شق 2(ب) کا استعمال کرتے ہوئے قومی اور صوبائی

اسمبلیاں توڑ دی وفاقی وصوبائی کابینہ برطرف کر دیں 90 دن کے بعد لئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا گیا۔ 17 اگست 1988ء کو جنرل ضیاء اپنے ساتھی فوجی عہدے داروں، امریکی سفیر اور دیگر اہم شخصیات کے ہمراہ فوجی طیارہ C-130 کے فضائی حادثہ میں جل کر ہلاک ہو گئے۔

غلام اسحاق خان کا دور

جنرل ضیاء کی ہلاکت کے بعد غلام اسحاق خان (چیئرمین سینٹ) نے قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھال کر قومی اسمبلی کے لئے 19 نومبر 1988ء کو انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرانے کا اعلان کیا جو کہ جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرانے کے لئے بے نظیر بھٹو کی رٹ کے فیصلے کے بعد ہوا۔ واضح رہے کہ سپریم کورٹ نے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروانے کا حکم جاری کیا۔

انتخابات 1988ء

جماعتی بنیادوں پر کرائے گئے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے سادہ اکثریت حاصل کر کے اتحادی جماعتوں کی مدد سے حکومت تشکیل دی۔

بے نظیر بھٹو بحیثیت وزیر اعظم

1988ء کے انتخابات کے بعد نئی جمہوری حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی سربراہی میں کام شروع کیا جبکہ انہوں نے پہلی مسلمان خاتون وزیر اعظم بننے کا منفرد اعزاز بھی حاصل کیا۔ 6 اگست 1990ء کو صدر اسحاق نے آئین کے آرٹیکل 2/58 ب کے تحت قومی وصوبائی اسمبلیاں توڑ کر حکومت ختم کر دی اور 24 اکتوبر 1990ء کو انتخابات کا اعلان کیا۔

انتخابات 1990ء

1990ء کے انتخابات میں آئی جے آئی نے 105 اور پیپلز ڈیموکریٹک الائنس نے 45 نشستیں حاصل کیں۔ آئی جے آئی نے سندھ کے سوا تمام صوبوں میں حکومت بنائی جبکہ سندھ میں پی ڈی اے کامیابی حاصل کرنے کے باوجود حکومت نہ بنا پایا اور یہاں جام صادق کی سربراہی میں مسلم لیگ اور ایم کیو ایم کی مخلوط حکومت تشکیل پائی۔

19 اپریل 1993ء کو صدر اسحاق نے ایک بار پھر آئین کے آرٹیکل 58 کی دفعہ 2(بی) کا استعمال کرتے ہوئے میاں نواز شریف کی حکومت برطرف کر کے بلخ شیر مزاری کو نگران وزیر اعظم بنایا۔ 26 اپریل 1993ء کو سپیکر قومی اسمبلی گوہر ایوب خان نے سپریم کورٹ میں اس اقدام کے خلاف رٹ دائر کی۔ 26 مئی کو سپریم کورٹ نے پہلی مرتبہ قومی اسمبلی بحال کر دی۔ نواز شریف کی بحالی کے بعد بھی صدر اور وزیر اعظم کے اختلافات ختم نہ ہونے کے باعث صدر اور وزیر اعظم مستعفی ہو گئے۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور 6 اکتوبر 1993ء کو نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا گیا۔

انتخابات 1993ء

6 اکتوبر 1993ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے سادہ اکثریت حاصل کر کے حکومت تشکیل دی اور 19 اکتوبر کو محترمہ بے نظیر بھٹو دوبارہ وزیر اعظم پاکستان بن گئیں۔ ملک میں پیپلز پارٹی کی یہ تیسری حکومت تھی۔

محترمہ بے نظیر بھٹو کی برطرفی

5 نومبر 1996ء کو محترمہ کی حکومت کو انہی کے پارٹی کے رہنما اور صدر پاکستان سردار فاروق لغاری نے آئین کی دفعہ 58-2(ب) کا استعمال کرتے ہوئے برطرف کر دیا اور فروری 97ء میں عام انتخابات کا اعلان کیا گیا۔

انتخابات 1997ء

17 فروری 1997ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بیک وقت ہوئے ان انتخابات میں مسلم لیگ نے بھاری اکثریت حاصل کی کامیابی کے بعد مسلم لیگ نے نواز شریف کی سربراہی میں حکومت بنائی۔

نواز حکومت کی برطرفی 1999ء

12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف نے نواز حکومت کو برطرف کر دیا۔ 14 اکتوبر 1999ء کو جنرل مشرف نے بطور چیف ایگزیکٹو پاکستان کی حیثیت سے کام شروع کیا۔

جنرل مشرف حکومت

جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالتے ہی ملک میں انقلابی اصلاحات کرتے ہوئے ملکی خزانہ لوٹنے والوں کا احتساب شروع کیا نواز شریف کو دوست ممالک کی مداخلت پر دسمبر 2000ء میں سعودی عرب جلاوطن کر دیا گیا۔ جنرل پرویز مشرف نے معاملات حکومت چلانے کیلئے سیکورٹی کونسل قائم کی جبکہ سیاسی پارٹیوں کے قانون اور دہشت گردی ایکٹ 1997ء میں ترمیم کے ساتھ اکتوبر 2002ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔ مارچ 2001ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر بلدیاتی الیکشن کرائے گئے جس کے بعد ملک میں کمشنری نظام کو ختم کر کے ضلعی حکومتوں کا تصور روشناس کرایا گیا۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں دہشت گردی کے بعد جنرل مشرف حکومت نے امریکی حکومت کا ساتھ دیتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ صدر مشرف کے اس کردار کی بناء پر امریکہ نے پاکستان پر عائد تمام فوجی واقتصادی اور جمہوریت کے حوالے سے عائد پابندیاں اٹھانے کے علاوہ پاکستان کی بھرپور مالی مدد بھی کی جس سے ملکی خزانے میں زرمبادلہ کے ذخائر میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

انتخابات 2002ء

10 اکتوبر 2002ء کو ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے ان انتخابات میں مسلم لیگ قائداعظم بڑا سیاسی دھڑا بن کر سامنے آئی جبکہ صوبہ سرحد میں دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل نے کامیابی حاصل کی۔ میر ظفر اللہ خان جمالی ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے اور چیف ایگزیکٹو کے تمام اختیارات انہیں سونپ دیئے گئے۔ وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی اور جنرل پرویز مشرف کے مابین اختلافات پیدا ہوئے تو 26 جون 2004ء کو وزیر اعظم نے استعفیٰ دے دیا۔

ان کے استعفیٰ کے بعد عارضی طور پر منتخب وزیراعظم کی حیثیت سے چوہدری شجاعت حسین نے حکومت تشکیل دی۔ جنرل پرویز مشرف کی ایماء پر شوکت عزیز کو ضمنی انتخاب میں کامیاب کروا کر 29 اگست 2004ء کو وزیراعظم منتخب کروایا گیا۔

پاکستان کی دستوری تاریخ

ہر مملکت کے نظام کو چلانے کیلئے ایک دستور یا آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔ 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آنیوالی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی تاریخ اس حوالے سے افسوسناک ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہم آئین سازی جیسے اہم معاملات ایسے الجھے کہ آج تک قوم آئین کے نفاذ کی حقیقی برکتوں سے محروم ہے۔ 10 اگست 1948ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس قائداعظم کی صدارت میں ہوا۔ اسمبلی نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 میں چند ترامیم کر کے اسے عارضی طور پر آئین پاکستان کی حیثیت دی۔ دستور ساز اسمبلی کے فرائض میں دو چیزیں شامل تھیں۔

(1) نوزائیدہ مملکت کے لیے آئین تیار کیا جائے۔

(2) آئین کی تیاری اور نفاذ تک وفاقی قانون ساز ادارے یعنی پارلیمنٹ کے فرائض سرانجام دے۔ قرارداد مقاصد کی منظوری کے باوجود دستور سازی اسمبلی کے اراکین نے مختلف حیلوں بہانوں سے آئین کی تیاری اور تشکیل کو الجھائے رکھا۔ یہاں تک کہ چوہدری محمد علی کی وزارت عظمیٰ کے دور میں دوسری دستور ساز اسمبلی نے وزیراعظم کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے صرف ایک سال کے اندر اندر آئین تیار کر لیا۔ پاکستان مسلم لیگ اور کرشک سرامک پارٹی نے آئین کی تیاری اور مسودہ کی منظوری میں اہم کردار ادا کیا۔

1956 کا آئین

پاکستان کی دستوری تاریخ کا سب سے پہلا آئین 1956ء میں نافذ ہوا۔ اس آئین کے تحریری مسودہ میں 334 دفعات اور 6 گوشوارے شامل تھے۔ آئین کا نفاذ 23 مارچ 1956 کو ہوا۔ جسکے بعد گورنر جنرل اسکندر مرزا نے صدر پاکستان کے عہدے کا حلف اٹھایا۔

اہم نکات

(1) پاکستان کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

(2) پہلی دستور ساز اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد مقاصد کو آئین کا ماخذ اور سرچشمہ قرار دیتے ہوئے اسے ابتدائیہ کی حیثیت سے دستور میں شامل کیا گیا۔

(3) مملکت کے سربراہ کیلئے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(4) تمام کائنات اور پاکستان میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسلامی قوانین سے راہنمائی حاصل کرنے کو یقینی بنایا گیا۔

(5) قرآن وسنت سے متصادم قوانین نہ بنانے کا فیصلہ ہوا۔

(6) اسلامی طرز زندگی کے تحفظ کیلئے ضروری سہولتیں دینے کے لئے آئینی گنجائش پیدا کی گئی۔

(7) غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔

(8) غیر اسلامی قوانین ختم کرنے کا انتظامی حکم جاری ہوا۔

(9) سود کے خاتمے کیلئے آئین سازی کرنے پر زور دیا گیا۔

(10) آئینی طور پر پاکستان کو وفاقی مملکت قرار دیا گیا۔

(11) مغربی پاکستان کے پانچ یونٹوں' پنجاب' سرحد' سندھ' بلوچستان اور ریاست بہاولپور کو ختم کر کے ایک صوبہ ون یونٹ تشکیل دیا گیا۔

(12) پاکستان میں مکمل طور پر پارلیمانی نظام نافذ کیا گیا۔ صدر مملکت کا سربراہ اور وزیراعظم سربراہ حکومت قرار پایا۔

(13) مجلس قانون ساز صرف ایک ایوان پر مشتمل تھی۔

(14) صدر کے اختیارات کو کافی حد تک بحال رکھا گیا۔ صدر اسمبلی برطرف کرنے اور صدر راج نافذ کرنے کا اختیار کا حامل تھا۔

(15) صدر کی برطرفی کا اختیار اسمبلی کو دیا گیا۔

(16) مملکت کے شہریوں کو بلا امتیاز یکساں بنیادی انسانی حقوق فراہم کرتے ہوئے انکے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔

(17) عوام کو اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے عدلیہ سے رجوع کرنیکی اجازت دی گئی۔

(18) آئین میں اردو اور بنگالی کو سرکاری زبانوں کا درجہ دیا گیا۔

(19) انگریزی کو آئندہ 20 سال تک دفتری (سرکاری) زبان کا درجہ دیا گیا۔

(20) آئین میں عدلیہ کو مکمل آزادی فراہم کرتے ہوئے سپریم کورٹ کو آئین کی رو کے منافی قوانین کو بدلنے کا اختیار دیا گیا۔

(21) ووٹر کیلئے بالغ رائے حق دہی کو تسلیم کیا گیا عمر کے علاوہ کوئی اور شرط عائد نہیں کی گئی۔

(22) اقلیتوں کے جائز حقوق کا تحفظ اور انہیں اپنے عقیدہ و مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی کی ضمانت دی گئی۔

ناکامی کے اسباب

آئین کی ناکامی کا سب سے اہم سبب صدر سکندر مرزا اور ایوان اقتدار میں براجمان دوسرے لوگوں کا اسے دل سے نہ تسلیم کرنا تھا یہی وجہ تھی کہ انہوں نے آئین میں درج نکات کو عملی طور پر نافذ نہیں ہونے دیا۔ جبکہ عوام کی اکثریت ناخواندہ ہونے کی وجہ سے آئین کی اہمیت وافادیت سے ناآشنا تھی عوام نے بھی حکومت پر دباؤ نہیں ڈالا کہ آئین کو اسکی روح کے مطابق فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ آئین کی افادیت اور اسلامی دفعات سے ملک صرف اسی صورت میں فیض یاب ہوسکتا تھا کہ آئین کے تحت فوری انتخابات منعقد کیئے جاتے تا کہ اقتدار منتخب عوامی نمائندوں کو منتقل کر دیا جاتا اور ملک میں جمہوری عمل شروع ہوتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا۔ سیاستدانوں کی باہمی چپقلش اور اقتدار کی رسہ کشی مہم کا نتیجہ بالآخر یہ برآمد ہوا کہ 7 اکتوبر 1958ء کو صدر مملکت نے 1956 کا آئین منسوخ کر کے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ صدر سکندر

مرزا نے جس اقتدار کو بچانے کیلئے مارشل لاء لگایا تھا بالا آخر اسی فوج نے ملک کے بہترین مفاد کے نام پر انہیں ایوان صدر سے رات کے اندھیرے میں چلتا کیا۔

1962ء کا آئین

فیلڈ مارشل ایوب خان نے 27 اکتوبر 1958ء کو اقتدار سنبھالنے کے بعد ملک کیلئے نئے آئین کی تیاری کا کام شروع کیا۔ ایوب خان کے دور میں تیار کردہ آئین 1962ء میں نافذ ہوا۔ یہ پاکستان کا دوسرا آئین ہے۔ 1962 کا آئین 12 حصوں پر مشتمل تھا جسکی 250 دفعات اور 5 گوشوارے تھے آئین کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

(1) پاکستان کا نام 1956ء کے آئین کی طرح ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔
(2) قرارداد مقاصد کو 1962ء کے آئین کے ابتدائیہ کا درجہ حاصل تھا۔
(3) قانون سازی میں قرآن وسنت سے راہنمائی لینے اور کوئی غیر شرعی قانون نہ بنانے کا عہد کیا گیا۔
(4) ملک سے پارلیمانی طرز حکومت ختم کر کے صدراتی طرز حکومت نافذ ہوا۔
(5) ملک میں اسلامی قانون سازی کیلئے مشاورت وراہنمائی کیلئے اسلامی مشاورتی کونسل کے نام سے ادارہ قائم ہوا۔ جس کے فرائض میں شامل تھا کہ وہ غیر اسلامی قوانین کی نشاندہی کرے اور ان کا متبادل تیار کرے۔
(6) اس آئین کے تحت ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا قیام کا عمل میں لایا گیا تا کہ اسلامی فقہ اور تاریخ کی تحقیق کا کام احسن طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔
(7) شراب جوا اور فحاشی پر پابندی عائد کرنے کا اعلان ہوا۔
(8) سود کے خاتمے' زکوۃ' مساجد' اور اوقاف کے مناسب انتظام کو یقینی بنانے کا وعدہ ہوا۔
(9) اقلیتوں کو اپنے مذہبی نظریات اور عقائد کے مطابق مکمل آزادی سے زندگی بسر کرنے کی اجازت اور ان کے حقوق کے تحفظ کو آئین میں یقینی بنایا گیا۔

ناکامی کے اسباب

1962ء کے آئین کے بارے میں عوامی رائے یہ تھی کہ یہ آئین فرد واحد کی ذاتی خواہشات کا آئینہ دار ہے۔ جسکی بناء پر عوام اور سیاسی پارٹیوں نے اس آئین کو دل سے قبول نہ کیا۔ آئین کے اندر بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت کا واضح الفاظ میں ذکر نہ تھا۔ جو بعد ازاں عوامی دباؤ پر آئین میں شامل کی گئی۔ 1962ء کے آئین میں اسلامی قوانین کا ذکر تو موجود تھا۔ لیکن حکومت نے ان قوانین کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کوئی قابل ذکر کوشش نہیں کی۔ ایوب خان کے طویل دور آمریت کے بعد جب ہنگاموں کا سلسلہ شروع ہوا تو ایوب خان نے اقتدار چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کے بعد انہوں نے آئین کی خود خلاف ورزی کی اور اقتدار سپیکر کو سونپنے کی بجائے کمانڈر انچیف بری فوج جنرل یحیٰی خان کے حوالے کر دیا۔ جوں ہی ایک طرف سے یحیٰی خان نے اقتدار سنبھال کر ایوان صدر میں رکھا تو دوسری طرف سے ملک کا دوسرا آئین ایوان صدر سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔

1973ء کا آئین

7 اپریل 1972ء کو صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کے نئے آئین کی تشکیل کیلئے ایک کمیٹی قائم کی۔ جس نے 2 اپریل 1973ء کو نئے دستور کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا جس پر حکومتی اور اپوزیشن ارکان نے طویل بحث وصلاح مشورے کے بعد اس کی منظوری دیدی۔ اس آئین کو 14 اگست 1973ء کو ملک میں نافذ العمل قرار دیا گیا۔ 1973 کا آئین پاکستان کا واحد آئین ہے جسے حکومت اور اپوزیشن کے منتخب ارکان اسمبلی کی بھرپور تائید وحمایت حاصل تھی۔ اسے 73 کا متفقہ آئین بھی کہتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے مندرجہ ذیل اہم نکات تھے۔

(1) قرارداد مقاصد کو دستور میں بطور ابتدائیہ شامل کرتے ہوئے اس امر کا اقرار کیا گیا کہ کل کائنات پر صرف خدائے قادر مطلق کی حاکیت ہے اللہ سے حاصل شدہ اختیارات کی حدود میں رہتے ہوئے ان کا استعمال پاکستان کی عوام کے پاس مقدس امانت ہے۔
(2) پاکستان کو عوامی جمہوریہ قرار دیتے ہوئے مملکت کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔
(3) اسلام کو ملک پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔
(4) ملک کا آئینی وقانونی ڈھانچہ اسلام کے ابدی اصولوں کے مطابق تشکیل دینے کیلئے آئینی ضمانت فراہم کی گئی۔
(5) سربراہ مملکت ''صدر'' مسلمان ہوگا اور وہ نظریہ پاکستان اور عقیدہ ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتا ہوگا۔
(6) وزیراعظم پاکستان سربراہ حکومت کے لیے بھی مسلمان ہونا' نظریہ پاکستان اور عقیدہ ختم نبوت پر یقین رکھنا لازم ہوگا۔
(7) اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دی گئی تا کہ شہریوں کو اسلامی طرز حیات میں ڈھالا جاسکے۔
(8) آٹھویں جماعت تک عربی زبان کی تعلیم لازم قرار دی گئی تا کہ قرآن وسنت کے صحیح مفہوم سے طلبا آگاہی حاصل کر سکیں۔
(9) شہریوں میں اسلامی طرز حیات کے فروغ کیلئے ہر ممکن اقدامات کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔
(10) سود کے خاتمہ کیلئے جلد از جلد قانون سازی اور فیصلے یقینی بنائیں جائیں گے۔
(11) ریاست نظام عشر وزکوۃ اور اوقاف کی تنظیم خاص کرے گی۔
(12) قرآن مجید کی صحیح چھپائی اور اغلاط سے پاک ہونا یقینی بنایا جائیگا۔
(13) اسلامی تعلیمات سے راہنمائی حاصل کرنے اور حکومتی مشاورت کیلئے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کا اعلان ہوا۔
(14) وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی۔ جس کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ کسی قانون یا قانونی شق کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیکر اس کے قرآن وسنت کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ دے۔
(15) اسلامی ممالک کیساتھ قریبی تعلقات استوار کرنے پر زور دیا گیا۔
(16) ملک میں پہلی بار چاروں اکائیوں کی یکساں نمائندگی کے اصول کے تحت ایوان بالا ''سینٹ'' کی تشکیل ہوئی۔
(17) صدر کے اختیارات کم کر کے وزیراعظم کو با اختیار بنایا گیا۔

1973ء کا آئین تادم تحریہ ملک میں رائج ہے۔ اس دوران آئین کو دو بار معطل کیا گیا۔ معطلی کا پہلا دور جنرل ضیاء الحق کے دور میں جبکہ دوسرا دور جنرل پرویز مشرف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد شروع ہوا۔ جبکہ سیاستدانوں نے

14 اگست 1973ء سے لیکر 5 جولائی 1977ء تک اور بعد ازاں 23 مارچ 1985ء سے لیکر 12 نومبر 2004ء تک 73 کے آئین میں 17 ترامیم کی گئیں۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی ترمیم

پہلی ترمیم کے تحت ہر پاکستانی شہری کو "ماسوائے گورنمنٹ ملازم" کے سیاسی جماعت بنانے کا حق دیا گیا۔
اس ترمیم کے تحت تمام سیاسی پارٹیوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ پارٹی فنڈز دینے والے ذرائع کے متعلق حکومت کو آگاہ رکھیں گی۔

دوسری ترمیم

ستمبر 1974ء میں ہونیوالی یہ آئینی ترمیم پاکستان کی مذہبی و آئینی تاریخ میں سب سے اہم ترمیم ہے کیونکہ اس ترمیم کے تحت نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والے فرقے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے اقلیت تسلیم کیا گیا۔

تیسری ترمیم

اس ترمیم کے تحت 24 ماہ سے زائد قید نہ رکھنے کی شق ملک دشمن عناصر کیلئے ختم کر دی گئی۔

چوتھی ترمیم

اس ترمیم کے تحت قومی اسمبلی میں اقلیتوں کے لیے مختص نشستوں کی تعداد 6 [illegible] ہوا۔ علاوہ ازیں حکومت نے ہائی کورٹ سے یہ اختیار واپس لے لیا کہ وہ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث افراد کی ضمانت لے سکتی ہے۔

پانچویں ترمیم

پانچویں ترمیم کے تحت یہ طے پایا کہ کسی بھی فرد کو ایسے صوبے کا گورنر مقرر نہیں کیا جائیگا جس کا وہ رہائشی ہو۔
اس ترمیم کے تحت ہائی کورٹ ججز کو پابند کیا گیا کہ وہ بطور جج سپریم کورٹ اپنی تقرری قبول نہیں کرے گا اور اس کو ریٹائرڈ تصور کیا جائے گا۔

چھٹی ترامیم

چھٹی ترمیم کے تحت وزیراعظم کے مشیر، وزیراعلیٰ کے مشیر، پارلیمانی سیکرٹری، چیئرمین لاء کمیشن، وزیراعظم کے خصوصی اسسٹنٹ وغیرہ کے عہدوں اور فرائض کا تعین اور تعریف کی گئی۔

ساتویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت وزیراعظم کو یہ حق سونپا گیا کہ وہ ملکی حالات کے پیش نظر صدر مملکت کو یہ مشورہ دے کہ کسی بھی اہم اور ہنگامی نوعیت کے مسئلہ پر ریفرنڈم کروایا جائے۔

آٹھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت 1973ء کے آئین کا بنیادی ڈھانچہ یکسر بدل کر رکھ دیا گیا اس ترمیم کے ذریعے وزیراعظم کے اختیارات کم کر کے صدر کو بااختیار بنایا گیا یہ ترمیم پاکستانی تاریخ کی سب سے مشہور اور متنازعہ ترمیم تصور کی جاتی ہے۔

نویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دیا گیا، علاوہ ازیں سود کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کا فیصلہ ہوا۔

دسویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت سینٹ کے اجلاس کی کاروائی (160) روز کی بجائے (130) دن کر دی گئی۔

گیارھویں ترمیم

آئین میں گیارھویں ترمیم کا بل سینٹ نے منظور کیا، اس بل کو "شریعت بل" کہتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں اس بل کو پیش نہ کیا جا سکا کیونکہ نواز حکومت برطرف کر دی گئی تھی اس لیے یہ ترمیم آئین کا حصہ نہ بن سکی۔

بارھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں قائم ہوئیں۔

تیرھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت آٹھویں ترمیم کی دفعات 58(2)B اور 112(2)C کو ختم کر دیا گیا جس سے صدر اور گورنرز کا اسمبلیاں توڑنے کا صوابدیدی اختیار ختم ہوا، جبکہ آئین کی دفعہ 243(2)C کے تحت صدر سے سروسز چیف کی تقرری کے اختیارات واپس لے لئے گئے۔ جبکہ صدر کو اس امر کا بھی پابند کیا گیا کہ وہ گورنروں کا تقرر وزیراعظم سے پوچھ کر یگا۔

چودھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت ارکان اسمبلی کو فلور کراسنگ سے روکنے کیلئے قانون منظور ہوا جسکے تحت کوئی رکن اسمبلی پارٹی فیصلہ سے بغاوت کرے تو اسکی رکنیت ختم ہو جائیگی۔

پندرھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت قرآن و سنت کو ملک کے سپریم لاء کا درجہ دیا گیا

آئین کی معطلی

12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے بعد آئین کو معطل کر دیا گیا، آئین کی معطلی کا حکم چیف ایگزیکٹو پاکستان نے جاری کیا۔ چیف ایگزیکٹو نے ایک زبانی حکم کے تحت صدر پاکستان کا عہدہ برقرار رکھا اور اسے چیف ایگزیکٹو کے مشورے کا پابند قرار دیا۔ علاوہ ازیں چیف ایگزیکٹو نے ایوان بالا سینیٹ، ایوان زیریں "قومی اسمبلی" اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کو برطرف کرنے کی بجائے معطل کر دیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں چیف ایگزیکٹو کو آئین میں ترمیم کا حق دیا۔ جس کے تحت چیف ایگزیکٹو نے 21 اگست 2002ء کو ملک میں عام انتخابات سے قبل لیگل فریم ورک آرڈر کے تحت آرٹیکلز میں ترامیم کیں۔ اسمبلی کے وجود میں آنے کے بعد یہ لیگل فریم ورک آرڈر اپوزیشن کے غیض و غضب کا نشانہ بنا۔ جس کے تحت پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ایک سنگین آئینی بحران پیدا ہوا۔ جو متحدہ مجلس عمل اور حکومت

نویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دیا گیا، علاوہ ازیں سود کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کا فیصلہ ہوا۔

دسویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت سینٹ کے اجلاس کی کاروائی (160) روز کی بجائے (130) دن کر دی گئی۔

گیارھویں ترمیم

آئین میں گیارھویں ترمیم کا بل سینٹ نے منظور کیا، اس بل کو "شریعت بل" کہتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں اس بل کو پیش نہ کیا جاسکا کیونکہ نواز حکومت برطرف کر دی گئی تھی اس لیے یہ ترمیم آئین کا حصہ نہ بن سکی۔

بارھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں قائم ہوئیں۔

تیرھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت آٹھویں ترمیم کی دفعات B(2)58 اور C(2)112 کو ختم کر دیا گیا جس سے صدر اور گورنر کا اسمبلیاں توڑنے کا صوابدیدی اختیار ختم ہوا، جبکہ آئین کی دفعہ C(2)243 کے تحت صدر سے سروسز چیف کی تقرری کے اختیارات واپس لے لئے گئے۔ جبکہ صدر کو اس امر کا بھی پابند کیا گیا کہ وہ گورنروں کا تقرر وزیر اعظم سے پوچھ کر یگا۔

چودھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت ارکان اسمبلی کو فلور کراسنگ سے روکنے کیلئے قانون منظور ہوا جسکے تحت کوئی رکن اسمبلی پارٹی فیصلہ سے بغاوت کرے تو اسکی رکنیت ختم ہو جائیگی۔

پندرھویں ترمیم

اس ترمیم کے تحت قرآن وسنت کو ملک کے سپریم لا کا درجہ دیا گیا

آئین کی معطلی

12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے بعد آئین کو معطل کر دیا گیا، آئین کی معطلی کا حکم چیف ایگزیکٹو پاکستان نے جاری کیا۔ چیف ایگزیکٹو نے ایک زبان کے تحت صدر پاکستان کا عہدہ برقرار رکھا اور اسے چیف ایگزیکٹو کے مشورے کا پابند قرار دیا۔ علاوہ ازیں چیف ایگزیکٹو نے ایون بالا مینٹ، ایوان زیریں "قومی اسمبلی" اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کو برطرف کرنے کی بجائے معطل کر دیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں چیف ایگزیکٹو کو آئین میں ترمیم کا حق دیا۔ جس کے تحت چیف ایگزیکٹو نے 21 اگست 2002ء کو ملک میں عام انتخابات سے قبل لیگل فریم ورک آرڈر کے تحت آرٹیکلز میں ترامیم کیں۔ اسمبلی کے وجود میں آنے کے بعد یہ لیگل فریم ورک آرڈر اپوزیشن کے غیض و غضب کا نشانہ بنا۔ جس کے تحت پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ایک سنگین آئینی بحران پیدا ہوا۔ جو متحدہ مجلس عمل اور حکومت

اسمبلی (2) سینٹ پر مشتمل ہے۔

سربراہان دستور ساز اسمبلی

(1) قائداعظم — 11 اگست 1947ء تا 11 ستمبر 1948

قائداعظم کو دستور ساز اسمبلی کے سپیکر کی بجائے صدر کہا جاتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے وہ پہلے اور آخری صدر ہیں۔

سینٹ ایوان بالا

1973 کے آئین کے تحت پہلی بار سینٹ کا ادارہ قائم ہوا۔ اس ادارے میں چاروں صوبوں کو برابر نمائندگی حاصل ہے۔ ایل ایف او کے تحت سینٹ کی 100 نشستیں ہیں۔

پانچوں اسمبلیوں کی نشستوں کی تعداد اور تقسیم

نمبر شمار	نام اسمبلی	کل تعداد نشستیں	جنرل نشستیں	خواتین نشستیں	اقلیتی نشستیں
1	قومی اسمبلی	342	272	60	10
2	پنجاب اسمبلی	371	297	66	8
3	سندھ اسمبلی	168	130	29	9
4	سرحد اسمبلی	124	99	22	3
5	بلوچستان اسمبلی	65	51	11	3

سینٹ میں نشستوں کی تقسیم

کل نشستیں 100

جنرل نشستیں 56 — 14 فی صوبہ

ٹیکنوکریٹس 16 — 4 فی صوبہ

خواتین 4 — فی صوبہ

صوبوں کی نشستیں 88 =

فاٹا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے۔ 8

وفاق اسلام آباد 4

12

کل نشستیں 100

پاک بھارت سربراہی ملاقاتیں

نمبر شمار	تاریخ	پاکستانی سربراہ	بھارتی سربراہ	مقام	تفصیلات
1	8 اپریل 1950	لیاقت علی خان	پنڈت جواہر لال نہرو	کراچی	مہاجرین اور اقلیتوں کے مسائل پر بات چیت ہوئی
2	26 اپریل 1950	لیاقت علی خان	پنڈت جواہر لال نہرو	نئی دہلی	مہاجرین اور اقلیتوں کے مسئلے پر لیاقت نہرو پیکٹ کے نام سے معاہدہ
3	16 اگست 1953	محمد علی بوگرہ	پنڈت جواہر لال نہرو	نئی دہلی	مسئلہ کشمیر عوام کی خواہشات کے مطابق حل کرنے پر اتفاق
4	11 ستمبر 1958	فیروز خان نون	پنڈت جواہر لال نہرو	نئی دہلی	متنازعہ معاملات حل کرنے پر اتفاق
5	یکم ستمبر 1960	ایوب خان	پنڈت جواہر لال نہرو	نئی دہلی	تنازعات کو انصاف کی بنیاد پر حل کرنے پر اتفاق
6	19 ستمبر 1960	ایوب خان	پنڈت جواہر لال نہرو	کراچی	سندھ طاس معاہدہ طے پایا
7	10 جنوری 1966	ایوب خان	لال بہادر شاستری	تاشقند	1965ء کی جنگ کے بعد پیدا ہونے والے تنازعات طے کرنے کی غرض سے معاہدہ تاشقند طے پایا۔
8	2 جولائی 1972	ذوالفقار علی بھٹو	اندرا گاندھی	شملہ	جنگی قیدیوں کا معاملہ طے ہوا سیز فائر لائن کو کنٹرول لائن قرار دے دیا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ	پاکستانی سربراہ	بھارتی سربراہ	مقام	تفصیلات
9	2 نومبر 1982	صدر ضیاء الحق	اندرا گاندھی	نئی دہلی	غیر جانبدار ممالک کی کانفرنس کے موقع پر ملاقات ہوئی۔ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا
10	17 دسمبر 1985	صدر ضیاء الحق	راجیو گاندھی	نئی دہلی	ایک دوسرے کی جوہری تنصیبات پر حملہ نہ کرنے پر اتفاق
11	21 فروری 1987	صدر ضیاء الحق	راجیو گاندھی	جے پور	بھارت کی بڑی فوجی مشقوں کے نتیجے میں دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو دور کرنے میں مدد ملی۔ صدر ضیاء کے اس دورے کو عالمی سطح پر کرکٹ ڈپلومیسی کا نام دیا گیا۔ تاہم کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔
12	30 دسمبر 1988	بے نظیر بھٹو	راجیو گاندھی	اسلام آباد	سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر رسمی ملاقات ہوئی۔
13	12 مئی 1997ء	نواز شریف	اندر کمار گجرال	مالے	سارک کانفرنس کے موقع پر رسمی ملاقات
14	23 ستمبر 1998	نواز شریف	اٹل بہاری واجپائی	نیویارک	جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر رسمی ملاقات

15	20 فروری 1999	نواز شریف	واجپائی	لاہور	تمام مسائل بشمول مسئلہ جموں وکشمیر کے حل کے لیے کوششیں تیز کرنے پر اتفاق، اس ملاقات کیلئے بھارتی وزیراعظم بذریعہ بس لاہور آئے تھے جس کے بعد باضابطہ لاہور دہلی بس سروس شروع ہوئی
16	جولائی 2001ء	پرویز مشرف	اٹل بہاری واجپائی	آگرہ	سربراہی ملاقات
17	6 جنوری 2002	پرویز مشرف	اٹل بہاری واجپائی	کھٹمنڈو	سربراہ کانفرنس کے موقع پر رسمی ملاقات
18	4 جنوری 2004	میر ظفر اللہ خان جمالی	اٹل بہاری واجپائی	اسلام آباد	کشمیر سمیت تمام تنازعات پر امن طریقے سے حل کرنے پر اتفاق
19	5 جنوری 2004	پرویز مشرف	اٹل بہاری واجپائی	اسلام آباد	بھارت کی طرف سے کشمیر کو تنازعہ مسئلہ تسلیم کیا گیا
20	25 ستمبر 2004	پرویز مشرف	منموہن سنگھ	نیویارک	مسئلہ کشمیر پر بات چیت ہوئی
21	24 نومبر 2004	شوکت عزیز	منموہن سنگھ	نیویارک	مسئلہ کشمیر
22	17 اپریل 2005	پرویز مشرف	منموہن سنگھ	دہلی	پاک بھارت مذاکرات

پاکستان کا جغرافیہ

اگرچہ پاکستان کی بنیادی اہمیت اسکی نظریاتی سرحدوں کو ہی حاصل ہے۔ لیکن بہرحال یہ حقیقت ہے کہ پاکستان تاریخ میں ہمیشہ ایک الگ منفرد جغرافیائی اور تہذیبی اکائی کی حیثیت سے برصغیر پاک وہند میں جداگانہ تشخص کا حامل رہا۔ ماضی میں ہندوستان کا خطہ کبھی بھی ایک ملک کی حیثیت سے مستحکم نہیں رہا۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل

ہندوستان کے طول وعرض میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا جال بچھا تھا۔

دریائے سندھ اور گنگا کی وادیوں میں بٹا ہندوستان جغرافیائی وحدت کے لفظ کے منافی صورتحال کا سامنا کرتا رہا ہے۔ دریائے سندھ کے اردگرد آباد علاقوں کی جغرافیائی وحدت ایک ہے۔ پاکستان کا موجودہ علاقہ پانچ ہزار سال قبل دنیا کی عظیم الشان تہذیب کا گہوارہ تھا جسکے آثار موہنجوداڑو اور ہڑپہ میں پائے جاتے ہیں یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوئے ایک ہی نظام اور تمدن کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں سے ملنے والے آثار اس امر کی غمازی کرتے ہیں دریائے سندھ کے کنارے آباد قدیم لوگوں کے مذہبی وسماجی اعتقادات 'روایات' اوزان' پیمانے ' دستکاریوں اور رسم الخط میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ گنگا اور جمنا کی وادی میں داخل ہوتے ہی یہ تسلسل یک لخت ٹوٹ جاتا ہے۔ برصغیر کو پہلی مرتبہ مسلمانوں نے ہندوستان کا نام دیا جو بعد میں زبان زد عام ہو گیا۔ یہ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ پاکستان ہمیشہ سے ایک جغرافیائی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکستان کی سطح کے لحاظ سے تقسیم:۔

(i) شمالی پہاڑی سلسلے (ii) مغربی پہاڑی سلسلے (iii) کوہ نمک اور سطح مرتفع پوٹھوہار (iv) سطح مرتفع بلوچستان (v) دریائے سندھ کی بالائی وادی اور دریائے سندھ کی زیریں وادی میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

شمالی پہاڑی سلسلے

اس میں کوہ ہمالیہ کوہ قراقرم اور کوہ ہندوکش کے عظیم الشان اور بلند وبالا سلسلے شامل ہیں۔ کوہ ہمالیہ کے چار سلسلے بہت اہم ہے (۱) تلیسپتی کی پہاڑیاں (۲) ہمالیہ صغیر کے پہاڑی سلسلے (۳) وسطی ہمالیہ (۴) کوہ لداخ کے سلسلے۔ ان پہاڑی علاقوں میں دنیا کی 28 بلند چوٹیاں موجود ہے۔ شمالی پہاڑی سلسلوں میں واقع علاقے اپنے قدرتی مناظر جا بجا بکھرے سبزے اور برف پوش پہاڑوں کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہیں۔

مغربی پہاڑی سلسلے

افغانستان اور ایران کی سرحدوں پر واقع ان پہاڑی سلسلوں کو شمالاً جنوباً پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) چترال کے پہاڑ (۲) کوہ سفید (۳) وزیرستان کی پہاڑیاں (۴) کوہ سلیمان (۵) کوہ کیرتھران پہاڑوں کے شمالی پہاڑ سرسبز جبکہ باقی پہاڑ خشک بنجر اور سبزے سے محروم ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ پہاڑ قدرتی معدنیات سے بھرے پڑے ہیں۔

کوہ نمک اور سطح مرتفع پوٹھوہار

کوہ نمک کا سلسلہ دریائے جہلم کے علاقہ ٹلہ جوگیاں سے شروع ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان کی پہاڑیوں تک چلا جاتا ہے۔ کوہ نمک کا علاقہ بلند ترین وادی سون سکیسر ضلع خوشاب ہے۔ جبکہ ان پہاڑی سلسلوں سے ملحقہ زمینی کٹا پھٹا علاقہ سطح مرتفع پوٹھوہار کہلاتا ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان

کوہ سلیمان اور کوہ کیرتھر کے مغرب میں سطح مرتفع بلوچستان کا وسیع وعریض علاقہ ہے۔ اس علاقے کی اوسطاً بلندی 600 سے 900 میٹر تک ہے۔

دریائے سندھ کی بالائی وادی

کوہ نمک' کوہ سلیمان' کوہ کیرتھر کے مشرق' کوہ نمک' مارگلہ ہلز' ہمالیہ کے زیریں پہاڑی علاقے اور شمالی علاقہ میں قراقرم اور ہمالیہ کی بلندیوں سے پانی لیکر آنیوالا دریائے سندھ طویل سفر کے بعد بحیرہ عرب میں جاملتا ہے پنجاب کے مٹھن کوٹ کے مقام سے اوپر والے علاقہ کو دریائے سندھ کی بالائی وادی کہتے ہیں مشرق میں ستلج' بیاس' راوی' چناب' جہلم' اور مغرب' میں دریائے کابل' کرم، گومل اور کئی چھوٹے چھوٹے دریاؤں سے سیراب ہونیوالے علاقوں کو وادی سندھ کہا جاتا ہے۔

سندھ کے زیریں میدان

مٹھن کوٹ سے آگے دریائے سندھ انتہائی ست روی سے سمندر کی طرف اپنا سفر مکمل کرتا ہے اس اس علاقے میں دریا کے دونوں اطراف 5 دریاؤں کی مٹی سے بنا دنیا کے زرخیز ترین زرعی میدان واقع ہے دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر دنیا کا سب سے بڑا نظام آبپاشی قائم ہے یہی وجہ ہے کہ وادی سندھ کا صرف وہی علاقہ پانی سے محروم ہے جہاں نہر موجود نہیں ہے مٹھن کوٹ سے آگے دریائے سندھ کے اردگرد واقع زرعی میدانوں کو دریائے سندھ کی زیریں وادی کہا جاتا ہے۔

دوآبے

دو دریاؤں کے درمیان واقع زمین دوآبہ کہلاتی ہے ان میدانوں کے درمیان بلند سطح بار کہلاتی ہے پاکستان کی سرزمین بہت سے دوآبوں میں تقسیم ہے دوآبے قدرتی نظام آبپاش کے وجہ سے دنیا کے زرخیز ترین اور خوشحال علاقوں میں زمانہ قدیم سے شمار ہوتے ہیں۔

طبعی حالات

پاکستان میں زمین کی طبعی حالت کی شکل یکساں نہیں ہے بلکہ یہ مختلف علاقوں میں ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے۔ انہیں ہم مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

پتھریلی زمین

خشک چٹانوں پر مشتمل زمین ہے۔ پاکستان کے تمام پہاڑی علاقوں میں اس قسم کی زمین پائی جاتی ہے۔

دریائی مٹی

پنجاب' سندھ' وادی پشاور اور وادی سوات کے علاقوں میں ایسی زرخیز دریائی مٹی کے میدان موجود ہیں ایسی زمین زراعت کیلئے انتہائی زرخیز اور کارآمد ہوتی ہے۔

کلر والی زمین

ایسی زمین جس میں نمکیات کی زیادتی سے قابل کاشت نہ ہو یا اس میں اصلاح کی ضرورت پائی جاتی ہو کلر والی زمین کہلاتی ہے پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں ایسی زمین کے وسیع' وعریض قطعے موجود ہیں جنکی بنیادی وجہ سیم و تھور ہے۔

چکنی مٹی والی زمین

ایسی زمین سطح مرتفع پوٹھوہار سطح مرتفع بلوچستان کے پہاڑی و نیم پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

ریتلی زمین

ایسی زمین صحرائے تھر' تھل' چولستان میں پائی جاتی ہے۔ اس قسم کی زمین ناقابل کاشت ہوتی ہے پاکستان کے صحرائی علاقوں کی سطح سمندر سے قریباً 65 میٹر تک اونچی ہے۔

آب وہوا

پاکستان کی آب وہوا تمام موسموں میں انتہائی شدید ہوتی ہے۔ اس لیے موسم گرم اور موسم سرما کے درجہ حرارت میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے ساحلی علاقے کسی حد تک معتدل درجہ حرارت کے حامل ہیں ان علاقوں میں بارش انتہائی کم ہوتی ہے۔ پاکستان کے چار اہم موسم ہیں۔ موسم سرما' اکتوبر تا فروری' موسم بہار مارچ تا اپریل' موسم گرما مئی تا جولائی' موسم برسات جولائی' تا ستمبر برسات کے مہینوں میں مون سون ہوائیں خوب بارش برساتی ہیں۔ درجہ حرارت کے حساب سے پاکستان کے درج ذیل بڑے حصے ہیں۔

شمالی مغربی پہاڑی علاقہ

ان علاقوں میں موسم سرما چھ ماہ سے لیکر آٹھ ماہ کے عرصہ پر محیط ہوتا ہے۔ سردیوں کے دوران یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر جاتا ہے۔ یہ پورا علاقہ برف باری کا مرکز ہے۔ موسم گرما کے دوران یہاں کا موسم خوشگوار رہتا ہے یعنی نہ زیادہ گرمی نہ زیادہ سردی۔

دریائے سندھ کا بالائی میدان

موسم گرما کے دوران اس خطے میں شدید گرمی پڑتی ہے مئی جون کے ماہ کے دوران بارش نہ ہونے کے سبب درجہ حرارت 45 ڈگری سینٹی گریڈ سے تجاوز کر جاتا ہے۔ سردیوں کے دوران شدید خشک سردی پڑتی ہے مجموعی طور پر سرما کا موسم اس علاقے میں خوشگوار رہتا ہے۔

زیریں وادی سندھ

گرمیوں میں شدید ترین گرمی پڑتی ہے سردیوں میں موسم صرف 2 ماہ کیلئے شدت پکڑتا ہے باقی سردیوں کے مہینوں کے دوران ہلکی سردی پڑتی ہے بارشوں کا تناسب اس علاقہ میں بہت کم ہے۔

پاکستان کا ساحلی علاقہ

پاکستان کے ساحلی علاقوں میں ہوا کی شدت بہت کم ہونے اور بحری اور بری نمی کی وجہ سے درجہ حرات معتدل رہتا ہے سمندری ہواؤں کا اثر 80 کلومیٹر دور تک محسوس کیا جاتا ہے ان علاقوں میں سردیوں کا موسم چند دنوں پر محیط ہوتا ہے بہر حال ان دنوں میں پڑنے والی سردی اپنی شدت کے لحاظ سے علاقے کو ٹھٹھرا کر رکھ دیتی ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان

موسم سرما میں انتہائی سردی اور گرمیوں میں درجہ حرارت ناقابل برداشت حد تک بڑھ جاتا ہے بی جیسے

علاقے میں درجہ حرارت 51 ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھ جاتا ہے۔

ہوائیں اور بارش

پاکستان مون سون آب وہوا کے خطے کے مغربی حصے میں واقع ہے اس خطے میں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ موسم گرما کے دوران مون سون ہوائیں سمندر سے خشکی کی طرف اور سردیوں میں خشکی سے سمندر کی جانب چلتی ہیں۔

موسم گرما کی مون سون ہوائیں

موسم گرم میں میدانی علاقے خوب تپنے سے ہوا گرم ہوکر اوپر اٹھتی ہے ہوا کے اوپر اٹھنے سے پیدا شدہ خالی جگہ کو پر کرنے کیلئے بحیرہ عرب اور خلیج بنگال سے ہوائیں اس طرف چلنا شروع کر دیتی ہیں سمندر سے اٹھنے والی ان ہواؤں میں بہت زیاد بخارات موجود ہوتے ہیں بحیرہ عرب سے آنے والی مون سون ہوائیں مغرب کی جانب سے صوبہ سندھ میں داخل ہوکر کوہ ہمالیہ کے طرف بڑھتی ہیں یہی ہوائیں شمالی علاقوں میں خوب بارش کا سبب ہیں۔ جبکہ بحیرہ بنگال سے اٹھنے والی مون سون ہوائیں آسام کی پہاڑیوں سے ٹکرا کر خوب بارش برسا کر کوہ ہمالیہ کے ساتھ ساتھ سفر کرتی پاکستان کے علاقوں تک آن پہنچتی ہیں۔ یہ ہوائیں کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع علاقوں میں موسم برسات کے دوران خوب بارش برساتی ہیں۔

موسم سرما کی مون سون ہوائیں

موسم سرما کے ختم ہوتے ہی مون سون ہوائیں خشکی سے سمندر کی طرف سفر شروع کر دیتی ہیں۔ واپسی کا سفر کرنیوالی یہ ہوائیں بخارات سے خالی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ بارش برسائے بغیر گزر جاتی ہیں اسی لیے موسم سرما کے دوران پاکستان کے علاقوں میں بہت کم بارش ہوتی ہے۔ موسم سرما کے دوران ہونیوالی بارش مغرب سے آنیوالی ہواؤں کی بدولت ہے، یہ ہوائیں خلیج فارس اور بحیرہ روم کی طرف سے آنے والے گرد باد ہیں۔

آب وہوا کا مقامی معاشرت پر اثر

آب وہوا قدرتی عوامل کے طور پر ایک اہم عنصر ہے۔ جسکا اثر مقامی لوگوں کے طرز بودوباش اور مشاغل پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے پاکستان کا تمام علاقہ دریائے سندھ کی وادی پر مشتمل ہے لیکن یہاں کے علاقوں میں آب وہوا کے فرق کی وجہ سے رہن سہن کے طور طریقوں اور ثقافتی سرگرمیوں میں فرق نمایاں ہے۔

شمالی علاقہ جات

ان علاقوں میں موسم سرما اپنی انتہائی شدتوں اور حشر سامانیوں کیساتھ پایا جاتا ہے مجموعی طور پر یہ علاقے برف باری سے ڈھکے رہتے ہیں۔ موسم سرما کے دوران ان علاقوں میں انسانی سرگرمیاں تقریب منجمد ہوکر رہ جاتی ہیں بعض علاقوں میں تو ندی نالے اور دریاؤں کا پانی تک جم جاتا ہے ذرائع مواصلات کے بند ہونے کی وجہ سے تجارتی سرگرمیوں میں کافی اثر پڑتا ہے موسم گرما کے دوران یہاں انسانی سرگرمیاں اپنے پورے عروج پر ہوتی ہیں یہاں کے لوگ بھاری اور گرم کپڑے پہنتے ہیں۔

پاکستان کے میدانی علاقے

پاکستان کا میدانی علاقہ بہت وسیع ہے۔ اس خطے کی آب وہوا شدید قسم کی ہے۔ اس شدید قسم کی آب کی وجہ سے لوگوں میں قوت برداشت اور بردباری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کا روزگار زراعت سے وابستہ ہے اسی لئے ان کے اندر موسموں کی شدت یعنی سردیوں میں سردی اور گرمیوں میں گرمی برداشت کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہے اس علاقے میں ہر قسم کے پھل اور فصل پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس خطے میں انسانی سرگرمیاں سارا سال عروج پر رہتی ہیں۔ مقامی لوگ گرمیوں میں ٹھنڈا اور باریک کپڑے جبکہ سردیوں میں گرم کپڑے پہنتے ہیں۔

جنوبی میدانی علاقے

ان علاقوں میں پاکستان کے بڑے صحرا چولستان تھل اور تھر پائے جاتے ہیں۔ یہاں گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے موسم گرما کے دوران آندھیاں چلنے سے ریت کے ٹیلے ادھر ادھر رخ بدلتے رہتے ہیں۔ البتہ گرمیوں کے دوران راتیں انتہائی خوشگوار اور قدرتی ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ سردیوں کا موسم بہت مختصر ہوتا ہے یہاں کے رہنے والے گرمیوں کے دوران لو سے بچنے کیلئے موٹے موٹے کپڑے پہنتے ہیں سر پر کپڑا رکھنا یا پگڑی باندھنا معاشرت کا لازمی جزو ہے لوگ گرمیوں کے دوران دن کے وقت سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں ان علاقوں میں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں لوگ بارشی پانی کو گڑھوں میں جمع کر کے سارا سال استعمال کرتے ہیں۔ لوگوں کا روزگار صحرائی جانوروں، بھیڑ بکریوں، اونٹ، گائے وغیرہ پالنے سے مشروط ہے ان صحرائی علاقوں کے لوگ بہت اچھے شکاری ہیں کیونکہ یہاں شکار عام پایا جاتا ہے۔

سطح مرتفع بلوچستان

اس خطے کی آب وہوا موسم گرما اور سرما کے لحاظ سے انتہائی شدید ہے۔ موسم سرما میں بلوچستان کے بالائی علاقے برفباری اور مغرب سے آنیوالی شدید ٹھنڈی ہواؤں کی لپیٹ میں رہتے ہیں بلوچستان کے بالائی علاقوں میں آباد لوگ سردیوں کے دوران پہاڑی علاقوں سے ہجرت کر جاتے ہیں جبکہ گرمیوں کے دوران انتہائی بلند پہاڑی مقامات کے علاوہ پورے خطے میں غضب کی گرمی پڑتی ہے بارشیں کم ہونے کی وجہ سے پورا بلوچستان پانی کی کمی کا شکار ہے زراعت کا انحصار کاریز پر ہے۔ (کاریز زمین دوز آبی نالیوں کو کہتے ہیں) دنیا کا یہ منفرد ترین نظام آبپاشی بلوچستان میں موجود ہے۔ سطح مرتفع بلوچستان کی سرد اور خشک آب وہوا پھلوں کی نشوونما کیلئے انتہائی مناسب ہے۔ یہاں کے لوگوں کی زندگی انتہائی سخت اور مشکلات سے بھری ہے۔ اس وقت یہ پاکستان کا واحد خطہ ہے جہاں کی مقامی آبادی خانہ بدوشی والی پرانی روایات کو ابھی تک نبھا رہی ہے۔

اہم پاکستانی ادارے

پاکستان کا نظام عدلیہ

پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ آف پاکستان ہے۔ سپریم کورٹ کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں جبکہ لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں اس کے سرکٹ (رجسٹری) بینچ قائم ہیں۔ ملک کے پہلے آئین کے نفاذ سے قبل سپریم

کورٹ کو فیڈرل کورٹ' وفاقی عدالت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آئین کے نفاذ کے بعد اسکا نام سپریم کورٹ رکھا گیا۔

ہائی کورٹس

صوبوں کی سطح پر اعلیٰ ترین عدالت ہائی کورٹ قائم ہے۔ صوبائی ہائی کورٹس کی مرکزی عدالتیں پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان میں بالترتیب لاہور، پشاور، کراچی اور کوئٹہ میں قائم ہیں۔ صدر جنرل ضیاء الحق کے دور میں دور دراز کے علاقوں میں آباد شہریوں کو فوری اور سستا انصاف مہیا کرنے کی غرض سے ہائی کورٹس کے سرکٹ بینچ مختلف شہروں میں قائم کیے جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) لاہور ہائی کورٹ لاہور	بہاولپور بینچ' ملتان بینچ' راولپنڈی بینچ
(2) پشاور ہائی کورٹ پشاور	ڈیرہ اسماعیل بینچ' ایبٹ آباد بینچ
(3) سندھ ہائی کورٹ کراچی	سکھر بینچ' حیدرآباد بینچ
(4) بلوچستان ہائی کورٹ کوئٹہ	سبی بینچ

مسلح افواج

پاکستان مسلح افواج کے تین شعبہ بری' بحری اور فضائیہ ہیں۔ جن کے نام اور ہیڈ کوارٹر درج ذیل ہیں۔

(1) بری فوج	جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی	GHQ
(2) بحری فوج	نیول ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد	NHQ
(3) فضائی فوج	ائیر ہیڈ کوارٹرز چکلالہ	AHQ

سپریم کمانڈر صدر پاکستان

تینوں افواج کا سینیئر ترین جرنیل:۔ چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی

مسلح افواج کے سربراہان کے عہدے کا نام۔

مسلح افواج کے سربراہان فورسٹار جرنیل کے برابر ہوتے ہیں۔

(1) بری فوج (ARMY)	چیف آف دی سٹاف
(2) بحری فرج (NAVY)	چیف آف دی نیول سٹاف
(3) فضائی فوج (AIR FORCE)	چیف آف دی ائیر سٹاف

مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹرز:

پاکستان آرمی	راولپنڈی
پاکستان نیوی	اسلام آباد
پاکستان ائیر فورس	چکلالہ راولپنڈی

تربیتی ادارے

پاکستان آرمی (1) پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول (1947)۔ (2) کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ (1905) (3) نیشنل ڈیفنس کالج راولپنڈی (1970) (4) ملٹری کالج آف انجینئرنگ رسالپور سکول (1948) کالج (1962) (5) ملٹری کالج سرائے عالمگیر گجرات (6) ملٹری کالج آف سگنلز راولپنڈی 1947 (7) الیکٹریکل اینڈ مکینیکل کالج کوئٹہ 1957 (8) سکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹکس کوئٹہ 1948 (9) سکول آف آرٹلری نوشہرہ 1947 (10) آفیسرز ٹریننگ سکول منگلا 1949 (11) آرمڈ کورز سنٹرز نوشہرہ 1948 (12) آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی 1975ء۔

کیڈٹ کالجز

(1) حسن ابدال پنجاب (2) پٹارو (سندھ) (3) رزمک فاٹا (4) کوہاٹ (سرحد) (5) مستونگ (بلوچستان) (6) لاڑکانہ (سندھ) (7) سانگھڑ (سندھ) (8) چکوال (پنجاب) (9) پلندری (آزاد کشمیر) (10) سیالکوٹ، پنجاب) (11) سکردو (شمالی علاقہ جات) (12) کلرکہار (پنجاب) (13) ہمک (اسلام آباد) (14) کوٹ ادو (پنجاب) (15) بٹراسی۔

پاکستان نیوی کے تربیتی ادارے

(1) پی این ایس رہبر یا پاکستان نیول اکیڈمی کراچی (2) پی این ایس کارساز الیکٹریکل مکینیکل ادارہ 1954 (3) پی این ایس ہمالیہ کراچی (4) پی این ایس تیمور اور سلطان ٹیپو (5) پی این ایس جلالت 1998ء (6) پی این ایس شجاعت 1999ء (7) پی این ایس دلاور (8) پاکستان نیول سٹاف کالج 1970ء (9) پاکستان میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی 1987ء کراچی (10) پاکستان نیوی جونیئر کیڈٹ کالج منوڑہ۔ 5 اکتوبر 1978ء (11) پاکستان نیول وار کالج لاہور (12) گنری سکول (13) پی این ایس بابر۔

پاکستان نیول ہیڈ کوارٹرز کے ادارے

(1) سب میرین سکواڈرن (2) نیول کمانڈوز اینڈ ایوی ایشن ونگ۔

پاکستان ائیر فورس

پاکستان ائیر فورس کا قیام 1947ء میں عمل میں آیا ہے۔ پاکستان ائیر فورس کے سربراہ کو ائیر چیف مارشل کہا جاتا ہے۔ اسے ان افسروں کی معاونت حاصل ہوتی ہے۔

(1) ائیر سٹاف برانچ (2) مینٹیننس برانچ (3) ایڈمنسٹریٹو برانچ (4) پالیسی اینڈ پلانز برانچ

تربیتی ادارے

(1) پی اے ایف اکیڈمی رسالپور (15 ستمبر 1947ء) (2) پی اے ایف ایروناٹیکل کالج کورنگی (3) پی اے ایف کالج سرگودھا (4) ائیر وار کالج (5) پی اے ایف سکول کوہاٹ (6) پی اے ایف سکائی انگ اینڈ سروائیول سکول

علاقہ شمالی علاقہ جات (7) پی اے ایف سکئی انگ اینڈ سروائیول سکول کالا باغ 1958ء (8) ہائی آلٹی ٹیوڈ سکول شمالی علاقہ جات۔

دیگر ادارے

(1) فلائنگ انسٹرکٹرسکول (2) کالج آف فلائنگ ٹریننگ (3) کمبیٹ کمانڈر سکول (4) انسٹی ٹیوٹ (5) ایئر سیفٹی مسرور کراچی (6) ٹرانسپورٹ کنورشن سکول (7) پی اے ایف پری ٹریڈ ٹریننگ سکول کوہاٹ (8) ایئر ڈیفنس سکول سکیسر۔

مسلح افواج کے کمیشنڈ عہدے

پاکستان آرمی	پاکستان نیوی	پاکستان ایئر فورس
سیکنڈ لیفٹیننٹ	مڈشپ مین آفیسر	پائلٹ آفیسر
لیفٹیننٹ	سب لیفٹیننٹ	فلائنگ آفیسر
کیپٹن	لیفٹیننٹ	فلائٹ لیفٹیننٹ
میجر	لیفٹیننٹ کمانڈر	سکواڈرن لیڈر
لیفٹیننٹ کرنل	کمانڈر	ونگ کمانڈر
کرنل	کیپٹن	گروپ کیپٹن
بریگیڈیئر	کموڈور	ایئر کموڈور
میجر جنرل	ریئر ایڈمرل	ایئر وائس مارشل
لیفٹیننٹ جنرل	وائس ایڈمرل	ایئر مارشل
جنرل	ایڈمرل	ایئر چیف مارشل
فیلڈ مارشل	ایڈمرل آف دی فلیٹ	مارشل آف دی ایئر فورس

مرکزی بینک، سٹیٹ بینک آف پاکستان:۔

سٹیٹ بینک آف پاکستان سب سے بڑا سرکاری بینک اور بینکنگ نظام کو کنٹرول کرنے والا ادارہ ہے۔ اس بنک کا افتتاح یکم جولائی 1948 کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے دست مبارک سے کراچی میں فرمایا تھا۔ بنک کا انتظام و انصرام چلانے کیلئے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز قائم ہے۔ جس کے ارکان میں بینک کا سربراہ جسے گورنر سٹیٹ بینک کہتے ہیں کے علاوہ ڈپٹی گورنرز، ڈائریکٹرز شامل ہیں۔ بینک کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ جبکہ اس مرکزی دفتر کے علاوہ ناظم آباد، کراچی، لاہور، اسلام آباد، فیصل آباد، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، مظفر آباد، سکھر، حیدرآباد، ملتان، سیالکوٹ، بہاولپور، ڈیرہ اسماعیل خان اور گوجرانوالہ میں برانچیں کام کر رہی ہیں۔

وفاقی محتسب

جنرل ضیاء الحق کے دور میں عوام کو فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور سرکاری ملازمین سے متعلقہ شکایات کو نمٹانے کیلئے 1983ء میں وفاقی محتسب کا سیکرٹریٹ قائم ہوا۔ اس تجربے کی کامیابی کے بعد چاروں صوبوں میں محتسب مقرر کئے گئے۔ وفاقی محتسب کو محتسب اعلیٰ کہتے ہیں۔

پی آئی اے، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز

پی آئی اے 1955 میں قائم کی گئی۔ اپنے بہترین اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے یہ دنیا کی مانی ہوئی ایئر لائن کمپنی ہے۔ اس کمپنی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ 60 کی دہائی میں وہ عوامی جمہوریہ چین کی قومی کمپنی کے طور پر کام کر چکی ہے۔ اس وقت پی آئی اے کی پروازیں دنیا کے تمام اہم خطوں تک مسافروں کو پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ پی آئی اے کی فضائی بیڑے میں 42 طیارے شامل ہیں۔ یہ طیارے 38 بین الاقوامی روٹس اور 24 اندرون ملک روٹس پر ہر دم رواں دواں ہیں۔

پی آئی اے کے علاوہ شاہین ایئر لائنز، ایرو ایشیا ایئر لائنز، بھوجا ایئر لائنز اور سیف ایئر انٹرنیشنل ایئر لائنز بھی مسافروں کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ موخر الذکر تمام ایئر لائنیز نجی شعبہ میں قائم کی گئی ہیں۔

پاکستان ریلویز

برٹش ریلویز کے نام سے پاکستان کے خطے میں سب سے پہلے ریلوے لائن اور ریل سروس نے 1861 میں کام شروع کیا۔ موجودہ پاکستان میں ریلوے ٹریک کی لمبائی 8775 کلومیٹر ہے۔ کراچی تا پشاور ریلوے کا سب سے لمبا روٹ ہے۔ پاکستان میں ریلوے کا سب سے بڑا اسٹیشن لاہور، سب سے بلند ریلوے اسٹیشن کان مہترزئی اور سب سے بڑا پلیٹ فارم روہڑی میں واقع ہے۔ الیکٹرک ٹرین کا آغاز 1970ء میں خانیوال سے لاہور تک ہوا۔ اس کے بعد اس سمت میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہو سکی۔ ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہے۔

پرنٹ میڈیا

پاکستان کے طول و عرض سے اس وقت سینکڑوں اخبارات و جرائد شائع ہو رہے ہیں۔ کراچی، اسلام آباد اور لاہور اخباری دنیا کے بڑے مراکز ہیں۔ جبکہ پشاور، کوئٹہ، فیصل آباد، ملتان، اور حیدرآباد سے بھی روزانہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ پاکستان کے اہم اور بڑے اخباری اداروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جنگ گروپ آف نیوز پیپرز

اردو روزنامہ جنگ، لاہور راولپنڈی، ملتان، کراچی، کوئٹہ، لندن، روزنامہ آواز، لاہور، روزنامہ انقلاب لاہور، روزنامہ عوام کراچی، انگریزی روزنامہ دی نیوز، لاہور کراچی ہفت روزہ، میگ، کراچی اس ادارے کے تحت پرائیویٹ ٹی وی چینل جیو (GEO) بھی کام کر رہا ہے، اخبار جہاں کراچی۔

نوائے وقت گروپ آف پبلی کیشنز

اردو روزنامہ نوائے وقت' لاہور' کراچی' ملتان' راولپنڈی

انگریزی روزنامہ دی نیشن' لاہور اسلام آباد

ہفت روزہ فیملی' لاہور ہفت روزہ ندائے ملت لاہور

لبرٹی پیپرز پرائیویٹ لمیٹڈ

اردو روزنامہ خبریں' لاہور' شیخوپورہ' ملتان' کراچی' پشاور' مظفر آباد' اسلام آباد

اردو روزنامہ نیا اخبار' لاہور' اسلام آباد' ملتان

اسی ادارہ کے زیر اہتمام پی ٹی وی پر روزانہ کسان ٹائم پیش کیا جاتا ہے۔

اوصاف گروپ آف پبلی کیشنز

اردو روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، ملتان، لندن، برطانیہ، برلن، جرمنی، ان کے علاوہ روزنامہ پاکستان، لاہور، اسلام آباد، روزنامہ مشرق پشاور، اسلام آباد، کوئٹہ، روزنامہ ایکسپریس، لاہور، اسلام آباد، کراچی، فیصل آباد، سرگودھا، کوئٹہ اور ملتان سے شائع ہوتا ہے۔

پاکستان کے اہم خبر رساں ادارے

(1) ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان APP سرکاری خبر رساں ادارہ ہے۔ ملکی اور غیر ملکی خبروں کی ترسیل کا کام کرتا ہے۔

(2) آن لائن:۔ نجی شعبہ میں قائم خبر رساں ادارہ جو کہ اردو' انگلش اور عربی میں اخبارات کو خبریں فراہم کرتا ہے۔

پاکستان میں اس وقت سب سے بڑا خبر رساں ادارہ یہی ہے۔

(3) این این آئی: ۔اردو زبان میں خبریں فراہم کرنیوالا پاکستان کا پہلا خبر رساں ادارہ نیوز نیٹ ورک انٹرنیشنل ہے۔

واپڈا

بجلی پیدا کرنے اور تقسیم کرنے والا ادارہ واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم ہیں۔ یہ ادارہ آبی وسائل کی ترقی اور بہتر استعمال کی ذمہ داری بھی ہے۔ اس وقت واپڈا تھرمل' ہائیڈل اور جوہری ذرائع سے بجلی تیار کر کے صارفین کو فروخت کر رہا ہے۔ ان تینوں ذرائع سے واپڈا کی کل پیداوار 11,436 میگاواٹ ہے۔ جبکہ صارفین کی تعداد 14.9 ملین ہے۔ جبکہ پاکستان کے 78,820 دیہاتوں میں بجلی موجود ہے۔

اسٹیل ملز کراچی

سوویت یونین ''روس'' کے تعاون سے بننے والی پاکستان کا سب سے بڑا فولاد سازی کا کارخانہ بن قاسم کراچی میں ہے۔ پاکستان سٹیل ملز میں کوک' پگ آئرن' بلٹ' ہاٹ رولڈ' ہاٹ رولڈ شیٹ' گیلوانائزڈ شیٹ اور دیگر بے شمار مصنوعات تیار کی جاتی ہے۔

اہم پاکستانی معلومات

س: پاکستان میں کاشتکاری کے کتنے موسم ہیں؟

ج: پاکستان میں کاشتکاری کے دو موسم خریف اور ربیع ہیں۔ خریف کی فصلیں اپریل تا جون اگائی جاتی ہیں اور ان کی کٹائی اکتوبر تا دسمبر ہوتی ہیں۔ ان فصلوں میں چاول، گنا، کپاس، مکئی، باجرہ، جوار وغیرہ شامل ہیں جبکہ ربیع کی فصلیں اکتوبر تا دسمبر کاشت کی جاتی ہیں اور ان کی کٹائی اپریل تا مئی تک کی جاتی ہے ان فصلوں میں تمباکو، جوار گندم شامل ہیں۔

س: پاکستان میں ہر سال کتنے ملین ایکڑ فٹ پانی فصلوں کو مہیا کیا جاتا ہے؟

ج: پاکستان میں ہر سال 131.185 ملین ایکٹر فٹ پانی فصلوں کو مہیا کیا جاتا ہے، جو ضرورت سے 0.1 فیصد کم ہے۔

پاکستان کے آبی ذخائر اور ڈیم

آبی ذخیرہ ڈیم	نام دریا	بلندی فٹوں میں	پانی سٹوریج MAF	پیداواری صلاحیت	سال تکمیل
تربیلا ڈیم	سندھ	485	9.30	3478MW	1976
منگلا ڈیم	جہلم	380	4.82	1000MW	1966
وارسک ڈیم	کابل	250	0.04	240MW	1960
چشمہ بیراج	سندھ	-	0.61	184MW	1971+2001
غازی بروتھا	سندھ	-	-	1450MW	2003
باران ڈیم	کرم	107	0.03	-	1962
حب ڈیم	حب	151	0.11	-	1983
خانپور ڈیم	ہرو	167	0.09	-	1984
ٹانڈہ ڈیم	کوہاٹ توئی	115	0.06	-	1865
راول ڈیم	کورنگ	114	0.04	-	1862
سملی ڈیم	سوان	215	0.02	-	1972
بی کے ڈی خان	پشین	35	0.04	-	-
حالجی جھیل	سندھ	-	0.75	-	-
کینجھر جھیل	سندھ	-	0.32	-	-
چھوٹاری جھیل	سندھ		0.75	-	-
سمال ہائیڈلز	مختلف دریا			99MW	-

زیر تعمیر آبپاشی کے منصوبے

نام منصوبہ	صوبہ	ایریا	تکمیل مدت	لاگت (امریکی ڈالر)
گومل زیم ڈیم	سرحد	163,086	جون 2006ء	214 ملین
گریٹر تھل کینال	پنجاب	153,400,0	جون 2007ء	500 ملین
رینی کینال	سندھ	412,000	دسمبر 2007ء	229 ملین
کچھی کینال	بلوچستان	713,000	جون 2007ء	535 ملین
میرانی ڈیم	بلوچستان	32,200	جون 2006ء	98 ملین
سبک زئی ڈیم	بلوچستان	6,680	دسمبر 2005ء	17 ملین
منگلا ڈیم کی توسیع	آزاد کشمیر		جون 2007ء	1000 ملین
ستپارہ ڈیم	شمالی علاقہ جات	36	دسمبر 2006ء	35 ملین

نوٹ: ان منصوبوں کی تکمیل سے مزید 2.9 ملین ایکٹر رقبہ سیراب ہوگا جبکہ 4.44 ملین ایکٹر فٹ پانی سٹور ہوگا۔

س: پاکستان کا رقبہ کتنے ملین ایکٹر پر مشتمل ہے؟

ج: پاکستان کا کل رقبہ 1960 ملین ایکٹر پر مشتمل ہے۔

س: پاکستان کا کتنے ملین ایکٹر رقبہ کاشتکاری کے قابل ہے؟

ج: پاکستان کا 71.7 ملین ایکٹر رقبہ قابل کاشت ہے۔

س: 71.1 ملین ایکٹر رقبے کا کتنے فیصد رقبہ اس وقت زیر کاشت ہے؟

ج: 71.1 ملین ایکٹر رقبہ کا کل 54.5 فیصد رقبہ اس وقت زیر کاشت ہے۔

س: 71.1 ملین ایکٹر رقبے کا کتنے فیصد حصہ نظام آب پاشی کے ذریعے سیراب ہوتا ہے؟

ج: 71.1 ملین ایکٹر رقبے میں سے صرف 44.5 رقبہ سیراب کیا جاتا ہے۔

س: نہروں کے ذریعے ہر سال کتنے ملین ایکٹر فٹ پانی فصلوں کو سیراب کرتا ہے؟

ج: صرف 106 ملین ایکٹر فٹ پانی۔

س: ٹیوب ویل کے ذریعے ہر سال کتنے ملین ایکٹر فٹ پانی حاصل کر کے زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے؟

ج: ٹیوب ویلز کے ذریعے ہر سال کم از کم 48 ملین ایکٹر فٹ (زیر زمین) پانی فصلوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔

س: پاکستان کا کتنے ملین ایکٹر رقبہ پانی کی عدم موجودگی کی وجہ سے بنجر اور ویران پڑا ہے؟

ج: 22.5 ملین ایکٹر رقبہ پانی کی عدم موجودگی کی وجہ سے بنجر پڑا ہے۔ واضح رہے کہ یہ رقبہ 71.1 ملین ایکٹر قابل کاشت رقبہ کا حصہ ہے۔

س: کوٹری بیراج سے ہر سال گرمیوں کے دنوں میں کتنے ملین ایکٹر فٹ پانی سمندر میں بہہ کر ضائع ہو جاتا

ہے؟

ج: ہر سال 8 ملین سے لیکر 9.2 ملین ایکٹر فٹ پانی کوٹری بیراج سے گذر کر سمندر میں پہنچ کر ضائع ہو جاتا ہے۔

س: پاکستان میں بارشیں ہر سال فصلوں کو کتنے فیصد پانی فراہم کرتی ہیں؟

ج: بارشیں ہر سال صرف 15 فیصد پانی فصلوں کو سیرابی کیلئے فراہم کرتی ہیں۔ خشک سالی کے دنوں میں یہ حد 2 فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔

س: گومل زیم ڈیم کی کس مقام اور دریا پر تعمیر جاری ہے؟

ج: گومل زیم ڈیم دریائے گومل پر جنوبی وزیرستان کے علاقے میں سطح سمندر سے 443 فٹ بلندی پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ 1.13 ملین ایکٹر فٹ پانی سٹور کرنے کے علاوہ یہاں سے 17.4 میگاواٹ بھی حاصل ہوگی۔ کنکریٹ سے ڈیم کی لمبائی 491 فٹ ہے۔ اس ڈیم سے ایک نہر نکالنے کا منصوبہ بھی زیر تعمیر ہے۔ اس نہر کی تعمیر سے 1,3.2000 ایکٹر رقبہ سیراب ہوگا منصوبے پر لاگت کا تخمینہ 10 ارب روپے ہے۔

س: منگلہ ڈیم کو اونچا کرنے سے ملک و قوم کو کونسے فوائد حاصل ہوں گے؟

ج: منگلا ڈیم کی اونچائی 40 فٹ مزید بلند کرنے سے آبی ذخیرے کی گنجائش 7.92 ملین ایکٹر فٹ جبکہ بجلی کی پیداوار کی گنجائش 1000 میگاواٹ سے بڑھ کر 1250 میگاواٹ ہو جائیگی۔

س: دریائے چناب پر واقع بیراجوں کے نام بتایئے؟

ج: دریائے چناب پر مندرجہ ذیل بیراج تعمیر کئے گئے ہیں۔

(1) ہیڈ مرالہ (2) ہیڈ قادر آباد (3) ہیڈ تریموں (4) ہیڈ پنجند

س: دریائے راوی پر واقع بیراجوں کے نام بتایئے؟

ج: (1) ہیڈ بلوکی ضلع قصور (2) ہیڈ سدھنائی ضلع خانیوال

س: دریائے جہلم پر واقع بیراج کا نام بتایئے؟

ج: ہیڈ رسول

س: دریائے ستلج پر واقع بیراجوں کے نام بتایئے؟

ج: (1) ہیڈ سلیمانکی (2) ہیڈ اسلام (3) ہیڈ پنجند

س: پاکستان رائس بورڈ کب تشکیل پایا؟

ج: پاکستان رائس بورڈ کا قیام فروری 2003ء میں عمل میں آیا۔

س: پاکستان رائس بورڈ کیوں قائم کیا گیا؟

ج: ملک کی چاول کی برآمد بڑھانے اور چاول کی نمو اور پیداوار بڑھانے کے لئے تحقیقی کام کا آغاز کرنے کے لئے۔

س: دنیا کا سب سے بڑا نظام آبپاشی کس ملک میں واقع ہے؟

ج: پاکستان۔

س: سکھر بیراج سے کتنی نہریں نکالیں گئی ہیں؟

ج: سات نہریں۔

س: معاہدہ سندھ طاس کن دوممالک کے درمیان طے پایا تھا؟

ج: پاکستان اور بھارت

س: معاہدہ سندھ طاس صدر ایوب خان کے دور میں کس سال طے پایا تھا؟

ج: 1960ء

س: کس ہیڈ کے مقام پر پانچ دریاؤں کا پانی اکٹھا ہوتا ہے؟

ج: ہیڈ پنجند

س: پاکستان پام آئل کس ملک سے حاصل کرتا ہے؟

ج: ملائیشیا سے۔

س: پاکستان میں پام آئل کے استعمالات کیا ہیں؟

ج: یہ مارجرین بنانے کے علاوہ صابن، موم بتیاں اور لیوبریکیٹنگ گریس بنانے کے کام آتا ہے۔

س: سکیسر کوہ نمک کے دامن میں واقع مشہور جھیل کا نام بتایئے؟

ج: اوچھالی جھیل۔

س: پاکستان کی سب سے بڑی قدرتی جھیل کنجھر کس صوبہ میں واقع ہے؟

ج: صوبہ سندھ۔

س: بطخوں کے شکار کیلئے مشہور جھیل کا نام بتایئے؟

ج: خوشدل جھیل پشین صوبہ بلوچستان۔

س: کوئٹہ شہر کو کس جھیل سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

ج: حنا جھیل سے۔

س: سرانڈ جھیل کس مقام پر واقع ہے؟

ج: کراچی صوبہ سندھ۔

س: کلر کہار جھیل کا موجودہ نام بتایئے؟

ج: کیلتھر جھیل: یہ جھیل موٹروے کے عین اوپر واقع ہے۔

س: نمل جھیل پنجاب کے کس ضلع میں واقع ہے؟

ج: نمل جھیل ضلع میانوالی میں واقع ہے۔

س: صوبہ سرحد کے دریاؤں کے نام بتایئے؟

ج:

(1) دریائے کابل: یہ دریا افغانستان کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اٹک کے مقام پر دریائے سندھ میں آ کر مل جاتا ہے۔

(2) دریائے سوات: یہ دریا کوہستان سوات کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور پشاور کے قریب دریائے کابل میں گر جاتا ہے۔

(3) دریائے چترال: یہ دریا بھی ہندوکش کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور پشاور کے قریب دریائے کابل میں ملتا ہے۔

(4) دریائے پنجکورا: یہ دریائے سوات کا معاون دریا ہے۔

(5) دریائے باڑا: یہ دریا تیرہ کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور دریائے کابل سے مل جاتا ہے۔

(6) دریائے کرم: یہ کوہ سفید سے نکلتا ہے اور دریائے سندھ میں آ کر گرتا ہے۔

(7) دریائے گومل: یہ افغانستان کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اور دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔

س: صوبہ بلوچستان کے دریاؤں کے نام بتایئے؟

ج:

(1) دریائے بولان: یہ دریا کول پور سے نکلتا ہے لیکن جلد ہی ختم ہو جاتا ہے اور آب گم کے مقام پر زیر زمین چلا جاتا ہے۔ پھر یہ بابی نانی کے مقام پر نمودار ہوتا ہے اور ساراوان ندی سے مل جاتا ہے۔

(2) دریائے ناری: یہ دریا کچھی اور سبی کے ضلعوں میں بہتا ہے اور دریائے بوستان میں مل جاتا ہے۔

(3) دریائے پشین لورا: یہ دریا ٹوبہ کاکڑ کے کوہستان سے نکلتا ہے اور ساراوان ندی میں مل کر کوئٹہ کے ضلع میں بہتا ہے۔

(4) دریائے مولا: یہ جھالاوان ضلع اور کچھی میں بہتا ہے۔

(5) دریائے ہنگول: یہ بلوچستان کا سب سے بڑا دریا ہے جو 358 میل لمبا ہے اور بحیرہ عرب میں گرتا ہے۔

(6) دریائے رکشان: یہ دریا مکران کے سلسلہ کوہ سے نکلتا ہے اور بحیرہ عرب میں جا کر گرتا ہے۔

(7) دریائے ژوب: یہ بلوچستان کے علاقہ سے نکلتا ہے اور دریائے سندھ سے ملتا ہے۔

س: صوبہ سندھ کے دریاؤں کے نام بتایئے؟

(1) صوبہ سندھ میں دریائے حب ایک اہم ندی ہے جو سال بھر بہتی ہے یہ حب کے پہاڑی سلسلے سے نکلتی ہے اور بحیرہ عرب میں جا کر گرتی ہے۔

(2) دریائے باران: یہ کیرتھار کے پہاڑی سلسلے سے نکلتی ہے اور دریائے سندھ سے مل جاتی ہے۔

(3) ملیر ندی: یہ ایک موسمی ندی ہے جو کراچی کے قریب گزری کریک میں بہتی ہے۔

(4) لیاری ندی: یہ ضلع کراچی میں بہتی ہے اور کیماڑی کے مقام پر بحیرہ عرب میں گر جاتی ہے۔

غازی بروتھا پن بجلی گھر

19 اگست 2003ء کی دوپہر صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے ملکی تاریخ کے دوسرے بڑے ہائیڈرو پاور

پراجیکٹ کے پہلے یونٹ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ جس کے ساتھ بجلی کے ترسیلی نظام میں تھرمل بجلی کے مقابلے میں آبی بجلی کی پیداوار میں 1450 یونٹس کا اضافہ ممکن ہوا۔ اس بیراج اور ڈیم کی تعمیر کا آغاز 1995 میں ہوا۔ دنیائے انجینئرنگ میں عجوبہ کی حیثیت کے حامل اس ڈیم کی خوبی یہ ہے کہ بجلی کی پیداوار کے لئے مخصوص سطح آب برقرار رکھنا ضروری نہیں ہے۔ آبپاشی کے لئے تربیلا سے جو پانی خارج کیا جاتا ہے وہ ڈیم سے نکل کر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا تھا لیکن اس منصوبے کے ذریعے وہ پانی پہلے غازی کے مقام پر بنے بیراج میں داخل ہوگا جہاں سے یہ دنیا کی طویل ترین آبی پاور چینل (لمبائی 52.50 کلومیٹر) کے ذریعے دریائے ہرو اور سندھ کے مقام اتصال بروتھا کے مقام پر بلندی سے نیچے گرتا ہوا دریائے سندھ میں دوبارہ جا گرتا ہے اور یہی عمل بجلی کی پیداوار کا سبب ہے۔ غازی سے بروتھا تک پانی پہنچانے والی نہر کنکریٹ سے بنی دنیا کی طویل ترین پختہ آبی گزرگاہ ہے۔ کنکریٹ کی موٹائی 135 ملی میٹر ہے۔ پاور چینل پر 47 پل اور نکاسی آب کے 52 راستے بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چینل کی تعمیر میں اس امر کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ تہہ میں گار یا سلٹ جمع نہ ہو سکے۔ اس مقصد کے لئے نہر کے دونوں طرف ایسے انجینئرنگ ڈھانچے تعمیر کئے گئے ہیں جو دریائی گار کے علاوہ بارش کے پانی کے ساتھ بہہ کر آنے والی سلٹ کو بھی جمع ہونے سے روکتے ہیں۔ منصوبہ کی تعمیر کے آغاز کے وقت ڈیم سے بجلی کی پیداوار کا تخمینہ 1100 میگاواٹ تھا لیکن جب ماہرین نے پاور چینل کی تعمیر شروع کی تو اندازہ ہوا کہ منصوبہ کی پیداواری صلاحیت تالاب بنا کر بڑھائی جا سکتی ہے۔ جس کے بعد ڈیزائن میں تبدیلی کر کے پاور چینل کے شمال اور جنوب میں تالاب بنا کر پانی جمع کر کے 290 میگاواٹ اضافی بجلی کے حصول کے لئے جنریٹر بھی نصب کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ تالاب میں جمع شدہ پانی ہنگامی ضروریات کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ غازی بروتھا ڈیم سے آبپاشی کے لئے پانی دستیاب نہیں ہے حالانکہ اس منصوبے کی پاور چینل میں 56,500 کیوسک پانی کا بہاؤ برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ پانی کی یہ مقدار دریائے راوی میں اوسط درجے کے سیلاب کے برابر ہے۔ اس منصوبے پر 2.5 بلین ڈالر لاگت آئی جس کا پچاس فیصد واپڈا نے ادا کیا جب کہ باقی رقم مختلف ذرائع سے حاصل کی گئی۔ یہ دنیا کا واحد ڈیم ہے جس کی تعمیر سے شہری آبادی کی بڑی تعداد متاثر نہ ہوئی بلکہ اس کی تعمیر سے صرف تین چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کی ایک ہزار کی آبادی متاثر ہوئی جنہیں منصوبے کے اردگرد بسائے گئے تین نئے دیہاتوں میں آباد کیا گیا جہاں دور حاضر کی تمام جدید سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

غازی بروتھا ڈیم بجلی کی کھپت کے مصروف ترین اوقات (شام پانچ سے نو بجے تک) میں پورے ملک کی برقی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ واپڈا حکام کے مطابق اس وقت شام کے اوقات میں اوسط 1400 میگاواٹ بجلی استعمال کی جاتی ہے اس عظیم آبی منصوبے کا سب سے خوبصورت پہلو یہ ہے کہ اس ڈیم سے خشک سالی کے ایام میں بھی حسب معمول بجلی پیدا ہوگی یعنی منگلا اور تربیلا کی طرح اس ڈیم میں بجلی کی پیداوار کبھی متاثر نہیں ہوگی۔

سینڈک پراجیکٹ

6 اگست 2003ء کو وفاقی وزیر پٹرولیم نوریز شکور اور وزیر اعلیٰ بلوچستان جام یوسف نے چاغی کے قریب سینڈک کے مقام پر دھاتوں کی کان کنی کے سب سے بڑے منصوبے (سینڈک پراجیکٹ) کا باقاعدہ افتتاح کیا چاغی کی

پہاڑیوں میں تانبے کے ذخائر کا اندازہ ایک ارب ٹن سے زائد لگایا گیا ہے جب کہ اس مقام سے سونے، چاندی اور تانبے کے علاوہ دیگر دھاتیں بھی حاصل ہوں گی۔ ماہرین کے مطابق اس مقام سے سالانہ پندرہ من سونا حاصل ہونے کی توقع ہے۔ سینڈک پراجیکٹ کا آغاز 1975ء میں ہوا لیکن بدقسمتی سے سیاسی و معاشی عوامل کی بناء پر اس منصوبے پر سنجیدگی سے عمل نہ ہو سکا جنرل پرویز مشرف کے دور میں 2001ء میں اس منصوبے پر چینی سرمایہ کار کمپنی نے از سر نو کام کا آغاز کیا یہ پراجیکٹ اپنی لاگت کے حساب سے پاکستان کے مہنگے ترین منصوبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مستقبل میں یہ پراجیکٹ تقریباً چار لاکھ افراد کو بالواسطہ یا بلاواسطہ روزگار فراہم کرے گا۔

جے ایف 17 تھنڈر طیارہ

پاک چین دوستی کے لازوال سلسلے کا مظہر جے ایف 17 تھنڈر جنگی طیارے کی تیاری کے کام کا آغاز 1999ء میں ہوا۔ جو چار سال کی مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچا اس طیارے کی پہلی آزمائشی پرواز 2 ستمبر 2003ء کو چینی فضائیہ کے ایک ایئربیس پر ہوئی۔ جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار طیارہ میزائل اور کلسٹر بم سمیت دیگر جدید ہتھیاروں کو اپنے ہدف تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ان طیاروں کی باقاعدہ تیاری جون 2004ء سے شروع ہوئی جس کے بعد یہ پاک فضائیہ میں شامل ایف سیون اور میراج طیاروں کی جگہ لیں گے جو اپنی مدت پوری کر چکے ہیں۔ پاک فضائیہ کے سربراہ ایئر چیف مارشل کلیم سعادت اور ڈائریکٹر پراجیکٹ جے ایف 17 تھنڈر ایئر وائس مارشل شاہد لطیف کے مطابق یہ طیارہ بھارت کی جانب سے 20 سالوں کی محنت کے بعد تیار ہونے والے مگ 25 لڑاکا طیاروں کے مدمقابل ہونے کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی میں اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے۔ دیگر کئی حوالوں سے یہ طیارہ امریکی تباہ کن جنگی جہاز F-16 سے بھی برتر ہے۔ ابتداء میں پاکستانی انجینئروں اور ٹیکنیشنوں نے اس کے پچاس فیصد ایئر فریم تیار کئے ہیں جب کہ مستقبل میں پاکستان اس کے سو فیصد ایئر فریم تیار کرے گا۔

جے ایف 17 طیارے کی تیاری سے قبل چینی اور پاکستانی انجینئر مل کر سپر سیون کے نام سے ایک طیارہ تیار کر چکے ہیں جو اس وقت کے دونوں ممالک کے فضائی بیڑے میں شامل ہے واضح رہے کہ سپر سیون طیارہ چینی ساختہ جبکہ جے ایف 17 تھنڈر طیارہ پاکستانی اور چینی ٹیکنالوجی کے اشتراک کا نتیجہ ہے۔ جے ایف 17 تھنڈر طیارے کی تجارتی بنیادوں پر تیاری کا کام سال 2006ء سے شروع ہوگا جس سے پاکستان کو اندازاً سالانہ پانچ ملین ڈالر کا فائدہ ہوگا۔

گوادر بندرگاہ

کراچی اور بن قاسم کی بندرگاہوں سے دباؤ کم کرنے، وسط ایشیاء کی ریاستوں کو نزدیک ترین راستے کے ذریعے بحری تجارت کی سہولت فراہم کرنے اور مغربی و خلیجی ممالک سے سستی تجارت کرنے کی غرض سے گوادر بندرگاہ تعمیر کی گئی۔ گوادر بندرگاہ کراچی سے 640 کلومیٹر دور واقع ہے ان دونوں مقامات کو باہم ملانے کے لئے مکران کوسٹل ہائی وے کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے، گوادر بندرگاہ پر DWT30,000 سامان کی ہینڈلنگ کی گنجائش موجود ہے جبکہ سامان کی نقل و حرکت اور جہازوں کے لئے دس برتھیں، تین کنٹینر ٹرمینل اور دو آئل برتھیں تعمیر کی گئیں ہیں۔ اس بندرگاہ کے

ذریعے وسط ایشیاء کی ریاستوں کو اپنا مال عالمی منڈیوں تک پہنچانے میں کافی سہولت دستیاب ہوگی۔

قومی شاہرات

پاکستان کی شاہرات کی کل لمبائی	259,758 کلومیٹر
عالمی معیار کی شاہرات کی لمبائی	162,879 کلومیٹر
نچلے درجے کی پختہ شاہرات	96,879 کلومیٹر
شاہرات کی تعمیر کی سالانہ شرح ترقی	2.7 فیصد
شاہرات کی تعمیر و دیکھ بھال کا سب سے بڑا قومی ادارہ	نیشنل ہائی وے اتھارٹی (این، ایچ، اے)

این ایچ اے کے زیر انتظام شاہرات کے کوڈ نیم:

موٹر وے شاہرات	M
دیگر قومی شاہرات	N

مثلاً لاہور، راولپنڈی/اسلام آباد موٹر وے کا نیم M-2 ہے اسی طرح انڈس ہائی وے کا کوڈ نیم N-55 ہے۔ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر انتظام تمام شاہرات کو کوڈ نیم سے لکھا اور جانا جاتا ہے۔

نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر انتظام اہم شاہرات کی لمبائی اور کوڈ نیم حسب ذیل ہیں۔

	شاہرات	لمبائی	کوڈ نیم
-1	کراچی، لاہور، پشاور، طورخم ہائی وے		N-5
-2	مکران کوسٹل ہائی وے	653 کلومیٹر	N-10
-3	کاغان وادی روڈ	175 کلومیٹر	N-15
-4	کراچی خضدار، کوئٹہ، چمن ہائی وے	816 کلومیٹر	N-25
-5	حسن ابدال، گلگت، خنجراب روڈ	803 کلومیٹر	N-35
-6	لک پاس دالبندین نوکنڈی تفتان روڈ	610 کلومیٹر	N-40
-7	نوشہرہ، دیر، چترال ہائی وے	309 کلومیٹر	N-45
-8	کوئٹہ کچلک، مسلم باغ، ژوب شاہرہ	528 کلومیٹر	N-50
-9	انڈس ہائی وے	1265 کلومیٹر	N-55
-10	سکھر، سبی کوئٹہ ہائی وے	385 کلومیٹر	N65
-11	اسلام آباد، مظفر آباد روڈ	90 کلومیٹر	N75

موٹر وے پراجیکٹس

-1	اسلام آباد پشاور موٹر وے	154 کلومیٹر	M-1
-2	لاہور اسلام آباد راولپنڈی موٹر وے	367 کلومیٹر	M-2
-3	پنڈی بھٹیاں فیصل آباد موٹر وے	52 کلومیٹر	M-3
-4	کراچی حیدر آباد موٹر وے		M-8

نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی دیگر اہم شاہرات اور منصوبہ جات

-1	کراچی ناردرن بائی پاس	56.8 کلومیٹر
-2	لیاری ایکسپریس وے	16.6 کلومیٹر
-3	بند روڈ، لاہور	
-4	کوہاٹ ٹنل لنک روڈ	7.5 کلومیٹر
-5	سکھر بائی پاس	11.5 کلومیٹر
-6	ٹل پاراچنار روڈ	75 کلومیٹر
-7	خضدار رتا کھوڑی روڈ	
-8	ایبٹ آباد اربن ایریا پراجیکٹ	
-9	راولپنڈی اربن ایریا پراجیکٹ	
-10	نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے قائم دردہ ٹول پلازے	

صوبہ پنجاب:۔

محل وقوع:۔ 27.42N تا 34.02 عرض بلد

69.18E تا 75.23 طول بلد

شمالی مشرق میں آزاد کشمیر، شمال مغربی سرحدی صوبہ شمال میں اسلام آباد، جنوب مغرب میں بلوچستان، فاٹا اور سرحد کا صوبہ واقع ہے۔ مشرق میں پنجاب کی سرحد مغربی پنجاب بھارت سے ملتی ہے۔

دارالخلافہ:۔ لاہور برصغیر پاک و ہند کا قدیم ترین شہر اور پنجابی ثقافت وتہذیب کا مرکز پاکستان کا دوسرا بڑا شہر اپنے آثار قدیمہ کے حوالے سے دنیا بھر میں منفرد مقام کا حامل ہے۔

رقبہ:۔ 205,344 مربع کلومیٹر

آبادی:۔ 72,585,430 نفوس 98 کی مردم شماری کے مطابق

مرد آبادی:۔ 37,508,842 نفوس

زنانہ آبادی:۔ 24,265,730 نفوس

شہری آبادی:۔ 22,699,490 نفوس

دیہاتی آبادی 49,885,940 نفوس

شرح افزائش آبادی: 2.55%

زبانیں:۔اردو قومی زبان، انگلش سرکاری زبان، پنجابی، سرائیکی، ہندکو، چولستانی

اہم شہر:۔لاہور، راولپنڈی، سرگودھا، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، ساہیوال، فیصل آباد جھنگ وغیرہ

سیاحتی مقامات:۔لاہور، کلر کہار، وادی سون، مری، راولپنڈی، ٹیکسلا، ہڑپہ اوچ شریف، ملتان، فورٹ منرو وغیرہ

انتظامی تقسیم:۔

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈ کوارٹرز
1	لاہور	لاہور	لاہور سٹی، لاہور کینٹ، ماڈل ٹاؤن، صدر
2	شیخوپورہ	شیخوپورہ	شیخوپورہ، فیروزوالہ
		اوکاڑہ	اوکاڑہ، رینالہ خورد، دیپالپور
		قصور	قصور، چونیاں، پتوکی
		ننکانہ صاحب	صفدر آباد، ننکانہ صاحب، شاہ کوٹ
3	راولپنڈی	راولپنڈی	راولپنڈی، گوجر خان، کہوٹہ، ٹیکسلا، مری، کوٹلی ستیاں
		اٹک	اٹک، حسن ابدال، فتح جنگ، پنڈی گھیپ، جنڈ
		جہلم	جہلم، پنڈ دادنخان، سوہاوہ
		چکوال	چکوال، چوآسیدن شاہ، تلہ گنگ
4	سرگودھا	سرگودھا	سرگودھا، بھلوال، شاہ پور، صدر ساہیوال، سلانوالی، کوٹ مومن
		خوشاب	خوشاب، نور پور تھل، نوشہرہ
		بھکر	بھکر، کلورکوٹ، دریا خان، منکیرہ
		میانوالی	میانوالی، لیاقت آباد (پپلاں) عیسیٰ خیل
5	فیصل آباد	فیصل آباد	فیصل آباد سٹی، فیصل آباد صدر، چک جھمرہ، سمندری
		جھنگ	جھنگ، شورکوٹ، چنیوٹ
		ٹوبہ ٹیک سنگھ	ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ، کمالیہ
6	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ، کامونکی، وزیر آباد، نوشہرہ ورکاں

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈ کوارٹرز
		حافظ آباد	حافظ آباد، پنڈی بھٹیاں
		گجرات	گجرات، کھاریاں، سرائے عالمگیر
		منڈی بہاءالدین	منڈی بہاءالدین، پھالیہ، ملکوال
		سیالکوٹ	سیالکوٹ، ڈسکہ، پسرور
		نارووال	نارووال، شکر گڑھ
7	ملتان	ملتان	ملتان سٹی، ملتان صدر، شجاع آباد، جلالپور پیروالہ
		لودھراں	لودھراں، کہروڑپکا، دنیاپور
		ساہیوال	ساہیوال، چیچہ وطنی
		پاکپتن شریف	پاکپتن شریف، عارف والا
		وہاڑی	وہاڑی، بورے والا، میلسی
		خانیوال	خانیوال، کبیر والہ، میاں چنوں، جہانیاں
8	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان، تونسہ
		مظفر گڑھ	مظفر گڑھ، علی پور، جتوئی، کوٹ ادو
		لیہ	لیہ، کہروڑ لعل عیسن، چوبارہ
		راجن پور	راجن پور، روجھان، جام پور
9	بہاولپور	بہاولپور	بہاولپور، منڈی یزمان، حاصل پور، خیر پور ٹامیوالی، احمد پور شرقیہ
		رحیم یار خان	رحیم یار خان، صادق آباد، لیاقت پور، خانپور
		بہاولنگر	بہاولنگر، فورٹ عباس، منچن آباد، چشتیاں، ہارون آباد

صوبہ سندھ

محل وقوع

عرض بلد 23.23N تا 28.30N

طول بلد 66.42E تا 71.10E

شمال میں صوبہ پنجاب اور بلوچستان، مغرب میں صوبہ بلوچستان، مشرق میں بھارت اور جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

دار الخلافہ: کراچی آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ جو صنعتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

رقبہ 140.914 مربع کلومیٹر

آبادی 26.991.161 نفوس 1998 کی مردم شماری کے تحت

مرد آبادی 15.823097 نفوس

زنانہ آبادی 14.168.064 نفوس

شہری آبادی 15.329.329 نفوس

سندھ اوسط 5.8 افراد ایک رہائشی یونٹ کے مالک ہیں۔

شرح پیدائش 2.215%

زبانیں اردو، انگلش، سرکاری، سندھی، بلوچی، براہوی، سرائیکی

اہم شہر کراچی، حیدرآباد، سکھر، لاڑکانہ، جیک آباد، نوابشاہ، جامشورو، نوشہروفیروز، دادو، بدین

سیاسی مقامات کراچی، منچھر جھیل، کینجر جھیل، سیہون شریف، میرپور

انتظامی تقسیم 5 پولیس رینجز اور 21 اضلاع

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈکوارٹرز
(1)	لاڑکانہ	لاڑکانہ	لاڑکانہ، ڈوکری، رتوڈیرو، شہدادکوٹ، میرو خان، کمبر، وارہ
		جیک آباد	جیک آباد، گڑھی خیرو، کندھ کوٹ، کشمور، ٹھل
(2)	سکھر	سکھر	سکھر، روہڑی، مینوی، عاقل، صالح پٹ
		گھوٹکی	گھوٹکی، خان گڑھ، میرپور ماتھیلو، ڈہرکی، اباڑو
		خیرپور	خیرپور، کنگری، گمبٹ، سوبھوڈیرو، کوٹ ڈیجی، میرواہ، فیض گنج، نارا
		نوشہروفیروز	نوشہروفیروز، مورو، لبار یہ، کنڈیارو
		نواب شاہ	نواب شاہ، سکرنڈ، دولت پور
(3)	حیدرآباد	حیدرآباد	حیدرآباد، حیدرآباد سٹی، لطیف آباد، قاسم آباد، ٹنڈوالہ یار، ٹنڈو محمد خان، مٹیاری، ہالہ
		دادو	مہر، خیرپور ناتھن شاہ، دادو، جوہی، سیہون شریف، کوٹری، تھانہ بولہ خان
		بدین	بدین، گولارچی، ماتلی، ٹنڈو باگو

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈکوارٹرز
		ٹھٹھہ	ٹھٹھہ، سجاول شاہ، بندر، جنگ، میرپور بٹھورو، کٹی بندر، میرپور ساکرو، غوربازی، کھاور، جن
(4)	میرپورخاص	میرپورخاص	میرپورخاص، ڈگری، کوٹ غلام محمد
		سانگھڑ	سانگھڑ، خیرواسنج، ہورو، شہدادپور، ٹنڈو آدم، جام نواز علی
		عمرکوٹ	عمرکوٹ، کنری، سامارو، پتھورو
		تھرپارکر	مٹھی، ڈیپلو، چاچھرو، ننگرپارکر
(5)	کراچی	ملیر	ائیرپورٹ، گڈاپ، بن قاسم
		کراچی مشرقی	مجید کوارٹرز، فیروزآباد، لانڈھی، کورنگی، ماڈل کالونی، شاہ فیصل
		کراچی غربی	اورنگی، ہاربر، بلدیہ سائیٹ
		کراچی جنوبی	سٹی سب ڈویژن، بغدادی، سول لائنز، پریڈی، صدر، گارڈن، عیدگاہ۔
		کراچی وسطی	لیاقت آباد، ناظم آباد، نیو کراچی

صوبہ سرحد (شمالی مغربی سرحدی صوبہ)

محل وقوع:۔

31.4'N تا 37.8'N عرض بلد

69.16'E تا 74.7'E طول بلد

شمال میں گلگت اور شمالی علاقہ جات، شمال مغرب اور مغرب میں افغانستان، جنوب میں بلوچستان، اور مشرق میں آزاد جموں کشمیر اور پنجاب واقع ہیں۔

دارالخلافہ:۔ پشاور صوبہ سرحد کا سب سے بڑا شہر اور علاقے کی تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

رقبہ:۔ 74,521 مربع کلومیٹر

آبادی:۔ 17,554,647 نفوس 1998 کی مردم شماری کے مطابق

مرد آبادی:۔ 8,962,543 نفوس

زنانہ آبادی:۔ 8,592,131 نفوس

صوبہ سرحد میں اوسطاً 7.6 افراد ایک رہائشی یونٹ کے مالک ہیں۔

شرح پیدائش 2.75%

زبانیں :۔ اردو قومی زبان، انگلش سرکاری زبان، پشتو، ہندکو، فارسی، سرائیکی۔

اہم شہر :۔ پشاور، مردان، مینگورا سوات، نوشہرہ، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، چترال، دیر وغیرہ۔

سیاحتی مقامات :۔ سوات' ایبٹ آباد' نتھیا گلی' ترچ میر' دیر۔

انتظامی تقسیم :۔ 7 پولیس رینجز' سابقہ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز' 24 اضلاع۔

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈکوارٹرز
(1)	پشاور	پشاور	پشاور سٹی، پشاور صدر
	″	چارسدہ	چارسدہ، تنگی
	″	نوشہرہ	نوشہرہ سٹی، نوشہرہ صدر
(2)	مالاکنڈ	مالاکنڈ	رانی زئی، سام رانی زئی
	″	چترال	چترال، مستوج
	″	اپر دیر	دیر، دورائے
	″	بونیر	بونیر، ڈگر
	″	سوات	سوات، مٹہ
	″	شانگلہ	الپوری، جیاہم، چاکیسار
(3)	ہزارہ	بٹ گرام	بٹ گرام، بجالیہ
	″	ایبٹ آباد	ایبٹ آباد، کاکول
	″	ہری پور	ہری پور، غازی
(4)	مردان	مردان	مردان، تخت بھائی
	″	صوابی	صوابی، لاہور
(5)	کوہاٹ	کوہاٹ	کوہاٹ
	″	ہنگو	ہنگو
	″	کرک	کرک، بندہ دوست شاہ، تخت نصرتی
(6)	بنوں	بنوں	بنوں سٹی، بنوں صدر
	″	لکی مروت	لکی مروت
	ڈیرہ اسماعیل خان	ڈیرہ اسماعیل خان	پہاڑپور، ڈیرہ اسماعیل خان، قلاچی

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈکوارٹرز
	″	ٹانک	ٹانک

صوبہ بلوچستان :۔

محل وقوع :۔ 24.55N تا 32.04N عرض بلد

60.45E تا 70.17E طول بلد

شمال میں فاٹا اور افغانستان شمال مشرق میں پنجاب' مشرق میں سندھ مغرب میں ایران اور جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

دارالخلافہ :۔ کوئٹہ' صوبے کا سب سے بڑا شہر اور تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز۔

رقبہ :۔ 347,190 مربع کلومیٹر

صوبہ بلوچستان پاکستان کے کل رقبہ کا 43.6% ہے۔ صوبہ بلوچستان کا 50% رقبہ پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔

آبادی :۔ 6,511,358 نفوس 1998 کی مردم شماری کے مطابق

مرد آبادی 3,480,765 نفوس

زنانہ آبادی 30,593 ,ن نفوس

شہری آبادی 4,995,019 نفوس

دیہاتی آبادی 1,516,339 نفوس

صوبہ بلوچستان میں اوسطاً 6.4 افراد ایک رہائشی یونٹ کے مالک ہیں۔

شرح پیدائش 2.42%

پہاڑی سلسلے کوہ سلمان' کوہ ٹوبہ کگر' کوہ خواجہ عمران' کوہ وسطی' بروھی' چاغی کی پہاڑیاں' کوہ سلطان' کوہ مکران' کوہ پب

پہاڑی چوٹیاں خلافت 3487 میٹر بلند

زرغام 3587 میٹر بلند

نمبر شمار	پولیس رینج	اضلاع	تحصیل ہیڈکوارٹرز
(1)	کوئٹہ	کوئٹہ	کوئٹہ، پنج پائی
		پشین	پشین، حرم زئی، بارشور، کارے زئی
		قلعہ عبداللہ	چمن، دوبندی، گلستان
		چاغی	چاغی، نوشکی، نوکنڈی، دالبندین تفتان

(2)	ژوب	ژوب	ژوب، قمر دین کاریز، آشوت شیرانی، سمبازا
〃	〃	لورالائی	بوری، مختار، نجوائی
〃	〃	موسیٰ خیل	موسیٰ خیل، کنگری
〃	〃	بارکھان	بارکھان
〃	〃	قلعہ سیف اللہ	قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ، لوئی بند، بدین
(3)	سبی	سبی	سبی، ہرنائی، سانگان، کوٹ منڈائی
〃	〃	زیارت	زیارت
〃	〃	کوہلو	کوہلو، کاہان، ماوند
〃	〃	ڈیرہ بگٹی	ڈیرہ بگٹی، پھیلاواگ، لوٹی، سانگ سلا، ختان
(4)	نصیر آباد	نصیر آباد	ڈیرہ مراد جمالی، نصیر آباد، چھتار
〃	〃	جعفر آباد	جھٹ پٹ، اوستہ محمد
〃	〃	جھل مگسی	جھل مگسی، گنداوا، میرپور
〃	〃	بولان	ڈھاڈر، مچھ، بھاگ، لہری، سانی، بالاناری، ختان
(5)	قلات	قلات	قلات، مانگوچر، جوہان، سراب، گازگ
〃	〃	مستونگ	مستونگ، کردگیب، دشت، کھاڈ کوچا
〃	〃	خضدار	خضدار، زہری، مولا، کارخ، نل، وڈھ اور ناج، سدونا، ارنجی
〃	〃	آواران	آواران، مساشکی، جھل جاؤ
〃	〃	خاران	خاران، بسیما، واسک، مش خیل
〃	〃	لس بیلہ	بیلہ، اتھل، لکھڑا، دوائے جی، کنراگ، گڈانی حب لیاری، سونمیانی
(6)	مکران	تربت (کیچ)	کیچ، زابوران، ہوشاب، تمپ، بلیدہ، بالنگور
〃	〃	گوادر	گوادر، پسنی، جیوانی، اورمارا، سنتسار
〃	〃	پنجگور	پنجگور، پاروم، گچکی

وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات

Federally. Administered Tribal Areas (FATA)

فاٹا کا علاقہ صوبہ سرحد کے مغرب اور بلوچستان کے شمال اور افغانستان کی سرحد کیساتھ واقع ہے۔ فاٹا میں ایف سی آر فرنٹیر کرائمنز ریگولیشنز نافذ ہیں۔ جنکی نگرانی وفاقی حکومت کا نمائندہ پولیٹیکل ایجنٹ کرتا ہے۔ مقامی سطح پر پیدا ہونے والے جھگڑوں اور مسائل کا حل قبائلی عمائدین پر مشتمل جرگہ تلاش کرتا ہے۔

رقبہ 27,220 مربع کلومیٹر

آبادی 3,137,863 نفوس 1998 کی مردم شماری کے مطابق

مرد آبادی 1,635,344 نفوس

زنانہ آبادی 1,502,519 نفوس

شرح افزائش آبادی 2.11%

زبانیں پشتو، اردو، افغانی

اہم شہر:۔ لنڈی کوتل (خیبر ایجنسی) پاراچنار (کرم ایجنسی) میرانشاہ (شمالی وزیرستان ایجنسی) وانا (جنوبی وزیرستان ایجنسی)

سیاحتی مقام:۔ تمام قبائلی علاقہ جات سیر و سیاحت کے نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل ہیں لیکن یہاں جانے سے پہلے کسی ملک یا سردار کی حمایت حاصل کرنا ضروری ہے۔

قبائلی علاقہ جات سات ایجنسیوں، تین اضلاع، پشاور، کوہاٹ، اور بنوں کے علاقوں پر مشتمل ہیں۔ جو درج ذیل ہیں ۔ باجوڑ، مہمند، کرم، خیبر، اور کرزئی، جنوبی وزیرستان، شمالی وزیرستان۔

وفاقی دارالحکومت

Islamabad Capital Territory (ICT)

محل وقوع:۔ 24°N تا 37 عرض بلد

75.5 تا 61°E طول بلد

اسلام آباد 1959ء میں پاکستان کا دارالخلافہ بنا، یہ شہر خصوصی طور پر اسی مقصد کیلئے آباد کیا گیا تھا۔ وفاقی دارالحکومت کا علاقہ چہار اطراف سے صوبہ پنجاب میں گھرا ہوا ہے۔

رقبہ 906 مربع کلومیٹر

آبادی 524,500 نفوس 1998 کی مردم شماری کے مطابق

مرد آبادی 287.131 نفوس

زنانہ آبادی 237,369 نفوس

اسلام آباد میں اوسطاً 5.65 افراد ایک رہائشی یونٹ کے مالک ہیں۔

شرح افزائش آبادی 5.70%

اسلام آباد میں شرح افزائش آبادی پاکستان کے دیگر تمام علاقوں سے زیادہ ہے۔

زبانیں:۔اردو قومی زبان' انگلش سرکاری زبان' ہندکو' پوٹھوہاری' پنجابی' سندھی' بلوچی' پشتو' براوہی

سیاحتی مقامات:۔شکرپڑیاں' دامن کوہ' فیصل مسجد' وغیرہ

انتظامی تقسیم:۔وفاقی دارالحکومت کا علاقہ براہ راست وفاقی وزرات داخلہ کے ماتحت ہے اس کا انتظام انصرام ڈپٹی کمشنر سنبھالتا ہے۔جسکی معاونت کیلئے آئی جی پولیس بھی تعینات ہے۔وفاقی دارالحکومت میں کام کرنیوالی عدالتیں لاہور ہائی کورٹ صوبہ پنجاب کے ماتحت ہیں۔

وفاق کے زیر انتظام شمالی علاقہ جات:۔

Federally Administered Northern Areas (FANA)

محل وقوع:۔شمالی علاقہ جات پاکستان کے انتہائی شمال میں چین کی سرحد پر واقع ہیں' مغرب میں افغانستان اور جنوب میں صوبہ سرحد واقع ہے۔جبکہ مشرق میں وادی مقبوضہ کشمیر کا علاقہ واقع ہے۔ان علاقہ جات میں 100 سے زائد چوٹیاں 22 ہزار فٹ سے بلند ہیں۔جو پوری دنیا میں اپنی پہچان آپ ہیں۔

دارالخلافہ:۔گلگت' مشہور سیاحتی مقام۔

انتظامی تقسیم:۔شمالی علاقہ جات کو 5 اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔یہاں ایک مقامی منتخب کونسل حکومت پاکستان کے ماتحتی میں کام کرتی ہے۔

اضلاع:۔گلگت' دیامیر' سکردو' گھانچے' اور غیزر۔

اہم شہر:۔گلگت' سکردو' چیلاس' وغیرہ۔

سیاحتی مقامات:۔شمالی علاقہ جات سیاحوں کی جنت کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔تمام علاقے سیاحتی مقام کے حامل ہیں۔

آزاد جموں کشمیر

محل وقوع:۔ 36°N تا 33°N عرض بلد

75°E تا 73°E طول بلد

دارالخلافہ مظفر آباد:۔ریاست جموں وکشمیر متنازعہ علاقہ ہے۔اسکی متنازعہ حیثیت اقوام متحدہ نے بھی تسلیم کررکھی ہے۔جنوبی ایشیا کے خطے میں کشمیر پاکستان اور بھارت کے مابین روز اول سے وجہ نزاع بنا ہوا ہے۔اس مسئلے پر دونوں ملک چار جنگیں لڑ چکے ہیں۔آزاد جموں کشمیر خودمختار ریاست ہے۔جسکا دفاع اور خارجہ پالیسی پاکستان کے کنٹرول میں ہے۔

رقبہ 13,297 مربع کلومیٹر

آبادی 29,99,456

سالانہ شرح افزائش آبادی 2.71%

شہری آبادی 10%

آبادی فی مربع کلومیٹر 149 نفوس

زبانیں:۔کشمیری' گوجری' ہندکو' کوہستانی' پنجابی' اردو انگلش۔

اہم شہر:۔مظفر آباد' راولاکوٹ' میرپور' بھمبر' باغ' کوٹلی' پونچھ وغیرہ

سیاحتی مقامات:۔پوری وادی سیاحتی نقطہ نظر سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

انتظامی تقسیم:۔آزاد جموں کشمیر 6 اضلاع میں منقسم ہے۔(1) بھمبر (2) میرپور (3) کوٹلی (4) پلندری (5) باغ (6) مظفر آباد۔

پاکستان کا ضلعی نظام حکومت

س: نئے ضلعی نظام حکومت میں خواتین کے لئے مخصوص نشستوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج: پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لوکل گورنمنٹ سسٹم میں 33 فیصد نشستیں خواتین کے لئے مختص کی گئی تھیں۔

س: ڈپٹی کمشنر کو اب کیا کہتے ہیں؟

ج: ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر۔

س: مجسٹریٹی نظام کا کب خاتمہ ہوا؟

ج: اگست 2001ء

س: سیکرٹریٹ سروس کے ملازمین کیا کام کرتے تھے؟

ج: سیکرٹریٹ میں انتظامی امور نمٹاتے تھے۔

س: پراونشل سول سروسز کے ملازمین کون سی ڈیوٹی ادا کرتے تھے؟

ج: یہ لوگ فیلڈ میں ذمہ داریاں نبھاتے تھے۔مجسٹریٹی نظام والی سروس کا دوسرا نام پراونشل سول سروسز ہے۔

س: صوبوں میں قائم ہونیوالی نئی سروس کا نام کیا ہے؟

ج: پراونشل مینجمنٹ سروسز۔

س: پراونشل مینجمنٹ سروسز کن گروپس کے خاتمے کے بعد قائم کی گئی ہے؟

ج: صوبائی سول سروسز اور سیکرٹریٹ سروسز۔

س: ابتدائی طور پر پراونشل مینجمنٹ سروسز کیلئے کتنے آفیسروں کی بھرتی ہوگی؟

ج: 100 افسروں کی بھرتی ہوگی۔

س: پراونشل مینجمنٹ کے افسروں کو کس حیثیت سے فیلڈ میں تعینات کیا جائے گا؟

ج: بطور ٹی ایم او۔

س: کیا یہ درست ہے کہ پنجاب مینجمنٹ سروسز کے اہلکاروں کا ضلعی حکومتوں میں کوٹہ مخصوص ہوگا؟

ج: جی ہاں یہ بات درست ہے۔

س: صوبوں میں ضلعی تحصیل اور یونین کونسلوں ناظمین کو بجٹ سازی کا اختیار کس تاریخ کو سونپا گیا؟

ج: 13 اپریل 2003ء

س: ضلعی اسمبلی (ضلع کونسل) کا رکن کس عہدہ کا منتخب شخص ہوگا؟

ج: ہر یونین کونسل کا منتخب ناظم بر بنائے عہدہ ضلع اسمبلی کا رکن ہوگا۔

س: ضلعی ناظم کو برطرف کرنا ہو تو کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا؟

ج: (i) ضلعی اسمبلی دو تہائی اکثریت سے ضلع ناظم کے خلاف قرارداد پاس کردے تو اسے عہدہ سے الگ کر دیا جائے گا۔

(ii) صوبائی اسمبلی بھی دو تہائی اکثریتی فیصلے سے ضلع ناظم کو برطرف کر سکتی ہے۔

س: ضلعی اسمبلی کا سپیکر کس عہدہ پر فائز شخصیت ہوتی ہے؟

ج: نائب ناظم ضلع کونسل۔

س: ضلع حکومت کے ماتحت کتنے محکمے کام کر رہے ہیں؟

ج: صرف تیرہ محکمے

س: ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کے براہ راست ماتحت کون سے محکمے ہیں؟

ج: رابطہ مالیات، منصوبہ بندی اور بجٹ کا شعبہ براہ راست ضلعی رابطہ کار آفیسر (D.C.O) کے ماتحت ہوتے ہیں۔

س: ایک یونین کونسل میں کتنے ارکان منتخب ہوتے ہیں۔

ج: عام اور مخصوص نشستوں کی تعداد ملا کر ایک یونین کونسل میں کل 21 کونسلر ہوتے ہیں۔

س: کیا ضلعی حکومت ٹیکس لگانے کا اختیار رکھتی ہے؟

ج: جی ہاں، ضلعی حکومت محدود پیمانے پر ٹیکس عائد کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

س: ضلعی حکومت کی ماتحتی میں کام کرنیوالے محکموں کے نام بتایئے؟

ج: (i) رابطہ مالیات، منصوبہ بندی اور بجٹ (ii) زراعت
(iii) تعمیرات عامہ (iv) صحت (v) تعلیم
(vi) خواندگی (vii) تجارت (viii) قانون
(ix) ماحولیات (x) جمہوری ترقی (xi) انفارمیشن ٹیکنالوجی
(xii) محاصل (xiii) انتظامی عدالت (مجسٹریٹی)

س: ڈی سی او کس گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے؟

ج: گریڈ بیس کا آفیسر۔

س: برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں نے بلدیاتی انتخابات پہلی بار کس سال منعقد کروائے؟

ج: 1884ء کے دوران پہلی بار بلدیاتی انتخابات ہوئے تھے۔

س: قیام پاکستان سے لے کر اب تک کتنے بلدیاتی انتخابات ہوئے تھے؟

ج: پاکستان میں 2000ء تک آٹھ بار بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں۔

س: کیا کوئی فرد بیک وقت دو سیاسی عہدے سنبھال سکتا ہے؟

ج: جی نہیں۔

س: ضلعی حکومتیں کس صوبائی محکمے کی ماتحتی میں کام کرتی ہیں؟

ج: صوبائی محکمہ بلدیات۔

س: اسلام آباد (وفاقی علاقہ) آزاد جموں و کشمیر شمالی علاقہ جات (فاٹا) اور قبائلی علاقہ جات (فاٹا) میں ضلعی حکومتوں کا نظام کام کر رہا ہے؟

ج: جی نہیں۔

س: پرانے ضلعی نظام کے تحت دفعہ 144 نافذ کرنے کا اختیار کس کے پاس تھا؟

ج: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ڈپٹی کمشنر)

س: نئے ضلعی نظام کے تحت دفعہ 144 نافذ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

ج: ضلعی ناظم۔

س: کسی واقعہ یا حادثہ کے متعلق ہینڈ آؤٹ جاری کرنے کا اختیار ضلعی انتظامیہ کی کس شخصیت کے پاس ہے؟

ج: ضلعی ناظم ہینڈ آؤٹ جاری کرنے کا مجاز ہے۔

س: ضلعی حکومتیں آئین کی کن شقوں کے تحت تشکیل دی گئی ہیں؟

ج: یہ حکومتیں 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 7 اور 32 کے مطابق تشکیل دی گئی ہیں۔

☆ ☆ ☆

اسلامی معلومات

اسلام کیا ہے؟

لفظ اسلام کے لفظی معنی

اسلام کے معنی عربی زبان میں اطاعت کے اور فرماں برداری کے ہیں۔ مذہب اسلام کا نام "اسلام" اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے۔

عیسائیت یا دوسرے مذاہب کی طرح اسلام صرف پوجا پاٹ اور اخلاقی تعلیمات کا مذہب نہیں۔ اسلام کے لئے قرآن میں دین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، جس کا مطلب مکمل طریقہ زندگی ہے۔ یعنی ایسا طریقہ جو زندگی کے صرف ایک حصہ سے متعلق نہ ہو بلکہ پوری زندگی ہو۔ وہ زندگی کی روح اور اس کو حرکت دینے والی قوت ہو۔ چنانچہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ سیاست، معاشرت اور معیشت، غرض انسانی زندگی کا ہر پہلو اسلامی احکام کے تابع ہے۔ اسلام میں سیاست اور مذہب کی تفریق نہیں۔ سیاست اور مذہب دونوں اسلامی احکام کے تابع ہیں یعنی جب ہم لفظ اسلام استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب پوجا پاٹ اور اخلاقی تعلیم پر مشتمل مذہب نہیں ہوتا بلکہ ایک مکمل نظام حیات اور نظریہ زندگی مقصود ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔

"اسلام اور حکومت دو جڑواں بھائی ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک
دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک
عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد
نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے" (کنز الاعمال)

اسلام

وجہ تسمیہ

دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان میں سے ہر ایک کا نام یا تو کسی خاص شخص کے نام پر رکھا گیا ہے یا اس قوم کے نام پر جس میں وہ مذہب پیدا ہوا۔ مثلاً عیسائیت کا نام اس لئے عیسائیت ہے کہ اس کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی طرف ہے۔ بودھ مت کا نام اس لئے بدھ مت رکھا ہے کہ اس کے بانی مہاتما بدھ تھے۔ زردشتی مذہب کا نام اپنے بانی زردشت کے نام پر ہے۔ یہودی مذہب ایک خاص مذہب ایک خاص قبیلہ میں پیدا ہوا جس کا نام یہوداہ تھا۔ ایسا ہی حال دوسرے مذاہب کے ناموں کا بھی ہے۔ مگر اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی شخص یا قوم کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ اس کا نام ایک خاص صفت کو ظاہر کرتا ہے جو لفظ "اسلام" کے معنی میں پائی جاتی ہے۔ یہ نام خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی ایک شخص کی ایجاد نہیں ہے نہ کسی ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کو شخص یا ملک یا قوم سے کوئی علاقہ نہیں۔ صرف "اسلام"

کی صفت لوگوں میں پیدا کرنا اس کا مقصد ہے ہر زمانے اور ہر قوم کے جن سچے اور نیک لوگوں میں یہ صفت پائی گئی ہے وہ سب مسلم تھے "مسلم" ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔

اسلام کے لغوی معانی صلح، سلامتی اور اطاعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے انبیا کرام کے ذریعے جو پیغامات اور احکامات ارسال کرتا رہا۔ ان پر ایمان لانا اور انکی پیروی کرنا اسلام کہلاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ اسلام سے شروع ہونے والا انبیاء کا سلسلہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آن ختم ہوا۔

دین اسلام دو اجزاء عقائد اور شریعت پر مبنی ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی عقائد کو ایمان کہا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(1) ایمان باللہ (توحید) (2) ایمان بالرسُل (رسالت)

(3) ایمان بالآخرت

(4) ایمان بالملائکہ

(5) ایمان بالکتب (الہامی کتابوں پر ایمان لانا)

سورت بقرہ کی آیت نمبر 177 میں ارشاد ہے ترجمہ

یعنی نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ، یوم آخرت، ملائکہ، اللہ کی نازل کردہ کتاب، اور اس کے انبیا پر ایمان لائے اور انہیں دل سے مانے۔

توحید:۔

لفظ توحید جس کا مصدر "وح د" ہے۔ لفظ وحدت سے ماخوذ ہے۔ ایمان کے نقطہ نظر سے توحید کے معانی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور واحد ٹھہرانا ہے۔ یعنی کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ اس کائنات کا وہی تنہا مالک و خالق ہے۔ رب العالمین ہے۔ ازل سے ہے اور ابد تک رہیگا۔ حی و قیوم ہے، عیب و نقص کی ہر بات سے پاک ہے اپنی ذات میں کامل اور یہی عقیدہ توحید کہلاتا ہے۔ اسکو ماننے والا حنیف اور مومن کہلاتا ہے اور نہ ماننے والا مشرک، کافر اور منکر ہے۔ دین اسلام کی بنیاد توحید پر ہے۔ توحید اور عقائد ارکان اسلام دونوں کا پہلا درجہ ہے۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کو دل سے قبول کیے بغیر انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ توحید کی تین بڑی اقسام ہیں۔

(1) توحید ذات

(2) توحید صفات

(3) توحید افعال

سورۃ اخلاص فلسفہ توحید کی بہترین مثال اور ترجمانی کرتی ہے۔ ترجمہ،

"کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اسکی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اسکا ہمسر ہے"۔

شرک:۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اسے وحدہ لاشریک تسلیم کرنا توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا اور اسکی عبادت کرنا شرک کہلاتا ہے دوسرے الفاظ میں یہ کہنا درست ہوگا کہ شرک توحید کی ضد ہے۔

سورۃ لقمان کی آیت نمبر 13 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شرک کی لعنت سے دور رکھے آمین)

ارکان اسلام:۔

عربی میں رکن ستون کو کہتے ہیں۔ ارکان رکن کی جمع ہے ارکان اسلام سے مراد وہ ستون جن پر دین اسلام کی بنیاد رکھی گئی جو درج ذیل ہیں۔

(1) کلمہ توحید یعنی کلمہ شہادت　　(2) نماز

(3) روزہ　　(4) زکوٰۃ

(5) حج

(1) کلمہ توحید و شہادت:۔

شہادت کے معنی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے۔ وہ خالق و مالک کائنات ہے۔ کلمہ توحید اور شہادت ادا کرنے کے بعد کلمہ گو پر خدا اور اسکے رسول کی طرف سے عائد کردہ فرائض احکامات کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام کا پہلا رکن خدا کی واحدانیت کی شہادت دینا ہے۔

(2) نماز/صلوٰۃ:۔

ترجمہ۔ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔ (القرآن)

صلوٰۃ کے لغوی معنی کسی کی طرف رخ کرنا' بڑھنا' دعا کرنا اور قریب ہونا ہے۔ پوری توجہ یکسوئی اور ادب و احترام سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا نماز کہلاتا ہے۔ نماز نبوت کا آغاز ہوتے ہی کلمہ گو پر مسلمانوں پر فرض کی گئی تھی۔ پانچ وقت کی باقاعدہ نماز آنحضورؐ کے سفر معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی۔

قرآن حکیم میں سات سو مرتبہ نماز قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ نماز قبول اسلام کی عملی اطاعت ہے۔ دین اسلام میں نماز تمام عبادتوں کا سرچشمہ و منبع ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے ایک مسلمان کو مندرجہ ذیل آداب و شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

(1) جسمانی صفائی:۔ جسم لباس اور نماز ادا کی جانے والی جگہ لازماً پاک ہو۔

(2) جسم کا ڈھانپنا:۔ جسم کے ان حصوں کو ڈھانپنا جنکے چھپانے کا حکم مرد اور عورت کو دیا گیا ہے۔

(3) قبلہ رو ہونا:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔

(4) نیت کرنا:۔ دل میں اس نماز کا ارادہ کرنا جو پڑھنا مقصود ہے۔

(5) وقت کا خیال رکھنا:۔ یعنی نماز کو قضا نہ ہونے دینا بلکہ مقرر کردہ وقت کے اندر اور نماز ادا کرنا۔

(3) روزہ:۔

کسی کام سے روکنے، اسے ترک کرنے اور چپ رہنے کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کی جمع صیام ہے۔ روزہ بدنی عبادت ہے۔ دین اسلام میں روزہ سے مراد صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور

مباشرت سے پرہیز کرنا ہے۔ روزہ ہر عاقل بالغ تندرست مسلمان پر فرض ہے۔ روزہ مسلمان کیلئے روحانی غذا ہے۔ روزے کا سب سے بڑا مقصد تقوٰی اور پرہیزگاری اختیار کرنے سے انسانی دنیاوی آلائشوں اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے حرام اور ممنوع چیزوں سے اجتناب کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تو روزہ رکھے تو کان آنکھ اور تیری زبان تیرے ہاتھ اور تمام اعضاء ناپسندیدہ اور حرام باتوں سے روکے رہیں۔ نبی کریم کا ایک اور ارشاد ہے کہ الصوم جنۃ۔ روزہ ڈھال ہے۔ یعنی جس کسی نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولا یا اس پر عمل ترک نہ کیا تو اللہ اسکی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے۔ روزہ انسان میں قوت برداشت کو تیز کرتے ہوئے صبر اختیار کرنے کی عملی تربیت فراہم کرتا ہے۔ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کیلئے پابندی وقت انسانی زندگی کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امیر دولت مند حکمران، غریب، رعایا غرضیکہ ہر قسم کے طبقوں سے تعلق رکھنے والے انسان روزہ کے دوران بھوک اور غربت کا بخوبی احساس کرتا ہے۔ دولت مند بھوک محسوس کر کے غریب کے دکھ کا اندازہ با آسانی کرتے ہوئے اپنے غریب بھائی کی عملی مدد کرتا ہے۔ یعنی روزہ جذبہ ہمدردی اور غم خواری پیدا کرتا ہے۔

(4) زکوٰۃ:۔

اسلامی عبادات کا چوتھا رکن زکوۃ ہے۔ زکوۃ کے لغوی معانی پاکیزگی، نشوونما بڑھانے کے ہیں۔ دین اسلام میں اصطلاحی طور پر زکوۃ سے مراد اپنے مال و دولت سے کچھ حصہ اپنے غریب بہن بھائیوں کی مدد اور اعانت کیلئے صرف کرنا ہے۔ زکوۃ ادا کرنے سے انسان کے اندر سے سرمایہ دارانہ جذبات لالچ و تحریص، بخل اور نفس پرستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ زکوۃ باہمی ہمدردی اور امداد باہمی کا دوسرا روپ ہے۔

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 103 میں ارشاد ہے کہ۔ ترجمہ

اے نبی! ان کے مالوں میں صدقہ (زکوۃ) وصول کرو کہ ان کے ذریعے ان کو پاک وصاف کر سکو۔

زکوٰۃ ہر بالغ و عاقل، صاحب نصاب مرد و زن مسلمان پر فرض ہے۔ اسکا منکر و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نماز حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے تو زکوٰۃ حقوق العباد کا اہم جزو ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ارکان اسلام میں یکجا ہونا اس امر کا غماز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقوق العباد کا کیا رتبہ اور مقام ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

یعنی اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنا، ہر مسلمان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اس راہ میں کتنا مال خرچ کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دولت کو غریبوں تک پہنچانے کیلئے ہر صاحب نصاب مسلمان اس دولت کی تقسیم القدحصہ فرض کر دیا ہے۔ اسی فرض عبادت کو زکوۃ کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ بنیادی طور پر نشوونما پانیوالی چیزوں پر ادا کرنا فرض ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1) زمین (2) سونا چاندی (3) تجارتی مال (4) جانور

مصارف زکوٰۃ

سورت توبہ آیت نمبر 40 میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر کیے گئے وہ درج ذیل ہیں۔

(1) فقراء (2) مساکین (3) عاملین زکوٰۃ (4) مولفۃ القلوب (5) غلاموں کی آزادی (6) قرض (7) فی سبیل

اللہ (8) مسافر

(5) حج:۔

اسلام کا پانچواں اور آخری رکن ہے۔ حج کے لغوی معانی زیارت کا ارادہ ہے۔ شریعت کی زبان میں حج سے مراد کعبۃ اللہ کی زیارت کا ارادہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ اور دیگر مقامات کے اردگرد مخصوص عبادات کو مخصوص ایام کے دوران بجالانا حج کہلاتا ہے۔ حج ہر بالغ عاقل صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ یعنی جو شخص مکہ کے سفر کیلئے زادِ راہ اور سفر کی سہولت پر خرچ کر سکتا ہے اس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:۔ اور لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے۔ اس شخص کے ذمہ جس نے اس کی طرف استطاعت پائی اور جس نے انکار کیا تو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حج مالی اور بدنی عبادات کا موقع ہے۔ حج نماز مسلسل بھی ہے اور زکوٰۃ بھی کیونکہ وہ مالی قربانی کا ارادہ کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح حج روزہ ہے کیونکہ جس طرح روزوں کے ایام میں دن کے وقت جنسی ملاپ ممنوع ہے تو بالکل اسی طرح حج کے دوران راتوں کو جنسی ملاپ ممنوع ہے۔

مناسک حج:۔

(1) احرام:۔ ان سلا لباس جو حجاج کرام حج کے دوران پہنتے ہیں۔

(2) تلبیہ:۔ یہ وہ کلمات ہے جو حاجی حج کے دوران مسلسل دہراتا ہے۔

ترجمہ:۔ حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ سب تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور حکومت بھی تیرے لیئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

(3) طواف:۔ خانہ کعبہ کے گرد چکر کاٹنا اور با آواز بلند تلبیہ ادا کرنا طواف کہلاتا ہے۔

(4) مقام ابراہیم:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ کا کام سرانجام دیا تھا۔ اس کے قریب دو رکعت نماز نفل ادا کی جاتی ہے۔

(5) حجر اسود:۔ وہ سیاہ پتھر جو جنت سے لا کر خانہ کعبہ میں نصب کیا گیا اسے بوسہ دینا' ہاتھ سے چھونا یا اشارہ کرنا۔

(6) سعی:۔ سعی کے معنی دوڑنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت ہاجرہ بی بی حضرت اسماعیل کو پانی پلانے کیلئے پہاڑوں کے درمیان دوڑی تھیں۔ انکی سنت میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا سعی کہلاتا ہے۔

(7) عرفات:۔ مکہ سے دس میل دور واقع میدان جہاں حاجی جمع ہو کر امیر الحج کا خطبہ سنتے ہیں۔

(8) رمی:۔ کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔ میدان عرفات سے واپسی پر حاجی منیٰ کے مقام پر شیطان کو تین کنکریاں مارتے ہیں۔

(9) قربانی:۔ منیٰ کے میدان میں تمام حاجی رمی کے بعد قربانی کرتے ہیں اور بعد ازاں اپنے سر منڈواتے ہیں۔

جہاد

جہاد کے لغوی معنی کوشش کے ہیں اور شریعت کے مطابق اس سے مراد ایسی کوشش ہے جو دین کی حفاظت' فروغ اسلام اور امت مسلمہ کے دفاع کیلئے کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان زندگی کے جملہ معاملات میں اس کے احکامات اور ہدایات کی پیروی کرے۔ نیز اس کے مقابلے میں کسی طاغوتی طاقت کا حکم نہ چلنے دے۔ اگر کوئی طاقت ''اقتدار اعلیٰ'' اپنے ہاتھ میں لے کر اپنا قانون نافذ کرنا چاہے تو جان پر کھیل کر اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اسلام کی جملہ عبادات انسان میں قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں اور قربانی دینے کا یہی فلسفہ دین حق (اسلام) کی بقاء اور فروغ کا باعث ہے۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی چند اہم اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

نفس کیخلاف جہاد:

اطاعت الٰہی سے روکنے والی پہلی قوت نفس انسان کی اپنی خواہشات ہیں جو ہر وقت اسے اکساتا رہتا ہے اور اس کی سرکوبی کیلئے انسان کو ہمہ وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے جو انسان کیلئے انتہائی مشکل اور دشوار ترین کام ہے لہٰذا خواہشات نفس کیخلاف جہاد کو نبی اکرمؐ نے ''جہاد اکبر'' قرار دیا ہے اور جہاد کے اس مرحلہ کو سر کئے بغیر انسان جہاد کے کسی اور میدان میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

طاغوت کیخلاف جہاد:

نفس پر قابو پانے کے بعد ان شیطانوں سے نمٹنا ضروری ہے جو ہر وقت اللہ کے بندوں کو گمراہ کر کے اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہیں۔ قرآن حکیم ایسی قوت کو طاغوت کے نام سے پکارتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں۔

(سورۃ النساء:76)

یہ طاغوتی قوتیں مسلمان معاشرت میں غلط رسم و رواج کی شکل میں اور اسلامی معاشرے کے باہر غیر اسلامی قوتوں کے غلبے کی شکل میں موجود ہیں۔ ان شیطانی قوتوں سے نمٹنے کے متعدد طریقے ہیں۔ کہیں ان سے زبان و قلم کے ذریعے نمٹا جاتا ہے تو کہیں قوت و طاقت کے ذریعے۔ اس بارے میں قرآن مجید جامع ہدایت اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے۔

ترجمہ: اور ان کے ساتھ بحث کیجئے پسندیدہ طریقہ سے۔ (سورۃ النحل:125)

اگر جہاد کا سچا جذبہ دل میں موجزن ہو تو مومنانہ بصیرت ہر موقع پر انسان کی بھرپور رہنمائی کرتی ہے۔ اس

سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے (قوت سے) روکے۔ اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے دل سے برا سمجھے (اور یہ بدی کو محض دل سے برا سمجھنا) ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

جہاد بالسیف:

حق و باطل کی کشمکش میں ایسا مقام ضرور آتا ہے جب طاغوتی قوتیں حق کا راستہ روکنے' مٹانے اور اپنے غلبہ کے قیام کیلئے سرد جنگ سے آگے بڑھ کر کھلی جنگ پر آمادہ ہو جاتی ہیں اور مسلمانوں کو بقائے دین' اسلام کے غلبہ کیلئے ان سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ اسے جہاد بالسیف کہتے ہیں۔

جہاد بالسیف کی دو بڑی اقسام درج ذیل ہیں۔

1۔ مدافعانہ جہاد:

اگر کوئی طاغوتی قوت کسی مسلمان ملک یا علاقے پر حملہ کرے تو اس ملک کے مسلمانوں پر اپنے دین و ایمان' جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کیلئے جہاد کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ مسلمان علاقوں کے تحفظ اور اسلامی معاشرے کو طاغوت کے تسلط سے محفوظ رکھنے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے وہ جہاد شمار ہوگی۔ مدافعانہ جہاد کی ایک قسم یہ ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ریاست کی مسلمان رعایا پر (محض اس کی مسلمان ہونے کی وجہ سے) ظلم ڈھایا جا رہا ہے تو عالم اسلام کا فرض ہے کہ انہیں ظلم و ستم سے نجات دلانے کیلئے جہاد کرے۔

2۔ مصلحانہ جہاد:

جو شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کی حاکمیت اور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا اقرار کرے اس پر لازم ہے کہ وہ ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور نبی اکرم ﷺ کی شریعت کا پیغام عام کرنے اور اسے نافذ کرنے کیلئے کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا اہم مقصد دین حق کا قیام بتاتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کہتا ہے۔

ترجمہ: اس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

ترجمہ: اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو جاوے سب اللہ کا (سورۃ الانفال:39)

جنگ اور جہاد:

مخالفین اسلام یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسلمان کی تلوار اور کافر کی شمشیر' میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ طاغوتی قوتیں مخصوص فرد' گروہ یا قوم پر غلبہ پانے' جذبہ برتری یا معاشی غلبے کے جذبے کے تحت حملہ آور ہوتی ہیں۔ اس مقصد کیلئے وہ ہر ممکن ظلم' دہشت گردی' سفاکی اور منفی ہتھکنڈوں سے کام لیتی ہیں اور کامیاب ہونے کی صورت میں مفتوحین کی جان و مال اور عزت و آبرو ہر چیز کو تباہ و برباد کر

دیتی ہیں جبکہ ہمیں صورتحال کے برعکس مسلمان کے جہاد کا مقصد مظلوم انسانوں کو طاغوتی قوتوں کے غلبے سے نجات دلانا' ان کی آزادی کو بحال رکھنا ہے۔ اس جہاد کے دوران وہ خود کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطہ اخلاق کا پابند رکھتا ہے جس میں اس کی ذاتی منفعت شامل نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تلوار برسر جنگ افراد تک محدود رہتی ہے اور پھر جب وہ فتح حاصل کرے تو مفتوح قوم کو انتقام کا نشانہ بنانے کی بجائے ان کیلئے امن و سلامتی کی فضا پیدا کرے اور انہیں اسلام کی برکات سے بہرہ ور کرتا رہے جس میں تمام انسانوں کے حقوق یکساں ہیں۔ جب غیر مسلم رعایا کو مسلمانوں کے نظام عدل' نظام اخلاق' نظام سیاست وحکومت اور نظام عبادات پسند آ جائے تو وہ خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں اور یوں ان کی ذہنی تبدیلی کا سہرا تلوار کی بجائے اسلامی احکامات' تعلیمات کے سر ہے۔ تلوار کا کام تو صرف اتنا ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام اور عالم اسلام کے درمیان جو لادینی قوتیں رکاوٹ بنی پڑی ہوں ان کا صفایا کر دے۔

جہاد کے فضائل:

اسلام میں فلسفہ جہاد کو بے پناہ اہمیت حاصل ہے اسی لئے جہاد کے بارے میں قرآن حکیم اور کتب احادیث میں متعدد فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اللہ پسند کرتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔ (سورۃ الصف:4)

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے "قسم ہے اللہ کی جس کی مٹھی میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے ایک صبح یا ایک شام کا سفر دنیا و مافیہا کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور اللہ کی راہ میں دشمن کے مقابل آ کر ٹھہرے رہنے کا ثواب گھر میں ستر نمازوں سے زیادہ ہے" بلاشبہ یہ جہاد کی عظمت اور شہادت کے حصول ہی کا جذبہ تھا کہ قرون اولیٰ کے مسلمان دنیا پر چھا گئے اور پورے کرہ ارض پر ان کی عظمت و شوکت کی دھاک تھی لیکن جب مسلمانوں نے جہاد سے منہ موڑا تو ہم ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے۔

قرآن کریم

لفظ قرآن عربی لفظ قرأت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں پڑھنا' تلاوت کرنا ہے' قرآن کے معانی زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب ہے قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کیلئے اتاری گئی آخری الہامی کتاب ہے۔ جو کہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس سے قبل تین الہامی کتابیں زبور حضرت داؤد علیہ السلام' تورات حضرت موسیٰ علیہ اسلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ اسلام پر نازل ہوئی تھیں۔ قرآن مجید 18 رمضان نبوت کے پہلے سال میں نازل ہونا شروع ہوا اور نبوت کے آخری سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

آخری الہامی کتاب کا نام خود باری تعالیٰ کی ذات بابرکات نے پسند فرمایا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تجھ پر قرآن کریم آہستہ آہستہ نازل کیا۔ (23,76)۔

قرآن پاک کی پہلی آیت:۔

(اقرا باسم ربک الذی خلق) سورۃ العلق جبکہ آخری آیات نبی کریمؐ پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ

ﷺ نے میدان عرفات میں وقوف فرمایا تھا۔ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 4

ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

قرآن مجید فرقان حمید کے اسمائے گرامی:۔

القرآن	المبین	الکتاب	الکریم	الکلام
الہدیٰ	النور	الرحمۃ	الفرقان	الشفاء
الوعظۃ	الزکر	المبارک	العلی	الحکمۃ
الحکیم	المبین	الحبل	الصراط المستقیم	القیم
القول الفصل	احسن الحدیث	المثانی	المتشابہ	الروح
الوحی	العربی	البصیر	العلم	الحق
الہادی	العجب	التذکرۃ	عروۃ الوثقیٰ	الصدق
العدل	الامر	المنادی	البشری	المجید
الزبور	البشیر	النذیر	العزیز	البلاغ
القصص	الصحف	المکرم	المرفوع	المطہر
الحکم	البیان	المصدق	النعمۃ	الخیر

قرآن مجید میں کل پارے 30

قرآن مجید میں کل منزلیں 7

قرآن مجید میں کل سورتیں 114

قرآن مجید میں کل آیات 6666

قرآن مجید میں کل رکوع 558

قرآن مجید میں کل کلمات 86,430

قرآن مجید میں کل حروف 3,206,270

قرآن مجید میں کل سجدے 14

قرآن مجید میں آیات وعدہ 1000

قرآن مجید میں آیات وعید 1000

قرآن مجید میں آیات امر 1000

قرآن مجید میں آیات نہی 1000

قرآن مجید میں آیات قصص 1000

قرآن مجید میں آیات امثال 1000

قرآن مجید میں آیات حلال و حرام 500

قرآن مجید میں آیات تسبیح 100

قرآن مجید میں آیات متفرقہ 66

قرآن مجید کی مکی سورتیں

قرآن مجید مکی دور میں 12 سال 8 ماہ 5 دن نازل ہوا۔

(1) الفاتحہ (2) الانعام (3) الاعراف (4) یونس (5) ہود (6) یوسف (7) ابراہیم

(8) حجر (9) نحل (10) بنی اسرائیل (11) فرقان (12) مریم (13) کہف

(14) طٰہٰ (15) انبیاء (16) مومنون (17) شعراء (18) نمل (19) قصص (20) عنکبوت

(21) روم (22) لقمان (23) سجدہ (24) سباء (25) فاطر (26) یٰسین (27) صٰفٰت

(28) صٓ (29) زمر (30) مومن (31) حٰم سجدہ (32) شوریٰ (33) زخرف

(34) دخان (35) جاثیہ (36) احقاف (37) قٓ (38) ذاریات (39) طور (40) نجم

(41) قمر (42) واقعہ (43) طلاق (44) ملک (45) قلمٓ (46) حاقہ (47) معارج

(48) نوح (49) جن (50) مزمل (51) مدثر (52) قیامہ (53) مرسلات (54) نباء

(55) نازعات (56) عبس (57) تکویر (58) انفطار (59) مطففین (60) انشقاق (61) بروج (62) طارق

(63) اعلیٰ (64) غاشیہ (65) فجر (66) بلد (67) شمس (68) لیل (69) ضحیٰ (70) الم نشرح (71) التین (72) علق (73) قدر (74) بینہ (75) عادیات (76) قارعہ (77) تکاثر (78) عصر (79) ہمزہ (80) فیل

(81) قریش (82) ماعون (83) کوثر (84) کافرون (85) لہب (86) اخلاص (87) فلق (88) الناس

مدنی سورتیں:۔

قرآن مجید مدنی دور میں نو سال نو ماہ اور نو دن میں نازل ہوا۔

(1) بقرہ (2) آل عمران (3) النساء (4) المائدہ (5) الانفال (6) التوبہ (7) الرعد (8) الحج

(9) النور (10) احزاب (11) محمد (12) فتح (13) الحجرات (14) رحمٰن (15) حدید (16) مجادلہ (17) حشر

(18) ممتحنہ (19) صف (20) جمعہ (21) منافقون (22) تغابن (23) تحریم (24) دہر (25) زلزال

(26) نصر۔

مکی اور مدنی آیات کی خصوصیات:۔

(1) مکی آیات اور سورتیں چھوٹی اور مختصر ہیں جیسے کے سورۃ اخلاص' الناس' سورۃ کوثر' سورۃ قریش وغیرہ مدنی آیات اور مدنی سورتیں طویل ہیں جیسے سورۃ بقرہ' آل عمران' النساء وغیرہ۔

(2) مکی آیات میں نوع انسانی کو مخاطب کیا گیا ہے جبکہ مدنی آیات میں اہل ایمان مخاطب ہیں۔

(3) مکی آیات میں زیادہ تر عقائد اور اخلاق پر زور دیا گیا ہے لیکن اس کے برعکس مدنی آیات میں احکام اور اعمال پر۔

(4) مدنی آیات کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔اس کے برعکس مکی سورتوں کی زبان رقیق اور مشکل ہے۔

قرآن کریم کے حروف کی تفصیل:۔

حرف	تعداد	حرف	تعداد	حرف	تعداد
ا	48,872	ز	1590	ق	6313
ب	11,428	س	5991	ک	9500
ت	11,99	ش	2115	ل	3432
ث	1276	ص	2012	م	36,525
ج	2272	ض	1207	ن	40,190
ح	973	ط	1277	و	25,536
خ	2416	ظ	842	ہ	19,070
د	5602	ع	9220	لا	37,20
ذ	4677	غ	2208	ی	45,919
ر	11,792	ف	8499		

قرآن مجید کے اعراب کی تفصیل:۔

اعراب	تعداد	اعراب	تعداد
زیر	39,582	مدات	1771
زبر	53,223	تشدید	1274
پیش	8854	نقاط	5,684

کاتبین وحی کے اسمائے گرامی:۔

(1) حضرت ابوبکر صدیقؓ (2) حضرت عمر فاروقؓ (3) حضرت عثمانؓ (4) حضرت علیؓ (5) حضرت زید بن حارثؓ (6) حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (7) حضرت زبیر بن العوامؓ (8) حضرت خالد بن سعیدؓ (9) حضرت معاویہؓ

(10) حضرت شرجیلؓ (11) حضرت کعبؓ (12) حضرت حذیفہؓ (13) حضرت عبداللہ بن سعدؓ (14) حضرت محمد بن سلمہؓ (15) حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ (16) حضرت امان بن سعیدؓ (17) حضرت ثابت بن قیسؓ (18) حضرت حنظلہ بن ربیعؓ (19) حضرت علا بن عتبہؓ (20) حضرت خالد بن ولیدؓ (21) حضرت مغیرہ بن معقبہؓ (22) حضرت عبداللہ بن زیدؓ (23) حضرت سجلؓ۔

قرآن کریم کے مقامات نزول:۔

(1) غار حرا (2) دار ارقم (3) مسجد نبوی (4) کوہ صفا (5) مسجد قبا (6) مسجد جن (7) وادی بدر (8) کوہ احد (9) مقام خندق (10) مسجد قبلتین (11) میدان عرفات (12) حضرت عائشہؓ کا حجرہ (13) وادی منیٰ (14) مسجد فتح (15) شعر الحرام (16) مقام کراع غمیم (17) حدیبیہ۔

قرآن مجید کے تراجم:۔

قرآن کریم دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب ہے۔قرآن پاک کی زبان عربی جبکہ اسے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنیوالوں کی اکثریت عربی نہیں جانتی ہے۔گو دنیا بھر میں موجود مسلمان قرآن پاک کی تلاوت عربی میں کرتے ہیں لیکن عربی زبان کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے ۔ایسے لوگوں کی ذہنی وروحانی راہنمائی کیلئے قرآن پاک کے ترجمہ کا کام شروع ہوا۔آج یہ عالم ہے کہ صرف اردو زبان میں قرآن پاک کے 100 سے زائد تراجم اور تفسیریں لکھی جا چکی ہیں۔اس وقت عبرانی' بری' ارگونین' لاطینی' سواحلی' چینی' جاپانی' البانوی' کنتری' بنگلہ' اطالوی' فرانسیسی' ہندی' فارسی' سویڈش' مکاسریں' ڈینش' گجراتی' بلوچی' یونانی' جرمن' ترک' سربین' رومانوی' پولش' ہینگرین' جاری' پرتگیزی' سنسکرت' تلگو' مالٹی' انگریزی' فلپائن' تامل' روسی' ڈچ' ہسپانوی' افریقہ کی مقامی زبانوں اور دیگر کئی زبانوں میں ایک سے زائد ترجمے ہو چکے ہیں۔

قرآن پاک ایک نظر میں:۔

(1) قرآن مجید کی پہلی سورت (الفاتحہ) ہے۔

(2) قرآن مجید کی آخری سورت (الناس) ہے۔

(3) قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت (کوثر) ہے۔

(4) قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت (بقرہ) ہے۔

(5) قرآن پاک میں دو فرشتوں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کا ذکر ہے۔

(6) قرآن پاک میں حضرت جبرائیل کے ذو صفاتی ناموں روح الامین' روح القدس کا ذکر ہے۔

(7) قرآن مجید دنیا میں سے زیادہ پڑھی اور سمجھی جانیوالی کتاب ہے۔

(8) آج تک کسی قرآنی آیات میں تحریف نہیں ہوئی۔ یہ پہلو قرآن کا معجزہ ہے۔

(9) دنیا میں سب سے زیادہ حفظ کی جانیوالی کتاب قرآن مجید ہے۔

(10) دنیا میں سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب قرآن مجید ہے۔

(11) حضرت ابراہیم کے صحیفے رمضان کی پہلی شب کو نازل ہوئے۔

(12) تورات کا نزول چھ رمضان المبارک کو ہوا۔

(12) زبور کا نزول بارہ رمضان المبارک کو ہوا۔

(13) انجیل اٹھارہ رمضان المبارک کو نازل کی گئی۔

(14) قرآن مجید کا نزول ستائیسویں شب کو ہوا۔

(15) نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک 'احمد' قرآن پاک میں بطور حرف ایک بار آیا ہے۔

(16) سورۃ توبہ واحد قرآنی سورت ہے جسکے آغاز میں بسم اللہ تلاوت نہیں کی جاتی ہے۔

(17) سورۃ یٰسین کو روح القرآن کہا جاتا ہے۔

(18) سورۃ النمل کے آغاز اور اختتام پر بسم اللہ آتی ہے۔

(19) قرآن مجید نے خانہ کعبہ کو مسجد الحرام کے لفظ سے پکارا ہے۔

(20) قرآن مجید میں لفظ 'اللہ' 2584 بار آیا ہے۔

(21) قرآن پاک میں 26 پیغمبروں کا ذکر آیا ہے۔

(22) آنحضورؐ کے چچا ابولہب دشمن اسلام کے نام پر قرآن پاک میں سورۃ لہب ہے۔

(23) مسجد اقصیٰ اور مسجد الحرام کا ذکر سورۃ اسرائیل میں ہے۔

(24) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کے نام سے سورۃ مریم ہے۔

(25) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں 68 مقامات پر آیا ہے۔

(26) قرآن مجید نے سب سے پہلا پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کو کہا ہے۔

(27) قرآن مجید کی موجودہ ترتیب توفیقی ہے۔ توفیقی سے مراد حکم اللہ تعالیٰ کے مطابق۔

(28) قرآن مجید میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آیا ہے۔

(29) قرآن میں چار سورتوں کا آغاز لفظ قل سے ہوتا ہے۔

(30) قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کو معوذتین کہا جاتا ہے۔

(31) قرآن مجید کے پہلے حافظ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

(32) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن پاک اکٹھا کروانے کے کام کا آغاز کیا۔

(33) تدوین قرآن کا کام حضرت زید بن ثابتؓ نے سرانجام دیا۔

(34) سورۃ فاتحہ اور سورۃ نصر ایسی دو سورتیں ہیں جو مکمل سورت کی شکل میں نازل ہوئیں۔

(35) آنحضورؐ کو سورۃ مدثر کے ذریعے اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تھا۔

(36) سورۃ بنی اسرائیل کا دوسرا نام سورۃ اسراء ہے۔

(37) واقعہ معراج دو سورتوں بنی اسرائیل اور سورۃ النجم میں بیان ہوا ہے۔

(38) قرآن پاک میں 70 سے زائد مقامات پر دعا مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔

(39) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ترجمان القرآن کہا جاتا ہے۔

(40) قرآن پاک کے حروف پر اعراب لگانے کا کام حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت میں ہوا۔

(41) قرآن پاک میں 6 چھ سورتیں انبیاء کے نام سے ہے۔

(42) قرآن پاک میں صرف ایک سورت خاتون کے نام سے ہے۔

(43) اردو میں قرآن کریم کا پہلا بامحاورہ اور سلیس ترجمہ شاہ عبدالقادر نے کیا۔

اصطلاحات قرآن مجید

قرآن مجید اور علوم قرآن کے متعلق سینکڑوں اصطلاحیں ہیں۔ یہاں مجمل طور پر صرف وہ اصطلاحات درج ہیں، جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے اور جن کی کسی قدر وضاحت کی ضرورت ہے۔

۱۔ آیت: قرآن مجید کے اس جملے کو کہتے ہیں جو اپنے ماقبل و مابعد سے منقطع ہو۔ اس کا نشان گول O ہے۔ یعنی یہاں جملہ ختم ہوا۔ آیات کا علم توفیقی ہے۔

۲۔ سورہ: حد کو کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن کے ہر محدود جز کا نام سورۃ ہے یعنی چند آیتوں کا مجموعہ۔

۳۔ سیپارہ: یہ فارسی لفظ ہے، عربی میں جزو کہتے ہیں۔ قرآن کے تیس حصے ہیں اس لئے ہر حصے کو سیپارہ کہتے ہیں۔ عرب الجزء الاول اور الجزء الثانی وغیرہ بولتے اور لکھتے ہیں۔

۴۔ ربع: سیپارے کا چوتھائی حصہ۔

۵۔ نصف: آدھا سیپارہ۔

۶۔ ثلث: ایک سیپارے کا تین چوتھائی حصہ۔

۷۔ حزب: مصر و مغرب میں بجائے سیپارے کے نصف وثلث ہر جزو یعنی سیپارے کو دو حصوں پر منقسم کرتے ہیں اور ہر حصے کو حزب کہتے ہیں۔

۸۔ مقرء: قرآء اور حفاظ اپنے شاگردوں کو حفظ کرانے کے لئے حزب کے جو حصے مقرر کرتے ہیں۔

۹۔ رکوع: قرآن مجید کی ہر بڑی سورت منقسم ہے اس کے ایک حصے کو ایک رکوع کہتے ہیں۔ یعنی چند آیات کا مجموعہ۔

۱۰۔ منزل: رسول اکرم ﷺ سات دن میں قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے روزانہ دور کے لئے آپ ﷺ نے سورتیں تقسیم کر لی تھیں۔ آپ ﷺ کے روزانہ دور کو ایک حزب یا منزل کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن میں سات منزلیں ہیں۔

۱۱۔ سبع اطوال: قرآن کی سات بڑی سورتیں۔ (۱) بقرہ (۲) آل عمران (۳) النساء (۴) مائدہ (۵) انعام (۶) اعراف (۷) انفال مع توبہ۔

۱۲۔ سبع المئین: وہ سورتیں جن میں کم و بیش سو آیتیں ہیں۔ سورۃ یونس سے سورۃ فاطر تک۔

۱۳۔ سبع المثانی: سورۃ یٰسین سے سورۃ ق تک۔ مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں قصص کو دہرایا گیا ہے اور بار بار نصیحتیں کی گئی ہیں یہ سو سے کم آیات والی سورتیں ہیں۔

۱۴۔ مفصل: سورۃ ق سے آخر قرآن تک کو کہتے ہیں۔ سورۃ ق چھبیسویں سیپارے میں ثلث کے بعد ہے۔ مفصل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی علیحدہ سورتیں ہیں۔

مفصل کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ طوال مفصل: ق سے مرسلت تک۔

۲۔ ارساط مفصل: سورہ بناء سے ضحی تک۔

۳۔ قصار مفصل: الم نشرح سے ناس تک۔

۱۵۔ تعوذ و استعاذہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

۱۶۔ تسمیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷۔ صحابی: وہ لوگ جنھوں نے بحالت اسلام رسول کریم ﷺ کو دیکھا اور اسلام پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔

۱۸۔ تابعی: وہ لوگ جنھوں نے بحالت اسلام کسی صحابی کو دیکھا اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔

۱۹۔ تبع تابعین: وہ لوگ جنھوں نے بحالت اسلام کسی تابعی کو دیکھا اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔

۲۰۔ حدیث: قول و فعل و تقریر رسول کریم ﷺ حدیث کو خبر بھی کہتے ہیں۔ وحی غیر متلو اور وحی خفی بھی کہتے ہیں۔ ان کا مطلب حضور ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوتا۔ جس کو حضور ﷺ اپنی عبارت میں بیان فرماتے تھے۔

۲۱۔ تخریج: کسی حدیث کی تلاش کر کے صحیح سند نکالنا اور کسی حدیث کو مع سند ذکر کرنا۔

۲۲۔ وحی متلو یا وحی جلی: جا کے الفاظ و عبارت منجانب اللہ حضور ﷺ پر نازل ہوتے تھے۔ یہ قرآن ہے

۲۳۔ تفسیر: قرآن کی شرح ہے۔

۲۴۔ سند: راویوں کا سلسلہ صاحب واقعہ تک۔

۲۵۔ راوی: روایت بیان کرنے والا۔

۲۶۔ اصول الرایہ: وہ قواعد جن سے سند حدیث کی جانچ ہوتی ہے۔

۲۷۔ اصول روایت: وہ قواعد جن سے نفس حدیث کی جانچ ہوتی ہے۔

۲۸۔ تعدیل: راوی کے اوصاف بیان کرنا۔

۲۹۔ جرح: راوی کے نقائص بیان کرنا۔

۳۰۔ حافظ: جس کو تمام قرآن زبانی یاد ہو۔

۳۱۔ قاری: جس نے قواعد تجوید کے مطابق قرآن پڑھا ہو۔

۳۲۔ تعامل: عمل درآمد۔

۳۳۔ توارث: قدامت عمل۔

۳۴۔ مقری: پانچویں صدی ہجری تک علوم قرآن میں فن قرات، تفسیر اور علم ناسخ و منسوخ شامل تھے۔ ان علوم کے ارباب کمال کو مقری کہتے ہیں۔ مقری کا علوم دینیہ میں صاحب دستگاہ ہونا شرط تھا۔

۳۵۔ حدیث متواتر: جس کو اس قدر راویوں نے روایت کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

۳۶۔ حدیث صحیح: جس کی سند صحیح ہو اور مسلسل ہو اور اس میں کسی قسم کی علت نہ ہو۔

۳۷۔ اخبار آحاد: جو حدیث متواتر نہ ہو۔

۳۸۔ حدیث حسن: جس کے راوی حدیث صحیح کے راویوں سے صفت ضبط میں کم ہوں۔

۳۹۔ مدرج: جس حدیث کی سند یا متن میں صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہو۔

۴۰۔ مضطرب: راوی سے اس طرح تبدیلی ہوئی ہو کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو یا راوی کو سلسلہ روایت یا عبارت میں حدیث مسلسل یاد نہ رہی ہو۔

۴۱۔ موضوع: گھڑی ہوئی بات۔

۴۲۔ ضیعفہ: وہ حدیث جس کے راویوں میں کوئی راوی کم فہم یا بد حافظہ ہو۔

۴۳۔ مرفوع: وہ حدیث جس کی سند رسول کریم ﷺ پر منتہی ہو اور سب راوی ثقہ ہوں۔

۴۴۔ اثر: وہ حدیث جس میں راوی صحابی کے قول و فعل یا تقریر کو بیان کرے۔

۴۵۔ مرسل: وہ جس سے تابعی کے اوپر کا راوی ساقط ہو۔

۴۶۔ طرق: سلسلہ روایت۔

سورتوں کی وجہ تسمیہ

۱۔ سورۃ الفاتحہ: "اس کا نام الفاتحہ" اس کے مضمون کی مناسبت سے ہے۔ "فاتحہ" اس چیز کو کہتے ہیں جس کے کسی مضمون یا کتاب یا کسی شے کا افتتاح ہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ یہ نام دیباچہ اور آغاز کلام کا ہم معنی ہے۔

۲۔ سورۃ البقرہ: اس سورت کا نام "بقرہ" اس لئے ہے کہ اس میں ایک جگہ گائے کا ذکر آیا ہے، کیونکہ بقرہ کے معنی گائے کے ہیں۔

۳۔ سورۃ آل عمران: اس سورت میں ایک مقام پر "آل عمران" کا ذکر آیا ہے۔ اسی کو علامت کے طور پر اس کا نام قرار دے دیا گیا ہے۔

۴۔ سورۃ النساء: اس سورت کا نام آیت نمبر ا کے فقرہ حالا کثیرو نساء سے ماخوذ ہے، کیونکہ اس سورت میں عورتوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ سورۃ المائدہ: اس سورت کا نام پندرہویں رکوع کی آیت ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء کے لفظ مائدہ سے ماخوذ ہے۔ قرآن کی بیشتر سورتوں کے ناموں کی طرح اس نام کو بھی سورت کے موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں محض دوسری سورتوں سے ممیز

کرنے کے لئے اسے علامت کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

۶۔ سورۃ الانعام: اس سورۃ کے رکوع ۱۶ اور ۱۷ میں بعض انعام (مویشیوں) کی حرمت اور بعض کی حلت کے متعلق اہل عرب کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا نام ''الانعام'' رکھا گیا ہے۔

۷۔ سورۃ الاعراف: اس سورۃ کا نام اعراف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں آیات ۴۶، ۴۷ میں اعراف اور اصحاب کا ذکر آیا ہے گویا اسے ''سورۃ اعراف'' کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں اعراف کا ذکر ہے۔

۸۔ سورۃ انفال: اس سورت کا نام پہلی آیت کے فقرہ یسلونک عن الانفال سے ماخوذ ہے۔

۹۔ سورۃ التوبہ: یہ سورت دو ناموں سے مشہور ہے ایک تو ''التوبہ'' دوسرے البراۃ توبہ۔ اس لحاظ سے کہ اس میں ایک جگہ بعض اہل ایمان کے قصوروں کی معافی کا ذکر ہے۔ اور براۃ اس لحاظ سے کہ اس کے آغاز میں مشرکین سے بری الذمہ ہونے اعلان ہے۔

۱۰۔ سورۃ یونس: اس سورۃ کا نام حسب دستور محض علامت کے طور پر آیت ۹۸ سے لیا گیا ہے جس میں اشارتاً حضرت یونسؑ کا ذکر آیا ہے۔ سورۃ کا موضوع بحث حضرت یونسؑ کا قصہ نہیں ہے۔

۱۱۔ سورۃ ھود: اس سورت کا نام آیت نمبر ۵۰ کے فقرے والیٰ عادا خاھمُ ھُوذا سے ماخوذ ہے۔

۱۲۔ سورۃ یوسف: اس سورت کا نام آیت نمبر ۷ کے فقرہ لقد کان فی یوسف واخوتہ ایت للسائلین سے ماخوذ ہے۔

۱۳۔ سورۃ الرعد: اس سورت کا نام آیت نمبر ۱۳ کے لفظ ''الرعد'' کو قرار دیا گیا ہے۔ اس نام کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سورۃ میں بادل کی گرج کے مسئلے سے بحث کی گئی ہے۔

۱۴۔ سورۃ ابراھیم: اس سورت کا نام آیت نمبر ۳۵ کے فقرے سے ماخوذ ہے اس نام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سورۃ میں حضرت ابراہیمؑ کی سوانح عمری بیان ہوئی ہے بلکہ یہ بھی اکثر سورتوں کی طرح علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سورت جس میں ابراہیم علیہ اسلام کا ذکر آیا ہے۔

۱۵۔ سورۃ الحجر: اس سورت کا نام آیت نمبر ۸۰ کے فقرے سے ماخوذ ہے۔

۱۶۔ سورۃ النحل: اس سورت کا نام آیت نمبر ۶۸ سے ماخوذ ہے، یہ بھی محض علامت ہے نہ کوئی موضوع بحث کا عنوان۔

۱۷۔ سورۃ بنی اسرائیل: اس سورت کا نام آیت نمبر ۴ سے ماخوذ ہے مگر اس میں موضوع بحث بنی اسرائیل نہیں بلکہ یہ نام بھی اکثر قرآنی سورتوں کی طرح حرف علامت کے طور پر رکھا گیا ہے۔

۱۸۔ سورۃ الکہف: اس سورت کا نام پہلے رکوع کی دسویں آیت اذاوی الفتیۃ الی الکھف سے ماخوذ ہے، اس نام کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں کہف کا لفظ آیا ہے۔

۱۹۔ سورۃ مریم: اس سورت کا نام واذکر فی الکتب مریم سے ماخوذ ہے مراد ہے کہ وہ سورت جس

میں حضرت مریم کا ذکر آیا ہے۔

۲۰۔ سورۃ طٰہٰ: اس سورت کا نام آغاز کے حرف طٰہٰ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۲۱۔ سورۃ الانبیاء: اس سورت کا نام کسی خاص آیت سے ماخوذ نہیں ہے۔ چونکہ اس میں مسلسل بہت سے انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لئے اس کا نام ''الانبیاء'' رکھ دیا گیا۔

۲۲۔ سورۃ الحج: اس سورت کا نام چوتھے رکوع کی دوسری آیت واذن فی الناس با لحج سے ماخوذ ہے۔

۲۳۔ سورۃ المومنون: اس سورت کا نام پہلی آیت قدافلح المومنون سے ماخوذ ہے۔

۲۴۔ سورۃ النور: اس سورت کا نام پانچویں رکوع کی پہلی آیت اللہ نور السمٰوٰت والارض سے ماخوذ ہے۔

۲۵۔ سورۃ الفرقان: اس سورت کا نام پہلی آیت تبٰرك الذی نزل الفرقان سے ماخوذ ہے۔

۲۶۔ سورۃ الشعراء: اس سورت کا نام آیت ۲۲۴ والشعراءیتبعھم الغاون سے ماخوذ ہے۔

۲۷۔ سورۃ النمل: اس سورت کا نام دوسرے رکوع کی چوتھی آیت میں وادالنمل کا ذکر آیا ہے سورہ کا نام اسی سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں النمل (چیونٹی) قصہ مذکور ہے۔

۲۸۔ وقص علیہ القصص: یعنی وہ سورت جس میں القصص کا لفظ آیا ہے۔ لغت کے اعتبار سے قصص کے معنی ترتیب وار واقعات بیان کرنے کے ہے۔ اس لحاظ سے یہ لفظ باعتبار معنی بھی اس سورت کا عنوان ہوسکتا ہے کہ اس میں حضرت موسیٰؑ کا مفصل قصہ بیان ہوا ہے۔

۲۹۔ سورۃ العنکبوت: اس سورت کا نام آیت نمبر ۴۱ کے فقرہ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت سے ماخذ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سورت ہے جس میں لفظ عنکبوت (مکڑی) آیا ہے۔

۳۰۔ سورۃ الروم: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ غلبت الروم سے ماخوذ ہے۔

۳۱۔ سورۃ لقمان: اس سورت کے دوسرے رکوع میں وہ نصیحتیں نقل کی گئی ہیں جو لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ اسی مناسبت سے اس کا نام لقمان رکھا گیا ہے۔

۳۲۔ سورۃ السجدہ: اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ میں سجدہ کا جو مضمون آیا ہے اسی کو اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا ہے۔

۳۳۔ سورۃ الاحزاب: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۰ کے فقرہ یحسبون الاحزاب لم یذھبوا سے ماخوذ ہے۔

۳۴۔ سورۃ سبا: اس سورت کا نام آیت نمبر ۱۵ کے فقرہ لقد کان لسبا فی مسکنھم ایۃ سے ماخوذ ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ سورت جس میں سبا کا نام آیا ہے۔

۳۵۔ سورۃ فاطر: اس سورت کی پہلی ہی آیت کے لفظ ''فاطر'' کو اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا ہے جس کے

معنی صرف یہ ہیں کہ یہ وہ سورت ہے جس میں فاطر کا لفظ آیا ہے۔ دوسرا نام ''الملائکہ'' بھی ہے اور یہ لفظ بھی پہلی آیت ہی میں وارد ہوا ہے۔

۳۶۔ سورۃ یٰس: اس سورت کے آغاز ہی کے دو حرفوں کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۳۷۔ سورۃ الصافات: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ ''والصافات'' سے ماخوذ ہے۔

۳۸۔ سورۃ صٓ: اس سورت کا نام آغاز ہی کے حرف ص کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۳۹۔ سورۃ الزمر: اس سورت کا نام آیات نمبر ۷۱، ۷۳ روسیق الذین کفروا الیٰ جھنم زُمرًا اور وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنہ زُمرًا) سے ماخوذ ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ زمر آیا ہے۔

۴۰۔ سورۃ المومن: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۸ کے فقرے وقال رجل مومن من الا فرعون سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں اس خاص مومن کا ذکر آیا ہے۔

۴۱۔ سورۃ حٰم السجدہ: اس سورت کا نام دو لفظوں سے مرکب ہے ایک حٰم دوسرے السجدہ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس کا آغاز حٰم سے ہوتا ہے اور جس میں ایک مقام پر آیت سجدہ آتی ہے۔

۴۲۔ سورۃ الشوریٰ: اس سورت کا نام آیت نمبر ۳۸ کے فقرے وامرھم شوریٰ بینھمْ سے ماخوذ ہے۔ اس نام کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ شوریٰ آیا ہے۔

۴۳۔ سورۃ الزخرف: اس سورت کا نام آیت نمبر ۳۵ کے لفظ ''وزخرفا'' سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ زخرف آیا ہے۔

۴۴۔ سورۃ الدخان: اس سورت کا نام آیت نمبر ۱۰ یوم تاتی السماء بدُخان مُبین کے لفظ دُکان کے عنوان پر رکھا گیا ہے یعنی یہ وہ سورت ہے جس میں لفظ دُخان وارد ہوا ہے۔

۴۵۔ سورۃ الجاثیہ: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۸ کے فقرے وتریٰ کُل اُمتہ جاثیۃً سے ماخوذ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ جاثیہ آیا ہے۔

۴۶۔ سورۃ الاحقاف: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۱ کے فقرے اذانذر وقومہ بلاحقاف سے ماخوذ ہے۔

۴۷۔ سورۃ محمد ﷺ: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲ کے فقرے وامنوا بما نزل علیٰ محمد سے ماخوذ ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ سورت ہے جس میں محمد ﷺ کا اسم گرامی آیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایک اور مشہور نام قتال بھی ہے جو آیت نمبر ۲۰ کے فقرے وذکر فیھا القتالُ سے ماخوذ ہے۔

۴۸۔ سورۃ الفتح: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً سے ماخوذ ہے، یہ محض اس سورت کا نام ہی نہیں بلکہ مضمون کے لحاظ سے بھی اس کا عنوان ہے کیونکہ اس میں فتح عظیم پر کلام کیا گیا ہے جو صلح حدیبیہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو عطا فرمائی

تھی۔

۴۹۔ سورۃ الحجرات: اس سورت کا نام آیت نمبر ۴ کے جملے ان الذین ینا دونک من ورآء الحجرات اکثرھم لا یعقلون سے ماخوذ ہے۔

۵۰۔ سورۃ ق: اس سورت کا نام آغاز ہی کے حرف سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس کا افتتاح حرف ''ق'' سے ہوتا ہے۔

۵۱۔ سورۃ الذریات: اس سورت کا نام بھی پہلے ہی لفظ ''والذریات'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورت جس کی ابتداء لفظ الذاریات سے ہوتی ہے۔

۵۲۔ سورۃ الطور: اس سورت کا نام بھی پہلے ہی لفظ ''والطور'' سے ماخوذ ہے۔

۵۳۔ سورۃ النجم: اس سورت کا نام پہلے ہی لفظ ''والنجم'' سے ماخوذ ہے جو محض علامت کے طور پر اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۵۴۔ سورۃ القمر: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے فقرہ وانشق القمر سے ماخوذ ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ القمر آیا ہے۔

۵۵۔ سورۃ الرحمٰن: پہلے ہی لفظ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جو لفظ الرحمٰن سے شروع ہوتی ہے، تاہم اس نام کو سورۃ کے مضمون سے بھی گہری مناسبت ہے کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کے مظاہر و ثمرات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۵۶۔ سورۃ الواقعۃ: اس سورت کی پہلی ہی آیت کے لفظ الواقعۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۵۷۔ سورۃ الحدید: اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۵ کے فقرے وانزلنا الحدید سے ماخوذ ہے۔

۵۸۔ سورۃ المجادلۃ: اس سورت کا نام ''المجادلہ'' بھی ہے اور المجادلہ بھی، یہ نام پہلی ہی آیت کے لفظ تجادلک سے ماخوذ ہے کیونکہ سورت کے آغاز میں ان خاتون کا ذکر آیا ہے جنھوں نے اپنے شوہر کے ظہار کا قضیہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر کے بار بار اصرار کیا تھا کہ آپ ﷺ کوئی ایسی صورت بتائیں جس سے ان کی اور ان کے بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اصرار کو لفظ مجادلہ سے تعبیر کیا ہے اس لئے یہی اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ اس کو اگر مجادَلہ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے ''بحث و تکرار'' اور مجادِلہ پڑھا جائے تو معنی ہوں گے بحث و تکرار کرنیوالی''۔

۵۹۔ سورۃ الحشر: اس سورت کا نام دوسری آیت کے فقرے اخرج الذین کفروا من اھل الکتب من دیار ھم لاول الحشر سے ماخوذ ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں لفظ الحشر آیا ہے۔

۶۰۔ سورۃ الممتحنۃ: اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ میں حکم دیا گیا ہے کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور مسلمان

ہونے کا دعویٰ کریں ان کا امتحان لیا جائے۔اسی مناسبت سے اس کا نام الممتحنہ رکھا گیا ہے۔اس کا تلفظ ممتحنہ بھی کیا جاتا ہے اورم متحنہ کے بھی پہلے تلفظ کے لحاظ سے معنی ہیں۔"وہ عورت جس کا امتحان لیا جائے" دوسرے تلفظ کے لحاظ سے معنی ہیں۔" امتحان لینے والی سورۃ۔

۶۱۔ سورۃ الصف: اس سورت کا نام چوتھی آیت کے فقرے یقاتلون فی سبیلہ صفاً سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لفظ صف آیا ہے۔

۶۲۔ سورۃ الجمعۃ: اس سورت کا نام آیت نمبر ۹ کے فقرے اذانودی للصلوۃ من یوم الجمعہ سے ماخوذ ہے۔اگرچہ اس سورت میں نماز جمعہ کے احکام بھی بیان کیے گئے ہیں۔لیکن "جمعہ" بحیثیت مجموعی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح یہ نام بھی علامت ہی کے طور پر ہے۔

۶۳۔ سورۃ المنافقون: اس سورت کا نام پہلی آیت کے فقرہ اذجاءك المنافقون سے ماخوذ ہے۔یہ اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی کیونکہ اس میں منافقین ہی کے طرز عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۶۴۔ سورۃ التغابن: اس سورت کا آیت نمبر ۹ کے فقرے ذلک یوم التغابن سے ماخوذ ہے۔یعنی وہ سورت جس میں لفظ تغابن آیا ہے۔

۶۵۔ سورۃ الطلاق: اس سورت کا نام ہی الطلاق نہیں ہے بلکہ یہ اس کے مضمون کا عنون بھی ہے کیونکہ اس میں طلاق ہی کے احکام بیان ہوئے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے سورۃ النساء القصریٰ بھی کہا ہے یعنی چھوٹی سورۃ انساء۔

۶۶۔ سورۃ التحریمہ: اس کا نام بھی پہلی ہی آیت کے الفاظ لماتحرمُ سے ماخوذ ہے۔یہ بھی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ اس نام سے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ ہے جس میں تحریم کے واقعہ کا ذکر آیا ہے۔

۶۷۔ سورۃ المُلک: پہلی ہی آیت تبارك الذی بیدہ المُلک کے لفظ الملک کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۶۸۔ سورۃ القلم: اس سورت کا نام سورہ ن بھی ہے اور القلم بھی۔دونوں الفاظ سورت کے آغاز ہی میں موجود ہیں۔

۶۹۔ سورۃ الحاقۃُ: پہلے ہی لفظ الحاقۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۷۰۔ سورۃ المعارج: اس سورت کا نام آیت نمبر ۳ کے لفظ ذی المعارج سے ماخوذ ہے۔

۷۱۔ سورۃ نوحؑ: "نوحؑ" اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی۔کیونکہ اس میں اول تا آخر حضرت نوح علیہ السلام ہی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

۷۲۔ سورۃ الجن: "الجن" اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضامین کا عنوان بھی کیونکہ اس میں جنوں کے قرآن سن کر جانے اور اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۷۳۔ سورۃ المزمل: پہلی ہی آیت کے لفظ المزمل کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے یہ صرف نام ہے اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے۔

۷۴۔ سورۃ المدثر: اس سورت کی پہلی ہی آیت کے لفظ المدثر کو اس سورت کا نام دیا گیا ہے۔یہ بھی صرف نام ہے۔مضامین کا عنوان نہیں ہے۔

۷۵۔ سورۃ القیمۃ: اس سورت کا عنوان بھی پہلی ہی آیت کے لفظ القیمتہ کو قرار دیا گیا ہے اور یہ صرف نام ہی نہیں ہے بلکہ اس سورہ کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں قیامت پر ہی بحث کی گئی ہے۔

۷۶۔ سورۃ الدھر: اس سورت کا نام "الدہر" بھی ہے اور "الانسان" بھی۔دونوں نام پہلی ہی آیت کے الفاظ هل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر سے ماخوذ ہیں۔

۷۷۔ سورۃ المرسلت: پہلی ہی آیت کے لفظ والمرسلت کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۷۸۔ سورۃ النباء: اس سورت کی دوسری آیت کے فقرے عن النبا العظیم کے لفظ النبا کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے اور یہ صرف نام ہی نہیں ہے بلکہ اس سورت کے مضامین کا عنوان بھی ہے کیونکہ بنا سے مراد قیامت اور آخرت کی خبر ہے اور سورت میں اسی پر بحث کی گئی ہے۔

۷۹۔ سورۃ النازعات: اس کا نام پہلے ہی لفظ والنزعت سے ماخوذ ہے۔

۸۰۔ سورۃ عبس: پہلے ہی لفظ عبس کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۱۔ سورۃ التکویر: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ کورت سے ماخوذ ہے کورت تکویر سے صیغہ ماضی مجہول ہے جس کے معنی ہیں "لپیٹی گئی" اس نام سے مراد یہ ہے کہ وہ سورت جس میں لپیٹنے کا ذکر آیا ہے۔

۸۲۔ سورۃ الانفطار: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ انفطرت سے ماخوذ ہے انفطار مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورت ہے جس میں آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر آیا ہے۔

۸۳۔ سورۃ المطففین: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت ویل للمطففین سے ماخوذ ہے۔

۸۴۔ سورۃ الانشقاق: اس سورت کا نام بھی پہلی ہی آیت کے لفظ انشقت سے ماخوذ ہے۔ انشقاق مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔اور اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورت ہے جس میں آسمان پھٹنے کا ذکر آیا ہے۔

۸۵۔ سورۃ البروج: پہلی آیت کے لفظ البروج کو اس کا نام قرار دیا گیا۔

۸۶۔ سورۃ الطارق: پہلی ہی آیت کے لفظ الطارق کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۷۔ سورۃ الاعلیٰ: پہلی ہی آیت سبح اسم ربک الاعلیٰ کے لفظ الاعلیٰ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۸۔ سورۃ الغاشیۃ: پہلی ہی آیت کے لفظ الغاشیۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۹۔ سورۃ الفجر: پہلے ہی لفظ والفجر کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۰۔ سورۃ البلد: اس سورت کا نام بھی پہلی ہی آیت لا أقسمُ بھذا البلد کے لفظ البلد کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۱۔ سورۃ الشمس: پہلے ہی لفظ الشمس کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۲۔ سورۃ الیل: پہلے ہی لفظ والیل کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۳۔ سورۃ الضحیٰ: پہلے ہی لفظ والضحیٰ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۴۔ سورۃ الم نشرح: پہلے ہی لفظ الم نشرح کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۵۔ سورۃ التین: پہلے ہی لفظ والتین کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۶۔ سورۃ العلق: دوسری آیت کے لفظ علقٍ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۷۔ سورۃ القدر: پہلے ہی لفظ القدر کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۸۔ سورۃ البینۃ: پہلے ہی لفظ البینۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۹۔ سورۃ الزلزال: اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ زلزالہا سے ماخوذ ہے۔

۱۰۰۔ سورۃ العدیٰت: پہلے ہی لفظ والعدیٰت کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۱۔ سورۃ القارعۃ: پہلے لفظ القارعۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ صرف نام ہی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں سارا ذکر قیامت ہی کا ہے۔

۱۰۲۔ سورۃ التکاثر: پہلی آیت کے لفظ التکاثر کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۳۔ سورۃ العصر: پہلی آیت کے لفظ والعصر کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۴۔ سورۃ الھمزۃ: پہلی آیت کے لفظ ھمزۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۵۔ سورۃ الفیل: اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ اصحٰب الفیل سے ماخوذ ہے۔

۱۰۶۔ سورۃ القریش: پہلی ہی آیت کے لفظ قریش کو اس سورۃ کا نام قرار دیا ہے۔

۱۰۷۔ سورۃ الماعون: آخری آیت کے آخری لفظ الماعون کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۸۔ سورۃ الکوثر: انا اعطینک الکوثر کے لفظ الکوثر کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۹۔ سورۃ الکفرون: پہلی ہی آیت قُل یایھا الکفرون کے لفظ الکافرون کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۰۔ سورۃ النصر: پہلی آیت اذا جآء نصرُ اللہ کے لفظ نصر کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۱۔ سورۃ اللھب: پہلی آیت کے لفظ لھب کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۲۔ سورۃ الاخلاص: الاخلاص اس سورت کا محض نام ہی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے۔ کیونکہ اس میں خالص توحید بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی دوسری سورتوں میں تو بالعموم کسی ایسے لفظ کو ان کا نام قرار دیا گیا ہے جو ان میں وارد ہوا ہو لیکن اس سورت میں لفظ اخلاص کہیں وارد نہیں ہوا ہے۔ اس کو یہ نام اس کے معنی کے لحاظ سے دیا گیا ہے جو شخص بھی اس کو سمجھ کر اس کی تعلیم پر ایمان لے آئے گا وہ شرک سے خلاصی پائے گا۔

سورۃ معوذتین: اگرچہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں بجائے خود الگ الگ ہیں اور مصحف میں الگ ناموں ہی سے لکھی ہوئی ہیں، لیکن ان کے درمیان باہم اتنا گہرا تعلق ہے اور ان کے مضامین ایک دوسرے سے اتنی قریبی مناسبت رکھتے ہیں کہ ان کا ایک مشترک نام "معوذتین" (پناہ مانگنے والی دو سورتیں) رکھا گیا ہے۔ امام بیہقی نے دلائل نبوت میں لکھا ہے کہ یہ نازل بھی ایک ساتھ ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے دونوں کا مجموعی نام "معوذتین" ہے، لیکن نیچے دونوں سورتوں کے موجودہ نام رکھنے کی وجہ درج کی جاتی ہے۔

۱۱۳۔ سورۃ الفلق: پہلی ہی آیت کے لفظ الفلق کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۴۔ سورۃ الناس: پہلی ہی آیت کے لفظ الناس کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

قرآن پاک کے مقامات نزول

غار حرا

(مکہ مکرمہ سے تین میل شاہراہ عرفات پر جبل النور کی بلندیوں میں)

وہ بابرکت غار جس کی تنہائیوں میں ہادی عالم ﷺ نے بعثت سے قبل خلوت گزینی، عبادت اور غور و فکر کے کئی دور گزارے اور جس کی خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کے آخری کلام کی پہلی وحی نازل ہوئی۔

ترجمہ:

پڑھ اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا (العلق ۹۶۔ ۱تا۵)

کوہ صفا

(بیت اللہ کے سامنے وہ پہاڑی جہاں حجاج کرام "سعی" کرتے ہیں)

وہ پہاڑی جس کے دامن میں حضرت ہاجرہ اپنے لخت جگر ننھے اسماعیل (علیہ السلام) کے لیے پانی کی تلاش میں بار بار دوڑی تھیں۔ تاآنکہ انھیں حضرت اسمٰعیل کے قدموں میں زمزم کا چشمہ اُبلتا نظر آیا۔ یہ پہاڑی "اللہ کا نشان" بنی اور ہر زائر حرم کے لئے حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہاں سعی کرنا (دوڑنا) لازم قرار پایا۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:

بے شک صفا و مروہ اللہ کے نشانات ہیں۔ پس جو کوئی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان طواف کرے اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے، سو اللہ قدر دان اور جاننے والا ہے (البقرہ۲:۱۵۸)

دار ارقم

(مکہ مکرمہ میں بیت اللہ سے متصل حضرت ارقمؓ کا مکان ہے)

دعوت اسلامی کا مرکز اولین، جہاں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے اولین صحابہ جمع ہوتے تھے۔ داعی برحق سے اسلام کی تعلیم حاصل کرتے اور چھپ چھپ کر بحضور حق سجدہ ریز ہوتے۔ اس مختصر سے گھر میں حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کی شمشیر برہنہ جو خاکم بدہن داعی اسلام کو ختم کرنے کے لئے اٹھی تھی۔ یہیں آ کر جہاد حق کے لیے وقف ہو گئی۔

مسجد جن

(مکہ مکرمہ کی ایک تاریخی مسجد)

قرآن مجید کے انتیسویں پارے میں ایک مشہور سورت "الجن" ہے، جس کا نمبر ۷۲ ہے، "عامل" حضرات اس کے ورد وظیفے کرتے ہیں مگر تعلیمات قرآنی کے دلدادہ اس میں عبرت اور موعظت کے بے پایاں خزانے پاتے ہیں۔ سورۂ جن نزول کے اعتبار سے مکی سورۃ ہے اس سورۂ مبارکہ کا نزول جس مقام سے منسوب تھا وہاں مسجد جن تعمیر کر دی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

ترجمہ:

کہہ دیجئے مجھے وحی ہوئی ہے کہ جنوں میں سے کتنے ہی لوگ تھے، جنھوں نے توجہ سے بات سنی۔ پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ، سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے (الجن ۷۲:۱،۲)

مسجد قبا

(مدینہ منورہ سے چار میل دور تاریخ اسلام کی اولین مسجد)

داعی برحق ﷺ اور ان کے جان نثار صحابہؓ اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ نکل کھڑے ہوئے۔ شہر سے ایک منزل پہلے قبا کی بستی والوں نے اس خانماں برباد قافلہ کو اپنا مہمان بنایا۔ اس چند روزہ قیام میں قافلہ سالارؐ نے یہاں عبادت الٰہی کے لئے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بارے میں ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو۔

ترجمہ:

البتہ وہ مسجد اول دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے

ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (التوبہ۹:۱۰۸)

وادی بدر

(مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان)

اولین معرکہ حق و باطل کا میدان کارزار جہاں تین سو تیرہ بے سروسامان مجاہدین حق ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس کفار سے بھڑ گئے۔ فتح و نصرت الٰہی نے اہل ایمان و صبر کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس بارے میں قرآن حکیم کا بیان ہے۔

ترجمہ:

اور تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے، سو اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکرگزار ہو جاؤ (آل عمران۳:۱۲۳)

جبل اُحد

(مدینہ منورہ کے شمال میں تاریخی پہاڑ)

وہ تاریخی پہاڑ جس کے دامن میں تاریخ اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ ہوا۔ اس پہاڑ کے درمیان ایک درہ ہے، اس درہ پر مامور تیراندازوں سے صادق ﷺ کے حکم کی تعمیل میں مجتہدانہ غلطی سرزد ہوئی جس کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ دامن احد میں رحمت عالم کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ عم رسولؐ حضرت امیر حمزہ اور دوسرے متعدد صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) شمع رسالت پر قربان ہو گئے۔ دشمنوں نے افواہ اڑا دی کہ خاکم بدہن سرور کائنات شہید ہو گئے ہیں۔ اس سے ساتھیوں کے دل بیٹھنے لگے۔ ارشاد الٰہی ہوا۔

ترجمہ:

اور محمد ﷺ تو رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں وہ اگر انتقال کر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گیا اس نے اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑا۔ اور اللہ عنقریب شکرگزاروں کو جزا عطا کرے گا (آل عمران۳:۱۴۴)

مقام خندق

(مدینہ منورہ میں غزوہ احزاب والا مقام)

۵ھ میں قریش مکہ اور کفار عرب کے متحدہ عساکر چاروں طرف سے جمع ہوئے، اس طوفانی حملے کو روکنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ مل کر بیس دن کی قلیل مدت میں مدینہ منورہ کے گرد وسیع و عریض خندق کھودی، کم و بیش بیس دن کفار کا محاصرہ جاری رہا، صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر بڑی پامردی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن مجید میں اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں ہوئی ہے۔

ترجمہ:

اور جب مومنوں نے (کفار عرب کے) لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے۔ یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور

اس کے رسول نے کیا تھا اور سچ کر دکھایا۔ اللہ اور اس کے رسول اور ان کے اندر یقین و جذبہ اطاعت اور بڑھ گیا (الاحزاب ۳۳:۲۲)

مسجد قبلتین

(مدینہ منورہ)

مکی زندگی میں ۱۳ سال اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بھی ۱۴ ماہ تک نمازیں قبلہ اول کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی تھیں۔ رجب ۲ھ میں ''مسجد قبلتین'' کے اندر عین دوران نماز مسجد اقصیٰ کے بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ سب کے رُخ قیامت تک کے لئے خانہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

ترجمہ:

سو اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور تم جہاں کہیں ہو اپنا رُخ اس کی طرف پھیر لیا کرو (البقرۃ ۲:۱۴۴)

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ

(مدینہ منورہ۔ جبل اُحد کے دامن میں)

۳ھ میں کفر و اسلام کی دوسری آویزش احد کے دامن میں ہوئی۔ اس معرکہ میں عم رسول سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے جام شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ غم بڑا غم تھا۔ جس کی طرف کلام اللہ نے یوں ارشاد کیا۔

ترجمہ:

(احد کے معرکہ میں) اگر تمہیں زخم لگا ہے تو (اس سے قبل میدان بدر میں) انھیں بھی ایسا ہی زخم کاری لگ چکا ہے اور ہم اس سلسلہ ایام کو لوگوں میں باری باری گردش دیتے رہتے ہیں (آل عمران ۳:۱۴۰)

(دامن کوہ میں بائیں جانب شہدائے اُحد مدفون ہیں اور دائیں طرف حضرت امیر حمزہؓ کی آخری آرام گاہ ہے اور مسجد سیدنا امیر حمزہؓ)

وادی عرفات

(مقام حج۔ جبل الرحمت کی وادی)

اس مقدس وادی میں حج کے دن ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کو خدائے واحد کے پرستار آتے ہیں۔ مشرق و مغرب سے، شمال و جنوب سے، دور دراز سے آتے ہیں۔ کالے، گورے، سرخ و سفید، ہر رنگ اور ہر نسل کے مرد و زن، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حاضر ہوتے ہیں۔ یہ جواب ہے اس پکار کا جو تقریباً پانچ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم جد الانبیاء کی زبان سے بلند ہوئی تھی۔

ترجمہ:

اور لوگوں کے درمیان حج کے لئے منادی کر دے کہ تیری طرف آئیں پیدل چل کر، دبلے پتلے اونٹوں پر سوار ہو کر، دور دراز کی راہوں سے (الحج ۲۲:۲۷)

مشعر الحرام

(مزدلفہ کی وادی میں)

مقامات حج میں سرفروشان وادی عشق کی ایک مختصر منزل جہاں دو چادروں کے احرام میں لپٹے ہوئے پرستاران حق میدان عرفات سے واپسی پر ۹، ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں مختصر قیام کرتے ہیں اور اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں کہ۔

ترجمہ:

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو ''مشعر الحرام'' کے نزدیک۔ اور اللہ کو یاد کرو جیسے تمہیں سکھایا ہے (البقرہ ۲:۱۹۸)

وادی منیٰ

(قافلہ حجاج کی پہلی اور آخری منزل)

عرفات جاتے ہوئے ایک دن کے لئے اور واپسی پر ۱۰ سے ۱۲ ذوالحجہ تک اہل ایمان کے قافلے اس وسیع و عریض وادی میں فروکش رہتے ہیں۔ یہیں ''رمی جمرات'' کرتے ہیں، جسے عرف عام میں شیطان پر کنکریاں مارنا کہا جاتا ہے۔ یہیں سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنے کے لئے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ جس کا حکم کتاب الٰہی میں یوں آیا ہے۔

ترجمہ:

ان ایام میں اللہ کا نام لیں۔ ان جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ سو ان میں سے خود بھی کھائیں اور محتاجوں کو بھی کھلائیں (الحج ۲۲:۲۸)

مسجد فتح

(مقام غزوہ خندق۔ مدینہ منورہ)

غزوہ خندق کے موقع پر کفار کا محاصرہ بیس دن جاری رہا۔ یہ طویل عرصہ صحابہ کرامؓ نے شب و روز کفار کے متوقع حملے اور خندق کی حفاظت میں گزارا۔ اس دوران جہاں جہاں نمازیں ادا کی گئیں وہاں خندق کے ساتھ ساتھ مساجد بن گئیں جو ''مساجد فتح'' کے نام سے موسوم ہیں۔

قرآن مجید کے پارہ ۲۱، ۲۲ کی مشہور سورۃ نمبر ۳۳ ''الاحزاب'' اس غزوہ سے منسوب ہے۔

بیعت رضوان

۶ھ میں رحمۃ للعالمین ﷺ صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ دو منزل پہلے ہی حدیبیہ کے مقام پر کفار نے ان کا راستہ روک لیا۔ صلح کی گفت وشنید کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر گئے کہ ان کی شہادت کی افواہ اڑ گئی۔ اس موقع پر صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے انتقام کیلئے حضورؐ کے دست مبارک پر بیعت کی جسے ''بیعت رضوان'' کہا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے

ترجمہ:

''بے شک درخت کے نیچے جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (الفتح ۴۸:۱۰)

مسجد اقصیٰ

(فلسطین کے شہر بیت المقدس میں)

مسلمانوں کا قبلہ اول۔ بہت سے جلیل القدر انبیاء حضرت موسیٰؑ، داؤد اور سلیمان علیہم السلام کی یادگار۔ نبی اکرم ﷺ کے سفر معراج کی پہلی منزل اور نشانات خداوندی کا مرکز جس کے بارے میں خالق ارض وسمانے فرمایا۔

ترجمہ:

''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات سیر کرائی، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھادیں، بے شک وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے (بنی اسرائیل ۱۷:۱)

مدائن صالح

(قوم ثمود کے آثار)

مدائن کا وہ تاریخی کنواں جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی نے پانی پیا تھا اس اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے ''ناقۃ اللہ'' کا نام دیا اور اپنا نشان قرار دیا۔ اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ:

ترجمہ:

''سو ان سے اللہ کے نبی نے کہا۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے، اور یہ اس کے پانی پینے کی باری ہے۔

الطور

(ارض مقدس کا تاریخی پہاڑ سینا)

اس بابرکت پہاڑ کو الطور، جبل الطور، طور سینا کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کلام اللہ میں اسے طور ایمن بھی کہا گیا ہے (سورہ طٰہٰ ۲۰:۸۰) اور اس کی وادی کو وادی الایمن کا بھی نام دیا گیا ہے (سورۃ القصص ۲۸:۳۰)

موسیٰ علیہ السلام نے یہاں جلوۂ خداوندی دیکھا اللہ جل شانہ سے ہمکلامی کی اور یہیں انھوں نے یہ پُر جلال تقریر سُنی۔

ترجمہ:

بے شک میں تیرا رب ہوں۔ اپنی جوتیاں اتار دے۔ تو طویٰ کی وادی میں ہے

(سورۃ طٰہٰ ۲۰:۱۲)

یہیں سے فرعون کے سامنے جا کر کلمہ حق کہنے کا فرمان ملا اور دو مبین معجزات عطا کیے گئے۔

جبل زیتون

ارض مقدس فلسطین کا مشہور پہاڑ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مولد سے قریب ہے یہیں ان کے شب وروز گزرے۔ ان کے اکثر مواعظ میں کوہ زیتون کا ذکر آتا ہے۔ قرآن مجید میں اس نام سے ایک مستقل سورۃ ''والتین'' ہے

ترجمہ:

قسم ہے تین، زیتون، طور سینا اور اس شہر امن کی (والتین ۹۵:۱)

مدین کا کنواں

شہر مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا مسکن تھا۔ مصر میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں غیر ارادی طور پر ایک شخص قتل ہو گیا تو وہ اپنا وطن چھوڑ کر اس طرف آ گئے۔ سب سے پہلے وہ اس کنویں پر پہنچے۔ قرآن مجید نے اس واقعے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

ترجمہ:

اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے دیکھا ان کے درے اس نے دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریاں روکے کھڑی تھیں۔

(سورۃ القصص ۲۸:۲۳)

یہیں سے وہ حضرت شعیب علیہ السلام کے خانوادے سے منسلک ہوئے۔

حضرت مسیح یہود کی عدالت میں

بیت المقدس کی وہ ''عدالت'' جس میں یہود کی ایک جیوری نے نقیب امن حضرت مسیح علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) ''مجرم'' قرار دیا اور مصلوب کرنے کا حکم جاری کیا۔ مگر وہ اپنے عزائم پورے نہ کر سکے۔ قرآن مجید نے اعلان کیا ہے۔

ترجمہ:

اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا (النساء ۴:۱۵۷)

حضرت مسیح بیت المقدس کی گلیوں میں۔

بیت المقدس کی وہ گلی جس کے باب میں کہا جاتا ہے کہ یہودی انھیں اس راہ سے صلیب پر چڑھانے کے لئے لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا۔

ترجمہ:

اور انہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ اسے سولی پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا (یعنی وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے) اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس کوئی یقینی خبر نہیں۔ وہ تو صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور انھوں نے بالیقین اسے قتل نہیں کیا۔ (سورۃ النساء ۱۵۷:۴)

مشہور تفاسیر

ا۔ تفسیر ماثور

تفسیر ماثور اس تفسیر کو کہا جاتا ہے جس میں قرآن پاک کے الفاظ اور آیات کے معنی کے تعین میں اصل انحصار حدیث رسول اللہ ﷺ اور آثار صحابہ پر کیا جاتا ہے اس سلسلے کے چند اہم تفاسیر یہ ہیں۔

تفسیر حضرت ابن عباسؓ (مفسر حضرت ابن عباسؓ)

حضرت ابن عباسؓ کی شخصیت وہ تھی جن کے لئے علم قرآن اور تفقہ فی الدین کی دعا حضور ﷺ نے کی تھی، کئی صحابہ اور بے شمار تابعین نے ان سے استفادہ کیا۔ اور امت مسلمہ ان کو "ترجمان القرآن" کے نام سے یاد کرتی ہے۔ وہ قرآنی علوم و معارف کا وافر ذخیرہ رکھتے تھے۔

- امام احمد بن حنبلؒ کے مطابق مصر میں ان کی روایات کا ایک مستند ترین صحیفہ موجود ہے اور بقول بعض محدثین امام بخاری نے کتاب التفسیر میں اس صحیفے پر اعتماد کیا ہے۔ تمام متداول تفاسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیری اقوال کثرت سے ملتے ہیں۔

اس وقت پیش نظر کتاب "تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس" ہے جسے ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی نے جمع کیا ہے۔ یہ مفہوم کے اعتبار سے اس قدر بھاری ہے کہ تمام تفسیری ابحاث فقہی اور کلامی مباحث اور اعتقادی بحثوں میں مدار حجت ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں سے علوم قرآن کے موضوع پر حجت مانے گئے ہیں۔ انھوں نے سب سے پہلے قرآنی مطالب پر اشعار جاہلیت اور اسلیب کلام عرب سے استدلال کیا اور قرآن پر غور و فکر کی بنیاد رکھی۔

تفسیر طبری

اس کا نام "جامع البیان عن تاویل القرآن" ہے اور ابو جعفر بن جریر طبری (۲۲۴۔۳۱۰) کی تصنیف ہے۔

اور یہ ہمارے موجودہ تفسیری سرمائے کا ماخذ اول ہے۔ طبری کی یہ کتاب تفسیر قرآن کا قدیم ترین اور جامع ترین ذخیرہ ہے۔ علماء نے تسلیم کیا ہے کہ ان کی تفسیر کی کوئی نظیر آج تک نہیں پائی گئی۔

تفسیر ابن کثیر

یہ حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن الخطیب (۷۰۵۔۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے اصل نام "تفسیر القرآن العظیم" ہے اور تفاسیر ماثورہ میں سے صحیح ترین تفسیر ہے۔ صحابہؓ تابعین کی تمام صحیح روایات اور آثار نقل کی ہیں اور احادیث کی نقل میں صحت اور سند کا خیال رکھا ہے۔ فقہی اختلافات کے موقع پر مختلف مذاہب کی تفصیل دی ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ انداز بیان دل نشین ہے۔ عبارت بالکل سادہ ہے۔ عربی سے بقدر ضرورت واقفیت ہو تو بڑی سہولت سے اس سے براہ راست استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

کلامی تفاسیر یا تفسیر بالرائے

یہ وہ تفاسیر ہیں جن میں کلامی نقطہ نظر کو غلبہ حاصل رہا ہے اور جن میں عقلی دلائل کے ذریعے قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

انوار التنزیل (اسرار التاویل)

یہ علامہ ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی کی تصنیف ہے۔ یہ نہایت مشہور اور متداول کتاب ہے اور عرصہ دراز سے پورے عالم اسلام کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اردو میں بھی اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ ادبی تلمیح کے طور پر اسکا نام آتا ہے۔

التفسیر الکبیر

یہ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین الملقب بہ فخر الرازی کی تصنیف ہے۔ کتاب تیس حصوں میں ہے تفسیر کا اصل نام "مفاتیح الغیب" ہے تفسیر میں کلامی بحثوں میں معتزلہ کی تردید مضامین فلسفہ، مباحث ریاضی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اس تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں سوال و جواب کی شکل میں اور مسائل کی شکل میں مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن عربی

کہا جاتا ہے کہ یہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے اور اس مفروضے پر لکھی گئی ہے کہ قرآن مجید کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو ظاہری ہے اور ایک مفہوم باطنی ہے۔

کشاف

یہ محمود بن عمر جار اللہ متوفی ۵۳۸ھ کی تصنیف ہے۔ کتاب کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم کے

اسلوب بیان، فصاحت و بلاغت اور ادبی پہلو پر خاص کام کیا گیا ہے۔ اس پہلو سے اس کا معیار اتنا بلند ہے کہ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس معیار کا کوئی کام کیا گیا۔ تمام مفسرین نے اس کی خوبی کو تسلیم کیا ہے۔

فقہی تفاسیر

اس نوع کی تفاسیر میں اصل اہمیت استنباط احکام کو دی گئی ہے تاکہ قرآن کا ضابطہ قانون پوری تفصیل کے ساتھ سامنے آجائے۔

احکام القرآن

یہ کتاب احمد بن علی رازی مشہور ابوبکر جصاص کی تصنیف ہے۔ یہ تفسیر فقہی آیات کی تفسیر ہے جو سورتوں کی ترتیب ہی سے لکھی گئی ہے علمی اور فقہی اختلافات پر مجتہدانہ بحث کی گئی ہے اور حنفی مسلک کی وضاحت اور وکالت کی گئی ہے۔

احکام القرآن

ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن عربی کی تصنیف ہے۔ آیات اور سورتوں کی موجودہ ترتیب قرآن کے مطابق تشریح کی گئی ہے اور ان تمام اختلافات کو لیا ہے جو احکام کے بارے میں آئمہ کے مسلکوں کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

التفسیرات الاحمدیہ

کتاب کا پورا نام ''التفسیرات الاحمدیہ فی آیات الشرعیہ'' ہے یہ شیخ احمد ملاجیون متوفی ۱۱۳۰ھ کی تصنیف ہے قرآن کریم کی صرف ان آیات کی تفسیر کی گئی ہے جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ مصنف ہندوستان میں احناف کے مشہور علماء میں سے گزرے ہیں۔

جامع تفسیر

اس عنوان کے تحت ان تفاسیر کا ذکر کیا جا رہا ہے جو کسی محدود فنی نقطہ نظر سے نہیں لکھی گئی ہیں بلکہ علوم القرآن کے تقریباً تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔

تفسیر قرطبی

یہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی کی تصنیف ہے اور پورا نام ''الجامع الاحکام القرآن'' ہے۔ مصنف نے تمام تفسیری مباحث کو لیا ہے۔ البتہ تاریخی واقعات کی تفصیلات کا ذکر کرنے کے بجائے انھوں نے احکام القرآن کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔

رُوح المعانی

مصنفہ علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، یہ تیس پاروں کی تفسیر تیس اجزاء میں کی گئی ہے اور دس ضخیم جلدوں میں ہے۔ علامہ موصوف نے فقہ، کلام، تصوف اور عقائد ہر لحاظ سے کلام کیا ہے۔ یہ متقدمین کی طرز پر لکھی ہوئی تفاسیر کا آخری

نمونہ ہے۔

زمانہ حال کی عربی تفاسیر

اب ان تفاسیر کا تعارف کرایا جاتا ہے جو دورِ حاضر کے معاشرتی اور عمرانی حالات کے پس منظر میں لکھی گئی ہیں اور جن میں فکر جدید کے چیلنج کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

تفسیر المنار

یہ تفسیر علامہ رشید رضا کی مرتب کردہ ہے۔ ان کے استاد مفتی محمد عبدہ درس قرآن کے سلسلے میں جو بولتے اور تفسیر بیان کرتے تھے، رشید رضا لکھتے جاتے یا املا کرتے جاتے تھے اس وجہ سے یہ اصلاً مفتی عبدہ کی تصنیف ہے۔ انھوں نے صحیح روایات، عقلی دلائل، حکمت تشریع اور کائنات میں قانون قدرت جیسے موضوعات کو لیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید ہر دور کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ مصنف نے دوران تفسیر بڑی دلسوزی سے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا قرآنی تعلیمات سے تقابل کیا ہے۔

یہ تفسیر دراصل تحریک احیائے اسلام کی طویل کڑیوں میں سے اہم کڑی ہے۔ اور دورِ حاضر کے مسائل اور علوم کو سامنے رکھ کر راہ اعتدال کو اختیار کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر صرف سورہ یوسف تک لکھی جا سکی۔

تفسیر الجواہر

یہ زمانہ حال کے عالم علامہ طنطاوی جوہری کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اپنی اس تفسیر میں عام تفسیری مباحث کو مختصراً لیا ہے اور ایسے مسائل پر جو زمانہ حاضر سے تعلق رکھتے ہیں تفصیلاً بحث کی ہے، لیکن انھوں نے پوری ذہنی طاقت زمانہ حاضر کے ترقی یافتہ سائنسی علوم پر صرف کی ہے۔ انسانی جسم اس کی ساخت اور باریکیوں، نباتات، ان کی مختلف اقسام اور سائنس کے دوسرے شعبوں کی بنیادی معلومات کو انھوں نے تفسیر میں لکھ دیا ہے۔

مصنف کی کاوش کا یہ فائدہ ہے کہ پرانی درس گاہوں کے تعلیم یافتہ علماء کے سامنے جدید علوم کے خاکے آجاتے ہیں۔

فی ظلال القرآن

یہ شہید اسلام سید قطب کی تفسیر ہے۔ سید قطب ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ اخوان تحریک سے متاثر ہوئے۔ اس دوران میں پاکستان کے مفکر اسلام سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کا لٹریچر عربی میں شائع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ مولانا مودودی مرحوم اور سید قطب کے افکار میں بڑی مماثلت ہے۔ ان دونوں کا نقطہ نظر دعوتی اور تحریکی ہے۔ پوری کتاب تیس حصوں اور آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔

اس تفسیر کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ سراسر دعوت عمل ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے سے اسلام اور ایمان ٹپکا پڑتا ہے۔ پوری کتاب میں تجدد پسندی، سقیم تاویلات اور معذرت خواہانہ انداز بیان کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور جدید تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود وہ مغرب کے مادی تصور حیات کے سخت دشمن ہیں اور دل نشین انداز میں دنیا کی

بے ثباتی بیان فرماتے ہیں۔ کتاب کا اسلوب بیان، طرز ترتیب اور نقطہ نظر بالکل نیا ہے اور اس کے بارے میں انھوں نے سابقہ مفسرین میں سے کسی کی تقلید نہیں کی۔

اُردو کی چند مشہور تفاسیر

تفسیر حقانی

تفسیر کا اصل نام فتح المنان ہے اور تفسیر حقانی کے نام سے مشہور ہے۔

پچھلی صدی کی ابتداء میں ایک طرف عیسائیوں نے قرآن اور اسلام کے خلاف زہریلا پروپگینڈہ شروع کر دیا تھا اور دوسری طرف سائنسی ترقیوں سے مرعوب ہو کر بعض لوگوں کا خیال ہو گیا تھا کہ قرآن کی بعض تعلیمات سائنس کے خلاف ہیں۔ مصنف نے بڑی عرق ریزی سے پوری تفسیر میں عیسائیوں کے افکار کی تردید کی ہے اور ان کے شبہات کا جواب دیا ہے اور دوسری طرف ناقابل تردید عقلی اصول قائم کر کے یہ بتایا ہے کہ قرآن کی کوئی تعلیم سائنس اور علم کے خلاف نہیں ہے جو اٹل ہو۔ اس لئے قرآن کو سائنسی افکار کے پیش نظر نہیں بدلا جا سکتا۔

مصنف نے ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں اسلام کے بنیادی افکار کی وضاحت کی ہے اور تجدد پسندوں کے خیالات کا رد کیا۔ اور اس میں ان تمام علوم کا مختصراً تذکرہ کیا ہے جو قرآن کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ اس تفسیر میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو عام تفاسیر میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً تحقیق لغوی، ترکیب نحوی، اسباب نزول، فقہی اختلافات کی تشریحات وغیرہ اس کا شمار اردو کی درجہ اول تفاسیر میں ہوتا ہے اور اردو زبان کی اسے ایک جامع تفسیر کہا جا سکتا ہے۔

بیان القرآن

یہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کا مشہور ترجمہ اور تفسیر ہے۔ کتاب میں تشریح لغات، فصاحت و بلاغت کے نکات اور تصوف و سلوک کے اسرار و رموز بھی آ گئے ہیں جنہوں نے کتاب کو بہت مفید بنا دیا ہے اور خواص و عوام دونوں کے لئے کتاب بہت مفید ہو گئی ہے۔

ترجمان القرآن

یہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی تفسیر ہے۔ مولانا کا خیال یہ تھا کہ وہ قرآن کی تین خدمات انجام دیں گے۔ ایک نہایت آسان اور عام فہم ترجمہ، دوسرے اوسط ذہن کے لوگوں کیلئے مختصر توضیحی اشارے جن میں اہم اور ضروری نکات کی وضاحت کر دی جائے لیکن بات کو وضاحت و طوالت سے بیان نہ کیا جائے اور تیسرے قرآن کی تفسیر اہل علم کے لئے زمانہ حال کے مسائل اور افکار کو سامنے رکھ کر بحیثیت مجموعی یہ تفسیر جدید ذہن کے لئے بڑی اپیل رکھتی ہے۔

تفسیر ماجدی

یہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی تفسیر ہے جس میں قرآن مجید کی آیات پر مختصر حواشی ہیں۔ کتاب میں تقریباً ہر

آیت پر مستند ترین کتب تفسیر سے تفسیری اختصار اور سلیقے سے نقل کر دیئے گئے ہیں۔ جو لوگ مبسوط کتابوں کو نہیں دیکھ سکتے وہ بھی مختلف مفسرین کی بصیرت افروز آراء ان حاشیوں میں پڑھ سکتے ہیں۔

مجموعہ تفاسیر فراہی

یہ مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر ہے جو مختلف سورتوں کی تفاسیر پر مشتمل ہے انھوں نے آیت بسم اللہ اور چودہ سورتوں کی تفسیر عربی میں کی تھی، جو شائع ہو چکی ہے۔ ان کا اردو ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے بڑے دل نشین انداز میں کیا ہے۔ تفسیر کا انداز عالمانہ اور فلسفیانہ ہے چونکہ انھوں نے آیات کی ترتیب اور ربط پر خاص توجہ دی ہے۔ اس لئے اس کا نام "نظام القرآن" رکھا ہے۔

ابتداء میں انھوں نے ایک مختصر مقدمے میں شان نزول تفسیر کے خبری ماخذ، لسانی ماخذ اور کتب سماوی جیسے موضوعات پر بحث کی ہے اور پھر ان امور پر بحث کی ہے جو اس تفسیر کا محور ہیں، مثلاً سورتوں کی مقدار، اجزائے نظام قرآن، سورتوں کے نام اور عمود اور کیفیت نزول، اگر یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو غالباً پورے اسلامی لٹریچر میں اس کا ایک ممتاز مقام ہوتا۔

تفہیم القرآن

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ تفسیر ان کی عمر بھر کی محنت کا حاصل ہے۔ اس کا آغاز اس غرض کے پیش نظر کیا گیا تھا کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کو سادہ زبان اور جدید انداز بیان کے مطابق قرآنی مطالب سمجھانے کی کوشش کیجائے لیکن جوں جوں تفسیر آگے بڑھتی گئی اس نے عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ عملی رنگ اختیار کر لیا اور "تفہیم" کی یہ کوشش ایک مکمل تفسیر بن گئی۔ اس کی خصوصیات یہ ہیں۔

الف:

قرآنی مطالب کی عام فہم زبان میں ترجمانی کرتے ہوئے اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ پڑھنے کے بعد انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ فی الواقع یہ کلام خداوندی ہے۔

ب:

یہ بتایا گیا ہے کہ قرآنی تعلیمات ہمیشہ کے لئے نہ صرف یہ کہ قابل عمل ہیں بلکہ تمام نظام ہائے حیات سے ایک برتر ضابطہ زندگی پیش کرتی ہیں۔

ج:

قرآن اور دوسری سماوی کتابوں کی تعلیمات کا تقابل کیا گیا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کہاں کہاں سابقہ کتب کے اندر تحریف کی گئی ہے۔

د:

قرآن کریم کے تاریخی واقعات، مقامات اور اقوام کو تاریخی کتابوں، نقشوں اور انسان کے تہذیبی ادوار کے

ذریعے واضح کیا گیا ہے اور غالباً عالمی اسلامی لٹریچر میں پہلا کام ہے کہ آثار قدیمہ کی جدید و قدیم معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

متن قرآن کے بعد ترجمانی کی شکل میں ایسا رواں ترجمہ کیا گیا ہے جسے آدمی چاہے تو الگ سے مسلسل پڑھ کر غور و خوض کرسکتا ہے اور اس کے بعد نیچے کے تیسرے کالم میں تشریحی حواشی ہیں۔ تفسیر کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ وہ دنیا کی تقریباً ہر لائبریری کی زینت ہے۔

حیات طیبہ

ولادت باسعادت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ موسم بہار کے دوران دوشنبہ کے روز دنیا میں تشریف لائے۔ عام طور پر اس روز اسلامی مہینوں کے حوالے سے 12 ربیع الاول کی تاریخ روایت کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں مقام سوق الیل کے ایک مکان میں ہوئی۔ پیدائش کے وقت آپ ﷺ کی دایہ حضرت عبدالرحمان بن عوف کی والدہ ماجدہ شفا تھیں۔ آپ ﷺ کے دادا سردار مکہ عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا۔
آنحضرت کا عقیقہ مبارک آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے ادا کیا۔ آپؐ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔

خولہ بنت منذر، ابولہب کی کنیز ثوبیہ، خولہ بنت منذر، ام ایمن، قبیلہ عواتک کی تین خواتین اور حضرت حلیمہؓ نے آپ کو اپنا دودھ پلایا۔

اہل عرب:

رسول اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت عربوں میں کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی، کوئی قانون نہ تھا، جس کا ماننا سب قبائل کے لئے ضروری ہو۔ ہر قبیلہ آزاد تھا، کوئی پولیس نہ تھی، دفاع کے لئے کوئی فوج نہ تھی۔ بڑی حکومتوں کے لئے کوئی جاذبیت نہ تھی۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تمام آبادی مختلف قبائل میں بٹی ہوئی تھی۔ ہر قبیلہ آپنے سردار کے ماتحت آزاد تھا۔ سردار کا انتخاب عمر، تجربہ، فہم و فراست، سخاوت، شجاعت کی بناء پر ہوتا تھا۔ قبیلہ کا سردار جملہ مفادات کی نگرانی کرتا تھا۔ لڑائی کے موقعہ پر قبیلہ کے افراد کا کمانڈر ہوتا تھا۔ مال غنیمت سے ایک خاص حصہ لیتا تھا۔ باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرتا تھا۔

عربوں کے ہاں کوئی حقوق و فرائض متعین نہ تھے، انسانیت کا احترام نہ تھا، قبائل عموماً آپس میں برسر پیکار رہتے۔ معمولی باتوں سے جھگڑوں کی ابتداء ہوتی اور لڑائی پشتوں تک جاری رہتی۔ کوئی کسی کی چراگاہ پر قبضہ کرتا، کوئی پانی کی جگہ پر قبضہ کر لیتا۔ اس طرح بسوس، داحس وغبرا اور فجار مشہور لڑائیاں ہیں، اس لئے عربوں میں امن و امان نہ تھا، بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کا سلسلہ جاری تھا، لوگ زیادہ تر غریب تھے۔

عرب میں مذاہب

عرب سرزمین میں حضرت ابراہیم نے توحید الٰہی کا صور پھونکا اور مکہ معظمہ میں خدا کا پہلا گھر تعمیر کیا۔ لیکن اس کا اثر لوگوں کے دلوں سے محو ہو گیا۔ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بڑے خدا کی خوشی کے حصول کے لئے چھوٹے چھوٹے خداؤں کو خوش کرنا ضروری ہے۔ اس لئے وہ بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے منتیں مانتے تھے، قربانیاں دیتے تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ انہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔

بت پرستی کے علاوہ عرب درختوں اور جانوروں کی پوجا بھی کرتے تھے، بڑے بڑے درختوں کو مقدس مانتے تھے اور ان سے مراد مانگتے تھے، ان کے پاس قربانیاں کرتے تھے تاکہ ان کی مراد حاصل ہو جائے، عربوں میں کچھ افراد ایسے بھی تھے جو جنوں کو پوجا کرتے تھے اور ان کی بستیاں تصور کرتے تھے اور وہاں داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار لیتے تھے عربوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتا تھا۔ اور کچھ چاند ستاروں کی پرستش کرتے تھے کہ یہ بھی خدا ہیں۔ اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

ملک عرب کی آبادی دو حصوں میں منقسم تھی۔ (۱) حضری (۲) بدوی۔

(۱) حضری وہ لوگ تھے جو شہروں میں رہتے تھے ان کی اقتصادی حالت بدویوں سے بہتر تھی۔

(۲) بدوی آبادی خانہ بدوش تھی کہ لوگ خیموں میں رہتے تھے اور جہاں پانی اور چراگاہیں نظر آتیں وہیں رہنا شروع کر دیتے۔

ذرائع اسلام کے آنے سے پہلے عربوں کے مندرجہ ذیل زرائع آمدنی تھے۔

(۱) امیر لوگ یمن، شام اور عراق سے تجارت کرتے تھے اور اس منافع پر گزر اوقات کرتے تھے۔

(۲) شہروں کے لوگوں کے پاس زمینیں بھی تھیں جہاں سے انہیں پھل حاصل ہوتے تھے۔

(۳) بدوی لوگ اپنے جانوروں کو فروخت کرتے تھے اور اشیائے خوردنی اور کپڑا وغیرہ خریدتے تھے۔

(۴) جن لوگوں کے پاس روپیہ زیادہ ہوتا وہ دوسروں کو دیتے اور ان سے سود لیتے تھے۔

(۵) قافلوں کو لوٹتے تھے اور راہزنی کرتے تھے۔ یہ بھی ذریعہ آمدنی تھا۔

(۶) چوری عربوں میں عام تھی اور اکثر لوگوں کا پیشہ چوری تھا۔

(۷) عربوں کا ایک ذریعہ آمدنی قمار بازی تھا۔ جوا کھیلتے تھے اور رقم جیتتے تھے۔

عربوں کی اخلاقی حالت

اسلام سے قبل عرب معاشرے میں بہت سی اخلاقی اور معاشرتی برائیاں مروج تھیں جن میں سے قابل ذکر درج ذیل ہیں۔

(۱) عربوں میں شراب خوری عام تھی، ہر گھر میکدہ بنا ہوا تھا۔ اس کا پینا برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔

(۲) عربوں میں جوا کھیلنا باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ لوگ آپنی بیویاں اور اولاد بھی ہار جاتے تھے۔

(۳) سفاکی اور بے رحمی بہت زیادہ تھی۔ زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ لیتے۔ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیتے تھے۔

(۴) عربوں میں زنا اور فسق و فجور عام تھا۔ فاحشہ عورتیں گھروں کے سامنے جھنڈیاں لگا کر بیٹھی ہوتیں۔

(۵) شرم و حیا سے واقف نہ تھے۔ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ ننگے نہاتے تھے۔

(۶) سود خوری عربوں کی گھٹی میں پڑ چکی تھی اور پیسہ والا ہر شخص سود کھاتا تھا۔

(۷) لوٹ مار، چوری، راہزنی اور ڈاکہ ڈالنا بہادری کے کام تھے۔

(۸) عورتوں پر ظلم ہوتا تھا۔ نکاح و طلاق کی کوئی قید نہ تھی۔

(۹) حلال حرام کی تمیز نہ تھی، مردار کھا جاتے تھے۔ غلامی کا رواج تھا۔ انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا بچپن

والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اور دادا عبدالمطلب کی وفات

چھ برس کی عمر حضرت آمنہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں۔ مقام ابوا پر آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا، تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو اپنی گود میں لے لیا۔ لیکن دو سال کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

حضرت ابو طالب کی کفالت اور سفر شام

حضرت ابو طالب آپ ﷺ کے چچا تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بھی عزیز رکھا، تجارت کرتے تھے۔ حضور پاک ﷺ جب بارہ برس کے ہوئے تو چچا کے ساتھ سفر پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب یہ قافلہ بصرہ میں پہنچا تو بحیرا نامی ایک عیسائی راہب نے آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر پیشگوئی کی کہ آپ ﷺ سید المرسلین ہوں گے۔

حرب فجار اور حلف الفضول

قریش اور قیس کے قبائل میں جنگ چھڑ گئی، یہ مقدس مہینوں میں لڑی گئی اور حضور پاک ﷺ نے قریش کی طرف سے شرکت کی۔ عربوں میں ہر وقت خانہ جنگی ہوتی رہتی تھی۔ حضور ﷺ کے چچا زبیر کی تحریک سے بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم نے مل کر معاہدہ کیا کہ وہ جنگ نہیں کریں گے۔ غریبوں اور مظلوموں کی مدد کریں گے۔ حضور ﷺ نے اس معاہدہ میں شرکت کی۔

حضرت خدیجہؓ سے شادی

جوان ہو کر حضور ﷺ نے تجارت کا پیشہ اپنایا۔ حسن معاملہ کی شہرت پورے مکہ میں پھیل گئی۔ صادق و امین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حضرت خدیجہؓ شریف النفس، پاکیزہ اخلاق اور بلند کردار کی مالک تھیں حضور ﷺ کی دیانت داری سن کر اپنا مال حضور پاک ﷺ کو تجارت کے لئے دیا۔ اور دوسروں سے دوگنا معاوضہ دینے کا معاہدہ کیا۔ آپ ﷺ مال بصرہ لے گئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ ساتھ تھا اس نے حضور ﷺ کے کردار کا ذکر کیا۔ تو حضرت خدیجہؓ نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ حضور پاک ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کیا اور پیغام قبول کر لیا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ شادی کے وقت حضور پاک ﷺ کی عمر ۲۵ برس اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ برس تھی۔

تعمیر کعبہ اور حجر اسود کا واقعہ

کعبہ کی دیواریں پانی کی وجہ سے گر گئیں تو ۶۰۵ء میں قریش نے دوبارہ دیواریں اٹھانا شروع کیں حضور پاک ﷺ نے اس میں حصہ لیا۔ جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو سب قبیلوں نے چاہا کہ ہم اسے نصب کریں گے۔ نوبت قتل و غارت تک آ گئی۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آئے گا۔ اس کا فیصلہ سب کو قبول ہوگا۔ دوسری صبح جب حضور پاک ﷺ کو انہوں نے دیکھا تو سب نے آپ کا فیصلہ قبول ہوگا۔ دوسری صبح جب حضور پاک ﷺ نے ایک چادر بچھائی، اس میں حجر اسود رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ چادر کو اٹھا کر موقع پر لے آئیں۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے نصب کر دیا اور خطرناک فتنہ دب گیا۔

آغاز نبوت

ایک روز جب کہ حضور پاک کی عمر چالیس سال تھی، غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے، فرشتہ غیب نظر آیا اور فرمایا اقرا باسم ربک الذی خلق آپ گھر تشریف لائے۔ جسم پر کپکپی طاری تھی۔ حضرت خدیجہؓ سے معاملہ بیان کیا تو وہ اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو انجیل اور تورات کے فاضل تھے، انہوں نے کہا یہ وہی ناموس ہے جو اس سے قبل موسیٰ پر اترا تھا۔

خفیہ تبلیغ

بعثت کے بعد تین سال آپ خفیہ تبلیغ کرتے رہے اور اس کے نتیجہ میں حضرت خدیجہؓ۔ مردوں میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں سے آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن ثابتؓ نے اسلام قبول کر لیا حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ پر حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اعلان حق

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ دعوت حق کا اعلان کریں آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو آواز دی۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آ رہا ہے تو تم کو یقین آ جائے گا۔ سب نے کہا ہاں، تو فرمایا میں کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے، تم پر عذاب نازل ہوگا۔ رؤسا بگڑ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد خاندان عبدالمطلب کو ایک دعوت پر مدعو کیا۔ کھانے کے بعد فرمایا، میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کو کفیل ہے اس میں میرا کون ساتھ دے گا۔ سب خاموش ہو گئے۔ حضرت علیؓ بول اٹھے کہ میں ساتھ دوں گا۔

حضرت ابو طالب اور وفد قریش

حضور ﷺ کی تبلیغی سرگرمیاں جاری رہیں تو عتبہ، شیبہ، ولید، ابوجہل اور ابوسفیان جیسے رؤسا کا وفد ابو طالب کے پاس آیا اور دھمکی دی کہ تم بیچ سے ہٹ جاؤ تا کہ فیصلہ ہو جائے۔ ابو طالب نے جب یہ بات حضور پاک ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں اپنے فرض سے باز نہ

رہوں گا۔ اس کے بعد دوبارہ رئیس مکہ عتبہ نے حضور پاک ﷺ کو لالچ دیا۔ کہا، مکہ کی ریاست، کسی بڑے گھرانے کی شادی، مال و زر جو چاہیں لے لیں۔ حضور ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں، عتبہ سن کر واپس آیا اور کہا، انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں۔

مسلمانوں پر ظلم وستم

جب کفار کی دھمکیوں کا کچھ اثر نہ ہوا تو انہوں نے دشنام طرازی، راستے میں کانٹے بچھانا، عبادت کے دوران جسم اقدس پر غلاظت پھینکنا شروع کر دی۔ اسلام غلاموں اور کنیزوں نے پہلے قبول کیا تھا۔ کفار نے ان پر بہت ظلم و ستم کیا۔ حضرت بلالؓ ریت پر لٹائے گئے اور گھسیٹے گئے۔ حضرت عمارؓ کے والد یاسر اور والدہ سمیہ کو اتنی سزائیں ملیں کہ دونوں شہید ہو گئے۔ حضرت صہیبؓ رومی کو بہت مارا جاتا۔ ابوفکیہہؓ بھی ان میں شامل ہیں۔ کنیزوں میں لبینہؓ، نہدیہؓ، ام عبیسؓ اور زنیرہؓ قابل ذکر ہیں۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

ایک مرتبہ حضرت حمزہؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے شکار کے لئے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے اس دوران ابوجہل نے حضور ﷺ سے گستاخی کی۔ حضرت حمزہؓ جب مکہ واپس تشریف لائے تو ایک لونڈی نے انہیں بتایا کہ ابوجہل نے کس طرح نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے یہ سن کر حضرت حمزہؓ کو غصہ آ گیا اور وہ ابوجہل کی تلاش میں روانہ ہوئے ابوجہل حرم کعبہ میں اپنے دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا حضرت حمزہؓ نے اسے دیکھتے ہی اپنی کمان اس کے سر میں ماری جس پر ابوجہل نے حضرت حمزہؓ سے کہا کہ لگتا ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو یہ سن کر حضرت حمزہؓ نے ابوجہل سے کہا ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو بے پناہ تقویت حاصل ہوئی۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ ایک دن حضور ﷺ کے قتل کے ارادے سے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص نعیم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں کے ارادے ہیں۔ بتایا حضور ﷺ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ نعیم نے کہا تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں یہ سن کر حضرت عمرؓ بہن کے گھر گئے اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ بہن کی حالت دیکھ کر دل نرم ہو گیا۔ قرآن سنانے کو کہا۔ پھر سیدھے حضرت اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

پہلی اور دوسری ہجرت:

نبوت کے پانچویں سال کفار کے ظلم سے تنگ آ کر ۱۱ مرد صحابی اور ۴ صحابیات حبشہ ہجرت کر گئیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ۸۳ مرد صحابہ اور ۳۰ صحابیات نے دوبارہ حبشہ ہجرت کی اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔

معاشرتی مقاطعہ

قریش نے حضور ﷺ سے رشتہ ناطہ، لین دین، خرید و فروخت وغیرہ تمام تعلقات منقطع کر لئے اور معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا۔ ابوطالب نے اپنے خاندان کے ہمراہ ایک پہاڑی کی گھاٹی میں پناہ لے لی، نبوت کے دسویں سال ہشام بن عامری، زبیر، معطم بن عدی وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے بعد معاہدہ

پھاڑ ڈالا۔

عام الحزن

ایک ہی سال میں آپ کے مشفق و محسن چچا ابوطالب اور آپ کی اہلیہ حضرت خدیجہؓ فوت ہو گئے، آپ کے صرف دو ہی سہارے تھے ان کے فوت ہو جانے کے بعد کفار نے کھلم کھلا تنگ کرنا شروع کر دیا۔

سفر طائف

نبوت کے گیارہویں سال آپ ﷺ زید بن حارثؓ کے ہمراہ طائف روانہ ہوئے۔ وہاں ہر جگہ شکن جواب ملا۔ بازاری غنڈوں نے تالیاں بجائیں۔ بدزبانی کی اور پتھروں کی بارش کر دی۔ جسم لہولہان ہو گیا۔ جبریل امین نے عرض کی، اگر اجازت ہو تو یہ پہاڑ وادی طائف پر رکھ دوں جس پر آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں رحمت بن کر آیا ہوں۔

واقعہ معراج

۱۰ نبوی کو اللہ تعالی نے انحضرت ﷺ کو اپنے پاس بُلا کر آسمان کی سیر کرائی جنت اور دوزخ کا نظارہ کرایا اور آپ ﷺ کو حقیقی نعمتوں سے سرفراز کیا۔

دعوت اسلام

اسلام کا اصول تدریج ہے جس کی رو سے پہلے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کا نقش اُجاگر کیا جائے۔ انہیں ایمان اور اسلام کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے اور ان عقائد کی وضاحت کی جائے۔ جن سے زندگی کا تانا بانا تیار ہوتا ہے، اور جب ذہن دعوت حق کو قبول کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ ہو جائے تو دین کی دوسری تفصیلات بیان کی جائیں۔ اس اصول کی روشنی میں حضور ﷺ نے مکی زندگی میں جن بنیادی تعلیمات کی بار بار تلقین کی، وہ یہ تھیں۔ توحید، نبیوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، اور اخلاق۔

توحید

توحید کے معنی ایک اللہ پر یقین رکھنا اور اس کا سچے دل سے احترام کرنا ہے اور اس ہدایت کی روشنی میں زندگی کو ڈھالنا ہے، یہ اسلام کی بنیاد ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر ثابت قدم رہا'' یہ ایک شمع ہے جس کی روشنی سے سیرت و کردار کے تمام گوشے جگمگا اٹھتے ہیں، اس میں پورا دین سمٹا ہوا ہے، توحید ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور ہر طرح کے شرک سے دامن بچائے رکھیں یعنی اس کی ذات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔

عقیدہ توحید کی اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضور ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر آئے ان سب نے بُت پرستی اور شرک سے روکا اور کوشش کی کہ وہ اپنا رشتہ صرف اللہ تعالی سے جوڑیں، اسی سے لو لگائیں اور اسی کو اپنی تمام مشکلات میں اپنا سہارا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں۔ اس پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لائیں۔ اور اسی پر بھروسہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء ''جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ آسمان کی بلندیوں سے گرا اور پستیوں میں آ رہا۔'' اسی طرح اللہ کا ارشاد

ہے۔ان الشرک لظلم عظیم ''بے شک شرک گناہ عظیم ہے۔''

عقیدہ توحید سے انسان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے تمام کائنات میں اسے سب سے افضل ٹھہرایا ہے، چاند، ستارے، سورج اور تمام کائنات اسی کے لئے بنی تا کہ یہ اس سے کام لے اور اس کو مسخر کرے۔اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے قرآن میں ہے۔ان اللہ علی کل شئی قدیر (البقرہ)'' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' قرآن میں ہے والھکم الہ واحد (البقرہ)

''اور تمہارا معبودِ حقیقی صرف ایک خدا ہے'' سورۂ زمر میں ارشاد ہے۔ اللہ خالق کل شئی ۔ ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔'' مزید فرمانِ الٰہی ہے۔رب المشرقین والمغرب (مزمل)

''وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔''

سابقہ نبیوں پر ایمان

دوسری تعلیم جس کو حضور پاک ﷺ نے بار بار دہرایا وہ یہ تھی کہ اللہ نے ہر زمانے میں اور ہر قوم میں اپنے پیغمبر اور رسول بھیجے تا کہ وہ لوگوں کی ہدایت کا پیغام پہنچائیں۔اور ان کو دین کی سیدھی راہ دکھائیں، عرب نبوت کے تصور کو بالکل بھول چکے تھے۔وہ زیادہ تر اُن کاہنوں پر ایمان رکھتے تھے جو لات منات، عزیٰ اور ہبل جیسے بڑے بڑے بتوں کے پجاری تھے، اس لئے عرب حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کا مذاق اڑاتے تھے۔یہودی صرف حضرت موسیٰ کے مانتے تھے وہ ان سے پہلے انبیاء کو مانتے تھے اور نہ بعد میں آنے والوں پر ایمان لاتے تھے۔

حضور ﷺ نے تمام انبیاء کو ماننے کی تعلیم دی کہ سب انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے آتے ہیں۔اور میں آخری نبی ہوں۔اور میری باتوں پر عمل کرو۔اور میں تمہارے پاس اللہ کا سچا دین لے کر آیا ہوں۔قرآن میں ارشاد ہے۔ان الدین عنداللہ الاسلام (ال عمران) ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔''

نبوت کی بارے میں حضور ﷺ نے مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کی۔

(۱) ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ خدا کے پیغمبر ہیں۔

(۲) انبیاء کے مراتب بلند ہیں، لیکن یہ خدا کے بندے ہیں بیٹے نہیں۔

(۳) تمام انبیاء پر بلا تفریق ایمان لانا چاہیے۔

تبلیغ کے اس انداز نے حضور ﷺ کو مقبول عام کیا۔اور تعصبات کا خاتمہ کیا اور انسانوں کو گروہوں میں تقسیم ہونے کی بجائے انہیں ایک کر دیا اور تمام انسانوں کو برابر کر دیا۔

آخرت

عربوں میں ایسے لوگ کثرت سے تھے جو سرے سے آخرت کے قائل نہ تھے۔جب حضور ﷺ ان سے آخرت کی بات کرتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے تو وہ چونک جاتے، اور حیرانی سے پوچھنے لگتے کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہڈیاں پھر سے زندہ ہو جائیں۔

آخرت پر ایمان لانے کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس کو جانے بغیر نہ تو زندگی کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور نہ ذمہ داری کا احساس دلوں میں ابھرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔مالک یوم الدین (الفاتحہ) ''جزا کے دن کا مالک ہے۔'' حضور ﷺ نے ان لوگوں بتایا کہ زندگی دنیا میں ختم نہیں ہوتی بلکہ موت کے بعد دوبارہ بخشی جائے گی۔اور اس زندگی کا دارومدار ہمارے ایمان اور عمل کی صحت اور درستی پر ہے۔اگر ایمان صحیح ہے اور عمل مشائے الٰہی کے مطابق ہے تو پھر زندگی کا ایسا اجر و ثواب ملے گا جو ختم ہونے والا نہیں اور اگر ایمان کی جگہ کفر لے لے اور عمل و کردار میں بدمعاملگی، حرص اور ہر طرح کی برائیاں شامل ہو جائیں تو اس صورت میں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔''جس کے اعمال وزنی ہوں گے وہ من پسند ہوگا'' اور جس کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ دوزخ میں جائے گا'' (سورہ القارعۃ)۔

مکارم اخلاق

اسلام صرف عقیدہ اور ایمان ہی نہیں بلکہ عمل اور سیرت کا ایک مکمل نظام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ریاست اور آخرت کے بارے میں حضور ﷺ کو تفصیلات بتائیں اور عربوں میں اخلاقی احساس کو ابھارا۔اور ان کے دلوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور ان کو مندرجہ ذیل اخلاقی تعلیمات دیں۔

(۱) حضور ﷺ نے یتیموں اور غریبوں کے معاملہ میں اپنا رویہ درست کرنے کی تعلیم دی۔

(۲) لوگوں کو ظلم و زیادتی، سنگدلی اور بے رحمی سے منع کیا۔

(۳) حضور ﷺ نے عربوں کو شراب نوشی اور جوا جیسی برائیوں سے منع کیا اور ان کے نقصانات بتائے۔

(۴) ایک دوسرے کی چغلی کرنے اور الزام لگانے سے منع کیا۔

(۵) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا سبق دیا اور انھیں وراثت میں حقدار ٹھہرایا۔

(۶) حضور ﷺ نے عربوں کو انسانیت پر رحم کرنے کا سبق دیا اور لوگوں کو لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے روکا۔

(۷) معاملات میں راست بازی اور دیانت داری کا سبق دیا۔

(۸) چوری اور لوٹ مار کی سی بیماریوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

(۹) بدکاری اور دوسری معاشرتی برائیوں سے معاشرہ کو پاک کرنے کی کوشش کی۔

(۱۰) سود، رشوت اور حرام آمدنی کے کھانے سے منع کیا۔

حضور پاک ﷺ خود مجسمہ عمل تھے، جو فرماتے اس پر عمل کرتے تھے اور خود بھی اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ آپ قول و فعل میں جس قدر مطابقت ہے کسی انسان کے حصہ میں نہیں آئی۔آپ کی تبلیغ اور عمل نے عربوں پر گہرا اثر ڈالا۔

ہجرت مدینہ کے بعد تبلیغ اسلام

حضور ﷺ نے دعویٰ نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ برس گزارے۔آپ ﷺ کی حیات کا ایک ایک لمحہ پاکیزہ

ہے۔ آپ ﷺ کے قول میں اور فعل میں اس قدر مطابقت تھی کہ کفار مکہ جو کہ آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ آپ ﷺ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے، جھگڑوں میں آپ ﷺ سے فیصلہ لیتے۔ آپ ﷺ نے اسی خوبی کردار کی وجہ سے بڑی بڑی شخصیتوں کو اپنی طرف راغب کیا۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت جعفر طیارؓ، عبداللہؓ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے نام خصوصیات کے قابل ذکر ہیں۔

ہجرت مدینہ

کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حضور ﷺ نے ہجرت کا ارادہ کیا، چونکہ اہل مدینہ اسلام قبول کر رہے تھے اور حضور ﷺ کی حفاظت کا وعدہ بھی کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی، حضور ﷺ پاک، توحید، نبوت، آخرت اور اخلاقی تعلیمات سے روشناس کرا چکے تھے مدنی زندگی میں آپ نے انسانی حقوق و فرائض کی تشریح کی، جن کا تعلق انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تعمیر و ترقی سے تھا۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور وراثت کے مسائل فرض ہوئے۔ اور باضابطہ اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ وہ دین جس کا آغاز حضرت آدمؑ سے ہوا تھا اور جس کو ہزاروں نبیوں نے اپنے زمانے میں اس دور کی ضروریات کے مطابق پیش کیا۔ مکمل ہو گیا۔

مدینہ کی زندگی مکی زندگی سے مختلف تھی، مکہ میں آپ کو صرف ایک بت پرست قوم کا سامنا تھا۔ لیکن مدینہ کی گردونواح میں یہودی اور عیسائی بھی آباد تھے، اس طرح انہوں نے کفار مکہ کا ساتھ دیا، تو اور زیادہ مشکلات پیدا ہوئیں اور نئی سازشوں نے جنم لیا، آپ نے بڑی عمدگی سے ان سب کا جواب دیا، مدنی زندگی میں اسلام کی دعوت عرب کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچی، ملک کے مختلف حصوں سے وفد آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

مدنی زندگی کے اہم واقعات:

(۱) آپ نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور وہ مل کر رہنے لگے۔

(۲) مدینہ کے یہودیوں سے معاہدہ کیا جس کے بہت سے فائدے ہوئے۔

(۳) مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی جس میں حضور پاک ﷺ نے خود حصہ لیا۔

(۴) یہودیوں کے بڑے عالم عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کیا۔ جس کے بعد دوسرے یہودیوں نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔

(۵) ایک عیسائی عالم ابو قیس نے اسلام قبول کیا۔ اس طرح دوسرے عیسائی بھی اسلام کی طرف راغب ہوئے۔

(۶) مدینہ میں پرانا قبلہ بدلہ گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کعبہ مسلمانوں کی عبادت کا مرکز قرار پایا۔

(۷) حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ مدینے میں پیدا ہوئے۔

(۸) صلح حدیبیہ کا تاریخی واقعہ پیش آیا۔

(۹) حضور پاک ﷺ نے ایران، روم، حبشہ، مصر اور عرب سرداروں کو قبول اسلام کے دعوت نامے لکھے۔

(۱۰) مدینہ میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کو کفار کے ساتھ کئی جنگیں لڑنا پڑیں۔ جن میں حق کو فتح ہوئی۔

(۱۱) جنگ بدر، اُحد اور خندق کھودی گئی

(۱۲) ۱۰ھ کو حضور ﷺ نے خطبہ الوداع دیا۔

(۱۳) مدینہ کے قیام میں ہی مکہ فتح کرنے کا موقعہ ملا۔

یوں ہر طرف اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہوا اور کفر نے شکست کھائی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے خاتم النبین حضرت محمد ﷺ سے دین کی تکمیل کی جو وعدہ فرمایا تھا پورا ہوا۔ اور حضور پاک ﷺ پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہو گئی۔

میثاق مدینہ

آنحضور ﷺ مدینہ آ کر سیاسی لحاظ سے سب سے بڑا تعمیری کام یہ کیا کہ یہود مکہ سے معاہدہ کیا تاکہ مدینہ میں امن و امان قائم ہو اور مسلمانوں کو لڑائی کے بجائے دعوت حق پھیلانے کا وقت ملے، اور یہ معاہدہ تحریر کیا گیا اور مورخین نے اس کو پہلا تحریری دستور کہا ہے۔

میثاق مدینہ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) یہ معاہدہ مدینہ کی مسلمانوں اور ان دیگر گروہوں کے مابین ہے جو مدینہ اور اس کے گردونواح میں بستے ہیں۔

(۲) تمام شرکائے معاہدہ ایک جماعت ہوں گے۔

(۳) مسلمانوں کے دوست صرف مسلمان ہوں گے۔

(۴) اگر کوئی باہر سے حملہ آور ہوگا تو فریقین مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

(۵) فریقین ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(۶) فریقین ایک دوسرے سے نیک نیتی، خیر خواہی اور بھلائی سے پیش آئیں گے۔

(۷) فریقین مدینہ کو حرم تسلیم کریں گے اور اس میں کسی قسم کا فساد برپا نہیں کریں گے۔

(۸) کوئی فریق قریش کو پناہ نہیں دے گا۔

(۹) فریقین کو مذہبی آزادی ہوگی۔

(۱۰) ہر گروہ اپنے محلہ میں امن و امان کا ذمہ دار ہوگا۔

(۱۱) فریقین کے مابین جھگڑے کی صورت میں محمد ﷺ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

(۱۲) مشترکہ جنگوں میں یہود اور مسلمانوں کے اخراجات مشترکہ ہوں گے۔

(۱۳) ایک فریق کے حلیف دوسرے کے بھی حلیف سمجھے جائیں گے۔

نتائج

اس معاہدہ کے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوئے:۔

(۱) تمام گروہوں نے سیاسی، قانونی، اور عدالتی لحاظ سے حضور ﷺ پاک کو حاکم مان لیا۔

(۲) مدینہ میں ریاست کا قیام عمل میں آ گیا۔

(۳) مدینہ میں منظم ہونے والے معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے قانون کو اساسی اہمیت حاصل ہوگئی۔

(۴) اسلام کی دعوت دینے کے لئے مسلمانوں کو پُر امن ماحول مل گیا۔

(۵) دفاعی لحاظ سے مدینہ اور اس کے گرد و نواح کی پوری آبادی ایک متحدہ طاقت بن گئی۔

(۶) قریشِ مکہ کی طاقت کمزور ہوگئی۔

حسن خلق ﷺ

حسن خلق

ایک دفعہ آپ ﷺ اونٹ پر سوار تھے، عقبہ عامر ساتھ تھے، ان سے کہا سوار ہو جاؤ، وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ایسی بے ادبی میں نہیں کر سکتا۔ دوبارہ فرمایا تو عقبہ نے محسوس کیا کہ حکم کی خلاف ورزی ہے لہذا حضور ﷺ اُتر گئے اور عقبہ سوار ہو گئے۔

حسنِ معاملہ

ایک مرتبہ کسی سے اونٹ مستعار لیا۔ واپسی پر اس سے بہتر اونٹ دیا اور فرمایا، سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائے قرض میں خوش معاملگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

عدل و انصاف

ایک مرتبہ بنومخزوم کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کی، لوگوں نے حضرت اسامہؓ کے ذریعے سفارش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کٹوا دیتا۔ اور بنی اسرائیل کو اسی چیز نے تباہ کر دیا کہ وہ غریبوں کو سزا دیتے تھے اور امیروں کو چھوڑ دیتے تھے۔

سخاوت

ایک مرتبہ ایک بدو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، بکریوں کا دور تک ریوڑ دیکھ کر اس نے سوال کر دیا، آپ نے تمام بکریاں اُسے دے دیں،

مہمان نوازی

ایک مرتبہ ایک کافر آپ ﷺ کے گھر مہمان آیا۔ آپ دودھ پلاتے رہے حتیٰ کہ وہ سات بکریوں کا پی گیا۔ مہمان نوازی میں آپ کافر اور مسلمان کی تمیز روا نہ رکھتے تھے۔

تشدد سے احتراز

آپ غلاموں اور خادموں سے شفقت کا برتاؤ کرتے، حضرت انسؓ دس سال آپ کی خدمت کرتے رہے لیکن انکو حضور ﷺ سے شکایت کا موقع نہ ملا۔ اسی طرح ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا۔ مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے حد

جاری فرمائیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، نماز کے بعد اُس شخص نے دوبارہ یاد دلایا تو فرمایا، تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے کہا، ہاں، فرمایا اللہ نے معاف کر دیا۔

سادگی اور بے تکلفی

جیسا کھانا سامنے آتا کھا لیتے، جیسا کپڑا ملتا پہن لیتے، خالی چارپائی پر استراحت فرما لیتے، یہاں تک کہ گھر میں کئی کئی دنوں تک آگ نہ جلتی، دودھ، پانی اور کھجور پر گزر کرتے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ رات ہوئی پڑاو ڈالا کھانا پکانے لگے۔ بکری ذبح کی سب نے کام بانٹ لیا۔ حضور ﷺ نے لکڑیاں چن کر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے تامل کیا تو فرمایا میں امتیاز پسند نہیں کرتا۔

عزم و ثبات

جنگ احد میں صحابہ نے حضور ﷺ سے مشورہ طلب کیا کہ باہر جا کر دفاع کریں۔ حضور ﷺ تیار ہو گئے تو صحابہ کرام نے کہا شہر میں رک کر دفاع کریں ارشاد ہوا کہ پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔

شجاعت

ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آ گیا۔ حضور ﷺ خود گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے اور تمام خطرات کی جگہوں سے چکر لگا آئے اور اہل شہر سے کہا کہ کوئی دشمن نہیں ہے۔

عفو و درگزر

فتح مکہ کے موقعہ پر آپ نے وحشی کو جس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے ہندہ جس نے حضرت حمزہؓ کے اعضاء کاٹے تھے اسے بھی معاف کر دیا۔

ایفائے عہد

ہمیشہ وعدوں کو پورا کرتے تھے۔ ابوسفیان جب کافر تھا تو حبشہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ محمد ﷺ کیا وعدوں کو پورا کرتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔

راست بازی و امانت داری

آپ ﷺ کا جانی دشمن ابوجہل بھی کہتا تھا کہ محمد ﷺ میں تجھیں جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔

حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام آپ کی ایمانداری سے متاثر ہو کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔

پہلا مسلمان جو تاریخ میں امر ہوا

☆ آنحضور ﷺ کے بعد سب سے پہلے حضرت خباب بن الارت نے اسلام کا اظہار کیا۔

☆ یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھرانہ سب سے پہلے مسلمان ہوا۔

☆ام المومنین حضرت عائشہ ؓ صدیقہ سب سے پہلی خاتون ہیں جو بچپن سے ہی مسلم والدین کے سائے میں پلی بڑھیں۔

☆آنحضور ﷺ کے الفاظ کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بعد خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والا پہلا جوڑا حضرت عثمان ؓ رقیہ ؓ کا ہے۔ یہ جوڑا حبشہ کی ہجرت کو روانہ ہوا۔

☆تحریک اسلامی کی تاریخ کا اولین پرچم مسلمانوں نے ہجرت مدینہ کے وقت لہرایا۔ اس جھنڈے کے علمبردار حضرت بریدہ اسلمی ؓ تھے۔

☆حضرت ابوذر غفاری ؓ کعبۃ اللہ میں سب سے پہلے کلمہ اسلام کو باآواز بلند پکار کر مار کھانے والے پہلے صحابی ہیں۔

☆حضرت عمر فاروق ؓ تاریخ اسلام کی وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے قبول اسلام کا پرزور طریق سے اعلان کروایا۔

☆حضرت عمر فاروق ؓ کے قبول اسلام کے بعد پہلی بار کعبۃ اللہ میں نماز ادا کی گئی۔

☆حضرت حمزہ ؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد کفار مکہ کو اندازہ ہوا کہ اسلامی تحریک زور پکڑ چکی ہے۔

☆حضرت سعد بن معاذ ؓ پہلے مسلمان انصاری سردار ہیں جنہوں نے کفار مکہ کے ہاتھوں اسلام کی قبولیت کے بدلے میں مار کھائی۔

☆حضرت حارث بن ابی ہالہ ؓ راہ حق میں نذرانہ جان پیش کرنیوالے پہلے صحابی ہیں۔

☆حضرت سمیعہ ؓ حضرت عمار ؓ کی والدہ اور حضرت یاسر ؓ کی اہلیہ پہلی خاتون ہیں جنہیں راہ حق میں شہید کر دیا گیا۔

☆ہشام بن عمرو بن ربیعہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بنو ہاشم کے مقابلہ کے معاہدہ مقاطعہ کو ختم کرانے کی تحریک کا آغاز کیا۔

☆حضرت عثمان بن مظعون ؓ راہ حق میں اپنی آنکھ قربان کرنے والے پہلے صحابی ہیں۔ لبید نے قریش میں اختلاف کرنے پر ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی۔

☆مدینہ ہجرت کرنے والے سب سے پہلے صحابی حضرت ابو سلمہ ؓ ہے۔

☆حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے سریہ عبدالحارث میں بمقام ثنیۃ المرہ دشمن پر تیر پھینکا۔ یوں انہیں اسلام کی مدافعت میں پہلا تیر چلانے کا اعزاز حاصل ہے۔

☆حبشہ کی دوسری ہجرت میں سب سے پہلا مہاجر ہونے کا اعزاز حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو نصیب ہوا۔

☆سوید بن صامت ؓ مدینہ کے پہلے نوجوان ہیں جو آنحضور ﷺ کی دعوت سے متاثر ہوئے۔

☆حضرت کلثوم بن الہدم جن کے مکان واقع قبا میں آنحضور ﷺ نے چند روز قیام فرمایا تھا اولین انصاری صحابی ہیں جو آنحضور ﷺ کی ہجرت کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے۔

☆حضرت عثمان بن مظعون ؓ سب سے پہلے مہاجر ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا۔

☆عصما بنت مروان خطمیہ قبیلہ کو نبی اکرم ﷺ کیخلاف بھڑکاتی تھی۔ اس کے نومسلم بھائی حضرت عمیر بن عدی الخطمی ؓ نے کسی موقع پر جوش میں آ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ رمضان سنہ 2 ہجری میں پیش آیا۔ یوں حمیت اسلام کے تحت پہلی عورت قتل ہوئی۔

☆ابوعفلہ یہودی، آنحضور ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاتا تھا۔ حضرت عالم بن عمیر ؓ انصاری نے غیرت میں آ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ یوں حمیت اسلام میں پہلے مرد کا قتل ہوا۔

☆حضرت مصعب بن عمیر ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ابن مکتوم ؓ کے ہمراہ مدینہ میں اسلام کے اولین مبلغ کے طور پر بھجوایا۔ یہ واقعہ بعثت کے 14 ویں سال پیش آیا۔

☆حضرت براء ؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں آنحضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے پہلے انصاری صحابی تھے۔

☆مدینہ میں پہلا اجتماعی درس قرآن مسجد بنی رزیق میں دیا گیا۔ یہ کوئی باقاعدہ مسجد نہ تھی بلکہ عبادت کے لیے مخصوص جگہ تھی۔

☆حضرت حمزہ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا پہلا فوجی دستہ ہجرت کے ساتویں ماہ کے اوائل میں بھیجا گیا۔ اس دستے نے سیف البحر تک سفر کیا۔

☆فوجی نظام کے تحت مسلمانوں کا جھنڈا اٹھانے کا سب سے پہلے ابی مدثر الغنوی ؓ کو اعزاز نصیب ہوا۔ یہ سیف البحر کا واقعہ ہے۔

☆غزوہ ابواء ہجرت کے بارہویں ماہ یعنی صفر میں پہلی بار آنحضور ﷺ نے بہ نفس نفیس پہلا فوجی وسیاسی قدم اٹھایا۔

☆غزوہ ابواء پر روانگی کے دوران آنحضور ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ ؓ کو مدینہ کا پہلا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا۔

☆غزوہ ابواء کے دوران حضرت حمزہ ؓ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی رکاب میں اولین شرف علمبرداری حاصل کیا۔

☆سنہ 2 ہجری میں کرز بن جابر فہری نے مسلمانوں کے خلاف فوجی ڈاکہ ڈال کر اسلامی ریاست پر پہلی دست درازی کی کوشش کی۔

☆سریہ نخلہ وقوعہ ماہ رجب سنہ 2 ہجری میں پہلی سرحدی جھڑپ کے دوران واقد بن عبداللہ تمیمی ؓ کے تیر سے پہلا دشمن ہلاک ہوا۔

☆کعبۃ اللہ میں فتح مکہ کے موقع پر سب سے پہلے حضرت بلال ؓ حبشی نے اذان دی۔

☆سفر ہجرت کے دوران آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کی تاریخ کا اولین امان نامہ جاری فرمایا۔ اس امان نامے میں سراقہ بن جعشم کے لئے امان دی گئی تھی۔

☆آنحضور ﷺ نے مدینہ سے باہر اسلامی ریاست کا پہلا حلیفانہ معاہدہ بنی فہرہ کے سردار عمرو بن فحشی فہری یا قبیلہ بنی فہرہ بن بکر بن عبد مناف سے کیا۔

☆حضرت خبیب بن عدی ؓ اور حضرت وزید بن دثنہ ؓ کو قبول اسلام کے جرم میں صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ واقعہ تنعیم متصل بر مکہ پیش آیا۔

☆مدینہ کے یہودیوں نے باغیانہ کاروائی کرتے ہوئے مدینہ کے بازار میں مسلم خاتون کی بے حرمتی کی جس کے بعد اسلامی تاریخ کا پہلا بلوہ ہوا۔

☆سیف البحر کے میں حضرت ابوبصیر ؓ وابوجندل ؓ نے پہلا آزاد سلامی کیمپ قائم کیا۔ یہ دونوں صحابی مکہ سے فرار ہو کر آئے تھے۔

☆حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلبؓ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے پہلے شخص تھے۔

☆میدان بدر میں مسلمانوں کی جانب سے دعوت مبارزت دینے والے تین اولین صحابی حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ تھے۔

☆معرکہ بدر میں مسلمانوں کے پہلے شہید حضرت مہجعؓ مولا عمر بن الخطاب تھے۔

☆حضرت زید بن حارثؓ مدینہ میں معرکہ بدر کی فتح کی خبر پہنچانے والے پہلے مسلمان قاصد تھے۔

☆اسلامی ریاست کے پہلے سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کو موتہ کے شامی حاکم شرجیل بن عمرو غسانی نے راستہ میں شہید کروادیا تھا۔

☆جنگ موتہ میں بے مثال جرات و بہادری کا مظاہرہ کرنے پر آنحضور ﷺ نے پہلی بار کسی صحابی حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کے لقب سے نوازا۔

☆حضرت سعد بن معاذؓ اسلامی دور میں حاکم بنائے گئے پہلے صحابی ہیں۔

☆حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آنحضور ﷺ کے لئے پہلی بار شاہی ہدیہ روانہ کیا۔

☆ابوسفیان مشرکین عرب میں پہلی شخصیت ہیں جن کا ہدیہ آنحضور ﷺ نے قبول فرمایا۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پیش آیا۔

☆حضرت زید بن حارثؓ تاریخ اسلام کے آزاد کردہ غلاموں میں پہلی شخصیت ہیں جنہیں سپہ سالاری کا منصب سونپا گیا۔

☆غزوہ قینقاع یا غزوہ قریظہ پہلا غزوہ تھا جس کے دوران بیت المال کا خمس نکالا گیا۔

☆سریہ جمیعہ رمضان سنہ 7 ہجری کے دوران لا الٰہ پکارنے والے دشمن لہیک بن مرداس کی جان حضرت زید بن حارثؓ کے ہاتھوں گئی۔

☆صلح حدیبیہ کے موقع پر پہلی بار مسلمانوں کی جماعت وقتی طور پر بے اطمینانی میں مبتلا ہوئی۔

☆حضرت امیرمؓ (بنی عبدالاشہل) غزوہ احد کے روز ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ ایمان لاتے ہی آپ جہاد میں شریک ہوگئے۔ اسی جہاد کے دوران آپ شہید ہوئے۔ یوں آپ اسلامی تاریخ کی ایسی واحد شخصیت قرار پائے جنہوں نے نہ کوئی نماز پڑھی اور نہ کوئی روزہ رکھا اور جنت کے بھی حقدار قرار پائے۔

☆حضرت خبیبؓ راہ حق کے وہ پہلے شہید ہیں جنہوں نے موت سے قبل نماز ادا کرنے کی سنت کا آغاز کیا۔

☆حضرت انسؓ کے ماموں حرام بن سلمانؓ واقعہ بیر معونہ کے سب سے پہلے شہید ہیں۔

☆غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر حضرت عباد بن بشرؓ نے نماز ادا کرتے ہوئے تیر کھانے کے باوجود نماز نہیں توڑی یہ اسلامی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے۔

☆حارث بن سوید بن صامتؓ جنگ احد میں مسلمانوں کی جانب سے شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے مجذر بن زیاد بلوی کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد مدینہ سے فراری اختیار کر کے مکہ میں جائے پناہ تلاش کی۔ بعد ازاں مدینہ آئے تو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا گیا۔

☆ہشام بن اصامہؓ پہلے مسلمان ہیں جو میدان جنگ میں غلطی سے اپنے ہی ساتھی عبادہ بن صامتؓ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

☆طلحہ بن عبداللہ بن ابیؓ پہلے نوجوان صحابی ہیں جنہوں نے اپنے منافق باپ کو قتل کرنے کی پیش کش حضور ﷺ کو کی تھی۔

☆حضرت ام مسطع بن اثاثہؓ اسلامی تاریخ کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت عائشہؓ کو واقعہ افک سے آگاہ کیا۔

☆ام المومنین حضرت عائشہؓ کی عصمت و عفت کی پہلی شہادت مردوں میں سے حضرت زید بن حارثؓ عورتوں میں سے حضرت ام بریرہؓ اور ازواج مطہرات میں حضرت زینب بنت جحشؓ نے دی۔

☆اسلامی تاریخ میں پہلی قذف کی حد حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت مسطع بن اثاثہؓ اور حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے خلاف جاری کی گئی۔

☆دشمنوں کا زور توڑنے کے لئے پہلی بار کامیاب سفارتی تدبیر حضرت نعیم بن مسعودؓ کے ذریعے غزوہ خندق کے دوران زیر عمل آئی۔

☆سلمہ بن الاکوعؓ مسلمانوں کی تاریخ کے پہلے تیرانداز ہیں جنہوں نے تن تنہا ڈاکوؤں کی جماعت کا مقابلہ کیا۔

☆اسلامی تاریخ میں پہلی بار سریہ نخلہ کے دو مشترک قیدی عتاب بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کے بدلے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو رہائی دلوائی گئی۔ اسے اسلامی تاریخ میں قیدیوں کا پہلا تبادلہ بھی قرار دیا جاتا ہے۔

☆حضرت ابوبکر صدیقؓ اولین اور واحد شخصیت تھے جنہیں معاہدہ حدیبیہ پر مکمل اطمینان تھا۔

☆فتح مکہ کے بعد کعب بن زہیر نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو طلبی کے لئے بانت سعاد پڑھا۔ حضور ﷺ نے اس قصیدہ کے بدلے اسے انعام سے نوازا۔ یہ اولین موقع تھا کہ بارگاہ رسالت سے کسی شاعر نے انعام حاصل کیا۔

☆سنہ 4 ہجری میں رجیع اور بیر معونہ کے حادثوں کے بعد جن تعلیمی وفود کے بیش قیمت افراد کو دشمنوں نے شہادت کے گھاٹ اتارا تو حضور ﷺ نے پہلی بار قنوت نازلہ پڑھی۔

☆نجاشی شاہ حبش اسلامی تاریخ میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرنے والے پہلے حکمران ہیں۔

☆قبیلہ طے کا سردار زید الخیر سابق نام زید الخیل پہلا شخص ہے جو آنحضور ﷺ کی نگاہ میں سنی ہوئی تعریفوں سے بھی بلند تر نکلا۔

☆فروہ بن عمرو الجذامی حکومت روم کی جانب سے شمالی عرب کے گورنر تھے۔ آپ اسلامی تاریخ کے پہلے غیر عرب شخص ہیں جنہیں قبول اسلام کے جرم میں صلیب چڑھایا گیا۔

☆معرکہ احد میں دشمن کی جانب سے طلحہ نے مبارزت طلب کی۔ جس کا جواب حضرت علیؓ نے دیا۔ یہی شخص احد کا پہلا دشمن مقتول تھا۔

☆غزوہ احد کے دوران حضرت ابودجانہؓ کا حضور ﷺ کی تلوار لے کر اکڑ کر چلنا پہلا اظہار ہے جو حضور ﷺ کی

نگاہ میں مقبول ٹھہرا۔

☆ اسلامی تاریخ کا پہلا حج سنہ 9ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں ادا کیا گیا۔

☆ عروہ بن سعودؓ بنو ثقیف میں سے پہلے شخص ہیں جو اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدینہ تشریف لائے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حرم کعبہ میں قرآن مجید کی باآواز بلند تلاوت کرنے والے پہلے صحابی تھے۔جس پر انہیں کفار مکہ نے شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دار ارقم میں آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو آنحضور ﷺ کی پیروی کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے تقریر فرمائی۔یوں آپ اسلام کے پہلے مقرر قرار پائے۔

☆ حضرت حمزہؓ پہلے شہید ہیں جن کی نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ آنحضور ﷺ نے ادا کیا۔

☆ آنحضور ﷺ حضرت حمزہ کی لاش کی بے حرمتی کو دیکھ کر بے اختیار رونے لگے۔یہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا منفرد واقعہ ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔

☆ حضرت سعد بن زرارہؓ مسلمانوں میں پہلے صحابی ہیں جو جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

☆ حضرت فاطمہؓ دختر رسول اللہ ﷺ اسلامی تاریخ کی پہلی خاتون ہیں جن کی نعش پر پردہ ڈال دیا گیا تھا۔

☆ اسلامی تاریخ میں پہلی بار آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔

اسلامی ریاست کے حکمران

مدینہ تا ھندوستان

عہد رسالت

آنحضرت محمد ﷺ (571ء--632ء)

خلافت راشدہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ	632ء--634ء	حضرت عمر فاروق اعظمؓ	634ء--644ء
حضرت عثمان غنیؓ	644ء--656ء	حضرت علی مرتضیٰؓ	656ء--661ء

خلافت بنو اُمیہ

661ء--750ء یا 41ہجری--33ہجری

امیر معاویہؓ	661ء--680ء	یزید اول	680ء--683ء
معاویہ ثانی	683ء--684ء	مروان اول	684ء--685ء
عبدالملک بن مروان	685ء--705ء	ولید اول	705ء--715ء
سلیمان بن عبدالملک	715ء--717ء	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	717ء--720ء

یزید ثانی	720ء--724ء	ہشام بن عبدالملک	724ء--743ء
ولید ثانی	743ء--744ء	یزید ثالث	744ء--744ء
ابراہیم	744ء--744ء	مروان ثانی	744ء--750ء

اندلس کے اموی حکمران

عبدالرحمٰن اول	756ء--788ء	ہشام اول	788ء--796ء
الحکم اول	796ء--822ء	عبدالرحمان ثانی	822ء--852ء
محمد اول	852ء--886ء	المنذر بن محمد	886ء--888ء
عبداللہ بن محمد	888ء--912ء	عبدالرحمٰن ثالث	912ء--961ء
الحکم ثانی المستنصر	961ء--976ء	ہشام ثانی المعید	976ء--1009ء
محمد ثانی المہدی	1009ء--1010ء	سلیمان المستعین	1009ء--1010ء
ہشام ثانی (بحالی کے بعد)	1010ء--1013ء	سلیمان (بحالی کے بعد)	1013ء--1016ء
علی بن محمود	1016ء--1018ء	عبدالرحمٰن چہارم	1018ء--1018ء
القاسم	1018ء--1021ء	یحییٰ	1021ء--1022ء

اس کے بعد چار خلیفہ رہے۔ آخری خلیفہ ہشام ثالث تھے۔انھوں نے 1027ء تا 1031ء تک حکومت کی۔

خلافت بنو عباس

133ء--655ء یا 750ء--1258ء

ابوعباس السفاح	750ء--754ء	ابوجعفر عبداللہ المنصور	754ء--775ء
المہدی	775ء--785ء	الہادی	785ء--786ء
ہارون الرشید	786ء--809ء	الامین	809ء--813ء
المامون	813ء--833ء	المعتصم باللہ	833ء--842ء
الواثق باللہ	842ء--847ء	المتوکل علی اللہ	847ء--861ء
المنتصر باللہ	861ء--862ء	المستعین باللہ	862ء--866ء
المعتز باللہ	866ء--869ء	المہتدی باللہ	869ء--870ء
المعتمد باللہ	870ء--892ء	المعتضد باللہ	892ء--902ء

المکتفی باللہ	902ء--908ء	المقتدر باللہ	908ء--932ء
القاہر باللہ	933ء--934ء	الراضی باللہ	934ء--940ء
المتقی باللہ	940ء--944ء	المستکفی باللہ	944ء--946ء
المطیع باللہ	946ء--947ء	الطائع باللہ	947ء--991ء
القادر باللہ	991ء--1031ء	القائم بامر اللہ	1031ء--1075ء
المقتدی بامر اللہ	1075ء--1094ء	المستظہر باللہ	1094ء--1118ء
المسترشد باللہ	1118ء--1135ء	الراشد باللہ	1135ء--1136ء
المقتفی لامر اللہ	1136ء--1160ء	المستنجد باللہ	1160ء--1170ء
المستضی باللہ	1170ء--1180ء	الناصر الدین باللہ	1180ء--1225ء
الظاہر بامر اللہ	1225ء--1226ء	المستنصر باللہ	1226ء--1242ء
المستعصم باللہ	1242ء--1258ء		

خلافت بنو فاطمہ (مصری حکمران)

عبید اللہ مہدی	909ء--934ء	القائم بامر اللہ	934ء--945ء
اسماعیل منصور	945ء--952ء	المعز بن اسماعیل	952ء--975ء
العزیز باللہ	975ء--996ء	الحاکم بامر اللہ	996ء--1021ء
الظاہر	1021ء--1035ء	المستنصر اللہ	1035ء--1094ء
ابو القاسم	1094ء--1101ء	الامیر	1101ء--1130ء
الحافظ	1130ء--1149ء	الظفیر	1149ء--1154ء
الفیض	1154ء--1160ء	العدید	1160ء--1171ء

سلاطین عثمانیہ (ترک حکمران)

عثمان خان اول	1299ء--1326ء	اورخان	1326ء--1359ء
مراد اول	1359ء--1389ء	سلطان بایزید یلدرم	1389ء--1403ء
موسیٰ	1411ء--1413ء	محمد اول	1413ء--1421ء
مراد دوم	1421ء--1451ء	محمد دوم	1451ء--1481ء
بایزید ثانی	1481ء--1512ء	سلیم اول	1512ء--1520ء
سلیمان دوم	1520ء--1566ء	سلیم دوم	1566ء--1574ء
مراد سوم	1574ء--1595ء	محمد سوم	1595ء--1603
احمد اول	1603ء--1617ء	مصطفیٰ اول	1617ء--1618ء

عثمان دوم	1618ء--1622ء	مصطفیٰ دوم	1622ء--1623ء
مراد چہارم	1623ء--1640ء	ابراہیم	1640ء--1648ء
محمد چہارم	1648ء--1687ء	سلیمان سوم	1687ء--1691ء
احمد دوم	1691ء--1695ء	مصطفیٰ سوم	1695ء--1703ء
احمد سوم	1703ء--1730ء	محمود اول	1730ء--1754ء
عثمان سوم	1754ء--1757ء	مصطفیٰ چہارم	1757ء--1774ء
عبدالحمید اول	1774ء--1789ء	سلیم سوم	1789ء--1807ء
مصطفیٰ پنجم	1807ء--1808ء	محمود دوم	1808ء--1839ء
عبدالمجید اول	1839ء--1861ء	عبدالعزیز	1861ء--1876ء
مراد پنجم	1876ء--1876ء	عبدالحمید دوم	1876ء--1909ء
محمد پنجم	1909ء--1918ء	محمد ششم	1918ء--1922ء
خلیفہ عبدالمجید ثانی	1922ء--1924ء		

ہندوستان کے مسلم حکمران

1۔ محمد بن قاسم 712ء تا 714ء
2۔ محمود غزنوی 997ء تا 1030ء
3۔ شہاب الدین محمد غوری 1186ء تا 1206ء

خاندان غلاماں

1۔ قطب الدین ایبک 1206ء تا 1210ء
2۔ شمس الدین التمش 1210ء تا 1235ء
3۔ رضیہ سلطانہ 1236ء تا 1236ء
4۔ ناصر الدین محمود 1236ء تا 1266ء
5۔ غیاث الدین بلبن 1266ء تا 1286ء

خلجی خاندان

1۔ جلال الدین خلجی 1290ء تا 1296ء
2۔ علاؤ الدین خلجی 1296ء تا 1316ء
3۔ ملک کافور 1316ء تا 1319ء
4۔ ناصر الدین خسرو 1319ء تا 1320ء

تغلق خاندان

1-	غیاث الدین تغلق	1321ء	تا	1325ء
2-	محمد تغلق	1325ء	تا	1351ء
3-	فیروز شاہ تغلق	1351ء	تا	1388ء

سید خاندان

1-	خضر خان	1414ء	تا	1421ء
2-	علاؤ الدین عالم	1421ء	تا	1451ء

نوٹ:۔اس خاندان کے چار افراد حکمران رہے۔

لودھی خاندان

1-	بہلول لودھی	1451ء	تا	1489ء
2-	سکندر لودھی	1489ء	تا	1517ء
3-	ابراہیم لودھی	1517ء	تا	1526ء

مغل خاندان

1-	ظہیر الدین بابر	1526ء	تا	1530ء
2-	نصیر الدین ہمایوں	1530ء	تا	1540ء

سوری خاندان

1-	شیر شاہ سوری	1540ء	تا	1545ء
2-	سلیم شاہ سوری	1545ء	تا	1553ء
3-	فیروز خان سوری	1553ء	تا	1555ء

مغلیہ خاندان

2-	نصیر الدین ہمایوں	1555ء	تا	1556ء
3-	جلال الدین محمد اکبر	1556ء	تا	1605ء
4-	نور الدین محمد جہانگیر	1605ء	تا	1627ء
5-	محمد خرم شاہ جہان	1628ء	تا	1659ء
6-	محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	1659ء	تا	1707ء
7-	معظم شاہ عالم بہادر اول	1707ء	تا	1712ء
8-	جہاندار شاہ	1712ء	تا	1713ء

9-	فرخ سیر	1713ء	تا	1719ء
10-	رفیع الدرجات	1719ء	تا	1719ء
11-	رفیع الدولہ شاہ جہاں ثانی	1719ء	تا	1719ء
12-	روشن اختر محمد شاہ رنگیلا	1719ء	تا	1748ء
13-	شہزادہ احمد شاہ	1748ء	تا	1754ء
14-	عالمگیر ثانی	1754ء	تا	1759ء
15-	شاہ عالم ثانی	1759ء	تا	1806ء
16-	اکبر ثانی	1806ء	تا	1837ء
17-	بہادر شاہ ظفر	1837ء	تا	1857ء

ہندوستان کی آزاد اسلامی ریاستیں اور انکے بانی

کشمیر 1339 تا 1586ء

سید علی ہمدانی کی کوششوں سے وادی کشمیر میں اسلام پھیلا یہاں کے مشہور بادشاہوں میں زین العابدین کا نام سرفہرست ہے۔ یہ بادشاہ اپنی نیک نامی اور رعایا پروری کی وجہ سے آج تک عزت واحترام کا نشان بنے ہوئے ہیں۔ 1587ء میں مغلوں نے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔

دکن کی بہمنی سلطنت 1347 تا 1527ء

اس سلطنت کا رقبہ مجموعی طور پر اندلس کی اموی ریاست کے برابر تھا۔ دہلی کے بعد یہ مسلمانوں کا سب سے مضبوط مرکز تصور کی جاتی تھی۔ اس کے بادشاہ محمد شاہ نے پہلی بار دکن میں اسلامی ریاست کے سکے چلائے۔ دکنی سلطنت کا زوال شروع ہوا تو وہ مندرجہ ذیل چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی۔

1-	عادل شاہی	بیجاپور	1490ء	تا	1686ء
2-	نظام شاہی	احمد نگر	1490ء	تا	1633ء
3-	قطب شاہی	گولکنڈہ	1512ء	تا	1687ء
4-	برید شاہی	بیدر	1487ء	تا	1619ء
5-	عماد شاہی	برار	1490ء	تا	1574ء

بنگال 1338 تا 1576ء

بنگال محمد تغلق کے عہد میں دہلی سے آزاد ہوا۔ یہاں کے حکمران خاندان مندرجہ ذیل تھے۔

1-	الیاس شاہی خاندان	1343ء	تا	1487ء
2-	حسین شاہی خاندان	1493ء	تا	1538ء

3۔	سوری خاندان	1538ء	تا	1555ء
4۔	کرائی پٹھان خاندان	1555ء	تا	1576ء

سندھ 1336 تا 1591ء

سندھ میں پہلی آزاد حکومت ناصر الدین قباچہ نے 1210 تا 1227ء تک قائم کی جسے التمش نے ختم کر دیا۔ جس کے بعد 1336 تا 1520ء سمرہ راجپوت خاندان کی حکومت رہی جس کے بعد ارغون خاندان نے 1556ء تک اور تر خان خاندان نے 1591ء تک حکومت کی۔ جس کا خاتمہ مغلیہ عہد میں ہوا۔

ملتان 1438 تا 1527ء

ملتان پر لنگاہ خاندان کی حکومت 190 سال تک قائم رہی۔ حسین لنگاہ کی وفات کے بعد سلطنت کمزور ہوئی تو مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر نے ملتان پر قبضہ کر کے اُسے اپنی حدود میں شامل کر لیا۔

گجرات 1396 تا 1572ء

محمود غزنوی کے دور میں مسلمان پہلی بار گجرات کی سرزمین پر پہنچے۔ لیکن اسے باقاعدہ طور پر اسلامی سلطنت کا حصہ 1297ء میں علاؤالدین خلجی نے بنایا۔ گجرات کے دو بادشاہ احمد شاہ اور محمود بیگوھ نے بے پناہ شہرت حاصل کی۔ گجرات پر مغلوں نے 1573ء میں قبضہ کیا۔

مالوہ 1392 تا 1531ء

مالوہ کے بادشاہوں میں محمود خلجی کو بہت شہرت نصیب ہوئی۔ 1531ء میں مالوہ ریاست گجرات نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد 1573ء میں یہ علاقہ بھی مغلوں کے مفتوحات میں شمار ہونے لگا۔

جون پور 1394 تا 1476ء

اس آزاد اسلامی ریاست کا بانی ملک سرور تھا۔ اس سلطنت نے اپنی علم پرستی کی وجہ سے بے پناہ شہرت حاصل کی۔ اس کے بادشاہ احمد شاہ شرقی نے انتہائی قلیل وقت میں سلطنت کو استحکام بخشا۔ بعد ازاں حسین شاہ شرقی کے دور میں بہلول لودھی نے جون پور کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔

معلومات حدیث

حدیث

نبی اکرم ﷺ نے جو باتیں فرمائیں اور جو کام سرانجام دیئے، ان سب کے بیان کو حدیث کا نام دیا جاتا ہے۔ حدیث کی چند اہم قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ تمام پیاری پیاری اور اچھی اچھی باتیں جو حضور ﷺ وقتاً فوقتاً فرماتے رہے۔

(۲) وہ نصیحتیں اور ہدایتیں جو آپ ﷺ لوگوں کی رہنمائی کے لئے دیتے رہے۔

(۳) ان نیک کاموں کا بیان جو آنحضرت ﷺ نے اپنے نیک ساتھیوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کے سامنے کیا۔

(۴) آپ ﷺ کی ذاتی زندگی کے وہ تمام واقعات جو آپ ﷺ کے گھر والوں نے بیان کئے۔

حدیث کی مدت

خداوند تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو ہجری سال کی ابتدا سے ۱۳ برس پہلے نبوت عطا کی اس وقت حضور ﷺ کی عمر چالیس برس تھی۔ آپ ﷺ کی نبوت کا زمانہ ۲۳ برس رہا اور ۱۱ ہجری کو آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا جب آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ اپنی نبوت کے ۲۳ برس کے عرصہ میں آنحضرت ﷺ نے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بے شمار اچھی اچھی باتیں ارشاد فرمائیں اور نیک کام سرانجام دیئے۔ حضور ﷺ کی ان تمام اچھی باتوں اور نیک کاموں کے بیان کا مجموعہ حدیث کہلاتا ہے۔

امام مالک کی کتاب مؤطا

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد حدیثوں کو باقاعدگی سے جمع کرنے اور ان کی وسیع پیمانے پر اشاعت کا شرف جن بزرگ کو حاصل ہوا، ان کا نام ہے ابو عبداللہ مالک بن انسؒ۔ آپ کا مختصر نام امام مالکؒ ہے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ امام مالکؒ ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں ۸۶ برس کی عمر کو پہنچ کر انتقال فرما گئے۔ آپ نے ۶۲ برس تک لوگوں کو حدیث کا درس دیا۔ آپ کی مشہور کتاب کا نام موطا ہے جس کے معنے ہیں "سجایا ہوا" اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی حدیثوں کو نہایت سلیقہ اور احتیاط سے اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ کتاب کا مضمون واقعی ایک سجایا ہوا گلدستہ دکھائی دیتا ہے۔ جناب امام صاحبؒ نے موطا کی ترتیب ۱۳۰ھ میں شروع کی اور ۱۴۰ھ تک مکمل کر دی۔ مئوطا میں ۱۷۲۰ احدیثیں شامل ہیں۔ یہ کتاب حدیث کا پہلا منظم مجموعہ ہے اور اسے بے حد عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

امام حنبلؒ کی کتاب "مسند"

موطا کے بعد حدیث کی متعدد کتابیں مرتب ہوئیں۔ ان میں سے ایک مشہور کتاب کا نام مسند ہے جسے امام احمد بن حنبلؒ نے ترتیب دیا۔ آپ کو امام حنبلؒ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۶۴ھ میں عراق کے شہر بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں ۲۴۱ھ میں انتقال فرما گئے۔ امام حنبلؒ بلا کے ذہین، نیک اور ہر دلعزیز عالم تھے۔ آپ کی کتاب میں تیس ہزار حدیثیں شامل ہیں۔

حدیث کے چھ مشہور مجموعے

موطا اور مُسند کی طرح حدیث کے کئی اور مجموعے مختلف وقتوں میں مرتب ہوتے رہے حدیث کے جن چھ مجموعوں کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی انھیں صحاح ستہ (یعنی چھ صحیح کتابیں) کہتے ہیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) جامع ترمذی (۴) سنن ابی داؤد (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ۔

(۱) صحیح بخاری

اس مشہور مجموعہ کو مرتب کرنے والے عالم محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن معیزؒ ہیں۔ آپ کا مختصر نام امام بخاریؒ ہے۔ آپ ۱۹۴ھ میں ایران کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں ۶۲ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ صحیح بخاری صرف ''بخاری'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ امام بخاریؒ نے ۱۶ سال کی مسلسل تحقیق اور جانفشانی کے بعد اپنے مجموعہ کے لئے ۷۲۷۵ حدیثوں کا چناؤ کیا۔ صحیح بخاری حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتبار کتاب سمجھی جاتی ہے۔

(۲) صحیح مسلم

صحیح بخاری کے بعد حدیث کی مستند کتاب صحیح مسلم ہے جسے مختصراً ''مسلم'' بھی کہا جاتا ہے۔ اسے ترتیب دینے والے بزرگ ہیں امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوریؒ۔ آپ کا مختصر نام امام مسلم ہے۔ آپ ۲۰۴ھ کے لگ بھگ ایران کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ میں وفات پا گئے۔ امام مسلمؒ نے ۱۵ برس کی تحقیق کے بعد بارہ ہزار حدیثوں کو اکٹھا کر کے اپنا مجموعہ شائع کیا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو مجموعاً صحیحین کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے دو صحیح کتابیں، اسی طرح امام بخاری اور امام مسلم دونوں کو شیخین یعنی دو بہت بڑے عالم کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جو حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہوں وہ متفق علیہ کہلاتی ہے یعنی ایک ایسی حدیث جس پر امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اتفاق کیا ہو۔ متفق علیہ حدیث سب سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے۔

(۳) جامع ترمذی

صحاح ستہ کی تیسری کڑی کا نام جامع ترمذی ہے۔ حدیث کے اس مشہور مجموعہ کو امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ نے تیار کیا۔ آپ کو امام ترمذیؒ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ امام بخاریؒ کے مشہور شاگرد تھے۔ آپ ۲۰۹ھ میں ایران کے مشہور شہر ترمذ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۹ھ میں اسی شہر میں رحلت فرما گئے۔ جامع ترمذی میں ۲۰۲۸ حدیثیں شامل ہیں۔ علم حدیث کے ماہرین نے اس کتاب کی ترتیب کو بہت سراہا ہے۔

(۴) سنن ابی داؤد

حدیث کے چھ مشہور مجموعوں میں سے چوتھے کا نام سنن ابی داؤد ہے۔ اس کو مرتب کرنے والے بزرگ ہیں امام ابوداؤد سلیمان بن اشعثؒ جن کا مختصر نام امام ابوداؤدؒ ہے۔ آپ ۲۰۲ھ میں بجستان میں پیدا ہوئے جو افغانستان میں قندھار کے قریب واقع ہے امام ابوداؤد ۲۷۵ھ میں ۷۳ سال کی عمر کو پہنچ کر انتقال فرما گئے۔ سنن ابی داؤد میں ۴۸۰۰ حدیثیں شامل ہیں۔

(۵) سنن نسائی

حدیث کا پانچواں مشہور مجموعہ سنن نسائی ہے سے امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی نے ترتیب دیا۔ آپ کا

مختصر نام امام نسائی ہے۔ آپ ایران کے شہر نسا میں ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ میں انتقال فرما گئے۔

(۶) سُنن ابن ماجہ

صحاح ستہ کی آخری کڑی سُنن ابن ماجہ ہے جسے امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہؒ نے مرتب کیا۔ آپ کا مختصر اور مشہور نام ابن ماجہؒ ہے۔ آپ ۲۰۹ھ میں ایران کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور ۶۴ برس کی عمر پا کر ۲۷۳ھ میں رحلت فرما گئے۔ سنن ابن ماجہؒ میں چار ہزار حدیثیں شامل ہیں۔

حدیث کے دوسرے مجموعے

حدیث کی ان چھ مشہور کتابوں کے علاوہ کئی اور محدثین نے بھی کئی قابل قدر مجموعے مرتب کئے۔ چنانچہ دو اور مجموعے جن کا اس کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سُنن دارمی (۲) سنن بیہقی

(۱) سنن دارمی

اس کتاب کے مولف کا نام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمیؒ ہے۔ انھیں امام دارمیؒ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۸۱ھ میں روس کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے اور ۲۵۵ھ میں وفات پا گئے۔ آپ اپنے بلند اخلاق اور وسیع علم کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ امام دارمی نے اپنی کتاب میں ۳۵۵۰ حدیثوں کو شامل کیا ہے۔

(۲) سنن بیہقی

حدیثوں کے اس مجموعہ کو ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی نے ترتیب دیا۔ آپ کا مختصر نام امام بیہقیؒ ہے۔ آپ ۳۸۴ھ میں ایران کے مشہور شہر نیشاپور کے قریبی گاؤں بیہق میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں انتقال فرما گئے۔ امام بیہقیؒ کو ٹھوس مذہبی کتابیں لکھنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ تقریباً ایک ہزار کتابوں اور مضمونوں کے مصنف تھے۔

مشکوٰۃ المصابیح

بچوں کے لئے حدیث کی تالیف میں حدیث کی جس مشہور کتاب سے سب سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے اس کا نام ''مشکوٰۃ المصابیح'' حدیث کا یہ مشہور مجموعہ امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ نے ۷۳۷ھ میں تالیف کیا۔ آپ کا مختصر نام خطیب تبریزی ہے۔ آپ آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز محدث تھے۔ خطیب تبریزیؒ ایران کے مشہور شہر تبریز میں پیدا ہوئے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ۵۹۴۵ حدیثیں شامل ہیں۔ حدیث کا یہ مجموعہ بہت جامع اور قابل اعتبار ہے۔ اس وقت تمام دنیا کے اسلامی مدارس میں مشکوٰۃ المصابیح حدیث کی تمام کتابوں میں سے سب سے زیادہ مقبول ہے۔

حدیث کے دو حصے

ہر حدیث کو دو بڑے حصوں مین تقسیم کیا جاتا ہے پہلے حصہ کو سند اور دوسرے کو متن کہتے ہیں۔ ہر حدیث سند سے شروع ہوتی ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کے اصل بیان کرنے والے بزرگ کون ہیں۔ سند کے بعد

متن آتا ہے۔ جو حدیث کی اصل عبارت اور اصل مفہوم ہے۔

حدیث کے ان دو بنیادی حصوں کو سمجھنے کے لئے اس حدیث پر غور کریں۔

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ

وسلم ان من خیار کم احسنکم اخلاقا

کہ تم میں سے نیک ترین وہ ہے جو اچھا ہے تم میں سے اخلاق میں

اس حدیث میں لفظ عن کے بعد جن بزرگ کا نام ہے یعنی عبداللہ بن عمروؓ وہ سند ہے اور آگے آنے والی حدیث کے یہ الفاظ ان من خیار کم احسنکم اخلاقا (یعنی تم میں نیک ترین شخص وہ ہے جو تم میں اخلاق میں اچھا ہو) اصل متن ہے۔

اصول کافی:

مندرجہ ذیل چار کتابیں فقہ جعفریہ کی مستند ترین ذخائر حدیث ہیں۔

1- الکافی: ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینیؒ (ف 339 ہجری)

2- من لا یحضرہ الفقیہ: ابو جعفر محمد علی بن بابویہ قمیؒ (ف 381 ہجری)

3- الاستبصار: ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ (ف 460 ہجری)

4- تہذیب الاحکام: ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ (ف 460 ہجری)

اہم اسلامی اصطلاحات

اجتہاد: کوشش کرنا۔ کسی شے میں تکلیف و مشقت گوارا کرنا۔ شرعی اصطلاح میں کلام اللہ اور حدیث نبوی و اجماع امت سے جو حکم ثابت ہو، اس پر قیاس کر کے حسب شرائط مقررہ اصول کے کوئی حکم مستنبط کرنا۔ ایسے مسائل کے نکالنے والے کو مجتہد کہا جاتا ہے۔

اجماع: (اتفاق کرنا) شریعت میں جہاں اجتہاد کی ضرورت ہو۔ اس میں مجتہدین صالحین امت محمدیہ کا زمانہ واحد میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کر لینا۔

احرام: (حرم میں ہونا۔ احرام باندھنا، اصطلاحی معنی قصد و نیت کرنا) اصطلاحی شرع میں احرام خانہ کعبہ کی زیارت، حج اور عمرہ کرنے کے لئے بعض قیود کے برتنے کو اور حلال اور مباح چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کو احرام کہتے ہیں۔ احرام کے دوران میں یہ سب کام کرنا منع ہے۔

احرام کے دوران دو چادریں پہنی جاتی ہیں۔ ایک چادر جس سے تہبند بنایا جاتا ہے، اور دوسری چادر اوڑھی جاتی ہے مگر سر کھلا رکھا جاتا ہے۔ [illegible] کی ہو، دو پٹ کی ہو سکتی ہے۔ مگر قینچی سے قطع کی

ہوئی نہ ہو۔ احرام باندھنے سے پہلے غسل یا وضو کرنا چاہیئے اور نیت کر کے احرام باندھنا چاہیئے احرام حج کا ایک اہم رکن ہے۔

احسان: عبادت یا نیکی کو محض خدا کے حکم کی تعمیل اور رضا کے لئے کرنا، اس طرح خدا کی عبادت کرے کہ عبادت کرنے والا سمجھے کہ خدا کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ خیال کرے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

احصار: (روک لیا جانا) اصطلاح فقہ میں احرام کے بعد حج، عمرہ سے روکا جانا، جس شخص پر ایسا موقع پیش آئے اس کو مُحصر کہا جاتا ہے۔ احصار کی بعض حالتیں یہ ہیں۔

۱۔ کسی انسان یا درندہ وغیرہ سے خوف ہو۔

۲۔ بیماری۔

۳۔ عورت کا کوئی محرم نہ ہو یا وہ انکار کرے۔

۴۔ خرچ نہ رہے۔

۵۔ عورت کی لئے عدت۔

۶۔ راہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو۔

ارضاع: (دودھ پلانا) شریعت میں رضاعت کی مدت میں دودھ پلانا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہے اور دوسروں کے نزدیک دو سال۔

ارکان: جمع ہے رُکن کی۔

ارکان اربعہ: ۱۔ نماز، ۲۔ روزہ، ۳۔ زکوٰۃ، ۴۔ حج،

ازواج مطہرات: (لفظی معنے پاک بیویاں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔

استخارہ: کسی کام میں جس کو کرنا چاہتا ہے خدائے برحق سے اس میں مخصوص طریقے سے بہتری طلب کرنا۔

استدرج: دیکھو معجزہ۔

استغفار: (بخشش طلب کرنا) گناہ کے بخشوانے کی درخواست کرنا۔

اسرار: رات میں چلنا۔

اسراف: بے ضرورت اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں، ایسا خرچ کرنے والا مُسرف کہلاتا ہے۔

اسلام: (اطاعت میں گردن جھکانا) شریعت میں رسول اللہ کے بیان کردہ احکام پر یقین کو کہتے ہیں اور ایمان کے ساتھ احکام شرع کے موافق عمل کو کہتے ہیں۔

اصحاب: (صاحب کی جمع الجمع) صاحب کی جمع صحب اور صحب کی جمع اصحاب ہے۔ صاحب کے معنے وزیر یا یار یا مالک۔ اصحاب کا استعمال خاص کر رسول کریم ﷺ کے ساتھیوں پر ہوتا ہے یعنی جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو ایمان کے ساتھ دیکھا اور ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا۔

اصول: (جمع اصل کی) اصل لغت میں وہ ہے جس پر شے قائم ہو جیسے دیوار کی اصل اس کی بنیاد ہے کہ اس پر دیوار قائم ہے۔ اور معنی۔ قول، رائج، دلیل، قاعدہ اور قانون کی بھی اصل کہتے ہیں۔ اصول فقہ مسائل شرعیہ کے ایسے دلائل کا نام ہے جو شارع سے سنے گئے ہوں۔

اضحیٰ: اور اضحیہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں۔ مگر فراء کے نزدیک اضحیٰ مذکر و مونث دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور بعض نے اضحیٰ بفتح حمزہ جمع اضحاۃ کی کہا ہے اور اضحیہ لغت میں مطلقاً قربانی کے دن میں ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اس شریعت میں خاص خاص جانوروں کا عبادت کی نیت سے خاص خاص وقتوں میں یعنی دس، گیارہ، بارہ، ذبح کرنے کو کہتے ہیں، شب کو قربانی کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

آفاقی: وہ شخص جو میقات سے باہر رہتا ہو۔ مثلاً مدنی، عراقی، ہندی، شامی، یمنی، مصری، جاپانی، ترکی وغیرہ۔

افطار: روزہ شرعی کو اپنے اوقات تک تمام کر کے قصداً کھولنا۔

افک: (بہتان و تہمت) خصوصاً اس بہتان و تہمت کو کہتے ہیں جو منافقوں اور بدظنوں نے جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی تھی اس کا ذکر سورۂ نور، رکوع ۲ میں ہے۔

اکراہ: کسی امر پر مجبور کرنے کو کہتے ہیں۔

الحاد: (کجراہ ہونا) شریعت میں کفر اور ضلالت کو الحاد کہتے ہیں۔

الھام: جو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈالتا ہے۔ دیکھو وحی۔

ام الکتاب: قرآن مجید۔ سورہ فاتحہ۔ لوح محفوظ۔ آیات محکمات۔

ام المومنین: (مومنوں کی ماں) اصطلاحاً رسول کریم ﷺ کی بیوی۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں اور مسلمانوں کی ماں کے برابر ہیں۔ اسی لئے ان سے نکاح حرام تھا

امام: (سردار، سرگروہ) وہ شخص جو امر شرعی کے انجام دینے کے لئے قوم کے آگے آگے ہوتا ہے، پیروکار اس کے مطابق کام کرتے ہیں، نماز میں امام وہ شخص ہے جو نماز پڑھاتا ہے۔

امام اعظم: اصطلاح فقہاء میں امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ کو کہتے ہیں۔

اُمت: (گروہ۔ جماعت) مثلاً امت محمدیہ ﷺ وہی جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان ہوئی۔ امت موسوی وہ گروہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر چلتا ہے۔

امر بالمعروف: لوگوں کو شریعت کے مطابق کام کرنے کا حکم دینا۔

انصار: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ والے مومن آپ ﷺ کی اور مہاجروں کی مدد کرتے رہے اور ہر طرح سے ان کا ساتھ دیتے رہے۔ مدینہ منورہ کے ان لوگوں کو انصار کہتے ہیں۔

اومرا: (جمع امر) حکم۔ دیکھو احکام۔

اہل کتاب: (صاحب کتاب) ان رسولوں کی امت کو کہتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب اتری، یہود اور نصاریٰ کو جا بجا قرآن مجید میں اہل کتاب کہا گیا ہے۔

ائمہ: امام کی جمع۔

ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمد حنبلؒ۔

آیت: نشان۔ معجزہ۔ اصطلاحاً قرآن کی عبارت کا ٹکڑا۔

آیت الکرسی: دیکھو قرآن ۲:۲۵۵

ایثار: شریعت میں دوسرے کے نفس کو اپنے نفس پر مقدم رکھنے اور دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر ترجیح دینے اور اپنے اوپر مصیبت اور تکلیف اٹھا کر دوسرے کے ساتھ نیکی کرنے کے کہتے ہیں۔

ایصال ثواب: قرآن مجید تلاوت کر کے یا صدقہ دے کر یا خیرات دے کر اور کسی مالی یا بدنی عبادت سے کسی کو ثواب پہنچانا۔

ایلا: وہ قسم جو کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کی کھا بیٹھے۔ اگر ایسی قسم کھانے کے چار مہینے تک ہم بستری اور صحبت نہ ہو تو بیوی کو طلاق بائن پڑ جاتی ہے۔ اور پھر نکاح کئے بغیر دونوں ساتھ نہیں ہو سکتے۔ اگر چار مہینے کے اندر صحبت ہو جائے تو طلاق نہیں پڑتی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا لازم آتا ہے۔

باقیات: وہ اعمال صالحہ جن کا ثواب مرنے کے بعد برابر ملتا رہے یعنی صدقہ جاریہ جیسے مسجد یا مسافر خانہ یا کنواں، تالاب یا دینی مدرسہ بنوانا اور ان حکمات اور متروکہ صلحائے متقدمین کو کہتے ہیں جو انھوں نے اپنے بعد چھوڑے ہوں جیسے کوئی اچھی کتاب چھوڑی یا کوئی نیک رسم قائم کی ہو۔

بدعت: (نئی چیز ایجاد کرنا) عبادات کی قسم سے خواہ عادات کی قسم سے ہو۔ اس معنے کے اعتبار سے ہر نئی چیز کو اس کے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہیں۔ فقہاء نے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں۔ ۱۔ بدعت واجبہ۔ ۲۔ بدعت مستحبہ۔ ۳۔ بدعت مباحہ۔ ۴۔ بدعت مکروہہ۔ ۵۔ بدعت محرمہ۔ اصطلاح شریعت میں بدعت یہ ہے کہ دین میں کوئی ایسی چیز نکالیں جو دین کی نہ ہو یعنی جس کی شرع میں کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی۔ یعنی بدعت اس چیز یا کام کو کہتے ہیں جو امور دینیہ سے سمجھا جائے مگر کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے۔ اس معنے کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوائے مذمومہ کے نہیں ہو سکتی اور اس معنے کے اعتبار سے حدیث شریف میں ہے کہ کُلُّ بِدعۃٍ ضَلَالۃٌ۔ یعنی کل بدعت گمراہی ہے۔

برزخ: جو چیز دو چیزوں کے درمیان ہو اس کو برزخ کہتے ہیں۔ اصطلاح میں عالم برزخ وہ زمانہ ہے جو موت اور قیامت کے درمیان ہے۔

بعث: خلائق کا قیامت کے دن حساب و کتاب، اعمال و جزا و سزا کیلئے اپنی جگہ سے اٹھنا۔

بلد امین: مکہ معظمہ۔

بہتان: کسی شخص پر بُرائی کی ایسی بات لگانی اور جھوٹ موٹ تہمت دینی جو اس شخص میں نہ ہو۔

بیعت: فرمانبرداری کا معاہدہ۔ اصطلاح فقہاء میں بیعت اس کا نام ہے کہ کسی کے ہاتھ پر قول و قرار کرنا کہ خدا اور رسول ﷺ کے حکموں کی نافرمانی نہ کریں گے اور اس شخص کے کہنے پر جس کے ہاتھ پر یہ قول و قرار کیا ہے موافق شرع کے چلیں گے۔ جو شخص اس قسم کا قول و قرار کرتا ہے وہ مرید کہلاتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر قول و قرار کرتے ہیں اس کو پیر اور مرشد کہتے ہیں۔

تابعی: وہ مسلمان جس نے صحابہ کرام ؓ کو دیکھا اور جس کا ایمان خاتمہ ہوا۔

تبع تابعین: وہ مسلمان جس نے تابعین کو دیکھا ہے اور ایمان پر خاتمہ ہوا ہے۔

تحلیق: حج میں احرام اتارنے کے بعد بالوں کو منڈوانا۔

تسبیح: پاکی بیان کرنا۔ جیسے سبحان اللہ، الحمد اللہ وغیرہ۔

تصوف: (صاف ہونا) شریعت میں کمال صدق اخلاق و مشغولی کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے عشق و محبت اور سب احکام شرع میں کمال آداب کو ملحوظ رکھے۔ غوث اعظم فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا کا مقصد جانے یعنی ہر حال میں خدا کی رضا پر قائم رہے۔ دنیا کو چھوڑ دے۔ یعنی اپنی خواہش کو نبی کریم ﷺ کی خواہش میں گم کر دے۔ مُوتُوا انت قبلَ اَن مُوتُوا۔ یعنی موت سے پہلے مر جانا۔

تقصیر: حج میں احرام اتارنے کے بعد بالوں کو کتروانا۔

تقلید: کسی ایک کی اطاعت خواہ وہ اطاعت کسی خاص بات میں ہو خواہ کل باتوں میں۔

تقویٰ: اللہ تعالیٰ کا خوف و ڈر، اطاعت و طاعت۔ پرہیزگاری گناہوں سے دل کا پاک کرنا۔ شریعت میں ڈر ڈر کے خدا کی راہ میں چلنا۔ دل کا پاک کرنا۔ ان گناہوں سے جواب تک نہیں کئے ہیں تا کہ ایسی طاقت حاصل ہو جاوے کہ اس گناہ کے نہ کرنے کا پکا ارادہ کر سکے اور گناہ میں اور متقی میں پردہ پڑ جائے۔ تقویٰ کی تعریف یہ ہے۔ بچنا ہر اس شے جس سے دین میں ضرر کا خوف ہو۔ اس واسطے کہ جو بیمار پرہیز کرتا ہے۔ اس کو محاورہ عرب میں متقی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک مضر چیز سے خواہ وہ کھانے کی ہو یا پینے کی ہو بچتا رہتا ہے۔

تکبیر: اللہ کی بڑائی کرنے کو تکبیر کہتے ہیں۔ اصطلاح فقہا میں اللہ اکبر کہنے کو کہتے ہیں۔

تکبیر اولیٰ: نماز با جماعت میں جب امام پہلی بار اللہ اکبر کہتا ہے۔

توبہ: پشیمان ہونا۔ خدا کے خوف سے ترک کرنا، ایسے گناہ کو اختیار نہ کرنا اس طرح کا گناہ پہلے کر چکا

ہو۔ توبہ میں چار شرطیں ہیں۔

۱۔ گناہ کے اختیار کو پکے جی سے چھوڑے یعنی یہ ٹھان لے کہ کبھی اس کے گرد نہ پھروں گا۔

۲۔ ایسے گناہ سے توبہ کرے جو پہلے اس نے کیا ہو۔

۳۔ جو گناہ اس نے کیا ہے وہ اس گناہ کی مثل ہو جس کو یہ چھوڑنا چاہتا ہے اور مماثلت درجہ اور عذاب میں چاہیئے۔ ظاہر کی مشابہت ضروری نہیں۔

۴۔ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور عذاب دردناک کے ڈر سے کرنی چاہیے۔ دنیا کے لئے یا لوگوں کے خوف سے یا تعریف کی خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ نہ ہو۔

شیخ عبداللہ القادر جیلانی نے فرمایا۔ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت اور محبت کے ساتھ خلوص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے۔ اس وقت بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھنچ جاتا ہے اور روح اور قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہیں۔ اور اب وجود میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔

تورات: وہ آسمانی کتاب جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری، یہ کتاب بنی اسرائیل کے لئے راہ عمل تھی۔

توکل: کسی پر تکیہ اور بھروسہ کرنے کو توکل کہتے ہیں۔ اصل توکل اللہ پر ہر کام میں بھروسہ کرنا ہے۔ توکل سے یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ کرے۔ تدبیر ضروری ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ نیت نہ ہو کہ تدبیر سے یہ بات یا کام ضرور ہو جائے گا۔ تدبیر مکمل کرنے کے بعد نیت یہ رکھے کہ اس کام کا ہونا نہ ہونا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تدبیر لو مگر بھروسہ اللہ پر ہو، شیخ عبداللہ القادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ توکل اس کا نام ہے کہ اغیار کو چھوڑ کر خدا سے لَو لگانا اور اس کے سبب ظاہری کو بھول جانا اور اکیلے اس ذات پر بھروسہ کر کے ماسوائے بے پرواہ ہو جانا۔ توکل کی حقیقت بعینہ اخلاص کی حقیقت ہے اور حقیقت اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے اور یہ وہ توکل ہے کہ اپنی قوت سے نکل کر رب الارباب کی قوت میں آتا ہے۔

توھب: بلا قدرت اجتہاد کے ائمہ اربعہ ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ میں سے کسی خاص کے مسائل کے پابند نہ ہونے کو کہتے ہیں۔ یا باوجود تقلید مذہب معین کے مذاہب ائمہ مجتہدین سے کسی ایسے امر کا اعتقاد کرنا جس کی طرف اہل حق میں سے کوئی بھی نہ گیا ہو اس کو بھی توھب کہتے ہیں۔

تہلیل: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے کو تہلیل کہتے ہیں۔

جبر و اقتدار: جبر سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ انسان کو کوئی اختیار نہیں، وہ مجبور ہے جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کرتا ہے، قدر سے یہ مطلب ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کل اختیار دے دیا ہے۔ جدا جدا دونوں اعتقاد غلط ہیں۔ اگر دونوں کو ملا کر یوں مراد لیں کہ ایک ہی کام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے اور انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے

کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسان کی تدبیر اس کام کو مکمل کر دیتی ہے ایسا اعتقاد بہتر ہے اور قرآن سے ثابت۔ غرض یہ ہے کہ انسان نہ ایسا ہے کہ کل کام میں مختار ہے اور نہ ایسا ہے کہ مجبور ہے پس انسان مجبور اور ایک حد تک مختار ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام: ایک مقرب فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے پیغمبر ﷺ کے پاس وحی لایا کرتے تھے۔ ان کے بہت نام ہیں مثلاً روح، روح القدس، روح الامین، روح اعظم۔

جہاد: لغت میں کوشش کو کہتے ہیں۔ شریعت میں اسلام کی اشاعت کی کوشش کو یا دین اسلام کی اشاعت کے لئے کافروں سے لڑنے کو جہاد کہتے ہیں۔ جہاد فرض کفایہ ہے۔ لیکن اگر دشمن چڑھ آئے تو اس وقت جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

حدیث: (۱) جو پیغمبر ﷺ نے اپنی زبان سے فرمایا۔ (۲) یا خود کیا۔ (۳) یا آپ کے سامنے ہوا اور اس میں سکوت فرمایا۔ (۴) وہ کتاب جس میں اقوال و افعال آنحضرت ﷺ کے منقول ہیں۔ حدیث کی چھ کتابیں ہیں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ یا موطا امام مالکؒ۔ ان کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

حرام: وہ فعل ہے جس کا بلا عذر کرنے والا فاسق ہے اور عذاب کا مستحق ہے، حرام چیزیں وہ ہیں جن کو شریعت نے کھانے سے منع کیا ہے جیسے سانپ کا گوشت، سود وغیرہ۔ جب یوں کہیں کہ یہ عورتیں تمہارے لئے حرام ہیں تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ عورتیں تمہاری ایسی رشتہ دار ہیں جن سے تم نکاح نہیں کر سکتے یا کسی اور سبب سے ان عورتوں کو نکاح میں لانا تمہارے لئے ناجائز ہے۔

حریت: آزادی، غلام نہ ہونا۔

حلال: وہ فعل ہے جو حرام نہیں جس کے کرنے کی اجازت شریعت نے دی ہے۔ حلال چیزیں وہ ہیں جن کو کھانے کی شریعت نے اجازت دی ہے جیسے بکری اور گائے کا گوشت۔ جب یوں کہیں کہ یہ عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ان عورتوں سے ہم نکاح کر سکتے ہیں اور نکاح جائز ہوگا۔

حلق: حج اور عمرہ میں حرام کھولنے کے وقت بال منڈوانے کو حلق کہتے ہیں۔ حلق حج اور عمرہ کا ایک رکن ہے۔

حمد: کسی خوب کام پر کسی کی تعریف کرنا۔ مگر شرع میں یہ لفظ تعریف الٰہی میں استعمال ہوتا ہے۔

حواری: لغت میں مددگار و انصار کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً جن سے دین کی تقویت ہوئی اور جو کمی اور نقص دین میں بعد رسول کے ہو گئی ہو اس کو پورا کرنے والے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شروع شروع میں بارہ آدمی ایمان لائے اور ان کی مدد کی۔ ان بارہ آدمیوں کو حواری کہتے ہیں۔

خاتم النبیین: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبیوں میں آخری نبی۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ختم الرسل: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی

رسول نہ ہوگا۔

خمر: زبان عرب میں پہلے صرف انگوری شراب کو خمر کہتے تھے۔ امام اعظم کے نزدیک شراب انگوری کو کہتے ہیں۔ دوسروں کے نزدیک شراب انگوری ہو یا غیر انگوری یعنی جو نشہ والی ہو، خواہ انگور سے بنے یا جَو سے یا کسی اور شے سے۔

خمس: وہ پانچواں حصہ جو مال غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا۔ اس میں سے فقرا مساکین وغیرہ کی مدد کی جاتی تھی۔

دارالاسلام: وہ مقام جہاں کا حکمران مسلمان ہو اور احکام شرعی پورے طور سے جاری ہوں یا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں احکام اسلام اگرچہ جاری نہ ہوں مگر کافر یا غیر مذہب بادشاہ کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو۔ اور اہل اسلام وہاں پر باامن وامان رہ سکتے ہوں۔

دارالحرب: وہ مقام جو دارالسلام نہیں۔

دیت: خون بہا، کسی نے کسی کو مار ڈالا، اگر مقتول کے وارثان قاتل کو قتل نہ کریں اور اس قتل کے عوض میں کچھ مال لے کر معاف کر دیں تو جائز ہے۔ وہ مال جو قاتل وارثان مقتول کو دیتا ہے، دیت کہلاتا ہے۔

ذبح: حلال دموی جانور کا خون اس طرح نکالنا جیسا کہ شریعت نے حکم دیا ہے اور خون نکالنے کے وقت اللہ کا نام لینا چاہیے تکبیر کہی جائے۔ اگر کسی دوسرے کا نام لیا جائے گا تو وہ ذبح نہ کہلائے گا۔

ذبیحہ: وہ حلال جانور جو شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو۔

ذکر: یاد کرنا۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ چاہے تسبیح یا تقدیس یا تہلیل سے ہو یا کسی دوسرے عنوان سے۔

ذمی: وہ کافر یا غیر مذہب جو دارالسلام میں ہو اور جزیہ دے۔

راھب: وہ نصاری جو شادی نہ کرے اور بغیر بیوی کے اپنی زندگی بسر کرے اور گوشہ تنہائی میں اپنے مذہب کے طریقہ پر عبادت کرے۔ نصاریٰ کے زاہد جو قطع علائق سے زندگی بسر کرے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

ربوا: لغت میں زیادتی اور نشوونما کے معنی میں آتا ہے۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد ہے کہ مقروض نے جتنا لیا ہے اس سے زیادہ یا بہتر ادا کرے اور یہ افزونی یا بہتری اس کی ادائیگی کی شرط ہو۔ یہ حرام اور باطل ہے۔

رکن: لغوی معنی ستون۔ پایہ۔ رکن سے مراد وہ عمل ہے جو عبادت کے اندر داخل ہے اور لازمی ہے جیسے نماز میں رکوع و سجدہ یا حج میں احرام وطواف، زیارت اور وقوف عرفہ وغیرہ۔

رمل: طواف کعبہ کے وقت شانہ ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں۔

روح: اطبا کے نزدیک ایک لطیف بخار ہے جو اخلاط کے خلاصہ سے پیدا ہوتا ہے اور یہی حس و حرکت

اور حیات کا باعث ہے۔ پس جب تک یہ بخار بدن میں موجود ہے آدمی مرتا نہیں۔ جب کسی سبب سے یہ بخار زائل ہو جاتا ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔

فقہا کے نزدیک جیسا کہ قرآن مجید میں ہے یہ امر الٰہی ہے یعنی اللہ کا حکم ہے جب تک حکم الٰہی ہے اس وقت تک روح بدن میں رہتی ہے اور جب روح کو بدن سے باہر نکل جانے کا حکم ہوتا ہے تو روح نکل جاتی ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔ روح جسم سے نکل جاتی ہے۔ روح کو موت نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی روح کہتے ہیں۔

روح اعظم (جبرئیل) روح القدس۔ وہ روح جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

روح اللہ: حضرت عیسٰے علیہ السلام۔

ریا: ظاہر داری، دکھاوا۔ خالصاً مخلصاً اللہ کے لئے کوئی کار خیر نہ کرے بلکہ دکھاوے کے لئے کرے تاکہ لوگ اس کو اچھا کہیں۔ ریا کی ضد اخلاص ہے۔

زبور: وہ کتاب اللہ جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری۔

زکوٰۃ: لغت میں اس کے معنے طہارت، برکت اور بڑھنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں خدا کی راہ میں کسی مال مقررہ کو صرف کرنے کے ہیں۔ مال۔ سونا۔ چاندی۔ زیور، مویشی، غلہ وغیرہ کا وہ حصہ مقرر جس کو خیرات کرنے کا حکم ہے۔ اس خیرات سے باقی مال گویا پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے بقیہ مال میں برکت دیتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے۔ فرض قطعی ہے۔ سونا، چاندی، روپیہ سائمہ، جانور، زراعت، معاشرت مال تجارت، زکوٰۃ فطر، زکوٰۃ خاص ہے۔ اور صدقہ عام۔ صدقہ زکوٰۃ شامل ہے۔

سترہ: وہ چیز جو نمازی بوقت نماز اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے جب آگے نماز کے کوئی دیوار وغیرہ نہ ہو۔ نمازی کے آگے سے کسی شخص کا گزرنا منع ہے۔

سجدہ: (گردن زمین پر رکھنا) زمین پر یا کسی اور ساکن ٹھوس چیز پر اللہ کی بندگی اور عبادت کے لئے پیشانی کے رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔

سجدہ تلاوت: قرآن مجید میں بعض آیات ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ بقول ابوحنیفہؒ یہ سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہے۔ ایسی آیتیں چودہ ہیں۔ ان جگہوں میں یہ آیات ہیں۔ اعراف (رکوع ۲۴) رعد (۲) نحل (۵) بنی اسرائیل (۱۲) مریم (۴) حج (۲) فرقان (۵) نمل (۲) سجدہ (۲) ص (۲) حٰم سجدہ (۵) نجم (۳) انشقاق (۱۰) اقراء (۱)

سجدہ سہو: حالت نماز میں بھولے سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ جائے اس کی تلافی کے لئے ایک سلام کے بعد جو دو سجدے کئے جاتے ہیں۔

سحری: رات کے آخر وقت کو اور صبح صادق کے پہلے جو وقت ہے اس کو سحر کہا جاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں ماہ رمضان میں جو کچھ آخر رات کو قبل از صبح صادق روزہ دار کھاتے پیتے ہیں۔ اس کو سحری کہا جاتا ہے اگرچہ ایک

چھوہارہ اور پانی ہی کیوں نہ ہو۔

سعی: (کوشش و محنت) شرعی اصطلاح میں صفا و مروہ میں سات بار دوڑنا۔ یہ حج کا ایک رکن ہے۔

سکر: خرمے کا شیرہ جو کھا کے گاڑھا ہو گیا ہو۔ عام معنے مستی و نشہ کے ہیں فقہا کی اصطلاح میں مستی عشق الٰہی کو کہتے ہیں۔

سکرات: (بے ہوشی، بے شعوری) وہ تکالیف جو موت کے وقت ہوتی ہیں ان کو سکرات موت کہتے ہیں۔

سلویٰ: (بٹیر) حضرت موسٰے علیہ السلام کے وقت بنی اسرائیل پر تھوڑے دن من وسلویٰ اترا تھا۔

سنت: وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ سنت موکدہ۔ ۲۔ سنت غیر موکدہ۔

سنت شرعی: یہ ہیں۔ ۱۔ ختنہ کرنا۔ ۲۔ مونچھ ترشوانا۔ ۳۔ بغل کے بال منڈوانا۔ ۴۔ سر منڈوانا یا تمام سر پر بال رکھنا۔ ۵۔ ناخن ترشوانا۔ ۶۔ پاکی لینا یعنی ناف کے نیچے والے بالوں کو صاف کرنا۔

سنت غیر موکدہ: وہ فعل جو آنحضرت ﷺ نے کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک بھی کیا ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

سنت موکدہ: اس کو کہتے ہیں کہ جس پر پیغمبر ﷺ نے ہمیشہ مواظبت کی ہو اور احیاناً ترک فرمایا ہے۔ اس کا حکم عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے۔ یعنی بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔ ہاں اگر کبھی مجبوراً چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں۔

شرک: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک گرداننے کا نام شرک ہے جیسے بتوں کی پوجا وغیرہ۔ یعنی اللہ کے سوا بھی کسی حجر، شجر یا فرد کو قدرت والا سمجھنا۔

شریعت: لغوی معنے بڑی ندی۔ پانی کا کنارہ، جہاں خلائق پانی پیتے ہوں اور سیراب ہوتے ہوں۔ اصطلاح میں دین کا راستہ۔ جیسے شریعت محمدی ﷺ۔ یعنی وہ دین کا راستہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دکھلایا۔ اور جس پر مسلمانوں کو چلنے اور عمل کرنے کا حکم ہے۔ شریعت محمدی ﷺ کے احکام قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے قبل شریعت موسوی دین کا راستہ تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰے اور حضرت عیسٰے کو بتایا اور جن پر یہود اور انصاریٰ کو پیروی کرنے کا حکم ہوا تھا۔

شعائر اللہ: (علامت و نشان) اصطلاح شرع میں عبادات اور حج کی قربانی کو کہتے ہیں۔

شکر: نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت الٰہی کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھ کر منت و احسان مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ بقول ابن عباسؓ پروردگار کی اطاعت کرنا، ظاہر اور باطن میں سب اعضاء سے۔ منعم کی نعمت کے عوض اس کی بڑائی کرے۔ یہاں تک کہ منعم کی ناشکری سے مانع ہو۔

شکر کی کئی قسمیں ہیں جیسے شکر لسانی، شکر بالقلب، شکر بالارکان وغیرہ۔

شوط: (چکر) اصطلاحاً طواف کے وقت کعبہ کے گرد ایک مرتبہ گھومنے کو شوط کہتے ہیں۔ دوبارہ چکر لگائے تو دو شوط ہوئے۔

شہر الحرام: چار مہینے جن میں جنگ منع تھی۔ یعنی ذوالحجہ، محرم، صفر، رجب۔

شہید: (حاضری، گواہی میں امین) اللہ کی راہ میں مارا جانے والا۔ وہ شخص جس نے دین کی راہ میں جان دی ہو۔ شرع میں اس شخص کو کہتے ہیں جو حفاظت اسلام کے لئے اور دین کی چیزوں کو بچانے کے لئے مارا گیا ہو۔ شہید اس کو بھی کہتے ہیں جو اشاعت اسلام میں مرا ہو۔ شہید کی بہت سی قسمیں احادیث میں مذکور ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے۔ (۱) جہاد میں جو مارا جائے (۲) مرض طاعون میں جو مرا ہو (۳) زمانہ طاعون میں جو اور مرض سے مرا ہو (۴) جو ڈوب کر مرا ہو (۵) جو ذات الجنب میں مرا ہو۔ (۶) جو پیٹ کی بیماری سے مرا ہو۔ (۷) جو جمعہ کے دن مرا ہو (۸) جو جل کر مرا ہو۔ (۹) جو گر کر مرا ہو (۱۰) جو شہادت کی تمنا میں مرا ہو۔ (۱۱) جو مرض سل میں مرا ہو۔ (۱۲) جو حالت سفر میں مرا ہو (۱۳) جو مرض بخار میں مرا ہو۔ (۱۴) جو سانپ کے کاٹنے سے مرا ہو۔ (۱۵) جو اپنے مال یا اولاد کی حفاظت میں قتل کیا گیا ہو۔ (۱۶) جو بے گناہ قید خانہ میں مرا ہو۔ (۱۷) جو طلب علم دین میں مرا ہو۔ (۱۸) جو آنحضرت ﷺ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہو۔

صبر: (روکنا، انتظار کرنا، قید کرنا، بہادری سے برداشت کرنا) غوث اعظم نے فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ مصیبت و بلا میں استقلال سے رہے اور شریعت رسول اللہ ﷺ پر قائم رہے۔ صبر کئی قسم کا ہوتا ہے (۱) صبر اللہ، اللہ کے حکموں کو بجالاتا رہے اور نواہی سے بچتا رہے (۲) صبر مع اللہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت رہے اور کوئی چون و چرا نہ کرے۔ فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے پرسکون رہے (۳) صبر الی اللہ، ہر امر میں وعدہ اور وعید الٰہی کو مد نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت رہے۔

صحابہ: (دوست) رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور جن لوگوں نے آپ ﷺ کو ایمان کے ساتھ دیکھا اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔

صحاح ستہ: حدیث کی چھ کتابوں کی صحاح ستہ کہتے ہیں۔ ۱۔ صحیح بخاری۔ ۲۔ صحیح مسلم۔ ۳۔ سنن ابوداؤد۔ ۴۔ ترمذی۔ ۵۔ نسائی۔ ۶۔ ابن ماجہ۔

صدقہ: اللہ کی راہ میں کسی حاجت مند کو دینے کو صدقہ کہتے ہیں۔ اس کے دینے میں کسی قسم کے معاوضہ کا شائبہ نہ ہو۔ صدقہ فطر وہ صدقہ ہے جو عید میں دینے کا حکم ہے صدقہ نفل وہ صدقہ ہے جو وجوب شریعت سے ثابت نہ ہو۔ صدقہ واجب وہ صدقہ ہے جس کی فرضیت یا وجوب شریعت سے ثابت ہو۔ صدقہ واجب یہ ہیں۔ عشر، خراج، زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی۔

صفا و مروہ: مکہ معظمہ میں دو پہاڑیاں ہیں۔ حج اور عمرے میں ان دونوں کے درمیان

سات دفعہ دوڑا جاتا ہے۔ اس دوڑ کو سعی کہا جاتا ہے۔ اور سعی حج کا ایک رکن ہے۔

طریقت: روش اور مذہب کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں صوفیائے کرام کا ایک مسلک ہے۔

طلاق: (چھوڑنا۔ آزاد کرنا۔ کشادہ کرنا) شرعی اصطلاح میں قید نکاح سے عورت کو رہا کرنا۔ طلاق بائن وہ طلاق ہے جس میں مرد اپنی بیوی کو بغیر نکاح ہوئے بیوی نہ بنا سکتا ہو۔ طلاق رجعی میں اپنی بیوی کی طرف بغیر نکاح کے عدت کے اندر پھر رجوع کر سکتا ہے طلاق مغلظہ وہ طلاق ہے جس میں مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے۔ پھر وہ اس عورت کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ پھر نکاح اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ عورت ایک دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ اس کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے رہے۔ پھر جب مرد اپنی رضامندی اور خوشی سے طلاق دے دے اور عدت گزر جائے۔ تب پہلا مرد عورت کی رضا سے عقد کر سکتا ہے۔

طواف: (گرد گھومنا) کعبے کے گرد گھومنے کو طواف کہتے ہیں۔

عالم برزخ: دنیا اور آخرت کے درمیان وہ عالم ہے جس میں انسان دنیا سے جانے کے بعد قیامت قائم ہونے تک رہتا ہے۔

عبادت: شرعی طریقہ سے اللہ کی بندگی کو عبادت کہتے ہیں۔

عدت: وہ عرصہ جس میں طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے گھر رہے۔ عدت کے دوران عورت کا دوسرا نکاح جائز نہیں۔

عشر: یہ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ بارانی زمین کی پیداوار کا 1/10 حصہ اور چاہی و نہری زمین کی پیداوار کا 1/20 حصہ عشر ہوتا ہے۔

عقد: (گرہ، عہد و قرار، معاہدہ۔ جب نکاح میں مستعمل ہوتا ہے تو شریعت میں اس خاص معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد اور عورت کے باہم اجتماع کے لئے ہر شریعت میں ہوتا چلا آیا ہے۔ اس خاص معاہدہ کے بغیر مرد اور عورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے جائز نہیں رکھا۔ مسلمانوں کے ہاں اس عقد کو عرف عام میں نکاح کہا جاتا ہے۔

عمرہ: ایک عبادت جس میں مسلمان احرام باندھ کر مکہ معظمہ جاتے ہیں اور کعبہ کا طواف اور سعی کرتے ہیں، حج کی طرح، لیکن عمرہ میں وقوف عرفہ نہیں ہے۔

غیب: وہ باتیں جن کو انسان اپنے حواس عقل اور دوسرے ذرائع سے معلوم نہ کر سکے مثلاً مرنے کے بعد کا حال یا جنت اور دوزخ وغیرہ۔

فاتحہ: سورۃ الحمد کو سورۃ فاتحہ کہتے ہیں۔

فاسق: وہ شخص جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہو۔ مثلاً شراب خور، چغل خور، غیبت کرنے والا۔

فرض: وہ ہے جو قرآن مجید سے یا دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ فرض عین وہ فرض ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی بغیر

عذر شرعی چھوڑے وہ عذاب کا مستحق ہوگا اور وہ فاسق ہے۔ فرض کفایہ وہ فرض ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ جماعت میں سے اگر ایک نے یا ایک سے زیادہ نے ادا کر دیا تو وہ سب کی طرف سے ادا ہو گیا۔ اگر جماعت میں سے کسی نے ادا نہ کیا تو سب کے سب جماعت والے گنہگار ہوں گے۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

فرقان: (فرق کرنا) وہ چیز جو حق و باطل میں فرق کرے۔ اس کے متعلق اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن ہے، کوئی کہتا ہے کہ معجزات ہیں، کوئی کہتا ہے عقل سلیم اور کوئی یہ کہتا ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے صحیفے ہیں۔

قیام: (کھڑے ہونا) نماز کی اس حالت کو قیام کہتے ہیں جس میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔

کافر: چھپانے والا، دور رہنے والا، چھپانے والا دین حق کو۔ اصطلاح شرع میں وہ جو کہ بے دین ہو اور خدائے واحد پر اور اس کے احکام پر ایمان نہ لاتا ہو۔

کفارہ: (چھپانے والا گناہوں کا) ادا کرنا معاوضہ گناہ کا، شریعت میں یہ وہ بدلہ ہے جو جنایت کے عوض میں دیا جائے مثلاً قسم توڑنے کا، روزہ کو بغیر وجہ کے توڑنے کا کفارہ ہے۔ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا تین روزے رکھے وغیرہ۔

کفر: (دور رہنا، چھپانا) دین حق کے چھپانے کو کہتے ہیں۔ شریعت میں بے دینی خدائے واحد اور اس کے احکام پر ایمان نہ لانے کو کفر کہتے ہیں۔

گناہ: جس فعل کے کرنے کا حکم خدا اور رسول ﷺ نے کیا ہو اس کے نہ کرنے کو اور جس فعل کے کرنے سے منع کیا ہو اس کے کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ گناہ صغیرہ، چھوٹے چھوٹے گناہ۔ گناہ کبیرہ وہ جو گناہ صغیرہ نہ ہوں یعنی بڑے بڑے گناہ۔ بعض نے ان سب کاموں کو گناہ کبیرہ کہا ہے جن کے کرنے سے خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں منع فرمایا ہے۔ بعض کے نزدیک وہ کام جن کی سزا دوزخ ہے۔ بعض کے نزدیک جن کی وجہ سے شریعت سزا دیتی ہے۔ بعض علماء کا اتفاق ہے کہ گناہ کبیرہ یہ سب ہیں (۱) شرک (۲) گناہ صغیرہ پر اڑے رہنا (۳) خدا کی رحمت سے ناامید ہونا (۴) عذاب الٰہی سے نہ ڈرنا (۵) جھوٹ کو سچ کہہ دینا (۶) جھوٹی گواہی دینا (۷) نیکوکار کو زنا کی تہمت لگانی (۸) قسم کھا کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کہہ دینا (۹) کسی مسلمان کا مال ناحق اس کے قبضے سے نکال لینا (۱۰) جادو (۱۱) خمر یا کسی مست کرنے والی شے کا الزام دینا (۱۲) یتیم کا مال ظلماً کھانا (۱۳) ناحق کسی کو مار ڈالنا (۱۴) سود کھانا (۱۵) چوری (۱۶) ماں باپ کی نافرمانی یعنی دکھ اور ایذا دینا (۱۷) مسلمان کو گالی دینا (۱۸) جھوٹ (۱۹) غیبت اور چغلی وغیرہ۔

لیلۃ القدر: مبارک، عزت اور مرتبہ والی رات۔ اصطلاح شرع میں ماہ رمضان کی اس رات کو کہتے ہیں جس کی برکتیں ہزاروں راتوں سے افضل ہیں۔ اور جس میں خاص طریقے سے نزول برکات و تجلیات شروع ہوتا ہے۔ اس رات کے تعین میں اختلاف ہے مگر شب طاق میں اس کا ہونا بالاتفاق کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ رمضان کے آخر عشرہ میں لیلۃ القدر آتی ہے جیسے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، اس رات میں سب سے پہلے نزول قرآن کا

آسمانی دنیا پر ہوا۔

متشابہات: قرآن کی وہ آیتیں جو مختلف المعنیٰ اور مبہم ہیں یا جن کے مطالب پوشیدہ ہیں۔ خواہ بوجہ مجمل ہونے کے خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے یا جن کے معنے سوا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے کسی کو معلوم نہیں۔

مجاہد: جہاد کرنے والا۔ وہ مسلمان جو کافروں سے اسلام کے بارے میں لڑتا ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں مجاہد وہ شخص ہے جو خواہش نفسانی سے لڑے اور جہاد کرے یعنی اپنی نفسانی خواہشات کو زیر اور مغلوب کرے۔

محکمات: قرآن کی وہ آیتیں جو پکی اور جن کے معنے صاف صاف اور کھلے کھلے ہیں یہ سب واجب الاعتقاد والعمل ہیں۔

مرتد: وہ شخص جو پہلے مسلمان ہو۔ بعد اس کے پھر اس کا عقیدہ خراب ہو جائے اور کسی دوسرے مذہب کو قبول کرے۔

مستحب: وہ فعل جس کو رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی۔ اس کا کرنے والا ثواب کا حقدار ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔

مقطعات: قرآن میں کئی سورتوں کے شروع میں حروف ہیں جن کو مقطعات کہتے ہیں الم سورۃ احقاف میں وغیرہ۔ مفسروں نے طرح طرح کے مطالب اور اشارے اپنے خیالات کے موافق نکالے ہیں۔ مراد ان کی اللہ ہی جانتا ہے اور رسول اللہ ﷺ۔

ملحد: وہ شخص جو راہ حق سے برگشتہ و فاسق و بے دین ہو۔

مناجات: (سرگوشی کرنا) اصطلاح میں خدا سے دعا کرنے کو کہتے ہیں۔ نجات مانگنا۔

منافق: نفاق رکھنے والا۔ پوشیدہ رکھنے والا۔ وہ شخص جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ کہے۔ وہ شخص جو دل میں کفر چھپا کر رکھے اور زبان سے ایمان ظاہر کرے، ظاہراً دین اسلام پر ایمان رکھتا ہو اور دل سے ایمان نہ رکھتا ہو۔

من وسلویٰ: من بمعنی ترنجبین اور شیریں رطوبت جو بعض درختوں پر منجمد ہو جاتی ہے۔ سلویٰ بمعنی بٹیر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت بنی اسرائیل پر تھوڑے دنوں تک اسمان سے من وسلویٰ اترا تھا۔

میثاق: عہد و پیمان۔ اصطلاح میں وہ عہد و پیمان جو اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں ہماری روحوں سے لیا تھا۔ روز ازل اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی روحوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ تو روحوں نے جواب دیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ اس عہد کو میثاق کہتے ہیں۔

نصاب: مال کی وہ مقدار جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

نعت: شریعت کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور تعریف بیان کرنا۔

نھی عن المنکر: ممنوعات سے روکنا۔

نیت: (دلی ارادہ یا قصد) اصطلاح شرح میں کسی شرعی کام کے کرنے کا ارادہ دل سے کرنا جائز ہے۔زبان سے بے شک کہے یا نہ کہے۔

واجب: (ثابت ولازم ہونا) وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔اس پر عمل کرنے سے ثواب اور ترک کرنے سے عذاب ہوتا ہے۔اس کو بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے۔جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہے، کافر ہے۔

واجبات شرعی: سات ہیں (۱) عید الفطر کا صدقہ (۲) بقرعید کی قربانی (۳) وتر کی نماز (۴) قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک (۵) ماں باپ کی خدمت (۶) بیوی کو خاوند کی تابعداری اور آپس کے حقوق کو برتنا (۷) عمرہ۔

وحی: لغوی معنی بھیجنا۔اشارہ اور تنبیہ کرنا۔شرعی اصطلاح میں وہ باتیں جو خدا کی طرف سے نبیوں کے پاس پہنچتی ہیں۔وہ علم مراد ہے جو ملکہ نبوت کے ذریعہ سے نبی کو حاصل ہوتا ہے۔اس نزول کے چند طریقے ہیں (۱) خداوند تعالیٰ کا پیغام فرشتے کے ذریعے سے سنا جائے (۲) بذریعہ آواز کلام الٰہی سنا جائے (۳) دل میں بلا واسطہ کلام کی کوئی بات ہو (۴) خواب و کشف سے کلام معلوم ہو۔

وعید: اللہ تعالیٰ نے جو عصیان اور نافرمانی کے عذاب سے ڈرایا ہے اور خوف دلایا ہے اس کو وعید کہتے ہیں۔

وقوف: (ٹھہرنا) اصطلاح میں عرفات اور مزدلفہ میں پہنچ جانے کو وقوف کہتے ہیں۔

ہبہ: کسی کو کچھ دینا اور اس کے عوض کچھ نہ لینا۔

ہجرت: (چھوڑنا) اپنے وطن کو چھوڑ کر بود و باش کے لئے کسی اور جگہ جا بسنے کو ہجرت کہتے ہیں۔

یقین: یقین کے تین درجے ہیں (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین۔پہلے درجے علم الیقین سے مطلب یہ ہے کہ بن دیکھے کسی کام یا چیز کو اور اس کی حقیقت اور ماہیت کو اس طرح جاننا کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔

دوسرا درجہ عین الیقین ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھ کر اتنا یقین ہو جائے کہ کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

تیسرا درجہ حق الیقین کا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں خود مل جائے اور جب مل گیا تو بالکل یقین ہی یقین ہو گیا۔

ان درجوں کو سمجھنے کے لئے آگ کی مثال لے لیں۔آگ کی تاثیر جلانے کی ہے۔جب اس نے سنا کہ آگ نے کسی چیز کو جلا دیا اور پر اس یقین ہو گیا تو یہ علم الیقین ہے۔جب اس نے اپنی آنکھوں سے کسی چیز کو جلتے ہوئے دیکھا تو آگ کی تاثیر اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔یہ یقین عین الیقین ہوا۔اور جب آگ میں خود جا پڑا اور جلنے لگا تو اس وقت کا یقین جو حاصل ہوا وہ حق الیقین ہے۔

اسلامی ممالک

کرۂ ارض پر خشکی سے ڈھکے سات براعظموں میں سے چھ پر انسان آباد ہے۔انٹارکٹیکا واحد براعظم ہے جہاں انسانی آبادی نہیں ہے۔چھ براعظموں میں سے ایشیاء، یورپ، افریقہ میں مسلمان ممالک ہیں۔جبکہ جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ اور براعظم آسٹریلیا میں کوئی اسلامی ملک نہیں ہے۔اس وقت دنیا میں مسلمان ممالک میں سے 27 ممالک براعظم ایشیاء، براعظم افریقہ میں 23 ممالک اور براعظم یورپ میں 4 ممالک موجود ہیں۔

براعظم ایشیا کے مسلم ممالک کے نام

(1) قازقستان، مسلم دنیا اور براعظم ایشیا کا رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک۔وسطی ایشیائی ریاستوں میں واقع ہے۔

(2) انڈونیشیا، مسلم دنیا اور براعظم ایشیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک۔

(3) پاکستان، مسلم دنیا کی واحد جوہری طاقت۔

(4) افغانستان (5) سعودی عرب (6) ایران (7) ترکی (8) شام (9) اردن

(10) کویت (11) قطر (12) بحرین (13) اومان (14) مالدیپ (15) یمن (16) عراق

(17) بنگلہ دیش (18) ملائشیا (19) برونائی دارالسلام (20) ازبکستان (21) لبنان

(22) آذربائی جان (23) ترک قبرص (24) کرغیزستان (25) فلسطینی ریاست

(26) تاجکستان (27) ترکمانستان

براعظم افریقہ کے ممالک

(1) سوڈان، رقبہ کے لحاظ سے براعظم افریقہ کا سب سے بڑا اور اسلامی دنیا کا دوسرا بڑا ملک۔

(2) الجزائر (3) برکینا فاسو (4) چاڈ (5) کوموروس (6) جبوتی (7) مصر (8) اری ٹیریا (9) ایتھوپیا (10) گیمبیا (11) گنی (12) گھانا (13) لیبیا (14) مالی (15) موریطانیہ

(16) مراکش (17) نائیجر (18) نائجیریا (19) سینیگال (20) سیوری الیون

(21) صومالیہ (22) تیونس (23) مغربی صحارا۔

براعظم یورپ کے اسلامی ممالک

(1) ترکی:۔ترکی کا زیادہ حصہ براعظم ایشیاء میں شامل ہے۔

(2) البانیہ (3) بوسنیا ہرزی گووینا (4) کوسوو۔

رقبہ کے لحاظ سے سب سے چھوٹا اسلامی ملک مالدیپ ہے، مالدیپ دنیا کا نواں سب سے چھوٹا ملک بھی ہے

آبادی کے لحاظ سے بھی مالدیپ اسلامی دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک ہے۔

کوموروس براعظم افریقہ کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک ہے۔

اسلامی ممالک کا پست ترین مقام بحیرہ مردار ہے جو کہ سطح سمندر سے 1340 فٹ نیچے ہے یہ بحیرہ اردن اسرائیل کے درمیان واقع ہے۔

افریقی اسلامی ممالک کا پست ترین مقام جھیل آصل ہے جو کہ جبوتی میں واقع ہے یہ مقام سطح سمندر سے 512 فٹ نیچے ہے۔

بحیرہ کیسپئین وسطی ایشیا میں اسلامی ممالک کا سب سے پست ترین مقام ہے اس کے ساتھ ایران، قازقستان آزربائی جان کی سرحدیں ملتی ہیں بحیرہ کیسپئین کا شمار براعظم یورپ میں بھی کیا جاتا ہے بحیرہ کیسپئین سطح سمندر سے 92 فٹ نیچے ہے۔

انڈونیشیا میں دنیا اور اسلامی ممالک میں سب سے زیادہ آتش فشان پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ اسلامی ممالک کا بلند مقام کوہ قراقرم کی پہاڑی چوٹی ماؤنٹ گڈون آسٹن K-2 پاکستان میں ہے کے ٹو کی بلندی 28250 فٹ بلندی ہے عالمی رینکنگ میں اس کا دوسرا نمبر ہے۔

اسلامی ممالک سے باہر سب سے زیادہ کلمہ گو مسلمان بھارت میں ہیں ایک رپورٹ کے مطابق بھارت میں مسلمانوں کی آبادی پاکستان کی کل آبادی سے زیادہ ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا دریا نیل براعظم افریقہ کے ممالک سوڈان اور مصر میں بہتا ہے۔ دریائے نیل کو اسلامی ممالک اور براعظم افریقہ کے اسلامی ممالک میں سب سے بڑا دریا ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ صحرائے اعظم دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے۔ اسکا رقبہ 3.5 ملین مربع میل ہے مراکش، مغربی الجزائر، تیونس لیبیا، مصر موریطانیہ، مالی نائیجر، چاڈ ایتھوپیا، اس صحرا میں واقع ہیں بڑا صحرا صحرائے عرب بھی اسلامی ممالک ہے اس کا رقبہ 1 ملین مربع میل سے زائد ہے سعودی عرب، کویت قطر، متحدہ عرب امارات، اومان یمن اور عراق میں واقع ہے۔

ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں واقع پیٹروناس ٹاور اول اور دوئم دنیا۔

اسلامی دنیا کی بلند ترین عمارت ہے اس عمارت کی 88 منزلیں جبکہ اونچائی 254 میٹر ہے۔

اسلامی دنیا کا طویل ترین پل از مت خلیج ترکی میں واقع ہے اس کی لمبائی 5472 فٹ ہے۔ دنیا کا بلند ترین ڈیم روگون تاجکستان میں دریائے وخش پر واقع ہے اس ڈیم کی بلندی 1099 فٹ ہے۔

اسلامی دنیا کا پہلا ایٹمی بجلی گھر 1972ء میں کراچی تعمیر کیا گیا۔

دنیا کی سب سے طویل جہازی نہر سویز مصر میں واقع ہے اس کی لمبائی 100 میل چوڑائی 197 فٹ گہرائی 24 فٹ ہے اس نہر کو فرانسیسی انجینئر نے بنایا تھا

متحدہ عراب امارات متحدہ عرب 1971 میں سات ریاستوں کی فیڈریشن کے بعد وجود میں آیا تھا۔ متحدہ عرب امارات میں شامل ساتوں ریاستیں مسلمان ہیں۔

جو درج ذیل ہیں (1) ابوظہبی (2) دبئی (3) شارجہ (4) فجیرہ (5) راس الخیمہ (6) ام القوائن (7) عجمان

موتمر عالم اسلامی

موتمر عالم اسلامی کا قیام 1926 میں مکہ میں قائم کی گئی مولانا محمد علی جوہر اور سید سلیمان ندوی نے مسلمانوں برصغیر پاک و ہند کی نمائندگی کی شرف حاصل کیا۔ بعدازاں یہ تنظیم گمنام ہوگئی۔ 1949ء میں اسکا دوبارہ احیاء کیا گیا۔ اسکا پہلا اجلاس کراچی میں ہوا جسکا افتتاح گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین نے کیا تھا موجودہ دور میں یہ تنظیم کافی فعال اور موثر کردار ادا کر رہی ہے۔

بین الاقوامی اسلامی سربراہی کانفرنس (او آئی سی)

21 اگست 1969ء کو یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کی ناپاک کوشش کی تو پوری دنیا کے سنی مسلمان ممالک میں شدید ردعمل پیدا ہوا جبکہ اس واقع سے پہلے مسلمانان عالم کے مشترکہ مفادات کی نگرانی اور دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگی اختیار کرنے کیلئے بہت سی اجتماعی کوششیں جاری تھیں مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کے واقعہ نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹا ہونے پر مجبور کر دیا یوں پہلی بار 25 اگست کو مراکش کے شہر رباط میں اسلامی ممالک کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس کے بعد اسلامی ممالک کی سربراہی تنظیم (او آئی سی) کا قیام عمل میں آیا۔ او آئی سی کا سربراہی اجلاس ہر چار سال بعد منعقد ہوتا ہے اپنے قیام سے لیکر آج تک اس تنظیم نے مسلمانان عالم کے مسائل کو حل کرنے کیلئے اجتماعی اور موثر کوششیں جاری رکھی ہے۔

خصوصی کمیٹیاں

(1) قائمہ کمیٹی برائے سائنسی اور تکنیکی تعاون کامسک قیام 1981ء (2) مستقل مالی کمیٹی ظلپائنی مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لینے والی خصوصی کمیٹی اور کشمیر رابطہ گروپ (3) قائمہ کمیٹی برائے اطلاعات اور ثقافتی امور (4) قائمہ کمیٹی برائے اقتصادی اور تجارتی تعاون کامسک 1981ء (5) اسلامی کمیشن برائے اقتصادی، ثقافتی اور سماجی امور 1976ء (6) القدس کمیٹی کا قیام 1975ء (رباط مراکش)۔

ذیلی ادارے

(1) بین الاقوامی کمیشن برائے تحفظ اسلامی ثقافتی ورثہ قیام 1982ء (استنبول ترکی) (2) اسلامی مرکز برائے تجارتی ترقی قیام 1983ء کاسابلانکا (مراکش) (3) اسلامی فاؤنڈیشن برائے سائنس، ٹیکنالوجی اور ترقی افستاد سعودی عرب (1981ء) (4) اسلامی ادارہ برائے فقیات قیام 1981ء ڈھاکہ بنگلہ دیش (5) اسلامی فقہ اکیڈمی قیام 1982ء (جدہ) (6) اسلامی یکجہتی فنڈ قیام سعودی عرب (7) اسلامی یونیورسٹی نیجر۔ نیجر 1984ء (8) اسلامی یونیورسٹی یوگینڈا قیام 1988ء کمپالا (9) تحقیقی مرکز برائے اسلامی تاریخ، فن اور ثقافت، قیام 1979ء استنبول (ترکی) (10) شماریات، اقتصادی اور سماجی تحقیق اور تربیت کا مرکز برائے اسلامی ممالک، قیام انقرہ ترکی 1978ء۔

خصوصی ادارے

(1) بین الاقوامی اسلامی خبر رساں ایجنسی (IINA) مرکزی دفتر جدہ 1972ء (2) اسلامی ترقیاتی بنک (IDB) مرکزی دفتر جدہ (سعودی عرب) قیام اکتوبر 1975ء (3) اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ادارہ (آئیسکو) (ISESCO) قیام رباط مراکش 1982ء (4) اسلامی ریاستوں کا نشریاتی ادارہ (Isbo) قیام جدہ۔

ملحقہ ادارے

(1) بین الاقوامی اسلامی بینکوں کی ایسوسی ایشن (IAIB) قیام 1977ء مرکزی دفتر جدہ سعودی عرب (2) اسلامی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری قیام 1979ء، مرکزی دفتر کراچی پاکستان (3) اسلامی کمیٹی برائے بین الاقوامی ہلال احمر قیام مرکزی دفتر جدہ (سعودی عرب) (4) اسلامی یکجہتی کی کھیلوں کی فیڈریشن قیام سعودی عرب 1981ء (5) اسلامی دارالحکومتوں اور شہروں کا ادارہ قیام جدہ (سعودی عرب) 1980ء (6) ادارہ برائے اسلامی شپ اونرز ایسوسی ایشن قیام جدہ 1981ء۔

رکنیت

اسلامی ممالک کی تنظیم کی رکنیت تمام اسلامی ممالک کو حاصل ہے۔ البانیا 1992ء میں اس کی رکنیت حاصل کی لیکن وہ 17 اگست 1998ء کو کانفرنس سے علیحدہ ہو گیا۔

پہلی سربراہی کانفرنس رباط (مراکش) 22 ستمبر 1969ء، شریک ممالک-----24

مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کے المناک حادثے کے تمام پہلوؤں اور عرب اسرائیل تنازعہ کا جائزہ

دوسری سربراہی کانفرنس 22 فروری 1974ء لاہور، (پاکستان)-----38

بیت المقدس کی آزادی، مشرق وسطیٰ اور فلسطینیوں کے مستقبل، مسلم یکجہتی فنڈ کا قیام، باہمی اقتصادی تعلقات اور امن کے فروغ اور دوسرے امور کے بارے میں اہم فیصلے۔

تیسری سربراہی کانفرنس 25 تا 28 جنوری 1981ء مکہ مکرمہ (سعودی عرب) شریک ممالک---38

اطلاعی اداروں کی ترقی، سائنسی تنظیم آئیسکو کا قیام اور اسلامی ممالک میں سائنسی اور ثقافتی تعاون کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور افغانستان اور ایران عراق جنگ اور مقبوضہ عرب علاقوں پر اسرائیلی قبضے کو ختم کرنے اور دفاعی میدان میں تعاون بڑھانے کا فیصلہ۔

چوتھی سربراہی کانفرنس 16 جنوری 1984ء کاسابلانکا مراکش شریک ممالک-----42

افغانستان سے سوویت یونین کی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ مصر کو دوبارہ اسلامی کانفرنس کی رکنیت دینے، سائنس و ٹیکنالوجی کی ضرورت، علاقائی بنیاد پر ثالثی اور مصالحتی کمیشن قائم کرنے، اسلامی ممالک کو درپیش مسائل، ایران عراق جنگ کے خاتمے، مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کے قیام کے لئے اقتصادی مسائل کا جائزہ۔

پانچویں سربراہی کانفرنس 26 جنوری 1987ء کویت شریک ممالک----42

عراق ایران جنگ ختم کرنے، اسرائیل کے ساتھ روابط نہ رکھنے، بین الاقوامی اسلامی عدالت انصاف کی منظوری، منشیات کے خاتمہ، ایٹمی تنصیبات پر حملوں کی روک تھام کیلئے بین الاقوامی اقدامات اختیار کرنے پر زور دیا گیا نیز باہمی تعاون کو فروغ دینے کی بھی سفارش۔

چھٹی سربراہی کانفرنس 9 تا 11 دسمبر 1991 ڈاکار (سینی گال) شریک ممالک----45

اسلامی مشترکہ منڈی کے قیام، رکن ممالک اجتماعی سلامتی کے لئے ذرائع پر انحصار، مسئلہ کشمیر کے حل، آذر بائیجان کی رکنیت کا فیصلہ، بابری مسجد کی بے حرمتی اور اسے مسمار کرنے کی کاروائی کی مذمت، مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی کوششوں کو تیز کرنے اور غیر مسلم ممالک میں مسلمان اقلیتوں کو درپیش مسائل حل پر زور۔

ساتویں سربراہی کانفرنس دسمبر 1994ء (کاسابلانکا، مراکش) شریک ممالک-----52

مسلم ممالک کو درپیش مسائل کا تفصیلی جائزہ، فلسطین، بوسنیا ہرزیگوینا، افغانستان کے مسئلے کا حل تلاش کرنے، کشمیر میں او آئی سی کا خصوصی وفد بھیجنے کی قراردادیں منظور کی گئیں۔ نیز انتہا پسند قوتوں کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ضابطہ اخلاق مرتب کیا گیا۔

آٹھویں سربراہی کانفرنس 9 دسمبر 1997ء تہران، ایران، شریک ممالک-----55

مشرق وسطیٰ میں امن کا قیام، افغانستان میں خانہ جنگی کا خاتمہ، عرب پر اسرائیلی حملوں کی مذمت، یہودی بستیوں کی توسیع کی مذمت، مشرق وسطیٰ کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنا، القدس کو فلسطینی ریاست کا دارالحکومت قرار دینا، بوسنیا ہرزے گووینا کے ساتھ اظہار یکجہتی، آذربائیجان کے خلاف آرمینیا کی جارحیت کا استرداد، کشمیریوں کو حق خودارادی دینے، دہشت گردوں کو سیاسی پناہ نہ دینے، توہین رسالت کے خاتمے کے لئے دستاویز تیار کرنا جیسے اہم فیصلے کیے گئے۔

غیر معمولی سربراہی اجلاس، اسلام آباد، پاکستان

پناہ گزینوں اور آفات سماوی کی صورت میں بھرپور امداد، القدس سمیت اسلامی تحریکوں کی حمایت، محکوم اور نو آبادیاتی ممالک کے عوام کے حقوق کی واپسی، دہشت گردی کے خاتمے اور سائنسی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا گیا۔

نویں سربراہی کانفرنس 12 تا 14 نومبر 2000ء، دوہا (قطر) شریک ممالک-----56

اسلامی ممالک اسرائیل کا بائیکاٹ کریں۔ فلسطینی علاقوں میں امن فوج تعینات کرنے، اسرائیل میں واقع سفارت خانے بیت المقدس میں منتقل نہ کرنے، ایسا کرنے والے ممالک سے تعلقات توڑ لینے کا فیصلہ۔ عراق اور کویت میں صلح کرائی جائے۔ اسرائیل کے جنگی جرائم کا جائزہ لینے کے لیے بین الاقوامی ٹریبونل قائم کرنے کا مطالبہ۔ کشمیریوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے رابطہ گروپ مقبوضہ کشمیر بھجوانے کا فیصلہ۔

دسویں سربراہی کانفرنس کوالالمپور، ملائیشیا

دہشتگردی کے خاتمے کے لئے سخت کوشش کرنا، رکن ممالک کے درمیان دفاعی تعاون کے فروغ کا فیصلہ

،اسلامی انتہاء پسندی کے خاتمے کے لئے اقدامات کی ضرورت پر زور۔

نوٹ: اسلامی سربراہی کانفرنس کے اب تک دو خصوصی اجلاس ہو چکے ہیں جن میں سے پہلا اجلاس اگست 1997ء میں اسلام آباد میں ہوا جو قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی تقریبات کا حصہ تھی۔

اسلامی سربراہی کانفرنس کا دوسرا خصوصی اجلاس 8 دسمبر 2005ء کو مکہ المکرمہ میں ہوا جس میں او آئی سی کی تشکیل نو پر غور وخوض ہوا۔

اسلامی کانفرنس تنظیم کے سیکرٹری جنرل

1۔ تنکو عبدالرحمٰن (ملائیشیا)	26 دسمبر 1970ء تا 1973ء
2۔ حسن التہامی (مصر)	یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1975ء
3۔ عبدالکریم گابا (سینی گال)	یکم جنوری 1975ء تا 1979ء
4۔ حبیب شطی	اکتوبر 1979ء تا 31 دسمبر 1984ء
5۔ سید شریف الدین پیرزادہ (پاکستان)	یکم جنوری 1985ء تا 31 دسمبر 1988ء
6۔ حامد الغابد	یکم جنوری 1989ء تا 31 دسمبر 1996ء
7۔ عزیز الدین الاراکی	یکم جنوری 1997ء تا
8۔ عبدالھود بلکے عزیز	انتخاب 29 جون 2000ء

☆ ☆ ☆

عالمی جغرافیہ

جغرافیہ کی تعریف:۔

Geo اور Graphy کا مرکب (جیوگرافی) انگلش زبان کا لفظ جسکا مطلب زمین کا علم بیان کرتا ہے۔ اردو میں اسے جغرافیہ کہتے ہیں۔ علم کی ایک شاخ کی حیثیت سے علم جغرافیہ کا مقصد یہ ہے کہ زمین کی ہیئت ترکیبی کے متعلق بتایا جائے۔ علم جغرافیہ کی بنیادی طور پر دو بڑی شاخیں ہیں 1 طبعی جغرافیہ۔ 2 انسانی جغرافیہ' زمین کی شکل چپٹی اور رقبہ 196,949,970 مربع میل اور تین چوتھائی حصے پر پانی اور عناصر میں لوہا اور سیلیکیٹ شامل ہیں۔ پوٹاشیم' یورینیم' تھوریم وغیرہ نے زمین کو گرم کرکے اسکا درجہ حرارت بڑھا دیا ہے۔ زمین کے کرہ ہوائی میں نائٹروجن اور آکسیجن گیسیں پائی جاتی ہیں۔ ان دونوں گیسوں کا تناسب بالترتیب 78% اور 21% ہے۔ جبکہ آرگان، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر گیسوں کا تناسب 1% ہے۔ زمین جب سورج اور اپنے محور کے گرد چکر لگاتی ہے تو اسکا جھکاؤ 23.4 درجہ زاویہ پر ہونے کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح سورج کی شعاعیں مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے زمین تک پہنچتی ہیں۔ جب شعاعیں زاویہ بدلتی ہے تو موسموں کی تبدیلی کا عمل شروع ہوتا ہے۔

عالمی جغرافیائی معلومات

زمین کا کل رقبہ 510,072 ملین مربع کلومیٹر
یا 196.94 ملین مربع میل

زمین کا خشک رقبہ 148.94 ملین مربع کلومیٹر
یا 57.50 ملین مربع میل

جس کا دنیا کے کل رقبہ میں تناسب 29.2% ہے

دنیا کا سمندری رقبہ 361.132 ملین مربع کلومیٹر
139.43 ملین مربع میل

جس کا دنیا کے کل رقبہ میں تناسب 70.8% ہے

دنیا کی ساحلی سرحدوں کی لمبائی (251,480,24) کلومیٹر
یا (157,175,15) میل

دنیا کا بلندترین مقام ماؤنٹ ایورسٹ 8,848 میٹر 29,028 فیٹ
واقع نیپال' براعظم ایشیاء

دنیا کا پست ترین مقام بحیرہ مردار' سطح سمندر سے 400 میٹر یا 1,340 فٹ نیچا
واقع اردن' اسرائیل' براعظم ایشیاء

دنیا کا گہرا ترین سمندری مقام ماریناگھاٹی۔ سمندر بحرالکاہل گہرائی 10,926 میٹر

دنیا کا قابل کاشت رقبہ 10.2%

دنیا میں جنگلات کا رقبہ 32%

دنیا کے خشک زمینی خطے:۔

خشک خطوں کے نام 1۔ براعظم ایشیاء 2۔ براعظم افریقہ 3۔ براعظم شمالی امریکہ 4۔ براعظم جنوبی امریکہ 5۔ براعظم انٹارکٹیکا 6۔ براعظم یورپ 7۔ براعظم آسٹریلیا

سات براعظم

۱۔ براعظم ایشیاء

رقبہ 44,579,000 مربع کلومیٹر یا 17,212,042 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 30%

براعظم کا بلند ترین مقام ماؤنٹ ایورسٹ، 8,848 میٹر، 29,028 فٹ بلندی، ملک نیپال۔

براعظم کا پست ترین مقام: بحیرہ مردار سطح سمندر سے 400 میٹر، 1340 فٹ نیچا، ملک اردن، اسرائیل۔

۲۔ براعظم افریقہ:۔

رقبہ 30,065,000 مربع کلومیٹر یا 11,608,166 مربع میل

دنیا کے کل رقبہ میں تناسب 20.3%

براعظم کا بلند ترین مقام کلی سانجرو چوٹی، 5,895 میٹر بلند، 19,340 فٹ، ملک تنزانیہ

براعظم کا پست ترین مقام آسل جھیل، سطح سمندر سے 156 میٹر یعنی 512 فٹ۔ ملک ہوتی

۳۔ براعظم شمالی امریکہ:۔

رقبہ 24,256,000 مربع کلومیٹر 9,365,290 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 16.3%

براعظم کا بلند ترین مقام مکنلی پہاڑی 6,149 میٹر بلند 20,320 فٹ ریاست الاسکا امریکہ

براعظم کا پست ترین مقام موت کی وادی، کیلی فورنیا سطح سمندر سے 86 میٹر 282 فٹ

۴۔ براعظم جنوبی امریکہ:۔

رقبہ 17,189,000 مربع کلومیٹر 6,879,952 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 12%

براعظم کا بلند ترین مقام اکنا گوا پہاڑی، بلندی 6,960 میٹر 22,384 ملک ارجنٹائن

براعظم کا پست ترین مقام ولادیز، پستی سطح سمندر سے 40 میٹر 131 فٹ۔ ملک ارجنٹائن

۵۔ براعظم انٹارکٹیکا

رقبہ 13,209,000 مربع کلومیٹر یا 5,100,032 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 8.7%

براعظم کا بلند ترین مقام ونسن ماسف، بلندی 4,89716,066 فٹ

براعظم کا پست ترین مقام سطح سمندر سے پستی 2,538 فٹ ملک غیر آباد براعظم ہے اس لیے یہ مقامات کسی ملک میں واقع نہیں ہیں

۶۔ براعظم یورپ:۔

رقبہ 9,938,000 مربع کلومیٹر یا 3,837,082 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 6.9%

براعظم کا بلند ترین مقام ایلبرس چوٹی، بلندی 5,642 میٹر، 18,510 فٹ ملک روس اور جارجیا

براعظم کا پست ترین مقام بحرہ کیسپئن، پستی سطح سمندر سے 28 میٹر 92 فٹ۔ ملک رشیئن فیڈریشن، ایران، قازکستان، تاجکستان، آزربائیجان، روس کی وجہ سے اس جھیل کو یورپ میں تصور کیا جاتا ہے۔

۷۔ براعظم آسٹریلیا:۔

رقبہ 687,000 مربع کلومیٹر، 2,967,966 مربع میل

دنیا کے کل خشک رقبہ میں تناسب 5.2%

براعظم کا بلند ترین مقام کوسچکو پہاڑی بلندی 2,228 میٹر، 7,316 فٹ ملک آسٹریلیا، جھیل آئر، پستی سطح سمندر سے 16 میٹر 52 فٹ ملک آسٹریلیا۔

آبادی:۔

1۔ براعظم انٹارکٹیکا پر انسانی آبادی نہیں ہے۔

2۔ ایشیا، یورپ، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا میں انسانی آبادی ہے۔

۸۔ براعظموں میں آبادی کا تناسب:۔

براعظم	تناسب
1۔ براعظم ایشیاء	58%
2۔ براعظم یورپ	15%
3۔ براعظم افریقہ	12%
4۔ براعظم شمالی امریکہ	8%
5۔ براعظم جنوبی امریکہ	6%
6۔ براعظم آسٹریلیا	1%

7۔ براعظم انٹارکٹیکا 0%

براعظم شمالی امریکا کے ممالک کا تعارف

(1) اینٹی گوا اینڈ باربوڈا۔ دارلخلافہ.....سینٹ جانز۔ زبان.....انگلش۔ رقبہ 443 مربع کلومیٹر

برآمدات.....جہاز سازی کی صنعت سے متعلقہ آلات درآمدات.....مشینری اور اشیائے خوراک

(2) بہاماس ۔ دارالخلافہ.....ناساؤ ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....13,950 مربع کلومیٹر

برآمدات.....پیٹرولیم کی مصنوعات درآمدات.....خام تیل اور اشیائے خوراک

(3) بارباڈوس ۔ دارالخلافہ.....برج ٹاؤن ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....430 مربع کلومیٹر

برآمدات.....الیکٹرانک آلات درآمدات.....مشینری اور اشیائے خوراک

(4) بیلائز ۔ دارالخلافہ.....بیلموپان ۔ زبانیں.....انگلش، ہسپانوی

برآمدات.....چینی درآمدات.....اشیائے خوراک

(5) کینیڈا ۔ دارالخلافہ.....اوٹاوہ ۔ زبانیں.....انگلش، فرانسیسی، پنجابی، ہندی، اردو

رقبہ مربع کلومیٹر.....9,967,185

درآمدات.....کاریں برآمدات.....کاریں

(6) کوسٹاریکا ۔ دارالخلافہ.....سان جوز ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....19,652 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی Coffe درآمدت.....کیمیکلز اور اشیائے خوراک

(7) کیوبا ۔ دارلخلافہ.....ہوانا ۔ زبان.....ہسپانوی

برآمدات.....چینی درآمدات.....خام تیل

(8) ڈومینیکا ۔ دارالخلافہ.....روسیو ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....749 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیلا درآمدات.....اشیائے خوراک

(9) ڈومینیکن جمہوریہ ۔ دارالخلافہ.....سانٹو ڈومینگو ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....48,332 مربع کلومیٹر

برآمدا.....چینی درآمدات.....خام تیل

(10) ایلسلواڈور ۔ دارالخلافہ.....سان سلواڈور ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....21,393 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی Coffe درآمدات.....کیمیکلز

(11) گریناڈا ۔ دارالخلافہ.....سینٹ جارجز ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....344 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی درآمدات.....خام تیل

(12) گوئٹے مالا ۔ دارلخلافہ.....گوئٹے مالا ۔ زبانیں.....ہسپانوی، دائروس، ریڈانڈین، ڈائیلیکس

رقبہ.....108,889 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی درآمدات.....خام تیل

(13) ہیٹی ۔ دارالخلافہ.....پورٹ آؤ پرنس ۔ زبانیں.....فرانسیسی، کریول ۔ رقبہ.....27,749 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی درآمدات.....اشیائے خوراک

(14) ہنڈوراس ۔ دارالخلافہ.....ٹگالیا ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....112,087 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیلا درآمدات.....خام تیل

(15) جمیکا ۔ دارالخلافہ.....کنگسٹن ۔ زبانیں.....انگلش، کریول ۔ رقبہ.....11,580 مربع کلومیٹر

برآمدات.....ایلومینیم درآمدات.....خام تیل

(16) میکسیکو ۔ دارالخلافہ.....میکسیکو سٹی ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....1,972,544 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل درآمدات.....مشینری اور ان کے پرزہ جات

(17) نکاراگواہ ۔ دارالخلافہ.....ماناگوا ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....128,410 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی درآمدات.....خام تیل

(18) پانامہ ۔ دارالخلافہ.....پانامہ سٹی ۔ زبان.....ہسپانوی، انگلش ۔ رقبہ.....87,177 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیلا درآمدات.....خام تیل

(19) پورٹوریکو ۔ دارالخلافہ.....سان جوآن ۔ زبان.....ہسپانوی، انگلش ۔ رقبہ.....8,897 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیمیکلز درآمدات.....خام تیل

(20) سینٹ کٹس نیویز ۔ دارالخلافہ.....باسیٹری ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....306 مربع کلومیٹر

برآمدات.....چینی درآمدات.....اشیائے خوراک

(21) سینٹ لوسیا ۔ دارالخلافہ.....کاسٹرائیس ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....616 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیلا درآمدات.....اشیائے خوراک

(22) سینٹ ونسینٹ اینڈ گرینڈینز ۔ دارالخلافہ.....کنگز ٹاؤن ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....306 مربع کلومیٹر

برآمدات.....چینی درآمدات.....اشیائے خوراک

(23) ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوباگو ۔ دارالخلافہ.....پورٹ آف سپین ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....5128 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل درآمدات.....مشینری

(24) ریاستہائے متحدہ امریکہ ۔ دارالخلافہ.....واشنگٹن ڈی سی ۔ زبانیں.....انگلش، فرانسیسی، ہسپانوی، ریڈ انڈین، اردو، عربی وغیرہ ۔ رقبہ.....9,363,169 مربع کلومیٹر ۔ صدر.....جارج واکر بش جونیئر

جنوبی امریکہ کے ممالک کا تعارف:۔

(25) ارجنٹائن ۔ دارالخلافہ.....بیونس آئرس ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....2,774,884 مربع کلومیٹر

برآمدات.....گندم   درآمدات.....مشینری اور اسکے پرزہ جات

(26) بولیویا ۔ دارالخلافہ.....لاپاز ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....1,098,580 مربع کلومیٹر

برآمدات.....گیس   درآمدات.....مشینری

(27) برازیل ۔ دارالخلافہ.....برازیلیا ۔ زبان.....پرتگیزی ۔ رقبہ.....8,506,663

برآمدات.....کافی   درآمدات.....خام تیل

(28) چلی ۔ دارالخلافہ.....سانتیاگو ۔ زبان.....پرتگیزی ۔ رقبہ.....756,946 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کاپر   درآمدات.....کاریں' مشینری

(29) کولمبیا ۔ دارالخلافہ.....بوگوٹا ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....1,138,914 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی   درآمدات.....مشینری

(30) ایکواڈور ۔ دارالخلافہ.....کوئیٹو ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....283,561 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل   درآمدات.....مشینری

(31) فرنچ گائینا ۔ دارالخلافہ.....گائنے ۔ زبان.....فرانسیسی ۔ رقبہ.....91,000 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مچھلی   درآمدات.....مشینری' اشیائے خوراک' کپڑا

(32) گائینا ۔ دارالخلافہ.....جارج ٹاؤن ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....214,970 مربع کلومیٹر

برآمدات.....باکسائیٹ   درآمدات.....پٹرولیم مصنوعات

(33) پیراگوئے ۔ دارالخلافہ.....آسنکیون ۔ زبان.....ہسپانوی' گورانی ۔ رقبہ.....406,741 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کپاس   درآمدات.....خام تیل

(34) پیرو ۔ دارالخلافہ.....لیما ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....1,285,215 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کاپر   درآمدات.....مشینری

(35) سوری نام ۔ دارالخلافہ.....پاراموریبو ۔ زبان.....ولندیزی' انگلش ۔ رقبہ.....163,820

برآمدات.....ایلومونیم   درآمدات.....پیٹرولیم مصنوعات

(36) یوراگوئے ۔ دارالخلافہ.....مونٹی ویڈیو ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....177,508

برآمدات.....گوشت   درآمدات.....خام تیل

(37) وینزویلا ۔ دارالخلافہ.....کاراکس ۔ زبان.....ہسپانوی ۔ رقبہ.....912,050 مربع کلومیٹر

درآمدات.....مشینری

براعظم یورپ کے ممالک کا تعارف

(38) البانیہ ۔ دارالخلافہ.....ترانہ ۔ زبان.....البانوی ۔ رقبہ.....28,749 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل   درآمدات.....لوہا اور فولاد

(39) انڈورا ۔ دارالخلافہ.....انڈورلاویلا ۔ زبانیں.....کٹالین' فرانسیسی' ہسپانوی ۔ رقبہ.....466 مربع کلومیٹر

درآمدات.....مشینری

(40) آسٹریا ۔ دارالخلافہ.....ویانا ۔ زبانیں.....جرمن، سرب، کروشین، ہنگیار ۔ رقبہ.....83,851 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مشینری، پرزہ جات   درآمدات.....

(41) بلجیم ۔ دارالخلافہ.....برسلز ۔ زبانیں.....ولندیزی، فرانسیسی ۔ رقبہ.....30,513 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیمیکلز   درآمدات.....گاڑیاں

(42) بلغاریہ ۔ دارالخلافہ.....صوفیہ ۔ زبان.....بلغارین ۔ رقبہ.....110,912 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مشینری   درآمدات.....مشینری، گاڑیاں

(43) قبرص ۔ دارالخلافہ.....نکوسیا ۔ زبانیں.....یونانی، ترک، انگلش ۔ رقبہ.....9,251 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کپڑے   درآمدات.....خام تیل

(44) جمہوریہ چیک (سابق چیکوسلواکیہ) ۔ دارالخلافہ.....پراگ ۔ زبانیں.....چیک، سلواک، ہنگرین

رقبہ.....127,871 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....مشینری ۔ درآمدات.....مشینری

(45) ڈنمارک ۔ دارالخلافہ.....کوپن ہیگن ۔ زبان.....ڈینش ۔ رقبہ.....43,069 مربع کلومیٹر

برآمدات.....اشیائے خوراک   درآمدات.....خام تیل

(46) ایسٹونیا ۔ دارالخلافہ.....تالسن ۔ زبانیں.....ایسٹونین' روسی ۔ رقبہ.....47,578 مربع کلومیٹر

درآمدات' مشینری' خام تیل

(47) فن لینڈ: ۔دارالخلافہ.....ہیلسنکی ۔ زبانیں.....فنش' سویڈش ۔ رقبہ.....337,032 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کاغذ   درآمدات.....خام تیل

(48) فرانس: ۔دارالخلافہ.....پیرس ۔ زبان.....فرانسیسی ۔ رقبہ.....551,458 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کیمیکلز   درآمدات.....خام تیل

(49) جرمنی: ۔دارالخلافہ.....برلن ۔ زبان.....جرمن ۔ رقبہ.....355,250 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مشینری

(50) یونان: ۔ دارالخلافہ.....ایتھنز ۔ زبان.....یونانی ۔ رقبہ.....131,945 مربع کلومیٹر

برآمدات.....فروٹ   درآمدات.....خام تیل

(51) ہنگری: ۔ دارالخلافہ.....بڈاپسٹ ۔ زبان.....ہنگیرین ۔ رقبہ.....93,030 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مشینری   درآمدات.....مشینری

(52) آئس لینڈ: ۔ دارالخلافہ.....ریک جاویک ۔ زبان.....آئس لینڈک ۔ رقبہ.....102,828 مربع کلومیٹر

برآمدات.....سمندری خوراک   درآمدات.....مشینری

(53) آئرلینڈ: ۔ دارالخلافہ.....ڈبلن ۔ زبان.....آئرش' انگلش ۔ رقبہ.....68,894 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری

(54) اٹلی:۔ دارالخلافہ......روم۔زبانیں......اطالوی' جرمن' فرانسیسی' سلواک۔رقبہ......301,251 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......خام تیل

(55) لٹویا:۔دارالخلافہ......ریگا ۔ زبانیں......لٹوین' روسی ۔ رقبہ......65,786 مربع کلومیٹر

(56) لیکٹینسٹن:۔ دارالخلافہ......واڈوز ۔ زبان......جرمن ۔ رقبہ......161 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......اشیائے خوراک

(57) لتھوینیا:۔ دارالخلافہ......ویلنئوس ۔ زبان......لتھوینین ۔ رقبہ......65,201 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......خام تیل

(58) لکسمبرگ:۔ دارالخلافہ......لکسمبرگ ۔ زبانیں......جرمن' فرانسیسی' لسٹمبرگ۔رقبہ......2,587 مربع کلومیٹر

برآمدات......فولاد　　درآمدات......خام تیل

(59) مالٹا:۔ دارالخلافہ......ویلیٹا ۔ زبانیں......مالٹی' انگلش ۔ رقبہ......316 مربع کلومیٹر

برآمدات......کپڑے　　درآمدات......مشینری

(60) مناکو:۔ دارالخلافہ......مناکو ۔ زبان......فرانسیسی ۔ رقبہ......2 مربع کلومیٹر

درآمدات......مشینری　　برآمدات......اشیائے خوراک

(61) ہالینڈ:۔ دارالخلافہ......ایمسٹرڈیم ۔ زبان......ڈچ ۔ رقبہ......36,623 مربع کلومیٹر

برآمدات......کیمیکلز' مشینری　　درآمدات......خام تیل

(62) ناروے:۔ دارالخلافہ......اوسلو ۔ زبانیں......نارویجن' لاپ' ڈائیلیکٹ ۔ رقبہ......323,877 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل ۔　　درآمدات......مشینری

(63) پولینڈ:۔ دارالخلافہ......وارسا ۔ زبان......پولش ۔ رقبہ......312,758 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری

(64) پرتگال:۔ دارالخلافہ......لزبن ۔ زبان......پرتگیزی ۔ رقبہ......91,462 مربع کلومیٹر

برآمدات......کپڑے　　درآمدات......خام تیل

(65) رومانیہ:۔ دارالخلافہ......بخارسٹ ۔ زبان......رومانین ۔ رقبہ......237,500 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......خام تیل

(66) سان مرینو:۔ دارالخلافہ......سان مرینو ۔ زبان......اطالوی ۔ رقبہ......61 مربع کلومیٹر

برآمدات......وائن　　درآمدات......اشیائے خوراک

(67) سپین:۔ دارالخلافہ......میڈرڈ ۔ زبان......ہسپانوی ۔ رقبہ......504,742 مربع کلومیٹر

برآمدات......گاڑیاں　　درآمدات......خام تیل

(68) سویڈن:۔ دارالخلافہ......سٹاک ہوم ۔ زبان......سویڈش ۔ رقبہ......449,792 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری

(69) سوئٹزرلینڈ:۔ دارالخلافہ......برن ۔ زبانیں......جرمن' فرانسیسی' اطالوی ۔ رقبہ......245,009 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کیمیکلز ۔　　درآمدات...... الیکٹریکل مشینری

(70) برطانیہ:۔ دارالخلافہ......لندن ۔ زبانیں......انگلش' ویلش' سکاٹش ۔ رقبہ......245,009 مربع کلومیٹر

برآمدات......تیل' مشینری　　درآمدات......الیکٹریکل مشینری

(71) ویٹیکن سٹی:۔ دارالخلافہ......ویٹیکن سٹی ۔ زبانیں......اطالوی' لاطینی ۔ رقبہ......0.44 مربع کلومیٹر

(72) سلواکیہ:۔ دارالخلافہ......براٹسلویا ۔ زبانیں......سلواک' ہنگیرین ۔ رقبہ......48,845 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری' اشیائے خوراک

(73) سربیا:۔ دارالخلافہ......بلغراد ۔ زبان......سربین' کروشین' البانوی ۔ رقبہ......102,350 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......خام تیل

(74) کروشیا:۔ دارالحکومت......زغرب ۔ زبانیں......کروشین' سربین ۔ رقبہ......56,538 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری، خام تیل

(75) بوسنیا ہرزیگوینا:۔ دارالخلافہ......سراجیوو ۔ زبان......سربین' کروشین' بوسنین ۔ رقبہ......51,233 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......فولاد ۔　　درآمدات......زرعی اجناس

(76) آرمینیا:۔ دارالخلافہ......یروان ۔ زبان......آرمینین' روسی ۔ رقبہ......29,283 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......خام تیل' اشیائے خوراک

(77) بیلاروس:۔ دارالخلافہ......منسک ۔ زبان......روسی ۔ رقبہ......207,718 مربع کلومیٹر

برآمدات......گاڑیاں' مشینری　　درآمدات......اشیائے خوراک

(78) جارجیا:۔ دارالخلافہ......تبلیسی ۔ زبان......جارجین' روسی ۔ رقبہ......45,100 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات......مشینری

(79) مالدووا:۔ دارالخلافہ......چیسیناؤ ۔ زبان......روسی' فن ۔ رقبہ......33,701 مربع کلومیٹر

(80) رشین فیڈریشن:۔ دارالخلافہ......ماسکو ۔ زبانیں......روسی چیچن' منگول' تاجک' فارسی

رقبہ......17,075,352 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل' گولڈ ۔ درآمدات......مشینری ۔

(81) یوکرائن:۔ دارالخلافہ......کیو (Kiev) ۔ زبان......یوکرائنی' روسی ۔ رقبہ......603,729 مربع کلومیٹر

برآمدات......مشینری　　درآمدات............

ایشیائی ممالک کا تعارف

(82) آذربائیجان:۔ دارالخلافہ......باکو۔زبان......ترک' فارسی' تاجک' روسی۔ رقبہ......86,506 مربع کلومیٹر

برآمدات......تیل　　درآمدات......مشینری

(83) قازقستان:۔ دارالخلافہ.....الماتے ۔ زبان.....قازق، تاجک، فارسی، ترک، روسی

رقبہ.....2,717,428 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....تیل، کپاس ۔ درآمدات.....مشینری

(84) کرغیزستان:۔ دارالخلافہ.....بشکیک ۔ زبان.....کرغیزی، روسی، تاجک، فارسی

رقبہ.....198,503 مربع کلومیٹر

(85) تاجکستان:۔ دارالخلافہ.....دوشنبے ۔ زبان.....تاجک، فارسی، روسی ۔ رقبہ.....139,909 مربع کلومیٹر

(86) ترکمانستان:۔ دارالخلافہ.....اشک آباد ۔ زبان.....ترک، تاجک، فارسی، روسی

رقبہ.....488,000 مربع کلومیٹر

(87) ازبکستان:۔ دارالخلافہ.....تاشقند۔ زبانیں.....تاجک، فارسی، ازبک، روسی۔ رقبہ.....447,293 مربع کلومیٹر

(88) افغانستان:۔ دارالخلافہ.....کابل ۔ زبانیں، پشتو، تاجک، فارسی، داری۔ رقبہ.....649,507 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خشک پھل　　درآمدات.....اشیائے خوراک، گاڑیاں

(89) بحرین:۔ دارالخلافہ.....منامہ ۔ زبانیں.....عربی، انگلش، فارسی ۔ رقبہ.....660 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل

(90) بنگلہ دیش:۔ دارالخلافہ.....ڈھاکہ ۔ زبانیں.....بنگالی، اردو، انگلش ۔ رقبہ.....142,776 مربع کلومیٹر

برآمدات.....پٹ سن　　درآمدات.....خام تیل

(91) بھوٹان:۔ دارالخلافہ.....تھمپو ۔ زبانیں.....نیپالی، ڈونگا ۔ رقبہ.....41,440 مربع کلومیٹر

برآمدات.....سیمنٹ　　درآمدات.....اشیائے خوراک

(92) برونائی دارالسلام:۔ دارالخلافہ.....دارالسلام ۔ زبانیں.....مالی، انگلش، چینی ۔ رقبہ.....5,765 مربع کلومیٹر ۔

برآمدات.....خام تیل ۔ درآمدات.....مشینری

(93) کمبوڈیا:۔ دارالخلافہ.....نوم پن ۔ زبان.....خمر، چینی ۔ رقبہ.....178,446 مربع کلومیٹر

درآمدات.....مشینری

(94) چین:۔ دارالخلافہ.....بیجنگ ۔ زبان.....چینی ۔ رقبہ.....9,560,990 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل　　درآمدات.....مشینری،

نوٹ۔ ہانگ کانگ اور مکاؤ کا رقبہ شامل نہیں ہے۔

(95) بھارت:۔ دارالخلافہ.....نئی دہلی ۔ زبانیں.....ہندی، اردو، پنجابی، تامل، سنیالی، بنگالی، آسامی، وغیرہ

رقبہ.....3,184,208 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....چائے ۔ درآمدات.....خام تیل

(96) انڈونیشیا:۔ دارالخلافہ.....جکارتہ ۔ زبانیں.....انڈونیشیا، انگریزی، ولندیزی

رقبہ.....1,919,440 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....ربڑ ۔ درآمدات.....مشینری، خام مال

(97) ایران:۔ دارالخلافہ.....تہران ۔ زبانیں.....فارسی، ترکی، کردش، عربی ۔ رقبہ.....1,647,064 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....خام تیل ۔ درآمدات.....مشینری

(98) عراق:۔ دارالخلافہ.....بغداد ۔ زبانیں.....عربی، فارسی، کروٹ، ترکش ۔ رقبہ.....437,521 مربع کلومیٹر ۔

برآمدات.....خام تیل ۔ درآمدات.....مشینری

(99) اسرائیل:۔ دارالخلافہ.....یروشلم ۔ زبانیں.....عبرانی، عربی، انگلش ۔ رقبہ.....20,699 مربع کلومیٹر

برآمدات.....ہیرا　　درآمدات.....مشینری

(100) جاپان:۔ دارالخلافہ.....ٹوکیو ۔ زبانیں.....جاپانی، انگلش ۔ رقبہ.....371,973 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مشینری　　درآمدات.....خام تیل، فولاد

(101) اردن:۔ دارالخلافہ.....عمان ۔ زبانیں.....عربی، انگلش ۔ رقبہ.....97,739 مربع کلومیٹر

برآمدات.....فاسفیٹ　　درآمدات.....خام تیل

(102) کویت:۔ دارالخلافہ.....کویت سٹی ۔ زبانیں.....عربی، انگلش ۔ رقبہ.....16,058 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل　　درآمدات.....مشینری

(103) لاؤس:۔ دارالخلافہ.....وینٹیان ۔ زبانیں.....لاؤ، فرانسیسی، انگلش

رقبہ.....236,797 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....لکڑی ۔ درآمدات.....چاول

(104) لبنان:۔ دارالخلافہ.....بیروت ۔ زبانیں.....عربی، فرانسیسی، انگلش ۔ رقبہ.....10,228 مربع کلومیٹر

برآمدات.....معاشی خدمات　　درآمدات.....اشیائے خوراک

(105) ملائشیا:۔ دارالخلافہ.....کوالالمپور۔ زبانیں.....انگلش، مالے، چینی، تامل۔ رقبہ.....333,403 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل　　درآمدات.....مشینری

(106) مالدیپ:۔ دارالخلافہ.....مالے ۔ زبانیں.....مالے، دیوی، انگلش ۔ رقبہ.....298 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مچھلی　　درآمدات.....پٹرولیم

(107) منگولیا:۔ دارالخلافہ.....الن بطور ۔ زبان.....منگولین ۔ رقبہ.....1,565,000 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مویشی　　درآمدات.....مشینری

(108) میانمر:۔ دارالخلافہ.....ینگون ۔ زبانیں.....بری، انگلش ۔ رقبہ.....678,034 مربع کلومیٹر

برآمدات.....لکڑی　　درآمدات.....مشینری

(109) نیپال:۔ دارالخلافہ.....کھٹمنڈو ۔ زبانیں.....نیپالی، ہندی، انگلش ۔ رقبہ.....140,798 مربع کلومیٹر

برآمدات.....دھاگہ　　درآمدات.....اشیائے خوراک

(110) شمالی کوریا:۔ دارالخلافہ.....پیانگ یانگ ۔ زبان.....کورین ۔ رقبہ.....120,717 مربع کلومیٹر

برآمدات.....سونا ۔ درآمدات.....مشینری

(111) اومان:۔ دارالخلافہ.....مسقط ۔ زبان.....عربی ۔ رقبہ.....212,380 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل　　درآمدات.....مشینری

(112) پاکستان:۔ دارالخلافہ.....اسلام آباد ۔ زبانیں.....اردو، انگلش، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی

رقبہ......796,095 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کپاس ۔ درآمدات......خام تیل

(113) فلپائن:۔ دارالخلافہ......منیلا ۔ زبانیں......فلپائنی، انگلش، ہسپانوی ۔ رقبہ......299,536 مربع کلومیٹر
برآمدات......برقی آلات درآمدات......خام تیل

(114) قطر:۔ دارالخلافہ......دوحہ ۔ زبانیں، عربی، انگلش ۔ رقبہ......11,369 مربع کلومیٹر
برآمدات......خام تیل درآمدات......مشینری

(115) سعودی عرب:۔ دارالخلافہ......ریاض ۔ زبان......عربی ۔ رقبہ......2,263,587 مربع کلومیٹر
برآمدات......خام تیل درآمدات......مشینری

(116) سنگاپور:۔ سنگاپور: دارالخلافہ......سنگاپور ۔ زبانیں......چینی، انگلش، تامل، مالے ۔ رقبہ......583 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......پیٹرولیم کی مصنوعات ۔ درآمدات......خام تیل

(117) جنوبی کوریا:۔ دارالخلافہ......سیول ۔ زبان......کورین ۔ رقبہ......98,477 مربع کلومیٹر
برآمدات......بحری جہاز درآمدات......خام تیل

(118) سری لنکا:۔ دارالخلافہ......کولمبو ۔ زبانیں......تامل، سنہالی، انگلش ۔ رقبہ......65,610 مربع کلومیٹر
برآمدات......چائے، کافی درآمدات......خام تیل

(119) شام:۔ دارالخلافہ......دمشق ۔ زبانیں......عربی، کروش، آرمینائی، ترک ۔ رقبہ......185,180 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل ۔ درآمدات......خام تیل

(120) تائیوان:۔ دارالخلافہ......تائے پی/تیپی ۔ زبان......چینی ۔ رقبہ......35,967
برآمدات......برقی آلات مشینری درآمدات......خام تیل

(121) تھائی لینڈ:۔ دارالخلافہ......بنکاک ۔ زبانیں......تھائی، چینی، انگلش ۔ رقبہ......513,998 مربع کلومیٹر
برآمدات......چاول درآمدات......خام تیل

(122) ترکی:۔ دارالخلافہ......انقرہ ۔ زبان......ترک ۔ رقبہ......780,574 مربع کلومیٹر
برآمدات......کپڑے درآمدات......خام تیل

(123) متحدہ عرب امارات:۔ دارالخلافہ......ابوظہبی ۔ زبان......عربی ۔ رقبہ......83,600 مربع کلومیٹر
درآمدات......مشینری

(124) ویت نام:۔ دارالخلافہ......ہنوئی ۔ زبانیں ویتنامی، انگلش، فرانسیسی، چینی ۔ رقبہ......337,912 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کپڑے ۔ درآمدات......خام تیل

(125) یمن:۔ دارالخلافہ......صنعاء ۔ زبان......عربی ۔ رقبہ......485,275 مربع کلومیٹر
برآمدات......پٹرولیم مصنوعات ۔ درآمدات......خام تیل

(126) مشرقی تیمور:۔ دارالخلافہ......ڈلی ۔ رقبہ......14,74 مربع کلومیٹر
برآمدات......کافی، تیل درآمدات......اشیائے خوراک

(127) فلسطین:۔ دارالخلافہ......ابھی طے نہیں ہوا ۔ زبانیں......عربی، عبرانی، انگلش ۔ رقبہ......6,220 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......اشیائے خوردنی ۔ درآمدات......مشینری

براعظم آسٹریلیا کے ممالک کا تعارف

(128) آسٹریلیا:۔ دارالخلافہ......کینبرا ۔ زبان......انگلش
برآمدات......کوئلہ درآمدات......مشینری

(129) مائیکرونیشیا:۔ دارالخلافہ......کولونیا ۔ زبان......انگلش ۔ رقبہ......2,137 مربع کلومیٹر
برآمدات......اشیائے خوراک درآمدات......ناریل کا تیل

(130) جزائر فجی:۔ دارالخلافہ......سووا ۔ زبانیں......فجی، انگلش، ہندوستانی ۔ رقبہ......17,969 مربع کلومیٹر
برآمدات......چینی درآمدات......پٹرولیم مصنوعات

(131) کیریتی:۔ دارالخلافہ......بائیدکی ۔ زبان......انگلش ۔ رقبہ......860 مربع کلومیٹر
برآمدات......ناریل درآمدات......اشیائے خوراک

(132) مارشل جزائر:۔ دارالخلافہ......ماجورو ۔ زبان......انگلش ۔ رقبہ......1,138,914 مربع کلومیٹر
برآمدات......ناریل کا تیل درآمدات......اشیائے خوراک

(133) ناؤرو:۔ دارالخلافہ......یارن ۔ زبانیں......انگلش، ناروتن ۔ رقبہ......22 مربع کلومیٹر
برآمدات......فاسفیٹ درآمدات......اشیائے خوراک

(134) نیوزی لینڈ:۔ دارالخلافہ......ولنگٹن ۔ زبان......انگلش ۔ رقبہ......268,676 مربع کلومیٹر
برآمدات......گوشت

(135) شمالی ماریناس:۔ زبان......انگلش ۔ رقبہ......477 مربع کلومیٹر
برآمدات......ناریل کا تیل درآمدات......اشیائے خوراک

(136) پاپوانیوگنی:۔ دارالخلافہ......پورٹ مورس بے ۔ زبانیں......انگلش، پڈگن، چینی
برآمدات......سونا درآمدات......مشینری

(137) جزائر سولومن:۔ دارالخلافہ......ہونیارا ۔ زبانیں......انگلش، پڈگن ۔ رقبہ......17,969 مربع کلومیٹر
برآمدات......کھوپرا درآمدات......پیٹرولیم مصنوعات

(138) ٹونگا جزائر:۔ دارالخلافہ......نوکولفا ۔ زبانیں......ٹونگن، انگلش ۔ رقبہ......699 مربع کلومیٹر
درآمدات......اشیائے خوراک

(139) تووالو:۔ دارالخلافہ......فضافوتی ۔ زبانیں......انگلش، توالن ۔ رقبہ......23 مربع کلومیٹر
برآمدات......کھوپرا درآمدات......اشیائے خوراک

(140) وانا ٹو:۔ دارالخلافہ......پورٹ ولا ۔ زبانیں......انگلش، فرانسیسی ۔ رقبہ......283,561 مربع کلومیٹر

برآمدات......کھوپرا درآمدات......اشیائے خوراک

(141) مغربی ساماؤ:۔ دارالخلافہ......ایپیا ۔ زبان......انگلش' ساماؤن ۔ رقبہ......2,841 مربع کلومیٹر

برآمدات......ناریل کا تیل درآمدات......اشیائے خوراک

(142) الجزائر:۔ دارالخلافہ......الجزیرہ ۔ زبانیں......عربی' فرانسیسی' بربری ۔ رقبہ......2,381,741 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل ۔ درآمدات......اشیائے خوراک

(143) انگولا:۔ دارالخلافہ......لاؤنڈا ۔ زبانیں......بانٹو' پرتگیزی ۔ رقبہ......1,246,699 مربع کلومیٹر

برآمدات......خام تیل درآمدات......دھاگے کی مصنوعات

(144) بیٹن:۔ دارالخلافہ......پورٹ نووا ۔ زبان......فرانسیسی ۔ رقبہ......116,261 مربع کلومیٹر

برآمدات......جوتے درآمدات......کپڑے کی مصنوعات

(145) بوٹسوانا:۔ دارالخلافہ......گیبرون ۔ زبانیں......انگلش' سیٹوانا ۔ رقبہ......569,582 مربع کلومیٹر

برآمدات......ہیرے درآمدات......اشیائے خوراک

(146) برکینافاسو:۔ دارالخلافہ......فرانسیسی' سنڈانک ۔ رقبہ......274,201 مربع کلومیٹر

برآمدات......کپاس درآمدات......اشیائے خوراک

(147) برونڈی:۔ دارالخلافہ......بوجمبارو ۔ زبانیں......فرانسیسی' کیرونڈی ۔ رقبہ......27,866 مربع کلومیٹر

برآمدات......کافی ۔ درآمدات......خام تیل

(148) کیمرون:۔ دارالخلافہ......یوانڈا ۔ زبانیں......فرانسیسی' ایونڈو' انگلش ۔ رقبہ......475,501 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل ۔ درآمدات......مشینری

(149) کیپ ورڈ جزائر:۔ دارالخلافہ......پرائے ۔ زبان......پرتگیزی ۔ رقبہ......4,033 مربع کلومیٹر

برآمدات......مچھلی درآمدات......اشیائے خوراک

(150) جمہوریہ وسطی افریقہ:۔ دارالخلافہ......بانگوئی ۔ زبانیں......فرانسیسی' سانگو ۔ رقبہ......622,,980 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......ہیرے ۔ درآمدات......گاڑیاں

(151) چاڈ:۔ دارالخلافہ......این ڈی جمینا ۔ زبانیں......فرانسیسی' ماسا' عربی' کانمباؤ۔
رقبہ......1,283,998 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کپاس ۔ درآمدات......مشینری

(152) کوموروس:۔ دارالخلافہ......مورونی ۔ زبانیں......فرانسیسی' عربی' سواحلی ۔ رقبہ......2,235 مربع کلومیٹر

برآمدات......لونگ درآمدات......چاول

(153) کانگو:۔ دارالخلافہ......برازاوائل ۔ زبانیں......فرانسیسی' لنگالا' کوکانگو ۔ رقبہ......342,000 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......خام تیل ۔ درآمدات......اشیائے خوراک

(154) جبوتی:۔ دارالخلافہ......جبوتی ۔ زبانیں......عربی' فرانسیسی' افار' صومالی
رقبہ......12,999 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......مویشی ۔ درآمدات......اشیائے خوراک

(155) مصر:۔ دارالخلافہ......قاہرہ ۔ زبان......عربی ۔ رقبہ......1,001,449 مربع کلومیٹر

برآمدات......خام تیل درآمدات......خوراک

(156) ایکواڈوریل گنی:۔ دارالخلافہ......ملابو ۔ زبانیں......ہسپانوی' فینگ' بوبی ۔ رقبہ......28,037 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کافی ۔ درآمدات......خام تیل

(157) ایتھوپیا:۔ دارالخلافہ......عدیس ابابا ۔ زبانیں......گالنگنا' امہرک ۔ رقبہ......1,221,897 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......کافی ۔ درآمدات......خام تیل

(158) گیبون:۔ دارالخلافہ......لبریوائل ۔ زبانیں......فرانسیسی' بانٹو ۔ رقبہ......267,667 مربع کلومیٹر

برآمدات......خام تیل درآمدات......مشینری

(159) گیمبیا:۔ دارالخلافہ......بانجول ۔ زبانیں......انگلش' بانٹو' اور مقامی زبانیں ۔ رقبہ......10,368 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات......مونگ پھلی ۔ درآمدات......اشیائے خوراک

(160) گھانا:۔ دارالخلافہ......اکرا ۔ زبانیں......انگلش' فانٹی' گاابو ۔ رقبہ......238,539 مربع کلومیٹر

برآمدات......کوکونٹ درآمدات......تیل

(161) گائینا:۔ دارالخلافہ......کوناکری ۔ زبانیں......فرانسیسی' مالنک' موسو ۔ رقبہ......245,856 مربع کلومیٹر

برآمدات......باکسائیٹ درآمدات......مشینری

(162) گنی بساؤ:۔ دارالخلافہ......بساؤ ۔ زبانیں......پرتگیزی' کریلو ۔ رقبہ......36,125 مربع کلومیٹر

برآمدات......مونگ پھلی درآمدات......اشیائے خوراک

(163) آئیوری کوسٹ:۔ دارالخلافہ......ہمابدجانی ۔ زبان......فرانسیسی ۔ رقبہ......322,463 مربع کلومیٹر

برآمدات......کافی درآمدات......خام تیل

(164) کینیا:۔ دارالخلافہ......نیروبی ۔ زبانیں......سواحلی، انگلش، کیمکیو ۔ رقبہ......582,646 مربع کلومیٹر

برآمدات......کافی درآمدات......خام تیل

(165) لیسوتھو:۔ دارالخلافہ......ماسیرو ۔ زبانیں......انگلش، لیسوتھو ۔ رقبہ......30,344 مربع کلومیٹر

برآمدات......ہیرے درآمدات......اشیائے خوراک

(166) لائبیریا:۔ دارالخلافہ......مونارویا ۔ زبانیں......انگلش، قبائلی زبانیں ۔ رقبہ......111,370 مربع کلومیٹر

برآمدات......خام لوہا درآمدات......اشیائے خوراک

(167) لیبیا:۔ دارالخلافہ......تری پولی ۔ زبان......عربی ۔ رقبہ......1,759,537 مربع کلومیٹر

برآمدات......خام تیل درآمدات......مشینری

(168) مڈغاسکر:۔ دارالخلافہ......انٹاناریو ۔ زبانیں......ملاگاسی، فرانسیسی ۔ رقبہ......587,042 مربع کلومیٹر

برآمدات......مصالحہ جات درآمدات......خام تیل

(169) حلدوی:۔ دارالخلافہ......سنگوا ۔ زبانیں......انگلش، چیچاوا، یاؤ ۔ رقبہ......117,050 مربع کلومیٹر

برآمدات.....تمباکو   درآمدات.....کیمیکلز

(170) مالی:۔ دارالخلافہ.....بماکو ۔ زبان.....فرانسیسی ۔ رقبہ.....1,239,709 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کپاس   درآمدات.....مشینری

(171) موریطانیہ:۔ دارالخلافہ.....ناؤک چاٹ ۔ زبانیں.....فرانسیسی، عربی، توکلر

رقبہ.....1,030,703 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....خام لوہا ۔ درآمدات.....اشیائے خوراک

(172) ماریشس:۔ دارالخلافہ.....پورٹ لوئیس ۔ زبان.....انگلش ۔ رقبہ.....1,865 مربع کلومیٹر

برآمدات.....چینی   درآمدات.....اشیائے خوراک

(173) مراکش:۔ دارالخلافہ.....رباط ۔ زبانیں.....عربی، بربری، فرانسیسی، ہسپانوی

رقبہ.....446,550 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....فاسفیٹ ۔ درآمدات.....خام تیل

(174) موزمبیق:۔ دارالخلافہ.....ماپوٹو ۔ زبانیں.....پرتگیزی، بانتو، انگلش ۔ رقبہ.....771,421 مربع کلومیٹر

برآمدات.....مچھلی   درآمدات.....اشیائے خوراک

(175) نیمبیا:۔ دارالخلافہ.....ونڈوک ۔ زبانیں.....افریقن، انگلش، جرمن ۔ رقبہ.....823,327 مربع کلومیٹر

برآمدات.....ہیرے   درآمدات.....مشینری

(176) نائیجر:۔ دارالخلافہ.....نیامے ۔ زبانیں.....فرانسیسی، فولانی ۔ رقبہ.....1,188,999 مربع کلومیٹر

برآمدات.....یورینیئم   درآمدات.....اشیائے خوراک

(177) نائیجیریا:۔ دارالخلافہ.....ابوجا ۔ زبانیں.....انگلش، ھاساؤ، یوربا، ابو ۔ رقبہ.....923,773 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....خام تیل ۔   درآمدات.....مشینری

(178) روانڈا:۔ دارالخلافہ.....کیگالی ۔ رقبہ.....26,338 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کافی   درآمدات.....مشینری

(179) ساؤٹوم پرنسپ:۔ دارالخلافہ.....ساؤٹوم ۔ زبان.....پرتگیزی ۔ رقبہ.....963 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل   درآمدات.....اشیائے خوراک

(180) سینیگال:۔ دارالخلافہ.....ڈاکار ۔ زبانیں.....فرانسیسی، وولف، سیریر ۔ رقبہ.....197,161 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....پٹرولیم کی مصنوعات ۔   درآمدات.....اشیائے خوراک

(181) سیچلز:۔ دارالخلافہ.....وکٹوریہ ۔ زبانیں.....انگلش، کریو ۔ رقبہ.....453 مربع کلومیٹر

(182) سیرالیون:۔ دارالخلافہ.....فری ٹاؤن ۔ زبانیں.....انگلش، کریو ۔ رقبہ.....71,740 مربع کلومیٹر

برآمدات.....ہیرے   درآمدات.....خام تیل

(183) صومالیہ:۔ دارالخلافہ.....موغادیشو ۔ زبانیں.....صومالی، عربی، انگلش ۔ رقبہ.....637,539 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....مویشی ۔   درآمدات.....مشینری

(184) جنوبی افریقہ:۔ دارالخلافہ.....پریٹوریا ۔ زبانیں.....افریقن، انگلش، بانتو

رقبہ.....1,221,043 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....سونا ۔ درآمدات.....مشینری

(185) سوڈان:۔ دارالخلافہ.....خرطوم ۔ زبانیں.....عربی، انگلش، مقامی زبانیں

رقبہ.....2,505,825 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....کپاس ۔ درآمدات.....اشیائے خوراک

(186) سوازی لینڈ:۔ دارالخلافہ.....مبابان ۔ زبانیں.....انگلش، سسوائی ۔ رقبہ.....17,366 مربع کلومیٹر

برآمدات.....چینی   درآمدات.....مشینری

(187) تنزانیہ:۔ دارالخلافہ.....دارالسلام ۔ زبانیں.....انگلش، سواحلی، بانتو، عربی

رقبہ.....945,202 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....کافی ۔ درآمدات.....خام تیل

(188) ٹوگو:۔ دارالخلافہ.....لوم ۔ زبانیں.....فرانسیسی، ایوبیناکے بائی، کوٹوکولی ۔ رقبہ.....56,599 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....فاسفیٹ ۔ درآمدات.....اشیائے خوراک

(189) تیونس:۔ دارالخلافہ.....تیونس ۔ زبانیں.....عربی، فرانسیسی ۔ رقبہ.....163,610 مربع کلومیٹر

برآمدات.....خام تیل   درآمدات.....مشینری

(190) یوگنڈا:۔ دارالخلافہ.....کمپالا ۔ زبانیں.....انگلش، سواحلی، یوگنڈا، لیٹولو ۔ رقبہ.....236,037 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....کافی ۔ درآمدات.....مشینری

(191) زائرے:۔ دارالخلافہ.....کنشاسا ۔ زبانیں.....فرانسیسی، کی کونگو، لنگولا ۔ رقبہ.....2,344,113 مربع کلومیٹر ۔ برآمدات.....کاپر ۔ درآمدات.....مشینری

(192) زیمبیا:۔ دارالخلافہ.....لوساکا ۔ زبانیں.....انگلش، بانتو ۔ رقبہ.....752,615 مربع کلومیٹر

برآمدات.....کاپر ۔ درآمدات.....مشینری

(193) زمبابوے:۔ دارالخلافہ.....ہرارے ۔ زبانیں.....انگلش، چشونا ۔ رقبہ.....390,624 مربع کلومیٹر

برآمدات.....تمباکو   درآمدات.....مشینری

مختلف ممالک کے قومی نام

ملک	قومی نام	ملک	قومی نام
افغانستان	دولت اسلامیہ افغانستان	البانیہ	عوامی جمہوریہ البانیہ
انڈورا	عوامی جمہوریہ انڈورا	ارجنٹائن	جمہوریہ ارجنٹائن
الجزائر	جمہوریہ الجزائر	آسٹریا	جمہوریہ آسٹریا
بیلجئیم	رائل جمہوریہ بیلجئیم	بنن	عوامی جمہوریہ بنن
بھوٹان	بادشاہت دولت بھوٹان	بولیویا	عوامی جمہوریہ بولیویا
برازیل	عوامی جمہوریہ برازیل	بلغاریہ	عوامی جمہوریہ بلغاریہ
برما (میانمار)	جمہوریہ میانمار	برونڈی	عوامی جمہوریہ برونڈی
کیپ ورڈ	عوامی جمہوریہ کیپ ورڈ	افریقہ	جمہوریہ وسطی افریقہ

چاڈ	عوامی جمہوریہ چاڈ
چین	عوامی جمہوریہ چین
کانگو	عوامی جمہوریہ کانگو
کیوبا	عوامی جمہوریہ کیوبا
ڈنمارک	جمہوریہ ڈنمارک
ڈومینیکا	جمہوریہ ڈومینیکا
ایلسویڈور	جمہوریہ ایلسویڈور
فن لینڈ	جمہوریہ فن لینڈ
گیبون	جمہوریہ گیبون
جرمنی	عوامی جمہوریہ جرمنی
گنی بساؤ	عوامی جمہوریہ گنی بساؤ
ہنگری	جمہوریہ ہنگری
انڈونیشیا	عوامی جمہوریہ انڈونیشیا
اسرائیل	جمہوریہ اسرائیل
جاپان	جمہوریہ عوام
کینیا	جمہوریہ کینیا
جنوبی کوریا	جمہوریہ جنوبی کوریا
لٹویا	لٹویا
لیبیا	سوشلسٹ عوامی جمہوریہ لیبیا
لکسمبرگ	عظیم سلطنت لکسمبرگ
مڈغاسکر	عوامی جمہوریہ مڈغاسکر
موریطانیہ	عوامی جمہوریہ موریطانیہ
مراکش	سلطنۃ العربیہ المراکش
ہالینڈ	جمہوریہ ہالینڈ
نائیجر	عوامی جمہوریہ نائیجر
اومان	سلطنت اومان
پیراگوئے	جمہوریہ پیراگوئے
فلپائن	عوامی جمہوریہ فلپائن
پرتگال	عوامی جمہوریہ پرتگال

چلی	عوامی جمہوریہ چلی
کولمبیا	عوامی جمہوریہ کولمبیا
کوسٹاریکا	عوامی جمہوریہ کوسٹاریکا
قبرص	عوامی جمہوریہ قبرص
جبوتی	جمہوریہ جبوتی
ایکویڈور	جمہوریہ ایکواڈور
گنی استوائی	جمہوریہ گنی استوائی
استونیا	اسٹی
جارجیا	سکارٹ ویلو
گوئٹے مالا	جمہوریہ گوئٹے مالا
ہیٹی	عوامی جمہوریہ ہیٹی
انڈیا	عوامی جمہوریہ بھارت
عراق	جمہوریہ عراق
اٹلی	عوامی جمہوریہ اٹلی
اردن	سلطنت اردن الاہاشم
شمالی کوریا	جمہوریہ شمالی کوریا
کویت	دولت الکویت
لبنان	عوامی جمہوریہ لبنان
ایتھوپیا	وایتھوپیا
مقدونیہ	عوامی جمہوریہ مقدونیہ
مالی	عوامی جمہوریہ مالی
میکسیکو	عوامی جمہوریہ میکسیکو
موزمبیق	عوامی جمہوریہ موزمبیق
نکاراگوا	عوامی جمہوریہ نکاراگوا
ناروے جمہوریہ	جمہوریہ ناروے
پانامہ	جمہوریہ پانامہ
پیرو	جمہوریہ پیرو
پولینڈ	عوامی جمہوریہ پولینڈ
روانڈا	عوامی جمہوریہ روانڈا

سان مرینو	جمہوریہ سان مرینو
سینی گال	عوامی جمہوریہ سینی گال
صومالیہ	عوامی جمہوریہ صومالیہ
سوڈان	جمہوریہ سوڈان
سوئٹزرلینڈ	عوامی جمہوریہ سوئٹزرلینڈ
ٹوگو	جمہوریہ ٹوگو
ترکی	جمہوریہ ترکی
وینزویلا	عوامی جمہوریہ وینزویلا
یمن	عوامی جمہوریہ یمن

سعودی عرب	سلطنت السعودیہ العربیہ
سربیا	جمہوریہ سربیا
سپین	جمہوریہ سپین
سویڈن	جمہوریہ سویڈن
شام	جمہوریۃ العربیۃ الشام
تیونس	جمہوریہ تیونس
ازبکستان	عوامی جمہوریہ ازبکستان
ویت نام	عوامی جمہوریہ ویتنام
پاکستان	اسلامی جمہوریہ پاکستان

دنیا میں بادشاہتیں

دور جدید کے بدلتے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اکثریتی ممالک نے جمہوری نظام کو بطور طرز حکومت اپنالیا ہے۔ گزشتہ صدی کے اوائل تک دنیا بھر میں بادشاہتوں کا چلن عام تھا لیکن پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد بادشاہتوں میں کمی ہوتی گئی۔ مکمل بااختیار بادشاہتیں سعودی عرب، اومان اور سوازی لینڈ میں قائم ہیں۔ جبکہ اومان میں سال 2003 میں مشاورتی کونسل (پارلیمنٹ) کیلئے انتخاب ہو چکے ہیں۔ جبکہ دنیا کے باقی ممالک میں بادشاہت کے ساتھ جمہوریت کام کر رہی ہے۔ جن ممالک میں آئینی بادشاہت قائم ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

بحرین	روایتی
بھوٹان	آئینی
کمبوڈیا	آئینی
جاپان	آئینی
کسیوتھو	آئینی
ملائیشیا	آئینی
مراکش	آئینی
ہالینڈ	آئینی
اومان	حقیقی بادشاہت
سعودی عرب	حقیقی بادشاہت
سوازی لینڈ	حقیقی بادشاہت
تھائی لینڈ	آئینی
برطانیہ	آئینی

بیلجیئم	آئینی
برونائی	آئینی
ڈنمارک	آئینی
اردن	آئینی
لکسمبرگ	آئینی
مناکو	آئینی
نیپال	آئینی
ناروے	آئینی
قطر	آئینی
سپین	آئینی
سویڈن	آئینی
ٹونگا	آئینی

پارلیمنٹس کے نام

(دنیائے اسلام)

ملک	پارلیمنٹ	ملک	پارلیمنٹ
آذربائیجان	ملی مجلس	ازبکستان	عالی مجلس
البانیا	کووند پاپولری	ایران	مجلس شوریٰ اسلام
اردن	مجلس	افغانستان	مجلس شوریٰ
الجزائر	پیپلز نیشنل اسمبلی	انڈونیشیا	عوامی مشاورتی اسمبلی
بحرین	قومی اسمبلی	برکینافاسو	قومی اسمبلی
برونائی دارالسلام	مجلس مشورت نگاری	بنگلہ دیش	جاتیا سنگساد
بینن	سانگ دو	پاکستان	مجلس شوریٰ
تاجکستان	سپریم اسمبلی	ترکمانستان	مجلس
ترکی	گرینڈ نیشنل اسمبلی	تیونس	قومی اسمبلی
جبوتی	قومی اسمبلی	چاڈ	قومی مشاورتی کونسل
سعودی عرب	مجلس شوریٰ	سوڈان	عبوری اسمبلی
سینی گال	قومی اسمبلی	شام	پیپلز کونسل
عراق	قومی اسمبلی	عمان	مشاورتی مجلس
قطر	ریاستی مشاورتی کونسل	کویت	مجلس العلماء
گنی بساؤ	نیشنل پیپلز اسمبلی	کیمرون	قومی اسمبلی
لبنان	قومی اسمبلی	ملائیشیا	پارلیمنٹ
مالی	نیشنل اسمبلی	ماریطانیہ	نیشنل اسمبلی
لیبیا	پیپلز کانگریس	مالدیپ	سٹیزن کونسل
متحدہ عرب امارات	شوریٰ کونسل	مراکش	مجلس النواب
مصر	پیپلز اسمبلی	نائیجیریا	نیشنل اسمبلی
نائیجر	نیشنل ڈویلپمنٹ کونسل	یمن	مجلس شوریٰ
یوگنڈا	نیشنل رزسٹنس کونسل		

غیر مسلم ممالک

ملک	پارلیمنٹ	ملک	پارلیمنٹ
آسٹریلیا	وفاقی پارلیمنٹ	آسٹریا	فیڈرل اسمبلی
ارجنٹائن	نیشنل کانگریس	آئس لینڈ	آلتھنگ

ملک	پارلیمنٹ	ملک	پارلیمنٹ
ایکواڈور	نیشنل چیمبر آف ریپرزنٹیٹوز	انگولا	نیشنل پیپلز اسمبلی
اٹلی	پارلیمنٹ	اسرائیل	کنیسٹ
ایتھوپیا	نیشنل اسمبلی	برازیل	نیشنل کانگریس
بلغاریہ	نیشنل اسمبلی	بولیویا	کانگریس
بلجیم	پارلیمنٹ	بھارت	پارلیمنٹ
پاناما	نیشنل اسمبلی	پرتگال	اسمبلی آف دی ریپبلک
پولینڈ	نیشنل اسمبلی	پیرو	کانگریس
تنزانیہ	نیشنل اسمبلی	تھائی لینڈ	نیشنل اسمبلی
جاپان	ڈائٹ	جرمنی	بنڈسریٹ
جنوبی افریقہ	پارلیمنٹ	چلی	نیشنل کانگریس
چین	نیشنل پیپلز کانگریس	ڈنمارک	فالکیٹنگ
رومانیہ	گرینڈ نیشنل اسمبلی	سپین	کارٹس
سری لنکا	پارلیمنٹ	سنگاپور	پارلیمنٹ
سویڈن	رکس ڈیگ	سوئٹزرلینڈ	فیڈرل اسمبلی
فرانس	پارلیمنٹ	فن لینڈ	ایڈس کنٹا
کانگو	پیپلز نیشنل اسمبلی	کوریا جمہوریہ	نیشنل اسمبلی
کوریا عوامی جمہوریہ	سپریم پیپلز اسمبلی	کینیا	نیشنل اسمبلی
کیوبا	نیشنل اسمبلی آف پیپلز پاور	گھانا	نیشنل اسمبلی
گوئٹے مالا	نیشنل کانگریس	لیشن ٹائن	ڈائٹ
مالٹا	ایوان نمائندگان	ماریشس	نیشنل اسمبلی
کینیڈا	پارلیمنٹ	منگولیا	پیپلز گریٹ ہورال
میکسیکو	نیشنل کانگریس	موزمبیق	پیپلز اسمبلی
ناروے	پارلیمنٹ	نیپال	نیشنل اسمبلی
نیدرلینڈز	سٹیٹ جنرل ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز	نکاراگوا	نیشنل کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی
نیمبیا	نیشنل اسمبلی	ویت نام	نیشنل اسمبلی
وینزویلا	نیشنل کانگریس	ہنگری	نیشنل اسمبلی
یونائیٹڈ کنگڈم (برطانیہ)	پارلیمنٹ	یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ	کانگریس

یوروگوئے | کونسل آف سٹیٹس | یونان | پارلیمنٹ

مختلف ممالک کی کرنسی کے نام

پاکستان، سری لنکا، بھارت اور انڈونیشیا کی کرنسی کا نام روپیہ ہے لیکن انکی علامتیں مختلف ہیں۔

ملک	کرنسی	ملک	کرنسی
آئیوری کوسٹ	فرانک	برونائی	ڈالر
آئرلینڈ	تینٹ	برونڈی	فرانک
انگولا	کوانزا	بلغاریہ	لیو
اومان	ریال	بیلجیئم	فرانک
آئس لینڈ	کرونا	بنگلہ دیش	ٹکہ
ایتھوپیا	برمنات	بوٹسوانا	پولا
آذربائیجان	لیرا	بورکینافاسو	فرانک
اٹلی	لیرا	بولیویا	پیسو
ایران	تومان	بہاماس	ڈالر
ارجنٹائن	اسٹرل	بھوٹان	نگلٹرم
ایکویڈور	سکر	بیلیز	ڈالر
اردن	دینار	بینن	فرانگ
ایل سلویڈور	ڈالر	پاپانیوآگنی	کینا
اینٹی گوابا	ڈالر	پانامہ	بالبوآ
آسٹریا	شلنگ	پرتگال	ایسکوڈو
اسٹریلیا	آسٹریلوی ڈالر	پولینڈ	زلوٹی
اسرائیل	شیکل	پیراگوئے	گورانی
افغانستان	افغانی	پیرو	انٹی
اسٹونیا	کرون	تیونس	دینار
البانیہ	لیک	تائیوان	ڈالر
الجزائر	دینار	ترکی	لیرا
بارباڈوس	ڈالر	تنزانیہ	شلنگ
بحرین	دینار	تھائی لینڈ	بھات

ملک	کرنسی	ملک	کرنسی
برازیل	کروزیڈ	جنوبی افریقہ	رینڈ
برطانیہ	پاؤنڈ	برما (میانمار)	کیات
چاڈ	فرانک	کانگو	فرانک
چلی	پیسو	کمبوڈیا	ریل
چین	یوآن	شمالی کوریا	وون
ڈنمارک	کرون	جنوبی کوریا	وون
ڈومینکین جمہوریہ	پیسو	کوسٹاریکا	کولون
اروندا	فرنک	کولمبیا	پیسو
روس	روبل	کوموروجزائر	فرانک
سپین	پسیٹیا	کویت	دینار
سعودی عرب	ریال	کیپ ورڈی	ایکوڈو
سنٹرل افریقہ	فرانک	رومانیہ	لیو
سنگاپور	ڈالر	امریکہ	ڈالر
سوازی لینڈ	لانگتی	زائرے	زائرے
سوئٹزرلینڈ	فرانگ	زمبابوے	ڈالر
سوڈان	پاؤنڈ	زیمبیا	کواچا
ٹرانسکی	اینڈ	سالومن جزائر	ڈالر
ٹوالو	ڈالر (آسٹریلوی)	سان مارینو	لیرا اطالوی
ٹونگا جزائر	پانگا	ساموا مغربی	ٹالا
ٹرینڈاڈ ونوباگو	ڈالر	کینیا	شلنگ
جاپان	ین	کینیڈا	ڈالر
جبوتی	فرانک	کیوبا	پیسو
جرمنی	مارک	گرینا ڈا	ڈالر
جمیکا	ڈالر	گرین لینڈ	کرون
صومالیہ	شلنگ	گوئٹے مالا	کوئزن
عراق	دینار	گیمبیا	ولاسی
فجی	ڈالر	گنی	فرانک

فرانس	فرانک	گنی استوائی	فرانک
فلپائن	پیسو	گیانا	ڈالر
فن لینڈ	مارکہ	گنی بساؤ	پیسو
قبرص	پاؤنڈ	گیبون	فرانک
لیبیا	دینار	لائبیریا	ڈالر
لکسمبرگ	فرانک	لاؤس	کپ
سوریتام	گلڈر	لبنان	پاؤنڈ
سویڈن	کرونا	نیپال	روپیہ
سیچلز	روپیہ	نیدرلینڈ (ہالینڈ)	گلڈر
سیرالیون	لیون	ہانگ کانگ (چین)	ڈالر
سینٹ کرسٹوفر	ڈالر	یوراگوئے	پیسو
سینی گال	فرانک	لٹویا	لاٹ
سینٹ لوسیا	ڈالر	لیسوتھو	مالوٹی
شام	پاؤنڈ	لیشٹن ٹائن	فرانک (سوئس)
ماریشس	روپیہ	ویت نام	ڈونگ
مالاگاسی	فرانک	ویٹی کن سٹی	لیرا
مالٹا	لیرا	ناؤرو	آسٹریلوی ڈالر
مالدیپ	روپیہ	وینزویلا	بولیوار
مالی	فرانک	وینوآتو	واٹو
متحدہ عرب امارات	درہم	یمن	ریال
مراکش	درہم	یوگنڈا	پاؤنڈ
مصر	پاؤنڈ	یونان	دراشما
مکاؤ	پٹاکو	لتھوانیا	لٹاز
ملائیشیا	رنگٹ	قازقستان	ٹنگی
ملاوی	کواچا	نائیجیریا	نائزا
مناکو	فرانک	ناروے	کرون
منگولیا	طغرک	ہنگری	فورنٹ

موریطانیہ	اوکیا	ہونڈوراس	لمپیرا
موزمبیق	میٹیکل	ہیٹی	گورڈ
میکسیکو	پیسو	نمیبیا	اینڈ جنوبی افریقہ
نائیجر	فرانک	نیوزی لینڈ	ڈالر
کیریباتی	آسٹریلوی ڈالر	کرغیزستان	ڈالر
کیمرون	فرانک	ترکمانستان	منات
نکاراگوا	کارڈوبا		

دنیا کے بڑے شہر

نمبر شمار	نام شہر	ملک	آبادی
1	میکسیکو سٹی	میکسیکو	15,669,000
2	شنگھائی	چین	13,659,000
3	ساؤپالو	برازیل	10,107,821
4	کراچی	پاکستان	9778,466
5	قاہرہ	مصر	13,000,000
6	سیول	جنوبی کوریا	9,501,000
7	پیرس	فرانس	9,469,000
8	ٹوکیو	جاپان	8,655,000
9	ماسکو	روس	8,598,896
10	ڈھاکہ	بنگلہ دیش	8,500,000
11	استنبول	ترکی	8,274,921
12	بمبئی	بھارت	8,227,000
13	نیویارک	ریاستہائے متحدہ امریکہ	7,420,166
14	جکارتہ	انڈونیشیا	7,353,000
15	دہلی	بھارت	7,206.704

نوٹ: ۔شہروں کی آبادی کی درجہ بندی ان ممالک میں ہونے والی آخری مردم شماری کے نتائج سے اخذ کی گئی ہے۔

دنیا کے اہم سمندر

زمین کے 70.8 فیصد رقبے پر پانی پایا جاتا ہے۔ یہ پانی ہر وقت حرکت کرتا رہتا ہے۔ لہریں اور زمینی حرکت پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ دھکیل دیتی ہے۔ سمندری پانی نمکیات، کلورین، سوڈیم اور دیگر مرکبات کی آمیزش کیوجہ سے پینے کے قابل نہیں ہوتا۔ 361.132 ملین مربع کلومیٹر پر مشتمل پانی کے مختلف خطہ جات کو پانچ بڑے سمندروں بحرالکاہل، بحراوقیانوس، بحرہند اور بحر آرکٹک، بحرروم میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان چار بڑے سمندروں کے علاوہ بحیرہ احمر، بحیرہ کیریبئن، بحیرہ جنوبی چین، خلیج میکسیکو، خلیج ہڈسن، بحیرہ جاپان اور دیگر کئی چھوٹے سمندر ہیں۔

نمبر شمار	نام	رقبہ مربع کلومیٹر
1	بحرالکاہل	165,760,000
2	بحراوقیانوس	82,400,000
3	بحرہند	65,526,700
4	بحر منجمند شمالی	14,090,000
5	بحرروم	2,965,800
6	بحیرہ کیریبئن	2,718,200
7	بحیرہ جنوبی چین	2319,000
8	بحیرہ بیرنگ	2,291,000
9	خلیج میکسیکو	
10	بحیرہ افاتشک	1589,700
11	بحیرہ مشرقی چین	1,249,200
12	خلیج ہڈسن	1,232,300
13	بحیرہ جاپان	1,007,800
14	بحیرہ انڈیانا	797,700
15	بحیرہ احمر	438,000
16	بحیرہ بالٹک	422,000

(1). بحرالکاہل

سمندر کی سست روی اور پرسکون انداز دیکھ کر اسپین کے جہازراں میگلن نے Pacific رکھا تھا، جس کا ہسپانوی زبان میں مطلب، سست اور پرسکون ہے۔

(2). بحراوقیانوس

قدیم ترین باشندوں افریقہ کے پہاڑوں اطلس کے حوالے سے Atlantic رکھا۔

سطح زمین میں مختلف زمینی حرکات کی وجہ سے بحراوقیانوس کی چوڑائی ایک انچ بڑھ جاتی ہے جبکہ بحرالکاہل کی چوڑائی ایک انچ کم ہوجاتی ہے۔

موسم سرما میں بحر منجمند شمالی میں برف جم جانے سے اسے پیدل عبور کیا جا سکتا ہے۔ موسم سرما کے دوران امریکہ روس کی سرحدیں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں۔

قدرتی جھیلیں

چہار اطراف سے خشکی میں گھرا پانی کا ساکن قطعہ جھیل کہلاتا ہے۔ جھیلوں کے وجود میں آنے کی بڑی وجوہات میں دریائی پانی کے راستے میں رکاوٹ پڑنا، آتش فشاں پہاڑوں کا دھانہ بند ہونا، پہاڑی علاقوں میں نشیب میں پانی جمع ہونا اور زیرزمین چشموں کا پھوٹنا شامل ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں لاتعداد قدرتی آبی جھیلیں پائی جاتی ہیں جن میں سے کئی جھیلیں تو اسقدر بڑی ہیں کہ انہیں سمندروں میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔

نام	محل وقوع	رقبہ مربع کلومیٹر
بحیرہ کیسپیئن	آزربائی جان، روس قازقستان، ایران	394,299

یہ دنیا میں نمکین پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے ترکمانستان، ایران، براعظم ایشیاء یورپ

سپیریئر امریکہ	امریکہ، کینیڈا براعظم شمالی امریکہ	82,414

یہ دنیا میں میٹھے پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے۔

وکٹوریہ	تنزانیہ، یوگنڈا، کینیا، براعظم افریقہ	69,485
ارل	قازقستان، ازبکستان، براعظم ایشیاء	66457
ہورن	امریکہ، کینیڈا، براعظم شمالی امریکہ	59,596
مشی گن	امریکہ	58,016
ٹانگانیکا	تنزانیہ، کانگو، براعظم افریقہ	32,983
بیکال	روس، براعظم یورپ	31,500

یہ جھیل دنیا کی سب سے گہری جھیل ہے، گہرائی 5,712 فٹ ہے۔

گریٹ بیئر	کینیڈا، براعظم شمالی امریکہ	31,080

دنیا کے پانچ بڑے دریا

بہتے ہوئے تازہ پانی کا دھارا جو ندی نالے سے بڑا اور کئی پہاڑی ڈھلانوں کے نشیب پر سفر کرتا سمندر کی طرف

جائے' دریائی پانی زمینی کٹاؤ کا عمل مسلسل جاری رکھتا ہے اور پانی ہموار اور ساکن انداز میں اپنا سفر جاری رکھتا ہے دریا کا پانی کبھی بھی پست ترین سطح سمندر سے نیچے نہیں ہوتا۔

نمبر شمار	ملک دریا	ملک	لمبائی کلو میٹر	منبع
1	نیل	مصر' سوڈان' یوگنڈا	6,690	جھیل وکٹوریہ
2	ایمیزون	جنوبی امریکہ' برازیل	6,490	......
3	مسی سپی	امریکہ	6296	ایڈراک
3	اوب	روس	5,860	ہیلٹن ماونٹ
4	وانگ زے کیانگ	چین	5,797	تبت

براعظموں کے بڑے دریا

نمبر شمار	نام دریا	ملک	براعظم	لمبائی کلومیٹر
1	اوب	روس	ایشیاء	5800
2	ایمیزون	برازیل	جنوبی امریکہ	6490
3	مس سپی میوری	امریکہ	شمالی امریکہ	6296
4	نیل	مصر' یوگنڈا' سوڈان	افریقہ	6,690
5	مرے ڈارلنگ	آسٹریلیا	آسٹریلیا	2,340
6	رونگا	روس	یورپ	3,687

دریائے نیل دنیا کا واحد دریا ہے جو جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے' یہ دریا بحیرہ روم میں گرتا ہے۔ دریائے سندھ تبت کی پہاڑیوں سے نکل کر لداخ' کشمیر' شمالی علاقہ جات' کا سفر کرتا ہوا کالا باغ کے مقام پر پنجاب کے میدانی علاقوں میں داخل ہوتا ہے یہاں دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر ریگستان صحرائی علاقہ واقع ہے دریائے سندھ اپنے معاون دریاؤں کابل' جہلم' راوی' چناب' ستلج' بیاس' کرم' گومل اور دیگر کئی چھوٹے بڑے دریاؤں کی وجہ سے دنیا کی زرخیز ترین زمین کو سیراب کرتا ہے' دریائے سندھ اور اسکے معاون دریاؤں کے پانی کو آبپاشی کی غرض سے استعمال کرنے کیلئے دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں موجود ہے۔

بڑے جزائر

(Island) جزیرہ ایسے قطعہ خشکی کو کہتے ہیں جسکے چاروں اطراف پانی عام طور پر سمندر میں چار اطراف سے گھرا ہوا خشکی کا ٹکڑا کہلاتا ہے لیکن اگر دنیا کے نقشے پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تمام زمینی رقبہ جزیرہ ہے لیکن عام طور پر جزیرہ کی تعریف میں براعظموں کو شامل نہیں کیا جاتا ہے ویسے تو آسٹریلیا جزیرہ ہی ہے لیکن یہ اتنا بڑا جزیرہ ہے کہ اسے براعظم قرار دیا گیا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے جزائر پر مشتمل دنیا کا سب سے بڑا ملک انڈونیشیا ہے اور سب سے بڑا

جزیرہ گرین لینڈ ہے۔ جزائر کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

(1) براعظمی جزائر:۔

ایسے جزائر جو براعظمی کنار آب سے ابھریں' اس قسم کے جزائر کا ارضیاتی ڈھانچہ اور ساخت ان براعظموں جیسی ہوتی ہے جن سے یہ تعلق رکھتے ہیں سری لنکا مڑغاسکر وغیرہ اسکی بہترین مثال ہیں۔

(ii) سمندری جزائر:۔

سمندری جزائر سے مراد خشکی وہ چھوٹے ٹکڑے جو بڑے ٹکڑوں سے الگ ہو کر سطح سمندر پر نمودار ہوں اس قسم کے جزائر کی زمین کی ساخت کا تعلق نزدیکی ساحلی علاقوں کی ساخت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

(iii) مونگا جزائر:۔

سمندر سے جنم لینے والے چھوٹے چھوٹے جزائر کو مونگا جزائر کہتے ہیں۔ جزائر مالدیپ اسکی بہترین مثال ہیں بعض مونگا جزائر بہت چھوٹے چھوٹے اور سطح سمندر سے صرف تین یا چار فٹ بلند ہوتے ہیں۔

نمبر شمار	جزیرہ	محل وقوع	رقبہ کلومیٹر	نام سمندر
1.	گرین لینڈ	ڈنمارک	2,175,597	بحیرہ منجمند شمالی
2	نیوگنی	انڈونیشیا' پاپانیوگنی	820,033	مغربی بحرالکاہل
3	بورنیو	انڈونیشیا' برونائی' ملائیشیا	743,107	مشرقی بحرالکاہل
4	باضن	کینیڈا	476,066	بحر ہند
5	سماٹرا	انڈونیشیا	473,605	بحر منجمند شمالی
6	بان ساڈ	جاپان	230,316	بحیرہ جاپان
7	گریٹ برطانیہ	انگلینڈ	245,009	بحیرہ اوقیانوس
8	کیوبا	کیوباری پبلک	114,525	بحیرہ کریبین
9	سری لنکا	سری لنکا	65,610	بحر ہند

بلند ترین پہاڑی چوٹیاں

کوہ ہمالیہ کوہ قراقرم' کوہ ہندوکش دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے براعظم ایشیا میں واقع ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کی بلند ترین پہاڑی چوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ مٹی' ریت اور سخت چٹانوں سے بنی ایسی بلندی جسکی چوٹی ناہموار ہو پہاڑ کہلاتا ہے۔ عموماً ایک پہاڑ نہیں پایا جاتا یہ اکثر باہم سلسلوں میں مربوط ہوتے ہیں۔ ایشیا بالخصوص جنوبی ایشیا کے ممالک پاکستان' نیپال' بھارت' اور بنگلہ دیش میں پائے جانیوالے پہاڑ دنیا کی چھت کہلاتے ہیں دنیا کی بلند ترین وس پہاڑی چوٹیاں نیپال اور پاکستان میں ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام چوٹی	ملک	بلندی میٹر	فٹ	تاریخ سر
1	ایورسٹ	نیپال	8,848	29,028	29 مئی 1953
2	کے ٹو	پاکستان	8,611	28,250	31 جولائی 1954
3	کنچن جونگا	نیپال	8,586	28,169	25 مئی 1955
4	لوٹسے I	نیپال	8,516	27,490	18 مئی 1956
5	مکالو	نیپال	8,463	27,766	15 مئی 1955
6	چوادیو	نیپال	8,201	26,906	19 اکتوبر 1954
7	دولاگری	نیپال	8,167	26,795	13 مئی 1960
8	ماناسلوا	نیپال	8,163	26,781	9 مئی 1956
9	نانگا پربت	پاکستان	8,125	26,660	3 جولائی 1953
10	اناپورنا	نیپال	8,091	26,545	3 جون 1950
11	گیشر برم I	پاکستان	8,068	26470	4 جولائی 1958
12	براڈ پیک	پاکستان	8,047	26,400	9 جون 1957
13	شیشاپنگما	چین	8,046	26,397	2 مئی 1964
14	گیشر برم II	پاکستان	8,035	26,360	7 جولائی 1956

براعظموں کے بلندترین مقامات

نمبر شمار	براعظم	نام چوٹی	ملک	بلندی میٹر	بلندی فٹ
1	ایشیا	ایورسٹ	نیپال	8,848	29,028
2	جنوبی امریکہ	ایکنکوا	ارجنٹائن	6,960	22,834
3	شمالی امریکہ	مکنلی	امریکہ	6,194	20,320
4	افریقہ	کلی مانجرو	تنزانیہ	5,895	19,340
5	یورپ	ملبرس	روس، جارجیا	5,642	18,510
6	انٹارکٹکا	ونس چاسف	......	4,897	16,066
7	آسٹریلیا	کوسیسکوا	آسٹریلیا	2,228	7,316

صحرا

صحرا(Deserts) زمین کا وہ خطہ جہاں سالانہ بارش 10 انچ سے کم ہو صحرا کہلاتا ہے۔ صحرائی علاقہ میں دن کو انتہائی شدت کی گرمی اور رات کو موسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ کم بارش اور نباتات کی کمی کی بناء پر صحراؤں میں ہر طرف ریت اڑتی نظر آئیگی۔ دنیا کے تمام اہم صحرا خطہ استوا کے شمال اور جنوب 20,30 ڈگری عرض بلند کے درمیان واقع ہیں یورپ دنیا کا واحد براعظم ہے جہاں صحرا نہیں ہے صحراؤں کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں۔

1۔ استوائی صحرا(Subtropical Deserts) ایسے صحرا جہاں شدید گرمی پڑتی ہے۔

2۔ ساحلی صحرا(Cool coastal Desert) ایسے صحرا جہاں درجہ حرارت انتہائی کم ہو۔

3۔ ٹھنڈے صحرا(Cold winter Desert) ایسے صحرا جہاں گرمیوں اور سردیوں کے دوران درجہ حرارت میں بہت زیادہ کمی بیشی واقع ہو۔

4۔ برفانی صحرا(Polar Desert) ایسے صحرا جہاں ہر طرف برف بکھری پڑی ہو۔

☆ دنیا کا سب سے بڑا صحرا، صحرائے اعظم (صحارا) ہے یہ صحرا الجزائر، مصر، نائیجریا، تنزانیہ، سوڈان، ایتھوپیا میں واقع ہے۔

☆ دنیا کا سب سے چھوٹا صحرا صحرائے کیرکم ہے، یہ صحرا روس میں واقع ہے۔

☆ صحرا میں پرندے، چڑیاں، چوہے، سانپ، مکڑیاں، چھپکلیاں ایسے درخت اور جھاڑیاں پائی جاتی ہے جنکی جڑیں انتہائی لمبی ہوتی ہیں۔

☆ صحراؤں میں انسانی آبادی بہت کم ہوتی ہے۔

بڑے صحرا

نمبر شمار	نام	ملک	رقبہ
1	صحرائے صحارا (صحرائے اعظم)	مراکش، مغربی صحارا، الجزائر، تیونس، موریطانیہ، مالی، نائیجر، چاڈ، ایتھوپیا، صومالیہ	3.5 ملین مربع میل
2	صحرائے آسٹریلیا، صحرائے گبسن، صحرائے گریٹ سینڈی، صحرائے گریٹ وکٹوریہ	آسٹریلیا کے وسطی علاقہ کے ذیلی صحرا ہیں	6 لاکھ مربع میل
3	صحرائے عرب، (i) صحرائے شام	سعودی عرب، کویت، قطر، متحدہ عرب امارات، شام	1 ملین مربع میل اسی کا حصہ ہے
4	صحرائے گوبی	چین، منگولیا	5 لاکھ مربع میل

5	صحرائے کالاہاری	جنوبی افریقہ، بوٹسوانہ، نیمبیا	ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل
6	صحرائے تھر	پاکستان	ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل
7	صحرائے کاراکم	ازبکستان، ترکمانستان	ایک لاکھ دس ہزار مربع میل
8	صحرائے لوت	ایران	بیس ہزار مربع میل
9	صحرائے تھل	پاکستان	بیس ہزار مربع میل
10	صحرائے کینزل کم	روس	370 فٹ لمبا 220 فٹ چوڑا

آتش فشاں پہاڑ

زمینی تبدیلیوں، گرمی وسردی جیسے عوامل کی وجہ سے پہاڑ پھٹ کر لاوہ اگلنا شروع کر دیتے ہیں ایسے پہاڑوں کو جو لاوہ اگلتے ہیں آتش فشاں کہتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال 60 سے زائد آتش فشاں پہاڑ لاوہ اگلتے ہیں۔ مسلسل لاوہ اگلنا یا ہر سال پھٹنا ایسے آتش فشاں پہاڑوں کو فعال آتش فشاں کہتے ہیں دنیا کے آتش فشاں پہاڑوں کا بڑا حصہ بحرالکاہل میں واقع علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ باقی آتش فشاں پہاڑ دوسرے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ابھی تک 550 آتش فشاں دریافت کیے جا چکے ہیں جن میں سے اکثر سرد پڑ چکے ہیں۔

بڑے آتش فشانی پہاڑ رکھنے والے ممالک۔ 1۔ انڈونیشیا۔ 2۔ جاپان۔ 3۔ امریکہ۔

مشہور آتش فشاں

1	اینٹوفالا	ارجنٹائن	2	گوالاتری	چلی
3	کاٹوپیکس	ایکویڈور	4	رینگل ماؤنٹ	امریکہ
5	کلوچیف سکایا	روس	6	ماؤنا آلو	جزیرہ ہوائی
7	کیمرون	کیمرون	8	اوی بس	انٹارکٹیکا
9	بنارا گونگو	زائر	10	ایٹنا	سسلی
11	چلن	چلی	12	نیا مور	زائر
13	ولارپ کا	چلی	14	پیری کوٹن	میکسیکو
15	آساما	جاپان	16	نگورو ہو	نیوزی لینڈ
17	بیرن برگ	آسٹریلیا	18	ہیکلا	آئس لینڈ
19	ویسو	اٹلی	20	سٹرومبولی	اٹلی
21	میرانی	انڈونیشیا	22	اڈنارا ہنشو	جاپانی

23	اموکوتا الاسکا	امریکہ	24	ہائے اون	فلپائن
25	ماؤنٹ سیرٹ	ویسٹ انڈیز	26	پاپانڈیان	انڈونیشیا
27	ہیمیرو	انڈونیشیا	28	ساکاروجیما	جاپان
29	وائٹ آئی لینڈ	نیوزی لینڈ	30	ماؤنٹ لیوٹاؤلی	انڈونیشیا

ساٹرا اور جزیرہ جاوا کے درمیان ایک چھوٹے سے جزیرے پر واقع کاراکاٹاؤ دنیا کا سب سے فعال آتش فشاں پہاڑ ہے۔ جو اکثر خوفناک دھماکوں سے پھٹتا ہے۔

خوابیدہ آتش فشاں:۔ مندرجہ ذیل پہاڑ کافی عرصہ سے خاموش، لیکن انکے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب دوبارہ لاوہ اگلنا شروع کر دیں۔

1	لوٹیلاکو	چلی	ارجنٹائن	2	ہلیکالا	ہوائی	3	دیماوند	ایران
4	میکوڈی	چلی		5	ہیمیرو	انڈونیشیا	6	رُزسٹن	بحیرہ جنوبی اوقیانوس

خاموش آتش فشاں

1	آکونگاگوا	ارجنٹائن	2	البرز	کاکیشیا
3	یمیوراڈو	ایکوےڈور	4	اینٹی سانا	ایکواڈور
5	کشلیمانجار	تنزانیہ	6	فیوجی	جاپان

زلزلہ

زمین میں لرزش یا ارتعاش پیدا ہونے کو زلزلہ کہتے ہیں۔ یہ لرزش اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمین توانائی خارج کرے۔ وہ علاقہ جہاں سے زمین توانائی خارج کرے زلزلہ کا مرکز کہلاتی ہے۔ زلزلہ کی پیمائش کا آلہ (The Reactor magnitude) کہلاتا ہے۔ عام طور پر اسے ریکٹر سکیل کہا جاتا ہے۔

زلزلوں کی شدت

زلزلہ کی شدت	سالانہ اوسط	درجہ بندی	نام درجہ بلندی
8 یا زیادہ	1	انتہائی خطرناک	گریٹ Great
7.79	18	اس سے کم خطرناک	میجر Major
6.69	120	طاقتور زلزلہ	سٹرانگ Strong
5.59	800	طاقتور سے کم اعتدال پسند	ماڈریٹ Modrate
4.49	6,200	ہلکا	لائٹ Light

3.39	49,000	ہلکے سے کم معمولی	مائنر Minor
2.3	1,000	بہت کم اول معمولی	ویری مائنر1 Veryminor1
1.2	8,000	بہت کم دوئم معمولی	ویری مائنر2 Veryminor2

دنیا میں آنے والے مشہور زلزلے

نمبر شمار	نام ملک	تاریخ	شدت
1	چلی	22 مئی 1960ء	9.5
2	الاسکا امریکہ	27 مارچ 1964ء	9.2
3	روس	4 نومبر 1952ء	9.0
4	ایکواڈور	31 جنوری 1906ء	8.8
5	الاسکا امریکہ	9 نومبر 1957ء	8.8
6	کیورل جزائر	6 نومبر 1958ء	8.7
7	الاسکا امریکہ	4 فروری 1965ء	8.7
8	بھارت	15 اگست 1950ء	8.6
9	ارجنٹائن	11 نومبر 1922ء	8.5
10	انڈونیشیا	9 کیم فروری 1938ء	8.5
11	بحر ہندنزد انڈونیشیا	26 دسمبر 2004	9
12	پاکستان	8 اکتوبر 2005ء	8.5

نوٹ: پاکستان میں آنے والے اس زلزلہ میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 80 ہزار کے قریب تھی جبکہ لاکھوں افراد زخمی اور بے گھر ہوئے۔

سب سے زیادہ درجہ حرارت

عالمی ریکارڈ:۔العزیزہ لیبیا براعظم افریقہ میں 13 ستمبر 1922ء کو 58 ڈگری سینٹی گریڈ اور 136 ڈگری فارن ہائیٹ ریکارڈ کیا گیا یہ درجہ حرارت آج تک عالمی ریکارڈ ہے۔

براعظموں کے زیادہ درجہ حرارت

نمبر شمار	مقام ملک	براعظم	تاریخ	فارن ہائیٹ	سینٹی گریڈ
1	ڈیتھ ویلی امریکہ	شمالی امریکہ	10 جولائی 1913	134	57

2	تیرات تسوی (اسرائیل)	ایشیاء	21 جون 1942	129	54
3	کوئینز لینڈ	آسٹریلیا	16 جنوری 1889	128	53
4	سی وائل (سپین)	یورپ	14 اگست 1881	122	50
5	ری واڈاویا ارجنٹائن	جنوبی امریکہ	11 دسمبر 1905	120	49
6	وانڈا اسٹیشن	انٹارکٹیکا	5 جنوری 1974	59	15

پاکستان میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت سبی کے مقام پر 1973 میں 53 ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ ہوا۔

دنیا میں کم سے کم درجہ حرارت

عالمی ریکارڈ:۔ براعظم انٹارکٹیکا کے مقام واستوک میں 21 جولائی 1938 کو منفی 89 ڈگری سینٹی گریڈ اور 129 منفی فارن ہائیٹ ریکارڈ کیا گیا۔

نمبر شمار	نام مقام وملک	براعظم	تاریخ	فارن ہائیٹ	سینٹی گریڈ
1	ورک ہاؤسنگ (روس)	ایشیاء	6 فروری 1933	-90	-68
2	گرین لینڈ (ڈنمارک)	یورپ	9 جنوری 1954	-87	-66
3	سنانگ یوکون (کینیڈا)	شمالی امریکہ	3 فروری 1947	-81	-63
4	افرانے مراکش	افریقہ	11 فروری 1935	-11	-24
5	(۔) ارجنٹائن	جنوبی امریکہ	1942	......	-23
6	آسٹریلیا	......	......	......	......

عجائبات عالم واہم عمارات ومقامات قدیمہ

(1) اہرام مصر:۔

فراعین مصر نے اپنی ممی بالاش کو ہمیشہ کیلئے محفوظ رکھنا کیلئے قاہرہ کے قریب صحراؤں میں بلند وبالا پتھریلی عمارتیں تعمیر کروائیں۔ اپنی خوبصورتی اور کاریگری کی وجہ سے اہرام مصر کو عجائبات عالم میں پہلا درجہ حاصل ہے۔ اہرام مصر فراعینہ کے تہہ خانوں میں فرعون کی نعشیں اور ان کا قیمتی ساز وسامان دفن ہے۔ خوفو' مینکاراؤ اور خافرہ کے اہرام دنیا کے مشہور ترین اہرام ہیں۔ خوفو کا اہرام 13 ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے ابتداء میں اسکی بلندی 482 فٹ اور 450 فٹ کے درمیان تھی اس کی چوڑائی تقریباً 755 مربع فٹ اور تعمیر میں 2.5 ٹن وزنی 2,300,000 چوکور پتھر کے ٹکڑے استعمال

کے گئے ان پتھروں کی جسامت 40 مکعب فٹ ہے۔ اہرام مصر کی بنیاد چوکور مگر پہلو تکونے ہیں یہ تکونیں اوپر جا کر ایک نقطہ پر مل جاتی ہیں۔ آج تک یہ ثابت نہیں ہو سکا اس زمانے میں کاریگروں اور مزدوروں نے کونسا طریقہ استعمال کر کے پتھروں کو اتنی بلندی تک پہنچایا یہی وجہ ہے کہ ان کی تعمیر آج تک انسانی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔ قدیم عجائبات عالم میں سے یہ واحد تعمیر ہے جسکے نشان ابھی تک موجود ہیں۔

(2) بابل کے معلق باغات:۔

قدیم عجائبات عام میں بابل کے معلق باغات کا نمبر دوسرا ہے۔ چھ صدی قبل مسیح بابل کے بادشاہ بخت نصر نے اپنے محبوب ملکہ کو خوش رکھنے کیلئے بلندی پر باغات تعمیر کروائے تھے۔ اپنے منفرد طرز تعمیر اور بلندی کی وجہ سے ان باغات نے عالم انسانیت کو عرصہ دراز تک متحیر کیئے رکھا۔ قدیم بابل اور ہنوئی کی تہذیب کو اصل شہرت انہی باغات کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ یہ باغات حقیقاً معلق نہ تھے۔ بلکہ ایسی جگہ پر لگائے گئے جو درجہ بدرجہ بلند ہوتی تھی۔ بعض مورخین ان باغات کی بلندی 350 اور بعض 375 فٹ بتاتے ہیں اس بلندی کے عین اوپر تالاب موجود تھا جو ہر وقت پانی سے بھرا رہتا تھا اسی تالاب سے بلندی پر لگے پھلدار اور دوسرے درختوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ یہ باغات کتنے ایکڑ رقبے پر تعمیر کیئے گئے اس حوالے سے تاریخ میں کوئی خاص شواہد موجود نہیں ہیں البتہ اس امر کا ضرور خیال رکھا گیا تھا کہ درختوں کی نشو و نما میں کسی قسم کی کمی نہ آئے۔

(3) ڈائنا کا مندر:۔

ڈائنا کا مندر کے آثار موجودہ ترکی میں پائے جاتے ہیں۔ یہ مندر کئی مرتبہ تعمیر ہوا اور بار بار تباہ کر دیا گیا۔ اس کے طول کے ہر ضلع میں سنگ مرمر سے بنے 127 ستون نصب تھے جبکہ عمارت ایک چبوترے پر بنائی گئی۔ اس عمارت کی بلندی 60 فٹ سے زائد تھی۔ اس مندر کی وجہ شہرت ڈائنا کی مورتی تھی۔ اس دیوی کا یونانی نام آرٹیمس تھا۔ سکندر اعظم نے اس مندر کو اپنے دور حکومت میں دوبارہ تعمیر کروایا تھا اس مندر کو گوتھ قوم کے حملے 626ء میں مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔

(4) زیورس کا اولمپیا مجسمہ:۔

500 سال قبل مسیح مشہور یونانی سنگ تراش اور مجسمہ ساز فیڈمس نے اولمپیا کے مقام پر یہ مجسمہ تراشا تھا۔ زیورس قدیم یونان کا سب سے بڑا دیو مالائی دیوتا تھا۔ اس لیئے اس مجسے کی پورے یونان میں بہت زیادہ عزت و تکریم کی جاتی تھی۔ سنگ مرمر کا بنا یہ مجسمہ 40 فٹ بلند اور اس پر سونے، چاندی اور ہاتھی دانت سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اب اس مجسمے کے آثار بالکل ناپید ہو چکے ہیں۔

(5) مسولیس کا مقبرہ:۔

ایشیائے کوچک کے شہر ہیلی کارنواس میں ملکہ ارٹھیمیا نے اپنے مشہور بادشاہ مسولیس کی یاد میں تعمیر کروایا تھا۔ یہ مقبرہ ایک بلند چبوترے پر انتہائی بلند و بالا ستونوں اور چوکور عمارت پر مشتمل تھا۔ اب اس مقبرے کے آثار مکمل طور پر

ناپید ہو چکے ہیں۔

(6) رہوڈز کا مجسمہ:۔

سورج کے دیوتا اپالو کا 105 فٹ بلند مجسمہ بندرگاہ رہوڈز پر ایک خلیج کے دونوں کناروں پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس بت کی ایک لات سمندری خلیج کے ایک طرف اور دوسری لات دوسری طرف واقع تھی۔ اس مجسے کے نیچے سے بحری جہاز گزرا کرتے تھے۔ اس مجسمہ کو مشہور یونانی سنگ تراش چیئرز یا کیئرز نے 280 قبل مسیح میں تعمیر کیا تھا۔ اس مجسے کی تعمیر پر اس نے 13 سال سے زائد کا عرصہ صرف کیا تھا۔ یہ مجسمہ بعد ازاں ایک زلزلے کے دوران تباہ ہو گیا۔

(7) اسکندریہ کا روشنی کا مینار:۔

مصر کے مشہور شہر اور بندرگاہ اسکندریہ کے مقام پر ساسٹرلیٹس نامی بادشاہ نے جہازرانوں کی رات کو راہنمائی کیلئے تعمیر کروایا تھا اس مینار کی بلندی 400 فٹ تھی۔ اس کے اوپر کے حصہ پر رات کو آگ جلا کر ملاحوں کو بندرگاہ کی نشاندھی کی جاتی تھی۔ یہ مینار 13 ویں صدی عیسوی میں ایک زلزلہ کے دوران تباہ ہو گیا۔

ابوالہول کا مجسمہ (مصر):

ابوالہول کا مجسمہ 4500 سال پرانا اور اہرام مصر سے ملحق ہے۔ 1988 میں یونیسکو کے زیر اہتمام اس کی بحالی کا کام شروع ہوا۔ یہ 1998 میں 2.5 ملین ڈالر کی لاگت سے مکمل ہوا۔

پارتھنین آف یونان:

یہ ایکروپولس میں اتھینا دیوی کے مندر کے طور پر 438 قبل مسیح میں تعمیر ہوا تھا۔ اب اس کی عمارت منہدم ہو چکی ہے۔

دیوار چین:

چین کے شہنشاہ چن شی ہوانگ تی نے دنیا کی طویل ترین دیوار کو 228 ق م میں تعمیر کرایا یہ دیوار تقریباً 1600 میل لمبی ہے اور اس کی چنائی میں پتھر اور مٹی استعمال ہوئی ہے۔ اس کی بلندی 18 سے 30 فٹ تک ہے۔

تاج محل آگرہ (1650-1632):

مغل بادشاہ شاہجہان نے اپنی بیگم ممتاز محل کی یاد میں یہ خوبصورت مقبرہ (تاج محل) تعمیر کرایا تھا بیس ہزار ماہر کاریگروں نے اسے اٹھارہ سال کی مدت میں دو کروڑ کی لاگت سے تعمیر کیا۔ اس کا نقشہ ایران کے مشہور ماہر تعمیرات عیسی نے بنایا تھا۔

شاہ فیصل مسجد (پاکستان):

دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہے 46.87 ایکڑ رقبے پر محیط اس مسجد کے ہال کا رقبہ 1.19 ایکڑ ہے۔ ہال

میں کم وبیش ایک لاکھ اور دیگر مقامات پر مزید 2 لاکھ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے ڈیزائن تعمیرات ڈاکٹر وحدت دلو نے بنایا۔

اینگکرواٹ مندر (کمبوڈیا):

اس مندر کا رقبہ 402 ایکڑ ہے۔ اسے 1113 تا 1150 میں تعمیر کیا گیا تھا۔

آدم کا پل:

بھارت اور سری لنکا کے مابین چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک تیس میل لمبی قطار کو کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت آدم کو جنت سے نکال کر اسی زمین پر اتارا گیا تھا۔

انارکلی:

لاہور کا سب سے قدیم ترین مشہور اور خوبصورت بازار ہے۔

بالمورل قلعہ:

سکاٹ لینڈ میں واقع مشہور قلعہ 1852 سے برطانوی قبضے میں ہے اور اسکا رقبہ 24000 ایکڑ ہے۔

براڈوے:

امریکا کے کمرشل تھیٹروں کی وجہ سے مشہور گلی نیویارک میں واقع ہے۔ اس کی طوالت 25 کلومیٹر ہے۔

براؤن ہاؤس: یہ خوبصورت عمارت جرمنی میں واقع ہے۔

برینڈنبرگ گیٹ: جرمنی کے شہر برلن میں واقع محراب جس کا ڈیزائن کارل لینگ ہانز نے بنایا تھا اسے 1773-1808 میں تعمیر کیا گیا، خوبصورتی کے لحاظ سے قابل دید ہے۔

بکنگھم محل: برمنگھم برطانیہ میں واقع 600 کمروں پر مشتمل شاہی خاندان کی رہائش گاہ تھی۔ 1837 سے استعمال میں نہیں 1993 میں عوام کے لیے اس کے کچھ حصے کھول دیئے گئے۔

بگ بین (برطانیہ): برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس کا گھنٹہ گھر اس کا قطر 2.7 میٹر یا 9 فٹ اور وزن 13 ٹن ہے۔ اسے 1858 میں ڈھالا گیا تھا۔

بوروبودور: جاوا (انڈونیشیا) کی قدیم بدھ خانقاہ 750ء اور 850ء کے مابین تعمیر کی گئی۔ یہ عمارت آج تک قابل استعمال ہے۔

پرل ہاربر: جزیرہ ہوائی (امریکہ) کی مشہور بندرگاہ ہے اسے 7 دسمبر 1941 کو بمباری کرکے جاپان نے شدید نقصان پہنچایا جس سے دو ہزار فوجی ہلاک ہوگئے۔ جس کے بعد امریکہ نے جاپانی شہروں پر ایٹم بم گرائے تھے۔

پنجہ صاحب: حسن ابدال (اٹک) کے مقام پر سکھوں کا مقدس گردوارہ یہاں ایک پتھر پر گورونانک کا پنجہ بنا ہوا ہے۔

پوٹالا پیلس: تبت (چین) لہاسہ کے مقام پر دلائی لامہ کا مشہور محل ہے۔ اسے دنیا کا سب سے بڑا محل بھی کہا جاتا ہے۔

پوکھران: راجستھان (بھارت) میں واقع مقام جہاں بھارت نے مئی 1974 اور مئی 1998 میں ایٹمی دھماکے کیئے تھے۔

پکاڈلی سرکس (لندن): برطانیہ کی مشہور گلی جہاں عجائب گھر اور دیگر ثقافتی عمارات واقع ہیں۔

پیسا کا جھکا ہوا مینار: یہ مینار اٹلی کے شہر پیسا میں ہے۔ یہ مسلسل جھکتا جارہا تھا۔ جس کے بعد 1999 میں اسکی مرمت کی گئی۔

پینٹا گان: امریکی محکمہ دفاع اور بری فوج کے مرکزی دفاتر اس عمارت میں واقع ہیں واشنگٹن میں واقع یہ عمارت 29 ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی ہے اسے 1941-1943 میں تعمیر کیا گیا 11 ستمبر 2001 دہشت گردوں نے اس کے ایک حصے کو تباہ کیا۔

ٹیکسلا: راولپنڈی کے نزدیک بدھ آثار قدیمہ کا مرکز، بدھ دور کی مشہور یونیورسٹی اسی شہر میں واقع تھی۔

جنتر منتر: دہلی (بھارت) میں واقع رصد گاہ ہے۔

چاندنی چوک (بھارت): دہلی کا مشہور بازار کھانوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

خانہ کعبہ: مکہ مکرمہ میں واقع اللہ کا گھر جہاں ہر سال پوری دنیا کے مسلمان حج کی غرض اور اس کی زیارت کے لئے جوق در جوق آتے ہیں۔

دلال سٹریٹ: بھارت کے شہر ممبئی میں سٹاک ایکسچینج مارکیٹ کے طور پر مشہور ہے۔

دیوار گریہ: یروشلم میں یہودی مندر کی مغربی دیوار ہے اسے رومنوں نے تباہ کردیا تھا یہودی اس دیوار کی پوجا کرتے تھے۔

ڈاوننگ سٹریٹ: وزیر اعظم برطانیہ کی سرکاری رہائش گاہ لندن کی اسی سٹریٹ میں واقع ہے۔

زیب النساء سٹریٹ: کراچی کا خوبصورت بازار مختلف اشیاء کی خریداری کے لئے مشہور ہے۔

راس کوہ: ضلع چاغی (بلوچستان) کا ایک پہاڑی مقام ہے جہاں 28 اور 30 مئی 1998 کو پاکستان نے ایٹم بم کے چھ کامیاب دھماکے کیئے۔

ریڈ سکوائر (روس): ماسکو کا وسطی حصہ جہاں مرکزی حکومت کے دفاتر قائم ہیں۔

سکاٹ لینڈ یارڈ: ویسٹ منسٹر لندن میں میٹرو پولیس کا ہیڈ کوارٹرز ہے۔

شاہیاد ٹاور: یہ ٹاور تہران میں شہنشاہیت کے اڑھائی ہزار سالہ جشن کی یاد میں تعمیر کیا گیا تھا۔

شیوڈ یگون پگوڈا: ینگون (رنگون/میانمر) میں بدھ عبادت گاہ ہے۔ اس خانقاہ کی بلندی 98 میٹر یا 326 فٹ اور اس کے اوپر سونا منڈھا ہوا ہے۔

عرفات: مکہ مکرمہ کے مشرق میں واقع ڈیڑھ دو سو فٹ بلند پہاڑ ہے اسے جبل رحمت بھی کہتے ہیں یہاں 9 ذی الحج کو حج خطبہ دیا جاتا ہے اس کے دامن میں جنوب کی طرف میدان عرفات واقع ہے۔

فلیٹ سٹریٹ: لندن کی ایک گلی جہاں اخبارات اور پریس ایجنسیوں کے دفاتر واقع ہیں۔

فیوجی یاما: جاپان کی بلند ترین پہاڑی چوٹی بلندی 12388 فٹ جاپانی اسے مقدس مانتے ہیں ٹوکیو کے جنوب میں واقع ہے۔

قطب مینار: دہلی کا ایک شاندار مینار جسے 1199ء میں سلطان قطب الدین ایبک نے تعمیر کرایا یہ 263 فٹ بلند ہے۔

کرسٹل پیلس (برطانیہ): ڈھانچہ لوہے کے ڈھانچے سے بنا ہوا ہے۔ جس کا ڈیزائن سر جوزف پیکسٹن نے عظیم نمائش کے لئے بنایا۔ لندن کے ہائیڈ پارک میں قائم کیا گیا۔ جو 1936 آتشزدگی کے دوران جل گیا تھا۔

کریملن (روس): ماسکو میں فصیل والا قلعہ، انتظامی و مذہبی مرکز کا کام دیتا تھا۔ ماسکو کا کریملن محل محض کریملن کہلاتا ہے۔ 1712ء میں روس کے زار حکمرانوں کی رہائش گاہ تھا۔

کیپ کیناورل: امریکا کا خلائی مرکز ہے پہلے اس کا نام کیپ کینیڈی تھا۔

کولوسیم (اٹلی): روم میں (975-980) کے مابین تعمیر ہوا۔ یہ چار منزلہ بیضوی شکل کی عمارت تھی اور اس میں پچاس ہزار افراد کے لئے گنجائش موجود تھی۔

گرینڈ کینان: یہ کھائی 217 میل لمبی 8 تا 25 میل چوڑی 6250 فٹ گہری ہے۔ یہ شمالی مغربی ایریزونا (امریکہ) میں واقع ہے۔

گولڈن ٹیمپل: امرتسر (بھارتی پنجاب) میں واقع سکھوں کی مرکزی عبادت گاہ اسے 1766 میں تعمیر کیا گیا جس کا سنگ بنیاد مسلمان صوفی بزرگ میاں میر نے رکھا۔ سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب بھی یہاں رکھی ہے۔

گولڈن گیٹ برج (امریکہ): فولاد کا ایک بڑا معلق پل یہ خلیج سان فرانسسکو کو بحر اوقیانوس سے ملاتا ہے 1937 میں مکمل ہوا ایک سپین 1280 میٹر لمبا ہے۔

لک رصدگاہ: کیلی فورنیا (امریکا) میں واقع ایک مشہور رصدگاہ ہے۔

لوورے: پیرس کا آرٹ میوزیم 1546 میں تعمیر کیا گیا اور یہاں دنیا کی بہترین اشیاء رکھی گئی ہیں۔

مجسمہ آزادی: نیویارک میں ایستادہ یہ ایک خاتون کی ترجمانی کرتا ہے جس کے ایک ہاتھ میں ٹارچ ہے فرانس نے امریکا کو آزادی حاصل کرنے پر بطور تحفہ دیا اونچائی 152 فٹ ہے۔

مردیکا پیلس (انڈونیشیا): جکارتا میں واقع مشہور محل ہے۔

مسجد نبوی: دنیا کی سب سے بڑی مسجد مدینہ منورہ میں واقع ہے اسے حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا اسی مسجد کے ساتھ واقع حضرت عائشہؓ کے حجرے میں نبی کریم ﷺ کو لحد میں اتارا گیا۔

مونومینٹل ایکسز: برازیل کے دارالحکومت برازیلیا میں دنیا کی سب سے چوڑی سڑک کا افتتاح اپریل 1960 میں ہوا۔

موہنجوداڑو: پاکستان کے آثار قدیمہ کا مرکز یہ سندھ میں ہے اور یہاں سے 5 ہزار سال قبل مسیح کے آثار ملے ہیں۔ یہ عالمی ثقافتی ورثے میں شامل ہیں۔

مسادام تساؤ کا موم گھر: لندن میں واقع ہے۔ یہاں عالمی شخصیات کے مومی مجسمے بنا کر محفوظ کئے جاتے ہیں۔

ناگاساکی: جاپان میں واقع وہ مقام جہاں 9 اگست 1945 کو امریکہ نے ایٹم بم پھینکا تھا۔

نوٹرے ڈیم: پیرس کا قدیم گرجا گھر اپنے تعمیراتی حسن کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے اسکی تعمیر مختلف مراحل میں (1163-1345) میں مکمل ہوئی۔

وال سٹریٹ: مین ہٹن میں واقع ایک گلی نیویارک سٹاک ایکسچینج کی عمارت کے لئے مشہور ہے۔

وائٹ ہال: لندن میں وائٹ پارک کے نام سے پکارا جانے والے علاقہ میں حکومت برطانیہ کے سرکاری دفاتر ہیں۔

وائٹ ہاؤس: واشنگٹن ڈی سی میں واقع صدر امریکہ کی سرکاری رہائش گاہ 1814 تا 1829 تعمیر ہوئی۔

وزیر مینشن: کھارادر کراچی میں واقع اس عمارت میں 25 دسمبر 1876 کو قائد اعظم محمد علی جناح پیدا ہوئے۔

ہارلے سٹریٹ: لندن کی ایک مشہور گلی ہے۔

ہائیڈ پارک: لندن کا ایک شاہی پارک جو عوام کے لئے جیمز اول کے دور میں کھولا گیا۔ اس کا رقبہ 630 ایکڑ ہے یہاں سیاسی رہنما حکومت کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔

ہڑپہ: ساہیوال (پاکستان) کے قریب آثار قدیمہ کا ایک مرکز وادی سندھ کی تہذیب کا مرکز ہے۔ یہ عالمی ثقافتی ورثے میں شامل ہے۔

دنیا کے مشہور شہر

آبادان: ایرانی جزیرہ دریائے شط العرب کے مشرقی سمت میں واقع ہے تیل صاف کرنے کے کارخانوں کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

احمد آباد: بھارت کا صنعتی مرکز اور بندرگاہ 1411 میں آباد ہوا تھا۔ مہاتما گاندھی کی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔

اریحا: مغربی کنارے پر آباد فلسطینی شہر (1850 ق م 900) سے مسلسل آباد چلا آ رہا ہے۔

استنبول: ترکی کا شہر عثمانیہ خلافت کا مرکز دو براعظموں، یورپ اور ایشیاء میں واقع دنیا کا واحد شہر۔

اسکندریہ: مصر کی مشہور بندرگاہ مشہور سکندر اعظم سے منسوب ہے 332 ق م میں سکندر اعظم نے آباد کیا۔ بطلیموس بادشاہ کا دارالحکومت (304-30) تھا۔ یہ بندرگاہ لائٹ ہاؤس کے لئے بھی مشہور ہے۔

اسلام آباد: پاکستان کا دارالحکومت اور جدید ترین شہر 1961 میں مارگلہ کی وادیوں میں بسایا گیا۔

اسمارا: اری ٹیریا کا دارالحکومت ہے۔

اسوان: مصر کا شہر، اسوان ڈیم دریائے نیل پر بنایا گیا تھا۔ جو 1971ء میں مکمل ہوا۔

اشک آباد: ترکمانستان کا دارالحکومت ہے۔

الجزیرہ: الجزائر کا دارالحکومت اور بندرگاہ اسے باربروسہ نے (1518) میں آباد کیا تھا۔

امرتسر: بھارتی پنجاب کا ایک شہر اور سکھوں کا مقدس مقام، (1577ء میں آباد ہوا گرورام داس نے آباد کیا) سکھوں کے مقدس مقام گولڈن ٹیمپل میں ان کی مقدس کتاب آدھی گرنتھ پڑی ہے بھارتی فوج نے 1984 میں اس پر حملہ کیا اور سنت جرنل سنگھ بھنڈرانوالہ کو قتل کرایا۔

انتناناریو: مڈغاسکر کا دارالحکومت براعظم افریقہ کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔

انٹاریو: آپیاسا مواکینڈا۔ کینڈا اسموا کا دارالحکومت ہے۔

آستانہ: قازقستان کا دارالحکومت، پرانا نام اکمولا تھا۔

آسنسشن: پیراگوئے کا دارالحکومت، مواصلات اور تجارت کا مرکز، 1537ء میں قائم ہوا۔

آکسفورڈ: انگلستان کا مشہور قصبہ انگلینڈ دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی اسی شہر میں واقع ہے جو 1585 میں قائم کی گئی تھی۔

آکسوم: ایتھوپیا کا مشہور شہر اپنے سینا کی تہذیب اور مذہب کا مرکز

آگرہ: اتر پردیش کا شہر 1566ء میں مغلوں نے آباد کیا اور مغل حکومت کا دارالحکومت رہا ہے۔ 1659ء تاج محل (1632-54) کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ابوجا: نائیجیریا کا دارالحکومت ہے۔

ابوظہبی: متحدہ عرب امارات کا دارالحکومت، اور تجارتی مرکز ہے۔

ابوسمبل: مصر کے فرعون رعمسیس دوم نے یہاں دو بڑے مندر تعمیر کرائے تھے، جو عالمی ورثہ میں شامل ہیں۔ ایوان شہر کے قریب واقع ہے۔

اٹاوہ: کینیڈا کا دارالحکومت، 1826 میں آباد ہوا پیس ٹاور (پارلیمنٹ کی عمارت) کی وجہ سے مشہور ہے جسکی بلندی 88 میٹر یا 289 فٹ، ہے

اجمیر: عظیم روحانی بزرگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی وجہ سے مشہور شہر بھارت کی ریاست راجستھان میں واقع ہے۔

اجنتا: اورنگ آباد کے قریب واقع شہر۔ یہاں سے تین میل کے فاصلے پر پہاڑی غاروں کو تراش کر جو 600 ق م سے 200 ق م کے مابین معبد تعمیر کئے گئے جو 1817 کو دریافت ہوئے۔

اجین: ہندوؤں کے سات مقدس مقامات میں شامل شہر ہے۔ مشہور تیرتھ آونتی کی آریائی سلطنت کا دارالحکومت تھا

انجمینا: چاڈ کا دارالحکومت، 1900 میں بسایا گیا۔

انقرہ: سابقہ نام انگورہ ہے 1923 میں ترکی کا دارالحکومت بنا، ترک کمال پاشا کا مقبرہ بھی اسی شہر میں واقع ہے۔

اوساکا: جاپان کا تیسرا بڑا صنعتی شہر ہے۔

اوسلو: ناروے کا دارالحکومت ہے۔

اوگادوگو: یاواگادوگو برکینا فاسو کا دارالحکومت، موسی سلطنت کا دارلحکومت تھا۔

اولن بطور: منگولیا کا دوارالحکومت ہے، مذہب لامامت کا مرکز، روس اور چین کے مابین تجارتی مرکز 1921 جس میں دارلحکومت قرار پایا۔ اسکی بنیاد 1639 میں رکھی گئی۔

اولمپیا: اہل یونان نے 776 ق م میں یہاں سے اولمپک کھیلوں کا آغاز کیا تھا۔ سات قدیم عجائبات میں سے ایک عجوبہ زئیس کا مجسمہ اسی شہر میں واقع ہے۔

اوول: انگلستان میں واقع شہر دنیا نے کرکٹ کا جانا پہچانا نام ہے۔

ایبرڈین: سکاٹ لینڈ کا شہر قدیم نام ڈیوانہ ہے، کپڑے، جہاز سازی، کاغذ اور زرعی آلات کی تیاری کا مرکز۔

ایتھنز: یونان کا دارالحکومت، اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی مرکز، 1835 میں دارالحکومت [illegible] جدید اولمپک کھیلوں کا آغاز اسی شہر سے ہوا۔

ایمسٹرڈیم: ہالینڈ کا دارالحکومت، اہم یورپی بندرگاہ ہے صنعتی مرکز ہے 1808 دارالحکومت ہے

بارسلونا: سپین کا دوسرا بڑا شہر، اہم بندرگاہ، آرٹ کا مرکز، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

باکو: آذربائیجان کا دارالحکومت، صنعتی، سائنسی، اور ثقافتی مرکز ہے بحیرہ کیسپین کے کنارے آباد ہے۔

بائیکونور: قازقستان کا چھوٹا سا قصبہ، روس یہاں سے اپنے مواصلاتی سیارے چھوڑتا رہا ہے۔ دریائے سیر کے کنارے آباد ہے۔

بخارسٹ: رومانیہ کا صدر مقام اور اہم تجارتی اور صنعتی مرکز ہے جس کی بنیاد 14 ویں صدی عیسوی میں رکھی گئی۔ جرمن بمباری سے دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہوا۔

بڈاپسٹ: ہنگری کا دارالحکومت، دریائے ڈینیوب کے کنارے پر، یہ شہر کپڑے اور کیمیائی سامان کے لئے مشہور ہے۔

براٹسلا: جمہوریہ سلواکیا کا دارالحکومت، موراوی سلطنت کا اہم قلعہ تھا۔

برازویل: کانگو کا صدر مقام، دوسری جنگ عظیم میں آزاد فرانسیسی فوجوں کا ہیڈ کوارٹر تھا، اسکی بنیاد 1880 میں رکھی گئی۔

برازیلیا: برازیل کا نیا دارالحکومت اور جدید ترین شہر ہلکی صنعتوں اور جدید مجسموں کی وجہ سے مشہور اور عالمی ورثہ میں شامل ہے۔

برج ٹاؤن: بارباڈوس کا بندرگاہی دارالحکومت ہے،

برمنگھم: انگلستان کا دوسرا بڑا اور مشہور شہر، دوسری جنگ آزادی میں بمباری سے تباہ ہوا۔ صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ شاہی خاندان کی رہائش اسی شہر میں ہے۔

برلن: جرمنی کا صدر مقام جسکی بنیاد 13 ویں صدی عیسوی میں رکھی گئی، بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز 1989 سے جرمنی کا صدر مقام ہے۔

برن: سوئٹزر لینڈ کا صدر مقام۔ اسکی بنیاد 1191 میں رکھی گئی۔ پرانا شہر عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔ متعدد بین الاقوامی اداروں کا صدر دفتر ہے۔

برسلز: بلجیم کا دارالحکومت، متعدد بین الاقوامی تنظیموں کا مرکز نیز صنعتی اور تجارتی مرکز بھی ہے۔ نیٹو کا مرکزی دفتر بھی یہاں پر واقع ہے۔

بساؤ: گنی بساؤ کا دارالحکومت اور 1869 میں آباد ہوا تھا۔ 1867 میں غلاموں کی تجارت کا مرکز تھا۔

بشکیک: کرغیزستان کا دارالحکومت، اسکی بنیاد 1825 میں رکھی گئی تھی۔

بغداد: عراق کا دارالحکومت، دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے، خلیج کی جنگ کے دوران 2003 میں بُری طرح تباہ ہوا۔ اہم ترین تجارتی مرکز ہے۔

بلغراد: سربوکروشین بیوگراڈ، سربیا و مونٹی نیگرو کا دارالحکومت ڈینیوب اور ساوا کے دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے۔

بلفاسٹ: شمالی آئرلینڈ کا دارالحکومت، بندرگاہ اور سب سے بڑا شہر، جہاز سازی کا مرکز ہے

بلوم فانٹین: جنوبی افریقہ کا شہر جسکی 1846 میں بطور قلعہ بنیاد پڑی۔

بماکو: مالے کا دارالحکومت، آبادی دس لاکھ، وسطی عہد میں افریقہ کا اسلامی تعلیم کا بڑا مرکز تھا۔

بنجول: گیمبیا کا دارالحکومت، بندرگاہ شہر آباد ہوا۔ 1816 میں آباد ہوا۔

بنڈونگ: انڈونیشیا کا شہر، ڈچ ایسٹ انڈیز کا سابق مرکز، بنڈونگ کانفرنس کی وجہ سے مشہور ہے۔

بندرسری بیگوان: برونائی دارالسلام کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

بنکاک: تھائی لینڈ کا دارالحکومت، نہروں کے لئے مشہور ہے۔

بنگوئی: ابانگی دریا کے کنارے آباد، چاڈ کی کا تجارتی مرکز ہے۔

بوجمبور: سابقہ نام اوسمبورا بروونڈی کی بندرگاہ ہے۔

بوگوٹا: کولمبیا کا صدر مقام 1538 میں بنیاد رکھی گئی

بیجنگ: چین کا دارالحکومت، اور خوبصورت شاہی محلات اور پیپلز ہال کی وجہ سے مشہور ہے۔

بیروت: لبنان کا دارالحکومت، عیسائیوں اور مسلمانوں میں تقسیم ہے، اس تقسیم کو سبز لائن کہتے ہیں۔

بسیٹر لے: سینٹ کٹس نیوس کا دارالحکومت اور تجارتی مرکز ہے۔

بیلمو پان: بیلیز کا دارالحکومت، آبادی ایک بار طوفان سے تباہ ہوگئی تھی۔

بیونس آئرس: ارجنٹائن کا دارالحکومت ہے جو دریائے پلیٹ کے کنارے 1536 میں آباد ہوا۔

پالرمو: اٹلی کا شہر فونیقیوں نے آٹھویں صدی میں آباد کیا تھا۔

پانامہ شہر: پانامہ کا دارالحکومت، 1673 میں آباد ہوا۔ اس کے قریب سیلون بولیور کا عالمی ورثہ ہے۔

پانی پت: کرنال، ہریانہ (بھارت) کا مشہور قصبہ، اس مقام پر تین جنگیں 1526-1556 اور 1761 کو بالترتیب بابر، ابراہیم لودھی، اکبر اور بقال اور مرہٹوں اور احمد شاہ ابدالی کے مابین لڑی گئیں۔ بوعلی قلندر اور الطاف حسین حالی اسی شہر میں دفن ہیں۔

پراگ: جمہوریہ چیک کا دارالحکومت، صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔

پرائیا: کیپ ورڈے کا دارالحکومت بندرگاہ اور صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔

پرسٹینا: کوسوو کا دارالحکومت اور صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔

پریٹوریا: جنوبی افریقہ کا انتظامی دارالحکومت، 1855 میں آباد ہوا۔

پشاور: درہ خیبر کے سرے پر واقع اہم تعلیمی، تجارتی اور صنعتی مرکز، پاکستان کے صوبہ سرحد کا صدر مقام، قدیم شہر، فوجی چھاؤنی ہے۔

پوٹسڈم: جرمنی کا مشہور شہر، اقوام متحدہ کے قیام کے سلسلے میں برطانوی وزیراعظم چرچل اور روسی صدر سٹالن اور امریکی صدر ٹرومین کے درمیان مذاکرات 1945 میں اسی شہر میں ہوئے تھے۔

پورٹ آف پرنس: ہیٹی کا دارالحکومت اور بندرگاہ، صنعتی وتجارتی مرکز۔

پورٹ آف سپین: ٹرینی ڈاڈ اور ٹوباگو کا دارالحکومت اور بندرگاہ۔

پورٹ سعید: مصر کی اہم بندرگاہ، 1859 نہر سویز کے کنارے شمالی سرے پر آباد ہوا عرب اسرائیل جنگ میں اس پر اسرائیل نے قبضہ کرلیا تھا۔

پورٹ لوئی: ماریشس کا دارالحکومت، اہم تجارتی مرکز اور بندرگاہ جو 1735 میں آباد کیا گیا۔

پورٹ مارسبے: پاپوانیوگنی کی بندرگاہ اور دارالحکومت، دوسرے جنگ عظیم میں اتحادیوں کا فوجی مرکز تھا۔

پورٹ والا: وینوآٹو کا دارالحکومت اور تجارتی مرکز۔

پورٹونوو: بنین کا دارالحکومت اور بندرگاہ پرتگیزیوں نے اسے آباد کیا۔

بوسان: کوریا کا دوسرا بڑا شہر اور بندرگاہ، ایشیائی کھیلیں 2002 اسی شہر میں منعقد ہوئی تھیں۔

پوکھران: بھارت کے علاقے راجستھان کا گاؤں جہاں 1974 میں ایک ایٹمی دھماکہ اور مئی 1998 میں پانچ مزید دھماکے کئے گئے۔

پومپئی: 79ء کے زلزلے نے اطالوی شہر کو تباہ کیا بعد ازاں آباد ہوا۔

پیراماریبو: سری نام دارالحکومت اور بندرگاہ، فرانسیسیوں نے اسے 1540 میں آباد کیا۔

پیرس: فرانس کا دارالحکومت، خوبصورت ترین شہر، نوترے ڈیم کتھیڈرل کی خوبصورت عمارت اور ایفل ٹاور کے لئے مشہور ہے۔

پیسا: اٹلی کا مشہور شہر عجائبات کے عالم میں شامل پیسا ٹاور کی وجہ سے مشہور، پیسا ٹاور کی بلندی 180 فٹ، جھکنے کی وجہ سے اس کی مرمت کر دی گئی ہے۔

پیونگ پیانگ: شمالی کوریا کا دارالحکومت اور قدیم ترین شہر 1122 قبل مسیح میں آباد ہوا

تاشقند: ازبکستان کا دارالحکومت اور صنعتی وتجارتی مرکز 1966 کے زلزلے کے بعد دوبارہ تعمیر ہوا۔ 196[illegible] کی جنگ کے بعد پاک بھارت معاہدہ صلح یہیں طے پایا۔

تائی پے: تائیوان کا دارالحکومت اور تجارتی مرکز۔

تبلیسی: جارجیا کا دارالحکومت 51ویں صدی عیسوی میں آباد ہوا۔

ترانہ: البانیہ کا دارالحکومت 17ویں صدی عیسوی میں آباد ہوا۔

تراوا: کیریباتی کا دارالحکومت، امریکا، جاپان جنگ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

تل ابیب: مغربی اسرائیل کے جڑواں شہر اور تجارتی بندرگاہ۔

تہران: ایران کا دارالحکومت، جدید ایران کا نشان ہے۔

تھمپو: بھوٹان کا دارالحکومت، اور صنعتی وتجارتی مرکز سلسلہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے۔

تیانجن: چین کی سب سے بڑی مصنوعی بندرگاہ۔

تیونس: تیونس کا دارالحکومت فنیقیو نے اسے آباد کیا۔

تالین: ایسٹونیا کا دارالحکومت اور بندرگاہ، دوسرے جنگ عظیم میں جرمنی نے قبضہ کیا فوجی اور بحری تنصیبات کا مرکز۔

ٹرانڈم: ناروے کا بندرگاہی شہر اور وائکنگ عہد کے دوران ناروے کا دارالحکومت رہا۔

ٹرائے: ترکی کے آثار قدیمہ کا اہم مرکز، یہاں سے چار ہزار سال قبل کے آثار دریافت ہوئے ہیں۔

ٹورنٹو: کینیڈا کا تجارتی اور ثقافتی مرکز۔

ٹوکیو: جاپان کا دارالحکومت، بندرگاہ، دوسری جنگ عظیم میں امریکی بمباری سے تباہ ہوا۔ ٹوکیو ٹاور دنیا میں دھات سے بنا ہوا بلند ترین ٹاور ہے جو 1956ء میں تعمیر ہوا۔ شاہی محل اور میجی خانقاہ کے لئے مشہور ہے۔

ٹیکساس: جنوب مغربی امریکہ ریاست، امریکا اور میکسیکو کی جنگ کا مرکز تھا۔

ٹیکسلا: عالمی ورثہ میں شامل پاکستان کے قدیم شہروں میں سے ایک بدھ آثار قدیمہ کا مرکز، سابقہ بدھ یونیورسٹی اور عجائب گھر کیلئے مشہور ہے۔

جارج ٹاؤن: گیانا کا دارالحکومت اور تجارتی مرکز 1781 میں آباد ہوا۔

جبوتی شہر: جبوتی کا دارالحکومت، عربوں نے بسایا، مشہور افریقی بندرگاہ ہے۔

جدہ: سعودی عرب کی مشہور بندرگاہ، تجارتی و صنعتی مرکز۔

جکارتہ: انڈونیشیا کا دارلحکومت، صنعتی و تجارتی اور جہاز سازی کا مرکز۔

جوہنسبرگ: جنوبی افریقہ کا بڑا شہر، 1886 میں آباد ہوا۔ سونے کے مرکز کی حیثیت سے دنیا بھر مین مشہور ہے۔

جنیوا: سوئٹزر لینڈ کا شہر، گھڑیوں اور زیورات کا مرکز، دو سو بین الاقوامی تنظیموں کے صدر دفاتر اسی شہر میں موجود ہیں۔ لیگ آف نیشنز کا دفتر بھی اسی شہر میں قائم ہے۔

جے پور: راجستھان (بھارت) کا مشہور شہر ہے، جو کے سرخ پتھر سے بنی عمارتوں کے باعث گلابی شہر کے نام سے مشہور ہے۔

چاغی: پاکستان کے صوبہ بلوچستان کا شہر، 28 اور 30 مئی 1998 کو پاکستان کے ایٹمی دھما کے ہونے کے بعد شہرت ملی۔

چانگ شا: چین کے صوبہ ہنان کا دارالحکومت اور صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔

چنائی: بھارت کی اہم بندرگاہ، تامل ناڈو کا صدر مقام، سابقہ نام مدراس ہے۔

چانگ چن: شمال مشرقی چین میں صوبہ جیلین کا دارالحکومت، مانچو بادشاہت کا دارالحکومت تھا۔

چٹا گانگ: بنگلہ دیش کی اہم بندرگاہ اور بڑا شہر، ہندوؤں اور بدھوں کے متعدد معبد اسی شہر میں واقع ہیں۔

چرنوبل: یوکرائن کا شہر 1986 میں یہاں دنیا کا سب سے بڑا جوہری حادثہ پیش آیا۔ اس وقت یہ شہر سوویت یونین میں شامل تھا۔

چندی گڑھ: بھارت کے مغربی پنجاب اور ہریانہ کا مشترکہ دارالحکومت، اس کا شمار دنیا کے جدید ترین شہروں میں ہوتا ہے

حیدر آباد دکن: بھارت کے صوبے آندھرا پردیش کا دارالحکومت، اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز، سالار جنگ عجائب گھر پورے اپنی طرز کا واحد عجائب گھر ہے۔ مسلمانوں کی گولکنڈہ ریاست کا دارالحکومت تھا۔

حیفہ: شمالی مغربی اسرائیل کا صنعتی شہر اور بندرگاہ ہے۔

خراسان: ایرانی صوبہ خراسان نا شہر پھلوں، قالین سازی، پتھر پر نقاشی کے لئے مشہور ہے انصاری اور فردوسی جیسے ممتاز شاعر اسی شہر میں پیدا ہوئے

خرطوم: سوڈان کا دارالحکومت، صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

خیوا: ازبکستان کا مشہور شہر اور زرعی پیداوار کا مرکز، دریائے آمد کے کنارے آباد ہے۔

دارجیلنگ: بھارتی صوبہ مغربی بنگال کا صحت افزا اور تفریحی مقام، چائے کی کاشت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

دارالسلام: تنزانیہ کا مشہور شہر بندرگاہ اور صنعتی تجارتی شہر کی بنیاد 1882 میں آباد ہوا۔

دمام: سعودی عرب کا پرانا ساحلی شہر اور بندرگاہ تیل کے کنوؤں کے لیے مشہور ہے۔

دمشق: شام کا دارالحکومت دنیا کا مسلسل آباد رہنے والا قدیم ترین شہر ہے، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل جامع مسجد دمشق بھی اس کی وجہ شہرت ہے۔

دوشنبے: تاجکستان کا دارالحکومت، صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔

دہلی: بھارت کا دارالحکومت، صنعتی و تجارتی مرکز، پرانی دہلی شاہجہاں نے 1638 میں تعمیر کرائی، مغلیہ عمارات جامع مسجد اور لال قلعہ کی وجہ سے مشہور ہے۔

دوہا: قطرہ کا بندرگاہ، صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔

ڈاکار: سینی گال کا دارالحکومت اور 1857 میں آباد ہوا۔

ڈبلن: آئر لینڈ کا دارالحکومت فن پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس 1919 میں اسی شہر میں ہوا تھا۔

ڈربی: برطانیہ کا شہر ظروف سازی، گھوڑ دوڑ اور ریشم کے لئے مشہور ہے۔

ڈسلڈورف: جرمنی کا صنعتی اور تجارتی شہر، زیریں رائن کے کنارے 1288 میں میں آباد ہوا۔

ڈلی: مشرقی تیمور کا دارالحکومت صنعتی وتجارتی مرکز ہے۔

ڈنڈی: مشرقی آئر لینڈ کا دارالحکومت اور بندرگاہ، کلے پاٹس قلعہ کے لئے مشہور ہے۔

ڈوڈوما: تنزانیہ کا دارالحکومت اور صنعتی وتجارتی مرکز۔

ڈھاکہ: بنگلہ دیش کا دارالحکومت، 16 دسمبر 1971 تک مشرقی پاکستان کا دارالحکومت تھا۔ اور مسجدوں کا شہر کہلاتا ہے۔

ڈیٹرائیٹ: امریکہ کا صنعتی شہر، کاروں اور ٹرک سازی کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ڈیرہ دون: بھارت کے صوبہ اتر پردیش کا شہر، ملٹری اکیڈمی کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ڈینزنگ: شمالی پولینڈ کا صنعتی اور تجارتی شہر ہے۔

راولپنڈی: پاکستان کا مشہور شہر اور فوجی چھاؤنی، پاکستان آرمی کا ہیڈ کوارٹر بھی اسی شہر میں واقع ہے۔

ریواڈی جنیرو: برازیل کا صدر مقام، بندرگاہ اہم تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔

رباط: مراکش کا صدر مقام پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس یہاں منعقد ہوئی، اور اسی شہر میں تنظیم کا قیام عمل میں آیا، شاہی محلات اور قلعوں کے لئے مشہور ہے۔

رملہ: خودمختار فلسطینی اتھارٹی کا دارالحکومت، یاسر عرفات اسی شہر میں مدفون ہیں۔

روم: اٹلی کا صدر مقام اور قدیم رومن تہذیب کا مرکز، سات پہاڑوں پر تعمیر کیا گیا ہے۔

ریاض: سعودی عرب کا دارالحکومت اور جدید ترین شہر، دنیا کا سب سے بڑا ائیر پورٹ بھی اسی شہر میں واقع ہے۔

ریکجاوک یا ریکیاوک: آئس لینڈ کا دارالحکومت، 1874 میں آباد ہوا۔

ریگا: لیٹویا دارالحکومت بندرگاہ اور اہم تجارتی، ثقافتی اور تفریحی مرکز، دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے قبضہ کیا۔

زغرب: سربیا و مونٹی نیگرو کا دارالحکومت اور مشہور صنعتی مرکز ہے۔

زیورخ: سوئٹزرلینڈ کا اہم صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔

سراجیوو: بوسنیا ہرزیگووینا کا دارالحکومت اور تعلیمی اور ثقافتی مرکز ہے، سرمائی اولمپک کھیلیں 1984 کا انعقاد اسی شہر میں ہوا تھا۔

سان تو ڈومنگو: ڈومینکن جمہوریہ کی بندرگاہ 1496 میں آباد ہوا۔

سان تیاگو: چلی کا دارالحکومت 1541 میں آباد ہوا زلزلوں، آتشزدگی اور سیلاب نے متعدد بار تباہ ہوا۔

سان جوز یا سان ہوسے: کوسٹاریکا کا صدر مقام، آبادی 1832 سے دارالحکومت ہے۔

سان سلواڈور: ایلسلوڈور کا دارالحکومت، آبادی چھ لاکھ، بنیاد 1523 میں رکھی گئی۔

سان فرانسسکو: کیلیفورنیا ریاست کا بڑا شہر گولڈن گیٹ برج، ثقافتی اور تجارتی شہر کے طور پر مشہور، آبادی دس لاکھ ہے۔

سان مرینو: سان مرینو کا دارالحکومت، اور صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

ساؤ پالو: جنوبی مشرقی برازیل کا شہر، 1554 میں آباد ہوا۔ اہم صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

ساؤتوے: ساؤتوے اور پرنسپے کا دارالحکومت اور صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

سپارٹا: یونانی شہر، اس نام کی ایک قدیم سلطنت بھی تھی۔

سٹاک ہام: سویڈن کا دارالحکومت، 1255 میں آباد ہوا۔ اہم تجارتی اور صنعتی مرکز ڈراٹ تنگھا محل کے نام سے مشہور ہے۔

سڈنی: نیو ساؤتھ ویلز (آسٹریلیا) کی مشہور بندرگاہ اور ریاستی دارالحکومت 1788 میں آباد ہوا۔ سڈنی پل کی وجہ سے مشہور ہے۔

سری نگر: مقبوضہ کشمیر کا دارالحکومت، چھٹی صدی عیسوی میں آباد ہوا۔

سکاٹ لینڈ یارڈ: لندن میٹروپولیٹن پولیس کے ہیڈ کوارٹر کو سکاٹ لینڈ یارڈ کہتے ہیں۔

سکھر: پاکستان کے صوبہ سندھ کا اہم شہر سکھر بیراج کے لئے مشہور ہے۔ جو 1933 میں تعمیر کیا گیا تھا۔

سکوپجی: مقدونیہ کا شہر 1963 میں آباد ہوا زلزلے سے تباہ ہوا۔

سمرقند: ازبکستان کا قدیم تاریخی شہر، صنعتی، سائنسی، تعلیمی اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔

سنگاپور شہر: سنگاپور کا دارالحکومت، مصروف ترین بندرگاہ اور اہم صنعتی اور تجارتی شہر ہے۔

سومنات: کاٹھیاواڑ کے جنوب میں بڑا مندر جہاں محمود غزنوی نے 1025 میں بت توڑ کر بت شکن کا لقب حاصل کیا۔

سینٹ پیٹرز برگ: امریکہ کی ریاست فلوریڈا کا شہر اور بندرگاہ، روس کے ایک شہر کا نام بھی سینٹ پیٹرز برگ ہے۔

سینٹ جارجز: گرینیڈا کا بندرگاہی شہر، 1650 میں آباد ہوا۔

سینٹ ہیلینا: برطانوی جزیرہ جہاں مشہور فرانسیسی جرنیل نپولین کو (1815-1821) قید میں رکھا گیا۔

سینڈھرسٹ: رائل ملٹری اکیڈمی برطانیہ کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

سیول: کوریا کا دارالحکومت 11 ویں صدی عیسوی میں آباد ہوا۔ کیونگ بک کنگ محل دیدہ زیب عمارت ہے اس شہر کو اولمپک کھیلوں 1988ء کی میزبانی کا بھی شرف حاصل ہے۔

شکاگو: امریکہ کا تیسرا بڑا شہر اور مصروف ترین شہر بندرگاہ، صنعتی و تجارتی اور مالی مرکز ہے۔

شملہ: بھارتی صوبہ ہماچل پردیش کا دارالحکومت صحت افزا مقام، 1971 کی جنگ کے بعد پاک بھارت معاہدہ اسی مقام پر جولائی 1972 میں طے پایا تھا۔

شنگھائی: چین کا شہر اور بندرگاہ، تاریخی عمارات میں شنگھائی کا عجائب گھر (1953) بدھا کا مندر (1882) لوہن میموریل ہال (1956) قابل ذکر ہیں۔

شیراز: ایران کا مشہور شہر، شیخ سعدی اور حافظ شیرازی کی جائے پیدائش، قالین سازی کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

شیفلیڈ: برطانوی شہر، کٹلری کے سامان کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

صنعا: یمن کا دارالحکومت، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

صوفیہ: بلغاریہ کا دارالحکومت، کپڑا بڑا اور انجینئرنگ کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔

طائف: سعودی عرب کا مشہور شہر، صحت افزا مقام اور زرعی مرکز، پھلوں کیلئے مشہور ہے، تیسری اسلامی سربراہی کانفرنس 1981ء یہیں منعقد ہوئی تھی۔

طرابلس: اس نام کے دو شہر ایک لبنان میں دوسرا لیبیا میں واقع ہیں۔ دونوں شہر بندرگاہی شہر ہیں۔ لیبیائی طرابلس لیبیا کا دارالحکومت ہے۔

عدن: یمن کی مشہور بندرگاہ، جہاز سازی کے لئے مشہور ہے۔

عدیس ابابا: ایتھوپیا کا دارالحکومت مینیلک دوم کے دور میں 1887 میں آباد ہوا۔

عرفات: مکہ معظمہ سے 9 میل دور واقع، میدان عرفات میں حج خطبہ، حج دیا جاتا ہے۔

عکرہ: گھانا کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

علی گڑھ: بھارتی صوبہ اتر پردیش کا مشہور شہر، علی گڑھ یونیورسٹی کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

عمان: اردن کا دارالحکومت اور بڑا شہر، سنگ مرمر کی کانوں کے لیے مشہور ہے۔

غزنی: افغانستان کا مشہور شہر غزنی سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ سلطان محمود غزنوی (998-1030) کے عہد میں اپنے عروج پر تھا۔

غزہ: فلسطین اتھارٹی کا بڑا شہر ہے۔

فتح پور سیکری: بھارتی صوبہ اتر پردیش کا شہر، اسے اکبر اعظم نے فتح کی خوشی میں تعمیر کرایا تھا۔

فرغانہ: ازبکستان کا مشہور شہر، مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کا آبائی شہر تھا۔

فری ٹاؤن: سیرالیون کا دارالحکومت اور بندرگاہ۔

فرینکفرٹ: جرمنی کے اکثر بادشاہوں کی تخت نشینی اسی شہر میں ہوئی شاعر گوئٹے کی جائے ولادت بھی اسی شہر میں ہوئی۔

فلاڈیلفیا: امریکی ریاست پنسلوانیا کا شہر اور گہرے پانی کی بندرگاہ، اسی شہر میں امریکا کے اعلان آزادی پر 1776 میں دستخط ہوئے تھے۔

فونافٹی: توالو کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

فیصل آباد: پاکستان کا تیسرا بڑا شہر، کپڑے کے کارخانوں کیلئے مشہور (زرعی یونیورسٹی) کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔

قاہرہ: مصر کا دارالحکومت اور افریقہ کا سب سے بڑا شہر، مسجد الحکیم، جامع الازہر اور صحرا میں ایستادہ فرعونوں کے مقابر اسکی شہرت کے باعث ہیں عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

قم: ایران کا صنعتی شہر، یہاں حضرت امام رضا کی ہمشیر حضرت فاطمہ کا مزار ہے۔ امام ایت اللہ خمینی بھی یہیں پیدا ہوئے۔

قندھار: افغانستان کا اہم تجارتی مرکز، سیب اور انگور مشہور پیداوار ہیں۔

قنوج: قدیم بھارتی شہر، ساتویں صدی عیسوی میں سلطنت ہرش کا دارالسلطنت تھا۔ 1018 میں محمود غزنوی نے فتح کیا۔

کابل: افغانستان کا دارالحکومت، خشک میوہ جات، اور فرنیچر کے لئے مشہور ہے۔

کاراکس: وینزویلا کا دارالحکومت، زلزلے سے کئی مرتبہ تباہ ہوا۔

کاشغر: مسلم اکثریتی صوبہ سنکیانگ (چین) کا ایک اہم شہر پرانا نام سولے تھا 715ء میں مسلم بن قتیبہ نے فتح کیا، اسلامی تاریخ میں اس شہر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

کاکول: پاکستان ملٹری اکیڈمی کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ اکیڈمی 1948ء میں قائم کی گئی تھی۔

کراچی: پاکستان بحیرہ عرب پر واقع بڑی پاکستانی بندرگاہ صنعتی تعلیمی اور ثقافتی مرکز، ہے۔

کربلائے معلیٰ: مقدس شہر جہاں حضرت امام حسینؓ کا مزار واقع ہے۔ دینی علوم کا بڑا مرکز عراق میں واقع ہے۔

کشنیوف: مولدووا کا دارالحکومت اور تجارتی مرکز ہے۔

کول کتہ: بھارتی ریاست بنگال کا دارالحکومت اور بندرگاہ میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے آباد کیا۔

کمپالا: یوگنڈا کا دارالحکومت 19 ویں صدی میں آباد ہوا۔

کنشاسا: کانگو جمہوریہ کا دارالحکومت 1887 میں بنیاد پڑی۔

کنگز ٹاؤن: سینٹ ونسنٹ اینڈ گرینے ڈینز کا دارالحکومت ہے۔

کنگسٹن: جمیکا کا دارالحکومت، اہم بندرگاہ 1693 میں آباد ہوا۔

کوالالمپور: ملائیشیا کا دارالحکومت تعلیمی اور ثقافتی مرکز ہے۔

کوپن ہیگن: ڈنمارک کا دارالحکومت کرسچن برگ محل مشہور عمارت ہے۔

کورور: پالاؤ کا دارالحکومت ہے۔

کولمبو: سری لنکا کا سابقہ دارالحکومت، پرتگیزیوں نے 1517 میں آباد کیا۔

کوناکری: گنی کا دارالحکومت بندرگاہ، اور اہم تجارتی مرکز ہے۔

کوئیٹو: ایکوےڈور کا دارالحکومت عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

کوئٹہ: پاکستان کے صوبہ بلوچستان کا دارالحکومت، حنا جھیل اور ملٹری سٹاف کالج کی وجہ سے مشہور ہے یہ شہر 1935 کے زلزلے میں تباہ ہوا۔

کھٹمنڈو: نیپال کا دارالحکومت، تجارتی اور مذہبی مرکز، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہیں۔

کویت شہر: خلیج کویت کے کنارے آباد ہوا، 1991 میں عراق کے کویت پر حملہ کے بعد اسے شدید نقصان پہنچا۔

کیپ ٹاؤن: جنوبی افریقہ کی بندرگاہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1652 میں آباد کیا۔

کیسٹریز: سینٹ لوشیا کا بندرگاہی دارالحکومت 1650 میں آباد ہوا۔

کیف: یوکرائن کا دارالحکومت جرمنی نے دوسری جنگ عظیم میں اس پر قبضہ کیا تھا۔

کیگالی: روانڈا کا دارالحکومت اور تعلیمی و تجارتی مرکز ہے۔

کیلیفورنیا: سنہری ریاست کے نام سے مشہور امریکی ریاست سونے کی کانوں، تیل، صاف کرنے، فلمی صنعت (ہالی وڈ) کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

کیمبرج: انگلستان کا مشہور شہر، کیمبرج یونیورسٹی کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ یونیورسٹی 13 ویں صدی میں قائم ہوئی تھی۔

کیمبرلی: جنوبی افریقہ کا مشہور شہر 1871 میں آباد ہیرے کی بڑی کانوں کیلئے مشہور ہے۔

کینبرا: آسٹریلیا کا دارالحکومت، پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارت کی وجہ سے مشہور ہے۔

کینساس شہر: امریکی ریاست کینساس کا شہر۔ دریائے کینساس اور میسوری کے سنگم پر بندرگاہ کی وجہ سے مشہور ہے۔

کیوبک: کینیڈا کا مشہور شہر، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

گلاسکو: سکاٹ لینڈ کی بندرگاہ ہے۔

گوادر: پاکستان کی اہم بندرگاہ کراچی سے تقریباً 300 میل مغرب میں واقع ہے۔

گوالیار: بھارت کے تفریحی مقام، اہم ثقافتی اور تجارتی مرکز ہے۔

لاپاز: بولیویا کا دارالحکومت ہسپانوں 1548 میں آباد کیا۔

لاس اینجلز: ریاست کیلیفورنیا کا بندرگاہی شہر ہے۔

لاگوس: نائجیریا کا سابق دارالحکومت، اہم بندرگاہ 1700 میں آباد ہوا۔

لاہور: پاکستانی پنجاب کا صدر مقام عمارات شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، مقبرہ نور جہاں، جہانگیر، شالامار باغ کے لئے مشہور ہے۔

لزبن: پرتگال کا دارالحکومت اور بندرگاہ، آتشزدگی سے پرانا شہر تباہ ہوگیا تھا۔

لکسمبرگ: لکسمبرگ کا دارالحکومت اور کمیونٹی آف جسٹس کا ہیڈکوارٹر اسی شہر میں واقع ہے۔

لکھنؤ: بھارتی صوبہ اتر پردیش کا صدر مقام، 1916 میں مسلم لیگ اور کانگریس کے مابین یہیں معاہدہ طے پایا۔ برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تہذیب کا مرکز تھا۔

لندن: برطانیہ کا دارالحکومت دریائے ٹیمز کے کنارے پر آباد ہے۔ تجارت، صنعت اور تعلیم کا بہت بڑا مرکز، عجائب گھر خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

لوانڈا: انگولا کا بندرگاہی شہر 1575 میں آباد ہوا۔

لیور پول: برطانیہ کی بندرگاہ، جہاز سازی اور کپڑے کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔

لوساکا: زیمبیا کا دارالحکومت اور تعلیمی و تجارتی مرکز ہے۔

لومے: ٹوگو کا بندرگاہی دارالحکومت، سونے اور چاندی کے زیورات کی اہم منڈی ہے۔

لیبرے ویل: گیبون کا دارالحکومت، صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

لیلنگوے: ملاوی کا صدر مقام، اور صنعتی و تجارتی مرکز ہے۔

لیما: پیرو کا دارالحکومت تعلیمی اور ثقافتی مرکز ہے۔

لیوبلیانا: سلووینیا کا دارالحکومت، اہم تعلیمی اور ثقافتی مرکز ہے۔

ماجورو: مارشل آئس لینڈ کا دارالحکومت اور تہذیبی مرکز ہے۔

ماسکو: روسی فیڈریشن کا دارالحکومت اور سب سے بڑا تاریخی عمارت، کریملن پیلس، لینن کا مقبرہ، ریڈ سکوئر اور 32 منزلہ یونیورسٹی کے باعث مشہور ہے۔

ماسیرو: لیسوتھو کا دارالحکومت 1869 میں آباد ہوا۔

مالے: مالدیپ کا دارالحکومت، تہذیبی و ثقافتی مرکز ہے۔

ماناگوا: نکاراگوا کا دارالحکومت، 1931-1972 میں زلزلوں سے تباہ ہوا۔

مانٹی کارلو: مناکو کا تفریحی شہر۔

مانٹی وڈیو: یوروگوئے کا دارالحکومت 1726 میں آباد ہوا۔

مانچسٹر: شمال مغربی انگلستان کا مشہور شہر ہے۔

مانڈلے: میانمر کی دریائی بندرگاہ، سیاحتی اور تجارتی مرکز ہے۔

مبابینے: سوازی لینڈ کا دارالحکومت، انتظامی اور تجارتی مرکز ہے۔

مپوتو: موزمبیق کی بندگاہ ہے۔

مدینہ منورہ: دنیا میں اس کی تمام تر شہرت حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی وجہ سے ہے، اہم مواصلاتی تجارتی اور کھجور کی پیداوار کا مرکز اس شہر میں غیر مسلموں کا داخلہ بند ہے۔

مقسط: عمان کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

مشہد: امام رضا کے روضے کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ایرانی شہر ہے۔

مظفر آباد: آزاد کشمیر کا صدر مقام دریائے نیلم کے کنارے پر واقع ہے۔

مکہ مکرمہ: مقدس ترین اسلامی شہر، پیغمبر خدا حضور ﷺ کی جائے ولادت ہے۔ یہیں کعبۃ اللہ ہے ہر سال لاکھوں عازمین حج و عمرہ ادا کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔

ملتان: پاکستان اور برصغیر پاک و ہند کا قدیم ترین ترین شہر، مدینۃ الاولیا کے نام سے مشہور ہے۔

ممباسہ: کینیا کی بندرگاہ، دوسری جنگ عظیم میں برطانوی بحریہ کا اڈہ تھا۔

ممبئی: بھارت کا اہم شہر، فلمی صنعت، تجارت اور تعلیمی مرکز کے طور پر مشہور ہے۔ پرانا نام بمبئی تھا۔

منامہ: بحرین کی بندرگاہ ہے۔

میکاؤ: چینی جزیرہ، پرتگال نے اسے 1999 میں چین کے حوالے کیا۔

منسک: بیلا روس کا دارالحکومت دوسری جنگ عظیم میں بری طرح تباہ ہوا۔

منیلا: فلپائن کا دارالحکومت اور بندرگاہ، 1571 میں آباد ہوا۔

مورونی: کومورو کا دارالحکومت ہے۔

موصل: عراق کا مشہور شہر، تیل کے کنوؤں کے لئے مشہور ہے۔

موگادیشو: صومالیہ کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

مونٹریال: کینیڈا کی بندرگاہ، صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔

مونرویا: لائبیریا کا دارالحکومت اور بندرگاہ 1822 میں آباد ہوا۔

موہنجوداڑو: یہاں سے پانچ ہزار سال قبل از مسیح تہذیب کے آثار دریافت ہوئے۔ یہ شہر عالمی ورثہ میں شامل ہے۔

میڈرڈ: سپین کا دارالحکومت مسلمانوں کے قلعہ کے لئے مشہور، عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

میسور: بھارتی ریاست کرناٹک کا شہر، مشہور مسلمان فاتح ٹیپو سلطان کی جائے ولادت ہے۔

میکسیکو سٹی: میکسیکو کا دارالحکومت، وسطی شہر حصہ عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

میلبورن: آسٹریلیا کی بندرگاہ 1835 میں آباد ہوا۔ سابق برطانوی وزیر اعظم لارڈ میلبورن کے نام سے منسوب ہے۔

میلان: اٹلی کا دوسرا بڑا شہر، تاریخی عمارات، گرجا گھروں کی وجہ سے مشہور شہر عالمی ورثہ میں شامل ہے۔

میونخ: مشہور جرمن شہر ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں بری طرح تباہ ہوا۔ 1972 اولمپک کھیلوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہے۔

ناسک: بھارت میں ہندوؤں کا مقدس مقام ہے۔

ناگاساکی: جاپان کا مشہور شہر، 9 اگست 1945 کو امریکہ نے ایٹم بم پھینک کر اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

ناگپور: بھارتی ریاست مہاراشٹر میں واقع ہے، 18 ویں صدی میں آباد ہوا، سنگتروں کی پیداوار کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

نیویارک: امریکہ کا اہم بڑا شہر اور بندرگاہ، فلک بوس عمارتوں کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ 11 ستمبر 2001 کو تباہ ہوا۔ اقوام متحدہ کا ہیڈکوارٹر بھی اسی شہر میں ہے۔

واٹرلو: بلجیم کا شہر، 1815ء اس مقام پر نپولین کو ولنگٹن کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی۔

واڈٹس: لیکسن کا دارالحکومت، دریائے رائن کی وادی میں واقع ہے۔

وارسا: پولینڈ کی دریائی بندرگاہ پولیس اکیڈمی آف سائنسز، دونوں عالمی جنگوں میں جرمنی نے قبضہ کرلیا۔ وارسا معاہدہ 1955ء میں یہیں طے پایا تھا۔

واشنگٹن: امریکا کا دارالحکومت، وائٹ ہاؤس، لنکن میموریل لائبریری آف کانگریس نیشنل گیلری آف آرٹس، سمتھ سونین انسٹی ٹیوٹ اور واشنگٹن مانومنٹ جیسی عمارات کی وجہ سے مشہور ہے۔

ورسائی: 1919 کا معاہدہ ورسائی یہیں طے پایا۔

وکٹوریہ: سیشلز کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہے۔

ولاڈی واسٹک: روسی فیڈریشن کی بندرگاہ، ٹرانس سائبیرین ریلوے روس کا آخری اسٹیشن ہے۔

ولنگٹن: نیوزی لینڈ کا دارالحکومت، پارلیمنٹ اور حکومتی عمارات کی وجہ سے مشہور ہے۔

ولینیس: لتھوانیا کا دارالحکومت و تجارتی مرکز ہے۔

ونڈہوک: نیسیا کا دارالحکومت جنوبی افریقہ کی فوج نے 1915 میں قبضہ کرلیا۔

وی آنا: آسٹریا کا دارالحکومت، دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہوا۔ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کا دفتر یہیں واقع ہے۔

ویٹی کن سٹی: ویٹی کن سٹی سٹیٹ کا دارالحکومت ہے۔

ویلیٹا: جزیرہ مالٹا کا دارالحکومت عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

وین ٹیان: لاؤس کا دارالحکومت دریائے میکانگ کی مشہور بندرگاہ ہے۔

وینس: اٹلی کا بندرگاہی شہر، بحیرہ ایڈریاٹک کے کنارے اہم بحری اڈہ ہے۔ یہ شہر پانی پر آباد ہے۔

ہالی وڈ: دنیا بھر میں فلمی صنعت کا بڑا مرکز ہے۔

ہانگ کانگ: چین کا شہر، سابقہ برطانوی نوآبادی، 1997 میں چین نے کنٹرول سنبھالا۔

ہرات: افغانستان کا شہر، اسلامی تہذیب وثقافت کا قدیم آثار کا مرکز ہے۔

ہرارے: زمبابوے کا دارالحکومت 1890 میں آباد ہوا۔

ہوانا: کیوبا کا دارالحکومت بندرگاہ اور ثقافتی مرکز ہے۔ عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

ہوچی منہ شہر: ویت نام کا سب سے بڑا تجارتی و صنعتی مرکز ہے۔

ہونیارا: سلیمان جزائر کا دارالحکومت اور بندرگاہ امریکہ کا فوجی اڈہ ہے۔

ہیروشیما: جاپان کا شہر، امریکہ نے 6 اگست 1945ء کو اس پر ایٹم بم پھینکا تھا۔

ہیگ: ہالینڈ کا شہر اور بین الاقوامی عدالت انصاف کا ہیڈ کوارٹر، ہیگ کنونشن (1907) کے لئے مشہور ہے۔

ہیلسنکی: فن لینڈ کا بندرگاہی شہر 1550 میں آباد ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہوا۔

ہیمبرگ: جرمنی کا صنعتی شہر اور بندرگاہ، دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہوا۔

یاروسلافل: روس کا بندرگاہی شہر 1024 میں آباد ہوا۔

یاؤنڈے: کیمرون کا دارالحکومت جرمنوں کے فوجی اڈے کی حیثیت سے مشہور تھا۔

یروشلم: اسرائیل کا دارالحکومت، مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کا مقدس شہر ہے۔

یریوان: آرمینیا کا دارالحکومت، دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔

یزد: ایران کا مشہور شہر، قالین سازی کے لئے مشہور ہے۔

ینگون: میانمر (برما) کا دارالحکومت پگوڈوں کے لئے مشہور ہے۔ سابقہ نام رنگون تھا۔

یوکوہاما: جاپان کی اہم بندرگاہ اور اہم تجارتی مرکز ہے۔

تورا بورا: افغانستان کا ایک پہاڑی مقام جہاں اسامہ بن لادن کا انتہائی مضبوط ٹھکانہ تھا۔ امریکی حملہ سے اس مقام کو شہرت ملی۔

واکھان: افغانستان کی ایک تنگ پٹی جو پاکستان کو تاجکستان سے جدا کرتی ہے۔

جینن: فلسطین اتھارٹی کا ایک شہر ہے۔

رقبہ کے لحاظ سے دنیا کے دس بڑے ممالک

ملک	رقبہ
(1) رشین فیڈریشن	6,592,735 مربع میل
(2) کینیڈا	3,851,788 مربع میل
(3) ریاستہائے متحدہ امریکہ	3,794,083 مربع میل
(4) چین	3,705,386 مربع میل
(5) برازیل	3,286,470 مربع میل
(6) آسٹریلیا	2,967,893 مربع میل
(7) بھارت	1,269,338 مربع میل
(8) ارجنٹائن	1,068,296 مربع میل
(9) قازقستان	1,049,150 مربع میل
(10) سوڈان	9,67,493 مربع میل

رقبے کے لحاظ سے دنیا کے چھوٹے ممالک

ملک	رقبہ
(1) ویٹی کن سٹی	0.17 مربع میل
(2) مناکو	0.75
(3) ناراؤ	8.11
(4) ٹوالو	10.0
(5) سان مرینو	23.6
(6) لشٹنائن	62.0

(7) مارشل آئس لینڈز 70.0

(8) بینن 101.0

(9) مالدیپ 116.0

(10) مالٹا 122.0

نوزائیدہ بچوں میں سب سے زیادہ شرح اموات والے دس ممالک

نام ملک	1,000 بچوں میں شرح اموات
(1) انگولا	191.7
(2) افغانستان	144.8
(3) سیرالیون	144.4
(4) موزمبیق	138.6
(5) لائبیریا	130.2
(6) گنی	127.0
(7) صومالیہ	122.2
(8) نائیجر	122.2
(9) ملاوی	120.0
(10) مالی	119.6

نوزائیدہ بچوں میں کم سے کم شرح اموات والے دس ممالک

نام ملک	بچوں میں شرح اموات
(1) سویڈن	3.4
(2) آئس لینڈ	3.5
(3) سنگاپور	3.6
(4) فن لینڈ	3.8
(5) جاپان	3.9
(6) ناروے	4.1
(7) انڈورا	4.3
(8) ہالینڈ	4.3
(9) آسٹریا	4.4
(10) فرانس	4.4

(11) سوئٹزرلینڈ 4.4

سب سے زیادہ قوت خرید رکھنے والے دس بڑے ممالک

نمبر شمار	نام ملک	سالانہ جی ڈی پی (امریکی ڈالروں میں)
1	لکسمبرگ	36,400$
2	ریاستہائے متحدہ امریکہ	36,200$
3	سان مرینو	32,000$
4	سوئٹزرلینڈ	28,600$
5	ناروے	27,700$
6	مناکو	27,000$
7	سنگاپور	26,500$
8	ڈنمارک	25,500$
9	بلجیئم	25,300$
10	آسٹریا	25,000$

سب سے کم قوت خرید رکھنے والے دس ممالک

نمبر شمار	نام ملک	فی کس قوت خرید
1	سیرالیون	110$
2	کانگو	600$
3	ایتھوپیا	600$
4	صومالیہ	600$
5	اریٹیریا	710$
6	تنزانیہ	710$
7	برونڈی	720$
8	کوموروس	720$
9	افغانستان	800$
10	مڈغاسکر	800$

آبادی کے لحاظ سے گنجان ترین دس بڑے ممالک

نمبر شمار	نام ملک	آبادی فی مربع میل
1	مناکو	42,485
2	سنگاپور	17,797
3	ویٹ کن سٹی	5,239
4	مالٹا	3,258
5	مالدیپ	2,764
6	بحرین	2,742
7	بنگلہ دیش	2,399
8	ماریشس	1,671
9	بارباڈوس	1,666
10	تائیوان	1,623

دنیا کے آبادی کے لحاظ سے دس چھوٹے ممالک

نمبر شمار	نام ملک	آبادی فی مربع میل
1	مغربی صحارا	2.5
2	منگولیا	4.5
3	نمیبیا	5.7
4	آسٹریلیا	6.6
5	سرینام	6.9
6	بوٹسوانا	6.9
7	آئس لینڈ	7.0
8	موریطانیہ	7.1
9	لیبیا	7.9
10	کینیڈا	8.3

تازہ پانی کے ذخائر

نمبر شمار	پانی (نمکین)	رقبہ	پانی کیوبک میٹر	کل پانی کا حصہ
(1)	نمکین سمندری پانی	139,500,000	317,000,000	97.2%
(2)	خشکی و نمکین پانی کی جھیلیں	270,000	25,000	0.008%

نمبر شمار	پانی (تازہ)	رقبہ	کیوبک میٹر	کل پانی کا حصہ
(1)	تازہ پانی کی جھیلیں	330,000	30,000	0.009%
(2)	تمام دریا	......	300	0.000/
(3)	گلیشیئر اور برف منجمند جنوبی (انٹارکٹیکا)	6,000,000	6,300,000	1.9%
(4)	ماحول اور فضا میں موجود پانی	197,000,000	3,1000	0.001%
(5)	قطب شمالی کے برف زار اور گلیشیئر	900,000	680,000	1.9
(6)	زیر زمین آدھے میل کی گہرائی تک میٹھا پانی	......	1,000,000	0.31%
(7)	زمین کی گہرائی میں موجود میٹھا پانی			

دنیا کی ایٹمی طاقتیں

امریکہ نے سب سے پہلے جوہری بم دھماکہ کیا تو بعد ازاں روس، برطانیہ، فرانس اور چین نے بھی اسکی تقلید کرتے ہوئے جوہری ہتھیار بنانے کی صلاحیت حاصل کر لی۔ دنیا کی پانچ بڑی ایٹمی طاقتوں نے باہم مل کر گروپ 5 تشکیل دیا جسے ایٹمی کلب بھی کہتے ہیں۔ اس کلب کی رکن اوپر ذکر شدہ عالمی طاقتیں ہیں۔ بھارت نے ابتداء میں 1974ء پوکھران کے مقام پر ایٹم بم کا تجربہ کیا تو پاکستان نے بھی نیوکلیئر ہتھیاروں کی تیاری پر توجہ دی۔ بھارت کے مئی 1998ء کے جوہری دھماکوں کے بعد 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیئے۔ یوں جنوبی ایشیاء کے خطے میں طاقت کا توازن برقرار رہا۔ اس وقت انڈیا، برطانیہ، پاکستان، چین، روس، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور فرانس باقاعدہ تسلیم شدہ ایٹمی طاقت ہیں۔

اسرائیل:-

اسرائیل نے ابھی نیوکلیئر ہتھیاروں کا کوئی تجربہ نہیں کیا۔ لیکن یہ ملک جوہری ہتھیاروں کی تیاری کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے غیر اعلانیہ ایٹمی طاقت تسلیم کیا جاتا ہے۔

شمالی کوریا:۔

شمالی کوریا کی قیادت نے 1994ء میں این پی ٹی پر دستخط کر کے اپنی جوہری صلاحیت حاصل کرنے کے پروگرام کو منجمند کر دیا تھا۔لیکن بعدازاں بدلتے عالمی حالات کے تناظر اور جارحانہ امریکی پالیسیوں کے پیش نظر جنوری 2003ء میں شمالی کوریا نے اپنا جوہری پروگرام دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا۔ماہرین کا خیال ہے کہ شمالی کوریا بہت جلد جوہری ہتھیاروں کی تیاری کی صلاحیت حاصل کر لے گا۔

سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنیوالی ریاستیں:۔بیلا روس' قازقستان' اور یوکرائن ایسے ممالک میں شمار ہوتے ہیں جنکے پاس نیوکلیئر پلانٹ موجود ہیں۔لیکن ان ممالک نے رضا کارانہ طور پر سوویت یونین کے دور سے جاری ایسے پروگرامات کو منجمند کر دیا ہے۔

اہم آبنائیں

(1) آبنائے پاک:۔ بھارت کو سری لنکا سے جدا کرتی ہے۔اس راستے کے دونوں اطراف میں مدارس اور کولمبو جیسی مشہور بندرگاہیں واقع ہیں۔اس کی چوڑائی 32 میل ہے۔

(2) آبنائے جبل الطارق:۔ براعظم افریقہ کو یورپ سے جدا اور بحیرہ روم کو بحیرہ اوقیانوس سے ملاتی ہے۔اسکی چوڑائی 9 سے 23 میل ہے۔یہی وہ مشہور آبی راستہ ہے جسے عبور کر کے طارق بن زیاد نے اسپین پہ قبضہ کیا تھا۔

(3) آبنائے ڈووہ:۔ برطانیہ کو فرانس سے جدا کرتی ہے اور دوبارہ برطانیہ کو بحیرہ شمالی سے ملاتی ہے اس آبنائے کے ذریعے دنیا کی پہلی زیر سمندر سرنگ (ٹنل) تیار کی گئی جس کے ذریعے برطانیہ اور فرانس کو ٹرین کے ذریعے ملا دیا ہے۔

(4) آبنائے کوریا:۔کوریا چین کو جاپان سے جدا کرتی ہے۔

(5) آبنائے مکاسرا:۔بورنیو کو ملایا سے الگ کرتی ہے۔

(6) آبنائے فلوریڈا:۔بحیرہ اوقیانوس کو خلیج میکسیکو سے ملاتی ہے۔

(7) آبنائے باب المندب:۔ جزیرہ نما عرب کو افریقہ سے جدا اور بحیرہ عرب کو بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے۔

(8) آبنائے باسفورس:۔بحیرہ اسود کو بحیرہ مارمودا سے ملاتی ہے۔اس پر 1973ء میں پل تعمیر کیا گیا۔

(9) آبنائے بیرنگ:۔ براعظم امریکہ کو ایشیاء سے جدا کرتی ہے۔

(10) آبنائے ٹارس:۔آسٹریلیا کو پاپانیوا گنی سے جدا کرتی ہے۔آبنائے ٹارس ہی بحرالکاہل کو بحیرہ ہند سے ملاتی ہے۔

(11) آبنائے دانیال:۔بحیرہ مامودا کو بحیرہ کرنجین سے ملاتی ہے۔

(12) آبنائے سنڈا: جزیرہ جاوا کو ساٹرا سے ملاتی ہے۔

(13) آبنائے ڈیوس:۔گرین لینڈ کو جزیرہ بفنیس سے جدا کرتی ہے۔

(14) آبنائے ملاکا:۔ساٹرا کو ملائیشیا سے جدا کرتی ہے۔

(15) آبنائے میسینیا:۔اٹلی کو سسلی سے جدا کرتی ہے۔

(16) شمالی بحیرہ اوقیانوس کا راستہ:۔مغربی یورپ کو کینیڈا اور امریکہ سے ملاتا ہے۔گلاسگو' لیورپول' مانچسٹر' لندن

' مانٹریال' ہمبرگ' اینٹورپ' بوسٹن' نیو یارک' بالٹی' مور جیسی اہم بندرگاہیں اس آبی راستے پر واقع ہیں۔

(17) نہر سویز راستہ:۔یہ نہر بحیرہ روم کو بحیرہ احمر اور بحیرہ ہند کو ملاتی ہے۔یہ یورپ امریکہ کو مشرقی افریقہ' خلیج فارس بھارت' پاکستان' مشرق بعید' آسٹریلیا' اور نیوزی لینڈ کو ملاتا ہے۔بریلز' پورٹ سعید' عدن' کراچی' بندر عباس' بن قاسم ' دوبئی' مدارس' کلکتہ' ایڈی لیڈ' ملبورن' کولمبو' چنائی' چٹاگانگ اسی بحری راستے کی اہم بندرگاہیں ہیں۔

(18) راس کا راستہ مغربی یورپ کو افریقہ سے ملانے کے علاوہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سے ملاتا ہے پورٹ ایلزبتھ' کیپ ٹاؤن سڈنی' برسبین اہم بندرگاہیں ہیں۔

(19) جنوبی بحیرہ اوقیانوس کا راستہ یورپ کو جزائر غرب الہند، برازیل، ارجنٹائن اور دیگر جنوبی امریکہ کے ممالک سے ملاتا ہے' کنگسٹن' بہاما' رایوڈی جنیرو' بیونس آئرس' مانٹی وڈیو' جیسی بندرگاہیں اسی راستے پر ہیں۔

(20) نہر پانامہ کا راستہ بحیرہ اوقیانوس کو بحرالکاہل سے ملاتا ہے۔سان ڈیاگو' وینکوور' سان فرانسسکو' لاس اینجلس' پرنس پورٹ' کلاڈ آک لینڈ اہم بندرگاہیں ہیں۔

(21) شمالی بحرالکاہل کا راستہ شمالی امریکہ کو مشرقی بعید سے ملاتا ہے۔یوکوہاما' کوپ' اوساکا' شنگھائی' منیلا' وینکوور' اہم بندرگاہیں ہیں۔

بین الاقوامی کیلنڈرز

اسلامی کیلنڈر:۔

اسلامی کیلنڈر کو سن ہجری کے نام سے پکار اور لکھا جاتا ہے۔نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت سے یہ کیلنڈر شروع ہوتا ہے اسلامی کیلنڈر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنایا تھا۔نبی کریم ﷺ کی ہجرت ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔لیکن مسلمانوں نے اسلامی سال کا آغاز محرم کے ماہ سے کیا۔اسلامی سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں جن کا آغاز چاند چڑھنے کی پہلی تاریخ سے ہوتا ہے۔اسی لیئے اسلامی کیلنڈر کو قمری کیلنڈر بھی کہا جاتا ہے۔اسلامی مہینوں کے کم از کم انتیس دن اور زیادہ سے زیادہ تیس دن ہوتے ہیں۔اسلامی مہینوں کے نام بالترتیب درج ذیل ہیں۔محرم' صفر' ربیع الاول' ربیع الثانی' جمادی الاول' جمادی الثانی' رجب' شعبان' رمضان' شوال' ذیقعد' ذوالحجہ۔

گریگوری یا عیسوی کیلنڈر:۔

عیسوی تقویم میں سال کا وقت سورج کے گرد زمین کی گردش کے حساب سے مقرر کیا گیا ہے۔اس سال کا ایک سال 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ اور 46 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔عیسوی سال میں ہر چوتھا سال لیپ کا سال ہوتا ہے۔لیپ کا سال وہ سال قرار پائے گا جسکے اعداد 4 پر تقسیم ہو جائیں۔عیسوی سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔عیسوی سال کے مہینوں کے نام درج ذیل ہیں۔جنوری' فروری' مارچ' اپریل' مئی' جون' جولائی' اگست' ستمبر' اکتوبر' نومبر' دسمبر۔اپریل' جون' ستمبر اور نومبر کے مہینوں کے تیس دن فروری کے 28 دن اور باقی اکتیس دنوں کے ہوتے ہیں۔جبکہ لیپ کے سال

کے دوران فروری کے مہینے کے انتیس ایام ہوتے ہیں۔

ایرانی کیلنڈر:۔

ایرانی کیلنڈر کا آغاز 1925ء میں ہوا۔ ایرانی کیلنڈر کے پہلے چھ ماہ کے دنوں کی تعداد 31 اگلے پانچ ماہ کے ایام 30 اور آخری مہینے کے ایام 29 ہوتے ہیں۔ ایرانی سال 21 مارچ سے شروع ہوتا ہے۔ ایرانی کیلنڈر کے بھی بارہ ماہ ہوتے ہیں۔ جنکے نام درج ذیل ہیں۔ فروردین' اردی بہشت' خرداد' تیر' مرداد' مستہر بور' مہر' آبان' آذر' دی' بہمن' اوراسفند۔

چینی کیلنڈر:۔

چینی سالوں کے نام مختلف جانوروں کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ یہی طریقہ کار جاپان میں بھی رائج ہے۔ چینی سال کے بارہ ماہ ہوتے ہیں۔ اور دنوں کی تعداد 29 اور 30 ہوتی ہے۔

ہندی کیلنڈر:۔

ہندی کیلنڈر عیسوی کیلنڈر سے 78 سال پرانا ہے۔ اس کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ یہ کیلنڈر برصغیر پاک و ہند کے تمام ممالک میں مستعمل ہے جبکہ ہندوستان اور نیپال کا سرکاری کیلنڈر بھی ہے اس کے مہینوں کے نام درج ذیل ہیں۔ چیت' بیساکھ' جیٹھ' ہاڑ' ساون' بھادوں' اسوج' کاتک' مگھر' پوہ' ماگھ' پھاگن۔

دیگر مشہور سنین:۔

(1) سن یونانی (2) سن قسطنطینی (3) سن اسکندریہ (4) سن یہودی (5) سن کامی موگا (6) سن ابراہیمی (7) سن اولمپیاڈ (8) سن رومی (9) سن بخت نصر (10) سن بکری (11) سن جولین (12) سن ہسپانیہ (13) سن آگستی (14) سن تاری (15) سن عیسوی (16) سن ہجری (17) سن زرتشت۔

مقامی وقت:۔ دوپہر کو جب سورج عموداً ہو اس وقت کو بارہ بجے کا وقت تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہی وقت مقامی ہوتا ہے۔

گرین وچ ٹائم:۔

لندن کے قریب واقع ایک برطانوی مقام کا نام جو صفر درجے عرض بلد پر واقع ہونے کی وجہ سے دنیا کا معیاری وقت کا تعین کرنے والا مقام ہے۔ پاکستان کا وقت گرین وچ کے مقامی وقت سے پانچ گھنٹے آگے ہے۔

معیاری وقت:۔

کسی بھی ملک کے لیے مخصوص وقت کو رائج کرنا معیاری وقت کہلاتا ہے۔ پاکستان کے معیاری وقت کا تعین یکم اکتوبر 1951ء کو کیا گیا۔

بین الاقوامی تاریخی خط:۔

بحرالکاہل میں شمال سے جنوب تک فرض کیا گیا خط عبور کرتے وقت جہازوں کو اپنے وقت میں ایک دن کا اضافہ یا کمی کرنا پڑتی ہے۔ مشرق کی جانب خط کو عبور کرتے وقت اضافہ اور مغرب کی جانب خط کو عبور کرتے وقت کمی کی

جاتی ہے۔

وقت کا پیمانہ:۔

60 سیکنڈ	ایک منٹ
60 منٹ	ایک گھنٹہ
24 گھنٹے	ایک دن
7 دن	ایک ہفتہ
4 ہفتے	ایک ماہ
12 ماہ	ایک سال

مشہور نہریں

نہر عظیم چین

495 قبل از مسیح چینی بادشاہ موچھائے کے حکم پر تعمیر کی گئی۔ اس نہر کی لمبائی 1115 میل تھی۔

نہر سویز

بحیرہ احمر اور بحیرہ روم کو ملاتی ہے۔ اس نہر کی لمبائی 100 میل سے زائد ہے۔ اس نہر کو 1869ء میں فرانسیسی انجینیئر ڈی لیسپ نے تعمیر کیا۔

مانچسٹر کینال

1894ء میں تعمیر کی گئی۔ یہ نہر 38 میل لمبی ہے اور چالیس فٹ گہری ہے۔ مانچسٹر کینال کی تعمیر کی وجہ سے مانچسٹر کھلے سمندر سے چالیس میل دور رہ جاتا ہے۔

نہر کیل

1895ء میں تعمیر کی گئی۔ اس کی لمبائی 37 میل اور گہرائی 36 فٹ ہے۔ یہ بحیرہ بالٹک کی بندرگاہوں اور لندن کے مابین 250 میل کا فاصلہ کم کرتی ہے۔

نہر پانامہ

1914ء میں تعمیر کی گئی۔ بحر اوقیانوس کو بحرالکاہل سے ملاتی ہے۔ پچاس میل لمبی اور 41 فٹ گہری نہر امریکہ نے تعمیر کی تھی۔ لیکن آج کل اس کا کنٹرول پانامہ کے پاس ہے۔

نہر ہوسٹن امریکہ

1914ء میں تعمیر کی گئی یہ نہر 43 میل لمبی اور 34 فٹ چوڑی ہے۔

نہر پورٹ آرتھر

1916ء میں تعمیر کی گئی یہ اس نہر کی لمبائی 40 میل اور گہرائی 34 فٹ ہے۔

نہر البرٹ

بیلجیم میں تعمیر کی گئی نہر 80 میل لمبی اور 16 فٹ گہری ہے۔

نہر ایمسٹرڈیم

1952ء میں تعمیر کی گئی یہ نہر 45 میل لمبی اور 41 فٹ گہری ہے۔

نہر سینٹ لارنس

کینیڈا اور امریکہ میں تعمیر کی گئی 1959ء میں بننے والی اِس نہر کی لمبائی 2400 میل اور چوڑائی 442 فٹ ہے۔

نہر گوٹا

سویڈن میں تعمیر کی گئی یہ نہر 115 میل لمبی ہے۔

نہر وولگا

بحیرہ اسود، ایذرف اور بحیرہ کیسپئن کو ملاتی ہے۔ اس کی لمبائی 80 میل ہے۔

نہر سٹالن

روس میں تعمیر کی گئی یہ نہر بحیرہ بالٹک کو بحیرہ منجمد شمالی سے ملاتی ہے۔ اس نہر کی لمبائی 140 میل اور گہرائی 17 فٹ ہے۔

ممالک کے تبدیل شدہ نام

پرانا نام	نیا نام	تاریخ تبدیلی نام
آئیوری کوسٹ	کوٹے ڈی آئیوری	اکتوبر 1985
آئرش فری سٹیٹ	آئرلینڈ	29 دسمبر 1937
اپر وولٹا	کوٹے ڈی آئیوری	14 اگست 1984
افارز اور آئی سس	برکینا فاسو	27 جون 1977
ایبے سینیا	ایتھوپیا	1937
بائیلو رشیا	بیلاروس	ستمبر 1991
بچوانا لینڈ	بوٹسوانا	30 ستمبر 1966
برطانوی گنی	گیانا	26 مئی 1966
برطانوی ہنڈوراس	بیلیز	یکم جون 1973
برما	میانمر	18 مئی 1989
بسوتو لینڈ	لیسوتھو	4 اکتوبر 1966
پرتگیزی گی آنا	گنی بساؤ	24 ستمبر 1973
ترکمانیہ	ترکمانستان	26 دسمبر 1991
جبل الطارق	جبرالٹر	1408
جنوب مشرقی اور شمال مشرقی نیو گنی	پاپوا نیو گنی	16 ستمبر 1975
جنوبی رہوڈیشیا	زمبابوے	17 اپریل 1980
جنوب مغربی افریقہ	نمیبیا	1968
جنوبی اور شمالی یمن	یمن	22 مئی 1990
چن یو	کوریا	----
حجاز اور نجد	سعودی عرب	ستمبر 1932
ڈھومی	بینن	30 نومبر 1975
ڈچ ایسٹ انڈیز	انڈونیشیا	1946
ڈچ گی آنا	سری نام	25 نومبر 1975
زائرے	عوامی جمہوریہ کانگو	17 مئی 1997
زنجبار اور ٹانگانیکا	تنزانیہ	30 اکتوبر 1964
سپینش گنی	استوائی گنی	12 اکتوبر 1968
سیام	تھائی لینڈ	1939
سوویت یونین	روسی فیڈریشن	1991
سیلون	سری لنکا	22 مئی 1972
شرق اردن	اردن	1946
شمالی اور جنوبی ویت نام	ویت نام	30 اپریل 1975
فارس	ایران	1932
فارموسا	تائیوان	-----
فرانسیسی استوائی افریقہ	چاڈ	11 اگست 1960
فرانسیسی سوڈان	مالی	22 ستمبر 1960
کرغیزیا	کرغیزستان	1991
گلبرٹ جزائر	کیریباتی	12 جولائی 1979

پرانا نام	نیا نام	تاریخ
گولڈ کوسٹ	گھانا	6مارچ 1957
مڈغاسکر	مالاگیسی	20جون 1960
متحدہ عرب جمہوریہ	مصر	1961
مشرقی اور مغربی جرمنی *	جرمنی	3اکتوبر 1989
مشرقی پاکستان	بنگلہ دیش	16دسمبر 1971
مغربی ساموآ	ساموآ	2جولائی 1997
میگیارزگ	ہنگری	1000
مولداویہ	مولدووآ	1991
میسوپوٹیمیا	عراق	1935
نپن	جاپان	-----
نیاسالینڈ	ملاوی	6جولائی 1964
نیوگرینیڈا	کولمبیا	1863
نیو ہیبرائیڈز	وینوآٹو	30جولائی 1980
وینزویلا	جمہوریہ وینزویلا	21دسمبر 1999
ہالینڈ	نیدرلینڈ	1815
ہندوستان	بھارت	14اگست 1947
ہیلویٹیا	سوئٹزرلینڈ	1291
یورونڈی	برونڈی	یکم جولائی 1962
یوگوسلاویہ	سربیا مونٹی نیگرو، بوسنیا	3فروری 2003

طویل ترین ساحلی پٹی والے دس ممالک

نمبر شمار	نام ملک	ساحلی پٹی کی لمبائی
1	کینیڈا	243791 کلومیٹر
2	انڈونیشیا	54716 کلومیٹر
3	روس	37635 کلومیٹر
4	فلپائن	36289 کلومیٹر
5	جاپان	29751 کلومیٹر
6	آسٹریلیا	25760 کلومیٹر
7	ناروے	21925 کلومیٹر
8	امریکہ	19924 کلومیٹر
9	نیوزی لینڈ	15134 کلومیٹر
10	چین	14500 کلومیٹر

سب سے زیادہ سرحدوں کے حامل ممالک

نمبر شمار	ملک	سرحدیں
1	چین (15 ممالک)	افغانستان، بھوٹان، پاکستان، تاجکستان، بھارت، روس، تھائی لینڈ، قازقستان، شمالی کوریا، کرغیزستان، لاؤس، منگولیا، میانمر، نیپال، ویت نام
2	روس (14 ممالک)	آذربائیجان۔ اسٹونیا، بیلاروس، پولینڈ، جارجیا، چین، شمالی کوریا، فن لینڈ قازقستان، لیٹویا، لتھوانیا، منگولیا، یوکرائن، ناروے
3	برازیل (10 ممالک)	ارجنٹائن، بولیویا، پیراگوئے، پیرو، سری نام، کولمبیا، گیانا، وینزویلا، یوروگوے، گنی۔
4	عوامی جمہوریہ کانگو (9 ممالک)	انگولا، برونڈی، تنزانیہ، روانڈا، سوڈان، زیمبیا، یوگنڈا، وسطی افریقی جمہوریہ، کانگو جمہوریہ۔
5	جرمنی (9 ممالک)	آسٹریا، بیلجیم، پولینڈ، چیک جمہوریہ، ڈنمارک، فرانس، سوئٹزرلینڈ، لکسمبرگ، نیدرلینڈ
6	آسٹریا (8 ممالک)	اٹلی، جرمنی، چیک جمہوریہ، سلاواکیہ، سلووینیا، ہنگری، سوئٹزرلینڈ، لکٹنسٹن
7	فرانس (8 ممالک)	انڈورا، بلجیم، اٹلی، جرمنی، سپین، مناکو، سوئٹزرلینڈ، لکسمبرگ

مشہور ایئرلائنز

نام	ملک کا نام	نام	ملک کا نام
پی آئی اے	پاکستان	امارات	متحدہ عرب امارات
سکنڈے نیوین	ناروے، سویڈن، ڈنمارک	سنگاپور انٹرنیشنل ایئرلائنز	سنگاپور
اسطالیہ	اٹلی	عالیہ رائل جارڈینن	اردن
ایروفلوٹ	روس	سوئس ایئر	سوئٹزرلینڈ
ایئرفرانس	فرانس	ایئرانڈیا	بھارت
قنطاس	آسٹریلیا	کتھائی پیسفک	ہانگ کانگ
بیمان	بنگلہ دیش	گارودا	انڈونیشیا
بی او اے سی	برطانیہ	کے ایل ایم	نیدرلینڈز

برٹش ایئرویز	برطانیہ	لفتھونسا	جرمنی
آریانہ	افغانستان	ایئرکینیڈا	کینیڈا
سبینہ	بلجیم	انڈین ایئرلائن	بھارت
تھائی ایئرویز انٹرنیشنل	تھائی لینڈ	ٹرانس ورلڈ ایئرویز	امریکہ
جال	جاپان	چائنا ایئرلائن	چین
سعودیہ	سعودی عرب	پان امریکن ایئرویز	امریکہ
ڈیلٹا ایئرلائن	امریکہ	ڈریگن ایئر	ہانگ کانگ (چین)
نیپال ایئرویز	نیپال	شاہین ایئرلائنز انٹرنیشنل	پاکستان

دنیا کے متحدہ ممالک

استوائی گنی: (افریقی ملک) ریومونی بیاکو فرنینڈوپو 12 اکتوبر 1968 کو متحد ہوئے۔

کیمرون

(مغربی افریقہ) مشرقی کیمرون سابقہ فرانسیسی کیمرون اور مغربی کیمرون، یکم اکتوبر 1961 کو متحد ہوئے

کیمن آئی لینڈ

گرینڈ کیمن، لٹل کیمن، کیمن براک یہ بحرہ کیریبین میں واقع ہیں۔

چینل آئی لینڈز

الڈرنے، بریکو، جرسی، جیتھو، سارک، گورنسی، گریٹ سارک، لٹل، ہرم۔

جرمنی

مشرقی جرمنی، مغربی جرمنی، یورپ، 13 اکتوبر 1989ء کو زوال سوویت یونین کے بعد متحد ہوئے۔

گی آنا

ڈیمریرا، ایسکوئبو اور جنوبی امریکی ملک باربائس بطور برطانوی گی آنا 1831 آزاد ہوا 26 مئی 1966ء کو متحد ہوئے۔

ملائیشیا

ایشیائی ملک مغربی ایشیا، مشرقی ملائیشیا، سراوک اور صباح ریاستیں فیڈریشن 16 ستمبر 1963ء کو متحد ہوئیں۔

نیدرلینڈز انٹیلز

لیورڈ آئی لینڈ کوراکاؤ، اروبا، بونیر اور ونڈ ورڈ آئی لینڈ، صابینٹ ایوسٹیٹس اور سینٹ مارٹن پر مشتمل ہے۔ 1845 کو متحدہ ہوئے۔

صومالیہ

(افریقی ممالک) برطانوی صومالی لینڈ اور اطالوی صومالی لینڈ، یکم جولائی 1960ء کو متحد ہوئے۔

تنزانیہ

ٹانگانیکا اور زنجبار، 26 اپریل 1964ء کو متحد ہوئے۔

متحدہ عرب امارات

یہ خلیج فارس کی سات، ریاستوں، دوبئی، ابوظہبی، راس الخیمہ، ام القوین، عجمان، فجیرہ اور شارجہ پر مشتمل ملک 1971 کو متحدہ ہوا تھا۔

ورجن آئی لینڈز

وینوآٹو کا بڑا جزیرہ مشتمل ہے ایسپر یتو سانتو، ملیکولا ایفیٹ، ایمبریم، اپر یتگو، تنا پینٹی کاسٹ، مائیو اور اینٹی ٹیئم پر مشتمل ہے۔

یمن

شمالی اور جنوبی یمن-22 مئی 1990ء کو متحد ہوئے۔

ممالک کے ہم نام دارالحکومت

نمبر شمار	نام ملک	دارالحکومت کا نام	نمبر شمار	نام ملک	دارالحکومت کا نام
(1)	مناکو	مناکوولا	(2)	میکسیکو	میکسیکوسٹی
(3)	انڈورا	انڈوراویلا	(4)	گوئٹے مالا	گوئٹے مالاسٹی
(5)	پانامہ	پانامہ شہر	(6)	تیونس	تیونس شہر
(7)	جبوتی	جبوتی شہر	(8)	الجزائر	الجزائر شہر
(9)	لکسمبرگ	لکسمبرگ	(10)	کویت	کویت شہر

خشکی سے گھرے ممالک

جزائر پر مشتمل اور خشکی سے گھرے ہوئے ممالک مختلف جغرافیائی حالات کے سبب خشکی سے محصور ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

براعظم ایشیاء

آذربائیجان، افغانستان، ازبکستان، بھوٹان، تاجکستان، ترکمانستان، نیپال، لاؤس، قازقستان، منگولیا، کرغیزستان

براعظم یورپ

ہنگری، آسٹریا، ویٹی کن سٹی سٹیٹ، انڈورا، مولدووا، بیلا روس، للیشٹائن، چیک جمہوریہ، لکسمبرگ، سوئٹزرلینڈ، سان مرینو، سلوواکیہ جمہوریہ، آرمینیا

براعظم جنوبی امریکہ

بولیویا، پیراگوے

خط استواء پر واقع ممالک

براعظم ایشیاء

ملائیشیا، انڈونیشیا

براعظم جنوبی امریکا

برازیل، ایکواڈور، کولمبیا

براعظم افریقہ

کانگو عوامی جمہوریہ، یوگنڈا، کینیا، گیبون

متنازعہ ممالک

جنہیں عالمی برادری نے تسلیم نہیں کیا

نمبر شمار	نام ملک	براعظم	یوم آزادی	قابض ملک
(1)	سسکی	افریقہ	3 دسمبر 1971ء	جنوبی افریقہ
(2)	ٹرانسکی	افریقہ	26 اکتوبر 1976ء	جنوبی افریقہ
(3)	ٹسوانا	افریقہ	6 دسمبر 1977ء	جنوبی افریقہ
(4)	وینڈا	افریقہ	13 ستمبر 1977ء	جنوبی افریقہ
(5)	چیچنیا	وسطی ایشیا	1991ء	سوویت یونین
(6)	کوسوو	یورپ	1998ء	سربیا

مقبوضات

ڈنمارک

فائیر آئی لینڈ اور گرین لینڈز

نیدرلینڈز

اروبا، نیدرلینڈز اینٹلو

مراکش

مغربی صحرا

نیوزی لینڈ

ٹوکیلاؤ، کک آئی لینڈز اور نیو، دی راس

ناروے مقبوضات

سولبرڈ، بووے، آئی لینڈ، جان بائین

فرانس کے مقبوضات

دی یونین، فرانسیسی پولی نیشیا، فرانسیسی گی آنا، سینٹ پائیرے اینڈ میکولن، گوڈی لوپ، مارٹینق، ے اوٹ، نیو کیلی ڈونیا، والز اینڈ فوٹونا

آسٹریلیا کے مقبوضات

کاکس آئی لینڈ، نارفوک آئی لینڈ، کرسمس آئی لینڈ، آسٹریلین انٹارکٹک کا علاقہ

بھارت کے مقبوضات

کشمیر، حیدرآباد دکن 1947ء

برطانیہ کے مقبوضات

انگولا، برٹش ورجن آئی لینڈ، برمودا، پٹ کائرن، آئی لینڈز، ترکس اینڈ کاکس آئی لینڈزا، جبرالٹر، سینٹ فاک، فاک لینڈ آئی لینڈز، کے مین آئی لینڈز، مانٹسیریٹ، چینل آئی لینڈ، برٹش انٹارکٹک کا علاقہ۔

اہم صنعتوں سے وابستہ شہر

نام شہر	صنعتیں	نام شہر	صنعتیں
لندن	برطانیہ	ناگپور (بھارت)	سنگترے، کپاس
ساہیوال (پاکستان)	بسکٹ، کپڑا	مانچسٹر (برطانیہ)	کپڑا
ہالی ووڈ (امریکہ)	فلم سازی	کانپور (بھارت)	کپڑا، چمڑہ
ڈبلن (آئرلینڈ)	ریشمی کپڑا، بسکٹ، جہاز سازی	باکو (آذربائیجان)	پٹرولیم

شہر	صنعت	شہر	صنعت
گجرات (پاکستان)	پنکھا سازی، موٹریں اور چینی کے برتن	وزیرآباد (پاکستان)	کٹلری، چاول، بناسپتی
راولپنڈی (پاکستان)	تیل کی صفائی، کپڑا	آبادان (ایران)	تیل صاف کرنے کے
ڈھاکہ (بنگلہ دیش)	ململ، بلیڈ، پٹ سن	پٹس برگ (امریکا)	لوہا، فولاد کوئلہ اور پٹرولیم
چنائی (بھارت)	چمڑا، کوچ فیکٹری	لارنس پور (پاکستان)	اونی کپڑا
نرائن گنج (بنگلہ دیش)	پٹ سن	لاہور (پاکستان)	کپڑا، فلم سازی، بجلی
شکاگو (امریکا)	زرعی آلات	ایڈنبرا (سکاٹ لینڈ)	پرنٹنگ
حیدرآباد (پاکستان)	کپڑا، بناسپتی گھی	جوہنسبرگ (جنوبی افریقہ)	سونے کی کانیں
ملتان (پاکستان)	کھاد، بناسپتی گھی	کہوٹہ (پاکستان)	ایٹمی ریسرچ لیبارٹری
سلہٹ (بنگلہ دیش)	چائے	بلفاسٹ (آئرلینڈ)	لینن اور جہاز سازی
چارسدہ (پاکستان)	چینی	میلبورن (آسٹریلیا)	چاکلیٹ، سونے کی کانیں
کاڈیز (پرتگال)	کارک	داؤد خیل (پاکستان)	کھاد
بنکاک (تھائی لینڈ)	جہاز سازی	مراکش (مراکش)	چمڑے کی مصنوعات
شیفلیڈ (برطانیہ)	کٹلری	احمد آباد (بھارت)	کپڑا
ڈیٹرائیٹ (امریکا)	موٹر گاڑیاں	دہلی (بھارت)	کپڑا، کیمیائی اشیاء، ڈی ڈی ٹی
پلائی ماؤتھ (برطانیہ)	جہاز سازی	کمبرلے (جنوبی افریقہ)	سونے کی کانیں
فیصل آباد (پاکستان)	کپڑا، گھی، کھاد اور چینی	مردان (پاکستان)	چینی
ناٹنگھم (برطانیہ)	لیس انڈسٹری	ہوانا	تمباکو، سگار
رحیم یار خان (پاکستان)	کپڑا، گھی، صابن، چینی	چٹاگانگ (بنگلہ دیش)	سگریٹ، فولاد سازی
ایمسٹرڈیم (نیدرلینڈ)	ہیرا تراشنے کے کارخانے	ڈنڈی (سکاٹ لینڈ)	پٹ سن اور ریشمی کپڑا
بڈاپسٹ (ہنگری)	کپڑا	کراچی (پاکستان)	تیل کی صفائی، کپڑا، جہاز سازی، شیشہ سازی، سامان بجلی
سیالکوٹ (پاکستان)	کھیلوں کا سامان، سٹین لیس سٹیل، آلات جراحی	وینس (اٹلی)	شیشہ سازی

شہر	صنعت	شہر	صنعت
میلان (اٹلی)	ریشم چینی، چادریں	گوجرانوالہ (پاکستان)	سٹین لیس سٹیل، چینی کے برتن
بنارس (بھارت)	ریشم اور بروکیڈ	دارجلنگ (بھارت)	چائے بلیڈ، چوڑیاں
کامرہ (پاکستان)	طیارہ سازی	سکھر (پاکستان)	بسکٹ
واہ (پاکستان)	اسلحہ سازی	بیونس آئرس (ارجنٹائن)	سرد خانے اور ڈیری فارمنگ
چندرگھونا (بنگلہ دیش)	کاغذ	شنگھائی (چین)	ریشم، چائے، کپاس، چینی
لدھیانہ (بھارت)	ہوزری کا سامان، بائیسکل	میونخ (جرمنی)	کھدت
مرادآباد (بھارت)	پیتل کے برتن اور کٹلری	جمشید پور (بھارت)	لوہا اور فولاد
لیڈز (برطانیہ)	اونی کپڑا	جہلم (پاکستان)	کپڑا، سگریٹ، شیشہ سازی، لکڑی
ٹرامبے (بھارت)	ایٹمی ری ایکٹر	سلانوالی (پاکستان)	لکڑی کی آرائشی اشیاء

دنیا کی بیس بڑی بڑی زبانیں

یوں تو دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن بیس زبانیں ایسی ہیں جنہیں اربوں عوام بولتے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	بڑی زبانیں	نمبر شمار	بڑی زبانیں
(1)	عربی	(2)	اردو
(3)	چینی، منڈارین	(4)	انگریزی
(5)	جرمن	(6)	ہندی
(7)	ہسپانوی	(8)	بنگالی
(9)	جاپانی	(10)	انڈونیشی
(11)	پرتگیزی	(12)	ترکش
(13)	چینی یوی	(14)	فرانسیسی
(15)	ویت نام	(16)	روسی
(17)	تیلگو	(18)	مرہٹی
(19)	تامل	(20)	کوریائی

دنیا کے مشہور پل

معلق

نمبر شمار	ملک کا نام	محل وقوع	لمبائی سپین کی فٹوں میں	سال تکمیل
(1)	گولڈن گیٹ	(کیلی فورنیا)	4200	1937
(2)	ہائی کوسٹ برج	ویسٹ مورلینڈ سویڈن	3969	1997
(3)	سنگ ما برج	ہانگ کانگ	4518	1997
(4)	باسفورس	استنبول (ترکی)	3576	1998
(5)	اکاشی کیکیو	ہیوگو جاپان	6529	1998
(6)	سٹور بیلٹ	ڈنمارک	5328	1998
(7)	جیانگ ژن ینگ سی	چین	4543	2000

توڑے دار پل

نمبر شمار	ملک کا نام	محل وقوع	لمبائی سپین کی فٹوں میں	سال تکمیل
(1)	فورتھ ریلوے	کوئنزفیری سکاٹ لینڈ ہنگل	1710	1890
(2)	کیوبک ریلوے	کیوبک، کینیڈا	1800	1917
(3)	ہوڑہ برج	کولکتہ (بھارت)	1500	1943

دنیا کی اہم سرنگیں

ریلوے سب وے

نام	محل وقوع	لمبائی میلوں میں	لمبائی کلومیٹروں میں	سال تکمیل
ماؤنٹ کینس	فرانسیسی ایلپس	8.5	13.7	1871
سینٹ گوتھرڈ	سوئس ایلپس	9.3	15.0	1880
سمپلن 2-1	ایلپس۔سوئزلینڈ۔اٹلی	11.5	19.8	1906-1922
لاچز یالائش برگ	سوئس ایلپس	9.1	14.6	1911
نیو کیسکڈ	کیسکیڈ ماؤنٹین (واشنگٹن)	7.8	12.6	1929
ایپے نائن	بولونا۔فلورنس اٹلی	11.5	18.5	1934
واسکیس	واسکیس (فرانس)	7.0	11.3	1940
فلیٹ ہیڈ	راکی ماؤنٹین مونٹانا	7.0	11.3	1970
سیکن	آبنائے سوگارو (جاپان)	33.5	53.9	1988

رودبار	انگلستان۔فرانس	31.1	50.0	1994

دنیا کی اہم سڑکیں

نام سڑک	محل وقوع	لمبائی میلوں میں	لمبائی کلومیٹروں میں	سال تکمیل
ماؤنٹ رائل	مونٹریال کینیڈا	3.2	5.1	1918
کوئنز وے روڈ	مرسی ریور لیورپول انگلستان	2.2	3.5	1934
گریٹ سینٹ برناڈ	ایلپس۔سوئزلینڈ۔اٹلی	3.4	5.5	1964
ماؤنٹ بلاں	ایلپس فرانس۔اٹلی	7.0	11.3	1965
ماؤنٹ اینا	جاپان ایلپس جاپان	5.3	8.5	1976
سینٹ گوتھرڈ	ایلپس سوئزرلینڈ	10.2	16.4	1980
سٹور بیلٹ	ایلپس بیلٹ ڈنمارک	5.0	8.0	1995
ٹرانس ٹوکیوبے 2-1	ٹوکیو (جاپان)	5.8	9.3	1997
پنگلن ہائی وے	نزدتائی پے تائیوان	8.0	12.9	2000
لارڈل	ناروے	15.2	24.5	2000

دنیا کے لمبے پلیٹ فارم

نام	محل وقوع	لمبائی (فٹوں میں)	نام	محل وقوع	لمبائی (فٹوں میں)
بلاویو	زمبابوے	2302	دی لوپ (زیرزمین)	شکاگو (امریکا)	3500
سٹاروک	سویڈن	2470	کھڑک پور (بھارت)	مغربی بنگال	2733
سون پور	بہار (بھارت)	2415	جھانسی	بھارت	2024
پرتھ	آسٹریلیا	1714	مانڈلے	بالائی میانمر	1788
روہڑی (سندھ)	پاکستان	1896	بورن ماؤتھ	برطانیہ	1748

بلندترین عمارات

عمارت	شہر	سال تکمیل	منزلیں	بلندی فٹوں میں
ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ	نیو یارک	1931	102	1250
سیئرز ٹاور	شکاگو (امریکا)	1974	110	1450
پیٹرونس ٹاور I	کوالالمپور (ملائیشیا)	1998	88	1483
پیٹرونس ٹاور II	کوالالمپور	1998	88	1483
سوڈیرمن آفس اینڈ رٹز کارلٹن ہوٹل	جکارتہ (انڈونیشیا)	تعمیر جاری ہے	81	1400

امارات ٹاور I	دبئی	1999	55	1165
سوئی انگ بے ٹاور	پوزان	2001ء	88	1516
فنانشل سنٹر	تائی پے تائیوان	2003ء	—	1470
یونین سکوائر	ہانگ کانگ	2007ء	108	1575
شنگھائی ورلڈ فنانشل سنٹر	شنگھائی چین	2008ء	95	1509

بریل نظام (نابیناؤں کی تعلیم)

کاغذ پر ابھرے ہوئے نقطوں کی مدد سے حروف کی علامتیں ظاہر کر کے نابیناؤں کو پڑھایا جاتا اس نظام کے موجد فرانسیسی شہری بریل لوئی ہیں جو خود بھی نابینا تھے۔

قدیم ترین عالمی لائبریریاں

نام لائبریری	تاریخ قیام	شہر/ملک
نیشنل لائبریری آف آسٹریا	1368ء	ویانا/آسٹریا
نیشنل لائبریری آف دی چیک ریپبلک	1366ء	پراگ/جمہوریہ چیک
مازیونیل لائبریری	1468ء	وینس/اٹلی
نیشنل لائبریری آف مالٹا	1555ء	ویلیٹا/مالٹا
نیشنل لائبریری آف فرانس	1480ء	پیرس/فرانس
میونخ لائبریری	1558ء	میونخ/جرمنی
نیشنل لائبریری آف بلجیم	1559ء	برسلز/بلجیم
نیشنل لائبریری آف کروشیا	1606ء	زغرب/کروشیا
نیشنل لائبریری آف فن لینڈ	1640ء	ہیلسنکی/فن لینڈ
نیشنل لائبریری آف ڈنمارک	1653ء	کوپن ہیگن/ڈنمارک

اہم لائبریریاں

نام لائبریری	مقام	وجہ شہرت
لائبریری آف کانگریس	واشنگٹن	امریکن پارلیمنٹ کے ایوان کانگریس کی لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری تصور کی جاتی ہے

برٹش لائبریری	لندن	دنیا کی پہلی لائبریری جس میں ایک کروڑ سے زائد کتابیں موجود تھیں
بین الاقوامی نوجوانوں کی لائبریری	میونخ	نوجوانوں کے لیئے دنیا کی پہلی لائبریری
سابقہ لینن اسٹیٹ لائبریری	ماسکو	ہر سال سب سے زیادہ کتابیں شائع کرنے والی لائبریری
نیشنل لائبریری فرانس	پیرس	فرانسیسی زبان کا سب سے بڑا حصہ ذخیرہ یہاں موجود ہے
نیشنل لائبریری آف انڈیا	کولکتہ	برصغیر پاک و ہند کی سب سے بڑی اور قدیم لائبریری
نیشنل لائبریری مصر	قاہرہ	افریقہ کی سب سے بڑی لائبریری
ویٹیکن لائبریری	ویٹیکن سٹی	پوپ کی لائبریری
لائبریری جامعہ ریاض	ریاض	جدید اور کشادہ ترین لائبریری جہاں آغاز ہی میں 20 لاکھ کتب رکھی گئی ہیں
قومی لائبریری چین	بیجنگ	براعظم ایشیا کی سب سے بڑی لائبریری جہاں ایک کروڑ سے زائد نسخے موجود ہیں
سنٹرل لائبریری چین	=	لاکھوں کتب موجود ہیں
نیشنل ڈائٹ لائبریری ٹوکیو	ٹوکیو	جاپان کی سب سے بڑی لائبریری
یونیورسٹی آف ٹوکیو لائبریری	ٹوکیو	32 لاکھ کتب موجود ہیں
کیوٹو یونیورسٹی		21 لاکھ کتب موجود ہیں
قومی لائبریری ارجنٹائن		50 لاکھ کتب موجود ہیں

پیداوار کے لحاظ سے دنیا کے پانچ بڑے ممالک

کپاس	چین، روس، امریکہ، بھارت، پاکستان
جانور	بھارت، روس، امریکہ، برازیل، چین
پام آئل	ملائیشیا، انڈونیشیا، نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، زائر
آلو	روس، چین، پولینڈ، امریکہ، بھارت
سویابین	امریکہ، برازیل، چین، ارجنٹائن، بھارت
جو	روس، امریکہ، کینیڈا، فرانس، چین
تمباکو	چین، امریکہ، بھارت، برازیل، روس

بکسائیٹ	آسٹریلیا، گنی، برازیل، جمیکا، روس
سیسہ	آسٹریلیا، روس، امریکہ، کینیڈا، پیرو
خام لوہا	روس، برازیل، آسٹریلیا، چین، امریکہ
نکل	روس، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوکیلیڈونیا، انڈونیشیا
پیٹرولیم	روس، امریکہ، سعودی عرب، چین، برطانیہ
فولاد	روس، جاپان، امریکہ، چین، جرمنی
چاندی	میکسیکو، پیرو، روس، امریکہ، کینیڈا
یورینیم	کینیڈا، یونائیڈ سٹیٹ، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، نمیبیا
زنک	روس، جاپان، کینیڈا، جرمنی، امریکہ
گنا	بھارت، برازیل، روس، کیوبا، امریکہ
کافی	برازیل، کولمبیا، انڈونیشیا، میکسیکو، آئیوری کوسٹ
ٹن	ملائیشیا، برازیل، روس، انڈونیشیا، تھائی لینڈ
تانبا	چلی، امریکہ، کینیڈا، روس، زائر
مالٹا	برازیل، امریکہ، اٹلی، سپین، مصر
انگور	اٹلی، فرانس، روس، سپین، امریکہ
کوئلہ	چین، امریکہ، روس، جرمنی، پولینڈ
بجلی	امریکہ، روس، جاپان، کینیڈا، چین
چاول	چین، بھارت، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ
قدرتی ربڑ	ملائیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، چین، بھارت
مصنوعی ربڑ	روس، امریکہ، جاپان، جرمنی، برطانیہ
چائے	بھارت، چین، سری لنکا، روس، انڈونیشیا
فاسفیٹ	امریکہ، روس، مراکش، چین، اردن
پپیتہ	آئیوری کوسٹ، برازیل، گھانا، ملائیشیا، کیمرون
ہیرا	زائر، بوٹسوانا، روس، جنوبی افریقہ، نمیبیا
اون	آسٹریلیا، روس، نیوزی لینڈ، چین، ارجنٹائن
سرسوں	روس، پولینڈ، جرمنی، امریکہ، جمہوریہ چیک

اقوام متحدہ

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں اور لیگ آف نیشنز کی ناکامی کے بعد دوسری جنگ عظیم کے فاتحین

نے اپنی اپنی قوموں کے دباؤ پر امن عام برقرار رکھنے اور غریب قوموں کی حالت سنوارنے کیلئے ایک نئی بین الاقوامی تنظیم قائم کرنیکا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں امریکہ کے شہر سان فرانسکو میں پچاس ملکوں کے نمائندوں کی کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرنس میں اقوام متحدہ کے قیام پر غور ہوا اور بعد ازاں ان ممالک نے ایک بین الاقوامی ادارے کے قیام کیلئے ایک چارٹر پر دستخط کیئے یہ کانفرنس 25 اور 26 جون 1945ء کو منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے نتیجہ میں اقوام متحدہ کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ اقوام متحدہ 24 اکتوبر 1945ء کو باقاعدہ قائم ہوئی اس بین الاقوامی تنظیم کے ابتدائی 150 ارکان تھے جنکی تعداد وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی۔

اقوام متحدہ کی سرکاری زبانیں:۔ انگریزی' چینی' عربی' فرانسیسی۔

اقوام متحدہ کے چارٹر کے بنیادی اصول

(1) بنی نوع انسان کی آئندہ نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچانا۔

(2) قوموں کے باہمی تنازعات کے حل کیلئے بین الاقوامی سطح پر موثر قانون سازی کرنا تاکہ امن کو لاحق خطرات اور جارحیت کو روکا جاسکے۔

(3) انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے عالمی سطح پر بلا امتیاز رنگ و نسل مثبت اقدامات کرنا۔

(4) انسانوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا۔

(5) ایک دوسرے کی آزادی اور خودمختاری کا احترام کرتے ہوئے قوموں کے درمیان دوستی کو فروغ دینا اور ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی سے روکنا۔

رکنیت:۔ یو این او کے مقاصد اور منشور سے متفق تمام ممالک رکنیت کی درخواست دے سکتے ہیں۔ سلامتی کونسل کی منظوری کے بعد یہ درخواست جنرل اسمبلی میں پیش کی جاتی ہے جسکی دوتہائی اکثریت کی منظوری ملنے کے بعد رکنیت حاصل ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی تعداد 192 ہے جبکہ سلامتی کونسل کے 5 مستقل ارکان امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس اور چین کے پاس حق استراد ہے۔ ویٹو کا حق رکھنے والا ملک اگر کسی قرارداد کو ویٹو کردے تو قرارداد پاس نہیں ہوسکتی ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے

اقوام متحدہ کے مقاصد اور منشور کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مختلف ذیلی ادارے کام کررہے ہیں چند ادارے اقوام متحدہ کے ڈھانچہ کی تشکیل اور چند ادارے اقوام متحدہ کی سماجی و معاشی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مصروف عمل ہیں۔ بنیادی ادارے درج ذیل ہیں۔

(1) جنرل اسمبلی تمام رکن ممالک اس فورم کے ممبر ہیں۔ سب ارکان ایک ووٹ کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ مسائل کے حل اور قرارداد کی منظوری کیلئے دوتہائی اکثریت کا حامل ہونا ضروری ہے۔

(2) سلامتی کونسل:۔ 15 ارکان پر مشتمل ہے 5 ارکان مستقل اور 10 ارکان غیر مستقل ہوتے ہیں۔ ان ارکان کا انتخاب ہر دو سال بعد کیا جاتا ہے۔ تمام اہم معاملات کا نوٹس یہی ادارہ لیتا ہے۔ مستقل ارکان ویٹو کا حق رکھتے ہیں۔

(3) معاشی و معاشرتی کونسل:۔ 27 منتخب ارکان پر مشتمل یہ ادارہ اپنی ذیلی ایجنسیوں کے ذریعے' سائنس' تعلیم' صحت'

محنت جیسے مسائل کے حل کیلئے کوشش کرتا ہے اسکے 27 ارکان ہوتے ہیں جن میں سے 9 ارکان ہر تین سال بعد ریٹائر ہوجاتے ہیں۔

(4) تولیتی کونسل:۔ کسی علاقے کی نگرانی کرنیوالے اس ادارے میں مستقل ارکان سلامتی کونسل کے علاوہ نامزد ملک کا بھی ممبر ہوتا ہے۔

(5) بین الاقوامی عدالت انصاف:۔ قوموں کے باہمی تنازعات کو نمٹانے کیلئے یہ عدالت ہیگ (ہالینڈ) میں کام کررہی ہے اس کے رکن ججوں کی تعداد 15 ہوتی ہے جسکا انتخاب 9 سال کیلئے ہوتا ہے۔

(6) سیکرٹریٹ:۔ اقوام متحدہ کے انتظامی امور اور ریکارڈ کی نگرانی سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے۔ اس شعبہ کا سربراہ سیکرٹری جنرل ہوتا ہے جو عالمی تنازعات اور مسائل کے حل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا انتخاب پانچ سال کی مدت کیلئے رکن ممالک میں سے کیا جاتا ہے موجودہ سیکرٹری جنرل کے فرائض کوفی عنان سرانجام دے رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے

(1) بین الاقوامی ترقیاتی انجمن — واشنگٹن (امریکہ)
(2) بین الاقوامی تنظیم نیوکلیئر توانائی — وی آنا (آسٹریا)
(3) بین الحکومتی مشاورتی کونسل — لندن (برطانیہ)
(4) عالمی تنظیم موسمیات — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)
(5) عالمی تنظیم ڈاک — برن (سوئٹزرلینڈ)
(6) عالمی تنظیم تجارت — واشنگٹن (امریکہ)
(7) بین الاقوامی ٹیلی کمیونیکیشن یونین — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)
(8) بین الاقوامی مالیاتی فنڈ — واشنگٹن (امریکہ)
(9) بین الاقوامی مالیاتی کمیشن — واشنگٹن (امریکہ)
(10) بین الاقوامی بینک برائے تعمیر نو (ورلڈ بینک) — واشنگٹن (امریکہ)
(11) بین الاقوامی شہری ہوابازی — مانٹریال (کینیڈا)
(12) عالمی تنظیم صحت — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)
(13) بین الاقوامی تعلیمی سائنس اور ثقافتی تنظیم — پیرس (فرانس)
(14) غذا اور زراعت کی تنظیم — روم (اٹلی)
(15) بین الاقوامی مزدور تنظیم — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)
(16) بین لاقوامی مہاجرین کمشنر — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)
بین الاقوامی سیاست تنظیم — جنیوا (سوئٹزرلینڈ)

(18) بین الاقوامی بچوں کا ہنگامی فنڈ — نیویارک (امریکہ)
(19) اقوام متحدہ کی یونیورسٹی — ٹوکیو (جاپان)

نوٹ:۔ اقوام متحدہ کے 6 ذیلی اداروں کے دفاتر جنیوا سوئٹزرلینڈ میں قائم ہیں۔ لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سوئٹزرلینڈ اقوام متحدہ کا رکن نہیں ہے۔ سوئٹزرلینڈ اور ویٹی کن سٹی کو اقوام متحدہ کے مبصر ملک کی حیثیت حاصل ہے۔

چین کو اقوام متحدہ کی رکنیت:۔ 25 اکتوبر 1971 کو دی گئی۔ چین کی رکنیت کے بعد تائیوان کی اقوام متحدہ سے ممبرشپ ختم کردی گئی۔

اقوام متحدہ کے رکن ممالک

نام ملک	تاریخ رکنیت	نام ملک	تاریخ رکنیت
آذربائیجان	2 مارچ 1992ء	آرمینیا	2 مارچ 1992ء
آسٹریا	14 دسمبر 1955ء	آسٹریلیا	یکم نومبر 1945ء
آئرلینڈ	14 دسمبر 1955ء	آئس لینڈ	19 نومبر 1946ء
اٹلی	14 دسمبر 1955ء	ارجنٹائن	24 اکتوبر 1945ء
اردن	14 دسمبر 1955ء	اری ٹیریا	28 مئی 1993ء
ازبکستان	2 مارچ 1992ء	استوائی گنی	12 نومبر 1968ء
اسرائیل	11 مئی 1949ء	افغانستان	19 نومبر 1946ء
البانیہ	14 دسمبر 1955ء	الجزائر	8 اکتوبر 1962ء
امریکہ	24 اکتوبر 1945ء	انٹی گوا باربوڈا	11 نومبر 1981
انڈونیشیا	28 ستمبر 1950	انگولا	یکم دسمبر 1976
ایتھوپیا	13 نومبر 1945	اسٹونیا	17 ستمبر 1991
ایران	24 اکتوبر 1945	ایکواڈور	21 دسمبر 1945
ایل سلواڈور	24 اکتوبر 1945	اینڈورا	28 جولائی 1993
بارباڈوس	9 دسمبر 1966	بحرین	21 ستمبر 1971
برازیل	24 اکتوبر 1945	برطانیہ	24 اکتوبر 1945
برکینا فاسو	20 ستمبر 1960	برونڈی	18 ستمبر 1962
برونائی دارالسلام	21 ستمبر 1984	بلجیئم	27 دسمبر 1945
بلغاریہ	14 دسمبر 1955	بنگلہ دیش	17 ستمبر 1974
بوٹسوانا	17 اکتوبر 1966	بوسنیا ہرزے گوینا	22 مئی 1992
بولیویا	14 نومبر 1945	بھارت	30 اکتوبر 1945

بہاماس	18ستمبر1973	بھوٹان	21ستمبر1971
بیلاروس	24اکتوبر1945	بیلیز	25ستمبر1981
بینن	25ستمبر1960	پاپوانیوگنی	10اکتوبر1075
پاکستان	30ستمبر1947	پانامہ	13دسمبر1945
پرتگال	14دسمبر1955	پولینڈ	24اکتوبر1945
پیراگوئے	24اکتوبر1945	پیرو	31اکتوبر1945
پیلاؤ	16دسمبر1994	تاجکستان	2مارچ1992
ترکمانستان	2مارچ1992	ترکی	24اکتوبر1945
تنزانیہ	14دسمبر1961	تھائی لینڈ	16دسمبر1946
تیونس	12نومبر1956	ٹرینیڈاڈ ٹوباگو	18ستمبر1962
ٹوگو	20ستمبر1960	جاپان	18دسمبر1956
جارجیا	31جولائی1962	جبوتی	20ستمبر1977
جرمنی	18ستمبر1973	جمیکا	18ستمبر1962
جنوبی افریقہ	7نومبر1945	چاڈ	20ستمبر1960
چلی	24اکتوبر1945	چیک جمہوریہ	19جنوری1993
چین	24اکتوبر1945	ڈنمارک	24اکتوبر1945
ڈومینکا	18دسمبر1978	ڈومینکن جمہوریہ	24اکتوبر1945
روانڈا	18ستمبر1962	روسی فیڈریشن	24اکتوبر1945
رومانیہ	14دسمبر1955	زمبابوے	25اگست1980
زولمبیا	یکم دسمبر1964	ساموا	15دسمبر1976
سان مرینو	2مارچ1992	ساؤتومے پرنسپے	16ستمبر1975
سپین	14دسمبر1955	سری لنکا	14دسمبر1955
سری نام	4دسمبر1975	سعودی عرب	14دسمبر1955
سلوواکیہ	19جنوری1993	سلووینیا	22مئی1992
سلیمان جزائر	19ستمبر1978	سنگاپور	21ستمبر1965
سوازی لینڈ	24اکتوبر1968	سوڈان	12نومبر1956
سویڈن	19نومبر1946	سیرالیون	27ستمبر1961
سیشلز	21ستمبر1976	سینٹ کرسٹوفر نیوس	23ستمبر1983
سینٹ لوشا	18ستمبر1979	سینٹ ونسنٹ اینڈ گرینے ڈینز	16ستمبر1980

سینی گال	28ستمبر1960	شام عرب جمہوریہ	24دسمبر1945
صومالیہ	20ستمبر1960	عراق	21دسمبر1945
عمان	17اکتوبر1971	فجی	13اکتوبر1971
فرانس	24اکتوبر1945	فلپائن	24اکتوبر1945
فن لینڈ	14دسمبر1955	قازقستان	2مارچ1992
قبرص	20ستمبر1960	قطر	21ستمبر1971
کانگو جمہوریہ	20ستمبر1960	کانگو عوامی جمہوریہ	20ستمبر1960
کرغزستان	2مارچ1992	کروشیا	22مئی1992
کمبوڈیا	14دسمبر1955	کوٹے ڈی آئیوری	20ستمبر1960
کوریا جمہوریہ	17ستمبر1991	کوریا عوامی جمہوریہ	17ستمبر1991
کوسٹاریکا	2نومبر1945	کولمبیا	5نومبر1945
کوموروجزائر	12نومبر1975	کویت	14مئی1963
کیپ ورڈے	16ستمبر1975	کیمرون	20ستمبر1960
کینیا	16دسمبر1963	کینیڈا	9نومبر1945
کیوبا	24اکتوبر1945	گرینیڈا	17ستمبر1974
گنی	12دسمبر1958	گنی بساؤ	17ستمبر1974
گوئٹے مالا	21نومبر1945	گھانا	8مارچ1957
گی آنا	20ستمبر1966	گیبون	20ستمبر1960
گیمبیا	21ستمبر1965	لاؤ عوامی جمہوریہ	14دسمبر1955
لائبیریا	2نومبر1945	لبنان	24اکتوبر1945
لتھوانیا	17ستمبر1991	لکسمبرگ	24اکتوبر1945
لیبیا	14دسمبر1955	لیٹویا	17ستمبر1991
لیسوتھو	17اکتوبر1966	لیکٹنسٹن	18ستمبر1990
مارشل آئی لینڈ	17ستمبر1991	ماریشس	24اپریل1968
ماریطانیہ	27اکتوبر1961	مالٹا	یکم دسمبر1964
مالدیپ	21ستمبر1965	مالی	28ستمبر1960
مائیکرونیشیا	17ستمبر1991	متحدہ عرب امارات	9دسمبر1971
مڈغاسکر	20ستمبر1960	مراکش	12نومبر1956
مصر	24اکتوبر1945	مقدونیہ	8اپریل1993

ملاوی	یکم دسمبر 1964	ملائیشیا	17 ستمبر 1975
مناکو	28 مئی 1993	منگولیا	27 اکتوبر 1961
موزمبیق	16 ستمبر 1975	میانمر (برما)	19 اپریل 1948
میکسیکو	7 نومبر 1945	ناروے	27 نومبر 1945
نائیجر	20 ستمبر 1960	نائیجیریا	7 اکتوبر 1960
نکاراگوا	24 اکتوبر 1945	نیپال	14 دسمبر 1955
نیدرلینڈز	10 دسمبر 1945	نمیبیا	23 اپریل 1990
نیوزی لینڈ	24 اکتوبر 1945	مولدووا	2 مارچ 1992
وسطی افریقہ	20 ستمبر 1960	ویت نام	20 ستمبر 1977
وینواٹو	15 ستمبر 1981	وینزویلا	15 نومبر 1945
ہونڈورس	17 دسمبر 1945	ہنگری	14 دسمبر 1955
ہیٹی	24 اکتوبر 1945	یمن	30 ستمبر 1947
یوروگوئے	18 دسمبر 1945	یوکرین	24 اکتوبر 1945
یوگنڈا	25 اکتوبر 1962	یوگوسلاویہ	24 اکتوبر 1945
یونان	25 اکتوبر 1945	ناورو	14 ستمبر 1999
کیریبتی	14 ستمبر 1999	ٹونگا	14 ستمبر 1999
ٹوالو	5 ستمبر 2000	سوئٹزرلینڈ	11 ستمبر 2002
مشرقی تیمور	11 ستمبر 2002		

دنیا کی مشہور جنگیں

نام جنگ	تاریخ	فاتح	مخالف
امریکی خانہ جنگی	1775-83	مقامی لوگ	برطانیہ
آسٹرین جنگ	1740-48	آسٹریا، ہنگری برطانیہ، ہالینڈ	پولینڈ، پرشیا سپین، سیکسونی
بوئیر وار	1899-1902	برطانیہ	جمہوریہ بوئیر
چین جاپان جنگ	1894-95	جاپان	چین
-	1931-33	جاپان	چین
-	1937-45	چین	جاپان
امریکی سول وار	1861-65	شمالی ریاستیں	جنوبی ریاستیں
برطانوی سول وار	1642-51	پارلیمنٹ	چارلس اول
ہسپانوی خانہ جنگی	1936-39	جونٹاڈی	حکومت
کریمین وار	1853-56	برطانیہ، ترکی	فرانس
فرانس پرشیا وار	1870-71	پرشیا، جرمنی	فرانس
پہلی خلیجی جنگ	1991	امریکہ اور اتحادی	عراق
عراق جنگ	2003	امریکہ	عراق
امریکہ افغانستان جنگ	2001	امریکہ	طالبان
سوسالہ جنگ	1333-1453	فرانس	برطانیہ
کورین جنگ	1950-53	جنوبی کوریا	شمالی کوریا
نپولین کی جنگیں	1792-1815	آسٹریا، برطانیہ پرشیا، روس	فرانس
پلوپنیشین وار	431-404BC	پلوپنیشین	ڈیلانی
پونک وار	254-146BC	روم	کیتھراگ
روس جاپان جنگ	1904-05	جاپان	روس
سات سالہ جنگ	1756-63	برطانیہ	آسٹریا
ہسپانیا امریکی جنگ	1858	امریکہ	سپین
سپینش وار	1701-14	انگلینڈ، پرشیا آسٹریا، ہالینڈ	کلوگن، مغانا
تیس سالہ جنگ	1618-48	فرانس، سویڈن	روم، سپین
جنگ ویت نام	1957-75	ویت نام	امریکہ
1812 کی جنگ	1812-15	امریکہ	برطانیہ
پھولوں کی جنگ	1456-85	ہاؤس آف لنکاسٹر	ہاؤس آف یارک
پہلی جنگ عظیم	1914-18	بلجیم، برطانیہ	آسٹریا، ہنگری بلغاریہ، جرمنی ترکی،
دوسری جنگ عظیم	1939-45	آسٹریا، بلجیم، برطانیہ، کینیڈا، چین، ڈنمارک فرانس، ہالینڈ رومانیہ	بلغاریہ، فن لینڈ جرمنی، ہنگری اٹلی، جاپان

نیوزی لینڈ، ناروے

پولینڈ، روس،

جنوبی افریقہ، امریکہ

یوگوسلاویہ

روس افغانستان جنگ	1979-88	افغانستان	روس
پہلی پاک بھارت جنگ	1948	مجاہدین کشمیر	بھارت
جنگ65	1965ء	پاکستان	بھارت
جنگ71	1971	بھارت	پاکستان
کارگل جنگ	1999	پاکستان	بھارت
جنگ جولان	1970	مصر	اسرائیل
ایران عراق جنگ	1980-90	عراق، ایران	عراق، ایران
چین بھارت جنگ	1964	چین	بھارت

جنگی اصطلاحات

(1) اسلحہ (Arms):۔ ہر قسم کا جنگی سامان جس میں گولہ بارود، بم، توپیں، مشین گنیں، میزائیل، جہاز وغیرہ شامل ہے۔

(2) الٹی میٹم (Ultimatum):۔ جنگ شروع کرنے سے قبل آخری انتباہ۔

(3) منسلک (Attach) عسکری یونٹوں اور افراد کو عارضی طور پر دوسرے اداروں کے ساتھ منسلک کرنا۔

(4) پیدل فوج (Infantry) پیدل چلنے والا عسکری دستہ۔

(5) بٹالین (Battalion) پیدل فوج کا دستہ جسکی کمان کرنل کرتا ہے۔

(6) گشت (Patrolling) دشمن کا پتہ چلانے کے لیئے گشت کرنا۔

(7) علاقائی دفاع (Positional Defence) دشمن کو علاقہ پر قبضہ نہ کرنے دینا۔

(8) خندق (Trench) کھدی ہوئی زمین جس میں فوجی بیٹھ کر دشمن کی گولیوں کی زد میں آنے سے محفوظ رہتے ہیں۔شہری دفاع کے لیئے بھی خندق کھودی جاتی ہے۔

(9) رجمنٹ (Regiment) فوجیوں کا بڑا دستہ۔

(10) رکاوٹ (Barricade) عارضی قلعہ بندی جو دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کے لیئے شہر کے اندر قائم کی جائے۔

(11) سائرن (Siren) خطرے کی آواز

(12) سکواڈ (Squad) فوجیوں کی خاص تعداد جو ڈرل کے ذریعے منظم کی گئی ہو۔

(13) شارہ (Signal) اشارہ جس سے پیغام رسائی میں مدد حاصل کی جاتی ہے۔

(14) ففتھ کالم (Fifth Column) ایسے افراد جو دشمن کو دفاعی تیاریوں اور تنصیبات اور انکی نقل و حرکات سے آگاہ کرتے ہیں۔

(15) فلیک (Flak) طیارا شکن توپ کا گولا اگلنا۔

(16) آبدوز (Submarine) مخصوص ساخت کا بحری جہاز جو زیر آب اور سطح آب پر تیرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(17) آبدوز خلاف پردہ (Anti-Submarine Screen) بحری جہازوں کی وہ ترتیب جو آبدوز کے حملے سے بچاؤ کیلئے صف آرائی کرتے ہیں۔

(18) آبدوز خلاف تلاش (Anti-Submarine Action) دشمن کی آبدوز کا سراغ لگانے کے اور انہیں اپنے علاقہ میں آنے سے روکنا۔

(19) آبدوز خلاف عمل (Anti-Submarine Barrier) دشمن کی آبدوز کی تلاش کے لیئے بحری اور ہوائی جہازوں کا مشترکہ عمل۔

(20) آبدوز خلاف گشت (Anti-Submarine) دشمن کی آبدوز کو تلاش کرنے کے بعد اسکی نقل و حرکت کو محدود کرنا۔

(21) آبی سرنگیں (Sub-Marine Mines) دشمن کی آبدوزوں اور بحری جہازوں کو تباہ کرنے کے لیئے سمندری پانی میں بارودی سرنگیں نصب کرنا۔

(22) آبدوز شکن جنگ وجدل (Anti-Submarine War Fare) دشمن کی آبدوزوں کو مؤثر استعمال سے باز رکھنے کی کوشش۔

(23) التوائے جنگ (Armistice) عارضی طور پر جنگ بندی کرنا۔

(24) فضائی حملوں کے خلاف دفاع (Anti-Aircraft Defence) سرچ لائٹس اینٹی ائیر کرافٹ گنیں بلیک آؤٹ اور ریڈار وغیرہ۔

(25) فضائی حملہ کے خلاف استعمال ہونے والی بندوق یا توپ (Anti Aircraft Gun) ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لیے استعمال کی جانے والی گنیں۔

(26) گائیڈڈ میزائل کے خلاف مدافعت (Anti Ballistic Missile) دشمن کے گائیڈڈ میزائیلوں کو تباہ کرنے والی میزائل۔

(27) خلاف میزائل (Anti Missile) دشمن کے اڑتے میزائل کو تباہ کرنے والا میزائل

(28) انخلائے علاقہ (Area Evacuation) بحریہ کے زیر کنٹرول تجارتی و بحری جہازوں کی محفوظ مقامات پر منتقلی۔

(29) دشمن کو دیکھنے والا (Observer Post (O.P)) توپخانے کو دشمن کے ٹارگٹ بتانے والا بلند مقام پر

کھڑا ہو کر اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

(30) انتظامی جنرل (Adjutant General) بری فوج کے جنرل سٹاف کا انتظامی آفیسر جو احکامات جاری کرتا ہے۔

(31) جوہری بم (Atom Bomb) تباہ کن جوہری بم۔

(32) امیر بحر (Admiral) بحریہ کا سربراہ۔

(33) فضائیہ کا انچارج آفیسر (Air Chief Marshal) فضائی فوج کا سربراہ۔

(34) تیرتے بحری ہوائی اڈے (Air Craft Carrier) ایسا بحری جہاز جن پر سے جنگی طیارے اڑائے اور اتارے جائیں

(35) ایئر مارشل (Air Marshal) فضائیہ کا اعلیٰ آفیسر

(36) علاقائی ہدف (Area Target) ایسا ہدف جو کسی علاقے پر مشتمل ہو۔

(37) علاقائی کنٹرول سنٹر (Area Control Centre) مخصوص علاقوں میں فضائی ٹریفک کو کنٹرول کے لیئے قائم مرکز۔

(38) علاقائی کمان (Area Command) مخصوص علاقے کو کنٹرول کرنے والی کمان

(39) شہری دفاع اے آر پی (Air Raid Precautions) فضائی حملے سے بچاؤ کے لیئے شہری دفاع کی تمام تدابیر۔

(40) خفیہ پیغام (ایس او ایس) (Save Our Souls) جنگ میں انتہائی خطرے میں گھرا پیغام، کہ ہماری جان بچاؤ۔

(41) ایک (Ace) پائلٹ کے ساتھ پانچ یا زیادہ ساتھی۔

(42) بارودی سرنگیں (Explosive Mines) دشمن کی نقل و حرکت کو روکنے کے لیئے بارودی آلات زمین میں دفن کرنا۔

(43) روشنی ڈھانپنا (Brown Out) اندرونی، بیرونی روشنیوں کی کرنوں کو پھیلنے سے روکنے کے لیئے کاغذ یا کپڑے سے ڈھانپنا۔

(44) برین گن (Bren Gun) مشین گن کی ترقی یافتہ شکل۔

(45) بکتر بند گاڑی (Armoured Car) فوجی گاڑی جس پر فولاد اس انداز میں چڑھا ہو کہ گولی اثر انداز نہ ہو سکے۔

(46) آخری تربیتی پریڈ (Passing Out Parade) کیڈٹس اور رنگروٹس کو اسناد دینے کے موقع پر ہونے والی آخری پریڈ۔

(47) چھاتہ (Parachute) ریشمی کپڑے سے بنی چھتری جسے جہاز سے کودنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(48) امتیازی نشان (Pip) فوجی آفیسر کے رینک کے نشانات۔

(49) متحرک آبی سرنگ (Tarpedo) ایسی آبی سرنگ جو ہر وقت متحرک رہ کر دشمن کی آبدوز یا بحری جہاز سے ٹکرا کر اسے نقصان پہنچائے۔

(50) تباہ کن جہاز (Destroyers) اسلحہ بردار جہاز جو دشمن کے جہازوں اور آبدوزوں کو تباہ کرتا ہے۔

(51) ہلکی بندوق (Tommy Gun) ایسی بندوق جس میں خود بخود گولیاں بھری جائیں۔

(52) وقت والا بم (Time Bomb) مقررہ وقت پر پھٹنے والا بم۔

(53) جارحیت (Aggression) کسی ملک پر توسیع بندی کی حکمت عملی کے تحت حملہ کرنا

(54) سپہ سالار (General) بری فوج کا انچارج۔

(55) جنگ بندی (Ceasefire) مکمل طور پر جنگ بند کرنا۔

(56) دفتر اعلیٰ فوجی کمان (General Head Quartns) بری فوج کے اعلیٰ افسران کے دفاتر کو جی ایچ کیو کہا جاتا ہے۔

(57) عام سٹاف کا اعلیٰ آفیسر (Chief of General Staff) بری فوج کے بڑے افسروں میں سے سٹاف آفیسر کے طور پر کام کرنے والا۔

(58) بری فوج کا سربراہ (Chief of Army Staff) پاکستان کی مسلح فوج کے سربراہ کے عہدہ کا نام بین الاقوامی طور پر بھی یہی اصطلاح مروج ہے۔

(59) مشترکہ سربراہی کمیٹی کا انچارج (Chairman Joint Chiefs of Staff Committee) مسلح افواج کی سربراہی کمیٹی کے اجلاس کی صدارات کرنے والا جنرل کا ہم مرتبہ آفیسر جو سب سے زیادہ سینئر جرنیل ہوگا۔

(60) چھاؤنی (Cantonment) فوجیوں کی رہائش کے لیئے بسایا گیا شہر۔

(61) دفاعی فنڈ (Defence Fund) دوران جنگ دفاعی اخراجات جمع کرنا۔

(62) دمدمہ (Bar Belte) اونچی جگہ توپ رکھی جائے۔

(63) دھوئیں کے بادل (Smoke Screen) پسپائی کے وقت دشمن کو دھوکہ دینے کے لیئے چھوڑے جانے والا دھواں۔

(64) راکٹ (Rocket) کشش ثقل کو ختم کرتا ہوا فضا میں بلند ہونے والا جہاز یا میزائل۔

(65) فضائی نقل و حرکت محسوس کرنے والا آلہ (Radar) دور دراز کی اشیا کا محل وقوع اور انکی نوعیت معلوم کرنے والا آلہ۔

(66) زرہ (Armour) چمڑے یا دھات کا بنا ہوا قدیم لباس۔

(67) سبوتاژ (Sabotage) خفیہ ذرائع سے نظم و نسق تباہ و برباد کرنا۔

(68) ساعت صفر (Zero Hour) وہ وقت جب فوجی کاروائیوں کا آغاز ہو۔

(69) فوجی آفیسروں کا تربیتی کالج (Staff College) ایسا ادارہ جہاں اعلیٰ فوجی آفیسروں کی تربیت کا اہتمام ہو۔

(70) اسکوارڈن (Squadron) فضائیہ کا ایک یونٹ جو ایک ہی قسم کے طیاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(71) آواز کا دھماکہ (Sonic Boom) وہ دھماکہ جو کسی طیارے کی رفتار کو آواز کی رفتار سے بڑھاتے وقت پیدا ہوتا ہے۔

(72) طیارہ شکن توپ (Anti Aircraft Gun) ایسی توپ جس سے دشمن کو مار گرایا جائے۔

(73) معائدہ عدم جارحیت (Non Aggression Pact) دو ممالک یا زائد ممالک کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے کا معاہدہ۔

(74) ایڈمرل کے جھنڈے والا جہاز (Flag Captain) ایسے جہاز کا کپتان جس پر ایڈمرل کا جھنڈا نصب ہو۔

(75) فوجی قافلہ (Convay) مسلح افواج کا دستہ جو نقل و حرکت کر رہا ہو۔

(76) فیلڈ مارشل (Field Marshal) بری فوج کا سب سے بڑا عہدیدار۔

(77) پابند کرنا (Curfew) خطرے کی حالت میں لوگوں کو گھروں میں پابند کرنا۔

(78) کروزر (Cruiser) ایسا جنگی جہاز جسے جلد حرکت میں لا کر جوڑا جا سکتا ہے۔

(79) کنٹرول لائن (Control Line) ایسا خط جو متنازعہ علاقوں میں جنگ بندی کے لئے استعمال کیا جائے۔

(80) کوارٹر ماسٹر جنرل (Quarter Master General) فوجیوں کے لیئے رہائش اور ساز و سامان کی سپلائی کرنے والے ادارے کا سربراہ۔

(81) کورٹ مارشل (Court Marshal) فوجی جرائم کے مرتکب افراد کو سزا دینے والی عدالت۔ جسکا سربراہ فوجی آفیسر ہوتا ہے۔

(82) کھلا شہر (Open City) ایسا شہر جہاں بین الاقوامی جنگی قوانین کے مطابق حملہ نہیں کیا جا سکتا۔

(83) کیڈٹ (Cadet) مسلح افواج کے زیر تربیت آفیسر۔

(84) کیڈٹ کالج (Cadet College) ایسی درس گاہ جہاں فوجی آفیسر تعلیم حاصل کریں۔

(85) اپنا آپ چھپانا (Camouflage) دشمن کے حملے سے بچاؤ کے لیئے اپنے آپ اور ساز و سامان کو محفوظ رکھنے کے لیئے انہیں ڈھانپنا۔

(86) گشت (Patrol) حفاظت کی غرض سے فوج کا گشت کرنا۔

(87) گوریلا جنگ (Guerilla Warfare) بے ترتیب لڑائی جس کے دوران اچانک دشمن پر حملہ کر کے فرار ہو جانا۔

(88) لازمی فوجی خدمت (Conscription) زمانہ جنگ میں فوج میں جبری بھرتی کرنا۔

(89) نقل مکانی نہ کرنا (Lenensrum) سرحدی آبادی کا نقل مکانی نہ کرنا۔

(90) لڑاکا طیارے (Fighter) دشمن کے خلاف استعمال ہونے والے جنگی جہاز۔

(91) چھوٹی توپ (Mortar Gun) ایسی توپ جو 45 درجے کی دوری پر گولہ پھینکے۔

(92) مارشل لاء (Martial Law) ہنگاموں اور مظاہروں پر قابو پانے یا حکومت سنبھالنے پر فوجی مارشل لاء نافذ کرتا ہے۔

(93) محدود یلغار (Limited of fensive) دشمن کے کچھ علاقہ پر قبضہ کرنا۔

(94) ملیشیا (Militia) غیر پیشہ ور سپاہ جنہیں بوقت ضرورت طلب کیا جائے۔

(95) موادکش آپریشن (Anti Material Operation) موادکش ہتھیاروں کا استعمال۔

(96) میزائل (Missile) ایسا ہتھیار جو طے شدہ طریقہ کے مطابق دشمن کے ہتھیاروں اور فوجی تنصیبات پر حملہ کے لیئے استعمال ہو۔

(97) اسلحہ خانہ (Magazine) ایسی جگہ جہاں اسلحہ ذخیرہ کیا جائے۔

(98) ناکہ بندی (Blockade) دوران جنگ دشمن کے کسی مقام کا محاصرہ کرنا۔

(99) نیپام بم (Napalm Bomb) ایسا بم جس کے گرنے سے آگ کے شعلے بھڑکیں۔

(100) وقت رسائی (Approach time) وہ وقت جب کوئی جہاز اترنے سے پہلے اپنا عمل مکمل کرے۔

(101) ہوائی میدان (Apron Airfield) وہ علاقہ جہاں سے جہازوں کو سازوں سامان اور اسلحہ فراہم کیا جائے۔

(102) ہنگامی حالت (Emergency) جب کسی ملک کو دوسرے ملک سے خطرہ درپیش ہو تو وہ حالات پر قابو پانے کے لیے نئے احکامات جاری کرے۔

(103) ہیلی کاپٹر (Helicopter) ایسا جہاز جسے جہاں چاہیں اتارا جا سکے۔

(104) لیفٹیننٹ جنرل (Lieutenant General) جرنیل سے چھوٹے مرتبے کا فوجی آفیسر۔

(105) میجر جنرل (Major General) ڈویژن فوجی دستے کی کمان کرنے والا اعلیٰ فوجی آفیسر۔

(106) لیفٹیننٹ کرنل (Lieutenant Colonel) یونٹ کا کمانڈ آفیسر

(107) صوبیدار میجر (Subedar Major) فوجی آفیسر جو نان کمیشنڈ آفیسرز کے درمیان رابطے کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

(108) مائع آبی سرنگ (Anti Amphibian Mine Field) دشمن کے آبی حملے کو روکنے کے لیے بیرون آب لگائی جانیوالی بارودی سرنگ۔

دنیا اور پاکستان میں پہلا کون؟

(1) روئے زمین پر پہلے انسان حضرت آدم علیہ سلام ہیں۔

(2) انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ سلام کو پہلا نبی مبعوث کیا۔

(3) روئے زمین پر پہلی عورت حضرت حوا علیہ سلام ہیں۔

(4) روئے زمین پر پہلا انسانی قتل ہابیل نے قابیل کو مار کر کیا۔

(5) اللہ تعالیٰ کے گھر کعبۃ اللہ کی پہلی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ سلام نے رکھی۔

(6) خدائی کا سب سے پہلا دعویٰ نمرود نے کیا۔

(7) پہلی آسمانی کتاب زبور ہے۔

(8) خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے حضرت داؤد علیہ سلام پہلے نبی ہیں جن پر آسمانی کتاب نازل ہوئی۔

(9) انسان کی پہلی خوراک گندم ہے۔

(10) پرندوں کی بولی سمجھنے والے پہلے اور آخری انسان حضرت سلیمان علیہ سلام ہیں۔

(11) دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کے بانی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(12) اسلامی ریاست کا پہلا غزوہ بدر کے مقام پر لڑا گیا۔

(13) اسلامی ریاست کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

(14) پہلے مسلمان نعت گو شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ ہیں۔

(15) اسلامی ریاست کا پہلا دارالخلافہ مدینۃ المنورہ ہے۔

(16) دنیا کا پہلا سکاؤٹ بیڈن پاول ہے۔

(17) پہلے اولمپک کھیلوں میں کھلاڑیوں کو زیتون کی شاخوں کے ہار بطور انعام دیئے گئے۔

(18) جدید اولمپکس میں پہلا انعام گولڈ میڈل ہے۔

(19) راکٹ بنانیوالا پہلا ملک جرمنی ہے۔

(20) خلا میں جانیوالا پہلا جاندار ایک "کتیا" ہے۔ کتیا کا نام لائیکا ہے۔

(21) خلا میں جانیوالا پہلا مرد اور انسان یوری گاگرین ہے۔

(22) خلا میں جانیوالی پہلی عورت ویلنٹینا تریشکووا ہے۔

(23) دنیا کا پہلا ڈاک ٹکٹ رولینڈ ہل نے تیار کیا۔

(24) ریڈ کراس کا بانی اور پہلا رضا کار ہنری دوناں ہے۔

(25) غلامی کا خاتمہ کرنیوالا پہلا ڈبلو ولبر فورس ہے۔

(26) شارٹ ہینڈ لکھنے والا پہلا انسان پٹ مین ہے۔

(27) دنیا کی پہلی نرس کا آغاز فلورنس نائٹ انگیل کو حاصل ہے۔

(28) ایٹم بم بنانے والا پہلا ملک ریاستہائے متحدہ امریکہ ہے۔

(29) ریاستہائے متحدہ امریکہ کا پہلا صدر جارج واشنگٹن ہے۔

(30) زمانہ قدیم اور جدید کی پہلی اولمپک کھیلوں کی میزبانی کا شرف ایتھنز (یونان) شہر کو حاصل ہے۔

(31) پہلے سرمائی اولمپکس کا میزبان شہر شمونکس (فرانس) ہے۔

(32) پہلے ایشیائی کھیلوں کا میزبان شہر نئی دہلی بھارت تھا۔

(33) پہلی سیف گیمز کا میزبان شہر کھٹمنڈو (نیپال) ہے۔

(34) خلا میں بھیجا جانیوالا پہلا مصنوعی سیارہ "سپوتنک" ہے۔

(35) خلا میں مصنوعی سیارہ روس نے مدار میں بھجوایا۔

(36) پہلی سارک سربراہ کانفرنس ڈھاکہ بنگلہ دیش میں ہوئی۔

(37) پہلا باضابطہ اخبار "ویکلی نیوز" برطانیہ ہے۔

(38) مسلمانوں کی پہلی یونیورسٹی جامعۃ الازھر قاہرہ (مصر) ہے۔

(39) کاغذ پر پہلا نوٹ بنک آف سویڈن نے چھاپا تھا۔

(40) پہلی سربراہی کانفرس رباط (مراکش) میں منعقد ہوئی۔

(41) چین کو تسلیم کرنے والا پہلا ملک پاکستان ہے۔

(42) پاکستان دنیا کا پہلا مسلمان ملک ہے جس نے ایٹم بم بنایا۔

(43) انٹار کٹیکا میں تحقیقی ٹیم بھیجنے والا پہلا مسلمان ملک پاکستان ہے۔

(44) دنیا کی پہلی اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان ہے۔

(45) پہلا فیکٹری ایکٹ برطانیہ میں نافذ ہوا۔

(46) پہلا جمہوری ملک برطانیہ ہے۔

(47) کاغذ تیار کرنے، لوہا پگھلانے والا پہلا ملک چین ہے۔

(48) ایٹم بم کا نشانہ بننے والا پہلا شہر ہیروشیما (جاپان) ہے۔

(49) عیسائیوں کا پہلا پوپ سائمن پیٹر تھا۔

(50) نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے پاکستانی ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔

(51) پہلا ریلوے اسٹیشن اور ریلوے لائن برطانیہ میں بچھائی گئی۔

(52) پہلا ہندوستانی مسلمان بادشاہ شہاب الدین غوری ہے۔

(53) کمرشل سیٹلائٹ کا آغاز کرنیوالا پہلا مسلمان ملک پاکستان ہے۔

(54) مریخ پر پہلا مصنوعی سیارہ امریکہ نے بھجوایا۔

(55) اردو کا پہلا اخبار جام جہاں نما کلکتہ سے شائع ہوا۔

(56) پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔

(57) اموی خلافت کے بانی حضرت امیر معاویہؓ ہیں۔

(58) ہندوستان کا پہلا مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر ہے۔

(59) منگولوں کو شکست دینے والی پہلی اسلامی سلطنت ہندوستان ہے۔

(60) لینن انعام حاصل کرنے والی پہلی پاکستانی شخصیت نامور شاعر فیض احمد فیض ہیں۔

(61) سوربون یونیورسٹی پیرس کی پہلی سائنس دان خاتون پروفیسر مادام کیوری تھیں۔

(62) پاکستان کی پہلی انجینئر خاتون آصفہ علیم تھیں۔

(63) مدر ٹریسا بھارت سے تعلق رکھنی والی پہلی خاتون شخصیت ہیں جنہیں نوبل امن ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(64) دنیا کی پہلی خاتون جس نے ڈاکٹریٹ (پی۔ایچ۔ڈی) کی ڈگری حاصل کی اٹلی کی ویلینا لکریزیا کورونا ویسکو پیا تھیں۔

(65) مسز بندرانائیکے سری لنکا کی وزیراعظم دنیا میں یہ منصب سنبھالنے والی پہلی خاتون ہیں۔

(66) بے نظیر بھٹو عالم اسلام کی پہلی خاتون وزیراعظم ہیں۔

(67) ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو دور جدید کی پہلے باپ بیٹی جنہوں نے پاکستان کی وزارت عظمی کا منصب سنبھالا۔

(68) چندریکا کمار راتنگا اور مسز بندرانائیکے دنیا کے پہلی ماں بیٹی جنہوں نے سری لنکا میں اقتدار سنبھالا

(69) جواہر لعل نہرو، اندرا گاندھی، راجیو گاندھی دنیا کے پہلے باپ بیٹی اور نواسہ جنہوں نے انتخاب میں کامیابی حاصل کر کے ہندوستان کی وزارت عظمی کا منصب سنبھالا۔

(70) بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے پہلے وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی ہیں۔

(71) پاکستان کا پہلا دارالخلافہ کراچی ہے۔

(72) آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے بانی صدر سر آغا خان تھے۔

(73) برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی پہلی یونیورسٹی علی گڑھ میں قائم کی گئی۔

(74) پاکستان کے پہلے وزیر دفاع خان لیاقت علی خان تھے۔

(75) پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان تھے۔

(76) پاکستان کے پہلے وزیر خزانہ خواجہ غلام محمد تھے۔

(77) پاکستان کے پہلے وزیر مواصلات سردار عبدالرب نشتر تھے۔

(78) پاکستان کے پہلے وزیر صنعت چوہدری نذیر احمد تھے۔

(79) پاکستان کے پہلے وزیر تجارت فضل الرحمان تھے۔

(80) پاکستان کے پہلے وزیر خوراک عبدالستار پیرزادہ تھے۔

(81) پاکستان کے پہلے وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل تھے۔

(82) پہلا کرکٹ ٹیسٹ میچ آسٹریلیا اور برطانیہ کے مابین کھیلا گیا۔

(83) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی پہلی خاتون صدر بھارتی خاتون وجے لکشمی پنڈت تھیں۔

(84) سب سے پہلی نوبل انعام یافتہ خاتون مادام کیوری تھیں۔

(85) پاکستان کی پہلی پائلٹ خاتون شکریہ خانم ہیں۔

(86) اسلامی ممالک میں خواتین کو ووٹ کا حق سب سے پہلے ترکی میں ملا۔

(87) مسز جی الانہ پہلی ہندوستانی عورت تھیں جنہیں پارلیمانی سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

(88) پاکستان کا پہلا ٹی وی اسٹیشن لاہور میں قائم ہوا۔

(89) پاکستان نے پہلا ایٹمی تجربہ 28 مئی 1998ء کو چاغی کے مقام پر کیا۔

(90) ہوائی جہاز کا بطور ہتھیار پہلا استعمال 1910ء میں ترکی اور اٹلی کے جنگ میں ہوا۔

(91) چاند پر قدم رکھنے والا پہلا انسان امریکی خلا باز نیل آرمسٹرانگ ہے۔

(92) بچوں کے لیے پہلا پارک ڈزنی لینڈ کیلی فورنیا امریکہ میں قائم کیا گیا۔

(93) پہلی چیمپنز ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ 1978ء منعقدہ لاہور کا فاتح پاکستان ہے۔

(94) ڈاکٹر عبدالقدیر خان معروف پاکستانی دنیا کے پہلے سائنس دان جنکی زندگی ہی میں کسی سائنسی لیبارٹری کا نام ان کے نام پر رکھا گیا۔

(95) قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی یونیورسٹی جامعہ کراچی قائم کی گئی۔

(96) دنیا کا بلند ترین ہوٹل شنگھائی چین میں واقع ہے۔ جن ماؤ ٹاور کی 88 منزلیں ہیں۔

(97) ایدھی ایمبولینس سروس پاکستان دنیا کی سب سے بڑی رضا کار سروس ہے۔ جس کا سالانہ بجٹ پانچ کروڑ ہے۔

(98) دنیا کا پہلا بھاری ترین عنصر ایلیمنٹ 114 ہے۔ اسکے اندر 114 پروٹان پائے جاتے ہیں۔

(99) شمسی توانائی کا سب سے بڑا پلانٹ ہارپر لیک سائٹ پلانٹ کیلیفورنیا امریکہ میں ہے۔

(100) برنز اینڈ نوبلی بک سٹور نیویارک دنیا کی سب سے بڑی کتابوں کی دوکان ہے۔ جسکی لمبائی 12 میل ہے۔

(101) دنیا کا سب سے طویل ساحل (243,798) کلومیٹر کینیڈا کا ہے۔

(102) دنیا کی سب سے لمبی دیوار عظیم دیوار چین ہے اس کی لمبائی 1500 میل ہے۔ 30 فٹ تا 32 فٹ چوڑی یہ دیوار واحد انسانی تعمیر ہے جو سطح چاند سے دیکھی جاسکتی ہے۔ اسکا شمار عجائبات عالم میں ہوتا ہے۔

(103) سکینڈ لیک پانٹ کارٹرین کا زولے نامی پل (38.422) میٹر طویل دنیا کا سب سے بڑا پل ہے۔ یہ پل امریکہ میں ہے۔

(104) دنیا کی سب سے بڑی بندرگاہ نیویارک امریکہ ہے۔

(105) دنیا کی سب سے بڑی مسجد شاہ فیصل اسلام آباد ہے۔ اس کے ہال میں 3 ہزار افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔

(106) دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان "چینی" ہے۔ ویٹی کن سٹی میں واقع چرچ ٹیرا سیلیکا کیتھولک دنیا کا سب سے بڑا گرجا گھر ہے۔

(107) سب سے زیادہ حروف تہجی (74) کمبوڈین زبان کے ہیں۔

(108) انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا دنیا کا سب سے بڑا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اسکی جلدوں کی تعداد 32 ہے۔

(109) روم کے پلینی دی ایلڈر نے 77 عیسوی میں نیچرل ہسٹری نامی دنیا کا پہلا انسائیکلو پیڈیا مرتب کیا تھا۔

(110) اے ٹیبل الفابیٹیکلی آف ہارڈ ورڈز انگریزی زبان کی پہلی لغت تھی۔

(111) دنیا کا سب سے بڑا فضائی حادثہ 27 مارچ 1977 کو اس وقت پیش آیا جب پین امریکن ایئر لائنز کا ایک طیارہ ہالینڈ میں گر کر تباہ ہوا۔ اس حادثے میں 583 افراد مارے گئے۔

(112) دنیا کا سب سے بڑا فضائی حملہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک امریکہ پر ہوا۔ اس حادثے میں دو امریکی طیارے ہائی جیکروں نے دنیا کی بلند و بالا عمارت سے ٹکرا دیئے۔ جس میں 6 ہزار سے زائد لوگ مارے گئے۔

(113) دنیا کی سب سے بڑی فوج چین کی ہے۔ جس میں 30 لاکھ افسر اور جوان خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

(114) ریاست ایری زونا امریکہ میں 'یم' کے مقام پر ہر لمحہ گھنٹوں میں 91 فیصد دھوپ پڑتی ہے۔

(115) کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں واقع سی این ٹاور دنیا کا بلند ترین ٹاور ہے۔ اس کی بلندی (1,816) فٹ ہے۔

(116) برازیل کا ناول نگار جوز کارلوس سب سے زیادہ کتابیں لکھنے والا شخص ہے۔ اسنے اپنی زندگی میں 1,036 ناول لکھے۔

(117) دمشق دنیا کا قدیم ترین شہر اور دارالحکومت ہے۔ اسکی بنیاد 2500 قبل مسیح میں رکھی گئی۔

(118) سب سے طویل بادشاہت کا ریکارڈ برما کے بادشاہ من ہی نے قائم کیا۔ وہ 1279 سے 1374 تک برسراقتدار رہے۔

(119) پاپا نیوگنی اور بھارت دنیا کے دو سب سے بڑے ممالک میں شمار ہوتے ہیں۔ جہاں مقامی بولیوں کی تعداد 850 سے زائد ہے۔

(120) دنیا کا پہلا ٹیسٹ ٹیوب بے بی لوئیس براؤن تھا جو 25 جون 1978 کو لنکا شائر انگلینڈ کے اولڈہیم ہسپتال میں پیدا ہوا تھا۔

(121) سال کا طویل ترین دن 22 جون ہوتا ہے۔

(122) سال کا مختصر ترین دن 22 دسمبر ہوتا ہے۔

(123) زیر زمین دنیا کی سب سے بڑی جھیل ڈریکن ہاک لاک نامی غار کے گریٹ فاؤنٹیشن نمیبیا میں واقع ہے۔ یہ زمین سے 66 میٹر نیچے ہے۔

(124) جل باؤسپین 450 فٹ لمبی 98 فٹ چوڑی گیلری دنیا کی سب سے بڑی میوزیم گیلری ہے۔

(125) نیلی وہیل مچھلی دنیا کا سب سے بڑا جانور ہے۔ جو سمندر میں پایا جاتا ہے۔ اسکا وزن 200 ٹن ہوتا ہے۔

(126) امریکہ کے سٹوری ماسگر یونانی خلاباز نے دنیا میں سب سے زیادہ خلائی سفر کیئے۔ انہوں نے 17 دنوں میں 15 گھنٹے اور 53 منٹ میں 7 ملین میل سے زائد سفر کیا۔

(127) جان گلین دنیا کا معمر ترین خلاباز ہے۔ اس نے 77 سال 103 دن کی عمر میں خلائی سفر کیا۔

(128) 2 مارچ 1999 تک میر خلائی اسٹیشن کے ذریعے زمین کے گرد 75000 چکر مکمل کیے گئے۔ زمین کے گرد چکر کاٹنے والا یہ دنیا کا سب سے بڑا خلائی اسٹیشن تھا۔

(129) امریکی تھامس ایڈیسن 1,093 ایجادات رجسٹرڈ کروانے والا عظیم موجد ہے۔

(130) چار سو قبل مسیح رومن سلطنت نے سب سے پہلے یورپ میں پتھریلی سڑکوں کی تعمیر کا آغاز کیا۔

(131) پاکستان سٹیٹ بینک کی پہلی خاتون گورنر ڈاکٹر شمشاد اختر ہیں۔

ارضیاتی ماحول

س:۔ گائیا (Gaia) نظریہ کیا ہے۔ اور یہ نظریہ کس سائنسدان نے پیش کیا تھا؟

ج:۔ گائیا نظریہ امریکی کیمیادان جیمز لولاک نے پیش کیا تھا۔ اس نظریہ کے مطابق کرۂ ارض پر موجود ہر شے جاندار ہے اور یہ تمام اشیاء ایک دوسرے کی زندگی کا لازمی جز اور بقاء کی ضمانت ہیں۔ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو صحتمند ماحول فراہم کرنا ہے تو پھر ہمیں قدرت کا پیدا کردہ توازن زندگی برقرار رکھنا ہوگا۔

س:۔ نظریہ گہرائی ارضیات (Deep ecology) سے کیا مراد ہے؟

ج:۔ کرۂ ارض پر موجود تمام جاندار انسان کے برابر حقوق کے مالک ہیں انسان ان کا حق دیتے ہوئے قدرت کے طے کردہ اصولوں میں مداخلت سے باز رہے۔

س:۔ کن ترقی یافتہ ممالک میں ماحول کے تحفظ کیلئے کام کرنیوالی تنظیموں کو سیاسی پذیرائی حاصل ہوئی ہے؟

ج:۔ جرمنی دنیا کا پہلا ملک ہے جہاں تحفظ ماحول کے نام پر باقاعدہ گرین پارٹی تشکیل دی گئی۔ گرین پارٹی کو جرمن پارلیمنٹ میں 42 نشستوں کی نمائندگی حاصل ہے۔ یورپی یونین کے 1989ء میں ہونیوالے الیکشن کے دوران برطانیہ کے 15 فیصد ووٹروں نے ایسے امیدواروں کو ووٹ دیا جنکا تعلق تحفظ ماحول کیلئے کام کرنیوالی تنظیموں سے تھا۔ اس کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور یورپ کے دیگر ممالک میں ایسی تنظیموں کو سیاسی میدان میں بے پناہ پذیرائی مل رہی ہے۔

س:۔ دنیا کے اس ملک کا نام بتایئے جو زمینداروں اور کسانوں کی روایتی طریقہ کاشت بروئے کار لانے پر مالی مدد کر رہا ہے؟

ج:۔ برطانیہ دنیا کا واحد ملک ہے جو نباتاتی کھادوں کی مدد سے کاشتکاری کرنیوالے کسانوں کی مالی مدد کرتا ہے۔

س:۔ امریکہ میں نامیاتی کھاد سے کاشتکاری دوبارہ کب شروع ہوئی تھی؟

ج:۔ امریکہ میں دوبارہ روایتی کاشت 1990ء میں شروع کی گئی مگر اس کے حوصلہ افزاء نتائج برآمد نہ ہو سکے۔

س:۔ باغبانی برائے جنگلی حیوانات (WILD LIFE) کے تصور نے کس ملک میں جنم لیا؟

ج:۔ امریکہ، لوگ اپنے گھروں کے اندر اور فارموں پر اس قسم کی باغبانی کر کے ان میں رہنے والے جانوروں اور آبی حیات کیلئے اس قسم کے پودے اگاتے ہیں جو انکی خوراک میں شامل ہیں۔

س:۔ کوڑا کرکٹ کی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ کیا ہے؟

ج:۔ اشیائے صرف کی پیکنگ 60 فیصد کوڑا کرکٹ پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اگر انسان پیکنگ کے روایتی طریقوں کے خاتموں پر انحصار کرے تو کوڑا کرکٹ کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقدار کم کی جا سکتی ہے۔

س:۔ ''صاف ہوا ہر انسان کا حق ہے'' اس معاہدے پر اقوام عالم نے کب دستخط کیئے؟

ج:۔ ہوائی آلودگی کے خاتمے کے لیئے پہلا عالمی معاہدہ 1980ء کے اوائل میں ہوا تھا۔ جس کے دوران حکومتوں نے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ وہ ایسے تمام کیمیائی اجزاء پر پابندی لگا دیں گی جن سے اوزون کو نقصان پہنچانے والی خطرناک

گیسیں خارج ہوتی ہیں۔

س:۔دنیا کے اس ملک کا نام بتایئے جس نے 1991ء میں فضائی آلودگی کے خاتمے کیلئے ہونیوالے عالمی معاہدہ کی توثیق سے انکار کیا تھا؟

ج:۔ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اِس معاہدہ کی توثیق سے انکار کیا تھا۔ حالانکہ امریکہ دنیا میں سب سے زیادہ فضائی آلودگی پھیلانے والا ملک ہے۔ امریکہ نے اِس معاہدہ کی توثیق سے انکار صنعت کاروں کے دباؤ پر کیا تھا۔ حکومت کے اس فیصلے پر امریکی عوام نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

س:۔دنیا کے ان دو شہروں کے نام بتایئے جہاں شہروں کے معروف ترین علاقوں میں گاڑیاں لانے پر پابندی عائد کرتے ہوئے ان علاقوں میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت مفت فراہم کی گئی؟

ج:۔پیرس (فرانس) بولوگنا (اٹلی)

س:۔دنیا کے کس شہر میں سب سے پہلے ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں پر پابندی عائد کی گئی تھی؟

ج:۔لاس اینجلس پہلا شہر ہے جسکی شہری حدود میں ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں پر پابندی عائد کی گئی تھی یہ پابندی 2007ء تک جاری رہیگی۔

س:۔درخت کاٹنے والے دنیا کے سب سے بڑے ملک کا نام بتایئے؟

ج:۔برطانیہ

س:۔دنیا کے اس ملک کا نام بتایئے جس نے ہر طالب علم پر لازم قرار دیا کہ وہ درخت لگانے کے علاوہ اسکی دیکھ بھال بھی کرے گا؟

ج:۔ویت نام۔ حکومت نے یہ پابندی ویت نام امریکہ جنگ کے دوران تباہ ہونے والے جنگلات کی دوبارہ افزائش کیلئے لگائی تھی۔ ماضی کی یہ پابندی اب ویتنامی قوم کی سب سے بڑی تحریک بن چکی ہے۔

س:۔دنیا کے اس ملک کا نام بتایئے جہاں رضا کاروں نے اپنی مدد آپ کے تحت دس ملین درخت کاشت کرنے کے بعد انکی مکمل دیکھ بھال کی اس تحریک کی بانی کا نام بھی بتایئے؟

ج:۔کینیا کی رہائشی خاتون ونگاری متھائی نے اکیلے یہ مہم شروع کی بعد ازاں مزید رضا کار اس مہم میں شامل ہوتے گئے یہ انفرادی سطح پر شجر کاری کی تاریخ کی سب سے بڑی مہم ہے۔

س:۔دنیا کے اس ملک کے نام بتایئے جس نے اشیا کے دوبارہ استعمال (Recycling) کا قانون بنایا؟

ج:۔جرمنی اس ملک میں 80 فیصد سے زائد اشیا کے دوبارہ استعمال کیلئے کمپنیاں واپس حاصل کر لیتی ہیں۔ ایسا کرنے سے جرمنی کے صنعت کاروں کو بجلی تیل کوئلہ خام مال اور دیگر وسائل کی مد میں 30 فیصد بچت ہوئی۔

س:۔اس ملک کا نام بتایئے جہاں مکانات کا درجہ حرارت نارمل رکھنے کیلئے عام توانائی سے دس فیصد زائد توانائی استعمال کرنے کا قانون بنایا گیا؟

ج:۔سویڈن

س:۔دنیا کے اس ملک کا نام بتایئے جسکی سپر مارکیٹ کی ایک چین نے صارفین کو پلاسٹک بیگ کے دوبارہ استعمال کے

عوض نقد ادائیگی کا سلسلہ شروع کیا؟

ج:۔برطانیہ' اس ملک کی سپر مارکیٹ کی ایک چین نے صارفین کو پرانے پلاسٹک بیگز استعمال کرنے کے عوض ادائیگی کر کے ایک سال میں 50 ملین بیگز کی بچت یقینی بنائی۔ نئے بیگوں کی مد میں جو بچت ہوئی وہ ناقابل یقین حد تک حیران کن ہے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں لیکن یہ حقیقت ہے کہ کمپنی کو دس لاکھ بیرل تیل کی رقم کے برابر بچت ہوئی۔

س:۔دنیا کے پہلے نیشنل پارک کا نام اور سال قیام بتایئے؟

ج:۔ییلوسٹون (Yellow Stone) امریکہ میں 1872ء میں قائم کیا گیا۔ رقبے کے لحاظ سے یہ آج بھی دنیا کا سب سے بڑا نیشنل پارک ہے۔

س:۔جنگلی حیات اور نباتاتی حیات کے حوالے سے کتنے مقامات عالمی ورثہ میں شامل ہیں؟

ج:۔افریقہ، برطانیہ، آسٹریلیا، امریکہ، اور براعظم ایشیا میں 90 سے زائد مقامات عالمی ورثہ میں شامل ہیں۔

س:۔ڈبلیو ڈبلیو ایف دنیا کے کن تین ممالک میں قدرتی ماحول کے تحفظ کیلئے وہاں کی حکومتوں کو ادائیگی کر رہی ہے تاکہ وہ اپنے زیر قبضہ علاقہ میں قدرتی ماحول کو نقصان نہ پہنچائیں؟

ج:۔ایکویڈور، فلپائن، اور مڈغاسکر دنیا کے تین ایسے ممالک ہیں جنہیں ڈبلیو ڈبلیو ایف تحفظ ماحول کے عوض نقد ادائیگی کر رہی ہے۔

س:۔براعظم انٹارکٹکا پر کتنے ریسرچ اسٹیشن قائم ہیں؟

ج:۔39

س:۔براعظم انٹارکٹکا میں تحقیقی کام کرنے والے ممالک کے درمیان سرد براعظم کے تحفظ کیلئے طے پانے والے معاہدے کی شرائط بتایئے؟

ج:۔اس معاہدہ کے تحت مختلف ممالک نے براعظم انٹارکٹکا کو (ورلڈ پارک) عالمی پارک کا درجہ دیتے ہوئے اس خطے میں کسی قسم کے تجربے، فاضل کیمیائی، صنعتی مواد یعنی کوڑا کرکٹ اور قدرتی ماحول کو نقصان پہنچانے والے کام اور تحقیق سے گریز کی پالیسی اپنائی۔ علاوہ ازیں براعظم سے معدنی وسائل مثلاً تیل کوئلہ گیس، سونا، دھاتیں اور دیگر اشیاء کے لیے کان کنی کی اجازت کسی ملک کو نہیں ہوگی۔ کان کنی پر پابندی صرف 50 سال کے لیے ہے۔ جسکی مدت کا آغاز 1991 میں ہوا تھا۔

س:۔کرۂ ارض پر موجود ان پودوں کی تعداد بتایئے جو انسانوں اور جانوروں کی خوراک کے کام آتے ہیں؟

ج:۔دریافت شدہ پودوں میں سے 75,000 پودے جانداروں کی خوراک ہیں۔

س:۔''بیجوں کا بینک'' تحفظ ماحول کے حوالے سے ایک نئی اصطلاح ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت کتنے ممالک میں بیجوں کے بینک (Seed Bank) قائم ہیں؟

ج:۔دنیا میں اس وقت 60 سے زائد ممالک میں پودوں کی اقسام کے تحفظ اور زرعی تحقیق کے لیے سیڈ بینک قائم ہیں۔

س:۔دنیا کا سب سے بڑا سیڈ بینک کس ملک میں ہے اور اس بینک میں چاول کی کتنی اقسام کے بیج پائے جاتے ہیں؟

ج:۔دنیا کا سب سے بڑا سیڈ بینک فلپائن میں کام کر رہا ہے اس ادارے نے چاولوں کی 60,000 ہزار اقسام کو ہمیشہ

کے لیے محفوظ کرلیا ہے۔

س:۔میکسیکو میں قائم سیڈ بنک میں گندم اور مکئی کی کتنی اقسام محفوظ ہیں؟

ج:۔میکسیکو کے سیڈ ریسرچ سنٹر اینڈ بینک میں گندم کی 12 ہزار اقسام اور مکئی کی 5 پانچ ہزار سے زائد اقسام کے بیج محفوظ ہیں۔جو دنیا کے مختلف ممالک سے اکٹھے کیے گئے ہیں۔

س:۔(Save-our-Seeds) ہمارے بیجوں کو بچایئے نامی تحریک کا آغاز کس ملک سے ہوا؟

ج:۔برطانیہ بعدازاں یہ تحریک جرمنی، فرانس اور دیگر یورپی ممالک پھیلتی چلی گئی۔

س:۔ساحل سمندر پر پائے جانیوالے پودوں کے تحفظ کیلئے سب سے پہلے کس ملک نے کام کا آغاز کیا؟

ج:۔برطانیہ،اس کام کا آغاز چند عام شہریوں نے کیا تھا۔جنکا مقصد خطے میں پائے جانیوالے تمام پودوں کی کاشت کو فروغ دینا تھا۔اس مقصد کیلئے انہوں نے نیشنل پلانٹ کلیکشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے۔

س:۔سائٹس (Convention on international Tarde in Endangered Speices) نامی بین الاقوامی معاہدہ کس سال طے پایا اور اس پر کتنے ممالک نے دستخط کیئے؟

ج:۔یہ معاہدہ 1973ء میں طے پایا اور دنیا کے 95 ممالک نے اس معاہدے پر دستخط کیئے۔

س:۔نیلی وہیل مچھلی کے شکار پر پابندی کب عائد کی گئی؟

ج:۔عالمی سطح پر یہ پابندی 1980ء میں لگائی گئی۔سب سے پہلے جاپان اور بعد ازاں روس نے سابقہ (U.S.S.R) نے رضاکارانہ طور پر پابندی قبول کی۔بعدازاں ایک معاہدہ کے ذریعے پوری دنیا کے ممالک نے وہیل کے شکار پر پابندی عائد کردی۔

س:۔دورجدید کی ترقی سے ناآشنا اور دوردراز کے جنگلوں میں رہائش پذیر انسانوں کی آبادی کتنی ہے؟

ج:۔ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں قبائلی افراد کی تعداد 210 ملین سے زائد ہے۔

س:۔قبائلی آبادی دنیا کے کن خطوں اور کتنے ممالک میں پائی جاتی ہے؟

ج:۔قبائلی انسان وسطی امریکہ، جنوبی امریکہ، جنوب مشرقی ایشیا، سکینڈے نیوین ممالک اور افریقہ کے 70 ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

س:۔کیا آپ اس ملک کا نام بتا سکتے ہیں جسکی حکومت نے سونے کی کان کنی صرف اس لیے بند کروادی کہ ایسا کرنے سے مقامی قبائلی زندگی تباہی سے دوچار ہوسکتی ہے؟

ج:۔اس ملک کا نام آسٹریلیا ہے۔جس نے کاکادو نیشنل پارک سے سونے کی تلاش کا کام اور کان کنی منع کردی کیونکہ حکومت محسوس کرچکی تھی کہ ایسا کرنے سے قبائلی معاشرت تباہ ہوسکتی ہے۔

ذرائع آمدورفت

س:۔دنیا کی سب سے پہلی بیل گاڑی کے آثار کس ملک سے دریافت ہوئے؟

ج:۔عراق کے موجودہ شہر اثریہ کے کھنڈرات سے ملنے والی گاڑی کا نمونہ دنیا کی سب سے قدیم گاڑی سمجھی جاتی ہے۔

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق پہلی بیل گاڑی 3500 قبل مسیح میں تیار کی گئی اثریہ میں سمیرین تہذیب کے آثار پائے جاتے ہیں۔

س:۔دنیا میں پہلی چھت والی بیل گاڑی کے آثار عراق کے کس مقبرے سے دریافت ہوئے تھے؟

ج:۔3000 قبل مسیح پرانی گاڑی کے آثار اثریہ کے علاقے میں واقع قدیم مقبرے ٹیپ گاوڑا (Tepegawra) سے دریافت ہوئے تھے۔اس مقبرے سے ایسے پہیوں کے آثار بھی دریافت ہوئے جنکے اردگرد تانبا منڈھا ہوا تھا۔علاوہ ازیں ان پہیوں کے اردگرد انتہائی خوبصورت انداز میں تصویریں کندہ ہیں۔ماہرین کے مطابق یہ پہیے 2500 قبل مسیح کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

س:۔اثریہ سے ملنے والے پہیے اور بیل گاڑیاں کس چیز سے بنائی گئی تھیں؟

ج:۔گاڑیاں اور ان کے پہیے اور لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔

س:۔دنیا کی پہلی بگھی کے آثار کہاں سے ملے تھے؟

ج:۔اثریہ کے مقام پر مختلف چیزوں پر بنی تصاویر سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم عراق کے لوگ بگھی کے تصور سے بخوبی آگاہ تھے اثریہ کے آثار میں جابجا ایسی تصویریں کندہ ہیں جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ گاڑی کے آگے چار گھوڑے بندھے ہیں جنہیں سوار دوڑا رہا ہے موجودہ دور میں بھی بگھی کی یہ شکل رائج ہے۔

س:۔ترقی یافتہ مصری تہذیب (دور فراعنہ) کے اہرام سے ملنے والی تصاویر میں کس قسم کی گھوڑا گاڑیاں نظر آتی ہیں؟

ج:۔1600 قبل مسیح کے دور سے تعلق رکھنے والی فراعینہ مصر کے اہرام سے ملنے والی تصاویر میں گھوڑا گاڑیوں پر سوار جوان جنگ میں شریک دکھائی دیتے ہیں جو تیر اندازی کررہے ہیں۔اس دور میں گھوڑا گاڑیوں کی اہمیت موجودہ دور کے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے کم نہیں تھی۔

س:۔1475 قبل مسیح کے دور سے تعلق رکھنے والی تصاویر میں پہیہ کی بناوٹ اور ساخت کا انداز کیا ہے؟

ج:۔تھیباس کے مقبرے سے ملنے والی تصاویر سے پتہ چلتا ہے کہ پہیہ چار حصوں، سرکل، درمیانی لکڑی، لکڑی کے ایکسل پر مشتمل تھا جس کے اردگرد چمڑا اور تانبہ منڈھا ہوا تھا۔

س:۔یونانی جنگوں کے دوران کس قسم کی بگھیاں استعمال کرتے تھے؟

ج:۔یونانیوں کا جنگی ہتھیار "گھوڑا گاڑی" دور کے بغیر نشستوں والے تانگے کی طرح ہے جس کے آگے تین گھوڑے جتے ہوتے تھے۔تصاویر کے مطابق یونانی تلوار باز اور تیر انداز اس پر کھڑے ہو کر دشمن سے جنگ کرتے تھے۔

س:۔یورپ میں سب سے پہلے سڑک اور پلوں کی تعمیر کا آغاز کس قوم اور حکومت نے کیا؟

ج:۔سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کا آغاز سب سے پہلے رومن قوم اور سلطنت نے کیا، رومن ایمپائر دنیا کی پہلی سلطنت ہے جس نے ذرائع مواصلات کی اہمیت وافادیت کو جانچ کر مواصلات کے نظام کو ایک مکمل ڈھانچہ کی صورت دی۔یہی وجہ ہے کہ یہ دنیا کی پہلی سلطنت ہے جسکی سرحدیں اپنے علاقے تک محدود نہ رہیں۔وہ اٹلی سے لیکر سپین اور برطانیہ تک جبکہ مشرق میں ملک فارس تک پھیل چکی تھیں۔رومنوں نے پہلی سڑک 312 قبل مسیح اپیہ کے راستے سرحدوں تک سڑک تعمیر کی تھی یہ سڑک 36 فٹ چوڑی اور 162 میل لمبی تھی۔سڑک کی تعمیر سے رومنوں کی تجارت اور معاشی حالت میں بے پناہ

تبدیلیاں آئیں۔اس سڑک پر گاڑیاں پانچ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی تھیں۔جبکہ سڑک کے ہر 37 میل کے بعد سرائے تعمیر کی گئی۔وقت کے ساتھ ساتھ رومنوں نے پورے یورپ میں آمدورفت کیلئے سڑکیں تعمیر کردیں۔

س:۔سڑکوں کے کنارے فاصلوں اور مقامات کی نشاندہی کرنیوالا پتھر (MILE STONE) نصب کرنے کا آغاز سب سے پہلے کس قوم نے کیا؟

ج:۔سڑکوں اور شاہرات کے کنارے فاصلوں اور مقامات کی نشاندہی کرنیوالے پتھروں کی تنصیب کے کام کا آغاز دنیا میں سب سے پہلے رومنوں نے کیا۔

س:۔رومن ایمپائر کے دور میں کس قسم کی گاڑیاں آمدورفت کیلئے استعمال ہوتی تھیں؟

ج:۔رومن ایمپائر کے دور میں لاتعداد اقسام کی گھوڑا گاڑیاں، بگھیاں، بیل گاڑیاں مال ڈھونے والی گاڑیاں اور ہاتھ کے ذریعے کھینچی جانیوالی گاڑیاں عموماً استعمال کی جاتی تھیں۔رومن دنیا کی پہلی قوم ہے جس نے دفاعی مقاصد کیلئے گاڑیاں بنائیں۔

س:۔براعظم ایشیا میں سب سے پہلے کس قوم نے سڑکوں، پلوں، اور عمارتوں کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا؟

ج:۔چینی قوم نے سب سے پہلے سڑکوں، پلوں، اور بلندوبالا عالیشان عمارتوں کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔اب تک ملنے والے شواہد کے مطابق سڑکوں کی تعمیر کے کام کا آغاز چینیوں نے رومنوں سے پہلے کیا تھا۔

س:۔ٹریفک قوانین سب سے پہلے کس قوم نے متعارف کروائے؟

ج:۔چین میں سب سے پہلے ٹریفک قوانین متعارف کروائے گئے۔جنکے مطابق گاڑیوں کی تیاری کے دوران وزن، تعمیر میں استعمال ہونیوالے سامان کے معیاری ہونے کا تعین، جانوروں کے لیئے چارہ کی فراہمی، سڑکوں پر سفر کرنیوالی گاڑیوں کا ایک دوسرے کو کراس کرنا اور سڑک پر چلتے ہوئے یا واپس موڑنے کیلئے مقامات یعنی جنکشن کی نشاندہی جیسے بنیادی اصول وضوابط نافذ کیے گئے تھے۔

س:۔برف اور کیچڑ پر پھسلنے والی گاڑیاں سب سے پہلے کس خطے میں بنائی گئیں؟

ج:۔روس، سیکنڈے، نیوین ممالک، آئرلینڈ اور ناروے جیسے ممالک میں برف پر پھسلنے والی گاڑیاں بنائی گئیں۔ان کی تعمیر کے اصل دور کے متعلق تاریخ سے کوئی اہم ثبوت میسر نہیں۔

س:۔دنیا میں سب سے پہلے مال بردار کشتی کس زمانے میں بنائی گئی؟

ج:۔تجارتی مقاصد کیلئے دنیا میں سب سے پہلی کشتی 850ء عیسوی میں بنائی گئی یہ کشتی مضبوط ہلکی لکڑی سے بنائی گئی تھی اس کشتی کے آثار 1903ء میں برطانیہ کے قریب سے ملے اس کشتی کے دو حصے تھے۔

(1) سامان کو بارش اور دھوپ سے بچانے کیلئے کشتی کے نیچے تہہ خانہ تعمیر کیا گیا تھا جبکہ اوپر والے حصہ میں مسافروں کے بیٹھنے اور ملاح کے چپو چلانے والی الگ جگہ تھی۔

س:۔جانوروں کے ذریعے سواری اور باربرداری کے کام کا آغاز کب ہوا؟

ج:۔اس حوالے سے تاریخ مکمل خاموش ہے کہ انسان نے کب اور کیسے جانوروں کو باربرداری کیلئے استعمال کیا۔ویسے دنیا میں سب سے قدیم ذریعہ باربرداری جانور ہی ہیں۔برصغیر پاک وہند میں گھوڑا اور ہاتھی امیروں کی سواری اور

جنگوں کے دوران ہراول دستے کا کردار کرتے تھے۔اسی طرح امریکہ، چین، منگولیا، افریقہ اور دیگر خطوں میں گھوڑا، گدھا، اونٹ، ہاتھی اور دوسرے جانور باربرداری کیلئے آج بھی استعمال ہوتے ہیں۔جبکہ برفانی علاقوں میں انسان برف پر پھسلنے والی گاڑی کے آگے کتوں کو باندھ کر سفر کرتے ہیں۔

س:۔سٹیم پاور کس دور میں دریافت ہوئی؟

ج:۔یونانیوں نے سب پہلے 130 قبل مسیح میں سٹیم پاور دریافت کی تھی۔

س:۔گاڑیوں کو کھینچنے والا سب سے پہلا انجن کب اور کس نے بنایا؟

ج:۔1780ء میں جیمز واٹ نے دنیا کا پہلا سٹیم انجن بنایا جو پہیوں والی گاڑیوں کو دھکیلنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

س:۔گن ناٹ سٹیم انجن کب اور کس قوم نے بنایا؟

ج:۔فرانسیسی فوجیوں نے 1770ء میں سٹیم انجن بنایا جو توپوں کو کھینچ کرلے جاتا تھا۔

س:۔1829ء میں جارج اسٹیفن سن نے کونسا انجن بنایا تھا؟

ج:۔جارج اسٹیفن سن نے 1829ء میں ریل انجن بنایا۔یہ انجن بھاپ کی طاقت سے چلتا تھا۔اس انجن میں کافی زیادہ سامان ڈھونے کی صلاحیت پائی جاتی تھی۔

س:۔سڑکوں پر بھاپ والے انجن سے تیار کردہ گاڑیاں سب سے پہلے کس ملک اور کس سن میں چلنا شروع ہوئیں؟

ج:۔بھاپ کے انجن والی پہلی گاڑی 183ء میں برطانیہ کے شہر گلوسسٹر شائر میں چلائی گئی تھی۔

س:۔شمالی امریکہ میں ریلوے لائن کس دور میں بچھائی گئی۔اور اس سے قبل ذرائع آمدورفت کیلئے شمالی امریکہ کے لوگ کونسی سواری استعمال کرتے تھے؟

ج:۔شمالی امریکہ میں پہلی ریلوے لائن 1869ء میں بچھائی گئی۔اس سے قبل یہ یہاں کی آبادی گھوڑا گاڑیوں کے ذریعے سفر کرتے تھے۔

س:۔پہلی کمرشل ٹرین کی فی گھنٹہ سپیڈ کتنی تھی؟

ج:۔بیس میل فی گھنٹہ۔

س:۔ملکہ وکٹوریہ نے کس سال ٹرین میں سفر کیا؟

ج:۔ملکہ وکٹوریہ نے 1842ء میں ٹرین کا سفر کیا۔

س:۔3 فٹ 6 انچ چوڑی ریلوے لائن سب سے پہلے کس ملک میں بچھائی گئی۔

ج:۔تسمانین (Tesmanian) گورنمنٹ نے 1892ء میں سب سے پہلے 3 فٹ 6 انچ چوڑی ریلوے لائن بچھائی تھی۔موجودہ دور میں ریلوے لائن کی یہی چوڑائی پوری دنیا میں رائج ہے۔

س:۔پاؤں کی طاقت سے چلنے والی پہلی مشین (بائیسکل) کب بنائی گئی؟

ج:۔1790ء میں دنیا کی پہلی بائیسکل بنائی گئی۔

س:۔1839ء میں سکاٹ لینڈ کے رہائشی میکملن نے کس قسم کی بائیسکل تیار کی تھی؟

ج:۔میکملن نے 1839ء میں پہلی بار ٹریڈل پر مشتمل سائیکل تیار کی۔لیکن اس سائیکل کی خامی یہ تھی کہ اسے چلانے والا

بڑے پہیہ کی وجہ سے آسانی محسوس نہ کرتا تھا۔

س:۔جدید ترین بائیسکل کس دور میں تیار کی گئی؟

ج:۔ہب' پیڈل' اور اگلے پہیے اور چین پر مشتمل پہلی بائیسکل 1885ء میں فرانسیسی کمپنی مچاکس (Michoox) نے بنائی تھی۔

س:۔پہلا موٹر سائیکل کب تیار ہوا؟

ج:۔فرانسیسی (Michoox) مچاکس برادرز نے سب سے پہلے سائیکل پر بھاپ سے چلنے والا انجن فٹ کیا تھا۔دنیا کا پہلا باضابطہ موٹر سائیکل مچاکس برادرز کا تیار کردہ ہے۔

س:۔1885ء میں لکڑی سے بنا موٹر سائیکل کس نے تیار کیا تھا؟

ج:۔گوٹ لب ڈیملر (Gottlib Diamler) نے سب سے پہلے لکڑی کا ڈھانچہ بنا کر موٹر سائیکل بنائی تھی۔اس نے پہلی بار گیس انجن موٹر سائیکل پر فٹ کیا تھا اسکا تعلق جرمنی سے تھا۔

س:۔1894ء میں جرمنی کے دو کاریگروں نے کونسا موٹر سائیکل تیار کیا تھا؟

ج:۔ہیلڈ برانڈ اور وولف ملر نے پہلی بار ڈبل سلنڈر موٹر سائیکل تیار کیا تھا جسکی رفتار 24 میل فی گھنٹہ سے زائد تھی۔یہ موٹر سائیکل اپنے دور کی کاروں سے بھی تیز تھی۔

س:۔چار سلنڈروں والا موٹر سائیکل کس ملک میں تیار کیا گیا؟

ج:۔چار سلنڈروں والا موٹر سائیکل پہلی بار بیلجیئم کی کمپنی ایف این نے تیار کیا جو دور حاضر کے موٹر سائیکلوں کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

س:۔پانچ سو سی سی طاقت والے انجن پر مشتمل پہلا موٹر سائیکل کس کمپنی نے تیار کیا تھا؟

ج:۔پانچ سو سی سی طاقت والا پہلا انجن مشہور عام آٹو موبائل کمپنی بی ایم ڈبلیو نے 1938ء میں تیار کیا تھا۔

س:۔تین پہیوں والی سیٹمر کار کب تیار کی گئی؟

ج:۔1858ء میں پہلی سیٹمر کار تیار کی گئی اس سیٹمر کا نام ریکٹ تھا۔

س:۔کارل بینز اور گال لب ڈیملر نے پہلی کار کب تیار کی؟

ج:۔کارل بینز نے پہلی کار 1885ء میں تیار کی۔جس کی پہلی نمائش انگلینڈ میں ہوئی۔کارل بینز کا تعلق جرمنی سے تھا۔ کارل بینز کی گاڑی تین پہیوں پر مشتمل تھی جو بھاپ اور بیٹری کی طاقت سے چلتی تھی جبکہ کاٹ لب ڈیملر کی گاڑی بینز کی گاڑی کی نسبت کہیں زیادہ آرام دہ اور سبک رفتاری سے چلنے والی گاڑی تھی۔

س:۔کاروں کی کم از کم رفتار کا قانون کس سال نافذ کیا گیا؟

ج:۔یہ قانون 1896ء میں فرانس' جرمنی اور برطانیہ میں نافذ ہوا۔زیادہ سے زیادہ رفتار 12 میل فی گھنٹہ مقرر کی گئی۔

س:۔ہنری فورڈ نے تجارتی مقاصد کیلئے پہلی کار کس سال تیار کی؟

ج:۔ہنری فورڈ نے پہلی تجارتی کار 1896ء میں امریکہ کے شہر ڈیٹرائیٹ میں تیار کی۔

س:۔دنیا کی پہلی انڈر گراؤنڈ ریلوے لائن کب اور کس شہر میں بچھائی گئی؟

ج:۔پہلی انڈر گراؤنڈ ریلوے لائن لندن ریلوے کے تحت شہری حدود میں بچھائی گئی۔اس ریلوے لائن پر ٹرینوں کی آمد و رفت 1863ء میں اسکی تکمیل کے بعد شروع ہوئی۔

س:۔بغیر ڈرائیور کے کمپیوٹرائزڈ کنٹرول ٹرین سب سے پہلے کس شہر میں چلائی گئی؟

ج:۔کمپیوٹرائزڈ کنٹرول بغیر ڈرائیور کے ٹرین 1976ء میں واشنگٹن شہر میں چلائی گئی۔

س:۔دنیا کی پہلی سیلف سٹارٹ (Self Start) گاڑی کب بنائی گئی؟

ج:۔کیڈلاک نامی کمپنی نے 1912ء دنیا کی پہلی سیلف سٹارٹ گاڑی تیار کی۔

س:۔پہلی سٹریٹ کار (ٹرام) کب تیار کی گئی؟

ج:۔پہلی سٹریٹ کار 1832ء میں ہارلیم شہر میں تیار کی گئی اسی شہر میں سٹریٹ کار نے مسافروں کو لانے لیجانے کا کام کمرشل بنیادوں پر شروع کیا۔

س:۔دنیا کی پہلی کار ریس کس ملک میں منعقد ہوئی؟

ج:۔1895ء میں دنیا کی پہلی کار ریس فرانس کے شہر پیرس سے براڈکس تک منعقد ہوئی۔اس ریس کے دوران گاڑیوں نے 750 میل کا فاصلہ 48 گھنٹوں میں طے کیا تھا۔

س:۔کار کا وزن ایک ٹن سے کم ہونا چاہیے یہ قانون کس سال نافذ ہوا؟

ج:۔یہ قانون 1902ء میں نافذ ہوا۔

س:۔200 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی پہلی گاڑی کس کمپنی نے بنائی؟

ج:۔جرمنی کے مشہور کار ساز ادارے مرسیڈیز بینز نے 1939ء میں بنائی۔

دیگر اہم عالمی معلومات

(1) خطہ ارض پر سرد ترین مقام براعظم انٹارکٹیکا کا ایک مقام ہے۔جہاں اوسط درجہ حرارت منفی 70 درجے فارن ہائیٹ ہوتا ہے۔لیکن یہاں کوئی انسان آباد نہیں۔

(2) روس کے شمالی علاقے سائبیریا کے مقام آئمکن پر انسان آباد ہے۔یہ مقام آبادی والا سرد ترین مقام ہے۔1964ء میں اس سرد ترین مقام کا درجہ حرارت منفی 96 درجے فارن ہائیٹ تھا۔

(3) ایتھوپیا کا مقام دلوں جو کہ صحرا اعظم میں واقع ہے دنیا کا گرم ترین مقام ہے اس علاقہ کا سالانہ اوسط درجہ حرارت 94 درجے فارن ہائیٹ ہے دنیا میں کسی اور مقام پر اسقدر اوسط درجہ حرارت نہیں ریکارڈ کیا جاسکا۔

(4) صحرائے اعظم افریقہ میں سارا سال مختلف اوقات کے دوران سورج کل وقت کا 97 فیصد چمکتا رہتا ہے۔

(5) چلی کے صحرا اٹیاکاما میں سالانہ ڈیڑھ انچ بارش ہوتی ہے یوں یہ دنیا کا خشک ترین مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔

(6) خلا میں تمام اشیاء کا وزن صفر ہو جاتا ہے۔

(7) صفر کو کسی بھی ہندسے سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب صفر آئیگا۔

(8) قدیم رومن تہذیب میں پہلے مہینے کو کیلنڈس کہا جاتا تھا اس لئے لفظ کیلنڈر وجود میں آیا۔

(9) تنہا نماز پڑھنے والے کو منفرد کہا جاتا ہے۔

(10) دنیا کے سات قدیم عجائبات میں سے اہرام مصر ابھی تک باقی ہیں۔

(11) سرونسٹن چرچل نے (Savorole) نامی ناول بھی لکھا تھا۔

(12) گراموفون ریکارڈ میں صرف ایک لکیر ہوتی ہے۔

(13) دنیا کے تمام سمندروں کی اوسط گہرائی دو میل ہے۔

(14) سکندریہ کا روشنی کا مینار اور رہوڈز کا مجسمہ سمندر کے کنارے ایستادہ تھے۔

(15) ممالیہ جانوروں میں سے اونٹ اور سور تیرنا نہیں جانتے۔

(16) سیارہ زہرہ اور عطارد کا کوئی چاند نہیں ہے۔

(17) فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم کے منہ میں پیدائش کے وقت 2 دانت موجود تھے۔

(18) خلافت بنو عباس کے دور میں بغداد' ہاشمیہ اور سامرا دارالخلافہ کے طور پر مرکز حکومت تھے۔

(19) لیتھیم دھات کا جوہری وزن تین ہے۔

(20) کٹل فش واحد جانور ہے جس کے تین دل ہیں۔

(21) جاپانی شاعری کی مشہور صنف ہائیکو کے صرف تین مصرے ہوتے ہیں۔

(22) یونان' برطانیہ' آسٹریلیا' اور سوئٹزر لینڈ کو عہد جدید کی تمام اولمپک کھیلوں میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔

(23) سورج کے بعد زمین سے قریب ترین سیارہ الفا سنوری ہے۔

(24) سرایڈمنڈ ہلیری نے تسخیر ماؤنٹ ایورسٹ کے بعد اسکی چوٹی پر نیپال' بھارت' برطانیہ' اور اقوام متحدہ کے پرچم نصب کیے۔

(25) مادے کی چار حالتیں' گیس' مائع' ٹھوس' اور پلازما ہیں۔

(26) دیکھنا' سننا' سونگھنا' چھونا' چکھنا کی انسانی حسوں کو حواس خمسہ کہا جاتا ہے۔

(27) دنیا میں سب سے بڑی دفتری بلڈنگ' پینٹاگون' امریکی وزارت دفاع کا دفتر ہے۔

(28) جاپان' اردن' اور سان مرینو کے قومی ترانے دنیا کے مختصر قومی ترانوں میں شمار ہوتے ہیں۔

(29) اولمپک پرچم میں پانچ دائرے پانچ براعظموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

(30) اولمپک پرچم کے پانچ دائرے سرخ' سبز' سیاہ' زرد اور نیلے رنگ کے ہیں۔

(31) ہر سکھ اپنے ہمراہ کنگھا' کیس' کڑا' کچھا' اور کرپان ضرور رکھتا ہے۔

(32) سیارہ عطارد' زہرہ' مریخ' مشتری' زحل کو بغیر دوربین کے دیکھا جا سکتا ہے۔

(33) پانی کی نسبت ہوا میں روشنی چھ گنا زیادہ رفتار سے سفر کرتی ہے۔

(34) آسٹریلیا کے پرچم پر چھ ستارے ہیں۔

(35) فرانس اور اٹلی میں عہدہ صدارت کی مدت سات سال ہے۔

(36) ابوظہبی' شارجہ' اومان' فجیرہ' ام القوائن' راس الخیمہ' اور دوبئی متحدہ عرب امارات کی سات ریاستیں ہیں۔

(37) اولمپک حلف کی روایت کا آغاز 1920ء کے اینٹورپ اولمپک سے ہوا۔

(38) رقبہ کے لحاظ سے اسلامی دنیا کا سب سے بڑا ملک قازقستان ہے۔

(39) سورج کی روشنی زمین تک ساڑھے آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے۔

(40) دن اور رات کے آٹھ پہر ہوتے ہیں۔

(41) چاند مکمل طلوع ہو تو اسکی روشنی آدھے چاند کی روشنی سے 9 گنا زیادہ ہوتی ہے۔

(42) جاپان دنیا کا واحد ملک ہے جو بچے کی عمر میں مادر حمل کے 9 ماہ بھی شمار کرتا ہے۔

(43) عالمی عدالت کے جج 9 سال کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔

(44) 10 ڈاؤننگ اسٹریٹ برطانوی وزیراعظم ہاؤس ہے۔

(45) زمین کے صرف گیارہ فیصد حصے پر کاشت کی جاتی ہے۔

(46) مشتری زمین سے گیارہ گنا بڑا سیارہ ہے۔

(47) ماؤنٹ ایورسٹ کو پہلی بار سر کرنے سے قبل اسے تسخیر کرنے کیلیے گیارہ کوہ پیما جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

(48) پہلے ایشیائی کھیلوں 1951ء منعقدہ دہلی میں شرکت کی۔

(49) اسکاؤٹنگ کے بارہ اصول ہیں۔

(50) انسانی بدن میں پسلیوں کے بارہ جوڑ ہوتے ہیں۔

(51) علم نجوم میں بارہ برج ہوتے ہیں۔

(52) عہد جدید کے پہلے اولمپکس منعقدہ ایتھنز میں 13 ممالک نے شرکت کی۔

(53) ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ میں تیرہویں منزل نہیں ہے۔

(54) امریکی پرچم میں 13 پٹیاں ہیں۔

(56) بھارت میں 14 زبانیں قومی سطح پر جانی پہچانی جاتی ہے۔

(57) انگریزی شاعری کی صنف سانیٹ میں 14 مصرعے ہوتے ہیں۔

(58) اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے ارکان کی تعداد پندرہ پانچ مستقل اور دس غیر مستقل ہوتی ہے۔

(59) فلپائن میں ووٹ ڈالنے کی کم از کم عمر 15 سال ہے۔

(60) کینیڈا کا ساحل 56543 میل لمبا ہے۔

(61) ابراہام لنکن امریکہ کے سولھویں صدر تھے۔

(62) معروف رومن بادشاہ نیرو سولہ برس کی عمر میں بادشاہ بنا۔

(63) سال 1960ء کو افریقہ کی آزادی کا سال کہا جاتا ہے۔

(64) اونٹ 17 دن تک پانی پیئے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔

(65) گھونگھا دنیا کا سب سے سست ترین جانور ہے۔

(66) انسان کھائے پیئے بغیر زیادہ سے زیادہ اٹھارہ دن زندہ رہ سکتا ہے۔

(67) پاکستان میں ووٹ ڈالنے کی کم از کم عمر 18 سال ہے۔

(68) 20 اگست 1920ء کو امریکہ میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق ملا۔

(69) سمندری پانی کا نقطہ انجماد 19 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے اس کی بنیادی وجہ پانی میں نمک کی زیادتی ہے۔

(70) مائیک ٹائی سن (ملک عبدالعزیز) دنیا کا کم عمر ترین باکسنگ عالمی چیمپئن بنا۔

(71) مجلس اقوام لیگ آف نیشنز کا آخری اجلاس 18 اپریل 1946ء کو ہوا۔

(72) محمد علی کلے سونی لسٹن کو شکست دیکر باکسنگ کے عالمی چیمپئن بنے۔

(73) عبرانی زبان 22 حروف تہجی پر مبنی ہے۔

(74) 22 فروری عالمی یوم اسکاوٹ ہے۔

(75) انٹرپول کے ابتدائی رکن ممالک کی تعداد 22 تھی۔

(76) زمین اپنے محور پر 23 درجے جھکی ہوئی ہے۔

(77) 23 اپریل 1616ء کو شیکسپیئر کا انتقال ہوا۔

(78) یونانی زبان کے 24 حروف تہجی ہیں۔

(79) انسان ایک منٹ میں 25 بار پلک جھپکتا ہے۔

(80) پہلی اسلامی سربراہی کانفرس منعقدہ رباط میں 25 ممالک نے شرکت کی۔

(81) پینگوئن نامی پرندہ قطب شمالی میں پایا جاتا ہے۔

(82) دنیا کے گرد پرواز کرنے والی خاتون کا نام ایمی جانس ہے۔

(83) غیروابستہ تحریک کی پہلی کانفرنس میں 26 ممالک نے شرکت کی۔

(84) 27 مکعب فٹ ایک مکعب گز کے برابر ہوتے ہیں۔

(85) انسانی ہاتھ میں 27 ہڈیاں ہوتی ہیں۔

(86) ابن بطوطہ نے 28 برس سیاحت کی۔

(87) دنیا کا سب سے بڑا جانور وہیل مچھلی ہے۔

(88) خشکی کا سب سے بڑا جانور ہاتھی ہے۔

(89) فٹ بال کے مشہور کھلاڑی پیلے نے ہزارواں گول 19 نومبر 1969ء کو سکور کیا۔

(90) لارڈ بیڈن پاول 1912ء میں چیف سکاؤٹ مقرر کیے گئے۔

(91) 7 دسمبر 1941ء جاپان نے پرل ہاربر پر حملہ کر کے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا۔

(92) دنیا میں سب سے زیادہ کافی سویڈن میں پی جاتی ہے۔

(93) بانس کا پودا دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والا پودا ہے۔

(94) قبل از مسیح فروری کے 30 دن ہوا کرتے تھے۔

(95) اگست کے مہینے کا نام رومی بادشاہ آگسٹس کے نام پر رکھا گیا۔

(96) سکندر اعظم کا انتقال 323 ق م میں ہوا۔

(97) پہلی عالمی جنگ کے خاتمے کے معاہدہ پر 32 ممالک نے دستخط کیے۔

(98) امریکی صدر روز ویلٹ نے 12 سال حکومت کی۔ تین بار صدر منتخب ہونے کا اعزاز صرف انہیں حاصل ہے۔

(99) 32 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی ہوا کو آندھی کہا جاتا ہے۔

(100) انسان کے منہ میں 32 دانت ہوتے ہیں۔

(101) چمگادڑ اڑنے والا دنیا کا واحد ممالیہ جانور ہے۔

(102) ڈبل روٹی کے سلائس میں 33 فیصد پانی ہوتا ہے۔

(103) بحر اوقیانوس پر تنہا پرواز 20 مئی کو چارلس لنڈ برگ نے کی۔

(104) دریائے ڈینیوب یورپ کے آٹھ ممالک میں سے گزرتا ہے۔

(105) نظام شمسی میں کل 34 چاند ہیں۔

(106) والٹ ڈزنی نے مشہور عالم کردار مکی ماؤس تخلیق کیا۔

(107) ڈزنی لینڈ والٹ ڈزنی کے نام پر قائم ہوا۔

(108) ترکی اور روس دو ایسے ممالک ہیں جو براعظم ایشیا اور یورپ دونوں میں شامل ہیں۔

(109) صحت مند انسانی جسم کا درجہ حرارت 36.9 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔

(110) جرمن نازی لیڈر ہٹلر کی سوانح عمری کا نام (مین کیمف) ہے۔

(111) جانداروں میں سب سے اونچا جانور زرافہ ہے۔

(112) 38 سینٹی گریڈ 100 فارن ہائیٹ کے برابر ہوتا ہے۔

(113) دنیا کی سب سے مختصر جنگ 27 اگست 1896ء کو برطانیہ اور زنجبار کے درمیان ہوئی۔ یہ جنگ صرف 38 منٹ جاری رہی۔

(114) پارہ 39 درجے سینٹی گریڈ پر ٹھوس حالت اختیار کر لیتا ہے۔

(115) عیسائیت کے پیروکار چالیس روزے رکھتے ہیں۔

(116) گھوڑے کے منہ میں چالیس دانت ہوتے ہیں۔

(117) ایک عام آدمی رات میں اوسطاً 42 مرتبہ کروٹ لیتا ہے۔

(118) شتر مرغ 45 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے لیکن اڑ نہیں سکتا۔

(119) زمین سے چاند کا 41 فیصد حصہ کبھی نظر نہیں آتا۔

(120) کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ کولمبس ہسپانوی تھا۔

(121) برطانوی جہاز راں کیپٹن جیمز کک نے آسٹریلیا دریافت کیا۔

(122) کنگرو آسٹریلیا کا مشہور جانور ہے۔

(123) کیوی نامی پرندہ نیوزی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔

(124) آسٹریلیا کینیڈا اور نیوزی لینڈ کی آئینی سربراہ ملکہ برطانیہ ہے۔

(125) کتے کے منہ میں 42 دانت ہوتے ہیں۔

(126) مشہور اسکاؤٹ سیاح ڈیوڈ لانگ نے وکٹوریہ آبشار کو دریافت کیا۔

(127) ایڈورڈ ہشتم نے محبوبہ کی خاطر تاج برطانیہ 42 سال کی عمر میں ٹھکرا دیا۔

(128) صحرائے اعظم کا دن کے وقت اوسط درجہ حرارت 43 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔

(129) سب سے بھاری دھات ریڈیم ہے۔

(130) پشتو زبان کے 43 حروف تہجی ہے۔

(131) مشہور انگریزی شاعر جان ملٹن نابینا ہو گیا تھا۔

(132) جنگِ عظیم دوئم کے دوران امریکہ اور جاپان 44 ماہ برسرپیکار رہے۔

(133) عظیم فرانسیسی فاتح نپولین بوناپارٹ نے جنگ واٹرلو میں شکست کھائی۔

(134) گیلیلیو نے دنیا کی پہلی دوربین 1609ء میں بنائی۔

(135) ایک سے نو تک کا مجموعہ 45 ہوتا ہے۔

(136) دنیا کے 46 فیصد افراد کے خون کا گروپ او ہے۔

(137) جنرل فرانکو نے سپین کی خانہ جنگی کے بعد 1939ء میں تخت سنبھالا۔

(138) مادام میری کیوری کے خاوند پیری کیوری (نوبل انعام یافتہ) روڈ ایکسیڈینٹ میں ہلاک ہوئے۔

(139) بحیرہ مردار کی لمبائی 47 میل ہے۔

(140) مشہور انگریز ڈرامہ نگار جارج برنارڈ شا نے 47 ڈرامے لکھے تھے۔

(141) الیگزینڈر فلیمنگ نے 1928ء میں پنسلین دریافت کی۔

(142) 26 ویں امریکی صدر روزویلٹ نے امن کا نوبل انعام جیتا تھا۔

(143) جاپانی دارالخلافہ ٹوکیو میں 50 ہزار فیکٹریاں ہیں۔

(144) ٹوکیو میں 290 یونیورسٹیاں ہیں۔

(145) پہلی خلاباز خاتون ویلنٹینا تریشکووا نے خلاء میں 48 چکر لگائے۔

(146) گٹن برگ نے 1455ء میں پہلا چھاپہ خانہ ایجاد کیا۔

(147) دنیا کے پہلے چھاپے پر سب سے پہلے بائبل چھاپی گئی۔

(148) سنسکرت کے 49 حروف تہجی ہیں۔

(149) دوسری جنگ عظیم میں 49 اتحادیوں نے 11 ممالک کا مقابلہ کیا۔

(150) روس کا لینن انعام انقلاب روس کے بانی لینن کا نام پر جاری ہوا۔

(151) سان فرانسسکو کانفرنس میں 56 ممالک نے شرکت کرتے ہوئے اقوام متحدہ تشکیل دی۔

(152) ہنری سوئم، ایڈورڈ سوئم، جارج سوئم اور ملکہ وکٹوریہ، ملکہ ایلزبتھ دوئم نے پچاس سال سے زائد عرصہ تک برطانیہ پر

حکومت کی۔

(153) چارلس ڈارون نے 24 نومبر 1859ء کو اپنی کتاب "اصل انواع" شائع کی۔

(154) چیونٹی اپنے وزن سے اکیس گنا زیادہ وزن اٹھا سکتی ہے۔

(155) بجلی کے دمدار ستارے کی رفتار روشنی کی رفتار کی نسبت 50 گنا زیادہ ہے۔

(156) برصغیر کی پہلی بولنے والی فلم عالم آرا تھی۔

(157) نپولین بوناپارٹ 51 سال کی عمر میں فوت ہوا۔

(158) اب تک 262 افراد کیتھولک عیسائیوں کے پوپ بن چکے ہیں۔

(159) اہرام مصر میں سب سے بڑا اہرام "خوفو" نامی فرعون کا ہے۔

(160) سال میں 52 ہفتے ہوتے ہیں۔

(161) سال میں 4 ماہ ایسے ہوتے ہیں جن میں 5 جمعے ہوتے ہیں۔

(162) تاش دنیا کا مقبول ترین کھیل ہے۔

(163) ایران کے طلبہ نے 1979ء سے لیکر 1987ء تک 52 امریکیوں کو یرغمال بنائے رکھا۔

(164) بیسویں صدی کے آغاز پر دنیا میں آزاد ممالک کی تعداد 53 تھی۔

(165) دنیا کے 53 دریاؤں کی لمبائی 1000 میل سے زائد ہے۔

(166) مصطفیٰ کمال پاشا کو اتاترک (ترکوں کا باپ) کا خطاب 1934ء میں ملا۔

(167) انقلاب روس کا بانی اور سوویت یونین کے پہلے صدر لینن 21 جنوری 1924ء کو فوت ہوئے۔

(168) 100 کلومیٹر 54 بحری میل کے برابر ہوتے ہیں۔

(169) سابق امریکی صدر رونالڈ ریگن نے 54 فلموں میں کام کیا تھا۔

(170) آئمہ اربعین میں سب سے کم عمر حضرت امام شافعیؒ نے پائی۔

(171) دنیا کا پہلا ایٹمی بجلی گھر 27 جون 1954ء کو ماسکو کے قریب قائم کیا۔

(172) کرسٹوفر کولمبس 20 مئی 1506ء کو فوت ہوا۔

(173) ماؤزے تنگ آزاد عوامی جمہوریہ چین کے پہلے صدر تھے۔

(174) پیسا روم کا مشہور مینار 55 میٹر بلند ہے۔

(175) امریکہ کے آئین پر 13 ریاستوں نے دستخط کئے تھے۔

(176) پاکستان 30 ستمبر 1947ء کو اقوام متحدہ کا 56 واں رکن بنا۔

(177) معروف مسلمان سائنسدان و ماہر طب بوعلی سینا 1037ء میں فوت ہوئے۔

(178) اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈاگ ہیمر سولڈ کو بعد از مرگ نوبل انعام دیا گیا۔

(179) مشہور باکسر محمد علی نے 57 بین الاقوامی مقابلے جیتے تھے۔

(180) سابق سوویت یونین کے صدر لیونڈ برژنیف اٹھارہ برس برسر اقتدار رہے۔

(181) ٹیلی ویژن کے موجد جان لوگی بیرڈ 1946ء میں فوت ہوئے۔

(182) مرغی کے انڈے میں 58 فیصد زردی ہوتی ہے۔

(183) 13 ستمبر 1922ء کو لیبیا کے مقام عزیزیہ پر 58 درجے ڈگری سینٹی گریڈ گرمی پڑی جو آج تک عالمی ریکارڈ ہے۔

(184) 1896ء میں لندن سے برمنگھم تک پہلی موٹر کار ریس ہوئی۔

(185) سوئے ہوئے انسانی نبض کی رفتار 59 فی منٹ ہوتی ہے۔

(186) زمین سے چاند کا صرف 59 فیصد دیکھا جا سکتا ہے۔

(187) ہوائی جہاز کے ایجاد کے پہلے دن رائٹ برادران نے اسے چار مرتبہ اڑایا۔

(188) برطانوی شاہ جارج سوئم اپنے 59 سالہ دور اقتدار میں ایک مرتبہ بھی ملک سے باہر نہیں گیا۔

(189) سیارہ نیپچون زمین سے 60 گناہ بڑا ہے۔

(190) انسانی جسم میں فاسفورس کی اتنی مقدار ہوتی ہے کہ اس سے 60 ماچس کی ڈبیاں تیار ہو سکتی ہیں۔

(191) فاطمی خلیفہ مصر المستعصر باللہ 60 سال برسر اقتدار ہے۔

(192) انسانی جسم میں 61 فیصد حصہ پانی کا ہے۔

(193) رچرڈ نکسن امریکی صدر واٹر گیٹ سکینڈل کے بعد 1974ء میں مستعفی ہوئے۔

(194) برطانیہ کی آئینی دستاویز میگنا کارٹا کی 61 دفعات ہیں۔

(195) فارسی شاعر حافظ شیرازی کا انتقال 1388ء میں ہوا۔

(196) روس میں 66 فیصد آبادی شہروں میں آباد ہے۔

(197) 6 اکتوبر 1981ء انور السادات مصری کو گولی ماری گئی۔

(198) انور سادات نے امریکی دباؤ کے تحت اسرائیل کو تسلیم کر لیا تھا۔

(199) معروف یونانی فلاسفر ارسطو کا انتقال 322 ق م میں ہوا۔

(200) چیتا دنیا کا تیز رفتار جانور ہے جو 60 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔

(201) جنگ عظیم اول کے آغاز کے وقت برطانوی فضائیہ کے 63 طیارے تھے۔

(202) بریل سسٹم میں 63 نقطے حروف تہجی بناتے ہیں۔

(203) شطرنج کے 64 خانے ہوتے ہیں۔

(204) مشہور اشتراکی دانشور کارل مارکس 1833ء میں فوت ہوا۔

(205) اس وقت دنیا میں 64 رسم الخط رائج ہے۔

(206) روس میں ہونیوالے 1980 اولمپکس کھیلوں کے بائیکاٹ کی وجہ یہ تھی کہ سوویت یونین نے افغانستان پر قبضہ کر لیا تھا جس پر 65 ممالک نے احتجاجاً بائیکاٹ کیا۔

(207) زمین کے بالائی حصہ میں 65 فیصد ریت ہوتی ہے۔

(208) معذور بچوں کے کھیلوں کو سپیشل اولمپکس کہا جاتا ہے۔

(209) معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کے نظام کو سپیشل ایجوکیشن کہا جاتا ہے۔

(210) 8 بڑے صنعتی ممالک کے گروپ کو جی ایٹ کہا جاتا ہے۔

(211) جی ایٹ میں امریکہ، جاپان، جرمنی، برطانیہ، فرانس، کینیڈا، اٹلی اور روس شامل ہیں۔

عالمی زبانیں

دنیا میں 6 ارب سے زائد انسان مختلف زبانیں اور بولیاں بولتے ہیں۔ زبان انسانی تاریخ کے تحفظ اور لین دین کے معاملات طے کرنے کا سب کے بڑا ذریعہ ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانیوالی زبان چینی سب سے زیادہ پڑھی اور لکھی جانیوالی زبان انگلش ہے۔ جبکہ تیسرے نمبر پر سنسکرت اور عربی کی کوکھ سے جنم والی زبان اردو یا ہندی ہے۔ انگلش زبان کے پھیلاؤ اور عالمی زبان کا درجہ حاصل کرنے کی وجہ انگریزوں کی دنیا کے اکثر خطوں پر حکمرانی ہے۔ انگلش بنیادی طور پر جرمن نسل کی زبان ہے۔ اس طرح عربی مشرقی وسطیٰ اور افریقی ممالک میں بولی اور سمجھی جانیوالی زبان ہے۔ اس زبان کی کوکھ سے جنم لینے والی کئی زبانیں دنیا میں پائی جاتی ہے۔ ہر زبان کا تعلق کسی نہ کسی دوسری زبان سے لازماً ہے۔ جسے ماہرین لسانیات ہندی یورپی زبانوں کا خاندان (Indo Euorpean Language Family) کہتے ہیں۔

اسی خاندان کی دو بڑی زبانوں یورپین اور سنسکرت (ہندی) سے دنیا کی اکثر زبانوں نے جنم لیا ماسوائے عربی کے۔ عربی دنیا کی واحد زبان ہے جو کسی دوسری زبان سے متاثر نہیں بلکہ اسنے اقوام عالم کی کم و بیش تمام زبانوں کو براہ راست متاثر کیا ہے۔ یورپ اور امریکہ سے تعلق رکھنے والے ماہرین لسانیات کے بقول انڈو یورپین لنگویج فیملی سے 9 بڑی زبانوں نے جنم لیا جن کی آگے ایک نہیں سینکڑوں ذیلی زبانیں ہیں۔

ہندی یورپین زبانیں

ذیلی زبانیں:۔

سنسکرت، ایرانی، جرمن، آرمینائی، البانوی، سیلٹک، بالٹک، سیلوک، رومن،

سنسکرت کی ذیلی زبانیں:۔

بنگالی، ہندی، اردو، سنہالی، تامل۔

نوٹ:۔ سنسکرت کی کوکھ سے دنیا کی سب سے زیادہ زبانوں نے جنم لیا ہے انکی تعداد 8 ہزار سے زائد ہے اور یہ تمام زبانیں برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں بولی جاتی ہیں۔

ایرانی کی ذیلی زبانیں:۔

فارسی، پشتو۔

جرمن کی ذیلی زبانیں:۔

ڈینش' ولندیزی' انگلش' جرمن' آئس لینڈک' نارویجن' سویڈش۔

یلٹک کی ذیلی زبانیں

جیلک' آئرش' ویلش۔

بالٹک کی ذیلی زبانیں:۔

لیتھوئین' لٹوین۔

سلوک کی ذیلی زبانیں :۔

چیک ہنگرین' پولش' رشین' یوکرائنی۔

رومن کی ذیلی زبانیں:۔

فرانسیسی' اطالوی' ہسپانوی' پرتگیزی' رومن۔

دنیا کے دیگر مذاہب

عیسائیت

حضرت عیسیٰ علیہ سلام اور انجیل (الہامی کتاب) کے ماننے والے عیسائی کہلاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کنواری حضرت مریم علیہ سلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جنکی پارسائی کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ عیسائیت خدا کی واحدانیت پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ انجیل اصل صورت میں ناپید ہو چکی ہے۔ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو مصلوب کر دیا گیا تھا۔ جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا ہے۔ جو حضرت مہدی اور فتنہ دجال کے ظہور کے بعد دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ عیسائیت کے پیروکار دو بڑے فرقوں میں کیتھولک جنکا راہنما پوپ' کہلاتا ہے اور پروٹیسٹنٹ میں تقسیم ہیں۔ یورپ' شمالی امریکہ' جنوبی امریکہ' افریقہ اور ایشیاء میں کئی عیسائی سلطنتیں ہیں۔ پیروکاروں کی تعداد کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ عیسائیوں کی عبادت گاہ کو چرچ ''گرجا گھر'' کہا جاتا ہے۔

یہودیت

قدیم ترین الہامی مذہب ہے۔ یہودی ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ اسے ہزاروں سال قبل حضرت موسیٰ علیہ سلام کی نبوت کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا گیا۔ دوسری الہامی کتاب تورات یہودیوں پر نازل کی گئی۔ تورات' قوانین زندگی' روایات اور عقائد کا مجموعہ ہے۔ تورات بھی اپنی اصل حالت میں ناپید ہو چکی ہے۔ یہودیوں کے مذہبی راہنما کو ''ربی'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ عبادت گاہ کو ہیکل' کہا جاتا ہے۔ گو دنیا میں یہودی بہت کم ہیں لیکن اپنے معاشی اثر ورسوخ کی وجہ سے عالمی سیاست میں اہم طاقت تصور کیئے جاتے ہیں۔ اسرائیل دنیا کی واحد یہودی ریاست ہے۔ یہودیت کے تین بڑے فرقے درج ذیل ہیں۔

(1) آرتھوڈوکس (2) قدامت پرست (3) اصلاح پسند

بدھ مت

بدھ مت برصغیر پاک وہند میں جنم لینے والا مذہب ہے۔ بنیادی طور پر بدھ مت ہندومت کی تعلیمات کا ردعمل ہے۔ بدھ مت برابری' انسانی احترام' ذات پات سے بالاتر اور سب سے بڑھ کر یہ کم واحدانیت کے تصور کا قائل ہے۔ بدھ مت کے بانی مہاتما گوتم بدھ تھے جو نیپال کے ایک علاقہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بنارس میں اس مذہب کی بنیاد رکھی۔ ان کی تعلیمات کا سب سے اہم فلسفہ عدم تشدد ہے۔ جبکہ بدھ مت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روح تغیر پذیر ہے۔ بدھ مت اپنے پیروکاروں کو سچائی' حلال روزی کمانے' کی تعلیم دیتا ہے۔ بدھ مت کے دو بڑے فرقے ہنائنا اور مہائنا ہیں۔ بدھ مت کی عبادت گاہ کو پگوڈا کہتے ہیں۔

ہندومت

ہندومت برصغیر پاک وہند میں پروان چڑھنے والا مقامی مذہب ہے۔ اس کے پیروکاروں کی تعداد نیپال' بھارت' سری لنکا' پاکستان' بنگلہ دیش اور بھوٹان میں پائی جاتی ہے۔

ہندومت کے بانی کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔ رگ وید ہندوؤں کی مقدس کتاب ہے۔ اس کے پیروکار بے شمار دیوتاؤں اور دیویوں کو مانتے ہیں۔ ہندوؤں کا سب سے اہم عقیدہ آواگون ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روحوں کی تعداد محدود ہے۔ بھگوان نئی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ ہر روح کو خدا نے گناہ کی وجہ سے آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے۔ اس لیے وہ بار بار جنم لیتی ہے۔ وید' بھگوت گیتا' رامائن' مہابھارت ہندوؤں کی مقدس کتابیں ہیں۔ پیروکاروں کی تعداد کے لحاظ سے یہ دنیا کا چوتھا بڑا مذہب ہے۔ ہندومت کے پیروکار ذات پات کی تقسیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی چار بڑی ذاتیں ہیں۔ (۱) برہمن (۲) کھشتری (۳) ویش (۴) شودر۔

برہمن مذہبی راہنما جبکہ کھشتری حکومتی امور سرانجام دیتے ہیں۔ جبکہ ویش اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔ شودر ہندو مذہب کا سب سے نچلا ہوا طبقہ ہے شودر کا کام صرف اور صرف اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی خدمت کرنا ہے۔ ہندوؤں کی عبادت گاہ کو مندر کہا جاتا ہے۔

بہائی مذہب

قرآن پاک اور عہد نامہ قدیم کی تعلیمات کو باہم ملا کر نئے بہائی مذہب کی بنیاد انیسویں صدی میں ایران میں رکھی گئی بہاء اللہ نامی شخص اس مذہب کا بانی ہے بہائیوں کا کوئی گروہ یا لیڈر نہیں ہوتا۔ ان کے تمام مذہبی امور ایک کمیٹی سرانجام دیتی ہے۔ جسکا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے۔ بہائی مذہب بنیادی طور پر تمام مذاہب کو تسلیم کرتا ہے۔ بہائی مذہب عبادت گاہ کو بہائی مرکز کہا جاتا ہے۔

سکھ مت

سکھ مذہب کے بانی بابا گورونانک رینالہ خورد ضلع شیخوپورہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ سکھ مذہب برصغیر پاک

دہند میں مذہب اسلام اور ہندو کی کش مکش کے خاتمے کی ایک کوشش تھی۔ گورونانک بنارس کے صوفی بابا کبیر کی تعلیمات سے کافی متاثر تھے۔ سکھ مذہب خدائی واحدانیت کا قائل ہے۔ گورونانک نے اپنے مذہبی پیروکاروں کو خدا کی وحدانیت کا پیغام عام کرنے کی تعلیم دی ہے۔ سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب ہے۔ اس کتاب میں مشہور مسلمان صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کی تعلیمات اور شاعری بھی شامل ہیں۔ سکھ دنیا کا واحد مذہب ہے جسکے پیروکار کچھا' کڑہ' کنگھا' کیس اور کرپان اپنے پاس رکھنا لازم رکھتے ہیں۔ سکھ مذہب کی عبادت گاہ کو گردوارہ کہتے ہیں۔ اس مذہب کے پیروکار مشرقی پنجاب بھارت میں پائے جاتے ہیں۔

جین مت

جین مت خدائی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ جین مت کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ انسان کی روح میں پائی جانیوالی طاقت خدا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز فانی نہیں بلکہ ہر شئے جاودانی ہے۔ جو جون بدل کر آتی ہے۔ جانوروں کا ہلاک کرنا' درختوں کا کاٹنا' پتھروں کا ٹنا انکے نزدیک گناہ ہے۔ انکے دو بڑے فرقے ڈگمبر اس اور شیونبر اس ہیں۔ اس کے پیروکار برما' چین' جاپان' کوریا' وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

شنتومت

جاپان کا روایتی مذہب ہے۔ اس کے پیروکار صرف جاپان میں ملتے ہیں۔ یہ مذہب اپنے پیروکاروں کو جاپان کے شہنشاہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ کوئی منظم مذہب نہیں ہے۔ چند مذہبی رسوم اور روایات تین کتابیں جیکی' لینونگی اور اہلگی شیکی میں درج ہیں۔ جاپان کے سابق شاہ ہیرو ہیٹو نے اس مذہب کو ترک کر دیا تھا۔ جیسکے بعد اسکی مقبولیت میں کافی کمی آئی۔

کنفیوشس مت

کنفیوشس مت کا بانی کنفیوشس کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کے پانچ بڑے فرقے ہیں۔ شوکنگ' شی کنگ' لی کی' ژی کنگ' اور چون کنگ یہ مذہب اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ خدا نے اس کائنات کو بنایا جو اپنے مقررہ وقت تک قائم رہیگی۔ جنت اور دوزخ کے تصور پر کنفیوشس کا مکمل یقین ہے۔ لیکن خدا کی واحدانیت پر یقین نہیں رکھتا ہے۔ اس مذہب کے پیروکار صرف چین میں پائے جاتے ہیں۔
ان مذاہب کے علاوہ زرتشت تاؤازم' پارسی' مذہب کے پیروکار بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب میں مقامی' قبائلی یا گروہی سطح کے مذاہب وعقائد پر عمل کرنیوالے لوگ ہیں۔

اہم بین الاقوامی تنظیمیں

نیٹو

نیٹو کا بنیادی مقصد رکن ممالک کو اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق سیاسی اور دفاعی تعاون فراہم کرنا ہے۔ اس تنظیم کا قیام 14 اپریل 1949ء کو ہوا۔ بانی ارکان میں کینیڈا' ڈنمارک' بیلجیم' فرانس' آئس لینڈ' اٹلی' لکسمبرگ

' ہالینڈ' ناروے' پرتگال' برطانیہ اور امریکہ شامل ہیں۔ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد نیٹو نے اپنے ڈھانچے اور پالیسیوں میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں لاتے ہوئے نئے ممالک بلغاریہ' اسٹونیا' لیتھوانیا' رومانیہ' سلواکیہ اور سلوانیا کو رکنیت دی۔ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر بیلجیم میں ہے۔

دولت مشترکہ کی تنظیم :۔

اقوام متحدہ غیر جانبدار ممالک کی تحریک کے بعد اقوام عالم کی سب سے بڑی تنظیم دولت مشترکہ ہے۔ اس تنظیم کی رکنیت تاج برطانیہ میں شامل سابق نوآبادیوں اور حال آزاد اور خود مختار ممالک کے پاس ہے۔ اس میں شامل 54 ممالک میں دنیا کی 39% آبادی پائی جاتی ہے۔ دولت مشترکہ کا باقاعدہ منشور اور آئین نہیں ہے۔ تمام مسائل اور معاملات باہمی اتفاق رائے سے طے کئے جاتے ہیں۔ مصر' عراق' اردن' میانمار (سابقہ برما) فلسطین' سوڈان' صومالی لینڈ' جنوبی کیمرون اور ادمان سابقہ برطانوی نوآبادی ہونے کے باوجود اس تنظیم میں شامل نہیں ہیں۔ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر لندن برطانیہ میں ہے۔

آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ

سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنیوالی ریاستوں کی مشترکہ تنظیم بیلاروس میں قائم کی گئی۔ وسطی ایشیا اور مشرقی یورپ کی سابقہ سوویت یونین آزاد اور خود مختار حیثیت میں اس تنظیم میں شامل ہیں۔

امریکی ممالک کی تنظیم :۔

براعظم جنوبی وشمالی امریکہ کی تعمیر وترقی اور خطے کے ممالک کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینے کیلئے یہ تنظیم 30 اپریل 1930ء کو بگوٹا کولمبیا میں قائم کی گئی۔ تنظیم کا سیکرٹری جنرل 5 سال کیلئے منتخب کیا جاتا ہے۔ جنرل اسمبلی کا اجلاس ہر سال ہوتا ہے۔ جس میں فوری نوعیت کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے تنظیم کا ہیڈ کوارٹر واشنگٹن امریکہ میں ہے۔

اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO)

پاکستان ترکی اور ایران نے علاقائی تعاون برائے اقتصادی ترقی کیلئے یہ تنظیم قائم کی تھی وقت کے ساتھ ساتھ اس تنظیم کے رکن ممالک کی تعداد اس سے تجاوز کر چکی ہے ایران پاکستان ترکی افغانستان آذربائیجان' قازقستان' کرغیزستان' تاجکستان' ترکمانستان اور ازبکستان اس کے ممبر ممالک ہے اس تنظیم کا خوشگوار پہلو یہ ہے کہ اس میں شامل تمام ممالک مسلمان ہیں۔ تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ترکی میں قائم ہے۔

آسیان

مشرقی بعید کے ممالک کے درمیان باہمی تعاون کے فروغ کیلئے یہ تنظیم 1967ء میں انڈونیشیا کی تحریک پر قائم کی گئی۔ تنظیم کے بنیادی مقاصد میں معاشی ترقی کے اہداف حاصل کرنا' سماجی' ثقافتی اور باہمی دلچسپی کے امور اور خطے میں سیاسی استحکام پیدا کرنا ہے تنظیم کا ہیڈ کوارٹر جکارتہ میں قائم ہے۔ پاکستان بھی اس تنظیم کا رکن ہے۔

سارک جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کونسل

خطے کے ممالک کے درمیان باہمی تعاون' سماجی ومعاشی وتعلقات کومضبوط بنانا اور باہمی تنازعات کے خاتمہ کیلئے تنظیم سابقہ بنگلہ دیشی صدر ضیاء الرحمان کی تحریک پر قائم کی گئی۔ ڈھاکہ دسمبر 1985ء میں اس تنظیم کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ عملی طور پر یہ تنظیم دیگر علاقائی تنظیموں کی طرح موثر کردار ادا نہ کرسکی۔ جسکی بنیادی وجہ اس خطے کے سب سے بڑے ممالک بھارت کا ہمسایوں کے ساتھ جارحانہ رویہ ہے۔ اس تنظیم کے پلیٹ فارم سے ابھی تک کوئی موثر کاوش اور فیصلہ سامنے نہیں آیا ہے۔ اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر کھٹمنڈو نیپال میں قائم ہے۔

تیل برآمد کرنیوالے ممالک کی تنظیم

تیل کی برآمدی تجارت کو بہتر انداز میں منافع بخش طریقہ سے کرنا تیل کی قیمتوں میں استحکام اور رکن ممالک کی آمدن میں اضافہ کرنا اس تنظیم کا بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ یہ تنظیم عراق' سعودی عرب' ایران' کویت' اور وینز ویلا کی تجویز پر قائم کی گئی اس وقت تیل کی عالمی تجارت میں 75% حصہ اوپیک ممالک کا ہے۔ الجزائر' انڈونیشیا' لیبیا' نائیجریا' قطر اور متحدہ عرب امارات بھی اس کے رکن ہیں۔ تنظیم کا ہیڈکوارٹر آسٹریا کے دارالحکومت ویانا میں قائم ہے۔

☆ ☆ ☆

سائنسی معلومات

نظام شمسی:۔

ستاروں' کہکشاؤں' سیاروں اور چاندوں سے بھری کائنات جسکی وسعتوں کا اندازہ کرنا ممکن نہیں انسانی تحقیق کا ایسا راز ہے جسکے متعلق ہر کس وناکس جاننا چاہتا ہے۔ کائنات کیا ہے؟ یہ کیسے وجود میں آئی؟ اس متعلق بہت سے نظریے موجود ہیں۔ کائنات کی وسعت کے متعلق سب سے زیادہ پرکشش اور خوبصورت نظریہ کو عظیم دھماکہ (Big Bang) کہا جاتا ہے۔ ایک سائنسی تحقیق کے مطابق کائنات 15 ہزار ملین سال قبل وجود میں آئی۔ آغاز میں کائنات محض ہائیڈروجن اور ہیلیئم گیس کا مجموعہ تھی۔ ناسا کے مطابق کائنات پانچ ہزار سال قبل وجود میں آئی۔ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ ابتدا میں کسی قسم کے ستاروں یا سیاروں کا وجود نہ تھا سورج تقریباً ساڑھے چھ ارب سال قابل نمودار ہوا جسکے بعد سیارے تشکیل پانا شروع ہوئے۔ سیاروں کی تشکیل کا یہ عمل تاحال جاری ہے بگ بینگ تھیوری کے مطابق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کائنات میں توسیع کا عمل مسلسل جاری ہے۔ بگ بینگ تھیوری کے مطابق کائنات کے بعد جب کہکشائیں وجود میں آئیں تو ان کا درمیانی فاصلہ بہت کم تھا۔ وقت گزرنے کیساتھ کیساتھ کہکشاؤں کے جھرمٹوں میں خلا پھیلتا چلا گیا اور وہ ایک دوسرے سے دور ہوگئے۔ سائنس دانوں کے مطابق 15 ہزار ارب سال قبل کائنات کی کوئی شکل نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک واحد نقطہ تھا جو اپنے اندر آج کی تمام کائنات کی وسعتوں کو سمیٹے ہوئے تھا۔ اور جب یہ نقطہ پھٹا تو یہ کائنات وجود میں آئی۔

سورج کے گرد چکر کاٹنے والے سیاروں اور سورج کو نظام شمسی کہا جاتا ہے۔ سورج بنیادی طور پر ستارہ ہے۔ جو چمکتا ہے۔ جبکہ اس کے گرد گھومنے والا سیارہ بذات خود نہیں چمکتا ہے۔ بلکہ وہ سورج اور چاند کی روشنی سے منور ہوتا ہے۔ سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں کی تعداد نو ہے جن میں زمین بھی شامل ہے زمین واحد سیارہ ہے جس پر زندگی کا وجود ہے۔ سورج سے فاصلے کے اعتبار سے نظام شمسی میں سیاروں کی ترتیب اس طرح ہے (1) عطارد (2) زہرہ (3) زمین (4) مریخ (5) مشتری (6) زحل (7) یورینس (نیپچون (9) پلوٹو۔

سورج:۔

سورج (sun) نظام شمسی میں شامل ستارہ' سورج دوسرے ستاروں کی مانند گرم ترین گیسوں کا مجموعہ ہے۔ جن سے ہر وقت حرارت اور روشنی کا اخراج ہوتا ہے۔ سائنس دانوں کے مطابق سورج کے درجہ حرارت کی بنیادی وجہ اسکی درمیانی سطح میں جوہری دھماکوں کا مسلسل عمل ہے۔ سورج کا درجہ حرارت 20 ملین ڈگری سینٹی گریڈ ہے سطح میں اوسط درجہ حرارت 6,000 سینٹی گریڈ یا 11,00 فارن ہائیٹ قطر 885,400 میل جبکہ اس کا رقبہ زمین سے 1200 گنا زائد ہے۔ سورج سے حرارت کا اخراج ہائیڈروجن گیس کی شکل میں ہوتا ہے اور یہ اخراج آئندہ 5 ارب سال تک مسلسل جاری رہیگا۔

چاند:۔

سائنسدانوں کے ایک نظریہ کے مطابق چاند زمین سے الگ ہونیوالے ایک ٹکڑا ہے جو مدار میں موجود ہے۔
جس طرح زمین سورج کے گرد چکر کاٹتی ہے اسی طرح چاند زمین کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ جیسا کہ سورج کی روشنی سے زمین چمکتی ہے بالکل اسی طرح چاند بھی اسکی روشنی سے منور ہوتا ہے۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ چاند پر چمکنے والی روشنی زمین سے منعکس ہوکر چاند تک پہنچ کر دوبارہ زمین کا رخ کرتی ہے۔ اور چاند چمکنے لگتا ہے۔ زمین کا ایک چاند ہے۔

عطارد:۔

36'000'000 میل' 57.9 ملین کلومیٹر کے فاصلے پر موجودہ یہ سیارہ سورج کا قریب ترین ہمسایہ ہے۔ 30 میل فی سیکنڈ کے حساب سے یہ سورج کے گرد اپنی گردش مکمل کرتا ہے۔ عطارد کی محوری گردش بھی تقریباً 88 دنوں پر محیط ہے۔ عطارد کے ایک حصے پر روشنی مسلسل پڑتی ہے جبکہ ایک حصہ روشنی سے محروم ہوکر تاریکی کا شکار رہتا ہے۔ روشن حصے کا درجہ حرارت 510 سنٹی گریڈ 950 فارن ہائیٹ اور تاریک حصے کا درجہ حرارت 210 سنٹی گریڈ اور 346 فارن ہائیٹ ہے۔ استوائی قطر تین ہزار میل 4880 کلومیٹر ہے۔ اس سیارے کا چاند نہیں ہے۔

زہرہ:۔

زمین کا قریب ترین ہمسایہ اور سورج کے قریب دوسرا سیارہ ہے۔ زہرہ کے اردگرد ہلکے بادلوں کی تہہ پائی جاتی ہے۔ اسکا سورج سے فاصلہ 67,000,000 میل 108.2 ملین کلومیٹر ہے۔ زہرہ کا سورج کے گرد چکر 224.7 دنوں میں مکمل ہوتا ہے۔ اسکا قطر 7700 میل اور کمیت زمین کی نسبت 83 گنا کم ہے۔ اسکی سطح کا درجہ حرارت 800 فارن ہائیٹ اور ہوا کا دباؤ زمین کی نسبت 94.5 گنا زیادہ ہے۔ اسکی فضائی ساخت میں 96% کاربن ڈائی آکسائیڈ 4% نائیٹروجن' آکسیجن اور سلفر پائی جاتی ہے۔ اس سیارہ کا کوئی چاند نہیں ہے۔

زمین:۔

زمین سورج سے 93,000,000 میل 149.6 ملین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ نظام شمسی میں زمین سورج کا تیسرا قریب ترین سیارہ ہے۔ زمین کا کل رقبہ 196.83 ملین مربع میل یا 510,072 مربع کلومیٹر ہے۔ زمین اپنے محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہے۔ اسکا یہ چکر چوبیس گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے۔ سورج کے گرد زمین کا چکر ایک سال یعنی 365 دن 6 گھنٹوں اور 9.54 سیکنڈ میں مکمل ہوتا ہے۔ زمین سے چاند کا فاصلہ 23,88,875 میل ہے۔ زمین کے اردگرد 106 میل کی بلندی تک ہوا کی ہلکی لہر کو کرہ ہوائی کہتے ہیں۔ جبکہ زمین کا قطر 12785 کلومیٹر ہے۔ زمین کا ایک چاند ہے۔

مریخ:۔

فاصلے کے اعتبار سے مریخ سورج کا چوتھا قریب ترین سیارہ ہے۔ اسکا سورج سے فاصلہ 227.9 کلومیٹر ہے۔ مریخ سورج کے گرد ایک چکر 687 دنوں میں مکمل کرتا ہے۔ اسکی فضا زمین کے بعد تمام سیاروں سے انتہائی

مناسب ہے۔ اس سیارہ کا درجہ حرارت 17 فارن ہائیٹ اور رات کو 13 فارن ہائیٹ ہوتا ہے۔ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے اس سیارہ پر کسی جاندار کا پایا جانا ناممکن ہے۔ مئی 2003 کے دوران امریکی سیٹلائٹ نے مریخ سے کچھ تصاویر ارسال کیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ مریخ پر پانی تو موجود ہے لیکن ابھی یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آکسیجن کیوں نہیں ہے؟ مریخ کے دونوں کنارے برف سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ مریخ کی کشش ثقل زمین کے مقابلے میں 38.2 فیصد زیادہ جبکہ ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا تناسب دیگر گیسوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ مریخ کا استوائی قطر 6744 کلومیٹر ہے۔ مریخ کے دو چھوٹے چھوٹے چاند ہیں۔

مشتری:۔

فاصلے کے اعتبار سے مشتری سورج سے دور پانچواں اور سب سے بڑا سیارہ ہے۔ مشتری کا قطر 88,700 میل 778.3 کلومیٹر ہے۔ اسکی ساخت میں ہائیڈروجن اور ہیلیئم گیس بالترتیب 89% اور 11% کے تناسب سے شامل ہیں۔ سورج سے فاصلے پر واقع ہونے کے باوجود مشتری رات کے اندھیرے میں نسبتاً زیادہ چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ مشتری کی محوری گردش 9 گھنٹے اور 55 منٹ جبکہ سورج کے گرد اپنا چکر 12 سالوں میں مکمل کرتا ہے۔ مشتری کے 16 ذیلی سیارے یعنی 16 چاند ہیں۔ جن میں سے 4 بڑے اور 12 چھوٹے چاند ہیں۔

زحل:۔

فاصلے کے اعتبار سے سورج سے دور چھٹا سیارہ اور قطر کے لحاظ سے نظام شمسی کا دوسرا بڑا سیارہ ہے۔ سورج سے اسکا فاصلہ 886,100,000 میل یعنی 1427.0 ملین کلومیٹر ہے۔ اسکا استوائی قطر 74,978 میل اور کمیت زمین کی نسبت 95 گنا زیادہ ہے۔ یہ اپنا محوری چکر دس گھنٹے 39 منٹ اور 24 سیکنڈ میں پورا کرتا ہے۔ اس کی ساخت میں 80% ہائیڈروجن اور 20% ہیلیئم گیس پائی جاتی ہے۔ اسکا قطر 3200 میل ہے۔ زحل کے دس چاند ہیں۔ جن میں سے ایک بڑا اور 9 چھوٹے چاند ہیں۔

یورینس:۔

فاصلے کے اعتبار سے سورج سے دور ساتواں سیارہ ہے۔ سورج سے اسکا فاصلہ 2,869 ملین کلومیٹر ہے۔ یہ 84 برسوں میں سورج کے گرد اپنا ایک چکر مکمل کرتا ہے۔ بناوٹ میں مشتری زحل سے کافی قریب ہے۔ یہ اپنا محوری چکر ایک دن دس گھنٹے اور 40 منٹ میں مکمل کرتا ہے۔ اسکا قطر 52,810 کلومیٹر ہے۔ یوں تو اس کے 20 طفیلی سیارے ہیں۔ لیکن تصدیق شدہ چاندوں کی تعداد 18 ہے۔

نیپچون:۔

فاصلے کے اعتبار سے سورج سے دور آٹھواں سیارہ ہے۔ یہ سورج سے 4.5 ملین کلومیٹر دور واقع ہے۔ یہ سورج کے گرد اپنا چکر 165 سال میں مکمل کرتا ہے۔ اسکا درجہ حرارت منفی 360 فارن ہائیٹ ہے۔ جبکہ اسکا قطر 30,775 میل ہے۔ اس کے دو طفیلی سیارے یعنی چاند ہیں۔ نیپچون کی فضا میں ہائیڈروجن کے ایک بہت بڑے بادل

کے متعلق معلومات حاصل کی جا چکی ہیں۔

پلوٹو:۔

فاصلے کے اعتبار سے نظام شمسی میں سورج سے سب سے دور واقع ہے۔اس سیارے کے متعلق معلومات بہت کم ہیں۔سورج سے اسکا فاصلہ 3,666 ملین میل اور یہ 247,7 سال میں سورج کے گرد چکر مکمل کرتا ہے۔اسکی سطح کا درجہ حرارت منفی 200 سینٹی گریڈ ہے۔پلوٹو کا قطر 2,200 کلومیٹر ہے۔اس سیارے کا ایک چاند ہے۔

سائنسی علوم کی تعریفیں

آثاریات(Archaeology): پرانی عمارات اور یادگاروں سے قدیم تہذیب کے مطالعہ کا علم اسے آثار قدیمہ بھی کہا جاتا ہے

ارض پیائی(Geodesy): زمین کے طول وعرض، کمیت، وزن اور لچک کا مطالعہ کا علم۔

ارضی طبعیات(Geophysics): حرارت، کشش ثقل، مقناطیسیت، اشعاع، موسم اور آب وہوا، آتش فشاں اور زلزلوں وغیرہ نیز کرۂ ارض کے ارتقاء، اسکی ساخت اور ان پر اثرات کے مطالعہ کا علم۔

ارضیات(Geology): زمین اور زمین میں موجود اشیاء کے مطالعہ کا علم۔

اشتقاقیات(Etymology): جس کا تعلق الفاظ کی تشکیل اور معانی کے مطالعہ کا علم۔

اعصابی حیاتیات(Neurology): جنیات کی طرح کا ایک علم۔

اسنانیات(Dentistry): دانتوں اور منہ کے متعلق ساخت اور ان کے علاج اور نگہداشت کا علم۔

اقتصادیات(Economics): انسان کی مادی احتیاجات کے مطالعہ کا علم۔

انجینئرنگ(Engineering): صنعت وحرفت اور روزمرہ زندگی میں کام آنے والی تعمیرات، مشینوں، انجنوں کی نمونہ سازی اور ان سے کام لینے کا مطالعہ کرنیوالا علم۔

الکیمیا(Alchemy): چھوٹی دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے کے مطالعہ کا پرانا علم۔

انسانیات(Anthropology): انسان اور اس کے کارناموں کے مطالعہ کا علم۔

بحریات(Oceanography): سمندری جغرافیہ، ارضیات، طبعیات، کیمیا اور حیاتیات ونباتات کے مطالعہ کا علم۔

برقیات(Electronics): ٹھوس اشیاء یا مائعات سے نکلنے والے برقیوں کے استعمال پر بحث کا علم۔

بحری حیاتیات(Marine Biology): سمندر کے پودوں اور جانوروں کے باہمی تعلقات اور ماحول کے مطالعہ کا علم۔

بصریات(Optics): آنکھ کی سائنس کو علم مناظر بھی کہتے ہیں

بستانیت(Horticulture): باغات کی کاشت سے متعلق مطالعہ کا علم۔

برقی فعلیات(Electrophysiology): زندہ اجسام میں بجلی کے عمل سے تعلق کے مطالعہ کا علم۔

تشریح(Anatomy): جسمانی ڈھانچے، اعضاء کے آپریشن اور ان کی علیحدگی کے مطالعے کا علم۔

تناسلیات(Genetics): جانداروں کے خواص کی نسل در نسل کی منتقلی کے مطالعہ کا علم۔

تکوینیات(Cosmogony): دنیا، انسان اور کائنات کی ابتداء کا نظریہ۔

جادوگری(Voodooism): کالے جادو کرنے اور اسے چلانے کا علم۔

جغرافی سیاسیات(Geopolitics): جغرافیائی حوالے سے قوموں کے معاملات کے مطالعہ کا علم۔

جراحی(Surgery): جسمانی، زخموں یا عضو ٹوٹے اعضاء

جرمیات(Criminology): جرائم سے متعلق مطالعے کا علم۔

جنیات(Embryology): جانداروں کے انڈے سے لے کر بچہ بننے تک اور نباتات میں انڈے سے لے کر بیج بننے تک کے عمل کا مطالعہ۔

جویات(Meteorology): کرہ ہوائی اور موسموں کے مطالعہ کا علم۔

حشریات(Entomology): جانداروں میں کیڑوں مکوڑوں کے مطالعہ کا علم۔

حجریات(Petrology): چٹانوں کی ساخت خواص کے مطالعہ کا علم۔

حیوانیات(Zoology): جانوروں کے مطالعہ کا علم۔

حیاتیات(Biology): زندہ اشیاء کی سائنس، نباتات اور حیوانیات میں منقسم ہے۔

حیاتی کیمیاء(Biochemistry): سائنس جس کا تعلق زندہ اجسام اور نامیاتی پیداوار سے ہے۔

حنوط(Taxidermy): مردہ جانوروں کو محفوظ کرنے کا فن۔

حیاتیاتی طبعیات(Biophysics): حیاتیاتی مواد کی طبعی تحلیل اور میکانیات کی طبعی تشریح کی سائنس۔

خط رمز(Cryptography): خفیہ تحریر کا فن۔

خیال رسائی(Telepathy): دوسروں کے خیالات معلوم کرنے کا فن

خلابازی(Astronautics): خلابازی سے متعلق علم۔

خطاطی(Calligraphy): خوش نویسی کا فن

خودحرکی مشین(Automation): کسی مشین کے خود بخود چلنے کا فن۔

دوسازی(Pharmacy): دواؤں کی تیاری کے مطالعہ کا علم۔

ریاضیات(Mathematics): عددی مقادیر اور ان کے باہمی رشتوں، فضائی مقادیر اور ان کے باہمی رشتوں نیز ان رشتوں کی مختلف تجریدات کا مطالعہ۔

زہریات(Toxicology): زہروں کی اصل فطرت اور خواص کے مطالعہ کا علم۔

زلزلیات(Seismology): زلزلوں کے مطالعہ کا علم۔

سزایات(Penology): جیل کے انتظام اور سزا کا مطالعہ۔

شکلیات ارض(Geomorphology): زمین کی اشکال اور طبقات الارض کا مطالعہ۔

صوتیات(Acoustics): آواز، پیدائش، ترسیل اور اثرات کا علم۔

صحیات(Hygiene): صحت اور اس کے تحفظ کا علم۔

طبعیات(Physics): اس علم کا تعلق مادے اور توانائی کے علاوہ ان کے باہمی تعلق سے بھی ہے، میکانیات، حرارت، روشنی، آواز، بجلی اور مقناطیست اس کے اہم شعبے ہیں۔

طب(Medical Science): امراض کے علاج اور انسداد کا علم۔

عمرانیات(Sociology): انسانی گروہوں یا معاشروں کے مطالعہ کا علم۔

فعلیات(Physiology): نباتات اور حیوانات کے طبعی وظائف اور ان سرگرمیوں کا مطالعہ جن پر زندگی کا قیام اور توالد منحصر ہے۔

فلکیات(Astronomy): اس کا تعلق اجرام فلکی ہے

فلزکاری(Metallurgy): کچ دھاتوں اور دھاتوں کی کان کنی کے مطالعہ کا علم۔

فن خوش خوراکی(Gastronomy): عمدہ کھانے کا فن۔

کیمیاء(Chemistry): سائنس کی وہ شاخ جس میں چیزوں کی ساخت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

کتابیات(Bibliology): کتابیات کے مطالعہ کا علم ہے۔

کوزہ گری(Ceramics): کوزہ گری کا فن۔

لغت نویسی(Lexicography): لغت نویسی کا فن۔

لسانیات(Linguistics): علم فلسفے کی شاخ جس کا تعلق حتمی طور پر حقیقت کی اصل ماہیت اور نوعیت سے ہے۔

ماحولیات(Ecology): پانی اور دوسری مائعات کے بہاؤ اور ان کے افعال اور پانی کی قوت سے مشینوں کو چلانے کے مطالعہ کا علم۔

مابعد الطبعیات(Metaphysics) فلسفہ کی شاخ جس کا تعلق حتمی طور پر حقیقت کی اصل ماہیت اور نوعیت سے ہے۔

مسکوکیات(Numismatics): سکوں کے مطالعہ کا علم۔

مرضیات افزاء(Auxopathology): درختوں میں پائے جانے والے انسانی امراض کے کھوج، انکے تدارک اور مطالعہ کا علم۔

امراض نسواں(Gynaecology): امراض نسواں خصوصاً آلات تناسل سے ہے۔

میکانیات(Mechanics): ٹھوس، مائعات یا گیسوں پر قوتوں کے اثر کے مطالعہ کا علم۔

موسم(Weather): کسی مقام کی تپش، باد پیمائی دباؤ، ہوا، مرطوبیت، بادل کے بننے اور ترسیب کے اعتبار سے کیفیت جویات کے مطالعہ کا علم۔

نامیاتی کیمیاء(Organic Chemistry): کیمیاء کی ایک شاخ

نفسیاتی فعلیات(Psychophysiology): جسم کے فعلیاتی عملوں کے ذہنی بالیدگی پر اثرات کا مطالعہ کا علم۔

نباتات(Botony): پودوں کے مطالعہ کا علم۔

نفسیات(Psychology): انسانی ذہن سے متعلق علم۔

نقشہ سازی(Topography): کسی مقام کے طبعی خدوخال اور نقشے بنانے کا علم۔

نجوم(Astrology): اجرام فلکی کے اثرات سے پیش گوئی کرنے کا علم۔

نسبیات(Geneology): خاندانی حسب ونسب کا علم۔

ہوابازی(Aviation): ہوائی پرواز سے متعلق تمام منصوبوں، سہولتوں اور سرگرمیوں کے مطالعے کا علم۔

ہندسہ(Geometry): فضا کے خواص اور فضا میں واقع اشکال کے رشتوں پر بحث کے مطالعے کا علم۔

ہوائی حرکیات(Aerodynamics): گیسوں کی حرکت کے مطالعہ کا علم۔

سائنسی آلات

آب پیما: مائعات کی ثقافت ناپنے کا آلہ۔

آتش پیما: آگ کا درجہ حرارت ناپنے کا آلہ۔

آپٹوفون: ایسا آلہ جو بینائی سے محروم افراد کو اخبارات اور کتابوں کا با آسانی مطالعہ کر...

آڈیوفون: قوت سماعت کو بہتر بنانے والا آلہ۔

ایرومیٹر: ہوا اور گیسوں کا وزن اور کثافت ناپنے والا آلہ۔

ایمیٹر: برقی دور میں لہروں کی پیمائش کرنے والا آلہ۔

ارتفاع پیما: طیاروں کی بلندی ناپنے والا آلہ۔

انعکاسی آئینہ: روشنی منعکس کرنے والا آلہ۔

اسطرلاب: اجرام فلکی کا محل وقوع متعین کرنے والا قدیم آلہ۔

اشعاع پیما: شعاعی توانائی کی شناخت اور پیمائش کرنے والا آلہ۔

باتھی سکیف: سمندر کی گہرائی میں جانوروں کے حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے غوطہ خوری والا آلہ۔

بار پیما: کرہ ہوائی کے دباؤ کی پیمائش کرنے والا آلہ۔

برقی رو پیما : کسی موصل میں برقی رو کی موجودگی اور اس کے بہاؤ کی سمت اور اس کی طاقت معلوم کرنے کا آلہ اسے برقی رو پیما بھی کہا جاتا ہے۔

باد پیما : ہوائی قوت ناپنے والا آلہ۔

بشر پیمائی : انسانی جسم اور اعضاء کی پیمائش۔

برقی قلب نگار : دل کی مختلف بیماریوں کی تشخیص کا آلہ۔

بے مائع بار پیما: بلندی کے ساتھ دباؤ کی کمی کو نوٹ کرنے والا آلہ۔

پلانی میٹر : میدانی علاقے کا رقبہ ناپنے والا آلہ۔

تپش پیما : تپش کی پیمائش کرنے والا آلہ۔

ترازو : وزن ناپنے والا آلہ۔

تقطیب پیما : روشنی کی سمت تحویل کرنے والا آلہ۔

ٹرانسفارمر : بجلی کی قوت بڑھانے کا آلہ۔

خوردبین : ایسا بصری آلہ جو جسامت بڑھا کر دکھانے والا آلہ۔

دروغ شناس: انسان کے جسمانی تغیرات کو ظاہر کرکے جھوٹ کی نشاندہی کرنے کا آلہ۔

دھوپ گھڑی: دن میں وقت کسی چیز کے سائے کو معلوم کرنے والا آلہ۔

دوربین : دور کی چیزوں کو دیکھنے والا مناظری آلہ۔

دور صوت : دور کی آواز سننے کا آلہ۔

[illegible] : دور کی نشریات کو دکھانے والا آلہ۔

رطوبت پیما : ہوا میں مشمولہ رطوبت کی پیمائش کرنے والا آلہ۔

ریڈار : دور دراز اڑنے والے طیاروں، سمندر میں تیرنے والے جہازوں اور فضا میں گردش کرنے والے راکٹوں اور مصنوعی سیاروں کی موجودگی کا پتا چلانے والا آلہ۔

رفتار پیما : موٹر گاڑیوں اور طیاروں کی رفتار کی پیمائش کرنے والا آلہ۔

رو قرار : برقی مشینوں پر ضبط قائم کرنے کے لئے تبدیل پذیر مزاحمت استعمال کرنے والا آلہ۔

زلزلہ نگار: زلزلوں کی علمی تحقیق کا کام کرنے والا آلہ زلزلہ پیما زلزلہ کے جھٹکوں کو ریکارڈ کرنے والا آلہ۔

سٹاپ واچ : وقت کا خاص وقفہ ناپنے والی گھڑی۔

سیر بین : مشابہ تصویروں کے امتزاج سے گہرائی کی کیفیت پیدا کرنے والا آلہ۔

شمس نگار: اشارہ گری کا آلہ۔

شمارندہ: انسانی مدد کے بغیر حسابی سوالوں کو حل کرنے والا آلہ۔

صوت گر یا سونار : صوتی رووں کی مدد سے فاصلہ معلوم کرتا ہے۔

صدر بین : جسم کے اندرونی آوازوں کی سماعت سننے والا آلہ۔

ضیاء پیما : روشنی کے کسی ماخذ کی حدت نور کی پیمائش معلوم کرنے والا آلہ۔

ضیا برقی خانہ : ایک آلہ جو روشنی کو ناپنے کے کام آتا ہے۔

طیف نما : یہ آلہ طیفی تشریح میں کام آتا ہے۔

عمق آب پیما: یہ آلہ سمندر کی گہرائی ناپنے کے کام آتا ہے۔

فونوگراف : ایسی صوتی موجوں کی باز افزائش کا آلہ جن کے کسی اسطوانے پر کندہ و لبی جھری میں پہلے سے صوت بندی کی گئی ہو۔

قدم پیما : جہاز رانی میں سمت دریافت کرنے والا آلہ۔

قطب پیما: گھڑی نما آلہ اسے ٹانگ سے باندھ دیا جاتا ہے جس سے چلنے پھرنے کا فاصلہ ناپا جاتا ہے۔

کیلوری میٹر : حرارت مخصوصہ معلوم کرنے کے لئے جو برتن استعمال کیا جاتا ہے اسے حرارت پیما کی کیلوری میٹر کہتے ہیں۔

کرونومیٹر : طول البلد ناپنے کا آلہ۔

کرہ نگار : ایسا آلہ جو زمین کے مسائل کا حساب لگاتا ہے۔

کیمیتی طیف نگار : تیل کی تخلیص گاہوں وغیرہ میں کیمیائی آمیزوں کی ترکیب معلوم کرنے کا آلہ۔

کرویت پیما : سطح کے خم یا جھکاؤ ناپنے والا آلہ۔

گائیگر شمارندہ : شعاعوں کی روانیت پذیر ذرات کی شناخت اور کمی تعین کرنے والا آلہ۔

گھڑی : چھوٹا نقل پذیر وقت نما آلہ۔

گھنٹا : وقت ناپنے اور بتانے والا آلہ

گردش نما : بحری جہازوں اور تارپیڈوں میں سٹیب لائزروں کی حیثیت سے نصب ہوتا ہے۔

لیکٹومیٹر : دودھ کے خالص ہونے کا پتا چلانے والا آلہ۔

لیزر : شعاعوں کے ہیجانی اخراج کے لئے فوری التہاب کا مقطع۔

مائیکروفون: آواز کو بجلی کی طاقت سے بڑھانے والا آلہ۔

مائیکرومیٹر : ایک ایسا آلہ جو انچ کے ہزارویں اور دس ہزارویں حصے کی پیمائش کے کام آتا ہے۔

مبدل : بجلی کی ترسیل میں استعمال ہونے والا آلہ جو دولتاژ کو کم بیش کرنے کے کام آتا ہے۔

مرکب خوردبین: ایسا بصری آلہ جس کی مدد سے چھوٹی چھوٹی اشیاء مثلاً کیڑے، حشرات الارض کو بڑا کرکے دیکھا جاسکتا ہے۔

مخزن بجلی : برقی توانائی ذخیرہ کرنے والا آلہ۔

مقلب : برقی رو کو متبادل سے براہ راست میں تبدیل کرنے والا آلہ۔

محیط پیما : محیط ناپنے کا آلہ۔

مکبر الصوت : سماعی تعداد کی برقی رووں کو سماعت پذیر آواز میں تبدیل کرنے والا آلہ

مینومیٹر : دباؤ کے فرق کو پیمائش کرنے کا ایک آلہ۔

مکثفہ :ایک آلہ جس میں کسی موصل کی برقی گنجائش بڑھائی جاتی ہے

منقطع پیا :رنگین بصری سطح کا خاکہ کھینچنے کا پیمانہ۔

وولٹ میٹر :بجلی کی ایک لہر کے دباؤ کو وولٹوں میں پیمائش کرنے کے آلے کا نام۔

وسکومیٹر :کسی شے کے لعاب کے پتلے گاڑھے ہونے کا اندازہ لگانے کا آلہ

ہوا روک :ہوائی دباؤ کے ذریعے ریلوں اور بسوں میں استعمال کرنے کی بریک

ہیلیومیٹر :مائیکرومیٹر جسے فلکی کرہ میں زاویوں کی پیمائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہائیڈروفون :یہ آلہ پانی کے نیچے آواز ناپنے کے لئے مستعمل ہے۔

انسانی جسم

انسانی جسم کا درجہ حرارت 98.6 درجہ فارن ہائیٹ

انسانی خون کے گروپ
- گروپ اے =A= A+ A-
- گروپ بی =B= B+ B-
- گروپ اے بی =AB= AB+ AB-
- گروپ او =O= O+ O-

انسانی جسم کا طاقتور عضو — دل

انسانی جسم میں موجود ہڈیوں کی تعداد — 206

انسانی جسم کی کمزور ترین ہڈی — ہنسلی کی ہڈی

انسانی دل کا وزن — 8 سے 10 اونس

انسانی دماغ کا وزن — تقریباً ڈیڑھ کلوگرام

انسانی ریڑھ کی ہڈی کی مہروں کی تعداد — 33

انسانی جسم میں موجود خلیوں کی تعداد — 75 کھرب

انسانی جسم میں کروموسومز کی تعداد — 23 کروموسومز ہومولوگس' 22 کروموسومز آٹوسوم اور ایک جوڑا جنسی کروموسومز کا ہوتا ہے

ایک خلیہ میں جینز کی تعداد — 30 ہزار سے لیکر ڈیڑھ لاکھ جینز

جین میں تبدیلی سے پیدا ہونیوالی بیماریوں کی تعداد — 4 ہزار

= = = = = = = اہم بیماریاں — کینسر کی 200 اقسام' شوگر' دمہ' پارکنسن' استھما ہیموفیلیا' دل کی بیماریاں شیزوفرنیا' گنٹھیا' وغیرہ

حلق کی نالی — 9 انچ طویل

جگر کا وزن — 3 سے 4 پونڈ

انسانی جسم کا سب سے بڑا غدود — جگر

بڑی آنت کی لمبائی — 6 فٹ

انسانی گردے کا وزن — 56 گرام

گردے کی لمبائی — 10 سینٹی میٹر

===چوڑائی — 5 سینٹی میٹر

===موٹائی — 2.5 سینٹی میٹر

انسانی جسم سے متعلق سائنسی علم کی اہم شاخوں کا مختصر تعارف

جینیٹکس

علم حیاتیات کی وہ شاخ جو نسلوں کے کردار اور (Heredity) ان میں ہونیوالی تبدیلیوں Variation کے بارے میں بحث کرتی ہے۔

عمل وراثت

اولاد میں والدین سے منتقل ہونیوالی خصوصیات کے عمل کو وراثت کہتے ہیں۔

کروموسوم

خلیئے (Cells) کے انتہائی اہم اجزاء ہوتے ہیں جو کہ طبعی طور پر وراثتی تبدیلی کے حامل ہوتے ہیں کروموسومز خلیئے کے نیوکلیس میں پائے جاتے ہیں۔

جین

ہر کروموسومز بنیادی طور پر 2 نامیاتی مرکبات پروٹین اور نیوکلیک ایسڈ سے بنتے ہیں۔

ڈی آکسی رائبو نیوکلیک ایسڈ (De oxyribonucleic acid)

اگلی نسلوں تک صرف نیوکلیک ایسڈ منتقل ہوتا ہے۔

جینوٹائپ

ہر جاندار میں کسی خصوصیت کی جنیاتی بنیادی کو جینوٹائپ کہتے ہیں۔

فینوٹائپ

جانداروں کی ظاہری خصوصیات کے مطالعہ اور ان پر بحث کے علم کو فینوٹائپ کہتے ہیں۔

جنسی کروموسومز

ان کروموسومز کی مدد سے جاندار کی جنس کا تعین کیا جائے جنسی کروموسومز کہلاتے ہیں۔ جنسی کروموسومز میں مادہ xx اور نر میں xy کروموسومز ہوتے ہیں۔

سپرم

نر سپرم کی دو اقسام ہوتی ہے

x کروموسومز والے سپرم

y کروموسومز والے سپرم

انہی کروموسومز کے ایک دوسرے کیساتھ ملاپ سے نر اور مادہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔

ایلیل

وہ جینز جو متضاد خاصیت کے حامل جوڑے کو کنٹرول کرے۔

جینیٹک انجینئرنگ

ایک خاص عمل کے ذریعے کسی جاندار کے مخصوص جین بیکٹریا کے اندر داخل کیا جائے اور بعد ازاں بیکٹریا بیرونی جین سے ملنے والی ہدایات کے مطابق مواد پیدا کرے۔ انجینئرنگ کی وجہ سے ہی جانداروں کی کلوننگ ممکن ہوئی ہے۔ جینیٹک انجینئرنگ کا کمال ہے۔

انسانی جسم کے اندر پائے جانیوالے مختلف نظام

انسانی جسم قدرت کی شاہکاری کا سب سے اعلیٰ وارفع نمونہ ہے۔ انسان کرۂ ارض پر موجود واحد جاندار جو سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔ اسکی یہی خوبی ہے کہ قدرت نے اسکا جسمانی نظام دنیا کے دیگر جانوروں سے یکسر مختلف بنایا ہے۔ انسانی جسم کے ڈھانچے، اسکے اعصابی نظام کو کنٹرول کرنے کیلئے انسانی جسم کے اندر مختلف نظام بیک وقت کام کرتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

(1) جسمانی ہڈیوں کا نظام

(2) نظام اعصاب

(3) سانس لینے کا نظام

(4) عضلاتی نظام

(5) نظام دوران خون

(6) نظام انہضام

(7) نظام اخراج

جسمانی ہڈیوں کا نظام

انسانی جسم میں توازن برقرار رکھنے کی ذمہ داری ہڈیوں کے ڈھانچے پر عائد ہوتی ہے۔ انسانی جسم کی تمام کارکردگی کا انحصار ہڈیوں کے نظام پر ہے۔ ہڈیاں انسانی جسم کے پٹھوں، جسم کی حرکت، اور دیگر اعضاء کو متحرک رکھنے اور ادھر اُدھر گھمانے میں مدد دیتی ہیں۔ انسانی جسم کا ظاہری حصہ اور عضوان ہڈیوں کے سہارے قائم ہیں جو کندھوں کے

اردگرد حلقہ بنائے مضبوطی سے ایستادہ ہیں۔ پسلیاں اندرونی اعضاء دل، پھیپھڑوں ریڑھ کی ہڈی اور سینے کے اندر موجود اعضاء کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتی ہیں۔ ٹانگوں کی ہڈیاں پیروں کے ذریعے انسانی جسم کا تعلق اوپر والے حصے سے قائم رکھتی ہے۔ انسانی سر سب سے اوپر موجود ہڈیوں کی وجہ سے باآسانی ادھر اُدھر گھمایا جاسکتا ہے۔ جبکہ انسانی ران کی ہڈی بالکل سیدھی ہونے کی وجہ سے انسان اسکے سہارے پیروں پر کھڑا ہو کر باآسانی چل پھر سکتا ہے۔ ہڈیاں بنیادی طور پر سیلز پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہ سیلز (Cells) عمر کیساتھ ساتھ نرم اور سخت ہوجاتے ہیں۔ یہ ہڈیاں جس مقام پر آپس میں ملتی ہیں انہیں جوڑ کہتے ہیں ان جوڑوں کے بغیر انسان کیلئے حرکت کرنا ممکن نہیں ہے۔ نہ ہی یہ جوڑ کسی اور مقام پر منتقل ہو سکتے ہیں۔ ایک عام آدمی کے جسم میں 206 چھوٹی بڑی ہڈیوں کا مکمل ڈھانچہ پایا جاتا ہے۔ جو انسان کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ہر قسم کا کام لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انسانی جسم میں پائی جانیوالی وہ خصوصیات جو اسے جسمانی طور پر دیگر جانوروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ بنیادی طور پر ہڈیوں کے ڈھانچے کی وجہ سے ممکن ہوئی ہے۔

نظام اعصاب

نظام اعصاب کا مرکز کھوپڑی یعنی دماغ اور ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔ انسانی جسم کا یہ اہم ترین نظام پورے جسم کو کنٹرول کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اعصابی نظام انتہائی باریک اور حساس تار پورے جسم پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو باہر سے موصول ہونے والے پیغامات کو فوراً دماغ تک پہنچا دیتی ہے۔ ان پیغام رساں آنتوں کو سینسری نروز (Sensory Nerves) کہا جاتا ہے۔ وہ نسیں جو مرکز (دماغ) سے ملنے والی ہدایات کو متاثرہ اعضاء اور حرام مغز تک پہنچاتی ہیں کہ بیرونی حملے کا جواب کیا ہونا چاہیے۔ وہ مشینی نسیں (Mater Nerves) کہلاتی ہیں۔ انسانی بدن میں اعصابی مراکز دو طریقوں سے کنٹرول کیئے جاتے ہیں پہلا نظام دماغی اعصابی نظام جبکہ دوسرا خود کار اعصابی نظام کہلاتا ہے۔ پہلے نظام کا تعلق پٹھوں، اعضائے بدن، ہڈیوں کے جوڑوں کی حرکات اور انسانی کی بیرونی جلد سے ہوتا ہے۔ خودکار اعصابی نظام کا تعلق بدن کے اندرونی اعضاء دل، جگر، دماغ، حرام مغز اور آنتوں کے افعال سے ہوتا ہے۔ جسم کے تمام غدود اور خون لانے لیجانے والی رگیں بھی اسی نظام کے تحت کنٹرول کی جاتی ہیں۔

انسانی دماغ

دماغ انسانی جسم کے اعضاء رئیسہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ انسانی کھوپڑی کے اندر دماغ انسانی اعصابی نظام کا سب سے بڑا اور اہم مرکز ہے۔ انسانی جسم کے اندر سب سے پیچیدہ نظام اور ساخت دماغ کی ہے۔ دماغ نرم و نازک سیلز اور ریشوں کا نہایت نازک مجموعہ ہے۔ بالغ انسان کے دماغ کا اوسط وزن ڈیڑھ کلوگرام جبکہ عورت کا دماغ اس سے تقریباً 150 گرام کم وزن پر مشتمل ہوتا ہے دماغ گلابی مادے سے بنی باریک سی جھلی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ دماغ کے 3 اہم حصے درج ذیل ہیں۔

(1) سیری برم — بڑا دماغ

(2) سیری بلم — چھوٹا دماغ

(3) اسپائنل بلب — دماغ کا پوشیدہ حصہ

(1) سیری برم:۔ دماغ کے اوپر والے اور سامنے والے حصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ حصہ ایک لمبے شگاف کے ذریعہ مزید دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ان حصوں کو دائیں اور بائیں ہمی سفیئر کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں حصے نیچے کی جانب اعصابی ریشوں کے ایک چوڑے بند سے جوڑے ہوتے ہیں۔ مادہ سیری برم کے باہر ہلکا گلابی غلاف لپٹا ہوتا ہے جس کی موٹائی 1/6 انچ ہوتی ہے۔ اس مادے سے سماعت بصارت' درد کا احساس' شعور' پہچان' قوت ارادی' حافظہ' احساس' خیال اور انسانی جذبات کا براہ راست تعلق ہے۔ بیدی برم دیکھنے بولنے اور بازوؤں اور ٹانگوں کو سہارا دینے والے موٹرنروز (Motor Nerves) کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔

(2) سیری بلم:۔ سیری بلم کا تعلق جسمانی عضلات کی حرکت سے ہوتا ہے۔ یہ حصہ انسانی جسم کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ اگر یہ حصہ کسی وجہ سے متاثر ہو جائے یا کام کرنا چھوڑ دے تو انسانی جسم کی حرکات میں توازن ختم ہو جاتا ہے۔

(3) اسپنل بلب:۔ یہ حصہ دماغ کے اندر پائے جانے والے اعصابی ٹشوز کے وسط میں ہوتا ہے یہ انسانی جسم کی ایسی حرکات کو نوٹ کرتا ہے جو خود بخود عمل پذیر ہوں۔ مثلاً چلنا پھرنا' سانس لینا' محسوس کرنا وغیرہ۔

حرام مغز

حرام مغز میں زیادہ تر اعصابی رگیں (Nerve System) ہوتا ہے۔ حرام مغز سر کے سوراخ میں سے گزر کر ریڑھ کی ہڈی کی نالی میں پہنچتا ہے۔ حرام مغز میں بہت سے اعصابی مراکز قائم ہیں۔ جو اسے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے حسی اعصاب کی مدد سے جسم کے مختلف اعضاء سے پیغامات وصول کر سکے۔ اور بعد ازاں اپنے حرکی اعصاب کی مدد سے انہیں فوری طور پر ہدایات جاری کر سکے۔ ایسے فعال کے وقت انسانی شعور بیدار نہیں ہوتا ہے۔ ایسے فعال کو اضطراری عمل (Reflex Action) کہتے ہیں۔

خاص عضلات حسی

جسم میں حواس خمسہ کا ادراک کرنے والے بہت سے عضلات ہوتے ہیں۔ یہ حواس خمسہ آنکھ' کان' ناک' زبان' اور ہاتھ ہیں۔ جو دیکھنے' سننے' سونگھنے' چکھنے اور چھونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انسانی جسم میں ایسی نسیں بھی پائی جاتی ہیں جو اسے کسی چیز کے وزن کے متعلق اطلاع دیتی ہیں۔ ایسی نسیں پٹھوں کی نسیں کہلاتی ہیں۔

سانس لینے کا نظام

سانس لینے کا نظام پھیپھڑوں' ناک' حلق' آلہ صوت' اور سانس کی نالیوں پر مشتمل ہے۔ اس نظام کو مختصراً عمل تنفس کہتے ہیں۔ اس نظام کا مقصد یہ ہے کہ آکسیجن باہر سے کھینچ کر پھیپھڑوں کے ذریعے خون میں مل جائے اور خون کو صاف کرتے ہوئے مضر صحت اجزاء اور کاربن ڈائی آکسائیڈ انسانی جسم سے باہر نکال دیا جائے۔ سانس اندر کھینچتے وقت سینے کا خلا کچھ پھیلنے سے بیرونی ہوا جسم کے اندر داخل ہو جاتی۔ سانس کو باہر نکالتے وقت یہ عمل الٹ ہوتا ہے۔ اور اندر موجود ہوا باہر نکل جاتی ہے۔ سانس کے ذریعے انسانی جسم میں داخل ہونے والی ہوا میں گیسوں کے اجزائے ترکیبی کچھ یوں

ہیں۔ نائٹروجن 79%' آکسیجن 20%' کاربن ڈائی آکسائیڈ 0.4% اور آبی بخارات کی مقدار موسم کے تناسب سے ہوتی ہے۔ سانس سے خارج ہونے والی ہوا میں گیسوں کے اجزائے ترکیبی کچھ یوں ہیں۔ نائٹروجن 79%' آکسیجن 16.50%' کاربن ڈائی آکسائیڈ 4.50% اور آبی بخارات مختلف مقدار میں ہیں۔ بیرونی ہوا پھیپھڑوں تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ناک' حلق' آلہ صوت اور سانس کی نالیوں سے گزرتی ہے۔

ناک

بیرونی ہوا کو اندر لیجانے کیلئے ناک اور منہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ منہ کے ذریعے سانس لینے کو صحتمند علامت تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ سانس ناک کے ذریعے لینا چاہیے۔ ناک سے ہوا گزرنے کی صورت میں وہ مٹی اور دوسرے ذرات سے پاک ہو جاتی ہے۔ منہ اور ناک سے کوئی بھی چیز گزرنے کیلئے دو راستے موجود ہیں۔ ایک راستہ سے خوراک اور پانی جبکہ دوسرا راستہ سے پھیپھڑوں کی بڑی نالی سے جاملتی ہے۔

آلہ صوت:

آلہ صوت حلق کے اندر موجود اس سوراخ کو کہتے ہیں جس میں آلہ آواز پیدا کرنے والا پٹھا ہوتا ہے۔ ان پٹھوں کے اندر ارتعاش سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ ہوا آلہ صوت سے پھیپھڑوں تک ایک سانس کی نالی کے ذریعے پہنچتی ہے۔ یہ نالی 4 انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ہوتی ہے۔ اس سوراخ میں نرم ہڈیوں کے حلقے ہوتے ہیں جو اسے کھلا رکھتے ہیں۔ نچلے حصے پر سانس کی نالی آگے جا کر دو شاخوں میں تقسیم ہو کر دونوں پھیپھڑوں میں جا اترتی ہیں۔

پھیپھڑے

پھیپھڑوں میں لاکھوں کے حساب سے بہت باریک ہوا کی تھیلیاں ہوتی ہیں جو دراصل چھوٹی چھوٹی ہوا کی نالیوں کے سرے ہیں۔ ان تھیلیوں کے چہار اطراف خون کے خلیے ہوتے ہیں جو بہت باریک اور نازک ہوتے ہیں۔ ان خلیوں کے ذریعے خون ہمیشہ ہوا کی تھیلیوں سے ملتا ہے۔ جس سے پھیپھڑوں کی دیواریں لچکدار ہوتی ہیں۔ اس لیئے سینے کے پھیلنے کیساتھ یہ بھی پھیلتی ہیں۔ جس سے پھیپھڑوں کے اندر ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اس کم دباؤ کو پورا کرنے کیلئے باہر کی ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ اس عمل کو تنفس کہتے ہیں۔ عمل تنفس کے ذریعے انسانی جسم کے اندر موجود گندے خون کی صفائی کا عمل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ (گندے خون سے مراد کاربن ڈائی آکسائیڈ سے بھرا خون ہے) انسانی ٹشوز میں موجود آکسیجن ہر وقت غذائی اجزاء کو جلاتی رہتی ہے۔ اسی جلنے کے عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتی ہے اور جب یہ خون پھیپھڑوں سے گزرتا ہے نظام تنفس کے ذریعے گندہ خون صاف خون بن جاتا ہے اور یہی خون بعد ازاں مختلف راستوں سے سفر کرتا ہوا دل میں چلا جاتا ہے۔ جسم کے تمام اعضاء تازہ آکسیجن کی مدد سے اپنے اپنے افعال مستعدی سے سرانجام دیتے ہیں۔

عضلاتی نظام

عضلات پٹھوں کو کہتے ہیں جو انسانی جسم میں ہڈیوں پر منڈھے ہوئے ہیں۔ ان پٹھوں پر گوشت کی بہت

سے نسیں ہوتی ہیں۔ یہ پٹھے بوقت ضرورت سکڑتے ہیں اور پھیلتے ہیں۔ عضلات کی اسی حرکات کی وجہ سے انسانی اعضا حرکات کرتے ہیں۔ عضلاتی پٹھوں کی دو بڑی اقسام ہیں۔

(1) رضا کارانہ کام کرنیوالے پٹھے (Voluntary)

(2) خودکار کام کرنیوالے پٹھے (Automatic)

رضا کار پٹھے

انسانی قوت ارادی کے ماتحت اپنے افعال سرانجام دیتے ہیں۔

خودکار پٹھے

یہ پٹھے انسان کے ماتحت نہیں ہیں۔ ان میں پیٹ کے اندرونی پٹھے انتڑیاں وغیرہ شامل ہیں۔ یہ خودکار پٹھے ہروقت سوتے جاگتے اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔

نظام دوران خون

خون دل سے نکل کر سارے جسم میں گردش کرتا ہوا واپس دل میں آجاتا ہے۔ وہ رگیں جو خون کو دل سے باہر لیجائیں "شریانیں" کہلاتی ہیں۔ خون کو واپس دل میں لے جانیوالی رگوں کو "وریدیں" کہا جاتا ہے۔

خون

خون شفاف سیال اور بہت سے ٹھوس اجزاء کا مرکب ہے۔ ان مرکبات کو جسیے کہا جاتا ہے۔ جسیے (PLASMA) دو رنگی سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ سرخ جسیے شکل میں گول درمیان سے موٹے اور کناروں سے پتلے ہوتے ہیں۔ سرخ جسیے لچکدار اور نہایت ملائم ہوتے ہیں۔ ان سرخ جسیموں کے اندر ہیموگلوبن پایا جاتا ہے۔ ہیموگلوبن پروٹین اور معمولی سے فلوادی اجزاء پر مشتمل ہے۔ ہیموگلوبن آکسیجن ملنے پر سرخ چمکدار اور کاربن ڈائی آکسائیڈ ملنے پر نیلگوں ہوجاتے ہیں۔ سفید جسیے انسانی جسم کے اندر قوت مدافعت پیدا کرتے ہیں۔ انسانی جسم پر حملہ آور ہونیوالے مختلف جراثیم، بیکٹیریاز اور وائرس وغیرہ کو یہ خودکار مدافعتی نظام کے تحت ختم کر کے انسانی جسم کو بیماریوں کی زد میں آنے سے بچاتے ہیں۔

انسانی جسم میں خون کا کردار

(i) جسم کے ہر حصے تک آکسیجن پہنچانا

(ii) جسم کے تمام حصوں تک حرارت وتوانائی پہنچانا

(iii) جسم کے بیکار اجزاء کو گردوں، پھیپھڑوں اور جلد تک پہنچانا تاکہ ان کا اخراج ممکن ہو سکے۔

(iv) جسم میں موجود تحلیل شدہ غذا کو متعلقہ ٹشوز تک پہنچانا۔

دل

دل جسم میں خون کو مختلف شریانوں اور وریدوں کی مدد سے متحرک رکھتا ہے دل بنیادی طور پر مخروطی شکل کا

پمپ نما عضو ہے۔ دل انسانی جسم میں دوسری اور ساتویں پسلی کے درمیان ہوتا ہے جو کہ جسم کے دائیں نسبت کی بجائے بائیں طرف زیادہ جھکا ہوا ہوتا ہے۔ دل کا وزن 10 سے 12 اونس تک ہوتا ہے۔ دل کے پوری گنجائش سے پھیلنے کی صورت میں اس کے اندر 140 مکعب سینٹی میٹر خون سما سکتا ہے۔ دل 4 ٹکڑوں پر مشتمل ہے اوپر والے دونوں ٹکڑوں کو آرٹیکل اور نچلے ٹکڑوں کو وینٹریکل کہتے ہیں۔

دوران خون

خون جب ٹشوز تک رسائی حاصل کرتا ہے تو ان میں موجود آکسیجن گیس ختم ہوچکی ہوتی ہے۔ ٹشوز سے خون میں گندے اور مضر صحت اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ یہ گندا خون وریدوں کے ذریعے دل کی دھڑکن کیساتھ دائیں آرٹیکل سے ہوتا ہوا دائیں وینٹریکل میں داخل ہوگا جہاں سے خون پھیپھڑوں اور صاف ہوجاتا ہے۔ صاف خون وریدوں کے ذریعے بائیں آرٹیکل کے ذریعے حرکت قلب کے سکڑنے کے عمل کے دوران بائیں وینٹریکل میں داخل ہوتا ہے۔ جس کے بعد یہ خون جسم کے تمام حصوں اور پٹھوں تک دوڑتا پھرتا ہے۔

شریانیں

مضبوط نالیاں خون کو دل سے جسم کے مختلف حصوں تک پہنچاتی ہیں۔ خون لیجانے والی سب سے بڑی شریان کو (آئیورٹا) کہتے ہیں۔ جس کا منبع دل کے وینٹریکل ہیں۔ ہیموزی شریان دل کے دائیں وینٹریکل سے نکل کر اپنی شاخوں کے ذریعے گندہ خون پھیپھڑوں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ شریانوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے یا کٹنے سے انسانی موت واقع ہوسکتی ہے۔ کیونکہ شریان سے بہنے والا خون ازخود بند نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے قدرت نے شریانوں کی دیواریں انتہائی مضبوط اور لچکدار بنائی ہیں تاکہ وہ حادثات سے محفوظ رہ سکیں۔

کیپلریز

یہ نسیں انسانی جسم میں خون کی بہت سی باریک نالیاں ہیں۔ بالوں کی طرح باریک پتلی دیواروں والی ان نالیوں کا پورے جسم میں جال بچھا ہوا ہے۔ ان نالیوں کو عام انسانی نظر سے دیکھنا ممکن نہیں۔ انہیں صرف خوردبین سے دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ نالیاں وریدوں کو شریانوں سے ملاتی ہیں۔ اس عمل کے علاوہ کیپلریز خون اور ٹشوز کے درمیان آکسیجن، غذائی اجزاء اور فضلات کا تبادلہ کرتی ہیں۔

وریدیں

وریدیں گندے خون کو شریانوں سے دل کی طرف لاتی ہیں۔ یہ نالیاں شریانوں کی نسبت کافی کمزور ہوتی ہیں۔ وریدی نظام کے تین بڑے جز درج ذیل ہیں۔

(i) عام وریدی نظام:۔ اس میں حلق، گردن، معدے اور چہرے کی وریدیں شامل ہوتی ہیں۔

(ii) پلموزی وریدی نظام:۔ یہ وریدیں پھیپھڑوں سے نکلتی ہیں ان کا کام صاف شدہ خون کو دوبارہ دل تک پہنچانا ہے۔

(iii) یہ وریدیں انتڑیوں اور معدے سے خون کھینچتی ہیں تاکہ اس میں موجود کثافتوں کو الگ کیا جاسکے۔

نظام انہضام

انسان توانائی، حرکت حرارت حاصل کرنے اور جسمانی نشوونما کیلئے جو کچھ کھاتا ہے اسے چبانا، جسم کے اندر تحلیل کرنا اور جذب ہونے کے عمل کو نظام انہضام کہتے ہیں۔ انسانی خوراک میں مختلف نشاستے، پروٹین، نمکیات، چربی، روغنیات اور پانی وغیرہ شامل ہیں ان اشیا کا صرف ایک حصہ جزو بدن بنتا ہے باقی ناقابل ہضم حصہ جسم سے خارج ہوجاتا ہے۔ ہاضمے کے فعل میں سب سے پہلے دانت غذا کو چبا کر باریک کرتے ہیں۔ اس باریک خوراک میں لعاب دہن خود بخود شامل ہوجاتا ہے۔ لعاب ایسا شفاف اور سیال مادہ ہے جو منہ کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ خوراک کے ہضم کا عمل منہ کے اندر سے شروع ہوجاتا ہے۔ منہ سے چبائی جانیوالی خوراک حلق کے پیچھے واقع سوراخ میں داخل ہوکر نرخرے میں داخل ہوتی ہے۔

حلق

حلق پٹھوں کا مرکب ہے جو چبائی ہوئی خوراک کو آگے دھکیلتا ہے۔ حلق تقریباً 9 انچ لمبا ہوتا ہے جو گلے سے نیچے معدے میں جا کر کھلتا ہے۔

معدہ

حلق یا مری نالی شکم میں پہنچ کر معدے میں کھلتی ہے۔ معدہ خوراک کو اچھی طرح ہضم کرتا ہے۔ حلق کے پچھلی طرف دو سوراخ ہوتے ہیں (i) ہوا کی نالی (ii) خوراک کی نالی۔ خوراک حلق میں نیچے اترتے وقت ہوا کی نالی کا سوراخ بند ہوجاتا ہے۔ خوراک اس کے اوپر سے گزر کر معدے تک چلی جاتی ہے۔ معدے کے اندر موجود غدود گیسٹرک گلینڈز معدہ میں بناتے ہیں گیسٹرک جوس شفاف بے رنگ سیال مادہ ہے جس میں نمک کا تیزاب انتہائی قلیل مقدار میں شامل ہوتا ہے۔ گیسٹرک گلینڈز میں 2 خامرے پیپسلین اور رینلین ہوتے ہیں۔ معدے کے پٹھے پھیل اور سکڑ کر خوراک کو اچھی طرح ہلاتے جلاتے ہوئے اس میں عرق معدہ شامل کرتے ہیں جس سے غذا ہضم رقیق معدے کیموس کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ معدے میں خوراک پہنچے کے تین گھنٹوں بعد کیموس میں بدلتی ہے۔ ایک نارمل شخص کا معدہ 24 گھنٹوں میں تقریباً 8 کلوگرام گیسٹرک جوس بناتا ہے۔ پیپسلین نامی خامرہ خوراک میں شامل پروٹین پر نمک کے تیزاب کی موجودگی میں اثر کرتا ہے۔ جس سے پروٹین پیپٹونز میں تبدیل ہوجاتے ہیں جن پر آنتوں کے خامر براہ راست اثر ڈالتے ہیں۔ انہی اجزاء کی مدد سے خوراک انتڑیوں میں ہضم ہوجاتی ہے۔ معدے میں موجود رینین نامی خامرے صرف دودھ کے پروٹین پر اثر کرتا ہے۔ پروٹین سے پیدا ہونیوالا مادہ جسم کو توانائی پہنچاتا ہے۔ نشاستے میں شامل چربی اور تیل کے اجزاء ٹوٹنے کے بعد خوراک چھوٹی آنت میں داخل ہوتی ہے۔

چھوٹی آنت

گچھے کی شکل میں ایک لمبی سی ٹیوب چھوٹی آنت کہلاتی ہے۔ جو بڑی آنت تک جاتی ہے۔ چھوٹی آنت میں تین مختلف اقسام کے عرق خوراک ہضم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ لبلبے کا عرق چھوٹے چھوٹے غدودوں سے نکلتا

ہے خوراک آنتوں کی دیواروں سے گزرتی ہوئی دودھیا مادے میں تبدیل ہوکر خون میں جذب ہوجاتی ہے۔ چھوٹی آنت کو اگر کھول کر سیدھا کیا جائے تو اسکی لمبائی 21 فٹ بنتی ہے۔

جگر

جگر انسانی جسم کا سب سے بڑا غدود جسکا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ جگر میں چند چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوتی ہیں جن میں موجود سیل بائل سیکریٹ خارج ہوتا ہے۔ یہ بائل ڈکٹس آپس میں مل کر ہیپاٹک ڈکٹ کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ جو سیل بائل سیکریٹ کو چھوٹی آنت میں لے جاتا ہے۔ سیل بائل سیکریٹ میں پانی لعاب اور دوسرے نمکیات شامل ہوتے ہیں۔ یہ چکنائی اور تیل پر اثر انداز ہوکر انہیں باریک قطروں میں تبدیل کرکے رکھ دیتا ہے۔ جگر کا وزن 3 سے 4 پونڈ تک ہوتا ہے۔

لبلبے کی رطوبت

لبلبے کی رطوبت سرخی مائل زرد رنگ کی ہوتی ہے جو ایک لمبے غدود سے نکلتا ہے۔ اس لمبے غدود کی لمبائی 7 انچ ہوتی ہے۔ یہ غدود معدے کے پیچھے سے نکلتا ہے۔ لبلبے کی رطوبت چربی، پروٹین اور نشاستے کو متاثر کرتی ہے۔ لبلبہ خون میں ایک انسولین ہارمون چھوڑتا ہے جو انسانی جسم میں شکر کے استعمال میں مدد فراہم کرتا ہے۔ آنتڑی خوراک کے ہاضمے کے بعد غذا آنتوں کی دیواروں سے گزر کر خون میں شامل ہوجاتی ہے۔ یہ خون بوقت ضرورت پورے جسم میں پھیل سکتا ہے۔ غذا 12 گھنٹے کے بعد چھوٹی آنت سے بڑی آنت کی طرف بتدریج پہنچتی ہے۔

بڑی آنت

6 فٹ لمبی بڑی آنت خوراک ہضم کرنے کے عمل میں کسی قسم کی مدد فراہم نہیں کرتی ہے کیونکہ خوراک کے ہضم کا عمل پہلے ہی مکمل ہوجاتا ہے۔ بڑی آنت نظام انہضام سے بچ جانیوالے تمام نمکیات پانی اور رطوبت کو جذب کرلیتی ہے۔ بڑی آنت میں موجود فاضل خوراک پانی کی کمی کی وجہ سے سخت ہوجاتی ہے جو 24 سے 36 گھنٹوں کے بعد انسانی جسم سے خارج ہوجاتی ہے۔

نظام اخراج

ہضم شدہ خوراک کے خون میں شامل ہونے کے بعد بچنے والے مضر اجزاء کے اخراج میں مدد دینے والے اعضاء دل، گردے، اور پھیپھڑے نظام الاخراج کا اہم جزو ہیں یہ تینوں جو خوراک کو جسم سے نکالنے کیلئے جو عمل کرتے ہیں اسے نظام اخراج کہتے ہیں۔

گردے

گردے کمر کے نچلے حصے میں ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقع ہوتے ہیں۔ یہ تقریباً 10 سینٹی میٹر لمبے 5 سینٹی میٹر چوڑے 2.5 سینٹی میٹر موٹے اور ایک گردہ تقریباً 56 گرام وزنی ہوتا ہے۔ گردے کے باہر کی جانب ابھری ہوئی سطح ہوتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کیطرف والی پچکی ہوئی سطح کے وسط سے ایک لمبی نالی کا آغاز ہوتا ہے۔ جو نچلی

طرف جا کر یوریٹرا نامی جگہ پر کھلتی ہے۔ یوریٹر پیشاب کو مثانے میں لیجاتا ہے۔ جہاں پیشاب آہستہ آہستہ جمع ہوتا ہے۔
پیشاب زردی مائل سیال مادہ ہے جو پروٹین والی خوراک کے ہضم کے ہونے کے بعد خارج شدہ نمکیات اور فالتو نائیٹروجن کو اپنے ساتھ جسم سے خارج کرتا ہے۔ انسانی جسم میں گردش کرنیوالا خون 5 تا 6 منٹ کے اندر گردوں میں سے گزرتا ہے۔

مثانہ

مثانہ جھلی دار تھیلی ہے جو پیشاب کو اپنے اندر جمع کرتا ہے۔ گردوں سے خارج ہونیوالا پیشاب اندازاً 20 سیکنڈز کے وقفے دار جھٹکوں کے ساتھ مثانے میں اکٹھا ہوتا ہے۔ مثانے کے نیچے والے حصے میں باہر نکلنے کا راستہ ایک چھلے نما پٹھے کی وجہ سے مضبوطی سے بند رہتا ہے پیشاب خارج ہوتے وقت مثانہ سکڑتا ہے۔ جس سے چھلے نما پٹھے ڈھیلے ہوجاتے ہیں تاکہ پیشاب آسانی سے خارج ہوسکے

جلد

انسانی جلد دو پرتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ (1) بیرونی تہہ (2) اندرونی تہہ
بیرونی تہہ کو ایپی ڈرمس کہتے ہیں اس میں اعصاب اور خون کی رگیں نہیں ہوتی ہیں۔ اس تہہ پر اگر کسی قسم کی خراش آجائے تو خون نہیں نکلتا ہے۔ پاؤں اور تلوؤں اور ہتھیلیوں کی جلد دوسری جلد کی نسبت کافی زیادہ موٹی ہوتی ہے۔ ایپی ڈرمس کی نچلی تہہ میں رنگ دار سیلز بکثرت ہوتے ہیں۔ یہ سیلز سانولی جلد میں زیادہ اور سفید جلد میں نسبتاً کم ہوتے ہیں۔

مجلد کی اندرونی تہہ مظبوط اور گنجان ٹشو سے مل کر بنتی ہے۔ اس حصے میں خون کی کی بے شمار نہیں اور اعصاب ہوتے ہیں۔ جو بالوں اور ناخنوں کو غذا پہنچاتے ہیں۔ جلد میں کئی قسم کے غدود ہوتے ہیں جو پسی دار مسلسل خارج کرتے ہیں جس سے نرم اور ملائم رہتی ہے۔ جلد میں موجود پسینے کے غدود انسانی جسم کے درجہ حرارت کو کنٹرول رکھنے کے لیے پسینے کو خون سے الگ کر کے خارج کرتے ہیں۔

آنتیں

آنتیں خوراک کے مفید اجزا کو ہضم کر کے باہر پھینکے دیتی ہیں۔ آنتیں اگر اپنا فعل درست طریقے سے سرانجام نہ دیں تو ''قبض'' کی شکایت پیدا ہوتی ہے آنتوں کا عمل نظام انہضام والے حصے میں اجمالاً درج ہے۔

پھیپھڑے

پھیپھڑوں کا شمار نظام اخراج میں بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ پانی کاربن ڈائی آکسائیڈ اور کچھ کیمیائی مادہ خارج کرتے ہیں۔ پھیپھڑوں کے عمل کے بارے سانس لینے کے نظام والے حصے میں ذکر موجود ہے۔

متعدی امراض

ایک شخص یا جانور سے ایک دوسرے کو لگنے والے امراض کو متعدی امراض یا چھونے کی بیماریاں کہا جاتا

ہے۔ ایسے امراض ترقی پذیر معاشروں میں ہر طرف بکھرے پڑے ہیں ان بیماریوں کی بڑی اقسام درج ذیل ہیں۔
(1) پانی سے پھیلنے والی بیماریاں
(2) گرم علاقوں کی بیماریاں
(3) کیڑے مکوڑوں کی بیماریاں
(4) چھوت کی بیماریاں
(5) کیڑوں کی بیماریاں
(6) جانوروں کے کاٹنے کی بیماریاں
(7) جنسی بیماریاں
(8) جلدی بیماریاں
(9) جراثیم بردار بیماریاں

ان امراض میں جذام، طاعون، زرد بخار، باری کا بخار، عام بخار، ملیریا، نمونیہ، کالی کھانسی خناق، چیچک، چکن پاکس، خسرہ، کن پیڑے، تشنج، آگ سے جلنا، السر، ہیضہ، ٹائیفائڈ، دست، اسہال، قے، راؤنڈ ورم، رنگ ورم، تھریڈ ورم، سانپ کا ڈسنا، شہد کی مکھی، پاگل کتے کا کاٹنا، وغیرہ شامل ہیں۔

کمپیوٹر

دور حاضر کی حیرت انگیز ایجاد جس نے دنیا کو واقعتاً گلوبل ولیج میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ کمپیوٹر لاطینی زبان کے لفظ (Compute) سے ماخوذ ہے۔ اس لفظ کا ترجمہ حساب کرنا 'گنتی کرنا ہے' کمپیوٹر بنیادی طور پر بجلی کے آلات کا مجموعہ ہے جو حساب کتاب کرنے اور یادداشتوں کو انسانی دماغ کی طرح محفوظ رکھ سکتا ہے۔ کمپیوٹر مشین کے چار بنیادی حصے ہیں۔ جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

سی پی یو

اسکی شکل بکس نما ہوتی ہے۔ جس کے اندر لگے مختلف آلات انسان سے حاصل کردہ معلومات کو پروسیس کرنے کے بعد ڈیٹا مونیٹر پر پیش کرتے ہیں۔ پروسیسنگ کے لیئے اس میں یہ آلات موجود ہیں۔

مدر بورڈ

تمام آلات کو کنٹرول کرتا ہے۔

مائیکرو پروسیسر

انسانی دماغ کی طرح کمپیوٹر کا دماغ مائیکرو پروسیسر ہے۔ یہ آلہ تمام ڈیٹا کو پروسیس کرتا ہے۔ مائیکرو پروسیسر کے ذیلی یونٹس (i) کنٹرول یونٹ C.U (ii) ایم یو (Memory Unit) اور اے ایل یو
(Axth metic & Logic unit)

پاور سپلائی

یہ آلہ کمپیوٹر کو مطلوبہ مقدار میں بجلی فراہم کرتا ہے۔

ہارڈ ڈسک

ڈیٹا کو سٹور کرنے والے کو ہارڈ ڈسک کہتے ہیں۔ یہ بہت کم جگہ میں کافی ڈیٹا سٹور کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔

بیٹری

سیل کی شکل نما چھوٹا سا آلہ جسکے ذمہ ڈیٹا اور ٹائم کو کنٹرول رکھنا ہے۔ یہ ہر وقت ان رہتا ہے۔

ڈسک ڈرائیو

چھوٹا سا آلہ جو ہارڈ ڈسک سے ڈیٹا کو فلاپی پر منتقل کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ آلہ فلاپی سے ڈیٹا حاصل بھی کرتا ہے۔

سی ڈی ڈرائیو

سی ڈی فلاپی نما آلہ ہے جس کے اندر فلاپی کی نسبت زیادہ ڈیٹا سٹور کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسے کنٹرول کرنے والے آلہ کو سی ڈی ڈرائیو کہتے ہیں۔ یہ آلہ ڈیٹا کی ان پٹ اور آؤٹ پٹ کا کام کرتا ہے۔

مانیٹر (سکرین)

ٹی وی سکرین نما آلہ جو ایک لیڈ کے ذریعے سی پی یو سے منسلک ہوتا ہے۔ آپ اس سکرین پر ڈیٹا کو دیکھ سکتے ہیں۔

کی بورڈ (ٹائپنگ یا کنٹرول کرنے والا آلہ)

کی بورڈ ڈیٹا کو کمپیوٹر میں داخل کرتا ہے۔ کمپیوٹر زبان میں اسے ان پٹ ڈیوائس (Input Device) کہتے ہیں۔ ایک کی بورڈ 101 یا 104 بٹن ہوتے ہیں۔ ان بٹنوں (Keys) کی بڑی اقسام ہیں۔ (i) حروف والے بٹن (Alphabets Keys) جو (A to Z) تک ہوتی ہے۔ (ii) نمبروں والے بٹن (Numeric Keys) اس میں 0to9 تک نمبر اور حسابی علامتیں ,-,+ وغیرہ کے بٹن ہوتے ہیں۔ (iii) کمپیوٹر عمل میں مدد فراہم کرنے والے بٹن (Function Keys) مختلف اعمال سرانجام دینے والے بٹن جو کی بورڈ کے اوپری حصے پر واقع ہیں۔ یہ بٹن F1,ToF2 تک ہوتے ہیں۔ (iv) سمت کی راہنمائی کرنے والے بٹن (Arrow, Keys) یہ بٹن سکرین پر نمودار کرسر کو نیچے اوپر اور دائیں بائیں کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ (v) خصوصی عمل سرانجام دینے والے بٹن (Special Functions Keys) مختلف امور سرانجام دینے والے بٹن مثلاً Insert, Spacebar, Delete, End۔ (vi) خصوصی نشانات والے بٹن (Special

Symbols of Function) گرائمر، فیصدی، قوما وغیرہ کے بٹن خصوصی نشانات والی کیز کو کہتے ہیں۔

ماؤس

کی بورڈ کی طرح ماؤس بھی ان پٹ ڈیوائس ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا آلہ جو تار کے ذریعے سی پی یو سے منسلک ہے۔ ایک تال کے ذریعے حرکت کرتا ہوا سکرین پر کرسر کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے ذریعے بہت کم وقت میں کمپیوٹر کے عمومی فنکشن مکمل کیئے جا سکتے ہیں۔

پرنٹر

ڈیٹا کو کاغذ پر منتقل کرنیوالے آلہ کو پرنٹر کہتے ہیں۔ مارکیٹ میں رنگین اور سیاہ پرنٹنگ کرنیوالے دونوں اقسام کے پرنٹر دستیاب ہے۔ جس پرنٹر کی ڈی پی آئی جسقدر زیادہ ہوگی اسکی پرنٹنگ کا رزلٹ بھی اسی قدر اچھا اور معیاری ہوگا۔ پرنٹرز کی تین بڑی اقسام (i) لیزر پرنٹر (ii) انک جیٹ لیزر (iii) ڈاٹ میٹرکس ہیں۔ علاوہ ازیں کمپیوٹر کے دیگر آلات درج ذیل ہیں۔ (1) سکینر تصاویر اور میٹر کو فوٹو کاپی کی طرح نقل کر کے کمپیوٹر میں محفوظ کرتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ان پٹ ڈیوائس ہے۔

موڈیم

بنیادی طور پر ان پٹ اور آؤٹ پٹ ڈیوائس ہے۔ یہ فون لائن کو کمپیوٹر سے جوڑتا ہے۔ اس کے ذریعے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر تک ڈیٹا حاصل کرنے اور پہنچانے کا کام لیا جاتا ہے۔ دیگر اہم آلات میں ملٹی میڈیا کٹ، جوائے سٹک، ڈیجیٹل کیمرہ، میموری، سپیکرز، زپ کارڈ، ٹی وی ٹیونر کارڈ، اور پلاٹر وغیرہ شامل ہیں۔

برقی ڈاک، ای میل

کمپیوٹر سافٹ ویئر پروگرام جسکے ذریعے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر تک پیغام کو ارسال اور وصول کیا جائے تکنیکی اور مروجہ طور پر ای میل کہلاتا ہے۔ ای میل کا تصور 1960ء کی دہائی میں منظر عام پر آیا۔ اس وقت ای میل کو Computer Base Messeging System کا نام دیا گیا۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں نت نئی تبدیلیوں کیساتھ ساتھ کمپیوٹر سے کمپیوٹر تک پیغام ارسال، وصول کرنے کا طریقہ ایجاد ہوا۔ کمپیوٹر کی باہمی نیٹ ورکنگ سے اس نظام کا آغاز ہوا تھا۔ نیٹ ورکنگ سے مراد دو یا دو سے زیادہ کمپیوٹرز کا مجموعہ جو تاروں کے ذریعے باہم منسلک ہوں اور انکا مین سرور ایک ہو۔ وقت گزرنے کیساتھ یہ طریقہ کاروباری کمپنیوں اور اداروں کی مجبوری بنتا چلا گیا۔ کمپنیوں کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے سافٹ ویئر کے ماہرین نے ایسے سافٹ ویئر تیار کرنا شروع کیئے جو باآسانی ایک دوسرے تک پیغامات ارسال کر سکتے ہیں۔ پرسنل کمپیوٹر کی تیاری اور مارکیٹ میں دستیابی کے بعد دوسرے سافٹ ویئر پروگرامات کی طرح ای میل کے سافٹ ویئر بھی مارکیٹ میں آگئے ہیں جس کے بعد برقی ڈاک یا رابطے بلکہ سینکڑوں افراد تک اپنا پیغام ارسال کر سکتے ہیں۔ ای میل سستا اور برق رفتار ذریعہ ہونے کی وجہ سے ہر کس و ناکس کی مجبوری بن چکا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے استعمال کرنیوالے افراد کی تعداد صرف آٹھ سال کے عرصہ میں اربوں تک پہنچ چکی ہے۔ ای میل کے ذریعے انسان نہ صرف فون

،فیکس، کیمرہ، سپیکر، جیسی سہولتوں کا بیک وقت استعمال کرتا ہے بلکہ ایک دوسرے تک معلومات پہنچانے کیلئے کاغذوں کے چھوٹے بڑے بنڈلوں کو سنبھالنے کی زحمت سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اس ذریعہ سے آپ دنیا بھر میں کسی بھی مقام پر انٹرنیٹ یا ای میل استعمال کرنے والے افراد سے براہ راست کانفرنس بھی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ای میل ہر شخص کی مجبوری بن کر اسکی ضوریات زندگی میں شامل ہو چکا ہے۔ ای میل ہی کہ وجہ سے کمپیوٹر جیسا اہم آلہ تمام سائنسی ایجادوں کو پیچھے دھکیل کر صف اول کی ایجاد بن گیا ورنہ کمپیوٹر کی مقبولیت اتنی جلدی ممکن نہ تھی۔

کیمسٹری

کیمسٹری:۔ مادے سے متعلق سائنسی علم کو کیمسٹری کہتے ہیں۔

ایوو گیڈروز نمبر:۔ایک مول میں موجود ایٹموں کی تعداد کو ایوو گیڈروز نمبر کہتے ہیں۔

ایٹمی نمبر: 1 کسی ایٹم کے نیوکلیئس میں موجود پروٹانز کی تعداد کو اس ایٹم کا ایٹمی نمبر کیا جاتا ہے ایٹمی وزن: کسی عنصر کے ایٹموں کے باہمی وزن کو جو کاربن کے ہلکے آسوٹوپ cil کے ایٹمی وزن کے مقابلہ کرنے سے حاصل ہو۔

عنصر: عنصر وہ چیز ہے جس میں صرف ایک ہی قسم کا مادہ پایا جاتا ہو اور اسے عام کیمیائی عمل سے مادہ تر اجزاء میں تقسیم نہ کیا جا سکے۔

ایٹم: کسی عنصر کا وہ چھوٹا ذرہ جو عنصر کی خصوصیات کا اظہار کرے لیکن آزاد حالت میں نہ رہ سکے۔

(I) پروٹان نیوکلیئس میں موجود مثبت نار کے ذرات پروٹان کہلاتے ہیں

(II) الیکٹران نیوکلیس میں موجود منفی نار کے ذرات الیکٹران کہلاتے ہیں۔

(III) نیوٹران نیوکلیس میں موجود غیر جانبدار ذرات نیوٹران کہلاتے ہیں یا ایسے ذرات جو (Electricly) نیوٹرل ہوتے ہیں۔

علامت: کسی عنصر کے مختصر نام کو علامت کہتے ہیں علامت کسی عنصر کے ایک ایٹم کو ظاہر کرتی ہے مثلاً کیلشیم (Calcium) علامت ca. آئسوٹوپ ایک ہی عنصر کے ایسے ایٹم جن کے ایٹمی وزن ایک دوسرے سے مختلف ہوں یا کسی عنصر کے ایٹم جس کے نیوکلیس میں نیوٹران کی تعداد مختلف ہو آئسوٹوپ کہلاتے ہیں۔

آئینی بند: جب ایٹم کے ایک یا ایک سے زائد الیکٹران دوسرے ایٹم میں منتقل ہو جائے تو ان کے چلے جان سے ایک بند تشکیل پاتا ہے جسے آئینی بند کہتے ہیں۔

آئین: برقی بار والے ذرات آئین کہلاتے ہیں۔

برقی پاشیدے: ایسے کیمیائی مرکبات جن کے آبی محلول سے جب برقی رو گزاری جائے تو وہ اپنے آئین میں بدل جائیں۔

بخاری دباؤ: بخارات کا وہ دباؤ جب بخارات اور مائع ایک توازنی حالت میں ہوں۔

بقائے مادہ کا قانون: کسی طبعی یا کیمیائی تغیر کے دوران مادے کے مقدار نہ بڑھتی اور نہ ہی فنا ہوتی ہے۔

بوائل کا قانون: کسی گیس کی خاص کیت کا حجم اس کے دباؤ کے بالعکس تناسب ہوتا ہے

تعدیل عمل: جب تیزاب اور اساس ایک دوسرے پر عمل کر کے پانی اور آئینی مرکبات یعنی نمکیات بناتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے کی خاصیتوں کو زائل کر دیتے ہیں اس قسم کے عمل کو تعدیلی عمل کہتے ہیں۔ مثلاً HCL اور NAOH اساس کے عمل سے Nacl نمک اور پانی بنتے ہیں۔

چارلس کا قانون:۔ مستقل دباؤ کسی گیس کی خاص کیت کا حجم اس کے مطلق درجہ حرارت کے تناسب سے ہوتا ہے۔ v+TORK-VIT

حل پذیری: کسی خاص درجہ حرارت پر محل کی وہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو اس درجہ حرارت پر 100 گرام محلل میں حل ہو سکے۔

ریڈیکل: ایٹموں کا مجموعہ جو کیمیائی عمل کے دوران اپنے وجود کو برقرار رکھے اور سادہ تر اجزا میں تقسیم نہ ہو ریڈیکل کہلاتا ہے۔

عمل تبخیر: وہ عمل جس میں مائعات عام دباؤ اور عام درجہ حرارت پر بخارات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

فیراڈے کے قوانین: کسی محلول کی برقی پاشیدگی کے دوران برقیروں پر جمع شدہ مادوں کی مقدار اس محلول سے گزرنے والی برقی رو کی مقدار کے راست تناسب ہوتی ہے

کیمیائی مساوات: ایک کیمیائی تعامل کو کیمیائی علامتوں اور فارمولوں سے ظاہر کرنے کا طریقہ۔

کیت: کسی جسم میں مادے کی مقدار

کثافت: کسی چیز کے اکاتی حجم کی کیت

(کثافت - کیت / حجم)

گراہم کا قانون: گیسوں کی نفوذی شرح۔ ان کی کثافتوں کے جزر کے بالعکس تناسب ہوتی ہے۔ بشرطیکہ درجہ حرارت اور دباؤ باؤ یکساں رہیں۔

لیوس کا نظریہ اساس: کیمیائی مرکب جو پروٹان قبول کر سکتے ہوں۔

لورے کا نظریہ اساس: وہ مرکب جو آبی محلول میں ہائیڈروآکسل آئن مہیا کرنے۔

مرکب: دو یا دو سے زائد اشیاء سے بننے والی اس شے کو کہتے ہیں جس کی خاصیتیں ان اشیاء کی خاصیتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔

مادہ پر وہ شے جس کی کیت مخصوص ہو اور وہ جگہ گھیرتی ہو۔

مائع کا نقطہ جوش: کسی مائع کا نقطہ جوش اس کا وہ درجہ حرارت ہے جس پر مائع کا بخاری دباؤ اس کے اوپر موجود فضائی دباؤ کے برابر ہو جائے۔

نقطہ پگھلاؤ یا انجماد: وہ درجہ حرارت جس پر ایک مرکب کا ٹھوس اور مائع حالت میں توازن برقرار رہے اس کا نقطہ پگھلاؤ یا نقطہ انجماد کہلاتا ہے۔

ویلینسی: ایک عنصر کی دوسرے عنصر کیساتھ ملنے کی استطاعت کو اس عنصر کی ویلینسی کہتے ہیں۔

فزکس

چارلس کا قانون: مستقل دباؤ پر کسی گیس کا خاص کمیت کا حجم اس کے درجہ حرارت کے تناسب ہوتا ہے۔

(V TOXIT-K) VOCT

کثافت: اکائی حجم کی کمیت کثافت کہلاتی ہے کثافت۔ کمیت/حجم یا V=کونسٹنٹ xT

نیوٹن کے قوانین: یا V/T=کونسٹنٹ

(I) اگر کوئی جسم ساکن ہے تو وہ ساکن ہی رہیگا۔ اگر حرکت کر رہا ہے تو حرکت میں رہیگا۔ جب تک اس پر بیرونی قوت عمل نہ کرے۔

(II) جب کوئی غیر متوازن قوت کسی جسم پر عمل کرتی ہے تو یہ جسم میں اسراع پیدا کرتی ہے جو جسم پر عامل قوت کے براہ راست تناسب ہوتا ہے۔ F=ma

(III) ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے عمل اور ردعمل یکساں لیکن مخالف سمیت میں ہوتے ہیں۔

ارشمیدس کا قانون: جب کسی جسم کو مائع میں ڈبویا جاتا ہے اس جسم پر اچھال کی قوت عمل کرے گی۔ جس کی مقدار اس جسم کے مساوی مائع کے وزن کے برابر ہوگی۔

ولاسٹی اور سپیڈ میں فرق: سپیڈ کسی جسم کا اکائی وقت میں طے کردہ فاصلہ ہے اور ولاسٹی جسم کا اکائی وقت میں خاص سمیت میں طے کردہ فاصلہ ہے۔

قانون تجاذب: کا تناسب میں ہر دو اجسام کے درمیان کشش ہوتی ہے جو ان اجسام کی کمیتوں کے حاصل ضرب کے راست تناسب اور ان کے مرکزوں کے درمیان فاصلہ کے مربع کے بالعکس تناسب ہوتی ہے۔

F=GM1-/R2

ہک کا قانون: جسم پر عامل قوت اس سے پیدا شدہ بگاڑ کے تناسب ہوتی ہے۔

روشنی کی رفتار ایک لاکھ 86 ہزار میل فی سیکنڈ (3 108m/sec)

اسراع: ولاسٹی میں تبدیلی کی شرح اسراع کہلاتی ہے۔

حرکت کی تین مساواتیں۔

$$Vf=V_i + at$$

$$S=V_it + 1/2\ at^2$$

$$2aS = Vf^2-V_i^2$$

ویکٹر: ویکٹر ایسی مقدار میں جن کو ظاہر کرنے کیلئے ان کی عددی قیمت اور اکائی کے دورہ سمت کی بھی ضرورت ہوتی ہے ویکٹر کہلاتی ہے۔

بین الاقوامی اکائیاں

روشنی کی رفتار	ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ تین لاکھ کلومیٹر
نوری سال	(5.88x12(10) میل) $(10)^{12}$ (10). میل)
	9.46×10^{15}
ایک ہزار	$(10)^3$ تین صفریں
دس ہزار	$(10)^4$ چار صفریں
ایک لاکھ	$(10)^5$ صفریں
دس لاکھ (ایک ملین)	$(10)^6$ صفریں
دس ارب (ایک بلین)	$(10)^9$ نو صفریں
لمبائی کی اکائی	میٹر
کمیت کی اکائی	کلوگرام
وقت کی اکائی	سیکنڈ
برقی رو کی اکائی	ایمپیئر
درجہ حرارت کی اکائی	کیلوری
مائع کی اکائی	لیٹر

ناپ تول کے پیمانے

لمبائی		وزن	
12 انچ =	1 فٹ	27,344 گرین =	1 ڈرام
3 فٹ =	ایک گز	16 ڈرام = 1 پونڈ	
5.5 فٹ =	1 پول	16 اونس = 1 پونڈ x7000 پونڈ	
22 گز =	1 چین	14 پونڈ =	1 سٹون
10 چین =	1 فرلانگ	60 منٹ = 1 ڈگری	
1760 گز =	1 میل	90 ڈگری = زاویہ قائمہ	
8 فرلانگ =	1 میل	4 قائمہ زاویہ =	1 چکر 360 درجے
وقت کا پیمانہ		وقت	
60 سیکنڈ	1 منٹ	60 سیکنڈ = ایک منٹ	
60 منٹ =	1 گھنٹہ	60 منٹ = ایک گھنٹہ	

28 پونڈ/دو سٹون = 1 کوارٹر
4 کوارٹرز = 1 ہنڈرڈ ویٹ 1 ٹن
20 ہنڈرڈ ویٹ = 1 ٹن

رقبہ

144 مربع انچ = 1 مربع فٹ
9 مربع فٹ = 1 مربع گز
1/2 30 مربع گز = ایک مربع پول
40 مربع پول = ایک راڈ
1210 مربع فٹ = 1 پول یا راڈ
4 راڈ = 1 ایکڑ یا 4840 مربع گز
640 ایکڑ = 1 مربع میل

حجم

1728 مکعب انچ
7؛ مکعب فٹ = 1 مکعب گز

زاویوں کا پیمانہ

60 سیکنڈز = 1 منٹ

لمبائی

10 ملی میٹر = 1 سینٹی میٹر
10 سینٹی میٹر = 1 ڈیسی میٹر
10 ڈیسی میٹر = 1 میٹر
10 میٹر = 1 ڈیکا میٹر
10 ڈیکا میٹر = 1 ہیکٹو میٹر
10 ہیکٹو میٹر = 1 کلو میٹر = 1000 میٹر
1 مربع گز = 0,836 مربع میٹر
1 مربع ایکٹر = 0,405 ہیکٹو میٹر
1 مربع میل = 2,590 مربع کلو میٹر

24 گھنٹے = ایک دن
7 دن = ایک ہفتہ
52 ہفتے + ایک دن ایک سال
1/4 365 دن = ایک سال

وزن

10 ملی گرام = 1 سینٹی گرام
10 سینٹی گرام = 1 ڈیسی گرام
10 ڈیسی گرام = 1 گرام
10 گرام = 1 ڈیکا گرام
10 ڈیکا گرام = 1 ہکٹو گرام
10 ہیکٹو گرام = 1 کلو گرام
یا 1000 گرام

مائع چیزوں کیلئے

1728 مکعب انچ =
10 ملی لیٹر = 1 سینٹی لیٹر
10 سینٹی لیٹر = 1 ڈیسی لیٹر
10 ڈیسی لیٹرز = 1 لیٹر
10 لیٹرز = 1 ڈیکا لیٹر
10 ڈیکا لیٹرز = 1 ہیکٹو لیٹر

اہم عناصر اور ان کی علامتیں

نام عنصر	علامت	نام عنصر	علامت
ہائیڈروجن	H	سلفر	S
ہیلیم	He	کلورین	Ci
لیتھیم	Li	آرگن	Ar
بیریلیم	Be	پوٹاشیم	K
بورون	B	کیلشیم	Ca
کاربن	C	اسکنڈیم	Sc
نائٹروجن	N	ٹٹانیم	Ti
آکسیجن	O	ویناڈیم	V
فلورین	F	کرومیم	Cr
نیون	Ne	میگنیز	Mn
سوڈیم	Na	آئرن	Fe
میگنیشیم	Mg	کوبالٹ	Co
المونیم	Al	نکل	Ni
سیلکون	Si	کوپر	Cu
فاسفورس	P	زنک	Zn
گیلیئم	Ge	پراسکوڈیم	Pr
جرمینیم	Ge	نیوڈیم	Nd
آرسینک	As	پرومیتھیم	Pm
سیلینئم	Se	ساریم	Sm
برومین	Br	یوروپیم	Eu
روبیڈیم	Rb	گیڈولینیم	Gd
اسٹرڈیم	Sr	ٹربیم	Tb
میٹریم	Y	ڈیپروسیم	Dy
زہرکونیم	Zr	ہالیم	Ho

نیوبیم	Nb	اربیم	Er
مولیبڈینم	Mo	یٹربیم	Yb
ٹیکنیٹیم	Tc	لیوٹیٹیم	Lu
روتھینیم	Rv	ہفنیئم	Hf
رہوڈیم	Rh	ٹنٹالیم	Ta
پلاڈیم	Pd	ٹنگسٹن	W
سلور	Ag	رہنیم	Re
کریپٹون	Kr	اوسمیم	Os
کاڈمیم	Cd	اریڈیم	Ir
انڈیم	In	پلاٹینم	Pt
ٹن	Sn	گولڈ (سونا)	Au
انٹی مونی	Sb	مرکری	Hg
ٹیلوریم	Te	لیڈ سیسہ	Pb
آئیوڈین	I	بسمتھ	Bi
ایکسنن	Ex	پولونیم	Po
سیزیم	Cs	راڈن	Rn
بیریم	Ba	تھالیئم	Ti
لینتھینم	Ca		
سیریم	Ce		
فرانسیم	Fp		
ریڈیم	Ra		
ایکٹینیم	Ac		
یورینیم	U	آئن اسٹینئیم	Es
نیپٹونیم	Np	فیرمیم	Fm
پلوٹونیم	Pu	مینڈلیونیم	Md
امریکیئم	Am	نوبیلیئم	No
سیریم	Cm	لارنیئم	Lw

بریلیم	Br	تھوریم	Th
کیلیفورنیم	Cf	پروٹیکٹینیم	Pa

امریکی اور روسی سائنسدانوں نے تین نئے بھاری ترین عناصر دریافت کیئے ہیں۔ جنکا ابھی کوئی نام طے نہیں ہوا ہے۔ ان عناصر کے آئسوٹوپس کی تشکیل کچھ یوں ہے۔

(i)114...... ایک آئسوٹوپ میں 114 پروٹان اور 184 نیوٹران شامل ہیں۔

(ii)116...... ایک آئسوٹوپ میں 166 پروٹان اور 173 نیوٹران شامل ہیں۔

(iii)118...... ایک آئسوٹوپ میں 118 پروٹان اور 175 نیوٹران شامل ہیں۔

سائنس اور پاکستان

پاکستان اسلامی دنیا کا واحد ملک ہے جس کے سائنسدانوں نے سائنس کی مختلف شاخوں میں نئی تحقیق کیلئے ملک کے طول و عرض میں انجینئرنگ، ریسرچ لیبارٹریز قائم کیں۔ انہی لیبارٹریز میں ہونیوالی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ کہ پاکستان آج دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی طاقت اور میزائل تیار کرنیوالا ملک ہونے کے علاوہ خلائی سائنس میں بھی بڑا نام بن چکا ہے۔ جبکہ دفاعی مقاصد کیلئے کم و بیش ہر قسم کا گولہ بارود بکتر بند گاڑیاں ٹینک، توپیں، جہازوں کی تعمیر و مرمت، آبدوزیں، بحری جہاز، اور دیگر قسم کے ضروری آلات پاکستان کے اندر بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان میں تیار کیا جانیوالا اسلحہ نہ صرف ملکی دفاعی ضروریات کو بخوبی پورا کر رہا ہے۔ [illegible] کی فروخت سے قوم کیلئے قیمتی زرمبادلہ بھی حاصل کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، ایوب، زرعی ریسرچ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، اور پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ادویات تیار کرنیوالی لیبارٹریز انسانی و حیوانی میڈیکل سائنس، زراعت کے میدان میں خود کفالت کو یقینی بنانے کیلئے بیجوں اور فصلوں پر نئی تحقیق کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے سائنسدانوں نے انسانی جین پر تحقیق کرتے ہوئے آنکھ کی بیماریوں سے متعلق نئے جین دریافت کیئے۔ ان جینز کی دریافت سے آنکھوں کے علاج میں کافی مدد ملی ہے۔

نئے دریافت شدہ جینز درج ذیل ہیں۔

(1). مائیکروفتی المایا (Microphitti Almia)

آنکھوں کی بناوٹ اور اس کے پیدائشی سائز میں ہونے والی کمی سے آگاہ کرنے والا جین ہے۔

(2) ریٹینیٹس پی منٹوسا (Retinitis pe Omintsa)

کچھ دیر کیلئے ختم یا معدوم ہو جانیوالی آنکھ کی روشنی (بینائی) سے متعلقہ جین۔

(3) لیبر کنجنٹل (Leber Longenital)

یہ آنکھ کے قرنیہ سے متعلق جین ہے۔ بعض افراد کا قرنیہ تکون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو آنکھ سے دیکھنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے۔

(4) نان سینڈورم ڈیف نس (Non Syndormic Deafness)

بہرے پن کے امراض سے متعلق بیماری کا جین ہے۔

پاکستان اور جوہری توانائی

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے چاغی کے مقام پر تین کامیاب ایٹمی دھماکے کر کے دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ چاغی کے مقام پر حاصل ہونیوالی کامیابی اتفاقیہ یا حالات کی پیداوار نہ تھی۔ بلکہ یہ حکومتوں اور پاکستانی سائنسدانوں کی طویل جدوجہد اور کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ اس کامیابی میں اے کیوخان ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کا سب سے اہم کردار ہے۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن ملک میں جوہری توانائی اور ریڈیائی ٹیکنالوجی کے ذریعے تحقیق کرنیوالا منفرد ادارہ ہے۔ اس ادارے کے تحت پاکستان میں سب سے پہلا نیوکلیئر پاور پلانٹ 1971ء میں کراچی میں قائم کیا گیا۔ جو آج تک کامیابی سے کمرشل بنیادوں پر کام کر رہا ہے۔ کراچی نیوکلیئر پاور پلانٹ کی بجلی کی پیداوار 137 میگاواٹ ہے۔ اس طرح اسلام آباد ریسرچ سنٹر میں زرعی بیجوں کی ترقی کیلئے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے درجنوں زرعی سائنس دن رات معروف عمل ہیں زراعت کی ترقی کیلئے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کا تیار کردہ لیزر ریولنگ ٹیکنالوجی مشین (Laser Levelling Technology) نے چھوٹے بڑے قطعہ اراضی کو ایک انچ کی سطح پر ہموار کرنے کا منفرد کارنامہ سرانجام دیا اس آلہ کی مدد سے زمین کو ہموار کر کے زمیندار سالانہ فی ایکڑ پیداوار پر اٹھنے والے اخراجات میں تیس فیصد کمی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اٹامک انرجی کمیشن نے کینسر گردوں کی بیماریوں، آنکھوں کی بیماریوں، بہرے پن کی بیماری، گلہڑ اور دیگر بے شمار بیماریوں کے علاج کیلئے ملک کے طول وعرض میں اعلیٰ معیار کی علاج گاہیں قائم کی ہیں۔ جہاں عالمی معیار کا علاج باآسانی دستیاب ہے۔ لاہور میں انمول کینسر ہسپتال اور سنٹر فار نیوکلیئر میڈیسن میو ہسپتال لاہور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ذیلی ادارے ہیں۔

پاکستان کا دوسرا نیوکلیئر پاور پلانٹ، چشنوپ، چشمہ ضلع میانوالی کے مقام پر واقع ہے۔ اس پلانٹ کی پیداواری گنجائش 300 میگاواٹ ہے۔

پاکستان میں سب سے پہلی جوہری توانائی ریسرچ لیبارٹری گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع چوہدری کی قیادت میں قائم کی گئی۔ اس وقت تک پاکستان اٹامک انرجی کمیشن قائم نہیں ہوا تھا۔ اس وقت پاکستان کے طول وعرض میں جوہری توانائی کے حوالے ریسرچ کیلئے درج ذیل مقامات پر لیبارٹریز قائم ہیں۔

پہلا ایٹمی ری ایکٹر اسلام آباد

اٹامک کمیشن کے مراکز:۔

کراچی	لاہور	پشاور
اسلام آباد	ملتان	ٹنڈو جام
فیصل آباد	حیدرآباد	چاغی
گوادر	ڈیرہ غازی خان	عیسیٰ خیل

واضح رہے کہ پاکستان کا سب سے پہلا نیوکلئیر تحقیقی ادارہ گورنمنٹ کالج لاہور میں قائم ہوا تھا۔

جوہری توانائی کیلئے قائم ادارے

(1) کہوٹہ:۔ اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ

اس لیبارٹری کو نیوکلیئر زون کا مقام حاصل ہے۔ یہاں ہونیوالی تحقیق نے پاکستان کو دفاعی مقاصد کی ضروریات سے بے نیاز کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ زمین سے زمین تک، زمین سے فضاء فضاء سے زمین، فضاء سے فضاء زمین سے بحر، بحر سے فضاء فضاء سے بحر غرضیکہ پاکستان کے تیار کردہ تمام میزائل عنزہ، حتف، غوری، شاہین، طلحہ، وغیرہ اس لیبارٹری کے تیار کردہ ہیں۔

(2) راولپنڈی:۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

(3) سہالہ:۔ یورینیم کی افزودگی

(4) گولڑہ:۔ یورینیم کی افزودگی

(5) واہ:۔ ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری

(6) عیسیٰ خیل:۔ یورینیم کی لیبارٹری

(7) راجن پور (ڈی جی خان):۔ یورینیم کے ذخائر

(8) لاکھی:۔ یورینیم کے ذخائر

(9) چشمہ:۔ ایٹمی ری ایکٹر

(10) کندیاں:۔ اٹامک انرجی کی تیاری

(11) ملتان:۔ بھاری پانی کی تیاری

(12) لاہور:۔ مائسیلنگ

(13) گروٹ (خوشاب) ٹریم کی تیاری

(14) چاغی:۔ ایٹمی تجربہ گاہ

(15) کراچی:۔ ایٹمی ری ایکٹر

خلائی سائنس

پاکستان نے اپنا پہلا مصنوعی سیارہ بدر اوّل خلا میں چین کے تعاون کیساتھ 1990ء میں روانہ کیا تھا۔ جو کچھ دن کام کرتا رہا بعدازاں اسکا زمینی کنٹرول سے رابطہ ختم ہوگیا۔ اس سیارے کی ناکامی کے باوجود پاکستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہونے لگا جو خلاؤں کی وسعتوں میں سائنسی تحقیق کا کام کر رہے ہیں۔ پاکستانی تاریخی کا سب سے اہم سنگ میل اس وقت عبور ہوا جب حکومت پاکستان نے 29 دسمبر 2002ء کو اعلان کیا کہ پاکستان نے زمینی گردش سے مطابقت رکھنے والا پہلا کمرشل مواصلاتی سیارہ پاک سیٹ ون (pak-set1) مدار میں بھجوا رہا ہے۔ جسکی یکم جنوری سے 30 جنوری تک سٹیٹ سروسز کو چیک کیا جائیگا اور اس سیارے نے یکم فروری 2003ء سے مواصلاتی سیارہ باقاعدہ خدمات فراہم کرنا شروع کردیں۔

یہ مواصلاتی سیارہ آسٹریلیا سے پانچ سال کی لیز پر حاصل کیا گیا ہے۔ پاکستانی سائنسدانوں اور انجینئرز نے معنوعی سیارے کی تیاری کا کام شروع کر رکھا ہے۔ جسکی خلا میں آمد کے بعد لیز پر حاصل شدہ مواصلاتی سیارہ آسٹریلیا کے حوالے کر دیا جائیگا۔ پاک سیٹ ون کی منتقلی کا کام 5 دسمبر 2002 سے شروع ہوا تھا جو 16 دسمبر کو 38 ڈگری ایسٹ پر واقع اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ 20 دسمبر کو اسے اسکی اصل حالت میں کھڑا کیا گیا۔ فی الحال اس سیارے کو آسٹریلیا کے مرکز واقع پرتھ سے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ جبکہ اس سیارے کی TTNC برطانیہ اور سنگاپور میں ہے۔ سیارے کے آپریشنل ہونے سے سب سے زیادہ فائدہ تعلیمی اور مواصلاتی شعبوں کو ہوا ہے۔ انٹرنیٹ سروسز کی فراہمی پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی سے قیمتی زرمبادلہ کی بچت یقینی بنانے میں مدد ملی ہے۔ جبکہ سرکاری اداروں کی کارگردگی بہتر بنانے اور ان کے باہم تبادلہ کے لیے ویڈیو کانفرنس کی سہولت دستیاب ہوئی ہے۔ پاکستان کا مواصلاتی سیارہ ہمسایہ ممالک افغانستان' ایران' نیپال اور دیگر ممالک کو مواصلاتی خدمات فراہم کرنیکی صلاحیت سے مالال ہے۔ اس سیارے کے کمرشل آپریشن کے آغاز کے بعد پی ٹی سی ایل نے انقلابی بنیادوں پر اپنی خدمات کا دائرہ کار تمام مقامات تک بڑھاتے ہوئے فوری طور پر سینکڑوں نئے دیہاتوں اور شہروں کو ٹیلی فون کنکشن فراہم کرنا شروع کر دیئے ہیں۔

پاکستان میں سائنسی ترقی اور تحقیق کے لیے وفاقی وصوبائی حکومتوں نے انقلابی بنیادوں پر مختلف منصوبوں کا آغاز کیا۔ جس کے تحت پاکستان میں میڈیکل سائنس (ہیومن اینڈ اینیمل) (human&Animal) ہیلتھ یونیورسٹی لاہور اور ویٹرنیری اینڈ اینیمل سائنس یونیورسٹی لاہور قائم کی۔ تاکہ ان شعبوں میں اعلیٰ معیار کے ڈاکٹرز اور سائنسدان تیار کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی طرح ڈاکٹریٹ کی سطح پر کام کرنیوالے ریسرچ سکالرز اور پروفیسرز کیلئے بے پناہ مراعات کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے کہ سال 2004ء کے دوران تیرہ سو سے زائد افراد مختلف شعبوں میں ڈاکٹریٹ کی سطح پر ریسرچ کا کام کر رہے ہیں۔ حکومتی سطح پر سائنسی ترقی کیلئے جو اقدامات کئے گئے وہ اپنی جگہ لیکن یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کا پرائیوٹ سیکٹر بھی اس شعبہ میں بھرپور خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ کراچی میں قائم ہمدرد یونیورسٹی جو روایتی طریقہ علاج (Herble medicine) آغا خان یونیورسٹی کراچی' میڈیکل سائنسز کے شعبہ میں قائم پہلی پاکستانی جامعہ' لاہور میں کینسر جیسی موذی بیماری پر تحقیق کرنیوالا ادارہ شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال اینڈ ریسرچ سنٹر علاج معالجے کی سہولت بھی فراہم کر رہا ہے۔

الحمداللہ پاکستان کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ براعظم انٹارکٹیکا میں پاکستانی تحقیقی ریسرچ سینٹر باقاعدہ کام کر رہا ہے۔ اس ریسرچ سنٹر کا قیام اور محدود وسائل میں وہاں تک رسائی حاصل کرنا اتنا آسان نہ تھا کہ آج صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ پاکستان کا براعظم انٹارکٹیکا میں ریسرچ سنٹر قائم ہے۔ اس مقام پر ریسرچ سینٹر پاکستانی قوم کے عزم وحوصلے کی عکاسی کرتا ہوا یہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان زندگی کے ہر شعبہ میں خود کفالت کی منزل کے حصول کیلئے ہر ممکن وسائل بروئے کار لا رہا ہے۔ مستقبل میں اس اسٹیشن کے قیام سے پاکستان براعظم کے قدرتی ومعدنی وسائل کو استعمال میں لانے کا حق محفوظ بنا چکا ہے۔

اہم سائنسی سوالات وجوابات

س:۔انسانی جسم میں اوسطاً کتنے سیل ہوتے ہیں؟

ج:۔انسانی جسم میں اوسطاً پچاس ہزار ٹریلین سیل ہوتے ہیں۔ جو زندہ ٹشوز کا حصہ ہوتے ہیں۔

س:۔نوزائیدہ بچے کے جسم میں کتنی ہڈیاں ہوتی ہے؟

ج:۔نوزائیدہ بچے کے جسم میں 300 ہڈیاں ہوتی ہیں۔ جو وقت گزرنے کیساتھ کیساتھ ایک دوسرے سے منسلک ہو کر 206 ہڈیوں تک محدود ہو جاتی ہیں۔

س:۔ایک انسانی جسم میں رگوں کی طوالت کتنے میل ہوتی ہے؟

ج:۔انسانی جسم میں اوسطاً 47 میل لمبی رگیں ہوتی ہیں۔

س:۔انسانی جسم میں کتنے گیلن پانی موجود ہوتا ہے؟

ج:۔ایک مکمل انسانی جسم میں اوسطاً 12 گیلن پانی موجود ہوتا ہے۔

س:۔انسانی جسم میں کتنے اعصاب (Muscles) پائے جاتے ہیں؟

ج:۔انسانی جسم میں 650 اعصاب (Muscles) پائے جاتے ہیں۔

س:۔انسانی جسم میں کتنی اقسام کے ہارمونز پائے جاتے ہیں؟

ج:۔انسانی جسم میں 20 قسم کے ہارمونز پائے جاتے ہیں۔

س:۔انسانی جسم میں کتنے پنٹ (Pints) خون پایا جاتا ہے؟

ج:۔انسانی جسم میں 1/2 9 پنٹ (Pints) خون موجود ہوتا ہے۔

س:۔انسانی جسم پر اوسطاً کتنے ملین بال موجود ہوتے ہیں؟

ج:۔انسانی جسم پر اوسطاً 5 ملین بال موجود ہوتے ہیں۔

س:۔انسانی جسم میں خون کے اندر ریڈ بلڈ سیلز کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

ج:۔خون کے اندر 30,000 ٹریلین ریڈ بلڈ سیلز پائے جاتے ہیں۔

س:۔خون کے اندر کونسے اجزاء پائے جاتے ہیں؟

ج:۔انسانی خون کا سب سے اہم اور بڑا عنصر پانی ہے جس میں نمکیات' ایسڈز' اور پروٹین پائی جاتی ہیں۔

س:۔خون کے ایک پنپرک (Pinprik) کے اندر سرخ سیل اور پلیٹ لیٹس کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

ج:۔خون کے ایک پنپرک میں 5,000,000 سرخ سیل 9,000 سفید سیل اور 250,000 پلیٹ لیٹس موجود ہوتے ہیں۔

س:۔جسم کے اندر کونسے سیل آکسیجن کو داخل کرتے ہیں؟

ج:۔سرخ سیل آکسیجن کو انسانی جسم کے تمام حصوں تک پہنچاتے ہیں۔

س:۔قوت مدافعت پیدا کرنیوالے سیلز کا نام بتایئے؟

ج:۔سفید سیل زخم لگنے یا خون بہنے کی صورت میں قوت مدافعت پیدا کر کے زخم کو ختم کرنے اور خون کا بہاؤ روکنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

س:۔دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ سے کام کرنیوالے انسانی دماغ کا کونسا حصہ استعمال کرتے ہیں؟

ج:۔انسانی دماغ کے دو حصے ہیں۔دائیں اور بائیں سمت والا' دائیں ہاتھ سے کام کرنیوالے بائیں سمت والا دماغ جبکہ بائیں ہاتھ سے کام کرنیوالے دائیں سمت والا دماغ استعمال کرتے ہیں۔ایسا قدرتی عمل کے تحت ہوتا ہے۔

س:۔انسانی آنکھ کتنی دور تک دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟

ج:۔امریکہ میں ہونیوالی تحقیق کے مطابق انسانی آنکھ 50 میل دور جلنے والی موم بتی کا شعلہ دیکھ سکتی ہے۔

س:۔انسانی آنکھ کتنے رنگوں اور سایوں میں تمیز کر سکتی ہے؟

ج:۔انسانی آنکھ ایک کروڑ مختلف رنگوں اور سایوں کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

س:۔آنکھ آواز کو محسوس کر سکتی ہے یا نہیں؟

ج:۔آنکھ آواز کو ارتعاش سے محسوس کر سکتی ہے۔

س:۔ناک کتنی خوشبوں کو سونگھ سکتا ہے؟

ج:۔ناک 4,000 خوشبوؤں کو سونگھ کر ان میں تمیز کر سکتا ہے۔

س:۔زبان کتنے ذائقوں میں تمیز کر سکتی ہے؟

ج:۔زبان 9,000 ذائقوں میں تمیز کر سکتی ہے؟

س:۔انسانی جسم کا کونسا حصہ سردی' گرمی' دباؤ اور درد کو محسوس کر سکتا ہے؟

ج:۔انسانی جلد۔

س:۔ورزش یا کھیلتے' یا دوڑتے ہوئے انسانی دماغ تک پیغام کتنے میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پہنچتا ہے؟

ج:۔ورزش' کھیلتے یا دوڑتے ہوتے دماغ تک پیغام 180 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پہنچتا ہے۔

س:۔ورزش کے دوران انسانی دل ایک منٹ میں کتنی بار دھڑکتا ہے؟

ج:۔ورزش کے دوران انسانی دل 150 بار فی منٹ کے حساب سے دھڑکتا ہے۔

س:۔ورزش کے دوران سانس لینے کی رفتار کتنے میل فی گھنٹہ ہوتی ہے؟

ج:۔ورزش کے دوران سانس لینے کی رفتار 104 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

س:۔کرۂ ارض پر کونسا جاندار سب سے زیادہ رفتار سے اڑ سکتا ہے؟

ج:۔سپائن ٹیلڈ سوئفٹ نامی پرندہ تمام جانداروں میں سے زیادہ تیز رفتار ہے۔اس پرندے کے اڑنے کی رفتار 104 میل فی گھنٹہ ہے۔

س:۔چیتا کتنے میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے؟

ج:۔چیتا 60 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

س:۔چیتا کتنے سیکنڈ کے اندر اندر 45 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑنے کے قابل ہو جاتا ہے؟

ج:۔چیتا صرف دو سیکنڈ کے اندر اندر 45 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

س:۔شتر مرغ (پرندہ) کتنے میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے؟

ج:۔شتر مرغ 45 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔یہ واحد پرندہ ہے جو اڑ نہیں سکتا ہے۔

س:۔گھوڑا زیادہ سے زیادہ کتنی رفتار سے دوڑ سکتا ہے؟

ج:۔گھوڑے کی زیادہ سے زیادہ رفتار 43 میل فی گھنٹہ ہے۔

س:۔وہیل مچھلی کی رفتار کتنے میل فی گھنٹہ ہے؟

ج:۔وہیل مچھلی 34 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تیر سکتی ہے۔

س:۔انسان زیادہ سے زیادہ کس رفتار سے دوڑ سکتا ہے؟

ج:۔انسان کی رفتار کی آخری حد 26.95 میل فی گھنٹہ ہے۔نوٹ (یہ رفتار معروف اتھلیٹ کارل لیوس کی دوڑ کا ریکارڈ ہے)۔

س:۔کیا کسی انسان کے فنگر پرنٹس کسی دوسرے انسان کی انگلیوں کے نشانات سے ملتے ہیں؟

ج:۔کسی بھی انسان کے فنگر پرنٹس کسی دوسرے انسان سے نہیں ملتے ہیں۔

س:۔دل ایک دن میں اوسطاً کتنی بار دھڑکتا ہے؟

ج:۔دل ایک دن میں اوسطاً 100,000 بار دھڑکتا ہے۔

س:۔انسانی جسم میں موجود سیل ایک دن میں کم از کم کتنی بار دل سے ہو کر گزرتے ہیں؟

ج:۔انسانی جسم میں موجود تمام سیل ایک دن میں کم از کم ہزار دفعہ دل کے اندر سے گزرتے ہیں۔

س:۔خون ایک گردے میں سے کتنی بار گزرتا ہے؟

ج:۔24 گھنٹوں کے دوران خون 400 بار دونوں گردوں سے گزرتا ہے۔

س:۔آنکھ ایک دن میں کتنی بار جھپکتی ہے؟

ج:۔انسانی آنکھ ایک دن میں 20,000 بار جھپکتی ہے۔

س:۔ہنسنے کے دوران کتنے انسانی اعصاب حرکت کرتے ہیں؟

ج:۔ہنسنے کے عمل کے دوران 400 اعصاب براہ راست حرکت کرتے ہیں۔

س:۔جسم پر موجود بال (زندہ یا مردہ) کونسے سیل پر مشتمل ہوتے ہیں؟

ج:۔بال مردہ سیلز (Cells) پر مشتمل ہوتے ہیں۔

س:۔بال ایک دن میں کتنے انچ بڑھتے ہیں؟

ج:۔انسانی بال ایک دن میں 0.013 انچ بڑھتے ہیں۔

س:۔ایک دن میں کتنے انسانی بال جھڑتے ہیں؟

ج:۔ایک دن میں 80 سے 100 تک انسانی بال جھڑ جاتے ہیں۔

س:۔کٹنگ نہ ہونے کی صورت میں بال اوسطاً کتنے انچ لمبے ہو جاتے ہیں۔

ج: ۔کٹنگ نہ ہونے کی صورت میں انسانی بال 24 سے 36 انچ تک لمبے ہوجاتے ہیں۔

س: ۔نوزائیدہ بچہ کتنے گھنٹے سوتا ہے؟

ج: ۔نوزائیدہ بچہ اوسطاً 20 گھنٹہ روزانہ سوتا ہے۔

س: ۔خوراک عمل انہضام کے دوران کتنے فٹ لمبی نالیوں سے گزرتی ہے؟

ج: ۔عمل انہضام کے دوران خوراک 30 فٹ لمبی نالیوں سے گزرتی ہوئی جزوجسم بنتی ہے۔

س: ۔کان آواز کو کیسے محسوس کرتے ہیں؟

ج: ۔انسانی کان ہوا کی وائبریشن (Vibration) ارتعاش سے آواز کو پہچانتا ہے۔

س: ۔انسانی حواس خمسہ کی اقسام اور تعداد بتائیے؟

ج: ۔حواس خمسہ پانچ اقسام کے ہوتے ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) دیکھنا (آنکھ) (2) سننا (کان) (3) چھونا (ہاتھ)

(4) چکھنا (زبان) (5) سونگھنا (ناک)

س: ۔ڈیم اور بیراج میں کیا فرق ہے؟

ج: ڈیم:

پن بجلی پانی کی توانائی کو کام میں لاکر پیدا کی جاتی ہے اور دریاؤں پر بند باندھے جاتے ہیں

بیراج:

کھلا اور چلتا پانی جسے پینے اور کھیتوں میں زمین کی زرخیزی کے طور پر استعمال میں لانے کے لیے سٹور کیا جائے۔

س امونیم سلفیٹ کھاد کہاں استعمال کی جاتی ہے؟

ج: امونیم سلفیٹ کو ہم بطور کھاد استعمال کرتے ہوئے کھیتوں میں زمین کی زرخیزی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

س: پاکستان میں توانائی کے دو استعمال بتائیے؟

ج: (i) صنعتوں میں بجلی کا استعمال

(ii) گھروں میں بجلی اور گیس کا استعمال

س: DNA اور RNA میں دو اہم فرق لکھیے؟

ج: DNA صرف کروماٹی میں ہوتا ہے جس سے کروموسوم بنتے ہیں جبکہ RNA کی زیادہ مقدار مائٹوپلازم میں پائی جاتی ہے تاہم RNA کی تھوڑی سی مقدار نیوکلیس میں بھی پائی جاتی ہے۔

س: لیزر کے دو استعمال بتائیے؟

ج: (i) لیزر شعاعوں کے استعمال سے آنکھ جیسے نازک حصے کی سرجری کی جاتی ہے۔

(ii) لیزر کی مدد سے کینسر جیسے موذی مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔

س: زراعت میں ریڈیو آئسوٹوپس کے دو استعمال بتائیے؟

ج: (i) زمین کی زرخیزی معلوم کی جاتی ہے۔

(ii) ایسی ادویات تیار کی جارہی ہیں جو فصلوں کو کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔

س: سائنس کی تعریف کیجیے؟

ج: سائنس لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی جاننا ہیں۔ سائنس ایک ایسا علم ہے جس سے کسی چیز کی حقیقت معلوم کی جاتی ہے۔

س: کینسر سے بچاؤ کے چار طریقے لکھیے۔

ج: (i) تمباکو نوشی سے بچنا چاہیے۔

(ii) اگر جسم پر کوئی ابھار سا پڑ جائے تو فوراً ڈاکٹر کو چیک کرائیں۔

(iii) مختلف صنعتوں میں کام کرنے والے کو اپنے ہاتھ منہ وغیرہ کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(iv) ہر سال اپنا پورا طبی معائنہ کرائیں۔

س: طبعی سائنسی علوم کی چار اہم شاخوں کو وضاحت سے بیان کیجیے۔

ج: طبعی سائنسی علوم (Physical Sciences)

یہ علوم غیر جاندار اشیاء کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ان میں علم الارض، فلکیات، طبعیات اور کیمیا کے علوم شامل ہیں۔

(الف) علم الارض

علم الارض سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں زمین پر پائی جانے والی اشیاء مثلاً مٹی، ریت، کنکر، پتھر، تیل، گیس وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر زمین کے اندر معدنیات کا وقوع اور ان کی ماہیت اس علم کا جزو ہے۔

پاکستان اور علم الارض: پاکستان میں زیر زمین معدنیات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ حکومت نے جیالوجیکل سروے آف پاکستان کی طرز کے کئی مرکزی اور صوبائی ادارے قائم کر رکھے ہیں جن کا کام ملک کی زیر زمین دولت کی نوعیت، مقام اور افادیت کے متعلق تحقیق کرنا ہے۔

(ب) فلکیات (Astronomy)

ستاروں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے علم کو فلکیات کہتے ہیں۔ فلکیات قدیم ترین سائنس ہے۔ قدیم زمانے میں چینی، ہندی، بابلی (Babylonian) اور مصری فلکیات دانوں نے کھلی آنکھوں سے قبل مشاہدہ اجسام فلکی کا بڑا عمیق مطالعہ کیا اور دلچسپ نظریات قائم کیے۔ وقت کی سال، مہینے، ہفتے اور دنوں میں تقسیم زمانہ قدیم کے فلکیات دانوں کا ہی کارنامہ ہے۔

جدید فلکیات: جدید فلکیات کی ابتدا دوربین کی ایجاد کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ ہمارے آباؤاجداد کا کائنات کے متعلق علم بڑا محدود تھا جبکہ پچھلے تین سو سالوں کی دریافتوں نے کائنات کے متعلق علم میں

بے پناہ اضافہ کیا اور مختلف قسم کے اجسام فلکی (جیسے سپرنوا، نیوٹران، سٹار، بلیک ہول) نئی کہکشائیں اور کہکشاؤں کے جھرمٹ وغیرہ دریافت کیے ہیں۔ فلکیات کے مطالعہ میں ریاضی اور طبیعات کے علوم کا بڑا حصہ ہے۔

(ج) - طبیعات (Physics)

طبیعات طبعی علوم کی وہ شاخ ہے جس میں مادہ اور توانائی کی ماہیت اور ان کے مابین تعلق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ غیر جاندار مادے اور اس کی تبدیلیوں سے متعلق مشاہدات کے لیے ضروری تکنیک اور ان مشاہدات کو بیان کرنے کے لیے زبان طبیعات ہی فراہم کرتی ہے۔

طبیعات کی شاخیں: طبیعات کی مزید شاخوں میں بانٹا جاتا ہے جیسے میکانیات، حرارت، آواز، روشنی، بجلی، ایٹم کی ساخت وغیرہ۔

طبیعات کی اہمیت: جدید زندگی کی بیشتر سہولیات جیسے بجلی سے چلنے والی مصنوعات مثلاً ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی وژن، ویڈیو کیسٹ ریکارڈر، ڈیجیٹل گھڑیاں، کمپیوٹر وغیرہ سب طبیعات کے کارنامے ہیں۔

(د) کیمیا (Chemistry)

علم کیمیا سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں مادے کے خواص، اس کی ماہیت اور ترکیب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مادے میں وقوع پزیر ہونے والی تبدیلیوں اور تعاملات کا مطالعہ بھی کیمیا کا ایک اہم جزو ہے۔ دنیا میں ہر وقت بے شمار کیمیائی عمل ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارا وجود بھی مسلسل کیمیائی تعاملات سے قائم ہے۔ خوراک کا ہضم ہونا، خون کا بہنا، وریدوں کے خون کا صاف ہونا، سب کیمیائی تعاملات کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح موم بتی کا جلنا، لوہے کو زنگ لگنا، پتوں سے آکسیجن کا پیدا ہونا کیمیائی عمل کی چند مثالیں ہیں۔

کیمیا کا استعمال: عوامل میں مادے کے مالیکیول کے جوڑ توڑ سے نئے مرکبات بنتے ہیں۔ کیمیا کا استعمال بہت وسیع ہے۔ کار کا ایندھن، ٹوتھ برش، نئی نئی ادویات، تعمیری مسالے وغیرہ کیمیا کے استعمال کی واضح مثالیں ہیں۔

س: پاکستان میں مشینی کاشت کے اہم خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

ج: مشینی کاشت

مشینی کاشت سے مراد زمین کی تیاری، بوائی، آبپاری، فصلوں کی حفاظت کٹائی، غلہ حاصل کرنے کے تمام مراحل کو مشینوں کی مدد سے تکمیل تک پہنچانا ہے۔

مشینی کاشت کے تقاضے

ہمارے کسان سخت محنت اور جان فشانی سے کام لیتے ہیں اس کے باوجود ہماری پیداوار ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ بعض اشیاء میں تو ہم خود کفیل بھی نہیں ہیں ہمارے ملک کی ستر فیصد معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اس لیئے زرعی شعبے کو مشینوں کے سہارے جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ مشینی کاشت کی افادیت کے پیش نظر مندرجہ ذیل اقدامات سے استفادہ کیا جائے۔

1۔ جدید آلات: جدید آلات کی مدد سے روایتی طریقہ کے مقابلے میں وقت کی تقریباً بیس گنا بچت ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے بلڈوزر آسانی سے نئی زمینوں کو توڑ کر زیر کاشت لاسکتے ہیں۔ روایتی طرز کے ہل بیلچے کسی اور سہاگے کی جگہ اب ٹریکٹر کہیں آسانی سے بہتر طور پر زمین تیار کرسکتے ہیں۔ ٹریکٹر کی طاقت سے بیج بونے والی، فصل کاٹنے اور اناج صاف کرنے والی کئی دوسری مشینیں بھی چلائی جاسکتی ہیں۔ اس طرح ٹریکٹر اپنی افادیت کے پیش نظر کسانوں کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ اس لیے ٹریکٹر سازی کی صنعت پر خاصی توجہ دی گئی ہے اور ملک میں ہر سال 40 ہزار سے زائد ٹریکٹر تیار کیے جارہے ہیں۔

2۔ آبپاشی کے نئے طریقے: زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے مناسب پانی کی فراہمی بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ دریاؤں سے آنے والے پانی کو ضائع ہونے سے روکنے کے لیے جدید طریقے اپنائے جائیں۔ اس مقصد کے لیے سرکاری اعانت سے نکوں اور کھالوں کو پختہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ بنجر اور ناہموار خشک علاقوں میں کئی طرح کے مصنوعی پائپوں، ہوائی سپرے اور ڈراپ آبپاشی کی ٹیکنیک کو رواج دیا جارہا ہے۔ بارانی علاقوں میں بھی آبپاشی کے لیے جدید آلات کے استعمال کی ضرورت پر زور دیا جارہا ہے۔

3۔ فصلوں کی نگہداشت: فصلوں سے بہتر پیداوار کے حصول کے لیے باقی تمام اقدامات کے ساتھ ساتھ فصلوں کی بہتر نگہداشت کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں کپاس، چاول، گنے، آم اور کیلے کی فصلوں کی بہتر پیداوار بہت حد تک حفاظتی ادویات کے استعمال سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

4۔ تحقیق اور جدت: زراعت میں تعلیم و تحقیق کے لیے تین یونیورسٹیاں اور تیس سے زائد سکول، کالج اور دوسرے ادارے بھی ہیں۔ زرعی تحقیق کی قومی کونسل اپنے تحقیقی منصوبوں کے علاوہ ان اداروں میں ہونے والی تحقیق اور تجربہ میں رابطے اور رہنمائی کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہے۔

5۔ مشینی کاشت کی افادیت: مشینی کاشت کم سرمائے، کم محنت اور کم وقت سے زیادہ پیداوار کی ضمانت بنتی ہے۔ اس سے کسانوں کو بہت حد تک سخت جانی مشقت سے بھی نجات ملتی ہے۔ کسانوں کو فراغت اور تفریح کے لیے زیادہ وقت میسر آرہا ہے اس لیے کسان کو فالتو وقت میں مرغبانی، ماہی پروری اور ڈیری فارمنگ کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔

س: کاربن کی قلمی اشکال کے نام لکھیں اور ان کے خواص کا موازنہ کریں۔

ج: جب کوئی عنصر قدرتی طور پر مختلف حالتوں میں اس طرح پایا جائے کہ ان کی کیمیائی خصوصیات ایک جیسی ہوں مگر طبعی خصوصیات مختلف ہوں تو یہ مظہر بہروپیت کہلاتا ہے۔ کاربن کی مندرجہ ذیل قلمی اشکال ہیں:

(الف) غیر قلمی حالتیں:

غیر قلمی حالت میں کاربن، کاجل، معدنی کوئلہ، حیوانی کوئلہ، گیس، کاربن، کوک وغیرہ کی شکل میں ملتا ہے۔ یہ عموماً ناخالص حالت میں ہوتا ہے۔

(ب) قلمی حالتیں:

کاربن کی مندرجہ ذیل دونوں قلمی بہروپی اشکال ہیں اور انہی حالتوں میں کاربن قدرتی طور پر آزاد حالت میں پایا جاتا ہے۔

1۔ ہیرا　　2۔ گریفائیٹ

1۔ ہیرا: ہیرا کاربن کی خالص ترین شکل ہے یہ انتہائی سخت چمکدار اور شفاف ٹھوس حالت میں پایا جاتا ہے۔ یہ جنوبی افریقہ بوتسوانہ اور ہندوستان اور جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

خواص اور فوائد:

1۔ ہیرا خالص حالت میں بے رنگ اور شفاف ہوتا ہے۔
2۔ جب اس کی تراش خراش کی جاتی ہے تو یہ انتہائی چمکدار نظر آتا ہے۔
3۔ یہ قدرتی حالت میں پائی جانے والی سخت ترین شے ہے۔
4۔ اس کی کثافت 3.3 گرام فی مکعب سم ہوتی ہے۔
5۔ یہ برقی رو کے لیے ناقص موصل ہے یعنی اس میں سے بجلی نہیں گزر سکتی۔
6۔ اگر اسے برقی بھٹی میں زیادہ دیر تک گرم کیا جائے تو یہ گریفائیٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔
7۔ ساخت کے لحاظ سے ہیرے میں پائے جانے والے ایٹم ہر طرف سے جڑے ہوتے ہیں۔ انہیں آسانی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے یہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔
8۔ یہ سخت ہونے کی وجہ سے شیشہ کاٹنے اور دوسرے آلات میں استعمال ہوتا ہے۔
9۔ ہیرے کے جڑاؤ سے قیمتی زیورات تیار کیے جاتے ہیں۔

2۔ گریفائیٹ:

گریفائیٹ سیاہی مائل بھورے رنگ کا نرم ٹھوس ہوتا ہے۔ یہ سری لنکا، ہندوستان، امریکہ، کینیڈا اور پاکستان میں پایا جاتا ہے۔

خواص اور استعمال:

1۔ گریفائیٹ ایک سیاہی مائل قلمی کاربن ہے۔
2۔ یہ ملائم نرم اور چکنا ہوتا ہے۔
3۔ یہ بجلی اور حرارت کا اچھا موصل ہے۔
4۔ اس کی کثافت 2.2 سے 2.5 تک ہوتی ہے۔
5۔ برقی بھٹی میں زیادہ دیر تک گرم کرنے سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔
6۔ ساخت کے لحاظ سے گریفائیٹ میں پائے جانے والے ایٹم تہہ دار شکل میں ہوتے ہیں۔
7۔ گریفائیٹ بطور مارکر نشان لگانے کے کام آتا ہے۔

8۔ چکنا ہونے کی وجہ سے مشینوں میں بطور گریس استعمال ہوتا ہے۔
9۔ برقی موصل ہونے کی وجہ سے برقیرے بنائے جاتے ہیں۔

س: حیوانی خلیہ کی شکل بنائیے اس کے مختلف حصوں کے نام لکھیے اور کوئی سے تین حصوں کی مختصر وضاحت کیجیے۔

ج: خلیہ کی ساخت:

خلیہ حیاتیاتی مادے پروٹوپلازم کا بنا ہوتا ہے جو چار بنیادی حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ خلوی جھلی یا سیل ممبرین (Cell Membrane)
2۔ مرکزہ نیوکلیس (Nucleus)
3۔ سائٹوپلازم (Cytoplasm)
4۔ وسطی خلا یا ویکیول (Vacuole)

1۔ خلوی جھلی یا سیل ممبرین:

(i) یہ ایک پتلی سی جھلی خلیہ کے اردگرد ہوتی ہے۔
(ii) یہ جاندار ہوتی ہے۔
(iii) یہ نیم نفوذ پذیر ہوتی ہے، خلیہ سے نکلنے والی اور اس میں داخل ہونے والی اشیا اس جھلی میں سے عمل نفوذ کے ذریعے گزرتی ہے۔

2۔ سائٹوپلازم:

خلیہ کی جھلی اور مرکزہ کے درمیان نیم شفاف دانے دار گاڑھا سیال مادہ ہوتا ہے جسے سائٹوپلازم کہتے ہیں۔ اس میں بہت سے نامیاتی اور غیر نامیاتی مرکبات مثلاً نشاستے، پروٹین اور چکنائیاں شامل ہیں ان کے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل چھوٹے چھوٹے جاندار اجسام بھی پائے جاتے ہیں۔

(i) یہ بیضوی شکل کا جسمیہ ہے جو دو سینٹری اول (Centriole) پر مشتمل ہوتا ہے۔
(ii) رائبوسومز: یہ چھوٹے اجسام ہوتے ہیں تعداد میں بہت سے ہوتے ہیں اور پروٹین بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
(iii) گالجی باڈیز: یہ چھوٹے چھوٹے دانوں، ریشوں یا تھالی کی شکل کے ہوتے ہیں بعض رطوبتوں کے بننے اور اخراج میں مدد دیتے ہیں۔
(iv) مائٹوکانڈریا: یہ چھوٹے چھوٹے ریشوں، دانوں یا سلاخ کی شکل کے ہوتے ہیں ان میں خلوی عمل تنفس کے دوران توانائی پیدا ہوتی ہے۔

3۔ نیوکلیس یا مرکزہ:

یہ عموماً خلیہ کے وسط میں ہوتا ہے۔ اس کی شکل تقریباً گول ہوتی ہے۔

(i) مرکزائی جھلی یا نیوکلیئر ممبرین: مرکزہ کے اردگرد ایک پتلی سی جھلی ہوتی ہے۔ یہ جھلی مسامدار ہوتی

ہے جن کے ذریعے چیزیں اندر یا باہر نفوذ کرتی ہیں۔

(ii) نیوکلیوپلازم: یہ مرکزہ کے اندر ایک کثیف لیکن شفاف سیال مادہ ہوتا ہے۔

(iii) کروموسومز: یہ نیوکلیو پلازم میں بہت سے الجھے ہوئے نازک دھاگے کی طرح ہوتے ہیں۔ زندگی کی بقا اور ارتقا کے لیے کروموسومز انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کروموسومز پر جینز (Genes) ہوتے ہیں۔

(iv) نیوکلیائی: مرکزے کے اندر ایک یا دو چھوٹے چھوٹے اجسام بھی ہوتے ہیں جنہیں نیوکلیائی کہتے ہیں۔

س: روغنیات میں حل ہونے والے کوئی چار وٹامن کا وقوع اور استعمال بیان کیجیے۔

ج: وٹامن اے (Vitamin A)

وٹامن اے کا حصول: یہ وٹامن عام طور پر ہری بھری گھاس، ترکاریوں، گاجر، بند گوبھی، ٹماٹر، گیہوں، مکئی اور مچھلی کے جگر، دودھ اور مکھن میں پایا جاتا ہے۔ انڈے کی زردی میں بھی اس کی بڑی مقدار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ وٹامن گوشت اور پھلوں میں بھی کسی قدر موجود ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ وٹامن سبزیوں میں کیروٹین کی صورت میں ہوتا ہے۔ جسم میں یہ کیروٹین حیاتین اے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

وٹامن اے کی اہمیت: وٹامن اے جسم کی صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ خاص طور پر نشوونما پانے والے بچوں کے لیے تو یہ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ نشوونما کا دارومدار بڑی حد تک اس پر بھی ہے۔ اس وٹامن کی کمی سے عام طور پر رات کا اندھا پن پیدا ہوتا ہے۔ دانتوں کی نشوونما اور صحت کے لیے بھی یہ وٹامن بڑا اہم ہوتا ہے۔

وٹامن ڈی (Vitamin D)

وٹامن ڈی کا حصول: یہ وٹامن کاڈ (Cod) مچھلی اور شارک مچھلی کے جگر کے تیل میں بہت وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دودھ، مکھن، بالائی اور انڈے کی زردی میں بھی پایا جاتا ہے۔

وٹامن ڈی کی اہمیت: جسم کے کیمیائی عملوں میں کیلشیم اور فاسفورس اسی وٹامن کے زیر اثر استعمال ہوتے ہیں۔ فاسفورس چونکہ ہڈیوں کا ایک اہم جزو ہے۔ اس لیے اس وٹامن کی کمی سے ہڈیاں نرم، کھوکھلی اور ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔

وٹامن ای (Vitamin E)

وٹامن ای کا حصول: اس وٹامن کا کیمیائی نام ٹوکوفیرول (Tocopherol) ہے۔ یہ وٹامن انڈے کی زردی، مونگ پھلی، زیتون کا تیل، پستہ، دودھ، مکھن اور سبزیوں مثلاً سلاد، بند گوبھی، گاجر اور آلو وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

وٹامن ای کی اہمیت: وٹامن ای کی کمی سے عضلات اور اعصاب کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور اس کی کمی سے عام طور پر عورتوں میں بانجھ پن کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔

وٹامن کے (Vitamin K)

یہ وٹامن زیادہ تر سبزیوں مثلاً گوبھی، پالک، سویابین میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کچھ مقدار گوشت میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ وٹامن خون منجمد ہونے میں مددگار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی کمی کی صورت میں اگر کوئی زخم وغیرہ لگ جائے تو خون بہنا شروع ہو جاتا ہے اور مشکل سے بند ہوتا ہے۔

س: کینسر کی پہچان کیا ہے اور اس کا علاج کیوں کر ممکن ہے؟ بیان کیجیے۔

ج: کینسر کو عام اصطلاح میں سرطان کہتے ہیں جس کا مطلب کیکڑا ہے یعنی یہ کیکڑے کی طرح انسانی جسم میں اپنے پنجے جما کر بڑھتا رہتا ہے۔ کینسر دراصل خلیات کی بے قابو اور بے تحاشا تقسیم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ عام طور پر رسولی، پھوڑے، گلٹی یا ورم کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے کینسر کے خلیے کسی ایک جگہ محدود رہتے ہیں یا پھر یہ خون کے ساتھ جسم میں بہت سی دوسری جگہوں پر پہنچ سکتے ہیں اور وہاں نئی نئی رسولیاں وغیرہ بنانے لگتے ہیں۔

کینسر کا علاج

کسی زمانے میں کینسر لا علاج سمجھا جاتا تھا۔ آج کل بھی اس کا علاج کافی مشکل ہے لیکن ممکن ہے اور خاص طور پر اگر کینسر اپنی شروع کی حالت میں تشخیص کر لیا جائے تو پھر مکمل شفا بہت حد تک ممکن ہے۔ بنیادی طور پر کینسر کا علاج مندرجہ ذیل تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

1- بذریعہ ادویات یا کیموتھراپی (Chemotherapy)

اب تک بہت سی ادویات ایجاد ہو چکی ہیں جو کینسر یا اس کے جسم میں پھیلاؤ کو کافی حد تک دور کرتی ہیں مثلاً ایک دوا (Fluaro Uracil) آج کل عام استعمال میں ہے۔

2- بذریعہ سرجری یا جراحی (By Surgery)

کینسر کی رسولی کو بذریعہ سرجری یا آپریشن نکال دیا جاتا ہے۔ عموماً بائی نائن رسولیوں کا علاج اس طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ سرائیت کرنے والے کینسر کا علاج جراحی سے پوری طرح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عام طور پر ایسا کینسر جسم کے دوسرے حصوں میں پھیل چکا ہوتا ہے۔

3- بذریعہ تابکاری (Radiotheraphy Radiation Theraphy)

بعض قسم کی تابکاری (Radiations) انسانی جسم کے (Tissues) پر گرائی جائیں تو وہاں حصوں کو توڑ پھوڑ اور تباہ کر سکتی ہیں لہٰذا ایسی ہی شعاعوں کو اگر کینسر زدہ حصے پر ڈالا جائے تو وہ کینسر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ان سب اقسام کے علاج کے باوجود یہ ممکن ہے کہ چند سالوں کے بعد کینسر پھر نمودار ہو جائے۔ کینسر کے علاج کو اس وقت تک کامیاب خیال نہیں کیا جا سکتا جب تک شفایاب ہونے کے بعد پانچ یا چھ سال تک مرض پھر نمودار نہ ہو جائے۔

س: دورِ حاضر میں نیوکلیائی توانائی انسان کے لیے بہت مفید ہے؟

ج: نیوکلیائی توانائی کے پرامن استعمال سے بہت سے فائدے حاصل کیے جا رہے ہیں جن سے انسانی زندگی اور بھی سہل ہو جاتی ہے۔

بجلی پیدا کرنا:

نیوکلیائی توانائی سے بجلی پیدا کی جا رہی ہے جس کے لیے مختلف ممالک میں ایٹمی بجلی گھر بنائے جا رہے ہیں جن میں ایٹمی انشقاق کے ذریعے حاصل ہونے والی توانائی سے جنریٹروں کو چلا کر بجلی پیدا کی جائے گی۔

جہازوں اور آبدوزوں میں استعمال:

نیوکلیائی توانائی سے بڑے بڑے جہاز اور آبدوزیں چلائی جا رہی ہیں جس سے تیل اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔ خلائی تحقیق کے بھیجے جانے والے راکٹوں میں بھی ایٹمی ایندھن استعمال کیا جا رہا ہے۔

ریڈیو آئسوٹوپ کی تیاری:

عام عناصر کو ری ایکٹر میں رکھ کر ان کے آئسوٹوپ تیار کیے جاتے ہیں پھر یہ آئسوٹوپ طب، زراعت، کیمیا، صنعت اور بیالوجی وغیرہ کی تحقیق میں بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

پیچیدہ بیماریوں کا علاج:

انسانی جسم کے کسی بیمار حصے کی نشان دہی کے لیے بھی آئسوٹوپ استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً جسم کے خلیوں کے لیے آیوڈین بہت ضروری ہے۔ یہ آیوڈین تھائی رائیڈ گلینڈ خون سے جذب کرتے ہیں۔ جتنی تیزی سے یہ گلینڈ آیوڈین جذب کریں گے اتنے ہی یہ گلینڈ صحت مند ہوں گے۔

مریض میں آیوڈین جذب ہونے کی رفتار دیکھنے کے لیے مریض کو آیوڈین کے آئسوٹوپ کی مناسب خوراک دی جاتی ہے۔ یہ آیوڈین تھائی رائیڈ گلینڈ میں جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایک آلہ گائیگر کاونٹر مریض کی گردن کے پاس لگایا جاتا ہے جس سے آیوڈین جمع ہونے کی رفتار نوٹ کی جاتی ہے اگر یہ رفتار سست ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گلینڈز صحت مند نہیں ہیں۔

ایسے عناصر جن کے ایٹم غیر قیام پذیر ہوں ہر وقت ان ایٹموں کے مرکزہ سے خاص قسم کی شعاعیں خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہ خارج ہونے والی شعاعیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

1۔ الفا ذرات یا الفا شعاعیں
2۔ بیٹا ذرات یا بیٹا شعاعیں
3۔ گیما شعاعیں

الفا ذرات یا الفا شعاعیں:

(i) الفا ذرات دو پروٹان اور دو نیوٹران پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(ii) ان پر مثبت برقی چارج ہوتا ہے جو الیکٹران کے برقی چارج سے دو گنا یعنی ہیلیم کے مرکزہ کے برابر ہوتی ہے۔

(iii) ان میں آئین بنانے کی بہت زیادہ طاقت ہوتی ہے۔

(iv) ان میں نفوذ کرنے کی طاقت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ ان کے پتلے کاغذ سے بھی روکا جا سکتا ہے۔

(v) یہ ذرات کسی ایٹم کے مرکز میں مصنوعی انتشار پیدا کر سکتے ہیں۔

(vi) یہ ذرات انسانی جسم پر جلن اور زخم پیدا کر دیتے ہیں۔

(vii) یہ ذرات ہوا میں چند سینٹی میٹر ہی فاصلے طے کر سکتے ہیں۔

(viii) الفا ذرات کی کمیت ہائیڈروجن کے نیوکلیس سے چار گنا ہوتی ہے۔

بی ٹا ذرات یا بیٹا شعاعیں:

1۔ ان پر منفی چارج ہوتا ہے یہ الیکٹران ہوتے ہیں۔
2۔ ان کی کمیت الیکٹران کی کمیت کے برابر ہوتی ہے۔
3۔ یہ الفا ذرات کی نسبت تیز رفتار ہوتے ہیں اور فضا میں کئی سو سینٹی میٹر کے فاصلے تک جا سکتے ہیں۔
4۔ ان کی نفوذی قوت الفا ذرات سے سو گنا زیادہ ہوتی ہے۔ انہیں ایک سینٹی میٹر موٹی دھاتی پلیٹ سے روکا جا سکتا ہے۔
5۔ جب بیٹا ذرات کو کسی دھاتی پلیٹ سے روکا جائے تو یہ ایکس ریز پیدا کرتے ہیں۔
6۔ یہ فوٹوگرافک پلیٹ کو متاثر کرتی ہیں۔
7۔ اگر یہ ذرات جسم میں داخل ہو جائیں تو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔

گیما شعاعیں:

1۔ یہ برقی مقناطیسی شعاعیں ہوتی ہیں۔
2۔ ان کی طول موج بہت چھوٹی لیکن فریکوینسی بہت زیادہ ہوتی ہے۔
3۔ یہ شعاعیں فضا میں بہت زیادہ دور تک جا سکتی ہیں۔
4۔ یہ شعاعیں روشنی کی رفتار سے سفر کرتی ہیں۔
5۔ انہیں صرف سیسے اور کنکریٹ کی موٹی دیواروں سے ہی روکا جا سکتا ہے۔
6۔ جب یہ شعاعیں کسی دھات پر پڑتی ہیں تو فوٹو الیکٹران خارج کرتی ہیں۔
7۔ ان کی نفوذ کی طاقت بیٹا شعاعوں سے بھی 100 گنا زیادہ ہوتی ہیں۔
8۔ گیما شعاعیں ایکس ریز کے مشابہ ہوتی ہیں لیکن ان کی توانائی ایکس ریز سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

بیالوجی

س: مائی ٹوکانڈریا کو خلیہ کا پاور ہاؤس کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: مائی ٹوکانڈریا کو خلیہ کا پاور ہاؤس اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ سیل کو توانائی فراہم کرتے ہیں۔

س: ویکسینز کے استعمال سے جسم بیماریوں سے کیوں محفوظ رہتا ہے؟

ج: ویکسینز کے استعمال سے جسم میں قوتِ مدافعت پیدا ہوتی ہے اور جسم بیماریوں کے خلاف لڑ سکتا ہے۔

س: ضیائی تالیف کے بغیر سانس لینا کیوں ممکن نہیں؟

ج: ضیائی تالیف کے بغیر سانس لینا ممکن نہیں کیونکہ ضیائی تالیف کے عمل سے پودے آکسیجن گیس ہوا میں خارج کرتے ہیں جو ہمارے سانس لینے کے کام آتی ہے۔

س: مارفولوجی اور فزیالوجی میں فرق واضح کیجیے۔

ج: مارفولوجی:

جانداروں کی شکل اور ساخت کو مارفولوجی کہتے ہیں

فزیالوجی:

جانداروں کے مختلف اعضاء کے افعال کا مطالعہ فزیالوجی کہلاتا ہے۔

س: عمل اخراج کی تعریف کیجیے۔ نیز لیور فلوک اور کیچوے کے اعضائے اخراج کے صرف نام لکھیے۔

ج: جسم سے فالتو مادوں کے اخراج کو عمل اخراج کہتے ہیں۔ لیور فلوک میں آنتیں ہوتی ہیں جبکہ کیچوے میں آنتیں نہیں ہوتی بلکہ پتلی نمدار جلد ہوتی ہے۔

س: اینڈوسپرم کہاں ہوتا ہے؟ اس کی اہمیت بیان کیجیے۔

ج: نشوونما پانے والے بیج کا وہ حصہ جس میں خوراک ذخیرہ ہوتی ہے۔

س: ٹیڈپول میں کونسے ایسے اعضاء ہوتے ہیں جو بالغ مینڈک میں نہیں ہوتے۔

ج: دم۔ انگلیوں کے درمیان جھلی نہیں ہوتی

س: بیکٹیریا سے حاصل ہونے والی دوا اینٹی بائیوٹک کے نام لکھیے۔

ج: (i) پھپھوندی (ii) بائیو اسکٹی سائیڈز

س: مینڈل کے لاء آف سیگریگیشن کی تعریف کیجیے۔

ج: تمام جانداروں میں خصوصیات کو قابو کرنے والے جینز جوڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں جو گیمٹس بنتے وقت ایک

دوسرے سے ایسے علیحدہ ہوتے ہیں جو کہ جوڑے میں سے صرف ایک جین ہی ایک گیمیٹ میں ہو۔

س: ماحولیاتی نظام کے حیاتی عوامل اور ان کی اہمیت بیان کیجیے۔

ج: ماحولیاتی نظام (Echosystem)

ایسی جگہ جہاں مختلف جاندار چاہے جانور ہوں یا پودے مل جل کر ایک دوسرے پر انحصار کرکے اپنا وجود برقرار رکھ سکتے ہوں ایک ماحولیاتی نظام کہلاتا ہے۔

ماحولیاتی نظام میں موجود طبعی عوامل

ایک ماحولیاتی نظام میں درج ذیل طبعی عوامل شامل ہوتے ہیں۔

1- درجہ حرارت　2- پانی

3- مٹی　4- فضا اور ہوا　5- روشنی

1۔ درجہ حرارت (Temperature)

ممالیا اور پرندوں کے علاوہ باقی تمام جانوروں کے جسم کا درجہ حرارت ماحول کے درجہ حرارت کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔ ماحول میں درجہ حرارت کی تبدیلی ایسے جانوروں کے میٹابولزم (Metabolism) کے عمل پر اثر انداز ہوتی ہے جن کے جسم کے اندر درجہ حرارت کو مستقل رکھنے کے لیے کوئی اندرونی طریقہ کار موجود نہیں ہوتا۔

کرہ ارض پر زمین کا درجہ حرارت عرض بلد اور اس جگہ کی بلندی (سطح سمندر سے) کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور یہ تبدیلی جانداروں کے جغرافیائی ہ۔ بندی یعنی تقسیم میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جانداروں کی اکثر انواع دنیا میں صرف ان خطوں تک محدود ہیں جہاں درجہ حرارت مناسب ہو اور وہ جانداروں کی افزائش نسل اور بقاء کے ضامن ہوں کرہ ارض کے استوائی، معتدل اور برفانی خطوں میں مختلف انواع کے جانور اور پودے پائے جاتے ہیں۔ جانداروں کی ایسی انواع جو صرف ایک خطے میں پائی جاتی ہیں وہ دوسرے خطوں میں اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتیں۔

2۔ پانی (Water)

جانداروں کے طبعی ماحول کا ایک اہم جزو پانی ہے اور یہ تمام جانداروں کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے تاہم کرہ ارض پر پانی کی تقسیم یکساں نہیں ہے۔ استوائی خطے کے مقابلے میں صحراؤں میں پانی انتہائی کم مقدار میں ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے صحراؤں میں زندگی کے آثار بہت کم ملتے ہیں۔

زمین پر رہنے والے جانوروں کے لیے بارش اور دریا پانی کا سب سے اہم ذریعہ ہیں۔ موسم گرما میں جب پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف پگھلتی ہے تو دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔

3۔ مٹی (Soil)

پودے مٹی سے نمکیات اور پانی حاصل کرتے ہیں۔ مٹی میں پوٹاشیم، کیلشیم، فاسفورس، نائٹروجن اور کئی دوسرے عناصر کے نمکیات مٹی کی زرخیزی میں اضافہ کرتے ہیں۔ ساخت کے اعتبار سے مٹی میں بھی غیر نامیاتی معدنی مادے اور نامیاتی مادے شامل ہوتے ہیں۔ غیر نامیاتی مادوں میں ریت، بھل (Silt) اور چکنی مٹی (Clay) کے

ذرات شامل ہوتے ہیں۔ پتوں اور مردہ جانوروں کے گلنے سڑنے سے نامیاتی مادہ پیدا ہوتا ہے اور پانی مٹی کے ذرات کے درمیان موجود رہتے ہیں تاکہ پودوں کی جڑوں کو بوقت ضرورت میسر ہو سکیں۔

4۔ فضا اور ہوا (Atmosphere and Wind)

فضا اور کرۂ ہوائی میں ماحول کا ایک اہم جزو ہے اور اس میں کاربن ڈائی آکسائڈ اور آکسیجن کی محدود مقدار ہوتی ہے۔ کاربن ڈائی آکسائڈ ضیائی تالیف کے لیے اور آکسیجن بنفس کے لیے درکار ہیں۔ زمین میں موجود بیکٹیریا فضائی نائٹروجن کو نائٹریٹ میں تبدیل کر کے زمین میں شامل کرتے ہیں جس سے زمین کی زرخیزی میں اضافہ ہوتا ہے۔

فضا کی متحرک حالت کو ہوا کہتے ہیں۔ تند و تیز ہوائیں جانداروں کی ساخت اور ان کے جغرافیائی پھیلاؤ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

5۔ روشنی (Light)

روشنی ماحول میں توانائی کا سرچشمہ ہے۔ ضیائی تالیف کے دوران پودے روشنی کی توانائی کو کیمیائی توانائی میں تبدیل کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی پودوں کی مقامی تقسیم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ بات بھی ہمارے لیے قابل غور ہے کہ سورج سے زمین تک پہنچنے والی روشنی کا صرف دو فیصد پودوں کی ضیائی تالیف میں استعمال ہوتا ہے جبکہ باقی 98 فیصد حصہ زمین اور سمندروں میں جذب ہو کر حرارتی توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے اس طرح شمسی توانائی زمین کا درجہ حرارت برقرار رکھتی ہے۔

س: فائیلم آرتھروپوڈا کی چار خصوصیات بیان کیجیے۔

ج: 1۔ اس فائیلم کے جسم قطعہ دار ہوتے ہیں۔ یہ قطع صرف بیرونی سطح پر ہوتے ہیں۔

2۔ ان کے جسم پر کائٹین سے بنا ہوا خول ہوتا ہے جو ڈھانچے کا کام دیتا ہے۔

3۔ اس فائیلم کے جانور پانی اور خشکی دونوں پر پائے جاتے ہیں اور مکمل جانوروں کا تین چوتھائی ہے۔

4۔ اس فائیل کے جانوروں کا جسم تین حصوں پر ہوتا ہے۔

(i) سر (ii) تھوریکس (iii) ایڈومن یا بیسٹ

س: جینوٹائپ اور فینوٹائپ میں کیا فرق ہے؟

ج: جینوٹائپ:

جاندار میں کسی خاص خصوصیت کو ظاہر کرنے والی جین کی حالت کو اس جاندار کا جینوٹائپ کہتے ہیں۔ مثلاً صحیح النسل دراز قد تنے والے پودے کو TT جین کے جوڑے سے ظاہر کیا جاتا ہے یہاں TT پودے کا دراز قد ہونے کے لحاظ سے جینوٹائپ ہے۔

فینوٹائپ:

کسی جاندار کی ظاہری خصوصیات کو جاندار کا فینوٹائپ کہتے ہیں مثلاً مٹر کے پودے کے تنے کا دراز یا پست قد ہونا اس کا فینوٹائپ ہے۔

س: مینڈل کے قوانین وراثت کی افادیت کے دو نکات بیان کیجیے۔

ج: 1۔ ہر جاندار میں کسی بھی خاصیت کو کنٹرول کرنے کے لیے فیکٹرز (Factors) کا ایک جوڑا ہوتا ہے۔

2۔ ہر جاندار اس جوڑے میں سے ایک اپنی ماں اور دوسرا اپنے باپ سے حاصل کرتا ہے۔

س: تشنج کیا ہے؟ اسے کون سے حشرات پھیلاتے ہیں۔ اس کی علامات کیا ہیں۔

ج: تشنج (Tetanus)

یہ بیماری سپور (Tetani) سے پھیلتی ہے۔ بیکٹیریا کی یہ قسم دنیا بھر میں پائی جاتی ہے۔

بیماری کا منبع (Source of Infection)

تشنج کے جراثیم زمین کے اندر اور جانوروں کے فضلات میں پائے جاتے ہیں۔ اس مرض کے جراثیم زخم، جلی ہوئی جگہ، نومولود کی ناف اور آپریشن (Surgical Suture) وغیرہ کے ذریعے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں زنگ آلود دھات مثلاً کیل سے لگنے والے گہرے زخم بہت خطرناک ہوتے ہیں۔

علامات (Symptoms)

اس بیماری کی اہم علامات درج ذیل ہیں۔

1۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔

2۔ جسم کے پٹھوں میں شدید درد اور کھنچاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

3۔ جبڑے کے پٹھے متاثر ہونے کی وجہ سے منہ کھل نہیں سکتا۔ اس حالت کو (Lock Jaw) کہتے ہیں۔

4۔ نظام تنفس متاثر ہوتا ہے۔

اہم سائنسدان اور ان کی ایجادات

ایجاد	موجد	تاریخ	قومت
موٹر کار	کارل بینز	1885ء	جرمن
ڈکٹافون	چارلس-ایس ٹینٹر	1885	امریکی
مونوٹائپ مشین	ٹیلبرٹ لینسٹن	1887ء	امریکی
متحرک تصویر لینے والا کیمرہ	ای-جے ماری-	1888ء	فرانسیسی
متحرک تصویر دکھانے والا پروجیکٹر	تھامس-اے-ایڈیسن	1891ء	امریکی
ڈیزل انجن	ریڈولف ڈیزل	1892ء	جرمن

ریڈیو ٹیلی گراف	جی۔مارکونی	1896ء	اطالوی
الیکٹرک بیٹری	وولٹا	اٹلی	1800ء
ایکسرے	رونتجن	جرمنی	1895ء
ایکسرے ٹیوب	کولج	امریکہ	1916ء
ایٹم بم	اوپن ہیمر	امریکہ	1945ء
آب دوز	بشنل	امریکہ	1776ء
اسکوٹر	براڈ شا	برطانیہ	1919ء
بندوق	تھارنٹن	امریکہ	1811ء
بم	ٹالٹ	امریکہ	1916ء
بائیسکل	میکملن	اسکاٹ لینڈ	1839ء
بائیسکل جدید	اسٹارے	برطانیہ	1884ء
بیرومیٹر	توری سیلی	اٹلی	1643ء
برف بنانے کی مشین	گوری	امریکہ	1851ء
برنر گیس	بنسن	جرمنی	1855ء
بیلون (غبارہ)	مونٹ گولفیر	فرانس	1783ء
بال پوائنٹ پین	جان لاوڈ	امریکہ	1888ء
بلیڈ (ریزر)	کنگ جیلٹ	امریکہ	1895ء
بلب	ایڈیسن	امریکہ	1879ء
برقی مقناطیس	ہنری	امریکہ	1828ء
بھاپ کا انجن	جیمز واٹ	برطانیہ	1764ء
پستول	ساموال کولٹ	امریکہ	1835ء
پرنٹنگ پریس	گٹن برگ	جرمنی	1475ء
پیراشوٹ	آندرے جیکوئیس	فرانس	1797ء
پیپر مشین	ڈکنسن	امریکہ	1809ء
تھرمامیٹر	گلیلیو گلیلی	اٹلی	1595ء
تھرمامیٹر (پارے والا)	فارن ہائیٹ	جرمنی	1714ء
تارپیڈو	لا	برطانیہ	1866ء
ٹینک (فوجی)	سوئنن	برطانیہ	1914ء

ٹریکٹر	جان فرولک	امریکہ	1892ء
ٹیلی گراف	مارکونی	اٹلی	1896ء
ٹیلی فون	گراہم بیل	امریکہ	1876ء
ٹائپ رائیٹر	شول۔گلڈن	امریکہ	1668ء
ٹیلی ویژن	جان بیئرڈ	اسکاٹ لینڈ	1926ء
خوردبین	جینسن	ہالینڈ	1590ء
دوربین	لیپرشے	ہالینڈ	1608ء
ڈائنامائٹ	الفریڈ نوبل	سویڈن	1866ء
ڈائینمو	فیراڈے۔پیسی نائی	اٹلی	1860ء
ڈائینمو (بائیڈرون کولڈ)	شولر	امریکہ	1915ء
ریڈار	ٹیلر ینگ	امریکہ	1922ء
ریان	سوان	برطانیہ	1883ء
ربر ٹائر	ہنکاک	برطانیہ	1847ء
ربڑ	چارلس گڈ ایئر	امریکہ	1841ء
ریلوے انجن	سٹیفن سن	برطانیہ	1829ء
سیمنٹ	جوزف اسپیڈین	برطانیہ	1824ء
سلائی مشین	تھیمانیر بار تھیلمی	فرانس	1850ء
سیلولائیڈ	پارکس الیگزانڈر	برطانیہ	1865ء
سیلوفین	برانڈین برگر	سوئٹزر لینڈ	1900ء
سینما مشین	ایڈیسن	امریکہ	1893ء
سینما مشین	لومیرے	فرانس	1885ء
سیفٹی ماچس	لینڈس ٹارم	سویڈن	1855ء
سٹیم بوٹ (دخانی کشتی)	سیمنگٹن	اسکاٹ لینڈ	1802ء
سٹیتھوسکوپ	لائینگ	اسکاٹ لینڈ	1819ء
سیفٹی لیمپ	سرہمفرے ڈیوی	برطانیہ	1816ء
شارٹ ہینڈ	پٹ مین	برطانیہ	1837ء
صابن	بریسلشن	جرمنی	1828ء
عدسہ (لینس)	ڈولیانڈ	برطانیہ	1758ء
فولاد	ربسمر	برطانیہ	1856ء

فوٹوگراف	ایڈیسن	امریکہ	1877ء
فوٹوگرافی	نیپس سینئر	فرانس	1826ء
فوٹو (رنگین)	لپ مین	فرانس	1891ء
فوٹو (سہ رنگی سکرین)	لومیری	فرانس	1904ء
فوٹوفون	بیل	امریکہ	1885ء
فصل کاٹنے کی مشین	مور	امریکہ	1838ء
فونٹین پین	واٹرمین	امریکہ	1884ء
کاغذ	ڈاہل	جرمنی	1844ء
کار (اسٹیم)	کگناٹ ہنسکولس	امریکہ	1769ء
کار (پیٹرول)	کارل ڈیملر	امریکہ	1876ء
گراموفون ریکارڈ	برلیز	امریکہ	1878ء
گراموفون	ایڈیسن	امریکہ	1887ء
گیس مینٹل	ویلش باش	آسٹریا	1885ء
گیسولین	مڈگلے	امریکہ	1922ء
گیسولین (ہائی آکٹین)	اپیاٹیف	روس	1930ء
گلاس (شیشہ)	بینی ڈکٹس	فرانس	1909ء
گن پاؤڈر	راجربیکن	برطانیہ	1245ء
گھاس کاٹنے کی مشین	مانگ	امریکہ	1831ء
لاؤڈ سپیکر	رائس کیلاگ	امریکہ	1924ء
لائف بوٹ	لیونل لیوکن		1785ء
لیتھ (خرادمشین)	نش	امریکہ	1845ء
مشین گن	گیٹلنگ	امریکہ	1861ء
موٹرسائیکل	ایڈورتھ ٹیلر۔ڈیمار	برطانیہ	1884-85ء
مرکری بلب	ہیوٹ	امریکہ	1912ء
مائیکروفون	برلز	امریکہ	1877ء
ماچس (فاسفورس والی)	سوریا	فرانس	1831ء
نائیلون	ڈوپنٹ لیبارٹری	امریکہ	1837ء
نائٹروگلیسرین	سابریرو	امریکہ	1846ء
نیل	بائیر	جرمنی	1880ء

نیون لیمپ	جارڈ کلاڈے	فرانس	1915ء
ویلڈنگ (الیکٹرک)	ٹامس	امریکہ	1877ء
ویلڈنگ ٹیوب	پرلینس	امریکہ	1930ء
واشنگ مشین	ہرلے		1907ء
ہوائی جہاز	آرویل اوروالبرائیٹ	امریکہ	1903ء

نوبل انعام (Nobel Prize)

سویڈن کے مشہور سائنسدان اور ڈائنامیٹ کے موجد الفریڈ نوبل نے امن سائنس اور ادب میں منفرد اور نمایاں کام کرنے والے افراد کیلئے 1896ء میں نوبل انعام کا اجراء کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے پر عملدرآمد 1901ء میں ہوا۔ ابتداً فزیالوجی کیمسٹری، فزکس، ادب اور امن کے حوالے سے انعامات دیئے گئے۔ بعدازاں 1969ء میں اکنامک سائنس کے شعبہ میں بھی نوبل انعام کا آغاز ہوا۔ اس وقت نوبل انعام دنیا کا سب سے اہم اور گرانقدر ایوارڈ تصور کیا جاتا ہے۔ اس ایوارڈ کی نمایاں خصوصیات یہ ہے کہ اسکے حقدار وہ لوگ بنتے ہیں جو کبھی کسی انعام کے طلب گار نہیں ہوتے۔ شاید اسکی یہی خوبی ہے کہ نوبل انعام حاصل کرنیوالے کو راتوں رات جو شہرت نصیب ہوتی ہے وہ کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔ ورنہ سائنس دان تحقیق کرنیوالے ذہین لوگ لیبارٹریز لائبریریز میں بڑے کام کرتے ختم ہوجاتے ہیں۔ ذیل میں ان افراد کے نام درج کئے جارہے ہیں جو خوش نصیب نوبل ایوارڈ پا چکے ہیں۔

فزکس

1901	ولہیلم کے رونتگین	جرمنی
1902	ہینڈرک اے لورنز	ہالینڈ
1903	اے ہنری بیکرل	فرانس
1903	پیری کیوری اور میری کیوری	فرانس
1904	جان سٹارٹ	برطانیہ
1905	فلپ لینارڈ	جرمنی
1906	سر جوزف تھامسن	برطانیہ
1908	جبرائیل لپ مین	فرانس
1909	مارکونی	اٹلی
1909	فرڈی ننڈ بران	جرمنی
1910	ڈی وان ڈیرواس	ہالینڈ

1911	ولہیلم وائن	جرمنی
1912	گستاف ڈیلن	سویڈن
1913	ہائیک کیمری	ہالینڈ
1914	لیکس وان	جرمنی
1915	سر ولیم براگ، ولیم ایل براگ	برطانیہ
1917	چارلس جی بارکلا	برطانیہ
1918	لیکس پلانک	برطانیہ
1919	جانز سٹارک	جرمنی
1920	چارلس ای گیلیئم	سوئٹزرلینڈ
1921	البرٹ آئن سٹائن	برطانیہ
1922	نیلز بوہر	ڈنمارک
1923	رابرٹ اے میلکان	امریکہ
1924	کارل ایم جی سیگھان	سویڈن
1925	جیمز فرانک، گستاف ہرٹز	جرمنی
1926	جین بی پیرون	فرانس
1926	آرتھر ایچ	امریکہ
1926	چارلس ٹی آر ولسن	برطانیہ
1928	سر اوان رچرڈسن	برطانیہ
1929	پرنس لوئیس ڈی وکٹر	فرانس
1930	سر چندر شیکھر رامن	انڈیا
1932	وارنر ہیسن برگ	جرمنی
1933	ایرن شروڈنگر	آسٹریلیا
1933	پال اے ایم ڈیرک	برطانیہ
1935	جیمز چاڈوک	برطانیہ
1936	وکٹر ایف ہیس	آسٹریا
1936	کارل ڈی اینڈرسن	امریکہ
1937	کلنٹن جے ڈیوین	امریکہ

1937	جارج پی تھامسن	برطانیہ
1938	انیریکو فیرمی	اٹلی
1939	ارنسٹ اور لینڈ لارنس	امریکہ
1943	اٹاسٹرن	امریکہ
1944	اسان رابی	امریکہ
1945	وولف گینگ	آسٹریلیا
1946	ولیم برس	امریکہ
1947	سر ایڈورڈ ایپلٹین	برطانیہ
1947	پیٹرک ایم ایس	امریکہ
1949	ہدیکی یوکاوا	جاپان
1950	سیل فرینک پاول	برطانیہ
1951	مرجان ڈگلس کاک کرافٹ	برطانیہ
1951	رنسٹ ٹی ایس والٹن	آئرلینڈ
1952	ایڈورڈ ملز پرسل	امریکہ
1952	فلیکس بلاک	امریکہ
1953	فرنز ڈیماک	ہالینڈ
1954	میکس بارن	برطانیہ
1955	پولی کارپ	امریکہ
1955	ولیز ای لیمب جونیئر	امریکہ
1956	ولیم سیکلے والٹرایچ	امریکہ
1956	جان براڈین	امریکہ
1957	چن ننگ ینگ	چین
1957	سنگ ڈاؤلی	چین
1958	پال اے جرنکو	روس
1958	الائے ایم فریک	روس
1958	ایگورای تم	روس
1959	ایملو سرگو	امریکہ

1959	اون چیمبر لین	امریکہ
1960	ڈونلڈ اے گلیسر	امریکہ
1961	رابرٹ ہوف سٹیڈلر	امریکہ
1962	لی ڈی لنڈاؤ	روس
1963	پال وینگر	امریکہ
1963	ماریہ جیوہوٹ	امریکہ
1963	جے ہنرڈی جینسن	جرمنی
1964	چارلس ہارڈ ٹاؤنز	امریکہ
1964	نکولس جی باسوف	روس
1965	رچرڈ پی فینمین	امریکہ
1965	جولین ایس شونگر	امریکہ
1965	شن چیرو ٹوموناگا	جاپان
1966	الفریڈ کاسٹلر	فرانس
1967	ہنس اے بیتھی	امریکہ
1968	لوئیس والٹر	امریکہ
1969	مرے گیل مین	امریکہ
1970	ہینس	فرانس
1970	لوئیس نیل	فرانس
1971	ہینس گابر	برطانیہ
1972	جان بارڈین	امریکہ
1972	لیون این کاپر	امریکہ
1972	جان رابرٹ	امریکہ
1973	ایوو گائی لور	امریکہ
1973	لیوای ساکی	جاپان
1973	برین ڈی جانسن	برطانیہ
1974	انٹونی ہوش	برطانیہ
1974	مارٹن رائل	برطانیہ

1975	جیمز رین رائز	امریکہ
1975	بن لوئیلسن بوہر	ڈنمارک
1976	برٹن رچرڈ سیموئیل سی	امریکہ
1976	سی ٹنگ	امریکہ
1977	فلپ ڈبلیو اینڈرسن	امریکہ
1977	جان ایچ وان	امریکہ
1977	نیوئل ایف موٹ	برطانیہ
1978	آرنو اے پنزاس	امریکہ
1978	رابرٹ ولسن	امریکہ
1978	پٹرایل کاپٹیا	روس
1979	سٹفن رائن برگ شیلڈن ایل	امریکہ
1979	عبدالسلام	پاکستان
1980	جیمز ڈبلیو کارنن	امریکہ
1980	وال ایل فچ	امریکہ
1981	نکولس آرتھر ایل	امریکہ
1981	کائی ایم سیگھلان	سویڈن
1982	کینتھ جی ولسن	امریکہ
1983	سرامینم چندر شیکھر	امریکہ
1983	ولیم اے فلاور	امریکہ
1984	کارلو روبیہ	اٹلی
1984	سائمن وان ڈیرمیر	ہالینڈ
1985	کلازوان کلنگ	جرمنی
1986	ارنسٹ روسکا جیراڈ	جرمنی
1986	ہیرچ	سوئٹزرلینڈ
1987	کے ایکس میولر	سوئٹزرلینڈ
1987	جے جارگ	جرمنی
1988	لیون ایم لیڈرمین سیلون	امریکہ

1988	جیک سٹینبر گر	امریکہ
1989	نارمن ایف راسے	امریکہ
1989	ہانس جی ڈی ہملٹ	امریکہ
1989	پال	جرمنی
1990	رچرڈ ای ٹیلر	کینیڈا
1990	آئی رائنڈمین	امریکہ
1990	ڈاکٹر ہنری ڈبلیو کینڈل	امریکہ
1991	ہائیرے گائیلز ڈی گینز	فرانس
1992	جارج چارپک	فرانس
1993	جوزف ایچ ٹیلر رسویل اے	امریکہ
1994	لیکی فورڈ جی شل	امریکہ
1994	برٹرام این بروک ہاؤس	امریکہ
1995	مارٹن ایل پرل	امریکہ
1995	فریڈرک اینس	امریکہ
1996	ڈیوڈ ایم جی رابرٹ سی رچرڈسن	امریکہ
1996	ڈگلس ڈی آشر آف	امریکہ
1997	سٹیون چو	امریکہ
1397	ولیم ڈی فلپس	امریکہ
1997	کلاؤڈ کوہن	فرانس
1998	رابرٹ بی لائیلم	امریکہ
1998	رسٹ ایل سٹاسمر	جرمنی
1998	ڈینیل سی لائی	امریکہ
1999	گریرڈسٹ ہافٹ	ہالینڈ
1999	مارٹینس جے بی ویلیم مین	ہالینڈ
2000	زائیرس ایل فیرو	روس
2000	جیک کلی	امریکہ
2000	ربرٹ کرومر	امریکہ

2001	کارل ای ویمن	امریکہ
2001	ایرک اے کارنر	امریکہ
2001	وولف گینگ	جرمنی
2002	ریمنڈ ڈیوس جونیئر	امریکہ
2002	ریکارڈو جیاکونی	امریکہ
2002	ماساتوشی کوشیبا	جاپان
2003	ایلکسی ابری کوسوف، ایتھونی جے لاگٹ، وٹالی گنز برگ	روس، برطانیہ، امریکہ
2004	ڈیوڈ جے گراس، ڈیوڈ پولیزر، فرینک ولزک	امریکہ
2005		
2006		
2007		

نوٹ:۔ فزکس میں نوبل انعام حاصل کرنیوالے واحد پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔

کیمسٹری

1901	جیکوئس ایچ وان	ہالینڈ
1902	ایمل فشر	جرمنی
1903	ایس وینٹ اے آرہینز	سویڈن
1904	سرولیم راسے	برطانیہ
1905	ایڈولف وان بائیر	جرمنی
1906	ہنری موئیسن	فرانس
1907	ایڈورڈ بکنر	جرمنی
1908	سرارنسٹ راتھوفورڈ	برطانیہ
1909	ولہیلم اوسٹاوالڈ	جرمنی
1910	اوٹو ولیچ	جرمنی
1911	میری کیوری	فرانس
1912	وکٹر گرگنارڈ	فرانس
1912	پال سلاٹر	فرانس

1913	الفریڈوارنر	سوئٹزرلینڈ
1914	تھیوڈورڈبلیورچرڈ	امریکہ
1915	رجسرڈویلسٹر	جرمنی
1918	فرٹزبابر	جرمنی
1920	والتھرزینسٹ	جرمنی
1921	فریڈرک ڈی سوڑی	برطانیہ
1922	فرینکس آسٹن	برطانیہ
1923	فرٹنرپرگ	امریکہ
1925	رچرڈسگمنڈی	جرمنی
1926	تھیوڈوروڈیڈبرگ	سویڈن
1927	ہنرچ وی لینڈ	جرمنی
1928	ایڈلف وانڈاس	جرمنی
1929	سرآرتھریارڈن	برطانیہ
1929	پینز کے ایس وان	سویڈن
1930	ہینزفشر	جرمنی
1931	کارل بوش	جرمنی
1931	فرائنڈرچ	جرمنی
1932	اردنگ لینگمور	امریکہ
1934	یارلڈاری	امریکہ
1935	فریڈرک جولیٹ	فرانس
1936	پیٹرے جے ڈبیلو	ہالینڈ
1937	والٹرین یاورتھ	برطانیہ
1937	پال کیرر	سوئٹزرلینڈ
1938	رچرڈکہن	جرمنی
1939	ایڈلف بریندسیٹ	جرمنی
1943	جارج	ہنگری
1944	اوٹویان	جرمنی

1945	آرٹودی ایماری	فن لینڈ
1946	جیمز بی سمنز	امریکہ
1946	جان ایچ نارتھ روپ	امریکہ
1946	وینڈل ایم سٹینلے	امریکہ
1947	سررابرٹ رابنسن	برطانیہ
1948	ایم	سویڈن
1949	ولیم فرینکس	امریکہ
1950	اوٹی ڈیلز	جرمنی
1950	کرٹ ایلڈر	جرمنی
1951	گلین ٹی سی بورگ	امریکہ
1951	ایڈون ایچ میکملن	امریکہ
1952	آرچر جان پارٹر مارٹن	برطانیہ
1952	رچرڈیورنس میلنیگن	برطانیہ
1953	ہرمن سٹنڈنگر	جرمنی
1954	لینس سی پاؤلنگ	امریکہ
1955	وینینٹ ڈبو	امریکہ
1956	سرکائرل	برطانیہ
1956	نکولائی این سیمونوف	روس
1957	سرالیگزاینڈرٹوڈ	برطانیہ
1958	فریڈرک سانگیر	برطانیہ
1959	جارسلاوہیورسکی	چیکوسلواکیہ
1960	ولبرڈ ایف لیبی	امریکہ
1961	میلون کیلون	امریکہ
1962	میکس ایف جے پرٹ	برطانیہ
1962	جان سی کینڈریو	برطانیہ
1963	کارل زگلر	جرمنی
1963	ناٹاگوئیلو	اٹلی

برطانیہ	ڈوروتھی مارے کرافٹ	1964
امریکہ	رابرٹ بی وڈورڈ	1965
امریکہ	رابرٹ سنیڈرسن	1966
جرمنی	مین فیرڈ ایگن	1967
برطانیہ	رونلڈ جی ڈبلیونورس	1967
برطانیہ	جارج پوٹر	1967
امریکہ	لارس اون ساگر	1968
برطانیہ	ڈیرک ایچ بارٹن	1969
ڈنمارک	اوڈ ہسیل	1969
ناروے	لوئس ایف	1969
ارجنٹائن	لوئیس ایف لیلوئیر	1970
کینیڈا	جیراڈ ہرزبرگ	1971
امریکہ	کرسچن بوچ جار	1972
امریکہ	اسٹفنسن شان فورڈ	1972
امریکہ	ولیم یاورڈ سٹین	1972
جرمنی	ارنسٹ اوٹو	1973
برطانیہ	جیفری ولکنسن	1973
امریکہ	پال جے فلوری	1974
آسٹریلیا	جان ڈبلیو کارن فورتھ	1975
سوئٹزرلینڈ	ولادی میر	1975
امریکہ	ولیم این لپ جوئیسر	1976
بیلجئیم	الیا	1977
برطانیہ	پیٹر مچل	1978
امریکہ	ربرٹ کابراون	1979
جرمنی	جارونگ	1979
امریکہ	پال برگ	1980
امریکہ	والٹرگلبرٹ	1980

برطانیہ	فریڈرک سانگر	1980
امریکہ	رولڈ ہلمین	1981
جاپان	کین سالی فوکیو	1981
برطانیہ	آرون کلگ	1982
امریکہ	ہنری ٹاب	1983
امریکہ	آر بروس میری فیلڈ	1984
امریکہ	ہربرٹ اے باپ مین	1985
امریکہ	جروے کارے	1985
امریکہ	ڈیوڈ آر	1986
امریکہ	یوآن ٹی لی	1986
امریکہ	ڈونلڈ بے کرام	1987
امریکہ	چارلس پڑسن	1987
فرانس	جین [illegible]	1987
جرمنی	جان ڈیزن ہونا	1988
جرمنی	رابرٹ ہبر	1988
جرمنی	ہرٹمنٹ مچل	1988
امریکہ	تھامس آر چیک	1989
امریکہ	سڈنی آسٹمیں	1999
سوئٹزرلینڈ	ایلاس جیمز کورے	1990
سوئٹزرلینڈ	رچرڈ آرانسٹا	1991
امریکہ	اوولف اے مارکوس	1992
امریکہ	کیرے بی میولیس	1993
امریکہ	جارج اے اولھے	1994
امریکہ	الیف سیزوڑرولڈیو	1995
امریکہ	ماریومولینو	1995
ہالینڈ	پال کرٹز	1995
امریکہ	رچرڈ ای اسمالے	1996

1996	رابرٹ ایف کرٹ جونیئر	امریکہ
1996	ہارولڈ ڈبلیو کروٹو	برطانیہ
1997	پال ڈی بوئیر	امریکہ
1997	سکوئی جنز	ڈنمارک
1997	جان ای مارک	برطانیہ
1998	والٹر کون	امریکہ
1998	جان اے پوپل	برطانیہ
1999	احمد ایچ زی والی	مصر اور امریکہ
2000	ایلن ہیگر	امریکہ
2000	ایلن میکڈرمڈ	امریکہ
2000	ھدیکی شیراکاوا	جاپان
2001	ولیم ناؤلز	امریکہ
2001	وریجی نوری	جاپان
2001	کے باری شارپلز	امریکہ
2002	کوئیک لن تاکا	جاپان
2002	کوٹ آرتھر وانچ	سوئٹزرلینڈ
2002	جان فین	امریکہ
2003	پیٹرا گیری، راڈک میکینن	
2004	ایرن سیچانوور، ایرون ہرش کو، اروِن راس	اسرائیل، امریکہ

میڈیسن

1901	ایمل اے وان	جرمنی
1902	سر رونلڈ راس	برطانیہ
1903	نیلس آر فینسن	ڈنمارک
1904	ایون پی پاولو	روس
1905	رابرٹ کوچ	جرمنی
1906	کامیو گولگوئی	اٹلی

1906	سانتا گورو من	سپین
1907	چارلس ایل اے لیورن	فرانس
1908	پال ایرچ	جرمنی
1908	ایلی میچر یکوف	روس
1909	تھیوڈور کوچر	سوئٹزرلینڈ
1910	البرٹ کوسیل	جرمنی
1911	ایلور گلسٹرنڈ	سویڈن
1912	ایلکس کاریل	فرانس
1913	چارلس رچ	فرانس
1914	رابرٹ بارنے	آسٹریلیا
1919	جولیس براؤٹ	بیلجیئم
1920	اگست کارخ	ڈنمارک
1922	آرچی بلڈ ہل	برطانیہ
1923	سر فریڈرک بانٹنگ	کینیڈا
1924	ولیم اینتھون	ہالینڈ
1926	جونز فیچر	ڈنمارک
1927	جولیس واز	آسٹریلیا
1928	چارلس نکولس	فرانس
1929	کرسچین ایجکمین	ہالینڈ
1930	کارل لینڈسٹیز	امریکہ
1931	آٹو ریچ واربرگ	جرمنی
1932	سر چارلز شرینگٹن	برطانیہ
1932	ایڈگرڈی ایڈرائن	امریکہ
1933	تھامس ایچ مارگن	امریکہ
1934	جارج ایچ ویپل	امریکہ
1934	جارج آر ماؤنٹ	امریکہ
1934	ولیم پی مرفی	امریکہ

1935	ہنز ہمران	جرمنی
1936	سر ہنری ڈیل	برطانیہ
1936	اٹو	جرمنی
1937	البرٹ زینٹ ڈوان	ہنگری
1938	وریل بے مینز	بلجیئم
1939	جیراڈ ڈرمک	جرمنی
1943	میزک ڈیم	ڈنمارک
1943	ایڈورڈ اے ڈوائزی	امریکہ
1945	سر الیگزینڈر فلیمنگ	برطانیہ
1945	ارنسٹ بورس	چین
1945	سر ہاورڈ فلورے	برطانیہ
1946	ہرمین جے میولر	امریکہ
1947	کارل لیف جریٹی کوری	امریکہ
1948	پال میولر	سوئٹزرلینڈ
1949	والٹز روڈلف ہیس	سوئٹزرلینڈ
1949	انتونیو کیجانیو	پرتگال
1950	فلپ ایس ہنچ	امریکہ
1950	ایڈورڈس	امریکہ
1951	لیکس تھیلر	جنوبی افریقہ
1952	سحان اے واکس مین	امریکہ
1953	فرنزاے	جرمنی (امریکہ)
1953	ٹینس	جرمنی (برطانیہ)
1954	جان ایف اینڈرس	امریکہ
1954	تھامس ایچ ویلر	امریکہ
1954	فریڈرک سی رابنز	امریکہ
1955	ہوگو	سویڈن
1956	ڈکنسن ڈبلیو رچرڈز جونیئر	امریکہ

1956	اینڈری ایف	امریکہ
1957	ڈینیل بوریٹ	اٹلی
1958	جوشاؤ	امریکہ
1958	جارج ڈبلیو ایڈورڈ ایل	امریکہ
1959	سیویرو آرتھر	امریکہ
1960	سر میکفرلن برنٹ	آسٹریلیا
1960	پیٹر برن	برطانیہ
1961	جارج وان	امریکہ
1962	جیمز ڈی واٹسن	امریکہ
1962	مورس ایچ ایف فرینکس	برطانیہ
1963	ایلن لائیڈ ایںڈریو	برطانیہ
1963	سر جان	آسٹریلیا
1964	کونرڈ	امریکہ
1964	ایف کوڈور	جرمنی
1965	فرانسوئیس اینڈری	فرانس
1965	جیکولنس	فرانس
1966	چارلس برنٹن	امریکہ
1966	فرینکس پےٹن	امریکہ
1967	یالڈن جارج رانز	امریکہ
1968	رابرٹ یار گوبینڈ	امریکہ
1968	مارشل	امریکہ
1969	لیکس الفریڈ سلواڈور	امریکہ
1970	جولیکس	امریکہ
1970	الف ایس وان	سوڈین
1970	سر برنارڈ و	برطانیہ
1971	ارل ڈبلیو	امریکہ
1972	جیر لینڈ ایم	امریکہ

1972	روڈی آر یوٹر	برطانیہ
1973	کارل وان فرش	آسٹریا
1973	کونارڈ	آسٹریا
1973	نکولس	ہالینڈ
1974	جارج ای کرچیئن	امریکہ
1975	ڈیوڈ بالٹی مور	امریکہ
1975	ہاورڈ ایم	امریکہ
1975	ایم رینالٹو	امریکہ
1976	بارچ ایس بلمبرگ	امریکہ
1976	ڈی کارلٹن	امریکہ
1977	روسیلن راج اینڈ ریو	امریکہ
1978	ڈینیل ہملٹن	امریکہ
1978	ارنز	سوئٹزرلینڈ
1979	ایلن میکلوڈ	امریکہ
1970	گاڈفری	برطانیہ
1980	باروج	امریکہ
1980	جیس ڈیوسٹ	فرانس
1980	جارج ڈی سنیل	امریکہ
1981	راجرڈ بلیواے پرے	امریکہ
1981	ڈیوڈ ایچ	امریکہ
1981	کورسٹن	سویڈن
1982	بیٹ سون	سویڈن
1962	جان آر	برطانیہ
1983	باربرا	امریکہ
1984	کیسر	برطانیہ (ارجنٹائن)
1984	جارجز جے ایف	جرمنی
1984	ٹاکس کے	جرمنی (برطانیہ)

1985	مائیکل ایس براؤن	امریکہ
1985	جوزف ایل	امریکہ
1986	ریٹالیوی مونٹالانی	امریکہ (اٹلی)
1987	سوسومو	جاپان
1988	گرٹروڈ بی ایلین	امریکہ
1988	جارج ایچ	امریکہ
1988	سرجیمز بلیک	برطانیہ
1989	جے مائیکل بشپ ہارلڈ	امریکہ
1990	جوزف ای مرے	امریکہ
1990	ڈونل تھامس	امریکہ
1991	برٹ ایروِن	جرمنی
1992	ایڈمنڈ ایڈون	امریکہ
1993	فلپ رچرڈ	برطانیہ
1994	الفریڈ مارٹن	امریکہ
1995	ایڈورڈ ایرک	امریکہ
1995	کرسچن	جرمنی
1996	پیٹری ڈورتھے	آسٹریلیا
1996	رالف ایم	سوئٹزرلینڈ
1997	سٹینلے بی	امریکہ
1998	رابرٹ ایف	امریکہ
1998	لوئیس فریڈ	امریکہ
1999	ڈاکٹر گنٹر	جرمنی امریکہ
2000	ایروڈ کارل سن	امریکہ
2000	پال گرین گارڈ	امریکہ
2000	ایرک کینڈل	امریکہ
2001	لیانڈ یارٹ ویل	امریکہ
2001	برٹیز یم نیٹ	برطانیہ

2001	پاول نیورسز	برطانیہ
2002	سڈنی برنیئر	برطانیہ
2002	جان سلسٹن ایچ	برطانیہ
2002	رابرٹ پارنز	امریکہ
2003	پیٹرمینس فیلڈ، پال سی	برطانیہ، امریکہ
2004	رچرڈ ایکسل، لنڈا ایک	امریکہ
2005		
2006		
2007		

اکنامکس

1969	رینگر	ناروے
1969	جان ٹنبر جن	ہالینڈ
1970	پال دے	امریکہ
1971	سائمن کرنز	امریکہ
1972	کینتھ جے ایرو	امریکہ
1972	سرجان آر ہیکس	امریکہ
1973	واسلے لیون ٹیف	امریکہ
1974	فویڈرک اے وان	برطانیہ
1974	گنارمرڈائکل	سویڈن
1975	لیونڈوی کرنیکوف	روس
1975	تاملنگ	امریکہ
1976	ملٹن فرائڈمین	امریکہ
1977	بیرٹل اوہلن	سویڈن
1977	جیمز ای میاؤ	برطانیہ
1978	ہربرٹ اے سیمن	امریکہ
1979	سرآرتھرلوئیس	برطانیہ

1979	تھیوڈورشلز	امریکہ
1980	لارنس آر کلین	امریکہ
1981	جیمز توبن	امریکہ
1982	جارج جے سٹگلر	امریکہ
1983	جیرڈ ڈیبورو	امریکہ
1984	سررچرڈ سٹون	امریکہ
1985	فرانکوموڈی گیلیان	امریکہ
1986	جیمز ایم بکنن	امریکہ
1987	رابرٹ ایم سلو	امریکہ
1988	موریس	فرانس
1989	ٹرایکو و	ناروے
1990	ہیری ایم مارک	امریکہ
1990	ولیم ایف شارپ	امریکہ
1990	مرٹن ایچ ملر	امریکہ
1991	رونلڈ کاؤس	امریکہ
1992	گرے ایس بیکر	امریکہ
1993	رابرٹ ڈبلیو فوگل	امریکہ
1993	ڈگلس سی نارتھ	امریکہ
1994	جان ایف ناش	امریکہ
1994	جان سی	امریکہ
1994	اسنھارڈ	جرمنی
1995	رابرٹ جونیئر	امریکہ
1996	جیمز اے مرلیس	امریکہ
1996	ولیم وکری	امریکہ
1997	رابرٹ سی مرٹن	امریکہ
1997	مائیرین سی	امریکہ
1998	امارتیا سین	بھارت

سال	نام	ملک
1999	رابرٹ اے مینڈل	امریکہ
2000	ڈینئیل میک فیڈن	امریکہ
2000	جیمز ہاک مین	امریکہ
2002	ڈینئیل کاہن مین	امریکہ
2002	ویمن سمتھ	اسرائیل
2003	رابرٹ ایف اینگل، کلائیوڈ بلیوجے	امریکہ
2004	ای کڈلن فن، ایڈورڈ سی پراسکاٹ	ناروے، امریکہ
2005		
2006		
2007		

ادب

سال	نام	ملک
1901	رینی ایف اے سلی	فرانس
1902	تھیوڈور	جرمنی
1903	بورن سٹیرو	ناروے
1904	فریڈرک میٹرل	فرانس
1904	جوز	سپین
1905	مینرک	پولینڈ
1906	گلوز	اٹلی
1907	اڑیارڈ کیلنگ	برطانیہ
1908	روڈلف	جرمنی
1909	سیلما لیگرلف	سویڈن
1910	پال وان ہیز	جرمنی
1911	موریس	بیلجیئم
1912	گیرہارٹ	جرمنی
1913	رابندرناتھ ٹیگور	انڈیا
1915	اربین رولینڈ	فرانس

سال	نام	ملک
1916	ورنردان	سویڈن
1917	کارل گیلسپرک	ڈنمارک
1919	کارل سپلٹر	سوئٹزرلینڈ
1920	نٹ ہمسن	ناروے
1921	اناتوے	فرانس
1922	جیکنتو	سپین
1923	ولیم بی ییٹ	آئرلینڈ
1924	ولاڈی سلاو	پولینڈ
1925	جارج برنارڈ شاہ	برطانیہ
1926	گرینیریا	اٹلی
1927	ہنری برگین	فرانس
1928	سگرو	ناروے
1929	تھامس مان	جرمنی
1930	سنکلر لوئیس	امریکہ
1931	ایرک اے	سویڈن
1932	جان گالسورتھی	برطانیہ
1933	ایون جی بنن	روس
1934	اگی	اٹلی
1936	ایوگین ارنیل	امریکہ
1937	رجر مارٹن	فرانس
1938	پیرل ایس بک	امریکہ
1939	فرانس ایمل	فن لینڈ
1944	جونز دی چینسن	ڈنمارک
1945	گبریلا مسٹری	چلی
1946	ہرمین ہیسے	سوئٹزرلینڈ
1947	اینڈری گائڈ	فرانس
1948	تھامس سٹرز ایلیٹ	برطانیہ

1949	ولیم فالکنر	امریکہ
1950	برٹرینڈ رسل	برطانیہ
1951	پارلیگروسٹ	سویڈن
1952	فرانکوس موریس	فرانس
1953	سرونسٹن چرچل	برطانیہ
1954	ارنسٹ ہیمنگوے	امریکہ
1955	ہالڈروکیمبلن	آئس لینڈ
1956	جون رومن	سپین
1957	البرٹ کامس	فرانس
1958	بورس پاسٹرنگ	روس
1959	سلوٹر کیسموڈو	اٹلی
1960	سینٹ جان پرسی	فرانس
1961	آئیو اینڈرک	یوگوسلاویہ
1962	جان سٹین بک	امریکہ
1963	جیارجوس	یونان
1964	جین پال سارترے	فرانس
1965	منچائیل سلووگوف	روس
1966	سیموئیل یوسف عنان	اسرائیل
1966	نیلی سیکس	سویڈن
1967	منچائیل انجیل آسٹریاس	گوئٹے مالا
1968	یاسوناری کواباطہ	جاپان
1969	سیموئیل بیکٹ	آئرلینڈ
1970	ایلکسز نیڈرشلسنطائن	روس
1971	پبلونیراڈو	چلی
1972	ہنیرچ بول	جرمنی
1973	پیٹرک رائیٹ	آسٹریلیا
1974	ایونڈ جانس	سویڈن

1974	ہیری مارٹینس	سویڈن
1975	ایگینو مونٹے	اٹلی
1976	ساؤل بی لو	امریکہ
1977	وائی سینٹ الیگزینڈر	سپین
1978	اسحاق باشیوز سنگر	امریکہ
1979	اولائیٹیس	یونان
1980	یلاس کینیٹی	بلغاریہ
1982	جیرئیل مارکوس	کولمبیا
1983	ولیم گولڈنگ	برطانیہ
1984	جاروسلاو	چیکوسلواکیہ
1985	کلوڈ سائن	فرانس
1986	وولی سائینکا	نائیجیریا
1987	جوزف براڈسکائی	فرانس
1988	نائیگل محفوظ	مصر
1989	کامیلو جوسے کیلہ	سپین
1990	اوکتاتیو پاز	میکسیکو
1991	نادینو گارڈیمور	جنوبی افریقہ
1992	ڈیرکے والکوٹ	ٹرینی ڈاڈ
1993	ٹونی موریسن	امریکہ
1994	کینز بورواوئی	جاپان
1995	سیمس ہینی	آئرلینڈ
1996	وزلاوا	پولینڈ
1997	ڈائرےفو	اٹلی
1998	جوسے ساراماگو	پرتگال
1999	کنٹرگراس	جرمنی
2000	جیاؤ ژنگ کان	چین
2002	امرے کرٹز	ہنگری

2003	جان میکسویل	جنوبی افریقہ
2004	ایلفریڈ جیلنک	آسٹریلیا
2005		
2006		
2007		

امن

1901	ہنری دونا،فریڈرک پیسی	سوئٹزرلینڈ،فرانس
1902	ایلی ڈوکومن،البرٹ گوباٹ	سوئٹزرلینڈ
1903	سرولیم آر کریمر	برطانیہ
1904	انسٹی ٹیوٹ ڈرائٹ انٹرنیشنل	
1905	برتھافان سٹنر	آسٹریا
1906	تھیوڈور روزویلٹ	امریکہ
1907	ارنسٹوٹی مونیٹا	فرانس
1908	کلاس پی آرنلڈسن،فریڈرک بجر	سویڈن،ڈنمارک
1909	آگسٹے ایم ایف بیمارٹ، بیرن پال ایچ بی بی دا ایسٹورنیلس	بلجیم،فرانس
1910	بیورو آف انٹرنیشنل پرمانٹ دالاپیکس	سوئٹزرلینڈ
1911	ٹوبیاس ایم سی اسر،الفریڈ ایچ فرائیڈ	نیدرلینڈ،آسٹریا
1912	الیوروٹ	امریکہ،
1913	ہنری لافونٹین	بلجیم
1914	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1915	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1916	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1917	انٹرنیشنل ریڈکراس	
1918	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	ناروے
1919	ووڈرو ولسن	امریکہ

1920	لیوں بورجیو	فرانس
1921	کارل ایچ برنٹنگ،کرسچین ایل لانگے	سویڈن،ناروے
1922	فرتجوف نینسں	ناروے
1923	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1924	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1925	سرآسٹن چیمبرلین،چارلس جی ڈیوس	برطانیہ،امریکہ
1926	ارسٹائیڈ بریاں،گستاف سٹریس مین	فرانس،جرمنی
1927	فرڈیناں بوئیساں،لڈوگ کوئیڈ	فرانس،جرمنی
1928	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1929	فرینک بی کیلاگ	امریکہ
1930	لارزاوجے سارڈبلوم	سویڈن
1931	جین ایڈمزاور نکولس ایم بٹلر	امریکہ
1932	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1933	آرتھر ہینڈرسن	برطانیہ
1935	کارل فان اوسٹزکی	جرمنی
1936	کارلس دا ایلس لاماس	ارجنٹائن
1937	لارڈ سیسل آف شیل وڈ	برطانیہ
1938	بین الاقوامی مہاجرین کا دفتر	سوئٹزرلینڈ
1939	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1940	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1941	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1942	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1943	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1944	انٹرنیشنل ریڈکراس	
1945	کارڈل ہل	
1946	ایملی جی بالچ، جان آر ماٹ	امریکہ
1947	امریکن فرینڈز سروس کونسل	برطانیہ

سال	نام	ملک
1948	لارڈ جان بائیڈ اور	سکاٹ لینڈ
1950	رالف جے بنچ	امریکہ
1951	لیوں جوہاؤ	فرانس
1952	البرٹ شوئٹزر	فرانسیسی استوائی افریقہ
1953	جارج سی مارشل	
1954	اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کا دفتر	
1955	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1956	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1957	لیسٹر بی پیئرسن	کینیڈا
1958	جارج ہنری پائر	بلجیئم
1959	فلپ جان نوئل بیکر	برطانیہ
1960	البرٹ جان لتھلی	جنوبی افریقہ
1961	ڈاگ ہمیر شولڈ	سویڈن
1962	لائنس پاؤلنگ	امریکہ
1963	انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس، لیگ آف ریڈ کراس سوسائٹیز	سوئٹزرلینڈ
1964	ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ جونیئر	امریکہ
1965	یونیسیف	
1966	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1967	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1968	رینی کیسی	فرانس
1969	انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن	
1970	نارمن ای بورلاگ	امریکہ
1971	ولی برانٹ	مغربی جرمنی
1972	انعام تقسیم نہیں کیا گیا	
1973	ہنری اے کسنگر	امریکہ

سال	نام	ملک
1974	ایسا کوساتو، سین میک برائڈ	جاپان، آئرلینڈ
1975	آندرے ڈی سخاروف	سوویت یونین
1976	مائی ریڈ کوریگان، بٹی ولیمز	شمالی آئرلینڈ
1977	ایمنسٹی انٹرنیشنل	-
1978	میناہم بیگن، انور سادات	اسرائیل، مصر
1979	مدر ٹریسا	کول کتہ، بھارت
1980	ایڈولف پیریز	
1981	اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کا دفتر برائے مہاجرین	
1982	الوامرڈل، الفانسو گارشیا روبلز	سویڈن، میکسیکو
1983	لیخ ویلیسا	پولینڈ
1984	بشپ ڈیسمنڈ ٹوٹو	جنوبی افریقہ
1985	انٹرنیشنل فزیشن یارڈی پریوینشن آف نیوکلیئر وار	
1986	ایلی ویزل	امریکہ
1987	آسکر آریاس سانچز	کوسٹاریکا
1988	اقوام متحدہ کی امن فوج	
1989	دلائی لامہ	تبت، چین
1990	میخائل ایس گورباچوف	سوویت یونین
1991	آنگ سانگ سوکی	برما
1992	رگوبرٹا منچو	گوئٹے مالا
1993	ایف ڈبلیو ڈی کلارک، نیلسن منڈیلا	جنوبی افریقہ
1994	یاسر عرفات، شمعون پیریز اور اسحاق رابن	فلسطین، اسرائیل
1995	جوزف راٹ بلاٹ، پگواش کانفرنس اور ورلڈ آفیئرز	برطانیہ
1996	کارلس فلپس بلوبور جوز اراموس ہورتا	ایسٹ تیمور
1997	انٹرنیشنل کمپین ٹو بین لینڈ مائنز اور جوڈی ولیمز	امریکہ
1998	جان ہیوم اور ڈیوڈ ٹرمبل	شمالی آئرلینڈ

1999	ڈاکٹرز وداؤٹ بارڈرز	رانتظیم فرانس
2000	کم ڈائی جنگ	جنوبی کوریا
2001	اقوام متحدہ اور کوفی عنان	
2002	جمی کارٹر	امریکہ
2003	شیریں عبادی	ایران
2004	ونگاری ماتھائی	کینیا
2005	محمد البرادی اور انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی	

☆ ☆ ☆

کھیلوں کی دنیا

ہاکی

ہاکی دنیا کی قدیم ترین اور مقبول کھیلوں میں شمار ہوتی ہے۔ ہاکی کا میدان 100 گز لمبا اور 60 گز چوڑا ہوتا ہے۔ گول پوسٹ 4 فٹ چوڑی ہوتی ہے۔ سفید رنگ کی گیند کا وزن 4 1/2 اونس اور ہاکی کا وزن 12 سے 28 اونس تک ہوتا ہے۔ ہر ٹیم گیارہ کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کھیل کا دورانیہ 70 منٹ میچ برابر رہنے کی صورت میں 20 منٹ اضافی دیئے جاتے ہیں۔ اگر پھر بھی فیصلہ نہ ہو تو پنلٹی سٹروکس کے ذریعہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے۔ ہاکی کا پہلا عالمی چیمپئن بننے کا اعزاز بھی پاکستان کو حاصل ہے۔

باکسنگ

اپنی نوعیت کے لحاظ سے وحشیانہ مگر دلچسپ کھیل ہے۔ قدیم اولمپک کھیلوں میں اسے کافی اہمیت حاصل تھی۔ اس کھیل کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کھیل کے اصول وضوابط 1743ء میں انگلینڈ والوں نے بنائے۔ باکسنگ موجودہ دور میں انڈور کھیلوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ کھیل رنگ کے اندر کھیلا جاتا ہے۔ جو 12 فٹ تا 20 مربع فٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کھیل میں حصہ لینے والے باکسر اپنے ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر ایک دوسرے پر حملے کرتے ہیں۔ اور مخالف کے منہ پر مکہ لگنے کی صورت میں باکسر کو ایک پوائنٹ ملتا ہے۔ موجودہ دور میں باکسنگ کے دو انداز (۱) پروفیشنل باکسنگ (۲) نان پروفیشنل باکسنگ' نان پروفیشنل باکسر کھیل کے دوران اپنے منہ پر حفاظتی گارڈ چڑھانے کے مجاز ہوتے ہیں۔ جبکہ پروفیشنل باکسنگ میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

بیڈمنٹن

44 فٹ لمبا اور 20 فٹ چوڑا میدان جسکے وسط میں پانچ فٹ بلند جال نصب کر کے دو یا چار کھلاڑی بیک وقت ریکٹ اور شٹل کارک کی مدد سے کھیلتے ہیں۔ اس کھیل کی ابتداء انگلستان سے ہوئی۔ اس وقت یہ کھیل دنیا بھر میں کھیلا اور پسند کیا جاتا ہے۔ یہ کھیل کھلے میدان اور ہال کے اندر دونوں مقامات پر کھیلا جاتا ہے۔

اتھلیٹکس

اس میں دوڑیں' نیزہ پھینکنا' چھلانگ لگانا' گولہ پھینکنا' اور اس قسم کے دیگر شامل ہیں۔ زمانہ قدیم میں سب سے پہلے اولمپک کھیل میں اتھلیٹکس کھیل شامل کیے گئے تھے۔ مقبولیت کے لحاظ سے بھی اتھلیٹکس پہلے نمبر پر ہیں۔

پولو

پولو کا دنیا کے قدیم ترین لیکن مقبول عام کھیلوں میں شمار ہوتا ہے۔ گھڑسوار ایک چھڑی کی مدد سے

بال کو گول تک لیجاتے ہیں اس کے میدان کا رقبہ 160x300 گز جبکہ کھیل کا وقت صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ میچ کے سات چکر اور ایک چکر آٹھ منٹ کا ہوتا ہے۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں کھیلی جانیوالی پولو اور اسکے میچز پوری دنیا کے سیاحوں کیلئے باعث کشش ہیں۔ ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک اسی کھیل کے دوران چوٹ لگنے سے ہلاک ہوا تھا۔

باسکٹ بال

94 فٹ لمبائی اور 50 فٹ چوڑائی پر مشتمل میدان میں یہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ کھیل میں شریک ٹیم کے کھلاڑیوں کی تعداد پانچ جبکہ گیند کا وزن 20 سے 22 اونس تک ہونا چاہیے ان ڈور اور آؤٹ ڈور دونوں انداز میں 10 کھلاڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔

بیس بال

امریکہ کا قومی کھیل بنیادی طور پر کرکٹ جیسا کھیل ہے۔ اسکا آغاز 1839 میں ہوا۔ اس کا میدان 90 مربع فٹ کا ہوتا ہے۔ میدان میں شریک ٹیم کے کھلاڑیوں کی تعداد نو ہوتی ہے۔ اس کھیل کے قوانین کارٹ وائٹ نامی نے شخص وضع کئے۔ اس کھیل میں اننگز اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب بیٹنگ کرنیوالی ٹیم کے تین کھلاڑی آؤٹ ہو جائیں۔

بلیئرڈ

فرانس اور انگلستان سے مقبولیت حاصل کرنیوالا یہ کھیل اس وقت پوری دنیا میں کھیلا جا رہا ہے۔ یہ کھیل ایک ہموار سطح کی میز پر چھڑی اور گیندوں کی مدد سے کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل میں دو کھلاڑی یا دو ٹیمیں بیک وقت حصہ لے سکتی ہیں۔ چھڑی کی لمبائی 3 فٹ سے 6 فٹ ہوتی ہے۔ جسکا اگلا سرا چمڑا سے بنا ہوتا ہے۔ سنوکر، بلیئرڈ اور سکلل اسکی اہم اقسام ہیں۔

برج

برج تاش کے پتوں کی مدد سے کھیلی جاتی ہے۔ تاش میں 52 پتے اور 52 کھیل ہیں۔ دنیا میں تاش سب سے زیادہ کھیلا جانے والا کھیل ہے۔ کھیل میں آکشن برج اور کنٹریکٹ برج بہت زیادہ مقبول ہیں۔ اس کھیل میں دونوں طرف سے دو دو کھلاڑی حصہ لیتے ہیں۔

واٹر پولو

پانی میں کھیلا جانیوالا کھیل ہے۔ پانی کی گہرائی تین فٹ ہوتی ہے۔ ایک ٹیم میں سات کھلاڑی شامل ہوتے ہیں۔ جو دوڑ کر یا پانی میں تیر کر ہاتھوں سے گیند کو مخالف ٹیم کی گول پوسٹ تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ٹینس

انگلستان سے مقبولیت کی بلندیوں کو چھونے والا یہ کھیل دلچسپی کی وجہ سے دنیا بھر میں کھیلا اور دیکھا جاتا ہے۔ یہ کسی سبزہ زار یا سیمنٹ سے تیار کردہ میدان جسکی لمبائی 78 فٹ اور چوڑائی 27 فٹ ہو میں کھیلا جاتا ہے۔ یہ کھیل ریکٹ اور ربڑ کی گیند سے کھیلا جاتا ہے۔

کرکٹ

گوروں کا گرمائی کھیل آج فٹ بال کے بعد عالمی سطح پر دوسرا مقبول ترین کھیل بن چکا ہے۔ ہر ٹیم کے کھلاڑیوں کی تعداد گیارہ ہوتی ہے۔ ماضی میں یہ کھیل پانچ روزہ ٹیسٹ میچز کی صورت میں کھیلا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ کھیل ون ڈے کرکٹ متعارف ہونے کے بعد انتہائی تیز رفتار، سنسنی خیز اور اعصاب شکن کھیل بن چکا ہے۔ یہ کھیل کھلے میدان کے وسط میں دو طرف تین وکٹیں گاڑ کر کھیلا جاتا ہے۔ وکٹوں کا درمیانی فاصلہ 22 گز ہوتا ہے۔ پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال میں سب سے زیادہ مقبول یہی کھیل ہے۔ اس خطے میں پائے جانیوالے شائقین کرکٹ نے اس کھیل کو عالمی کھیل بنایا ہے۔

بل فائٹنگ

زمانہ قدیم سے کھیلے جانیوالا کھیل موجودہ دور میں اسپین کا مقبول ترین کھیل ہے۔ اسپین میں اس کھیل کے بہت انداز رائج ہیں۔ لیکن اسکا سب سے خونیں کھیل ایک احاطے کے اندر کھیلا جاتا ہے۔ جس میں سانڈ پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ کھلاڑی سانڈ کو طیش دلا کر اس سے مقابلہ کرتا ہے اس کھیل میں کسی ایک فریق کی موت یقینی ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کھلاڑی اوزاروں کی مدد سے اپنا تحفظ کر لیتا ہے۔ جبکہ سانڈ ایسا نہیں کر سکتا ہے۔

ٹیبل ٹینس

چین کا قومی کھیل دو یا چار کھلاڑیوں کے درمیان کھیلا جاتا ہے یہ کھیل 9 فٹ لمبی اور پانچ فٹ چوڑی سٹیل نما میز پر کھیلا جاتا ہے۔ اڑھائی فٹ بلند اس میز کے وسط میں 6 انچ اونچا جال لگا دیا جاتا ہے۔ یہ کھیل مرد اور خواتین دونوں کھیلتے ہیں۔ میچ میں سنگل اور دو کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیم شریک ہوتی ہے۔

جمناسٹک

جسمانی لچک اور اعضاء کی حرکت پر مبنی کھیل جمناسٹک کہلاتا ہے۔ جمناسٹک یونانی لفظ "جمنوس" سے متعلق ہے۔ جسکا مطلب ننگا ہونا ہے۔ جمناسٹک جسمانی کرتبوں، الٹی چھلانگ لگانا، رسی پر چلنا، بلندی پر چھلانگیں لگانا، وغیرہ جیسے کھیلوں پر مشتمل ہے۔ اولمپک کھیلوں میں جمناسٹک شامل ہے۔

اسکیٹنگ

شدید۔ ممالک میں اسکیٹنگ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔ اسکیٹنگ مخصوص قسم کیٹگری کے بنے جوتے "ھزاوں ن پر برف پر پھسلنے کا کھیل ہے۔ اس کا آغاز سکینڈے نیوین ممالک سے ہوا۔ مقبولیت

انگلستان سے حاصل ہوئی۔اسکائی انگ بھی اسکیٹنگ کی طرز کا کھیل ہے۔جو سوئٹزر لینڈ میں کھیلا جاتا ہے۔

جوڈو

جاپان کی سرزمین سے نشوونما پانیوالا یہ کھیلا جسمانی مارشل آرٹس پرمبنی کھیل ہے۔یہ وہاں کے پرانے فن ''جوجسٹو'' کی قدیم شکل ہے۔جوڈوانسانی جسم کومضبوط بنانے اور پوشیدہ صلاحیتوں کومنظرعام پرلانے میں بھرپور مدد فراہم کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ کھیل پوری دنیا میں مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

سافٹ بال

سافٹ بال دور جدید کی بالکل نئی گیم ہے۔اس میں کورٹ کا انداز ہیرے جیسا ہوتا ہے جو چہار اطرف سے 60 فٹ لمبا ہوتا ہے۔جبکہ گیند کا قطر 1/8 12 انچ ہوتا ہے۔جبکہ درمیان میں لگی باسکٹ ''لیٹر بکس'' 3x7 فٹ کا ہوتا ہے۔

اسکوائش

اسکوائش دو کھلاڑیوں کے درمیان ایک بند کمرے میں کھیلا جاتا ہے۔اس میں کورٹ کی سطح ہلکی ڈھلوان ہوتی ہے۔اس لیے فٹنس کے لحاظ سے مشکل ترین کھیل ہے۔پاکستان اس کھیل میں کافی نمایاں مقام رکھتا ہے۔برٹش اوپن اسکوائش چیمپئن شپ اور ورلڈ چیمپئن شپ کے لحاظ سے پاکستان ورلڈ ریکارڈ ہولڈر ہے۔

فٹ بال

دنیا کا مقبول وعام کھیل' کھیلوں کی دنیا میں گلیمر اور پیسہ لانے والا کھیل' فٹ بال بعض ممالک میں مذہبی تقدس حاصل کر چکا ہے۔90 منٹ کے دورانیے پر مشتمل اس کھیل کا میدان 130 گز لمبا اور 100 گز چوڑا ہوتا ہے۔گیند کا قطر 127 انچ اور وزن 16 سے 14 اونس تک ہوتا ہے۔ایک ٹیم کے کھلاڑیوں کی تعداد گیارہ ہوتی ہے۔اگر کوئی ٹیم مقررہ وقت میں گول نہ کر سکے تو فیصلہ کن حیثیت میں کھیلے جانیوالے میچ کے دوران 30 منٹ کا اضافی وقت دیا جاتا ہے۔اگر کوئی ٹیم اضافی وقت میں گول کرنے میں ناکام رہے کھیل کا فیصلہ پنلٹی کک پر ہوتا ہے اولمپک کھیلوں کا حصہ ہے۔

کروکویٹ

فرانس کا مقبول کھیل جس کے دوران 2 یا 4 کھلاڑی لکڑی کی چھڑی کی مدد سے گیند کو زمین پر گڑھے ہوئے مختلف کڑوں سے گزارتے ہوتے مقررہ کھونٹی تک لیجاتے ہیں۔اس کھیل کے میدان کی لمبائی 100 گز اور چوڑائی 20 گز ہوتی ہے۔

گلی ڈنڈا

برصغیر پاک وہند کا قدیم کھیل جولکڑی کے ایک ڈنڈے اور گلی کی مدد سے کھلے میدان میں کھیلا جاتا ہے۔اس کھیل کے قواعد وضوابط باقاعدہ تیار نہیں کیے گئے۔کھیل میں دو یا چار اور اس سے زائد افراد حصہ لے سکتے ہیں۔کرکٹ اس کھیل کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

گولف

اسکاٹ لینڈ کا قومی کھیل مگر اب ساری دنیا میں کھیلا اور پسند کیا جاتا ہے۔اسکے سرسبز میدان میں 110 سے 650 گز تک کے فاصلے میں سوراخ ہوتے ہیں۔ان سوراخوں کا قطر 1/4 14 انچ ہوتا ہے۔گیند کا وزن 1.62 اونس اور کھیل کا میدان 6000 گز تک وسیع ہوتا ہے۔

گولف مہنگا کھیل ہے۔اس لیے ترقی پذیر ممالک میں عوامی سطح پر اسے کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہے۔علاوہ ازیں یہ دنیا کا واحد کھیل ہے جس میں کم سکور کرنیوالا کامیابی حاصل کرتا ہے۔

ریسلنگ

جسمانی طاقت کا کھیل ہے۔12 تا 20 فٹ چوڑے گول رنگ میں فوم کے گدے پر دو پہلوان آپس میں کشتی کر کے پوائنٹ حاصل کرتے ہیں۔

فری اسٹائل ریسلنگ

موجودہ دور کا انتہائی وحشیانہ کھیل۔اس کھیل کا رنگ 12 تا 20 فٹ کا ہوتا ہے کھیل دو یا چار افراد حصہ لے سکتے ہیں۔یہ کھیل ناک آؤٹ یعنی کسی ایک کے ہارنے تک جاری رہتا ہے۔

دیسی کشتی

برصغیر پاک وہند کا قدیم کھیل اس کھیل کو دنیا کا قدیم ترین کھیل بھی کہتے ہیں۔یہ کھیل کھلے میدان میں نرم کی ہوئی مٹی کے اوپر کھیلا جاتا ہے۔یہ کھیل کسی ایک پہلوان کی جیت تک جاری رہتا ہے۔

سوموکشتی

جاپان کی روایتی کشتی ہے۔دو پہلوان اکھاڑے میں اتر کر مقابلہ شروع کرتے ہیں۔اور اسی وقت تک لڑتے رہتے ہیں جب تک کسی ایک پہلوان کے جسم کا کوئی حصہ (پاؤں کے علاوہ) زمین کو چھو نہ لے یا پھر ایک پہلوان دوسرے پہلوان کو رنگ سے باہر نہ دھکیل دے۔

کیریٹ

جاپانی کھیل ہے۔اس کے دوران کھلاڑی ایک دوسرے کو مکوں اور پاؤں کے ذریعے پیچھے دھکیل کر فتح حاصل کرتے ہیں۔

والی بال

کا میدان 60 فٹ لمبا اور 30 فٹ چوڑا ہوتا ہے۔جبکہ گیند کا قطر دس سے بارہ انچ ہوتا ہے۔ہر ٹیم چھ کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔میدان کے وسط میں جال لگا ہوتا ہے۔جس کے آر پار کھڑی دونوں ٹیمیں بال کو اچھال کر پوائنٹس حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

ان کھیلوں کے علاوہ نیچہ آزمائی' ہینڈ بال' موٹر سائیکل وکار ریس' پہاڑوں پر دوڑنا اور بے شمار کھیل

دنیا میں رائج ہیں۔

کھیلوں کی مشہور ٹرافیاں

نام ٹرافی	کھیل اور ملک کا نام	نام ٹرافی	کھیل اور ملک کا نام
آئی سی سی چیمپیئنز ٹرافی	کرکٹ	اذلان شاہ کپ	ہاکی
آئرن ہاور ٹرافی	گالف (ورلڈ امیچور)	امریکن کپ	کشتی دوڑ بین الاقوامی
اوبر کپ	ورلڈ بیڈمنٹن (خواتین)	ایشنز سیریز	کرکٹ (مابین آسٹریلیا اور برطانیہ)
ایشیا کپ	تیراندازی (بھارت اور چین)	ایپسن ٹرافی	گھوڑ دوڑ برطانیہ
اندرا گاندھی گولڈ کپ	خواتین ہاکی (بھارت)	بیٹن کپ	ہاکی (بھارت)
بیو یو کپ	ہوائی جہازوں کا مقابلہ	پرنس آف ویلز کپ	گالف (برطانیہ)
تنکو عبدالرحمٰن کپ	بیڈمنٹن (ایشیاء)	تھامس کپ	بیڈمنٹن (ورلڈ)
جولز ریمے ٹرافی	ورلڈ ساکر	چیمپیئنز ٹرافی	ہاکی (حصہ ممالک کے مابین مقابلے)
ڈربی	گھوڑ دوڑ (بین الاقوامی)	ڈیورنڈ کپ	فٹ بال (آل راؤنڈ)
ڈیوس کپ	لان ٹینس (بین الاقوامی)	رانجی ٹرافی	کرکٹ (بھارت)
راتھمین کپ	کرکٹ (شارجہ)	رائیڈرز کپ	گالف پاکستان
ریلائنس ورلڈ کپ	کرکٹ	سوئتھلنگ	ورلڈ ٹیبل ٹینس (مرد)
شارجہ کپ	کرکٹ	شینڈر کپ	بحری جہازوں کی دوڑ (برطانیہ)
قائداعظم ٹرافی	کرکٹ (پاکستان)	صحارا کپ	کرکٹ
کاربلین کپ	ورلڈ ٹیبل ٹینس (خواتین)	فیڈریشن کپ	ٹینس (امریکہ)
لائٹ مین کپ	لان ٹینس (خواتین)	کنگز کپ	ہوائی جہاز کی دوڑ
مرڈیکا کپ	فٹ بال (ایشیاء)	کولمبو کپ	فٹ بال (میانمر)
واکر کپ	گالف (انگلستان)	کینیڈا کپ	گالف
وائٹ مین کپ	لان ٹینس (خواتین)	گرینڈ نیشنل	ہارس سٹیپل چیز ریس
ورلڈ کپ	کرکٹ، ہاکی، فٹ بال	ویسٹ چیسٹر	پولو (انگلستان)
ویمبلڈن	لان ٹینس (انگلستان)		

ممالک اور ان کے قومی کھیل

ملک کا نام	قومی کھیل	ملک کا نام	قومی کھیل
پاکستان	ہاکی	بھارت	ہاکی
آسٹریلیا	کرکٹ	سپین	بل فائٹنگ
سکاٹ لینڈ	رگبی (فٹ بال)	برطانیہ	کرکٹ
جاپان	جوڈو کراٹے	امریکہ	بیس بال
کینیڈا	آئس ہاکی	چین	ٹیبل ٹینس
برازیل	فٹ بال	سعودی عرب	فٹ بال

کھیل اور ان کے میدان

نام کھیل	میدان	نام کھیل	میدان
آئس ہاکی	رنگ	باسکٹ بال	کورٹ
باکسنگ	رنگ	بیڈمنٹن	کورٹ
بیس بال	ڈی بیٹر باکس	شطرنج	مربع بورڈ
والی بال	کورٹ	کرلنگ	برف کا ٹکڑا
گالف	کورس	ریسلنگ	رنگ
ہینڈ بال	کورٹ	ٹینس لان	کورٹ
بلیئرڈ	میز	سکواش	کورٹ

کھیل اور مقامات

مقام	نام ملک	کھیل
قذافی سٹیڈیم	پاکستان	کرکٹ
نیشنل سٹیڈیم	پاکستان	کرکٹ
ہاکی کلب	پاکستان	ہاکی
لیاقت جمنازیم	پاکستان	اتھلیٹکس
بروک لینڈ	انگلستان	فٹ بال
بلیک ہیلتھ	انگلستان	رگبی فٹ بال
پنی	انگلستان	بوئنگ
چیپاک گراؤنڈ	چنائی (بھارت)	کرکٹ
ڈیچسٹر	سینٹ لیجر (انگلستان)	گھڑ دوڑ
سپرڈوو	نیو اورلینز	فٹ بال
اوول	انگلستان	کرکٹ
ایپسن	ڈربی انگلستان	گھڑ دوڑ
اینٹری	انگلستان	گھڑ دوڑ
ایڈن گارڈن	کلکتہ (بھارت)	کرکٹ
سینڈور	چترال (پاکستان)	پولو

فارسٹ ہل	امریکہ	ٹینس
فیروزشاہ کوٹلہ	دہلی (بھارت)	کرکٹ
فورٹریس سٹیڈیم	لاہور (پاکستان)	کرکٹ
لیڈز لارڈز	انگلستان	کرکٹ
نیشنل سٹیڈیم	لاہور (پاکستان)	ہاکی
یانکی سٹیڈیم	امریکہ	باکسنگ
ہینلے	انگلستان	بوٹ ریس
ہرلنگھم	انگلستان	پولو
ویمبلڈن	انگلستان	لان ٹینس
ویمبلے	انگلستان	فٹ بال
نصیر بندہ ہاکی سٹیڈیم	اسلام آباد (پاکستان)	ہاکی
مراکانا	رائیو ڈی جینرو (برازیل)	فٹ بال

عالمی ہاکی کپ ٹورنامنٹ

ورلڈ کپ ہاکی مقابلے

1971 میں پہلا ٹورنامنٹ بارسلونا سپین میں کھیلا گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں ہاکی کے اہم ممالک حصہ لیتے ہیں۔ ہر چار سال بعد یہ ٹورنامنٹ کھیلا جاتا ہے۔ پاکستان چار مرتبہ ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ جیت چکا ہے۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

1971	پاکستان	1978	پاکستان
1982	پاکستان	1994	پاکستان

ورلڈ کپ ہاکی

سال	مقام	میزبان ملک	فاتح ملک	رنراپ ملک
1971	بارسلونا	سپین	پاکستان	سپین
1973	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈز	نیدرلینڈز	بھارت
1975	کوالالمپور	ملائیشیا	بھارت	پاکستان
1978	بیونس آئرس	ارجنٹائن	پاکستان	نیدرلینڈز
1982	بمبئی	بھارت	پاکستان	مغربی جرمنی
1986	لندن	انگلستان	نیدرلینڈز	پاکستان
1990	لاہور	پاکستان	نیدرلینڈز	پاکستان
1994	سڈنی	آسٹریلیا	پاکستان	نیدرلینڈز
1998	اتریخت	نیدرلینڈز	نیدرلینڈز	سپین
2002	کوالالمپور	ملائیشیا	جرمنی	آسٹریلیا
2006	برلن	جرمنی	-	-

اولمپکس

عالمی سطح پر کھیلوں کا سب سے بڑا ایونٹ گرمائی اولمپکس ہیں۔ جو ہر چار سال بعد منعقد ہوتے ہیں۔ موسم گرما کے جدید اولمپک کھیلوں کا آغاز قدیم یونان میں ہونیوالے کھیلوں کے اولمپک مقابلوں کی روایت کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے ہوا۔ پہلے جدید اولمپک کھیل یونان کے دارلحکومت ایتھنز میں 1896 میں منعقد ہوئے۔ ابھی تک ہونیوالے اولمپکس کھیلوں میں کم و بیش سبھی ممالک شرکت کرتے ہیں۔ سرمائی اولمپکس کا آغاز 1924 میں ہوا۔ ان کھیلوں کا انعقاد بھی ہر چار سال بعد ہوتا ہے۔

اولمپک مقابلے

سال	مقام	میزبان ملک
1896	ایتھنز	یونان
1900	پیرس	فرانس
1904	سینٹ لوئیسا	امریکہ
1908	لندن	برطانیہ
1920	انٹورپ	بیلجیئم
1928	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈ
1932	لاس اینجلس	امریکہ
1936	برلن	جرمنی
1948	لندن	برطانیہ
1952	ہیلسنکی	فن لینڈ
1956	ملبورن	آسٹریلیا
1960	روم	اٹلی
1964	ٹوکیو	جاپان
1968	میکسیکو	میکسیکو
1972	میونخ	مغربی جرمنی

1976	مانٹریال	کینیڈا
1980	ماسکو	روس
1984	لاس اینجلس	امریکہ
1988	سیول	جنوبی کوریا
1992	بارسلونا	سپین
1996	اٹلانٹا	امریکہ
2000	سڈنی	آسٹریلیا
2004	ایتھنز	یونان
2008	بیجنگ	چین

اولمپک ہاکی چیمپیئن شپ

نوٹ: اولمپک ہاکی چیمپئن شپ کے اعداد و شمار علیحدہ سے اس لئے درج کئے جا رہے ہیں کیونکہ اکثر امتحانات میں ان سے متعلقہ سوالات آتے ہیں۔

سال	مقام	میزبان ملک	فاتح ملک
1908	لندن	برطانیہ	برطانیہ
1920	انٹورپ	بیلجیئم	برطانیہ
1928	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈ	بھارت
1932	لاس اینجلس	امریکہ	بھارت
1936	برلن	جرمنی	بھارت
1948	لندن	برطانیہ	بھارت
1952	ہیلسنکی	فن لینڈ	بھارت
1956	ملبورن	آسٹریلیا	بھارت
1960	روم	اٹلی	پاکستان
1964	ٹوکیو	جاپان	بھارت
1968	میکسیکو	میکسیکو	پاکستان
1972	میونخ	مغربی جرمنی	مغربی جرمنی
1976	مانٹریال	کینیڈا	نیوزی لینڈ
1980	ماسکو	روس	بھارت
1984	لاس اینجلس	امریکہ	پاکستان
1988	سیول	جنوبی کوریا	برطانیہ
1992	بارسلونا	سپین	جرمنی
1996	اٹلانٹا	امریکہ	نیدرلینڈز
2000	سڈنی	آسٹریلیا	نیدرلینڈز
2004	ایتھنز	یونان	آسٹریلیا
2008	بیجنگ	چین	-

ورلڈ چیمپئنز ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ

سال	مقام	میزبان ملک	فاتح ملک	رنراپ ملک
1978	لاہور	پاکستان	پاکستان	آسٹریلیا
1980	کراچی	پاکستان	پاکستان	جرمنی
1981	کراچی	پاکستان	نیدرلینڈز	آسٹریلیا
1982	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈز	نیدرلینڈز	آسٹریلیا
1983	کراچی	پاکستان	آسٹریلیا	پاکستان
1984	کراچی	پاکستان	آسٹریلیا	پاکستان
1985	پرتھ	آسٹریلیا	آسٹریلیا	برطانیہ
1986	کراچی	پاکستان	جرمنی	آسٹریلیا
1987	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈز	جرمنی	نیدرلینڈ
1988	لاہور	پاکستان	جرمنی	پاکستان
1989	برلن	جرمنی	آسٹریلیا	نیدرلینڈ
1990	میلبورن	آسٹریلیا	آسٹریلیا	نیدرلینڈ
1991	برلن	جرمنی	جرمنی	پاکستان
1992	کراچی	پاکستان	جرمنی	آسٹریلیا
1993	کوالالمپور	ملائیشیا	آسٹریلیا	جرمنی
1994	لاہور	پاکستان	پاکستان	جرمنی
1995	برلن	جرمنی	جرمنی	آسٹریلیا
1996	چنائی	بھارت	ہالینڈ	پاکستان
1997	ایڈیلیڈ	آسٹریلیا	جرمنی	پاکستان
1998	لاہور	پاکستان	ہالینڈ	پاکستان

1999	برسبین	آسٹریلیا	آسٹریلیا	جنوبی کوریا
2000	ایمسٹلوین	نیدرلینڈز	نیدرلینڈز	جرمنی
2001	راٹرڈم	نیدرلینڈز	جرمنی	آسٹریلیا
2002	کولون	جرمنی	نیدرلینڈز	جرمنی
2003	ایمسٹرڈم	نیدرلینڈز	نیدرلینڈز	آسٹریلیا
2004	لاہور	پاکستان	سپین	نیدرلینڈ
2005	چنائی	انڈیا		

ایشیائی کھیلیں

اولمپک طرز پر براعظم ایشیا کے ممالک ان کھیلوں میں ہر چار سال بعد حصہ لیتے ہیں۔ پہلی ایشیائی کھیلیں 1951 میں دہلی میں منعقد کی گئیں۔ جبکہ 14 ویں ایشیائی کھیلیں جنوبی کوریا کے شہر بوسان میں منعقد ہوئیں۔ جس میں پاکستان نے ایک سونے، چاندی کے 6 اور کانسی کے 6 تمغے حاصل کیئے تھے۔ ذیل میں صرف ہاکی چیمپئن شپ کے اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں۔

سال	مقام	میزبان ملک	فاتح ملک	رنراپ ملک
1951	نئی دہلی	بھارت	بھارت	پاکستان
1954	منیلا	فلپائن	بھارت	پاکستان
1958	ٹوکیو	جاپان	پاکستان	بھارت
1962	جکارتا	انڈونیشیا	پاکستان	بھارت
1966	بنکاک	تھائی لینڈ	بھارت	پاکستان
1970	بنکاک	تھائی لینڈ	پاکستان	بھارت
1974	تہران	ایران	پاکستان	بھارت
1978	بنکاک	تھائی لینڈ	پاکستان	بھارت
1982	نئی دہلی	بھارت	پاکستان	بھارت
1986	سیول	جنوبی کوریا	جنوبی کوریا	پاکستان
1990	بیجنگ	چین	پاکستان	بھارت
1994	ہیروشیما	جاپان	جنوبی کوریا	بھارت
1998	بنکاک	تھائی لینڈ	بھارت	جنوبی کوریا
2002	بوسان	جنوبی کوریا	جنوبی کوریا	بھارت
2006	-	-	-	-

ورلڈ کپ فٹ بال

ملک	شہر	سال	فاتح	بمقابلہ	نتیجہ
یوراگوئے	مونٹی وی ڈیو	1930ء	یوراگوئے	ارجنٹائن	4-2
اٹلی	روم	1934ء	اٹلی	چیکوسلواکیہ	2-1
فرانس	پیرس	1938ء	اٹلی	ہنگری	4-2
برازیل	ریوڈی جنیرو	1950ء	یوراگوئے	برازیل	2-1
سوئٹزرلینڈ	برن	1954ء	مغربی جرمنی	ہنگری	3-1
سویڈن	سٹاک ہوم	1958ء	برازیل	سویڈن	5-2
چلی	سانتیاگو	1962ء	برازیل	چیکوسلواکیہ	3-1
انگلینڈ	لندن	1966ء	انگلینڈ	جرمنی	4-1
میکسیکو	میکسیکو سٹی	1970ء	برازیل	اٹلی	4-1
مغربی جرمنی	میونخ	1974ء	مغربی جرمنی	ہالینڈ	2-1
ارجنٹائن	بیونس آئرس	1978ء	ارجنٹائن	ہالینڈ	3-1
اسپین	میڈرڈ	1982ء	اٹلی	مغربی جرمنی	3-1
میکسیکو	میکسیکو سٹی	1986ء	ارجنٹائن	مغربی جرمنی	3-2
اٹلی	روم	1990ء	مغربی جرمنی	ارجنٹائن	1-0
امریکہ	لاس اینجلس	1994ء	برازیل	اٹلی	پینلٹی سٹروک پر فیصلہ ہوا
فرانس	پیرس	1998ء	فرانس	برازیل	3-1
جاپان	ٹوکیو	2002ء	برازیل	جرمنی	2-1
جرمنی	برلن	2006ء			

کرکٹ دنیا میں

کرکٹ ورلڈ کپ

ون ڈے کرکٹ کا عالمی ٹورنامنٹ ہر چار سال بعد منعقد ہوتا ہے۔ سب سے پہلا کرکٹ ٹورنامنٹ

1975ء میں برطانیہ میں منعقد ہوا۔ جسکی فاتح ٹیم ویسٹ انڈیز تھی۔ آخری ٹورنامنٹ 2003 میں جنوبی افریقہ' زمبابوے اور کینیا میں منعقد ہوا۔ کرکٹ ورلڈ کپ مقابلوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	میزبان	فاتح ملک	دوسرے نمبر پر آنے والا ملک
1	1975	برطانیہ	ویسٹ انڈیز	آسٹریلیا
2	1979	برطانیہ	ویسٹ انڈیز	برطانیہ
3	1983	برطانیہ	انڈیا	ویسٹ انڈیز
4	1987	پاکستان' بھارت	آسٹریلیا	برطانیہ
5	1992	آسٹریلیا	پاکستان	برطانیہ
6	1996	پاکستان' بھارت' سری لنکا	سری لنکا	آسٹریلیا
7	1999	برطانیہ' سکاٹ لینڈ	آسٹریلیا	پاکستان
8	2003	جنوبی افریقہ' زمبابوے' کینیا	آسٹریلیا	بھارت
9	2007	ویسٹ انڈیز	-	-

آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی کرکٹ ٹورنامنٹ

سال	مقام	میزبان ملک	فاتح ملک
1998	ڈھاکہ	بنگلہ دیش	جنوبی افریقہ
2000	نیروبی	کینیا	نیوزی لینڈ
2002	کولمبو	سری لنکا	انڈیا، سری لنکا
2004	اوول	انگلینڈ	ویسٹ انڈیز

سکوائش

سکوائش وہ پہلا کھیل ہے جس میں پاکستان نے پہلی بار کوئی عالمی اعزاز حاصل کیا پاکستان کے لئے یہ اعزاز حاصل کرنے والے کھلاڑی دنیائے سکوائش کے بے تاج بادشاہ ہاشم خان تھے۔ ہاشم خان جب پہلی بار برٹش سکوائش ٹورنامنٹ جیت کر پاکستان پہنچے تو کراچی ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کرنے والوں میں گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین بھی شامل تھے۔ ذیل میں برٹش اوپن سکوائش چمپئین شپ کے ریکارڈ دیئے جا رہے ہیں۔

سال	فاتح کھلاڑی	فاتح ملک	رنراپ کھلاڑی	رنراپ ملک
1948	ایم اے کریم	مصر	جے پی ایس ٹی جی	برطانیہ
1949	ایم اے کریم	مصر	بی سی فلپس	برطانیہ
1950	ایم اے کریم	مصر	اے باری	بھارت

سال	فاتح کھلاڑی	فاتح ملک	رنراپ کھلاڑی	رنراپ ملک
1951	ہاشم خان	پاکستان	ایم اے کریم	مصر
1952	ہاشم خان	پاکستان	ایم اے کریم	مصر
1953	ہاشم خان	پاکستان	آر بی آر ولسن	برطانیہ
1954	ہاشم خان	پاکستان	اعظم خان	پاکستان
1955	ہاشم خان	پاکستان	اعظم خان	پاکستان
1956	ہاشم خان	پاکستان	روشن خان	پاکستان
1957	روشن خان	پاکستان	ہاشم خان	پاکستان
1958	ہاشم خان	پاکستان	اعظم خان	پاکستان
1959	اعظم خان	پاکستان	محب اللہ خان	پاکستان
1960	اعظم خان	پاکستان	روشن خان	پاکستان
1961	اعظم خان	پاکستان	محب اللہ خان	پاکستان
1962	اعظم خان	پاکستان	محب اللہ خان	پاکستان
1963	محب اللہ خان	پاکستان	اے ابوطالب	مصر
1964	اے ابوطالب	مصر	ایم اے آڈی	سکاٹ لینڈ
1965	اے ابوطالب	مصر	آئی۔ این	مصر
1966	اے ابوطالب	مصر	آفتاب جاوید	پاکستان
1967	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	آفتاب جاوید	پاکستان
1968	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	اے ابوطالب	مصر
1969	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	سی نین کیرو	آسٹریلیا
1970	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	جیف ہنٹ	آسٹریلیا
1971	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	آفتاب جاوید	پاکستان
1972	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	جیف ہنٹ	آسٹریلیا
1973	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	گوگی علاؤالدین	پاکستان
1974	جے۔ پی۔ بیرنگٹن	آئرلینڈ	ایم۔ یاسین	پاکستان
1975	قمرالزمان	پاکستان	گوگی علاؤالدین	پاکستان
1976	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	محب اللہ خان	پاکستان
1977	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	سی نین کیرو	آسٹریلیا
1978	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان
1979	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان

1980	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان
1981	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	جہانگیر خان	پاکستان
1982	جہانگیر خان	پاکستان	ہدی جہاں	پاکستان
1983	جہانگیر خان	پاکستان	جواد	مصر
1984	جہانگیر خان	پاکستان	قمرالزماں	پاکستان
1985	جہانگیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1986	جہانگیر خان	پاکستان	راس نارمن	نیوزی لینڈ
1987	جہانگیر خان	پاکستان	جان شیر خان	پاکستان
1988	جہانگیر خان	پاکستان	روڈنی مارٹن	آسٹریلیا
1989	جہانگیر خان	پاکستان	روڈنی مارٹن	آسٹریلیا
1990	جہانگیر خان	پاکستان	روڈنی مارٹن	آسٹریلیا
1991	جہانگیر خان	پاکستان	جان شیر خان	پاکستان
1992	جان شیر خان	پاکستان	کرس رابرٹسن	آسٹریلیا
1993	جان شیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1994	جان شیر خان	پاکستان	بریٹ مارٹن	آسٹریلیا
1995	جان شیر خان	پاکستان	پیٹر مارشل	انگلینڈ
1996	جان شیر خان	پاکستان	روڈنی آئلز	آسٹریلیا
1997	جان شیر خان	پاکستان	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ
1998	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ	جان شیر خان	پاکستان
2000	ڈیوڈ ایوانز	برطانیہ	پال پرائس	آسٹریلیا
2001	ڈیوڈ پامر	آئرلینڈ		
2002	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ		
2003	ڈیوڈ پامر	آئرلینڈ		
2004				
2005				

ورلڈ اوپن سکواش چیمپئن شپ

سال	فاتح کھلاڑی	فاتح ملک	رنراپ کھلاڑی	رنراپ ملک
1975	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	محب اللہ خان	پاکستان
1976	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان
1979	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان
1980	جیف ہنٹ	آسٹریلیا	قمرالزماں	پاکستان
1981	جہانگیر خان	پاکستان	جیف ہنٹ	آسٹریلیا
1982	جہانگیر خان	پاکستان	ڈین ولیمز	آسٹریلیا
1983	جہانگیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1984	جہانگیر خان	پاکستان	قمرالزماں	پاکستان
1985	جہانگیر خان	پاکستان	راس نارمن	نیوزی لینڈ
1986	راس نارمن	نیوزی لینڈ	جہانگیر خان	پاکستان
1987	جان شیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1988	جہانگیر خان	پاکستان	جان شیر خان	پاکستان
1989	جان شیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1990	جان شیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1991	روڈنی مارٹن	آسٹریلیا	جہانگیر خان	پاکستان
1992	جان شیر خان	پاکستان	کرس ڈٹمار	آسٹریلیا
1993	جان شیر خان	پاکستان	جہانگیر خان	پاکستان
1994	جان شیر خان	پاکستان	پیٹر مارشل	انگلینڈ
1995	جان شیر خان	پاکستان	ڈیل ہیرس	انگلینڈ
1996	جان شیر خان	پاکستان	روڈنی آئلز	آسٹریلیا
1997	روڈنی آئلز	آسٹریلیا	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ
1998	جوناتھن پاور	کینیڈا	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ
1999	پیٹر نکول	سکاٹ لینڈ	احمد بریدا	مصر
2002	ڈیوڈ پامر	آسٹریلیا	جان وائٹ	سکاٹ لینڈ
2003	امر شبانہ	مصر	لنکو	فرانس
2004	تھیری لنکو	فرانس		
2005	امر شبانہ	مصر		

کھلاڑی شخصیات کے متعلق اہم سوالات وجوابات

س:۔ پاکستان نے کس کھیل میں سب سے پہلے اولمپک گولڈ میڈل حاصل کیا؟

ج:۔ ہاکی۔

س:۔ پاکستان کے اس مشہور کھلاڑی کا نام بتائیے جس نے دس بار برٹش اوپن چیمپئن شپ جیتی۔؟

ج:۔ جہانگیر خان

س:۔ ورلڈ کپ فٹ بال فائنل 2002 کا مین آف دی میچ کونسا کھلاڑی تھا؟

ج:۔ برازیل کے مشہور فارورڈ رونالڈو۔

س:۔ باکسنگ کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جس نے اپنا چھینا ہوا اعزاز تین دفعہ حاصل کیا۔؟

ج:۔ مشہور باکسر محمد علی۔

س:۔ پاکستان کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جس نے 94 میں ورلڈ سنوکر چیمپئن شپ جیتی تھی۔؟

ج:۔ محمد یوسف

س:۔ 1994ء میں پاکستان کن کھیلوں کا عالمی چیمپئن بنا۔ انفرادی ایونٹس میں چیمپئن بننے والے کھلاڑیوں اور جیتنے والی ٹیموں کے کپتانوں کے نام بتایئے۔؟

ج:۔ پاکستان سنوکر' اسکوائش' ہاکی' اور کرکٹ کا عالمی چیمپئن تھا۔

(i) سنوکر — محمد یوسف

(ii) اسکوائش — جان شیر خان

(iii) ہاکی — محمد شہباز سینئر (کپتان)

(iv) کرکٹ — عمران خان (کپتان)

س:۔ ٹیسٹ کرکٹ کھیلنے والے تمام ممالک کیخلاف سنچریاں بنانے کا اعزاز کن کھلاڑیوں کو حاصل ہے۔؟

ج:۔ گیری کرسٹن جنوبی افریقہ' سٹیو واآسٹریلیا۔ چون ٹنڈولکر۔ انڈیا

س:۔ پاکستان نے بھارت میں عالمی ہاکی ورلڈ کپ کس کھلاڑی کی قیادت میں جیتا تھا۔؟

ج:۔ کپتان اختر رسول' یہ ورلڈ کپ بمبئی شہر میں منعقد ہوا تھا۔

س:۔ بیسویں صدی کا مین آف دی سپورٹس آف سنچری کا اعزاز کس کھلاڑی کو ملا۔؟

ج:۔ باکسر محمد علی کلے' سابق ہیوی ویٹ ورلڈ چیمپئن باکسنگ

س:۔ پاکستان کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جس نے ایشیائی کھیلوں منعقدہ بوسان میں طلائی تمغہ حاصل کیا۔؟

ج:۔ مہراللہ نے باکسنگ میں طلائی تمغہ حاصل کیا تھا۔

س:۔ اسکوائش ورلڈ کپ جیتنے والے تین پاکستانی کھلاڑیوں کے نام بتایئے۔؟

ج:۔ قمرالزمان' جہانگیر خان' اور جان شیر خان

س:۔ برٹش اوپن اسکوائش چیمپئن شپ جیتنے والے پاکستانی کھلاڑیوں کے نام بتایئے۔؟

ج:۔ ہاشم خان' روشن خان' اعظم خان' جہانگیر خان' جان شیر خان۔

س:۔ ون ڈے کرکٹ میں پانچ سو اور ٹیسٹ کرکٹ میں چار سو سے زائد وکٹیں حاصل کرنیوالے فاسٹ باؤلر کا نام اور ملک سے تعلق بتایئے۔؟

ج:۔ وسیم اکرم' جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔ وسیم اکرم نے ایک روزہ میچ میں 502 وکٹیں 356 میچ کھیل کر حاصل کیں جبکہ وہ ٹیسٹ کرکٹ میں 414 وکٹیں حاصل کر چکے ہیں۔

س:۔ ایک روزہ کرکٹ میں سب سے بڑی اننگز کھیلنے والے کھلاڑی کا نام بتایئے۔؟

ج:۔ سعید انور 194 رنز کی اننگز بھارت کے کیخلاف کھیل چکے ہیں۔ یہ میچ 21 مئی 1997 کو مدراس میں ہوا تھا۔

س:۔ اس کرکٹ ٹیم کا نام بتایئے جس نے اپنے پہلے ہی غیر ملکی دورہ میں ٹیسٹ میچ جیت کر کرکٹ کی دنیا کا منفرد ریکارڈ بنایا۔؟

ج:۔ پاکستان نے اپنے پہلے ہی غیر ملکی دورہ برطانیہ کے دوران اوول گراؤنڈ پر برطانیہ کو شکست دی تھی۔

س:۔ پاکستان کی ان تین شخصیات کے نام بتایئے جنکو انٹرنیشنل باکسنگ فیڈریشن اور انٹرنیشنل اسکوائش فیڈریشن اور انٹرنیشنل کرکٹ کونسل کی صدارت سنبھالنے کا منفرد اعزاز حاصل ہوا۔؟

ج:۔ ان شخصیات کے نام اور فیڈریشنز کے نام درج ذیل ہیں۔

(i) انور چوہدری — صدر انٹرنیشنل باکسنگ فیڈریشن

(ii) جہانگیر خان — صدر انٹرنیشنل اسکوائش فیڈریشن

(iii) احسان مانی — صدر انٹرنیشنل کرکٹ کونسل

س:۔ پاکستان کرکٹ کے اس عظیم کھلاڑی کا نام بتایئے جس نے اپنی والدہ کی یاد میں شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال تعمیر کروایا۔؟

ج:۔ عمران خان

س:۔ انٹرنیشنل ہاکی میں 276 گول اور 21 ہیٹ ٹرکس بنا کر عالمی ریکارڈ قائم کرنے والے پاکستانی کھلاڑی کا نام بتایئے۔

ج:۔ سہیل عباس۔

س:۔ ایک روزہ کرکٹ میں 37 گیندیں کھیل کر تیز ترین سنچری بنانے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔ شاہد آفریدی۔ شاہد آفریدی نے تیز ترین سنچری والی اننگز سری لنکا کے خلاف 4 اکتوبر 1996 کو نیروبی میں کھیلی تھی۔

س:۔ پاکستان کے اس سکوائش کھلاڑی کا نام بتائیں جس نے پانچ سو سے زائد میچوں میں مسلسل کامیابی حاصل کر کے عالمی ریکارڈ بنایا؟

ج:۔ جہانگیر خان۔

س:۔ایک روزہ کرکٹ میں 10,000 رنز مکمل کرنے والے پہلے پاکستانی کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔انضمام الحق۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ میں پاکستان کی جانب سے پہلی سنچری سکور کرنے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔نذر محمد۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ میں پاکستان کی طرف سے بیٹ کیری کرنے والے باپ بیٹے کھلاڑیوں کا نام بتائیں؟

ج:۔نذر محمد اور مدثر نذر۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ میں سب سے سست ترین سنچری بنا کر عالمی ریکارڈ بنانے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔مدثر نذر۔

س:۔فرسٹ کلاس کرکٹ میں سو سنچریاں بنانے والے پاکستانی ٹیسٹ پلیئر کا نام بتائیں؟

ج:۔ظہیر عباس۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ میں پاکستان کی جانب سے وکٹ لینے والے پہلے باؤلر کا نام بتائیں؟

ج:۔خان محمد۔

س:۔اس پاکستانی کھلاڑی کا نام بتائیں جس نے ایک روزہ کرکٹ میں سو وکٹیں اور ہزار رنز بنانے کا اعزاز حاصل کیا؟

ج:۔مدثر نذر۔

س:۔ویسٹ انڈیز کرکٹ ٹیم نے کس کپتان کی قیادت میں دو مرتبہ ورلڈ کپ جیتا؟

ج:۔کلائیو لائیڈ۔

س:۔ون ڈے کرکٹ میں سب سے زیادہ رنز بنانے والے بیٹس مین کا نام بتائیں؟

ج:۔سچن ٹنڈولکر۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ کھیلنے والے دنیا کے سب سے کم عمر کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔حسن رضا جن کا تعلق پاکستان سے ہے انہوں نے چودہ سال دو سو ستائیس دن زمبابوے کے خلاف اپنا پہلا ٹیسٹ میچ کھیل کر یہ اعزاز حاصل کیا تھا یہ میچ 30 اکتوبر 1996 کو کوئٹہ میں شروع ہوا تھا۔

س:۔ایک روزہ کرکٹ میں سو وکٹیں حاصل کرنے والے سب سے کم عمر بولر کا نام بتائیں؟

ج:۔ثقلین مشتاق، انہوں نے بیس سال ایک سو چھیاسٹھ دن کی عمر میں سو وکٹیں حاصل کر کے یہ اعزاز حاصل کیا تھا۔

س:۔ٹیسٹ کرکٹ میں سب سے طویل انفرادی اننگز کھیلنے کا اعزاز کس کھلاڑی کو حاصل ہے؟

ج:۔برائن لارا، وہ چار سو رنز کی انفرادی اننگز مکمل کر چکے ہیں، انہوں نے یہ اننگز انگلینڈ کے خلاف کھیلی تھی۔

س:۔فرسٹ کلاس کرکٹ میں 501 رنز کی طویل ترین اننگز کھیلنے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔برائن لارا۔

س:۔پاکستان کی جانب سے ٹیسٹ کرکٹ میں طویل ترین اننگز کھیلنے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔حنیف محمد، انہوں نے 337 رنز بنا کر پاکستان کی جانب سے سب سے طویل اننگز کھیلی تھی۔

س:۔پاکستان کی جانب سے ٹیسٹ کرکٹ میں دوسری ٹرپل سنچری بنانے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔انضمام الحق، انہوں نے نیوزی لینڈ کے خلاف 323 رنز کی اننگز سکور کی تھی۔

س:۔پاکستان کی جانب سے فرسٹ کلاس کرکٹ میں طویل ترین انفرادی اننگز کھیلنے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔حنیف محمد، انہوں نے 499 رنز بنا کر پاکستان کی جانب سے سب سے طویل اننگز کھیلی تھی۔

س:۔اوول کا ہیرو کس بولر کو کہتے ہیں؟

ج:۔فضل محمود۔

س:۔ہاکی کے کس کھلاڑی کو فلائنگ ہارس کہتے تھے؟

ج:۔سمیع اللہ۔

س:۔انٹرنیشنل ہاکی میں دیوار چین کن دو کھلاڑیوں کو کہتے تھے؟

ج:۔پاکستانی فل بیکس منظور الحسن اور منور الزمان۔

س:۔پاکستان کرکٹ ٹیم کے پہلے کپتان کا نام بتائیں؟

ج:۔عبدالحفیظ کاردار۔

س:۔پاکستان ہاکی ٹیم کے پہلے کپتان کا نام بتائیں؟

ج:۔کرنل علی اقتدار شاہ المعروف کرنل دارا۔

س:۔سن 2004ء میں سنوکر ورلڈ کپ میں دوسرے نمبر پر آنے والے کھلاڑی کا نام اور اس کے ملک کا نام بتائیں؟

ج:۔صالح محمد، جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔

س:۔کوئٹہ میں ہونے والی 2004ء کی قومی کھیلوں میں گیارہ گولڈ میڈل جیت کر "گولڈن گرل" کا خطاب پانے والی پیراک کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج:۔کرن خان۔

س:۔کرن خان ڈومیسٹک کھیلوں کے دوران کس ڈیپارٹمنٹ کی نمائندگی کرتی ہیں؟

ج:۔واپڈا۔

س:۔ون ڈے انٹرنیشنل کرکٹ میں ہیٹ ٹرک کرنے والے دنیا کے پہلے باؤلر کا نام بتائیں؟

ج:۔جلال الدین۔

س۔ون ڈے کرکٹ میں پاکستان کی جانب سے ہیٹ ٹرک کرنے والے کھلاڑیوں کے نام بتایئے؟

ج۔جلال الدین۔ وسیم اکرم۔ وقار یونس۔ ثقلین مشتاق۔ عاقب جاوید۔ محمد سمیع۔

س۔ٹیسٹ میں پاکستان کی جانب سے ہیٹ ٹرک کرنے والے کھلاڑیوں کے نام بتایئے؟

ج۔وسیم اکرم۔ عبدالرزاق۔

س۔کس کھلاڑی کی قیادت میں پاکستان نے پہلا جونیئر ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ اور 1984ء کے اولمپکس میں ہاکی کا گولڈ میڈل حاصل کیا تھا؟

ج۔ منظور جونیئر۔

س۔ ٹیسٹ کرکٹ میں 125 میچ کھیل کر 35 سنچریاں بنانے والے عالمی ریکارڈ ہولڈر کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج۔ سچن ڈنڈولکر۔

س۔ ون ڈے کرکٹ میں گیارہ ہزار رنز اور ٹیسٹ کرکٹ میں آٹھ ہزار رنز مکمل کرنے والے دنیا کے دوسرے اور پاکستان کے پہلے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج۔ انضمام الحق۔

س۔ پاکستان کی جانب سے ٹیسٹ کرکٹ میں سب سے زیادہ سنچریاں بنانے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج۔ انضمام الحق۔ انضمام الحق دسمبر 2005ء تک 105 ٹیسٹ میچ کھیل کر 24 سنچریاں بنا چکے ہیں۔

س۔ سال 2005ء میں ٹیسٹ کرکٹ میں ایک ہزار رنز مکمل کرنے والے کھلاڑی کا نام بتائیں؟

ج۔ انضمام الحق۔

س۔ پاکستان کے اس کھلاڑی کا نام بتائیں جس نے اپنے کیریئر کے 100 ویں ٹیسٹ میچ میں سنچری سکور کی اور بعد ازاں جب اس نے پاکستان کا قومی ریکارڈ قائم کیا تو فیصل آباد میں انگلینڈ کے خلاف کھیلتے ہوئے اس نے دونوں اننگز میں سنچریاں سکور کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا؟

ج۔ انضمام الحق۔

س۔ پاکستان کے ان پانچ کھلاڑیوں کے نام بتایئے جنہوں نے ایک ٹیسٹ میچ کی دونوں اننگز میں سنچریاں مکمل کیں؟

ج۔ 1۔حنیف محمد 2۔جاوید میانداد 3۔وجاہت اللہ واسطی 4۔یاسر حمید 5۔انضمام الحق

س۔ دنیائے کرکٹ کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جو ون انٹرنیشنل کرکٹ میں چھکوں کی ڈبل سنچری مکمل کر چکے ہیں؟

ج۔ شاہد آفریدی۔

س۔ پاکستان کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جس نے پاکستان کی ہاکی ٹیم کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیا اور ساتھ ہی فرسٹ کلاس کرکٹ بھی کھیلی؟

ج۔ صلاح الدین۔

س۔ پاکستان کے ان شہروں کے نام بتایئے جہاں دو یا دو سے زائد ٹیسٹ گراؤنڈ موجود ہیں؟

ج۔ کراچی، لاہور، ملتان۔

س۔ وہ دنیا کا کون سا ملک ہے جس کی کرکٹ ٹیم کو ٹیسٹ میچ کھیلنے کا درجہ حاصل نہیں لیکن اس کے باوجود اس کی ایک گراؤنڈ پر تین ٹیسٹ میچ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان کھیلے گئے؟

ج۔ شارجہ۔

س۔ پاکستان کے اس کھلاڑی کا نام بتایئے جس کی قیادت میں پاکستان نے 1984ء کا ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ جیتا؟

ج۔ اختر رسول۔

☆ ☆ ☆

مخففات

(A)

A — فرسٹ ریٹ

ABL — الائیڈ بنک لمیٹڈ

AD — ایڈورٹائزمنٹ

ADA — ایئرپورٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پاکستان)

ADBP — ایگری کلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان (زرعی ترقیاتی بینک پاکستان)

ADC — ایگری کلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن

ADM — ایڈمرل

AEC — آرمی ایجوکیشن کور

AMC — آرمی میڈیکل کور

AG — اکاؤنٹنٹ جنرل، ایڈووکیٹ جنرل، اٹارنی جنرل

AGPR — اکاؤنٹنٹ جنرل آف پاکستان

AH — ہجری سال

AHQ — ایئر ہیڈکوارٹرز

A.O.D — آرمی آرڈیننس ڈپو

A.P.H.C — آل پارٹیز حریت کانفرنس کشمیر

A.P.N.S — آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

A.P.P — ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان

A.P.W.A — آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن

QV — ایوریج

A.V.C — آرمی ویٹرنری کور

AIMC — علامہ اقبال میڈیکل کالج

(B)

B.A — بیچلر آف آرٹس

Bar-at-Law — بیرسٹرایٹ لاء

B.C — قبل مسیح

B.Com	بیچلر آف کامرس
B.D.S	بیچلر آف ڈینٹل سرجری
B.ED	بیچلر آف ایجوکیشن
BI.S.E	بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن
B.O.C	بیچلر آف اورینٹیل لینگویجز
B.Pharm	بیچلر آف فارمیسی
Brig	بریگیڈیئر
Bros	برادرز
B.S.C	بیچلر آف سائنس
BT	بیچلر آف ٹیچنگ
B.Z.U	بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
B.MC	بولان میڈیکل کالج

(C)

C.A	چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ
C/A	کرنٹ اکاؤنٹ
C.B.R	سینٹرل بورڈ آف ریونیو پاکستان
Cd.T	کیڈٹ
C.D.A	کیپٹیل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (اسلام آباد)
C.A.A	چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی
C.E.C	چیف الیکشن کمشنر
C.E.C	کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان
CJ	چیف جسٹس
C.M	چیف منسٹر
C.M.A	کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹس
C.M.P	کور آف ملٹری پولیس
C/O	کیئر آف
CPNE	کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز
C.S.S	سنٹرل سپیریئر سروس
C.S.S.P	سنٹرل سپیریئر سروسز آف پاکستان

C.ENUM	سینٹر فار نیوکلیئر میڈیسن
C.S.P	سول سروس آف پاکستان
C.T.B.T	کمپری ہینو ٹیسٹ بین ٹریٹی

(D)

D.A.E	ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز
D.A.G	ڈپٹی اٹارنی جنرل
D.A.G	ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل
D.B	ڈسٹرکٹ بورڈ
D.B	ڈویژن بنچ (کورٹ)
D.D.G	ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل
Dept	ڈیپارٹمنٹ
DG	ڈائریکٹر جنرل
DGHS	ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز
DGPR	ڈائریکٹر جنرل آف پبلک ریلیشن
DIG	ڈپٹی انسپکٹر جنرل (پولیس)
Distt	ڈسٹرکٹ
Dr	ڈاکٹر
D.P.H	ڈپلومہ ان پبلک ہیلتھ
D.P.I	ڈائریکٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن
D.P.R	ڈیفنس آف پاکستان رولز
D.P.R	ڈائریکٹر آف پبلک ریلیشنز
D.SP	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
D.M.C	ڈاؤ میڈیکل کالج
D.P.O	ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر

(E)

EAC	ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
EP.B	ایکسپورٹ پروموشن بیورو
EP.Z	ایکسپورٹ پروموشن بیورو
EXAM	ایگزامینیشن

(F)

F.A	فیکلٹی آف آرٹس
FATA	فیڈرلی ایڈمنسٹرڈ ٹرائبل ایریاز
FEB	فروری
F.C.R	فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز
F.I.T	فلائٹ
F.I.A	فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی
F.P.CC.I	فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری
F.P.S.C	فیڈرل پبلک سروس کمیشن
F.S.C	فیکلٹی آف سائنس
F.S.C	فیڈرل شریعت کورٹ
F.W.B	فرسٹ ویمن بینک
FJMC	فاطمہ جناح میڈیکل کالج

(G)

G	گرام
G.D.P	گراس ڈومیسٹک پروڈکٹ
G.H.Q	جنرل ہیڈکوارٹرز (آرمی ہیڈکوارٹرز) راولپنڈی
G.M.T	گرین وچ مین ٹائم
G.N.P	گراس نیشنل پروڈکٹ
G.O.C	جنرل آفیسر کمانڈنگ
GOVT	گورنمنٹ
G.P.O	جنرل پوسٹ آفس
GR	گرین
G.S	جنرل سٹاف (آرمی) جنرل سروس
G.S.P	جیالوجیکل سروے آف پاکستان
G.S.T	جنرل سیلز ٹیکس
GT.ROAD	گرینڈ ٹرنک روڈ

(H)

H.B.L	حبیب بینک لمیٹڈ

H.B.F.C	ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن
H.J	ہلال جرات
H.P	ہاؤس پاور
H.Q	ہیڈکوارٹرز
H.T	ہائی ٹینشن
HTV	ہیوی ٹرانسپورٹ وہیکل
HV	ہیلتھ وزیٹر

(I)

ICES	اسلامک کامرس ایجوکیشن سوسائٹی
I.C.I	امپیریل کیمیکل انڈسٹریز
ICP	انڈسٹریل کمیشن آف پاکستان
ICJ	انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس
I.D.B	اسلامک ڈویلپمنٹ بینک
IDBP	انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان
IG	انسپکٹر جنرل
IGI	اسلامی جمہوری اتحاد
I.L.O	انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن
IJT	اسلامی جمعیت طلبہ
I.T.O	انکم ٹیکس آفیسر
ISSB	انٹر سروسز سلیکشن بورڈ
ISI	انٹر سروسز انٹیلی جنس

(J)

J	جج، جیٹ
J.C.C	جونیئر کیڈٹ کور
JCO	جونیئر کمیشنڈ آفیسر
JI	جماعت اسلامی
JUI	جمعیت العلمائے اسلام
JUP	جمعیت العلمائے پاکستان

(K)

K.A.NU.P.P	کراچی نیوکلیئر پاور پلانٹ
K.C.C.A	کراچی سٹی کرکٹ ایسوسی ایشن
KG	کلوگرام
K.D.A	کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی
K.E.MC	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج
KM	کلومیٹر
KPT	کراچی پورٹ ٹرسٹ
KSE	کراچی سٹاک ایکسچینج

(L)

L.A	لوکل اتھارٹی
LC	لیٹر آف کریڈٹ
LDA	لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی
LHC	لاہور ہائی کورٹ
LHCBA	لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن
L.LB	بیچلر آف لاء
LOG	لاگرتھم
L.SE	لاہور سٹاک ایکسچینج
L.C.CI	لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری
L.TA	لان ٹینس ایسوسی ایشن
LTV	لائٹ ٹرانسپورٹ وہیکل
L.C.C.A	لاہور سٹی کرکٹ ایسوسی ایشن

(M)

M.A	ماسٹر آف آرٹس
MAG	مینجر
M.B.A	ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن
M.B.B.S	بیچلر آف میڈیسن اینڈ بیچلر آف سرجری
M.B.E	ماسٹر آف بزنس ایجوکیشن
M.C.L	میٹروپولیٹن کارپوریشن آف لاہور

M.D	مینجنگ ڈائریکٹر
M.ED	ماسٹر آف ایجوکیشن
M.ES	ملٹری انجینئرنگ سروس
Mg	ملی گرام
MQ	مشین گن
MI	ملٹری انٹیلی جینس
M.M	ملی میٹر
M.N	مرچنٹ نیوی
M.N.A	ممبر آف نیشنل اسمبلی
M.O.U	میمورنڈم آف انڈرسٹینڈنگ
MP	ملٹری پولیس
M.PHIL	ماسٹر آف فلاسفی
M.PA	ممبر پراونشل اسمبلی
M.P.H	ماسٹر آف پبلک ہیلتھ
M.Q.M	مہاجر قومی موومنٹ
M.Q.M	متحدہ قومی موومنٹ
MR	مسٹر
MRs	مسز
MSc	ماسٹر آف سائنس
M.CB	مسلم کمرشل بینک
M.O	میڈیکل آفیسر
M.S	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ
D.MS	ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ

(N)

N.A	نیشنل اسمبلی
N.B.P	نیشنل بینک آف پاکستان
N.C.A	نیشنل کالج آف آرٹس
N.C.C	نیشنل کیڈٹ کور
N.CO	نان کمیشنڈ آفیسر

N.H	نشان حیدر
N.HQ	نیول ہیڈکوارٹر
NIC	نیشنل انشورنس کارپوریشن
	نیشنل انڈیمنٹی کارڈ
N.IP.A	نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن
N.I.T	نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ
NO	نو
N.L.F	نیشنل لیبر فیڈریشن
N.O.C	نو ابجیکشن سرٹیفکیٹ
N.P	نشان پاکستان
N.P.T	نیشنل پریس ٹرسٹ
NWFP	نارتھ ویسٹ فرنٹیئر پراونس

(O)

O.G.DC	آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن
O.I.C	آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس
O.P.S.S	آن پاکستان سٹیٹ سروس
O.T.C	آفیسرز ٹریننگ کور
O.T.S	آفیسرز ٹریننگ سکول
O.U.P	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

(P)

P.A	پرسنل اسسٹنٹ
PMC	پنجاب میڈیکل کالج
P.O.D	پیمنٹ آن ڈلیوری
PPA	پاکستان پریس ایسوسی ایشن
P.A.A.F	پاکستان ایمچور اتھلیٹکس فیڈریشن
P.A.C	پریس ایڈوائزری کمیٹی
P.A.C	پاکستان آرمڈ کور
P.A.C.S	پاکستان ایسوسی ایشن فار دی کلٹیویشن آف سائنسز
P.A.EC	پاکستان اٹامک انرجی کمیشن

P.A.F	پاکستان ائیرفورس
P.A.F.A	پاکستان ائیرفورس اکیڈمی
P.A.O.C	پاکستان آرمی آرڈی ننس کارپوریشن
P.B.S.C	پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن
P.CB	پاکستان کرکٹ بورڈ
P.C.S	پراونشل سول سروس، پنجاب سول سروس
Phd	ڈاکٹر آف فلاسفی
P.H.F	پاکستان ہاکی فیڈریشن
P.F.UJ	پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس
P.F.F	پاکستان فٹ بال فیڈریشن
P.I.A	پاکستان انٹرنیشنل ائیرلائنز
P.I.D.C	پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن
P.I.N.S.Tech	پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی
P.I.O	پرنسپل انفارمیشن آفیسر
P.J.W.C	پاکستان جرنلسٹ ویلفیئر کونسل
P.L.D	پاکستان لیگل ڈیسیز
PIMS	پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز
P.M	پرائم منسٹر
P.M	پوسٹ میری ٹائم
PML	پاکستان مسلم لیگ
PM.L.N	پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ)
PMLQ	پاکستان مسلم لیگ قائداعظم
PMLF	پاکستان مسلم لیگ فنکشنل
P.M.G	پوسٹ ماسٹر جنرل
P.N	پاکستان نیوی
P.N.EA	پاکستان نیوز ایڈیٹرز کونسل
P.O	پوسٹ آفس، پوسٹل آرڈر
P.O.W	پرزنرز آف وار
PPP	پاکستان پیپلز پارٹی

P.P.P.P	پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین
PPP	پاکستان پیپر پروڈکٹس
P.P.C	پاکستان پینل کوڈ
P.P.S	پاکستان پولیس سروس
P.P.S.C	پنجاب پبلک سروس کمیشن
PRES	پریذیڈینٹ
P.R	پاکستان ریلویز
P.RO	پبلک ریلیشنز آفیسر
PRTC	پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن
P.SC	پاکستان شپنگ کارپوریشن
P.S.PP	پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ پریس
P.T	فزیکل ٹریننگ
P.TC	پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن
PTV	پاکستان ٹیلی ویژن
P.T.O	پلیز ٹرن اوور
P.T.P	پریس ٹرسٹ آف پاکستان
PTUF	پاکستان ٹریڈ یونینز فیڈریشن
PUJ	پاکستان یونین آف جرنلسٹس
P.W.A	پروگریسو رائٹرز ایسوسی ایشن
PWG	پاکستان رائٹرز گلڈ
P.W.N.G	پاکستان ویمن نیشنل گارڈ
P.Y.T.C	پاکستان یوتھ ٹیلنٹ کونسل

(Q)

Q.A.U	قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد
Q.D.A	کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی
Q.M.G	کوارٹر ماسٹر جنرل
Q.M.C	قائداعظم میڈیکل کالج

(R)

R.A	ریئر ایڈمرل

R.A	رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹ
R.A	رائل آرٹلری
R.C	ریڈ کراس
R.E	ریذیڈنٹ انجینئر
Ragd	رجسٹرڈ
Regt	رجمنٹ
RMC	راولپنڈی میڈیکل کالج
RW.P	رورل ورکس پروگرام

(S)

S.A.P	سوشل ایکشن پروگرام
S.B.P	سٹیٹ بینک آف پاکستان
S.C	سپریم کورٹ
S.D.O	سب ڈویژنل آفیسر
S.J	ستارہ جرات
S.O	سٹاف آفیسر
S.O.S	سیو آور ساؤلز
S.P	سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
S.S.P	سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
SRC	سائنس ریسرچ کونسل
SUPARCO	سپیس اینڈ اپر ایٹماسفیئر ریسرچ کمیٹی (پاکستان)
SMO	سینئر میڈیکل آفیسر

(T)

T.A	ٹریولنگ الاؤنس
T.A.B	ٹیکنیکل اسسٹنس بورڈ
T.B	ٹیوبرکلوسس (بیماری)
T.D.A	تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی
T.D	تمغہ دفاع
T.D.C.P	ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب
—	ٹیریج

T.I.P	ٹیلی فون انڈسٹریز آف پاکستان
T.J	تمغہ جرات
T.K	تمغہ خدمت
T.Q.A	تمغہ قائداعظم
T.T	ٹیلی گرافک ٹرانسفر
T.T.C	ٹریولنگ ٹکٹ چیکر
T.T.E	ٹریولنگ ٹکٹ ایگزامینر

(U)

U.B.L	یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
U.M.S	ارجنٹ میل سروس
U.N.G.A	یونائیٹڈ نیشن جنرل اسمبلی
V.C	وائس چانسلر
V.H.F	ویری ہائی فریکوئنسی
V.I.P	ویری امپورٹینٹ پرسن

(W)

W	واٹ
W.A.F	ویمن ایکشن فورم
WAPDA	واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی
W.H.O	ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن
W.M.O	ویمن میڈیکل آفیسر
W/O	ونگ آفیسر
WT	ویٹ
WTO	ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

(X)

XEN	ایگزیکٹو انجینئر
X.Mas	کرسمس

(Y)

Y.M.C.A	ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن
Y.M.M.A	ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن

Y.W.C.A	ینگ ویمن کرسچین ایسوسی ایشن
YIPS	یوتھ انویسٹمنٹ پروموشن سوسائٹی

(Z)

Z.C	زکوٰۃ کونسل، ضلع کونسل
Z.S	زوآلوجیکل سوسائٹی
ZTBL	زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ

☆☆☆

اردو ادب

قصیدہ کی ابتداء

فارسی میں ابتدائی شاعری مثنوی اور قصیدے ہی سے شروع ہوئی، لیکن فارسی میں یہ صنف عربی سے آئی جہاں ہر طرح اور ہر مضمون کی شاعری کا اسلوب صرف قصیدہ تھا۔ البتہ فارسی میں اس کے موضوعات مخصوص کر دیئے گئے

تعریف

قصیدہ ایسی صنف ہے جس میں کسی شخصیت کی توصیف و تحسین کی جائے یا مذمت و ہجو مذکور ہو، یا پھر کائنات پر کوئی حکیمانہ تبصرہ کیا جائے۔

ہیئت

اس کا پہلا شعر، جسے مطلع کہا جاتا ہے، کے دونوں مصرع ہم قافیہ، اور پھر یہی قافیہ بعد کے تمام شعروں کے دوسرے مصرعوں کا ہو۔ قصیدہ کے اشعار کی کم سے کم تعداد پندرہ لیکن زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ سو سے بھی زائد اشعار کے قصیدے فارسی میں ملتے ہیں۔ اس کی خصوصیت، شکوہ الفاظ اور وسیع معلومات پر دسترس کی نمائش البتہ نظم کا بنیادی مضمون ایک ہی ہوتا ہے شعراء نے قصیدہ کی تکنیک میں کچھ خوبصورت اضافے بھی کئے جس کی دو قسمیں ہیں۔ خطابیہ اور تشبیبیہ قصیدے کا آغاز "تشبیب" سے ہوتا ہے۔ یعنی شباب کی باتیں کرنا، یعنی حسن و عشق اور بہار و گلشن کے پر لطف مناظر و معاملات وغیرہ بیان کرنا۔ بعد میں ہر طرح کا مضمون جو قصیدے کے اصل مضمون سے بالکل مختلف ہو، تشبیب کہلانے لگا تھا۔

مثنوی کی ابتداء

مثنوی فارسی کی ابتدائی شاعری کی اصل صنف ہے۔ یعنی ایسی نظم جس میں ہر شعر الگ الگ قافیے میں ہوتا ہے۔ اور اس اعتبار سے یہ سب سے آسان صنف ہے، لیکن سامع کی توقع شاعر سے یہ ہوتی ہے کہ نظم میں اس کا مضمون اظہار و ابلاغ اور قوت بیان سب کی بھرپور نمائش ہو۔

تعریف

مثنوی کسی مسلسل واقعے، داستان یا حکیمانہ بات کو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے سب سے موزوں صنف شعر خیال کی جاتی ہے مثنوی میں اشعار کی تعداد کی کوئی پابندی نہیں۔ دو سے لے کر ہزار یا اس سے بھی زیادہ شعر اس میں کہے جاسکتے ہیں۔

ہیئت

پرانے دور میں مثنوی کے لئے چھوٹی بحریں مخصوص سمجھی جاتی تھیں، جن کی تعداد چھ ہے پرانے شاعر انہی چھ میں سے کسی بحر میں مثنویاں کہتے تھے۔ بیسویں صدی میں نسبتاً لمبی بحروں میں مثنویاں کہی جانے لگیں۔ جن کا آغاز غالباً

علامہ اقبال کی نظموں سے ہوتا ہے۔

غزل کے معانی

اوپر جوانی کی غزل جسکے معنی عورتوں سے باتیں کرنا ہیں۔ "عورتوں سے باتیں کرنا" ہلکے پھلکے اور مختصر اظہار جذبات کے اظہار کی راہ کا نام غزل تھا۔

ہیئت

غزل ایک ایسے مجموعہ اشعار کا نام ہے جن کا قافیہ تو قصیدے کی طرح ایک ہی ہو لیکن ہر شعر یا مضمون الگ اور مکمل ہو، اور شاعر اپنے "حقیقی" یا "مجازی" عشق کے معاملات بیان کرسکے چونکہ غزل کی زبان اور اصطلاحات قریب قریب وہی رہیں جو پرانے دور سے چلی آتی تھیں اس لئے غزل کی لغت اور فرہنگ بھی مخصوص ہوگئی اور اس کا انداز بیان جلد مخصوص سانچوں میں ڈھل کر رہ گیا۔ الفاظ کی سلاست و شیرینی اور عبارت کی نرمی اس کے لئے ضروری قرار پائی۔

غزل اور شاعری میں سب سے مقبول اور عام صنف بن گئی بلکہ یہ وہ واحد صنف ہے جس میں ہر طرح کے مضامین کے باوجود اس کی ہیئت، مزاج اور اسلوب میں کوئی تغیر نہ ہوا۔

غزل کے حصے

غزل کے پہلے شعر کے دونوں ہم قافیہ مصرعے مطلع کہلاتے ہیں یہ غزل میں لازماً ہوتا ہے بعض غزلوں میں ایک سے زائد مطلعے بھی ہوتے ہیں جو مطلع ثانی اور مطلع ثالث کہلاتے ہیں جس شعر میں شاعر اپنا تخلص لائے مقطع کہلاتا ہے غزل کے اشعار کی تعداد اگرچہ متعین نہیں تاہم عموماً پانچ اشعار سے کم اور گیارہ سے زائد اشعار غزل میں پسند نہیں کئے جاتے ہیں۔

قطعہ کی تعریف

قطعہ کوئی علیحدہ صنف سخن نہیں بلکہ ایک طرح کی غزل مسلسل ہی ہے یعنی تمام اشعار میں ایک ہی مضمون بیان کیا جاتا ہے، پرانے شاعر مستقل صنف کے طور پر اس میں کسی ایک جذبے کا تفصیلی بیان کرتے تھے۔

ہیئت

قطعہ میں مطلع کا ہونا ضروری نہ تھا۔ جو بعد ازاں کی رباعی بن کر رہ گیا یعنی چار مصرعوں کی مختصر نظم جس کا دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ اور اس میں کوئی ایک مشترک، پرانے شاعر غزل، قصیدے یا مثنوی میں کوئی بات ایک شعر میں نہ کہہ سکتے تو اسے اگلے شعر یا اشعار تک بڑھا کر پورا کرتے ان اشعار کو قطعہ کہا جاتا تھا۔

رباعی کی تعریف

چار مصرعوں اور ایک مخصوص وزن کی مکمل نظم جس کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہو، رباعی کہلاتی ہے رباعی میں حکیمانہ مسائل پر تبصرہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ صنف نظم بھی فارسی ادب سے اردو میں بخسنہ لے لی گئی۔

ہیئت

موجودہ زمانے میں چونکہ قطعہ بھی چار مصرعوں ہی کا رہ گیا ہے رباعی میں تینوں مصرعے لازماً ہم قافیہ ہوتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ رباعی کی بحر مخصوص ہے نہ رباعی کسی اور بحر میں کہی جاتی ہے نہ کوئی اور صنف نظم رباعی کی بحر میں کہنا جائز ہے۔ اور اس طرح رباعی اپنے وزن و قافیہ اور تعداد اشعار ہر اعتبار سے بالکل منفرد اور مستقل جداگانہ صنف سخن ہے۔

ترکیب بند کی تعریف

یہ صنف قصیدے اور مثنوی کو ملا کر تیار کی گئی ہے اس طویل نظم کے کئی جز ہوتے ہیں۔

ہیئت

اس نظم کا ہر جز ایک "بند" کہلاتا ہے ہر بند کے ابتدائی اشعار قصیدے (یا غزل) کی طرح ہم قافیہ، لیکن آخری شعر اپنا الگ قافیہ رکھتا ہے۔ دوسرا بند اپنے جداگانہ قافیے کے ساتھ شروع ہو کر ٹیپ پر ختم ہوتا ہے۔ یہ صنف کسی طویل بات کہنے میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ ان بندوں کے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے اور ان کا آپس میں بھی عددی طور پر مساوی ہونا ضروری نہیں۔

ترجیع بند

اس صنف سخن میں متعدد بند ہوتے ہیں لیکن ترکیب بند کے ہر بند کے بعد ایک ہی ٹیپ دہرائی جاتی ہے۔ نیز اس بند میں ہر مصرع بھی مشترک قافیہ رکھتا ہے، اور بند کے مصرعوں کی تعداد بھی برابر ہوتی ہے۔ اس کے بندوں میں پانچ چھ سے زائد مصرعے نہیں ہوتے ہیں۔ یہ نظم کسی ایسے ایک جذبے یا خیال کے اظہار کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ بند کے ٹیپ میں نظم کا مرکزی خیال ہوتا ہے۔ ترجیع بند کی ٹیپ کبھی پورا شعر ہوتا ہے اور کبھی صرف ایک مصرع

مسمط

مسمط کئی نظموں کا مجموعی نام ہے مسمط میں مثلث، مربع، مخمس (یا خمسہ) یا شعر وغیرہ کئی طرح کی نظمیں آتی ہیں۔ مثلث میں تین تین مصرعوں کا بند ہوتا ہے مطلع کے تینوں مصرعے ہم قافیہ اور اس کے بعد ہر شعر کے پہلے دو مصرعوں کا قافیہ اپنا ہوتا ہے اور تیسرے کا قافیہ پہلے شعر کے مطابق۔ گویا مسمط ایسی غزل ہے جس میں دو کی بجائے تین مصرعوں کا شعر ہوتا ہے۔ اس طرح مربع چار مصرعوں والی، مخمس پانچ کو اور مسدس چھ مصرعوں والی کو کہتے ہیں اور ان اصناف میں بھی آخری مصرع کا ایک ہی قافیہ ہوتا ہے ان اصناف میں سب سے زیادہ مخمس نے عروج پایا ہے۔

ترکیب بند مسدس

مسدس صنف خالص اردو ہے اسے آج کل صرف مسدس ہی کہا جاتا ہے۔ اس کو سودا اور نظیر نے ایجاد کیا۔ دونوں کے ہاں اس طرز کی ایک ایک دو دو نظمیں ملتی ہیں۔ مسدس ایک طرح کی مثنوی نظم ہے کیونکہ اس میں کوئی مسلسل واقعہ یا خیال بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر بند چھ مصرعوں کا ہوتا ہے جن میں سے پہلے چار مصرعے اپنا اور آخری دو مصرعے

اپنا قافیہ رکھتے ہیں۔

مرثیہ نگاروں نے اس کو گویا مرثیہ کے لئے وقف کر لیا۔ چنانچہ مرزا دبیر اور میر انیس جیسے مشہور مرثیہ گوؤں نے تمام مرثیے مسدس ہی میں کہے ان کے بعد حالی نے بھی اس مسدس کی تاثراتی اہمیت کو محسوس کر کے اپنی غیر فانی نظم مدو جزر اسلام اسی ہی میں لکھی اور اقبال نے بھی "شکوہ" اور "جواب شکوہ" اور چند اور نظموں کے لئے اسی کو اختیار کیا۔

شعری اصطلاحات کی تعریف

تشبیہ

تشبیہ کے لغوی معنی مشابہت اور تمثیل کے ہیں جبکہ اصطلاحاً کسی ایک شئے کو کسی مشترک خصوصیت کی بناء پر کسی دوسری شئے کی مانند قرار دینے کو تشبیہ کہتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے کسی شئے کی صفت، حالت یا خصوصیت کو پیش کیا جاتا ہے۔

ارکان تشبیہ: تشبیہ کے پانچ ارکان ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مشبہ: وہ شئے جسے کسی مشترک وصف یا حالت کی بناء پر کسی دوسری شئے سے تشبیہ دی جائے۔

2۔ مشبہ بہ: وہ دوسری شئے جس سے کسی مشترک یا وصف یا حالت کی بناء پر پہلی شئے کو تشبیہ دی جائے۔

3۔ وجہ تشبیہ: مشبہ اور مشبہ بہ میں صفت یا صفات کا ایسا اشتراک جس کی بناء پر ایک شئے کو دوسری شئے سے تشبیہ دی جائے۔

4۔ حرف تشبیہ: وہ لفظ یا حرف جو ایک شئے کو دوسری شئے سے تشبیہ دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے، حرف تشبیہ یا حروف تشبیہ ایسا' ایسے' ایسی' مثل' مانند' صورت' جیسا' جیسے' جیسی' طرح' سا' سے' سی' کہ' یا' گویا' جوں' کا سا' کے سے' کی سی' یوں' آسا'

5۔ غرض تشبیہ: وہ مقصد جس کی وجہ سے ایک شئے کو دوسری شئے سے تشبیہ دی جاتی ہے' غرض تشبیہ کہلاتا ہے۔

مثال

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے (میر)

او پر مذکور شعر میں ارکان تشبیہ درج ذیل ہیں۔

مشبہ ...... لب' مشبہ بہ ...... گلاب کی پنکھڑی' حرف تشبیہ ...... کی سی' وجہ تشبیہ ...... نازکی' غرض تشبیہ ...... لبوں کی خوبصورتی' نزاکت اور دلربائی کا بیان۔

استعارہ

استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینا کے ہیں۔ اصطلاحاً استعارہ سے مراد کسی لفظ کو حقیقی معنوں کی بجائے مجازی

معنوں میں اسے استعمال کرتا ہے کہ اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق موجود ہو مثلاً تشبیہ میں کہتے ہیں کہ:

تم حور کی طرح خوبصورت ہو۔

مگر استعارہ میں کہتے ہیں کہ:

تم حُور ہو۔

ارکانِ استعارہ: استعارہ میں ایک چیز بول کر دوسری چیز مراد لی جاتی ہے اور ان دونوں میں تشبیہ پائی جاتی ہے۔ تشبیہ کی طرح اس میں دونوں چیزوں کا ذکر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں صرف ایک چیز کا ذکر ہوتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کیا چیز بول کر کیا چیز مراد لی گئی ہے۔ استعارہ کے تین ارکان درج ذیل ہیں۔

1۔ مستعار لہٗ: وہ شخص یا شئے جس کے لئے کوئی لفظ مستعار لیا گیا ہو۔

2۔ مستعار منہٗ: وہ شخص یا شئے جس سے کوئی لفظ مستعار لیا گیا ہو۔

3۔ وجہِ جامع: وہ مشترک خوبی، صفت یا حالت جس کی بناء پر ایک چیز بول کر دوسری مراد لی جائے یعنی۔

تلمیح

تعریف: تلمیح کے لغوی معنی اشارہ کرنا یا سرسری نگاہ ڈالنا ہے۔ اصطلاحی تحریر میں کسی مشہور بات، روایت، واقعہ، قصہ، شخص، چیز، جگہ، آیت قرآنی تلمیح کہلاتا ہے۔ یعنی شاعر اپنے کلام اور نثر نگار اپنی نظر میں اپنی بات کو دو لفظوں میں سمیٹ کر ذرا سے اشارے سے پورا قصہ یا واقعہ قاری یا سامع کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔

چند مشہور تلمیحات یہ ہیں:

☆ آبِ حیات ☆ آبِ بقا ☆ آبِ حیوان ☆ آبِ خضر ☆ چشمہ ظلمات ☆ آتشِ نمرود ☆ گلزارِ خلیل ☆ آبِ زمزم ☆ فرعون ☆ شداد ☆ نمرود ☆ جامِ جم ☆ نخلِ طور ☆ عاد و ثمود ☆ حسنِ یوسف ☆ گنج ☆ تختِ سلیمانی ☆ دمِ عیسیٰ ☆ ابنِ مریم ☆ برادرانِ یوسف

مطلع

تعریف: مشرق سے سورج کے نکلنے کا مقام اور چاند یا سورج کے نمودار ہونے کی جگہ کو لغوی طور پر طلوع کہتے ہیں۔ شاعرانہ اصطلاح میں غزل اور قصیدہ کے شعر کے پہلے ہم قافیہ و ہم ردیف شعر کے پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ اگر غزل کے پہلے شعر کے مصرعے ہم قافیہ نہ ہوں تو وہ غزل کا پہلا شعر تو کہلائے گا مگر اُسے مطلع نہیں کہا جائے گا۔

غزل میں ایک سے زیادہ مطلعے ہوتے ہیں مگر یہ سب شروع میں اور یکے بعد دیگرے آتے ہیں اُنہیں مطلع اول، مطلع ثانی اور مطلع ثالث کہا جاتا ہے۔ ایسے تمام مطلعوں کے بعد آنے والے شعر کو حسنِ مطلع کہا جاتا ہے۔

مقطع

تعریف: مقطع کے لغوی معانی کاٹنے کی جگہ آگے پیچھے کسی چیز کے ختم ہونے کی جگہ اور انتہاء و اتمام کا مقام ہے۔

اصطلاح غزل اور قصیدہ کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔ جیسے میر تقی میر کی غزل کا یہ مقطع:

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

غزل کے آخری شعر میں شاعر کا تخلص مستعمل یا موجود نہ ہو تو اسے غزل کا آخری شعر تو کہا جائے گا مگر مقطع نہیں کہا جائے گا۔ اسی طرح اگر غزل کے کسی شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مگر غزل کا آخری شعر نہ ہو تو اسے مقطع نہیں کہتے ہیں۔

قافیہ

پیچھے آنے والا یا پے در پے آنے والا قافیہ کے لفظی معانی کے ہیں۔ جبکہ شاعری کی اصطلاح میں ان ہم وزن حروف کو قافیہ کہتے ہیں۔ جن کی تکرار بہ الفاظِ مختلف شعر یا مصرع کے آخر میں اور ردیف کی صورت میں ردیف سے پہلے ہوتی ہے۔

ردیف

ردیف کے لغوی معنی صف اور شاعری کے اصطلاح میں ردیف سے مراد وہ کلمہ یا کلمات ہیں جو کسی غزل کے ہر شعر یا مصرع کے آخر میں قافیہ کے بعد بار بار آتے ہیں اور ان کی شکل ایک جیسی رہتی ہے۔

مرثیہ

مرثیہ کے معنی:

مرثیہ کے معنی مردے کو رونے اور اس کی خوبیاں کو بیان کرنا ہے۔ یعنی مرثیہ عربی کے لفظ آثار سے مشتق ہے۔

اردو مرثیہ کی ابتداء:

شاعری کی صنف مرثیہ عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو میں وارد ہوئی۔ دکن کی عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتوں کے دور میں مرثیہ کو عروج نصیب ہوا۔ ان سلطنتوں کے حکمران اہل تشیع تھے جو اپنے امام باڑوں میں واقعہ کربلا کی یاد میں مرثیہ خوانی کرواتے تھے۔

محققین کے مطابق اردو کا سب سے پہلا مرثیہ نگار دکنی شاعر میاں بالی تھا۔ جبکہ اسے عروج میر انیس نے بخشا۔

مشہور مرثیہ نگار:

دکن اور شمالی ہندوستان دونوں میں پائے جانے والے مشہور مرثیہ نگاروں میں ملا وجہی، غواصی، لطیف، کاظم،

افضل، شاہی، مرزا نوری اور ہاشمی آبرو، میر ضاحک سودا، میر مصحفی، نظیر اکبرآبادی، قائم چاندپوری میر خلیق، میر ضمیر، میر انیس اور مرزا دبیر کے نام شامل ہیں علاوہ ازیں غالب نے زین العابدین اور حالی نے غالب کا اور اقبال نے والدہ مرحومہ کی یا داغ اور مسعود مرحوم کی یاد میں مرثیے کہے۔

مرثیے کی ہیئت:

شروع شروع شاعر غزل کی طرح متفرق اشعار میں مثنوی کی شکل میں یا مثلث یا مربع مخمس، مسدس، ترکیب بند یا ترجیع بند میں مرثیہ کہتے تھے۔ سب سے پہلے مرثیے کی صورت اور معنویت کو بہتر شکل دے کر سودا نے مرثیہ میں کئی اضافے کیے سودا کے بعد میر خلیق اور میر ضمیر نے مرثیے کو مسدس کی شکل دی۔ فکری اور معنوی اعتبار سے میر انیس اور مرزا دبیر مرثیے کو بلندیوں تک لے گئے۔

مرثیے کے موضوع:

عموماً اردو مرثیے کو شہدائے کربلا کے ذکر سے وابستہ ہے مگر اس موضوع کے علاوہ بھی اردو شاعروں نے اچھے اچھے مرثیے لکھے۔ حالی نے غالب اور اقبال نے اپنی والدہ کی یاد میں مرثیے کہے۔ ایسے مرثیے شخصی کہلاتے ہیں۔

ایک مرکب صنف:

مرثیہ میں غزل، مثنوی، قصیدہ، مخمس اور مسدس کے تمام انداز اور موضوعات آ جانے کی وجہ سے اسے ایک مرکب صنف بھی کہتے ہیں۔

مرثیے کی خاص صفت:

اردو مرثیے میں اخلاقی پہلو ایسی خاص صفت ہے جو دوسری اصناف سخن میں سے صرف نعت میں پائی جاتی ہے اس میں کوئی گھٹیا بات نہیں لائی جا سکتی۔ اس لئے مرثیہ اخلاقی پہلو سے دیگر اصناف سخن کے مقابلے میں کہیں بلند درجے کا حامل ہوتا ہے۔

مرثیے کے حصے:

اُردو مرثیے کے ترتیب کے لحاظ سے درج ذیل حصے ہوتے ہیں:

1۔ چہرہ: مرثیے کی تمہید جس میں آئندہ بیان کیے جانے والے واقعات کے لیے فضا پیدا کی جاتی ہے اسے مرثیے کی تمہید کہتے ہیں۔

2۔ سراپا: شاعر اس حصے میں مرثیے میں پیش کیے جانے والے ہیرو کی شکل و صورت اور کردار بیان کرتا ہے یہ حصہ سراپا کہلاتا ہے۔

3۔ رخصت: مرثیے کا ہیرو میدان جنگ میں جانے کے لیے اپنے عزیز و اقارب سے رخصت ہوتا ہے اس حصہ کو رخصت کہتے ہیں۔

4۔ آمد: ہیرو کا میدان جنگ میں پہنچنے کے انداز بیان کرنے والے حصہ کو آمد کہتے ہیں۔

5۔ رجز: مرثیہ کے اس حصہ میں ہیرو عربوں کے قدیم طریقے کے مطابق میدان جنگ میں فخریہ انداز میں شعر پڑھتا ہوا دشمن کو اپنے حسب و نسب اور اپنی شجاعت کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔

6۔ جنگ: مرثیہ کے اس حصے میں ہیرو کی دشمنوں سے جنگ کا بیان شامل ہوتا ہے۔ جس میں ہیرو کی بہادری، چابکدستی، ہتھیاروں اور اس کی سواری کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔

7۔ شہادت: مرثیہ کے اس حصے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ہیرو کس طرح غیر معمولی بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے بہت سے افراد کو قتل کر کے خود بھی رتبہ شہادت پر فائز ہو جاتا ہے۔

8۔ بین: مرثیہ کے اس حصے میں شاعر شہید کے عزیز و اقارب کو اس کی موت پر روتے اور نوحہ کرتے دکھاتا ہے۔

9۔ دعا: شاعر مرثیے کے آخری حصہ میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگتا ہے کہ وہ اس کا عاجزانہ کلام قبول کر کے کربلا میں شہید ہونے والوں کے صدقے اس پر اپنی رحمت کرے اور اس کے گناہ بخش دے۔

مخمس

مخمس کی تعریف:

مخمس لفظی معنی پانچ کے ہیں جو عربی زبان کے لفظ خمس سے مشتق ہے شاعری کی اصطلاح میں مخمس اس نظم کو کہتے ہیں، جس کے بند پانچ پانچ مصرعوں کے ہوں۔

مخمس کی ہیئت:

ہئیت کے لحاظ سے مخمس سے پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ پہلے بند کے بعد نظم کے ہر بند کے پہلے مصرعوں کے قافیہ اور ردیف مختلف لیکن پانچواں مصرعہ پہلے بند کا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتا ہے۔ مثلاً نظیر اکرآبادی کی نظم ''مفلسی'' مخمس ہے۔

دوسری ترتیب:

مخمس میں بندوں کے مصرعوں کی دوسری ترتیب یہ ہے کہ نظم کے پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ ہم ردیف ہوتے ہیں، مگر بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے چار مصرعے پہلے بند سے جدا مختلف قافیہ و ردیف والے ہوتے ہیں مگر پہلے بند کا پانچواں مصرعہ ہر بند کے آخر میں آتا ہے

اصناف نثر

داستان کی تعریف:

داستان کے لغوی معنی قصہ کہانی اور حکایت کے ہیں۔ اصطلاح میں داستان سے مراد وہ طویل قصہ ہے، جس

کی فضا طلسمی، غیر معمولی واقعات، تخیلاتی ماحول، شخصیات عجیب وغریب ہوں، اور مافوق الفطرت عناصر اس کثرت سے پائے جاتے ہوں کہ داستان سننے یا پڑھنے والا حیران رہ جائے۔ دنیا کی تمام قابل ذکر زبانوں میں موجود صنف داستان فارسی اور عربی زبانوں کے ذریعے اردو میں وارد ہوئی۔

اردو کی داستان کی ابتداء:

تاریخی لحاظ سے اردو زبان وادب میں داستان کی ابتداء دکن سے ہوئی۔ ملا وجہی دکنی کی ''سب رس'' کو اس سلسلہ کی پہلی کڑی کہا جاتا ہے۔

داستان شمالی ہند میں:

شمالی ہند میں سب سے پہلے تحسین کی ''نوطرز مرصع'' نامی داستان ملتی ہے۔ جو فارسی کے قصہ چہار درویش'' کا اردو ترجمہ ہے۔ بعد ازاں فورٹ ولیم کالج نے میر امن کی ''باغ و بہار'' ''قصہ چہار درویش'' کا اردو ترجمہ شائع کیا۔ حیدر بخش حیدری کی ''آرائش محفل'' اور ''طوطا کہانی'' بہادر علی حسینی کی ''نثر بے نظیر''، کاظم علی جوان کی ''سنگھاسن''، مظہر علی ولا اور للولال کی ''بے تال پچیسی'' مشہور داستانیں ہیں ''فسانہ عجائب'' لکھنوی انداز زبان و بیان کی نمائندہ داستان رجب علی بیگ نے لکھی۔

داستان کی خصوصیات:

ایک داستان میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1۔طوالت: ایک داستان میں قصہ در قصہ اور کہانی در کہانی آنے کے باعث وہ بہت طویل ہوتی ہے۔

2۔غیر معمولی کردار اور واقعات: داستان میں پیش آنے والے کردار اور واقعات روز مرہ زندگی کے کردار اور واقعات سے مختلف اور غیر معمولی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں۔

3۔زمانہ ماضی: داستان میں موجود واقعات اور کردار کسی گزرے ہوئے زمانے اور کسی اجنبی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں جس سے پڑھنے اور سننے والے کے دل میں کرداروں اور واقعات کے لیے ایک نامعلوم قسم کی عظمت یا نفرت کا احساس جنم لیتا ہے۔

4۔مافوق الفطرت عناصر: جانی پہچانی چیزوں اور جانداروں کے علاوہ مافوق الفطرت عناصر بھی داستان کا لازمی حصہ ہوتے ہیں، مثلاً انسانوں، حیوانوں کے علاوہ جن، بھوت، دیو، پری، جادوگر، اڑن کھٹولے، آگ اور سونے کے دریا وغیرہ کا ذکر ہر داستان کا لازمی جزو ہے۔

5۔خوشی اور غم: داستان میں موجود غیر انسانی کردار جن، پری، اور دیو وغیرہ انسانوں کے دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی اور انہی کی طرح خوشی اور غم سے متاثر ہوتے ہیں۔

6۔مثالی کردار: داستان کے کردار مثالی کردار کے مالک ہوتے ہیں اچھے کردار فرشتے کی طرح اور برے کردار برائی کا شیطان ہوتا ہے۔

7۔قصہ در قصہ: داستان میں ایک قصے سے دوسرا قصہ نکلتا چلا آتا ہے جن میں سے اکثر قصے اپنی اپنی جگہ پر مکمل اور دوسرے قصوں سے منفرد ہوتے ہیں۔ اگر داستان میں موجود قصے در قصے سے ایسے دو چار قصے خارج بھی کر دیے جائیں تو کہانی اپنی دلچسپی نہیں کھوتی ہے۔

8۔جامد کردار: داستان کے کردار جامد حیثیت میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کرداروں میں کسی قسم تبدیلی نہیں آتی، اس لئے داستان میں وہ شروع سے آخر تک ایک جیسے ہی رہتے ہیں۔ اور ان میں ناول کے کرداروں کی طرح جذبات نویسی نہیں ہوتی ہے۔

9۔عمومی زبان و بیان: داستان کی زبان و بیان میں عمومیت موجود ہونے کے باعث واقعات کے بیان میں تیزی نمایاں انداز میں موجود ہوتی ہے۔

10۔کامیابی اور ناکامی: داستانوں کا اصول ہے کہ ان میں کامیابی اور خوشی ہمیشہ مرکزی کردار اور اس کے دوستوں کے لیے اور ناکامی اور غم ہیرو کے دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ہوتی ہے۔

11۔غیبی مدد: داستان میں مرکزی درداروں کو مشکل میں غیبی مدد حاصل ہونے سے مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

12۔انجام: داستان کے انجام میں ہیرو کے لیے خوشی و کامیابی اور مخالف کے لئے ناکامی و نامرادی پائی جاتی ہے۔ یعنی داستان میں حالات وواقعات آخر کار نیکی کو فتح اور برائی کو شکست ملتی ہے

13۔داستان اور ماضی: یہ داستانیں قدیم زمانے کے لوگوں کے بارے میں ہمیں بہت کچھ بتاتی ہیں۔ جنکی مدد سے ہم اپنے اسلاف کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی سے سبق حاصل کرتے ہیں۔

داستان کا مستقبل: ذرائع ابلاغ کے حالیہ دور میں انسان کی زندگی سے فراغت سے ناپید ہو چکی ہے۔ جس کے باعث داستان گوئی کا مستقبل کا مخدوش نظر آ رہا ہے۔ جبکہ داستان کے مقابلے میں افسانہ خبر، مضامین حالات حاضرہ اور ڈرامہ جیسی اصناف فروغ پا رہی ہیں۔

ناول

معنی و مفہوم:

ناول کے لغوی معنی طویل افسانہ ہے یعنی مسلسل اور لمبے قصہ کو ناول کہتے ہیں۔

اردو ناول کی ابتداء:

ناول انگریزی ادب سے اردو میں وارد ہوا۔

ناول کا مقصد:

ناول میں انسانی زندگی کو فنکارانہ رنگ آمیزی سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں ناول کے مرکزی کرداروں یعنی ہیرو یا ہیروئن کو پیش آنے والے واقعات کے ذریعے زندگی کو ایک خاص نقطہ نظر یا کسی بھی صورت میں پیش کیا جاتا

ہے۔

ناول کی اقسام:

موضوع کے اعتبار سے ناول کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

(الف) رومانی ناول (ب) نفسیاتی ناول (پ) تاریخی ناول (ت) سیاسی ناول (ٹ) معاشرتی وسماجی ناول (ث) فکشن (ج) مہماتی اور پراسرار ناول۔

رومانی ناول:

ناول کی اس قسم میں زیادہ تر جذبات و واقعات کے بیان کے ساتھ تفریح، اصلاح یا مسرت پیدا کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔

نفسیاتی ناول:

ناول کی اس قسم میں تخیل کو زیادہ آزادی دینے کی بجائے حقیقت کے زیادہ سے زیادہ قریب رہنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اردو کا سب سے پہلا ناول نگار:

اردو کے سب سے پہلے ناول نگار مولوی نذیر احمد ہیں۔ان کے پہلے ناول کا نام ''مراۃ العروس'' ہے۔

ناول کے حصے:

ناول کے حصے درج ذیل ہیں:۔

1۔پلاٹ: ایک ناول میں پیش آنے والے واقعات کو ناول نگار جس ترتیب سے بیان کرتا ہے اسے پلاٹ کہتے ہیں۔ واقعات حقیقی ہوں یا فرضی، اس قدر دلچسپ ہونے چاہئیں کہ پڑھنے والا بے ساختہ اس میں کھو جائے۔لیکن یہ ضروری ہے کہ پلاٹ میں صرف ضروری اور کہانی کی نشوونما سے تعلق رکھنے والے واقعات ہی آنے چاہئیں۔

2۔پلاٹ کے واقعات کا بیان: پلاٹ کے واقعات میں مندرجہ ذیل امور کو پیش کیا جاتا ہے۔

(i) پہلا طریقہ تمثیلی ہے، یعنی ناول نگار کرداروں ہی کے افعال اور مکالمات کا اظہار کرتا ہے، اور ناول میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ایسا ناول ڈرامہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔

(ii) دوسرا طریقہ کے مطابق پلاٹ کے عام واقعات کو ناول نگار خود ہی بیان کرتا ہے۔کرداروں اور انہیں پیش آنے والے واقعات پر اپنے نقطہ نظر کے مطابق روشنی ڈالتا ہے۔

(iii) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ناول نگار خود کو ناول کے کرداروں میں ڈھال کر خود بھی ایک کردار بن جاتا ہے واقعات کو صیغہ

اردو کے نمایاں ناول نگار:

مولوی نذیر احمد اردو کے پہلے ناول نگار تھے۔ان کے بعد رتن ناتھ سرشار کے ''فسانہ آزاد'' کا نام آتا ہے۔ انکے بعد مولوی عبدالحکیم شرر نے متعدد اسلامی ناول لکھے۔مشہور ناول ''امراؤ جان ادا'' طوائف کی زندگی کو بے نقاب کرنے والا ناول مرزا سودا نے لکھا۔علامہ راشد الخیری نے مسلمان عورت کی مظلومی پر ناول لکھے۔منشی پریم چند نے تیرہ ناول لکھے، جن میں ''میدان عمل'' اور ''گئودان'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ان کا مقصد ہندو معاشرے کی اصلاح تھا۔ مذکور بالا ناموں کے بعد ناول نگاروں کا ایک سیلاب نظر آتا ہے۔جن میں مرزا عظیم بیگ چغتائی، شوکت تھانوی، ظفر عمر، ایم اسلم، قاضی عبدالغفار، عصمت چغتائی، کرشن چندر، اے حمید، رامپوری، قرۃ العین حیدر، رئیس احمد جعفری، نسیم حجازی، اے آر خاتون، فضل احمد کریم فضلی، رضیہ بٹ، نور الٰہی، الطاف فاطمہ، ممتاز مفتی، عبداللہ حسین، رضیہ فصیح احمد وغیرہ خصوصیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔

افسانہ

معنی ومفہوم:

افسانہ کے لغوی معنی داستان، قصہ یا چھوٹی کہانی کے ہیں۔افسانہ ایسی فرضی کہانی ہوتی ہے۔جو زندگی کے کسی ایک پہلو پر مختصراً روشنی ڈالتی ہے۔

اصطلاحات:

حقیقی زندگی کے کسی ایک واقعہ یا پہلو کو دلچسپ انداز میں بیان کرنے کی مختصر کہانی کو افسانہ کہتے ہیں۔

افسانے کی ابتداء:

اردو ادب میں داستان کے بعد ناول آیا اور پھر انیسویں صدی میں افسانہ سامنے آیا۔سب سے پہلے امریکی ادیب واشنگٹن ارونگ نے ''اسکیچ بک'' کے نام سے افسانہ لکھا۔داستان یا ناول کے مقابلے میں افسانے کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اسے انسان تھوڑے سے وقت میں ایک ہی نشست میں پڑھ کر ذہنی آسودگی حاصل کر لیتا ہے۔

افسانے کی خصوصیات:

افسانے کی خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

1۔اختصار: مختصر کہانی میں معمولی سا بھی پھیلاؤ برداشت نہیں کیا جاتا، اس لئے ایجاز واختصار افسانہ کی سب سے پہلی اور اہم صفت ہے۔افسانہ نگار کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مفہوم ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2۔وحدت تاثر: افسانہ میں ایک بات یا واقعہ کو ایسے نمایاں کر کے بیان کیا جاتا ہے، کہ زندگی کا یہ منفرد پہلو

واحد متکلم میں آپ بیتی کے طور پر بیان کرتا ہے۔

(iv) روزنامچہ ناول نگار پلاٹ کے واقعات کو روزنامچے یا خطوط کے پیرائے میں بیان کرتا ہے۔

3۔ پلاٹ کی تقسیم: ناول کے قصے کو تین حصوں یعنی تمہید، وسط اور خاتمہ میں تقسیم کیا جائے اور یہ حصے باہم متناسب ہوں ناول کے ان حصوں کو آغاز، وسط اور انجام کہتے ہیں۔

4۔ کردار: ناول کے واقعات انسانوں کو روزمرہ پیش آتے ہیں، اس لیئے کرداروں کے بغیر ناول لکھنا ممکن نہیں۔ ناول کے کردار ایک دوسرے سے مختلف لیکن زندگی سے ملتے جلتے ہونے چاہئیں۔ یہ کردار انسانی زندگی سے جس قدر قریب ہوں گے، ناول اتنا ہی کامیاب ہوگا۔ کرداروں کو اپنی عمر، منصب، تعلیم، ماحول وغیرہ کے مطابق گفتگو اور عمل کرنا چاہئے۔ کرداروں کو اپنے حالات کے مطابق آگے بڑھنا اور نشوونما پانا چاہیے۔

5۔ مکالمے: کرداروں کے مکالمے شخصیتوں اور ان کے ماحول کو بیان کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہوتے ہیں۔ ناول کے مکالمے مناسب اور خوبصورت ہونے چاہئیں، تاکہ ان سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوسکیں۔

6۔ منظر نگاری: کامیاب منظر نگاری ناول کی جان ہوتی ہے۔ منظر کو ایسے پیش کیا جانا چاہیے، قاری کے ذہن میں اس کا مکمل خاکہ بن جائے۔ عموماً منظر نگاری بذاتِ خود اہم نہیں ہوتی، مگر اس کی مدد سے کرداروں کی زندگی کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔

7۔ زمان ومکان: ناول کے واقعات کے وقت اور مقام کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ یہ دونوں کرداروں کے افکار اور اعمال پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ویسے بھی ان کے بدلنے سے واقعات کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔

8۔ ضمنی قصوں میں ربط: داستان میں موجود ضمنی قصوں کا ایک دوسرے پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا مگر یہ ناول کے پورے پلاٹ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ناول کے ضمنی قصوں کا مربوط اور ایک دوسرے سے وابستہ ہونا ضروری ہے، خواہ وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔

9۔ مقصدیت: ہر ناول کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ جسے ابھر کر سامنے نہیں آنا چاہیے: بلکہ ناول کے مقصد کو پلاٹ کے واقعات اور مکالمات کے پردے میں چھپا ہونا چاہیے۔

10۔ زبان وبیان: ناول کی زبان عمدہ انشاء پردازی کی بہترین مثال ہونی چاہیے۔ ناول کی کہانی کے بیان کرنے میں مناسب زبان وبیان سے کام نہ لیا جائے، تو وہ کتنی ہی دلچسپ کیوں نہ ہو اس کا مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہانی میں ندرتوں کے ساتھ ساتھ موزوں الفاظ، متوازن تراکیب اور چست جملوں کی موجودگی ضروری ہے۔

دوسروں سے الگ نظر آئے اور قاری بھرپور تاثر چھوڑے۔

3۔ کردار: افسانے میں ناول کے مقابلے میں کرداروں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ افسانے کا تعلق ایک مرکزی کردار سے ہوتا ہے۔ جو مافوق الفطرت نہیں، بلکہ روزمرہ کی زندگی کا جیتا جاگتا کردار ہوتا ہے۔

4۔ حقیقت نگاری: افسانے میں روزمرہ کی انسانی زندگی کی کسی ایک حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے۔

5۔ مربوط پلاٹ: افسانے کے پلاٹ کا مربوط ہونا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے قاری کی دلچسپی میں کمی نہیں آتی، اور اسکی افسانہ پر گرفت بھی ختم نہیں ہوگی۔

6۔ مکالمہ نگاری: مکالمہ نگاری مناسب اور دلنشین ہونی چاہیے، تاکہ قاری کو بوریت کا احساس نہ ہو

7۔ زبان وبیان: زبان وبیان کی عمدگی افسانے کی کامیابی کی ایک اہم وجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنا مناسب اثر پیدا نہیں کر سکے گا۔

افسانے کی اقسام:

ناول کی طرح افسانے کی بھی مختلف اقسام ہیں۔ آج کل افسانے میں نئے نئے تجربات کے باعث بعض افسانے ایسے بھی لکھے جاتے ہیں، جن میں پلاٹ یا کوئی کہانی ہی نہیں ہوتی، بہرحال افسانے کی اقسام درج ذیل ہیں:۔ (i) بیانیہ افسانے (ii) یادداشتی (iii) سوانحی (iv) جذباتی (v) خطوط سے مرتبہ (vi) معاشرتی (vii) سیاسی (viii) علامتی

اردو افسانے کا ارتقاء:

افسانہ نگاروں میں پریم چند کے بعد علی عباس حسینی، اعظم کریوی، سلطان حیدر جوش، سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتح پوری، حجاب امتیاز علی، عصمت چغتائی، سعادت حسین منٹو، راجندر سنگھ بیدی، ممتاز مفتی، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، کرشن چندر کے نام شامل ہیں۔

اردو افسانہ اور ترقی پسند تحریک:

1936 میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا تو افسانہ نگاروں نے کمیونزم اور سوشلزم کی تبلیغ کرتے ہوئے ہر پرانی بات، مذہب، سیاست، تمدن وغیرہ پر براہ راست حملے کیے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جنسی لطف اندوزی پر بہت کچھ لکھا۔ جبکہ ناقدین کا ایک بڑا طبقہ انہیں ''حقیقت پسند افسانہ نگار'' بھی قرار دیتا ہے۔

ڈرامہ

ڈرامہ کی ابتداء:

ڈرامہ لفظ ''ڈراؤ'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ''کر کے دکھانا ہے''۔ ڈرامہ یونانی صنف ادب ہے۔ یونانی

اپنے دیوتاؤں کوخوش کرنے کے لئے ڈرامہ کھیلا کرتے تھے، ابتداًءاس میں مذہبی معاملات شامل ہوتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈرامہ میں انسانی زندگی کے تمام پہلو شامل ہو چکے ہیں

ڈرامہ کے اجزاء:

ڈرامہ کے درج ذیل اجزآء ہوتے ہیں:

پلاٹ: ڈرامہ میں مربوط پلاٹ کے ذریعے مختلف واقعات اور کرداروں کو ایک خاص ترتیب میں پیش کیا جاتا ہے۔

کردار: ڈرامہ میں کرداروں کی موجودگی انتہائی ضروری ہے۔قدیم ڈرامے میں مافوق الفطرت کردار بکثرت موجود ہوتے تھے جنہیں اب ڈرامہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔لیکن بچوں کے ڈراموں میں ایسے کردار موجود ہوتے ہیں۔

عمل: ڈرامہ میں تمام حالات و واقعات کو کرداروں کے عمل اور مکالموں کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔ڈرامہ کے تمام تاثرات کا دارمدار کرداروں کے عمل اور کام پر ہوتا ہے۔اسی لئے ہر کردار اپنے رول کے مطابق کا کام کرتا ہے۔

مکالمہ: ڈرامہ کی کامیابی کا انحصار اس کے اچھے اور مناسب مکالموں پر ہوتا ہے۔ڈرامہ نگار کا پہلا فرض ہے کہ وہ خوبصورت اور جاندار مکالمے لکھے۔

زمان ومکان: زمان ومکان کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے، کیونکہ وقت اور مقام کے بدلنے کے ساتھ ساتھ سوش اور اقدار بھی بدل جاتی ہیں۔

خودکلامی: ڈرامہ میں خودکلامی یعنی کردار اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے۔یہ شئے ڈرامہ کو آگے بڑھانے اور اس کے واقعات اور کردار کو سمجھنے میں ہر ممکن مدد فراہم کرتی ہے۔

پلاٹ کے درجے:

ڈرامہ کے پلاٹ کے درجات، یعنی اس کی کہانی میں اس کی ابتداء، عروج، کشمکش اور انجام شامل ہوتے ہیں۔

ڈرامہ کی اقسام:

ڈرامہ کی درج ذیل اقسام ہیں:۔

طربیہ ڈرامہ: طربیہ ڈرامہ میں ہنسی اور مزاح کے واقعات اور مکالمات کے ذریعے معاشرتی خامیوں اور برائیوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔اور اس کا انجام طربیہ ہوتا ہے۔

المیہ ڈرامہ: المیہ ڈرامہ واقعات اندوہناک پر مشتمل ہوتا ہے۔اور المیہ ڈرامہ میں زندگی کو سنجیدہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔اور ڈرامہ کا انجام المیہ ہوتا ہے۔

المیہ ڈرامہ کی ابتداء:

انیسوی صدی میں اردو ڈرامہ کی ابتداء امانت لکھنوی کے ڈرامہ ''اندر سبھا'' سے ہوئی۔ڈرامہ میں ناچ

گانوں کے ذریعے ناظرین کو محفوظ کیا جاتا تھا۔تاہم جدید تحقیق کے مطابق واجد علی شاہ کے ڈرامہ ''رادھا کنہیا کا قصہ'' کو اردو کا پہلا باقاعدہ ڈرامہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

ڈرامہ کا ارتقاء:

امانت لکھنوی کی دیکھا دیکھی مداری لال لکھنوی نے بھی اندر سبھا جیسا ڈرامہ لکھا اور جو بہت مقبول ہوا۔بعد ازاں بمبئی میں قائم ہونے والی تھیٹر کمپنیوں نے ادیبوں شاعروں سے متعدد ڈرامے لکھوا کر انہیں پیش کیا۔اس دور میں طالب بنارسی، رونق بنارسی، احسن اور بیتاب زیادہ مشہور ہوئے۔

آغا حشر کاشمیری نے اردو ڈرامہ کو ادبی صورت دینے کے لئے کافی محنت کی۔انہوں نے نئے ڈراموں کے علاوہ شیکسپیئر کے متعدد ڈراموں کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ان ڈراموں میں سے، ''سید ہوس''''سفید خون'''' یہودی کی لڑکی'' اور ''رستم وسہراب'' زیادہ مشہور ہوئے۔

آغا حشر کاشمیری کے بعد ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، محمد مجیب، ڈاکٹر عابد حسین، امتیاز علی تاج، شوکت تھانوی، حکیم احمد شجاع خصوصاً، اوپندر ناتھ اشک، مرزا ادیب، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، امجد اسلام امجد، عطاء الحق قاسمی، ڈاکٹر ڈینس آئزک، نورالہدیٰ، حسینہ معین اور فاطمہ ثریا بجیا وغیرہ نے بہت نام کمایا۔

خاکہ

خاکے کی تعریف:

کسی شخص کی زندگی کے بعض پہلوؤں کو ایسے پیش کیا جانا کہ وہ واقعات اور باتیں اس شخص کے سوانح تو نہیں ہوتے، مگر ان کی مدد سے اس کے حالاتِ زندگی سمجھنے میں آسانی ہو خاکہ کہلاتا ہے۔خاکہ کے انداز بیاں میں لطیف سا مزاح بھی موجود ہوتا ہے۔

خاکہ نگار کا انداز بیان:

خاکہ نگار جس شخصیت کا ذکر کرتا ہے۔اگرچہ وہ اس کی چاپلوسی اور خوشامد نہیں کرتا مگر اس کے ذکر کا انداز ہمدردانہ ضرور ہوتا ہے۔ورنہ اس شخصیت کے وقار کو ٹھیس پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔خاکہ نگار اس کی خوبیوں اور خامیوں کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ خوبیاں اور خامیاں عام انسانی سطح کی خوبیاں اور خامیاں معلوم ہوتی ہیں۔خاکہ نگار انہیں اس طرح پیش کرتا ہے کہ اس شخصیت کے نقوش خود بخود ابھر کر قاری کے سامنے آجاتے ہیں اور وہ اس کے متعلق ایک خاص تاثر بھی قائم کر لیتا ہے۔

انشائیہ

انشائیہ کی تعریف:

انشائیہ ایک ایسی صنف سخن ہے جس میں لکھنے والا مکمل آزادی کیساتھ اپنے خیالات کو تحریر کرتا چلا جاتا ہے۔

اس میں افسانے کا لطف، تنقید کا فکری عنصر، غزل کا اختصار غرضیکہ سب ادبی رنگ پائے جاتے ہیں۔ انشائیہ کی سب سے بڑی شرط ہے انشائیہ نگار اپنی تمام باتوں میں ایک منطقی ربط پیدا کرتا ہوا دلچسپی برقرار رکھے تاکہ قاری اس کی گرفت سے باہر نہ چلا جائے۔ انشائیہ کی دوسری اہم شرط یہ ہے کہ انشائیہ ہمیشہ نامکمل ہونے کا احساس رکھتا ہے۔

انشائیہ کی نزاکت:

انشائیہ میں انشائیہ نگار بات سے بات پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ چاہے تو اپنے انشائیہ میں لطیفوں، نکتہ آفرینیوں اور مزاح سے دلچسپی پیدا کرسکتا ہے۔ کیونکہ انشائیہ ایک ہلکی پھلکی صنف سخن ہے، اس لئے یہ مکالے کی سنجیدگی اور بھاری بھرکم انداز کو برداشت نہیں کرسکتی ہے۔

انشائیہ نگار کا اسلوب بیان:

انشائیہ میں انشائیہ نگار کا اسلوب بیاں بے حد شگفتہ اور دلکش ہونا چاہیے، تاکہ قاری اکتاہٹ نہ محسوس کرے۔ انشائیہ میں بات کا ہر پہلو بیان ہونا نہیں چاہیے، بلکہ اس کے کچھ پہلو قاری کے ذہن کے لئے بھی چھوڑ دینے چاہیں۔ انشائیہ کو اشاروں، کنایوں کے تیر و نشتر سے کام لیتے ہوئے اپنی بات کہنا چاہیے۔

انشائیہ نگار:

اردو کے چند انشائیہ نگاروں میں طفیل نقوش، ڈاکٹر وزیر آغا، مشتاق قمر، غلام جیلانی اصغر، جمیل آزر، عاصی کرنالی، جاوید انور، سلیم آغا قزلباش اور طارق جامی کے نام شامل ہیں۔

رپورتاژ

رپورتاژ کی تعریف:

کسی اہم واقعہ، مشاہدے، سفر، جنگی محاذ یا حادثہ کے کسی ایسے معاملے کی رپورٹ ایسے لکھنا کہ اس میں مصنف کا اپنا نقطہ نظر اور تخیل بھی شامل ہو، رپوتاژ کہلاتا ہے۔ رپوتاژ کو تحریری کنسٹری بھی کہتے ہیں۔

علم بیاں

تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا تشبیہ کا لفظی مطلب ہے۔

تشبیہ کی تعریف:

ایک چیز کو کسی مشترک خصوصیات کی بنا، پر دوسری چیز کی مانند قرار دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

طرفین تشبیہ:

تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً:

خرم شیر کی طرح بہادر ہے۔

اس میں عبد خرم در مشبہ اور شیر مشبہ بہ ہے۔

طرفین تشبیہ کی اقسام:

طرفین تشبیہ، یعنی مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کا علم عقل سے ہوتا ہے یا پانچوں حواس میں سے کسی ایک حس کے ذریعے یا ایک کا عقل سے اور دوسرے کا پانچوں حواس میں سے کسی ایک حس کے ذریعے تعلق ہوتا ہے۔

مشبہ اور مشبہ بہ کی اقسام:

عقل اور حواس کے اعتبار سے مشبہ اور مشبہ بہ کی چار اقسام درج ذیل ہیں:۔

1- مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی

2- مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی

3- مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی

4- مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی

مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی:

مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کا علم عقل سے ہوتا ہے۔ مثلاً توانائی جسم سے تشبیہ دیں تو مشبہ (توانائی) اور جسم (مشبہ بہ) دونوں کا علم عقل سے ہوگا۔

مشبہ اور مشبہ دونوں حسی:

حسی مشبہ اور مشبہ بہ کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں:

دیکھنے کی حس: مشبہ اور مشبہ بہ کا تعلق دیکھنے کی حس سے ہے۔ مثلاً لب کو کلی سے تشبیہ دیں تو مشبہ (لب) اور مشبہ بہ (کلی) دونوں کا علم دیکھنے سے ہے۔

سونگھنے کی حس: مشبہ اور مشبہ بہ کا تعلق سننے سے ہوتا ہے۔ مثلاً غنچے کو حیات سے تشبیہ دیں تو مشبہ (آب) اور مشبہ بہ (حیات) دونوں کا علم سننے سے ہے۔

سننے کی حس: مشبہ اور مشبہ بہ کا تعلق سننے سے ہوتا ہے۔ مثلاً شیر کی دھاڑ کو خوف سے تشبیہ دیں تو مشبہ (شیر) اور مشبہ بہ (خوف) دونوں کا علم سننے سے ہے۔

چکھنے کی حس: مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کا تعلق چکھنے سے ہوتا ہے، مثلاً آم کو شہد سے تشبیہ دیں تو مشبہ (آم) اور مشبہ بہ (شہد) دونوں کا علم چکھنے سے ہے۔

چھونے کی حس: مشبہ اور مشبہ کا تعلق چھونے سے ہے۔ مثلاً گال کو سنبل سے تشبیہ دیں تو مشبہ (گال) اور مشبہ بہ (سنبل) دونوں کا علم چھونے سے ہے۔

مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی:

اس میں مشبہ کا تعلق عقل اور مشبہ بہ کا تعلق حس سے ہوتا ہے۔

مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی:

مشبہ کا تعلق حس اور مشبہ بہ کا عقل سے ہوتا ہے، مثلاً توانائی کو جسم سے تشبیہ دیں تو مشبہ (توانائی) کا علم حس سے اور مشبہ بہ (جسم) کا علم عقل سے ہوگا۔

وجہ شبہ کی قسمیں:

وجہ شبہ حسی عقلی، مفرد اور مرکب بھی ہوتی ہے۔ مرکب وجہ شبہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ایک سے زائد خصوصیات ہوتی ہیں۔ مگر یہ سب مل کر صفت واحد کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ مثلاً انگارے کو بلی کی آنکھ سے تشبیہ دیں، تو اس میں مشبہ (انگارہ) اور مشبہ بہ (بلی کی آنکھ) اس میں وجہ شبہ کی صفت مفرد ہے۔ دوسری صورت میں مشبہ اور مشبہ بہ کی خصوصیات مرکب رہتی ہیں۔ مثلاً تاریک رات اور اس میں گھڑی گھڑی ٹوٹتے ہوئے شہاب ثاقب کو تشبیہ دیں تو اس میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کی وجہ شبہ مرکب ہے۔

اقسام تشبیہ:

تشبیہ کی درج ذیل اقسام زیادہ مشہور و مقبول ہیں۔

تشبیہ قریب:

تشبیہ قریب میں تشبیہ دینے کی وجہ جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔ مثلاً لب کو کلی سے تشبیہ دیں تو یہ تشبیہ جلد سمجھ آجاتی ہے۔

تشبیہ بعید:

تشبیہ بعید میں تشبیہ دینے کی وجہ غور و تامل کے بعد سمجھ میں آتی ہے۔ مثلاً:

بے قید مفرد طرفین تشبیہ:

اس میں مشبہ مشبہ بہ دونوں مفرد ہوتے ہیں اور دونوں میں سے کسی پر کوئی قید نہیں لگی ہوتی۔ مثلاً گیسوؤں کو گھٹا سے تشبیہ دیں۔ تو اس میں مشبہ مشبہ بہ دونوں مفرد یعنی اپنی اپنی جگہ پر آزاد اور معنی کے لحاظ سے کسی دوسرے لفظ کے محتاج نہیں ہیں۔

پابند مفرد طرفین تشبیہ:

مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مفرد اور دونوں پر کوئی پابندی لگی ہوتی ہے۔ مثلاً سعی بے فائدہ کو نقش روئے آب سے

تشبیہ دیں تو اس میں مشبہ سعی کے ساتھ روئے آب کی پابندی موجود ہے۔

مفرد طرفین تشبیہ میں سے ایک پابند:

اس میں مشبہ اور مشبہ دونوں اور ان میں کسی ایک پر کوئی پابندی لگی ہوتی ہے۔

مرکب طرفین تشبیہ:

اس میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مرکب ہوتے ہیں۔

طرفین تشبیہ میں ایک مفرد ایک مرکب:

مشبہ اور مشبہ بہ میں سے ایک مفرد اور ایک مرکب ہوتا ہے۔

مجاز مرسل

کسی لفظ کو حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں ایسے استعمال کیا جائے کہ حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو بلکہ تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

مجاز مرسل کی اقسام:

، مجاز مرسل کی درج ذیل اقسام زیادہ مشہور ہیں:۔

1۔ جزو کا ذکر کر کے کل مراد لینا:

اس جزو میں کسی چیز کے ایک جزو کا ذکر کر کے وہ ساری چیز مراد لیتے ہیں۔

2۔ کل کا ذکر کر کے جزو مراد لینا:

جو لفظ کسی جزو کے لئے بنا ہو، اسے کل کے جزو کے لیے استعمال کرنا۔

3۔ مسبب کو سبب کا نام دینا:

اس میں مسبب کو سبب کا نام دیتے ہیں۔ ۔

4۔ سبب کو مسبب کا نام دینا:

اس میں سبب کو مسبب کا نام دیتے ہیں

5۔ کسی کا نام اس کی گذشتہ حالت کے مطابق رکھنا:

اس جزو میں کسی کا نام اس کی موجودہ حالت کی بجائے اس کی ماضی کی حالت کے مطابق رکھتے ہیں۔

6۔ کسی کا نام اس کی مستقبل کی حالت کے مطابق رکھنا:.

اس جزو میں کسی کو ایسا نام دیتے ہیں جو اس کے مستقبل پر پورا اترے۔

7۔ظرف کا ذکر کر کے مظروف مراد لینا:

اس میں ظرف کا ذکر کر کے مظروف مراد لیتے ہیں۔

8۔مظروف کا ذکر کر کے ظرف مراد لینا:

اس میں مظروف کا ذکر کر کے ظرف مراد لیتے ہیں۔

9۔کسی چیز کے واسطے کا ذکر کر کے خود وہ چیز مراد لینا:

اس میں کسی شے کے واسطے کا ذکر کے خود وہ شے مراد لیتے ہیں۔

مضمون کی تعریف:

ایسی نثری تحریر جس میں لکھنے والا کسی مخصوص کے متعلق اپنی معلومات کے مطابق اظہار خیال کرے، مضمون کہلاتا ہے۔ اس میں شگفتگی، دلچسپی اور تازگی کا ہونا ضروری عنصر ہے۔ انگریزی میں اس کا مترادف لفظ (Essay) ہے۔

اردو کا پہلا مضمون نگار:

محققین اردو کا پہلا مضمون نگار سرسید احمد خان کو قرار دیتے ہیں۔ سرسید احمد خان جب انگلستان کے دورے پر گئے تو وہاں سے مضمون کو اپنے ساتھ لائے اور اپنے رسالے ''تہذیب الاخلاق'' میں مضامین لکھنے شروع کیے۔

سرسید احمد خان کے ہم عصر مضمون نگار:

رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کے مضامین تعلیم و تربیت، مذہب، اصلاح رسوم، شاعری، ثقافت اور سیاست و تاریخ کے متعلق ہوتے تھے جن کے لکھنے والوں میں محسن الملک، مولوی چراغ علی، وقار الملک اور مولانا الطاف حسین حالی جیسے عظیم نام شامل ہیں۔

مضمون نگاری کا ارتقاء:

اردو میں مضمون نگاری کو رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کے بعد عبدالقادر کے رسالہ ''مخزن'' نے فروغ دیا۔

اردو میں حالی، شبلی، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، حسرت موہانی، مولوی ذکاء اللہ، ابوالکلام آزاد، محمود شیرانی وغیرہ نے مضامین لکھ کر بے پناہ شہرت حاصل کی۔ موجودہ دور میں مضمون نگاروں کی فہرست میں ڈاکٹر سید عبداللہ، مجنوں گورکھ پوری، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، آل احمد سرور، وقار عظیم، عبدالسلام خورشید، عبداللہ قریشی، عارف عبدالمتین، ڈاکٹر وزیر آغا، سرور منیر، ڈاکٹر اکبر عالم، میاں محمد ندیم، ارشاد احمد حقانی، محمود شام، ارشاد احمد عارف، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تلخیص نگاری

تلخیص نگاری ایک مشکل لیکن انتہائی دلچسپ کام ہے۔ تلخیص نگاری کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آپ تحریر کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور اسے کم سے کم الفاظ میں دوبارہ تحریر کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں اردو اخبارات میں شائع ہونے والی سرخیاں سب سے بہترین مثال ہیں۔

عموماً طالب عالم تلخیص سے گھبرا جاتے ہیں جس کی دو بڑی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1- اپنے خیالات کو بیان کرنے کے لیے طالب علم کو مناسب الفاظ نہیں ملتے جس کی بنیادی وجہ مطالعہ کے وقت زبان کے الفاظ اور تراکیب کے صحیح مفہوم کو ذہن نشین نہ کرنا ہے۔ آپ جب بھی مطالعہ کریں الفاظ کے معانی پر ہر ممکن غور کریں۔

2- قواعد تلخیص نگاری کو بہت مشکل سمجھا جاتا ہے اور طالب علم کو اس بات کا احساس دلایا جاتا ہے کہ اگر ان قواعد سے انحراف کیا، تلخیص غلط تصور کی جائے گی اگر آپ بغور مطالعہ کرنے کے عادی ہیں تو پھر آپ کیلئے تلخیص نگاری مشکل نہیں ہے۔ تلخیص نگاری کیلئے آپ کو درج ذیل اصول مدنظر رکھنے چاہئیں۔

تلخیص نگاری کے اصول

1- ایسی عبارت جس کی تلخیص کرنا مقصود ہو غور سے پڑھیں اور اپنے ذہن میں اس عبارت کے مفہوم کو ازبر کرتے ہوئے ایک خاکہ بنالیں، تحریر کو دوسری دفعہ پڑھتے وقت عبارت کے ایسے الفاظ پر نشان لگالیں جس کے گرد عبارت گھومتی ہے، تیسری بار پڑھتے وقت چیک کریں کہ کوئی ضروری حصہ یا لفظ نشان لگنے سے محروم تو نہیں رہ گیا۔ ضروری اور الفاظ کے مفہوم کا مکمل خاکہ بنانے کیلئے تمام جزئیات پر غور کریں۔

2- بعض اوقات عبارت میں غیر ضروری الفاظ اور جملے موجود ہوتے ہیں۔ ان جملوں میں متعدد اجزائے جملہ ایسے ہوتے ہیں جن کے بغیر بھی اصل مفہوم ادا کرنا ممکن ہے آپ تلخیص کرتے وقت ایسے حصوں کو چھوڑ دیں۔

3- اگر عبارت میں اسم معرفہ موجود نہ ہوں تو انہیں نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ اگر عبارت میں کسی بات کی تشریح کے دوران ایک یا ایک سے زائد اسم معرفہ آئیں تو آپ تشریح اور اسم معرفہ دونوں کو چھوڑ دیں۔

4- انتہائی ضروری الفاظ کے علاوہ درج عبارت کی زبان نہ استعمال کریں۔

5- اصل عبارت کا کوئی جملہ تلخیص نگاری کیلئے استعمال نہ کریں۔

6- تلخیص نگاری میں اصل عبارت کی تمام ضروری اور بنیادی مفہوم کو بیان کریں لیکن واضح رہے کہ تلخیص کے دوران خیالات اور بیان میں قدرتی تسلسل ہونا چاہئے۔ تلخیص میں آپ خیالات جدا جدا دکھائی دینے کی بجائے ہر دوسرا خیال پہلے خیال سے جڑا ہوا نظر آئے۔ یہ بے حد ضروری ہے کہ تلخیص ایک مجموعی تاثر پیدا کرے۔

7- تلخیص کی عبارت کو جگہ جگہ سے نہ کاٹیں یعنی الفاظ کو غلط قرار نہ دیا گیا ہو بلکہ عبارت صاف ستھری لکھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اصل عبارت کے ضروری نقاط ایک کاغذ پر لکھ لیں لیکن واضح رہے کہ تلخیص میں تسلسل موجود ہونا چاہیے۔۔

8- اصل عبارت میں درج مثالوں کو تلخیص نگاری کے دوران چھوڑ دیں۔

9- تلخیص اصل عبارت کے ایک تہائی پر مشتمل ہونی چاہیئے اکثر اوقات طالب علم اصل عبارت تلخیص کے الفاظ گنتے ہیں ایسا کرنا غلط ہے۔ایک تہائی سے مراد تقریباً ایک تہائی ہے۔لہذا تلخیص ایک تہائی سے زیادہ یا کم بھی ہو سکتی ہے۔ایسا بعض عبارت میں جتنا مضمون سو الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے دوسری عبارت میں اس سے کہیں کم الفاظ میں زیادہ مفہوم موجود درج ہوتا ہے۔لیکن واضح رہے کہ بہت زیادہ مختصر نہیں ہونی چاہئے۔کیونکہ ایسا کرنے سے اصل مفہوم ادا کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔

10- تلخیص نگاری کے لئے ضروری ہے کہ آپ جانتے ہوں کہ اصل عبارت میں کون سے حصے ضروری ہیں اور کون سے غیر ہیں یہ جانے بغیر صحیح تلخیص کرنا ممکن نہیں لہذا آپ جو عبارت بھی پڑھیں سرسری نظر سے پڑھنے کے بجائے غور سے پڑھیں اور مشکل الفاظ کے تمام معانی کو ذہن میں لا کر عبارت کے اصل مفہوم تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

11- عنوان کے لئے اصل عبارت کے تمام الفاظ، تراکیب اور جملوں پر غور کریں۔ان میں سے کسی ایک کے متعلق باقی ساری عبارت ہوگی اور یہی تلخیص کا عنوان ہوگا۔عنوان کا لفظ یا ترکیب عبارت کے آغاز میں یا اختتام پر موجود ہوتی ہے مگر بعض اوقات عنوان خود طے کرنا پڑتا ہے۔

12- تلخیص کے بعد اسے عبارت کو غور سے پڑھیں تا کہ یہ چیک کیا جا سکے کہ خیالات آپ نے بیان کرنے تلخیص میں آ گئے ہیں۔

13- تلخیص کی زبان انتہائی سادہ اور اصل عبارت کے مفہوم کو مکمل طور پر ادا کرتی ہو۔

14- اصل عبارت کے خواہ کتنے ہی پیراگراف ہوں، تلخیص کا ایک پیرا ہوتا ہے۔

☆☆☆

دنیائے ادب سوالاً جواباً

حمد باری تعالیٰ

سوال: حمد باری تعالیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی نعمتوں کا شاعری کے ذریعے شکر ادا کرنا اور اس کی تعریف و توصیف بیان کرنا حمد کہلاتی ہے۔

سوال: حمد لکھنے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

جواب: انسان کا قلب عشق باری تعالیٰ سے معمور ہو۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سوال: نعت رسول مقبول سے کیا مراد ہے؟

جواب: رسول مقبول ﷺ کی تعریف و توصیف کرنا۔

سوال: نعت کی اقسام کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: غزلیہ اور توصیفی۔

سوال: نعت لکھنے کے لیے پہلی شرط کیا ہے؟

جواب: نعت گو کا قلب عشق اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کے جذبے سے معمور ہو۔

سوال: نعت کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: دو

سوال: سب سے پہلی باقاعدہ نعت کس نے کہی؟

جواب: حضرت ابو طالب۔

سوال: نعت کا لفظ باقاعدہ طور پر کس شخصیت نے استعمال کیا؟

جواب: حضرت علی المرتضیٰؓ

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت کعبؓ بن مالکؓ، حضرت ضرارؓ، حضرت زیدؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت عائشہؓ، اور سیدہ فاطمۃ الزہرا نے نعتیہ اشعار لکھے یا نہیں؟

جواب: جی لکھے۔

سوال: ''شاعر دربار رسول ﷺ'' کس صحابیؓ کو کہتے ہیں؟

جواب: حضرت حسان بن ثابتؓ

سوال: عرب اور فارسی گو شعراء کے نام بتائیے؟

جواب: عرب امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری' فارسی گوقدسی' جامی' رومی' سعدی' حافظ' سفائی' نظامی' عطار' عراقی' خاقانی' عرفی انوری صائب اور فیضی۔

سوال: ''جان جہاں'' کس کی اردو' پنجابی' فارسی اور عربی نعتوں کا مجموعہ ہے؟

جواب: حافظ افضل فقیر۔

سوال: ''لوح بھی تو قلم بھی تو'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: راز کاشمیری۔

سوال: ''برگ سبز'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: اختر ہوشیار پوری۔

سوال: ''عقیدت خام'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: ممتاز راشد۔

سوال: ''نعتوں کے گلاب'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: عاصی کرنالی۔

سوال: ''حرا کا چاند'' کس مصنف کی تصنیف ہے؟

جواب: صابر کوثر۔

سوال: ''باران رحمت'' کس نے لکھی؟

جواب: منیر کمال۔

سوال: ''لی خمسہ'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: حیدر گردیزی۔

سوال: ''مطلع فاران'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: حافظ لدھیانوی

سوال: ''برگ ثنا'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: تابش صمدانی

سوال: کرم بلایئے کرم مشہور نعتیہ کلام کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: بہزاد لکھنوی۔

سوال: ابن حجر العسقلانی نے کس زبان میں نعتیں لکھیں؟

جواب: عربی۔

سوال: قلزم رحمت، امیر مینائی کی نعتوں کا مجموعہ کس نے مرتب کیا؟

جواب: راجا رشید محمود۔

سوال: منیر قصوری کے نعتیہ مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: چادر رحمت

سوال: ''ورفعنا لک ذکرک اور حدیث شوق'' نعتیہ مجموعوں کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: راجا رشید محمود۔

سوال: یہ نعتیہ مصرعہ کس مشہور شاعر کا ہے؟

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جواب: حافظ شیرازی۔

سوال: پاکستان کے جن شاعروں نے نعتیہ شاعری میں نام پیدا کئے ان کے نام بتایئے؟

جواب: حافظ مظہر الدین' حفیظ لدھیانوی' عارف عبدالمتین' مظفر وارثی' راجا رشید محمود' اقبال صلاح الدین' منیر قصوری' ماہر القادری' مولانا ظفر علی خاں حفیظ تائب۔

سوال: کیا آپ برصغیر پاک و ہند کے ان غیر مسلم شعرا کا نام بتا سکتے ہیں جنہوں نے نعت کہی؟

جواب: تلوک چند محروم' گوپی ناتھ' مہاراجا پرشاد شاد' لالہ بہاری لال شانت' عرش ملیسانی' چناد بہاری لال صبا جے پوری' فراق گورکھپوری' گوربخش سنگھ' سردار مہندر سنگھ بیدی سحر' جگن ناتھ آزاد' اوپندر ناتھ اشک' راجندر سنگھ بیدی' سرجیت سنگھ لانبا' طالب دہلوی' ہوشیار پوری' ضیا فتح پوری' ہری چند اختر' قیس جالندھری' منور ملکھنوی' مخمور جالندھری' گلزار دہلوی' ادیب لکھنوی' دلورام کوثری۔

سوال: ''ارمغان نعت'' کس کا مجموعہ نعت ہے؟

جواب: شفیق بریلوی۔

سوال: ''محطایا نامی'' شعری مجموعے کے مصنف کون ہیں؟

جواب: عبدالعزیز خالد۔

سوال: بہار عقیدت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مشہور سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کی تضمین ہے بتایئے اس کے مصنف کون ہیں؟

جواب: اختر الحامدی۔

سوال: ''غذائے روح'' ''نیر اعظم'' اور ''رنگ و بونامی'' نعتیہ مجموعوں کے خالق کا نام بتایئے؟

جواب: محمد اعظم چشتی۔

سوال: ''نیر حرم'' کس کا نعتیہ مجموعہ ہے؟

جواب: بے چین رجپوری۔

سوال: اقلیم منتخب نعتوں کے مجموعہ کو کس نے ترتیب دیا؟

جواب: اکرم کلیم۔

سوال: منور کیفی کے نعتیہ مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: چراغ حرا' ملجا وماوا' جمال حرم' مولائے کل' نور یزداں' میزاب رحمت' سید الکونین اور سجدہ حرف۔

سوال: قیوم نظر کے نعتیہ مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: نعت مصطفیٰ۔

سوال: بتایئے اپنی نعتیہ شاعری کے بارے میں یہ الفاظ کس نے کہے ہیں۔

میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کہ میری شاعری کی ابتداء حمد و نعت سے ہوئی اور انشاء اللہ خاتمہ بھی اسی پر ہوگا؟

جواب: مولانا ماہر القادری۔

سوال: قطبی تارا کس کے نعتیہ مجموعے کا نام ہے؟

جواب: پیر فضل حسین گجراتی۔

سوال: بتایئے یہ نعتیہ شعر کس مشہور شاعر کا ہے؟

نہ میری نعت کی محتاج ذات ہے تیری
نہ تیری مدح ہے ممکن مرے خیالوں سے

جواب: احمد فراز۔

سوال: ناصر زیدی نے ایک نعتیہ مجموعہ مرتب کیا اُس کا نام بتایئے؟

جواب: حسن عقیدت۔

سوال: ہو محو نہ دل سے کبھی یاد شہ بطحا
روپوش نہ ہو ماہ مبین خیمۂ شب سے
بتایئے یہ نعتیہ شعر کس کا ہے؟

جواب: عاصم گیلانی۔

سوال: نسیم مئی کس کی نعتوں کا مجموعہ ہے؟

جواب: راسخ عرفانی۔

سوال: بتایئے یہ نعتیہ شعر کس غیر مسلم شاعر کا ہے؟

کچھ عشق پیغمبرؐ میں نہیں شرط مسلمان
ہے کوثری ہندو بھی طلب گار محمدؐ

جواب: دلورام کوثری۔

سوال: مہر عرب نعتیہ مجموعہ کس کا کلام ہے؟

جواب: چودھری فضل حق۔

سوال: ''اردو کی نعتیہ شاعری'' کس نے مرتب کی؟

جواب: ڈاکٹر طلحہ رضوی برق۔

سوال: ''تذکرہ نعت گویان اردو'' کس نے مرتب کی؟

جواب: پروفیسر سید یونس شاہ۔

سوال: عبدالعزیز خالد کے نعتیہ مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: ماذ ماذ، طاب طاب، عبدہٗ، حمطایا۔

سوال: نعت مقبول خدا حافظ کس کی تصنیف ہے؟

جواب: پیلی بھیتی۔

سوال: مولانا احمد رضا بریلوی نے کون کون سی نعتیہ کتب لکھیں؟

جواب: حدائق بخشش حصہ اول اور حدائق بخشش حصہ دوم حصہ اول میں ۱۷۰ اور دوم میں ۸ نعتیں (۱۰ اردو ۸ فارسی) شامل ہیں۔

سوال: الطاف قریشی کا نعتیہ مجموعہ کونسا ہے؟

جواب: ثناء۔

سوال: کن اولیائے کرام نے نعتیں لکھیں؟

جواب: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، ابن عربی، امام ابوحنیفہ، مظہر جان جاناں، علامہ فضل حق خیر آبادی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، کفایت علی کافی، مولانا حسن رضا بریلوی اور مولانا احمد خاں بریلوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

سوال: سبز گنبد نعت کی کتاب کس نے لکھی؟

جواب: ساغر صدیقی۔

سوال: کتاب ''حدیث آشنا'' کے مصنف کون ہیں؟

جواب: اقبال صلاح الدین۔

سوال: ''مینائے کوثر'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: انجم وزیر آبادی۔

سوال: ''حرا کی خوشبو'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: انجم نیازی۔

سوال: ''حسنت جمیع خصالہ'' کتاب کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: قمر انجم۔

کافیاں

سوال: کافی کس زبان کا لفظ ہے؟

جواب: عربی زبان۔

سوال: کافی کس عربی لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے؟

جواب: قوالی۔

سوال: پنجابی کے مشہور کافی گو شاعروں کے نام بتائیے؟

جواب: حضرت بلھے شاہ، خواجہ غلام فرید، شاہ حسین، اشرف پال، شہزاد قیصر۔

مسدس

سوال: مسدس کے ایک بند میں کتنے مصرعے ہوتے ہیں؟

جواب: چھ۔

سوال: مسدس کے کتنے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں؟

جواب: چار۔

سوال: مسدس کہنے والے اردو شعرا میں کس کا درجہ سب سے بلند ہے؟

جواب: مولانا الطاف حسین حالی۔

سوال: تاریخ ادب اردو کے مصنف رام بابو سکسینہ نے کس کتاب کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے؟
''یہ ایک الہامی کتاب ہے اس کو تاریخ ارتقائے اردو ادب میں ایک سنگ نشان سمجھنا چاہیے یہ ایک تارہ ہے جو اردو کے افق شاعری پر طلوع ہوا''؟

جواب: مولانا الطاف حسین حالی کی مسدس۔

سوال: مسدس حالی کا اللہ بخش ابوجھو نے کس نام سے سندھی میں ترجمہ کیا؟

جواب: مسدس ابوجھو۔

سوال: مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور مسدس مدوجزر اسلام میں اشعار کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: ۲۸۰۰۔

سوال: مرثیے کے لیے مسدس کو کس شاعر نے مخصوص کیا؟

جواب: میر ضمیر لکھنوی۔

قصائد

سوال: قصیدہ بردہ کس صحابی کی تخلیق ہے؟

جواب: حضرت کعب بن زبیرؓ۔

سوال: حضرت کعب بن زبیرؓ کا قصیدہ کتنی ابیات پر مشتمل ہے؟

جواب: انسٹھ۔

سوال: کس کو قصیدے کی صنف کا پہلا اردو شاعر کہا جاتا ہے؟

جواب: مرزا محمد رفیع سودا۔

سوال: ابیات نعت کس کا مشہور قصیدہ ہے؟

جواب: محسن کاکوروی۔

سوال: قصیدہ کتنی قسموں کا ہوتا ہے؟

جواب: (۲) خطابیہ اور تمہیدیہ۔

سوال: تمہیدی قصیدہ کتنے حصوں پر مشتمل ہوتا ہے؟

جواب: چار (۱) تشبیب (۲) رمز (۳) مدح (۴) خاتمہ۔

قطعات

سوال: قطعہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: دو یا دو سے زائد اشعار کی نظم جس میں ایک مسلسل مضمون غزل کی بحر میں بیان کیا گیا ہو پہلے شعر میں دو قافیوں کی قید نہیں ہوتی جبکہ باقی تمام اشعار کے دوسرے مصرعے متحد القوافی ہوتے ہیں۔

سوال: حالی اور اکبر الٰہ آبادی نے قطعہ کی صنف کو کس مقصد کے لیے استعمال کیا؟

جواب: اصلاح۔

سوال: غزل اور قطعہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: غزل اور قطع میں فرق یہ ہے کہ عاشقانہ مضامین کی بجائے قطعے میں اخلاقی اصول، آفاقی حقیقتیں، ہنگامی واقعات اور ہجو و مدح وغیرہ بیان کیے جاتے ہیں۔

سوال: بتائیے یہ قطعہ کس نے لکھا ہے؟

بلغ العلیٰ بکمالہ — کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ — صلو علیہ وآلہ

جواب: شیخ سعدیؒ۔

سوال: اس شاعر کا نام بتائیے جس نے غالب کے اشعار پر طویل قطعے لکھ کر انہیں سخن در سخن میں شامل کیا؟

جواب: شاہد الوری۔

نثری نظم

سوال: نثری نظم سے کیا مراد ہے؟

جواب: وزن اور آہنگ سے عاری نظم غزل، قصیدہ، مرثیہ، رباعی یا پابند نظم کی دوسری اصناف اور آزاد نظم کی طرح اظہار و ابلاغ کو قبول نہیں کرتی اس میں شاعر خاکوں کے ذریعے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتا ہے۔

سوال: جوش ملیح آبادی کا نثری نظم کا شعری مجموعہ کس نام سے شائع ہوا؟

جواب: روح ادب۔

سوال: اردو ادب میں نثری نظم کا سب سے پہلا مجموعہ کس نے لکھا تھا؟

جواب: عبدالرشید۔

سوال: عبدالرشید کے لکھے اردو نثری نظم کے پہلے مجموعہ کا نام بتایئے؟

جواب: اپنے اردو دوستوں کیلئے نظمیں۔

سوال: ''سورج پہ دستک'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: شائستہ حبیب۔

سوال: ''کھڑکی بھر آسمان'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: اسد محمد خان۔

سوال: ''بہتے ہوئے پھول'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: فاطمہ حسن۔

سوال: ''ملاستوی کے درمیان'' کس نے لکھی؟

جواب: کشور ناہید۔

سوال: ''نیند کی مسافتیں'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: عذرا عباس۔

سوال: ''محبت اور مایوسی کی نظمیں'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: زاہد ڈار۔

سوال: نثری نظمیں لکھنے والے اردو شعراء کے نام بتایئے؟

جواب: سعادت سعید' عارف عبدالمتین' انیس ناگی' امجد' ایوب خاور' مبارک احمد' محمد سلیم الرحمٰن' حفیظ صدیقی' افتخار جالب' فاطمہ حسن' کشور ناہید' شبنم کاشمیری' یحییٰ نسرین اطہر انجم بھٹی' ناہید شاہد' شائستہ حبیب' قمر جمیل' اقبال کوثر بلراج کومل' رئیس فروغ' قمر تحسین' صلاح الدین محمود' عباس اطہر اور ڈاکٹر محمد حسن' احمد ہمیش۔

سوال: نثری نظموں کا مجموعہ ''انکار'' کس شاعرہ کی تخلیق ہے؟

جواب: پروین شاکر۔

ہجو

سوال: ہجو سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی کے عیوب بیان کرنا۔

سوال: علامہ اقبال کو سر کا خطاب ملنے پر ان کی ہجو کس نے لکھی؟

جواب: مولانا ظفر علی خان۔

سوال: اردو میں ہجو کو پہلی بار کس نے پیش کیا؟

جواب: مرزا سودا نے۔

سوال: اردو میں کن شاعروں نے ہجونگاری کی ہے؟

جواب: مولانا حالی' اسمٰعیل میرٹھی' مرزا سودا' بقاءاللہ بقا' شاکر ناجی' انشاءاللہ خاں انشاء اللہ اور میر ضاحک۔

سوال: ہجو اردو کی کس صنف کی ضد ہے؟

جواب: قصیدہ

ہائیکو

سوال: تین مصرعوں کی مختصر نظم کو کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: ہائیکو۔

سوال: جاپانی شاعری کی صنف ہائیکو کی ابتداء کا سہرا کس جاپانی شہنشاہ کے سر ہے؟

جواب: شہنشاہ ہوری کاوا۔

سوال: ہائیکو کے ارکان کی تعداد بتایئے؟

جواب: سترہ۔

سوال: اردو میں ہائیکو کو کس نے متعارف کرایا؟

جواب: ماہنامہ ''ساقی'' دہلی کے جاپان نمبر نے جو جنوری ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔

سوال: جاپانی ہائیکو تین سطروں پر مشتمل ہوتی ہے بتایئے اس کے ارکان تہجی کون کون سے ہیں؟

جواب: پانچ' سات اور پانچ ارکان تہجی۔

سوال: ہائیکو سے مماثلت رکھنے والی اصناف اردو کے نام بتایئے؟

جواب: مثلث۔

سوال: یہ بتایئے اردو میں ہائیکو کا تعارف کیسے ہوا؟

جواب: انگریزی ترجمے کی مدد سے۔

سوال: ہائیکو پر کن شاعروں نے مضامین لکھے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر جمیل جالبی' جمیل ملک' پروفیسر احمد علی' محمد امین' ڈاکٹر وزیر آغا' ڈاکٹر پرویز پروازی' نریندر لوتھر' امین راحت چغتائی' ڈاکٹر فرمان فتح پوری' بشیر سیفی، خاور اعجاز' علی محمد قریشی اور ڈاکٹر انور سدید۔

سوال: اردو میں ہائیکو نگاری کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: محمد امین۔

سوال: ہائیکو کے تین بنیادی اصول بتایئے؟

جواب: جمالیاتی رویہ۔ جمالیاتی تجزیہ اور لمحہ ہائیکو۔

سوال: ہائیکو کے مشہور شاعروں کے نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر رانا سعید اقبال' کرنل دلنواز' ضیاالحسن' بشیر سیفی' مناظر عاشق ہرگانوی' جمیل ملک، محمد امین' حمیدہ شاہین

زبیری، علی اکبر عباس، اکرم کلیم، قیوم طاہر، اظہر ادیب، علی محمد فرشی، نصیر احمد ناصر، محمد اقبال نجمی، حیدر گردیزی، شاکر علی شاکر، نسیم سحر، خاور اعجاز، ادا جعفری، رضی الدین رضی، قدوسی قدسی، ایم یامین، اختر شمار، ساحل احمد۔

سوال: ہائیکو کے مجموعے ''تشدید'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: علیم صبا نویدی۔ (بھارت)

آزاد نظم

سوال: اردو میں آزاد نظم کا آغاز کب ہوا؟

جواب: ۱۹۰۱ء۔

سوال: اردو میں سب سے پہلے آزاد نظم لکھنے کا آغاز کس نے کیا؟

جواب: عبدالحلیم شرر۔

سوال: عبدالحلیم شرر کی پہلی آزاد نظم کا نام بتایئے نیز یہ کس رسالے میں طبع ہوئی؟

جواب: سمندر۔ دلگداز فروری ۱۹۰۱ء میں۔

سوال: شرر کے تجربوں سے متاثر ہو کر قیصر بھوپالی نے کس عنوان سے آزاد نظم کو منظوم ڈراما میں منتقل کیا؟

جواب: کرشمہ عشق۔

سوال: اردو میں باضابطہ طور پر آزاد نظم کی ابتداء کب اور کس نے کی؟

جواب: تصدق حسین خالد نے آزاد نظم کا باضابطہ آغاز ۱۹۳۶ء میں کیا تھا۔

سوال: آزاد نظم کا امام کس شاعر کو کہتے ہیں؟

جواب: ن م راشد

سوال: آزاد نظم کا آغاز سب سے پہلے کس ملک میں ہوا؟

جواب: فرانس۔

سوال: میراجی کے کن دو شعری مجموعوں میں آزاد نظمیں ملتی ہیں؟

جواب: میراجی کی نظمیں اور تین رنگ۔

سوال: آزاد نظم لکھنے والے مشہور شعرا کے نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر وزیر آغا، خورشید رضوی، امجد اسلام امجد، مصطفیٰ زیدی، عارف عبدالمتین، مخمور سعیدی، غلام جیلانی اصغر، اختر حسین جعفری، فیض احمد فیض، ساقی فاروقی، سردار جعفری، ریاض مجید، احمد ندیم قاسمی، فہمیدہ ریاض، ذوالفقار احمد تابش، اظہر جاوید، احسن زیدی اور کشور ناہید۔

رباعی

سوال: محققین رباعی کا موجد کسے قرار دیتے ہیں؟

جواب: امیر یعقوب بن لیث صفار کو۔

سوال: دبیر نے کتنی رباعیاں لکھی ہیں؟

جواب: دو سو۔

سوال: سید سلیمان ندوی نے رباعی کس زبان کا حصہ قرار دیا ہے؟

جواب: عربی۔

سوال: سنسکرت، سندھی اور پشتو میں رباعی کو کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: چار چرن، چوپائی، چار بیتہ۔

سوال: رباعی کس زبان کا لفظ ہے نیز اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: رباعی عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب چار ہے۔

سوال: اردو رباعی کا پہلا شاعر کسے قرار دیا جاتا ہے؟

جواب: ملا وجہی۔

سوال: شاعری کی اصطلاح میں رباعی سے کیا مراد ہے؟

جواب: چار مصرعوں میں ایک مکمل مضمون ادا کرنے کو اصلاحاً رباعی کہتے ہیں۔

سوال: رباعی کے دیگر مختلف نام کون کون سے ہیں؟

جواب: ترانہ، دوبیتی، چہار مصراعی، چہار بیتی، جعتی اور خصی۔

سوال: پاکستان کے ممتاز سیاست دان پیر آف بالا شریف طالب المولیٰ (مرحوم) نے کس نام سے رباعیات لکھیں؟

جواب: رباعیات طالب۔

سوال: مشہور رباعی ''بلغ العلےٰ بکمالہ'' کس عظیم شخصیت کی تخلیق ہے؟

جواب: شیخ سعدیؒ۔

سوال: چند اردو رباعی گو شعراء کے نام بتایئے؟

جواب: میر، درد، سودا، میر حسن، جرات، انشاء، مصحفی، مومن، اقبال۔

سوال: ''دست زرفشاں'' عمر خیام کی رباعیات کے مجموعہ کا کس نے اردو میں ترجمہ کیا ہے؟

جواب: صبا اکبر آبادی نے۔

سوال: علامہ اقبال کی کتاب ''بال جبریل'' میں کل کتنی رباعیات شامل ہیں؟

جواب: ۳۹۔

سوال: اکبر الٰہ آبادی کی کس رباعی میں قرآن کی تفسیر پڑھنے کو کہا گیا ہے؟

جواب:

کچھ منع نہیں ہر ایک کی تحریر پڑھو — لیکن قرآن کی بھی تفسیر پڑھو
عظمت دنیا کی جب دبائے دل کو — خالق کا کرو خیال تکبیر پڑھو

سوال: کیا یہ درست ہے کہ فارسی رباعی کے اوپر عنوان نہیں ہوتا؟

جواب: جی ہاں۔

سانیٹ

سوال: سانیٹ (نظم) میں کتنے مصرے ہوتے ہیں؟

جواب: چودہ۔

سوال: اردو زبان میں سانیٹ کا مترادف کیا ہے؟

جواب: سبع۔

سوال: چودہ مصروں پر مشتمل سانیٹ نظم کے کتنے بند ہوتے ہیں؟

جواب: دو، پہلا بند آٹھ مصرعوں کا دوسرا چھ مصرعوں کا۔

سوال: سانیٹ کے پہلے بند کو اردو میں مثمن کہا جاتا ہے بتایئے دوسرے بند کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: مسدس۔

سوال: سانیٹ اور غزل میں کیا فرق ہے؟

جواب: دونوں میں بڑی مطابقت پائی جاتی ہے۔

سوال: حسرت موہانی کی کن دو نظموں میں سانیٹ کی تکنیک کی مشابہت موجود ہے؟

جواب: بربط سلمیٰ اور ترانہ محبت۔

سوال: اردو سانیٹ نگاری میں پہلی نمایاں شخصیت کون تھے؟

جواب: عظیم الدین احمد انہوں نے اردو کا پہلا سانیٹ ۱۹۰۳ء میں لکھا۔

سوال: عظیم الدین کے پہلے سانیٹ کا عنوان کیا تھا؟

جواب: فریاد عظیم۔

سوال: ابتدائی دور کے اردو کے چند سانیٹ لکھنے والے شعراء کے نام بتایئے؟

جواب: اختر شیرانی، ابوالمکرم حیرت، تصدق حسین خالد، ن م راشد۔

سوال: اردو ادب کے مشہور سانیٹ نگاروں کے نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر حنیف، عزیز تمنائی، جمیل واسطی، احمد ندیم قاسمی، اختر ہوشیار پوری، ناظم جعفری، انصیر پرواز، محمود رضوی، یمل کرشن رشک، منوہر لال بادی، طفیل ہوشیار پوری، نجمہ تصدق، تابش صدیقی، نذیر مرزا برلاس، ارشد صدیقی، عمیق حنفی، نریش کمار شاد، عزیز اندوری، حق ابروی چھتر پوری، شمیم ہاشمی، کیفی روشن لال نعیم۔

سی حرفی

سوال: سی حرفی پنجابی شاعری کی ایک صنف ہے اس کی نوعیت بتایئے؟

جواب: اس میں ہر بند کے پہلے مصرے کا پہلا حرف ابجد ہوتا ہے۔

سوال: سی حرفی میں کون کون سے حروف تہجی نہیں آتے؟

جواب: ب، ٹ، چ، ڈ، ڑ، گ، ڑ۔

سوال: سی حرفی لکھنے والے پنجابی شاعروں کے نام بتایئے؟

جواب: سید غلام قادر، نور احمد غلام نبی چشتی، رمضان علی رمضو، وارث شاہ، مولوی عبدالستار، اشرف، درویش، ہدایت اللہ خواجہ غلام فرید، بردا پشاوری، سید فضل شاہ، خلیفہ قمر نواب، جان محمد، خیر دین، عبدالرحمن خلدی، استاد گام، محمد بو، گجراتی، رحیم یار، گھسیٹا ال غمناک، گیان داس، حسن خاں عرف حکیم کاموں، نیک عالم احمد علی، ہاشم شاہ گلعر بھائی جان شیدا، اروڑا رائے، لابھ سنگھ۔

سوال: قادر یار نے سی حرفی میں کون کون سے قصے لکھے ہیں؟

جواب: پورن بھگت، معراج نامہ، سوہنی مہینوال، راجہ رسالو۔

سوال: حضرت سلطان باہو کا پنجابی کلام شاعری کی کس صنف میں ملتا ہے؟

جواب: سی حرفیوں کی شکل میں۔

سوال: گورو نانک سے قبل پنجابی زبان میں کتنی اصناف میں شاعری ملتی ہے؟

جواب: ۳۸۔

پاکستان اور ادیب

سوال: پاکستان کی بنیادیں سابق وفاقی وزیر محمود علی کی تصنیف کا اردو ترجمہ کس نے کیا؟

جواب: سید اشتیاق الحسن۔

سوال: ''پاکستان کی نظریاتی بنیادیں'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: ڈاکٹر وحید قریشی۔

سوال: کتاب ''پاکستان منزل بہ منزل'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: سید شریف الدین پیرزادہ۔

سوال: ''ڈائی مشنز آف پاکستان موومنٹ'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: پروفیسر مرزا محمد منور۔

سوال: ''پاکستانی تاریخ وسیاست'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر صفدر محمود۔

سوال: ''پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: سید سبط حسن۔

سوال: ''پاکستان کا مستقبل'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: اصغر خان۔

سوال: ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: سردار عبدالقیوم (صدر آزاد کشمیر)

سوال: یہ نغمہ کس نے لکھا ہے؟

بٹ کے رہے گا ہندوستان لے کے رہیں گے پاکستان

جواب: کیف بنارسی۔

سوال: پاکستان کا سیاسی سفرنامہ کس کی تصنیف ہے؟

جواب: ستار طاہر۔

سوال: پاکستان سیاسی جوار بھاٹا کے مرتب کا نام بتائیے؟

جواب: منیر احمد منیر۔

سوال: ''درمیانے'' کے مصنف کا نام بتائیے؟

جواب: سیف الرحمان رانا۔

سوال: ''انسانی تاریخ کے بڑے قتل'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: خالد ارمان۔

سوال: سرفراز حسین مرزا کی مشہور کتاب کا نام بتائیے؟

جواب: تصور پاکستان سے قرارداد پاکستان۔

سوال: پاکستان ٹیلی ویژن کے ۲۵ سالکی کے مرتب کا نام بتائیے؟

جواب: منیر احمد۔

سوال: ''پنجاب اور ممدوٹ'' کے مصنف کون ہیں؟

جواب: ہمایوں ادیب۔

سوال: ''پاکستان ناگزیر تھا'' کس کی کتاب ہے؟

جواب: حسن ریاض سید۔

سوال: تحریک پاکستان پس منظر و تجزیہ کے مصنف کا نام بتائیے؟

جواب: شریف المجاہد۔

سوال: ''سرگزشت پاکستان'' کس کی کتاب ہے؟

جواب: مفتاح الدین ظفر۔

سوال: تاریخ پاکستان' قرارداد پاکستان' پاکستان منزل بہ منزل' اکابرین تحریک پاکستان کس کی تصانیف ہیں؟

جواب: محمد علی چراغ۔

سوال: ''نظریہ پاکستان اور اقلیتیں'' کس اقلیتی دانشور کی تخلیق ہے؟

جواب: سردار مسیح گل۔

سوال: مسلم لیگ کا دور حکومت کس کی تصنیف ہے؟

جواب: ڈاکٹر صفدر محمود۔

سوال: تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء کس کی مرتب شدہ کتاب ہے؟

جواب: چودھری حبیب احمد۔

سوال: داستان پاکستان کس کی تصنیف ہے؟

جواب: چودھری نذیر احمد۔

سوال: پاکستان پس منظر و پیش منظر کس کی تصنیف ہے؟

جواب: حمید انور۔

سوال: پاکستان کے تیس سال کس کی تصنیف ہے؟

جواب: زاہد حسین انجم۔

سوال: آزادی کے چراغ کس کی تصنیف ہے؟

جواب: سید مشکور حسین یاد۔

سوال: تصور پاکستان سے قرارداد پاکستان تک کس نے مرتب کی؟

جواب: سرفراز حسین مرزا۔

سوال: حصول پاکستان کس کی تصنیف ہے؟

جواب: احمد سعید۔

سوال: تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار کس کی تصنیف ہے؟

جواب: شمیم جالندھری۔

سوال: قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر کس نے مرتب کی؟

جواب: سمیع اللہ قریشی۔

سوال: ڈاکٹر جمیل جالبی کی کتاب پاکستانی کلچر کب طبع ہوئی؟

جواب: ۱۹۶۴ء میں۔

تحقیق وتنقید

سوال: غالب نامہ' رود کوثر' موج کوثر' آب کوثر' شبلی نامہ' یادگار شبلی اور ارمغان حالی کس مشہور مصنف کی تصانیف ہیں؟

جواب: شیخ محمد اکرام۔

سوال: لالہ لاجپت رائے (۱۸۵۸ء۔۱۷ نومبر ۱۹۲۸ء) نے مدر انڈیا کے جواب میں کون سی کتاب تصنیف کی؟

جواب: دکھی انڈیا۔

سوال: حافظ محمود شیرانی کی مشہور کتاب کا نام بتائیے؟
جواب: ''پنجاب میں اردو''۔
سوال: ''دکن میں اردو'' کس مصنف نے لکھی؟
جواب: نصیر الدین ہاشمی۔
سوال: شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شخصیت اور شاعری پر ''عکسِ لطیف'' نامی کتاب کس نے لکھی؟
جواب: آفاق صدیقی۔
سوال: نظیر صدیقی نے تفہیم وتعبیر میں کس کتاب پر جرح کی ہے؟
جواب: اقبال ایک شاعر۔
سوال: شمس العلماء مولوی سید میر حسن پر کس ادیب نے پہلی تحقیقی کتاب لکھی؟
جواب: ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین۔
سوال: ''طرز احساس'' کس کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے؟
جواب: اصغر ندیم سید۔
سوال: پرکھ پڑچول پنجابی کی تنقیدی کتاب کس کی تصنیف ہے؟
جواب: عارف عبدالمتین۔
سوال: ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے تنقیدی مضامین کے مجموعے کا نام بتائیے؟
جواب: ناگزیر۔
سوال: ساقی فاروقی کے پہلے تنقیدی مجموعے ''بازگشت وبازیافت'' میں کتنے شخصی خاکے دیئے گئے ہیں؟
جواب: دو (فیض احمد فیض، ن م راشد)
سوال: اقبال شناسی تنقیدی مجموعہ کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: علی سردار جعفری۔
سوال: اردو تنقید کی بائبل کونسی کتاب کہلاتی ہے؟
جواب: مقدمہ شعروشاعری۔
سوال: اردو میں مغربی تنقید پر مشتمل کتاب ''ارسطو سے ایلیٹ تک'' کس کی کتاب ہے؟
جواب: ڈاکٹر جمیل جالبی۔
سوال: افلاطون سے ایلیٹ تک کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: پروفیسر عابد صدیق۔
سوال: اردو تنقید کی ابتدا کس نے کی؟
جواب: الطاف حسین حالی۔
سوال: حالی کے شعری نظریات ایک تنقیدی مطالعہ کن تین ابواب پر مشتمل ہے؟

جواب: (۱) شاعری اور وزن (۲) شعر اور تخیل (۳) نیچرل شاعری اور اخلاق۔
سوال: امکانات نامی کتاب کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: عارف عبدالمتین۔
سوال: ڈاکٹر شاہدہ بیگم کو کس کتاب کے لکھنے پر ۱۹۸۱ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی؟
جواب: سندھ میں اردو۔
سوال: ''غالب بحیثیت محقق'' اور ''آزاد بحیثیت محقق'' کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: قاضی عبدالودود۔
سوال: دہلی کی تاریخی اور مشہور عمارتوں کے بارے میں لکھی کتاب آثار الصنادید کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: سر سید احمد خان۔
سوال: قدرت اللہ قاسم کے تذکرے مجموعہ نغز کا سراغ کس نے لگایا؟
جواب: پروفیسر محمود شیرانی۔
سوال: بابائے اردو مولوی عبدالحق کس سال فوت ہوئے؟
جواب: ۱۹۶۱ء
سوال: کاشف الحقائق المعروف بہ بہارستان سخن کے مصنف کون ہیں؟
جواب: امداد امام اثر۔
سوال: وضع اصطلاحات علمیہ کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: وحید الدین سلیم۔
سوال: تنقید میں کس نے ترقی پسند نقطہ نظر کو پیش کیا؟
جواب: اختر حسین رائے پوری۔
سوال: کمال داغ کس کی تخلیق ہے؟
جواب: حامد حسن قادری۔
سوال: تنقیدی اشارے کس کی کتاب ہے؟
جواب: آل احمد سرور۔
سوال: تنقیدی حاشیے کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: سید احتشام حسین۔

تذکرہ

سوال: ''تذکرہ نگاری کے فن'' کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: سید محمد عبداللہ۔

سوال: ''ہزار داستان عرف خم خانہ جاوید'' نامی تذکرہ کس کی تصنیف ہے؟

جواب: لالہ سری رام۔

سوال: لطف علی بیگ آذار نے معاصر شعرا کا تذکرہ کس کتاب میں لکھا تھا؟

جواب: ''دفتر نہ آسماں''

سوال: شعرا کا تذکرہ خلاصۃ الافکار فارسی شعر کس نے ترتیب دیا؟

جواب: ابوطالب تبریزی اصفہانی۔

سوال: خوب چند ذکا نے کون سا تذکرہ لکھا؟

جواب: تذکرہ عیار الشعراء۔

سوال: حاکم لاہوری کے ایک تذکرہ کو ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے مرتب کیا تذکرہ کا نام بتایئے؟

جواب: مردم دیدہ۔

سوال: ''گلزار ابراہیمی'' کس نے مرتب کی؟

جواب: نواب ابراہیم علی خاں۔

سوال: ''اصل تذکرہ ہندی'' کس مصنف نے لکھی؟

جواب: مصحفی۔

سوال: ''تذکرہ فتح علی حسینی'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: فتح علی حسینی۔

سوال: میر تقی میر نے اردو شعرا کا کونسا تذکرہ مرتب کیا تھا؟

جواب: نکات الشعراء۔

سوال: تذکرہ آب بقا کس نے لکھا؟

جواب: خواجہ عبدالروف عشرت لکھنوی۔

سوال: تذکرہ شعر و سخن کس ادیب کی تصنیف ہے؟

جواب: نیاز علی پرشاد۔

سوال: تذکرہ السلوک کے مصنف کون ہیں؟

جواب: رفیع الدین۔

سوال: ''عہد حاضر کے نعت گو'' کس کا لکھا تذکرہ ہے؟

خواب: گوہر ملسانی۔

سوال: مولانا ابوالکلام آزاد کے مشہور تذکرہ کا نام بتایئے؟

جواب: تذکرہ صادقہ۔

سوال: ''خوش معرکہ زیبا'' تذکرہ کو کس نے مرتب کیا ہے؟

جواب: سعادت خاں ناصر۔

سوال: انگریزوں کا پہلا تذکرہ Apologic For Poetic کس نے لکھا تھا؟

جواب: سر فلپ سڈنی۔

ترجمہ

سوال: رابندر ناتھ ٹیگور کی نوبل انعام یافتہ کتاب گیتان جلی کا اردو منظوم ترجمہ گل نغمہ کس نے کیا؟

جواب: عبدالعزیز خالد۔

سوال: الف لیلیٰ کا انگریزی ترجمہ کس نے کیا؟

جواب: سر رچرڈ برٹن۔

سوال: میر شیر علی افسوس نے شیخ سعدی کی کتاب گلستان کا ترجمہ کس نام سے کیا؟

جواب: باغ اردو۔

سوال: شکنتلا کا اردو ترجمہ کرنے والے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: مرزا کاظم علی۔

سوال: تخلیق کار کو اپنی چیزوں کا ترجمہ خود کرنا چاہیے۔ بتایئے یہ الفاظ کس شاعر کے ہیں؟

جواب: عبرانی زبان کے جدید شاعر ڈیوڈ ایوڈن۔

سوال: ابن انشاء نے کس انگریز مصنف کی کہانیوں کا ترجمہ کیا ہے؟

جواب: ایڈگر ایلن پو۔

سوال: ''دی پوپولر پوئٹری آف بلوچز'' لانگ ورتھ ڈیمز کی کتاب کا اردو ترجمہ کس نے اور کس نام سے کیا؟

جواب: قدیم بلوچی شاعری..... جناب جسٹس خدا بخش مری۔

سوال: محمد ہادی حسین نے علامہ اقبال کی کس کتاب کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کیا؟

جواب: پیام مشرق۔

سوال: مولانا شبلی کی کتاب سیرۃ النعمان کا انگریزی میں ترجمہ کس نے کیا؟

جواب: محمد ہادی حسین۔

سوال: قیوم نظر نے کس نام سے والٹ وہٹمین کی نظموں کا ترجمہ کس نے کیا؟

جواب: گھاس کی پتیاں۔

سوال: سر سید احمد خان نے بائیبل کی تفسیر کس نام سے لکھی؟

جواب: تبیین الکلام۔

سوال: ناظم حکمت ترک شاعر کی نظموں کا ترجمہ اردو میں کس نے کیا ہے؟

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: ترگنیف کے ناول فادر اینڈ سنز کا ترجمہ کس نے کیا ہے؟
جواب: انتظار حسین۔
سوال: رائیڈر ہیگرڈ کی کتاب کا ۱۹۳۸ء میں ترجمہ قلوپطرہ کے نام سے کس نے کیا؟
جواب: بیگم سلمٰی تصدق حسین۔
سوال: مشہور شاعر رجب علی بیگ سرور نے شمشیر خانی کا اردو ترجمہ کس نام سے کیا؟
جواب: سرور سلطانی۔
سوال: سینٹ جان پرس کی نظموں کا ترجمہ کس نے کیا؟
جواب: انیس ناگی۔

جوابی کتب

سوال: ''موازنہ انیس و دبیر'' کے جواب میں منشی ظہیر الحسن فوق نے کونسی کتاب لکھی؟
جواب: المیزان تصنیف۔
سوال: ن م راشد کے مجموعہ کلام ماورا کے جواب میں مداوا نامی کتاب کس نے تحریر کی؟
جواب: فرقت کاکوروی۔
سوال: فخر الدین حسین سخن نے فسانہ عجائب کے جواب میں کون سی کتاب لکھی؟
جواب: سروش سخن۔
سوال: پنجابی شاعر استاد امام دین نے بانگ دہل کس کتاب کے مقابلے میں لکھی؟
جواب: بانگ درا۔
سوال: ابن رشد نے امام غزالی کی کتاب تہافتہ الفلاسفہ کے جواب میں کون سی کتاب لکھی؟
جواب: تہافتہ التہافہ۔

حربی و عسکری کتب

سوال: خلفائے راشدین کی جنگی حکمت عملی کس کی تصنیف ہے؟
جواب: امیر افضل۔
سوال: پاک و ہند جنگ ۱۹۶۵ء کے واقعات پر مشتمل انگریزی میں ائیر مارشل محمد اصغر خان نے کونسی کتاب لکھی تھی؟
جواب: ''دی فرسٹ راؤنڈ''
سوال: ''ایک جنگ ایک المیہ'' آغا اشرف کی کتاب ہے۔ یہ کس جنگ کے پس منظر میں لکھی گئی؟
جواب: جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء۔
سوال: آغا اشرف کی کس کتاب میں جنگ ۶۵ اور ۷۱ کا تذکرہ ہے؟
جواب: جہاد پاکستان۔

سوال: ''سقوط مشرقی پاکستان'' اور ''پاکستان کیوں ٹوٹا'' کے مصنف کون ہیں؟
جواب: ڈاکٹر صفدر محمود۔
سوال: قاضی ذوالفقار احمد نے بھی ۱۹۶۵ء کی جنگ پر کس نام سے کتاب لکھی؟
جواب: معرکہ ستمبر ۱۹۶۵ء۔
سوال: قمر نقوی نے جنگوں کے متعلق کونسی کتاب لکھی؟
جواب: صلیبی جنگیں۔
سوال: انور بیگ کی کتاب ''پر فشاں مجاہد'' میں پاکستان کی کس مسلح فوج کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے؟
جواب: پاک فضائیہ
سوال: دفاع پاکستان کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: اسلم صدیقی۔
سوال: مظہر امروہوی کی جنگ آزادی ہند کے بارے میں لکھی کتاب کا نام بتایئے؟
جواب: جنگ آزادی۔
سوال: جنگ آزادی نامی کتاب کس نے لکھی؟
جواب: خورشید مصطفٰی رضوی۔
سوال: مولانا غلام رسول مہر نے ۱۹۵۷ء میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے مجاہدین کے کارناموں کو کس نام سے شائع کیا؟
جواب: سرگزشت مجاہدین۔
سوال: ۱۹۵۷ء کا تاریخی روزنامہ کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: عبداللطیف۔
سوال: ''میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا'' کس کی تصنیف ہے؟
جواب: بریگیڈیر صدیق سالک (مرحوم)

خاکہ

سوال: ''عطایئے'' کس کے کالموں کا مجموعہ ہے جس میں خاکے شامل ہیں؟
جواب: عطاء الحق قاسمی۔
سوال: راہ گزر کس کے خاکوں کا مجموعہ ہے؟
جواب: خورشید برنی۔
سوال: اردو میں مکمل خاکہ نگاری کی ابتدا کس ادیب نے کی؟
جواب: مرزا فرحت اللہ بیگ۔

سوال: (۱) گنجے فرشتے (۲) لاؤڈ سپیکر کس کے تحریر کردہ خاکے ہیں؟
جواب: سعادت حسن منٹو۔
سوال: پورٹریٹ، شناخت پریڈ، کلوز اپ، خدوخال بجی نامی خاکوں کی کتابوں کے مصنفین کے نام بتایئے؟
جواب: رحیم گل، یونس بٹ، اعجاز رضوی، رحیم گل، محمد طفیل نقوش۔
سوال: نصراللہ خاں نے شخصی خاکوں پر کون سی کتاب لکھی؟
جواب: کیا قافلہ جاتا ہے۔
سوال: اعجاز رضوی نے خاکہ کی تعریف کن الفاظ میں کی ہے؟
جواب: خاکہ نگار کے لیے مشاہدے کا فن نہایت ضروری ہے اور خاکہ نگار وہ ہے جو وہ چیز دیکھ کر بیان کرتا ہے جو عام شخص دیکھ بھی نہیں سکتا۔
سوال: احمد ندیم قاسمی، خالد احمد، عارف عبدالمتین، تحسین فراقی، عباس تابش، اجمل نیازی، رحیم گل ان شخصیات کے خاکے اعجاز رضوی کی کس کتاب میں شامل ہیں؟
جواب: کلوز اپ۔
سوال: ممتاز مفتی کے خاکوں کے کس مجموعہ میں ۱۷ شاعروں اور ادیبوں کے خاکے شامل ہیں؟
جواب: اوکھے لوگ۔
سوال: ضمیر جعفری کے خاکوں کا مجموعہ کونسا ہے؟
جواب: اڑتے خاکے۔
سوال: مردم دیدہ کس کے خاکوں کا مجموعہ ہے؟
جواب: مولانا چراغ حسن حسرت۔
سوال: پکچر گیلری قرۃ العین حیدر کے خاکوں میں کتنے خاکے شامل ہیں؟
جواب: عینی کے چھ خاکے۔
سوال: ''آنکھیں ترستی ہیں'' مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: جگن ناتھ آزاد۔
سوال: مخدومی کے خاکوں کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: محمد طفیل۔
سوال: چند یادیں نامی خاکوں کی کتاب کا مصنف کون ہے؟
جواب: خواجہ جمیل احمد۔
سوال: جان پہچان نامی خاکوں کی کتاب کس کی ہے؟
جواب: نظیر صدیقی۔
سوال: شہرت کی خاطر نامی خاکوں کی کتاب کس کی ہے؟

جواب: نظیر صدیقی۔

خطابات والقابات

سوال: بتایئے شاعر رسول ﷺ کس ممتاز صحابی کو کہا جاتا ہے؟
جواب: حضرت حسان بن ثابتؓ۔
سوال: کرم حیدری نے کس مشہور ادیب کو اردو ادب کی جین آسٹن کا خطاب دیا؟
جواب: بشریٰ رحمن۔
سوال: جدید اردو شاعری کا امام کس شاعر کو قرار دیا جاتا ہے؟
جواب: مولانا الطاف حسین حالی۔
سوال: علامہ اقبال کو جنوری ۱۹۲۲ء میں کونسا خطاب ملا؟
جواب: نائٹ ہڈ۔
سوال: شاعر انقلاب کس مشہور شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: جوش ملیح آبادی۔
سوال: مرزا غالب کس شاعر کو مرزا تفتہ کے نام سے پکارتے تھے؟
جواب: ہرگوپال تفتہ۔
سوال: خان آرزو کو کس لقب سے پکارا جاتا تھا؟
جواب: چراغ محفل فصاحت۔
سوال: قتیل شفائی کو کیا کہتے ہیں؟
جواب: پاکستان کا ساحر لدھیانوی۔
سوال: بابائے بلوچی کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: آزاد جمال دینی۔
سوال: اردو کا برنارڈ شا کس کو کہتے ہیں؟
جواب: میاں عبدالعزیز فلک پیما۔
سوال: اردو کا عمر خیام کس کو کہا جاتا ہے؟
جواب: ریاض خیر آبادی۔
سوال: اردو کا ہومر کس شاعر کو کہتے ہیں؟
جواب: میر ببر علی انیس
سوال: اردو ادب کے عناصر خمسہ کن کو کہا گیا ہے؟
جواب: سرسید احمد خاں، مولانا حالی، ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی اور مولانا محمد حسین آزاد۔

سوال: اردو کے کس شاعر کو خدائے سخن کہتے ہیں؟
جواب: میر تقی میر۔
سوال: امیر خسرو کو اردو شاعری کا ________ کہتے ہیں؟
جواب: بادا آدم۔
سوال: اردو کے پہلے عوامی شاعر کسے کہتے ہیں؟
جواب: نظیر اکبر آبادی۔
سوال: فانی بدایوانی کو ________ کا امام کہا جاتا ہے۔
جواب: یاسیت۔
سوال: علامہ نیاز فتح پوری کے حلقہ احباب کو کیا کہا جاتا تھا؟
جواب: یاران نجد۔
سوال: اردو کا ٹالسٹائی کسے کہا جاتا ہے؟
جواب: کرشن چندر۔
سوال: اردو کا چارلس ڈکنز کسے کہتے ہیں؟
جواب: رتن ناتھ سرشار۔
سوال: بتایئے شاعر شباب کسے کہتے ہیں؟
جواب: جوش ملیح آبادی۔
سوال: سردار عبدالرب نشتر نے کس شاعر کو شہنشاہ تغزل کہا تھا؟
جواب: مولانا حسرت موہانی۔
سوال: سندھی ادب کا چاسر کس مشہور شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: شاہ عبداللطیف بھٹائی۔
سوال: اکبر الہ آبادی کو کیا کہا جاتا ہے؟
جواب: لسان العصر۔
سوال: ڈپٹی نذیر احمد کو حکومت ہند نے کون سا اعزاز دیا؟
جواب: شمس العلماء۔
سوال: پشتو ادب کا بادا آدم کسے کہا جاتا ہے؟
جواب: رحمان بابا۔
سوال: بتایئے دیوان سنگھ کو مفتون کا خطاب کس نے دیا تھا؟
جواب: خواجہ حسن نظامی۔
سوال: بابائے پنجابی کا نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر فقیر محمد فقیر۔
سوال: بابائے اردو کسے کہتے ہیں؟
جواب: مولوی عبدالحق۔
سوال: اردو زبان کا پہلا باغی شاعر کسے کہتے ہیں؟
جواب: غالب۔
سوال: سندھ کا سرتاج شاعر کس کو کہا جاتا ہے؟
جواب: شاہ عبداللطیف بھٹائی۔
سوال: لسان پاکستان کس ادیب کا خطاب ہے؟
جواب: جسٹس ایم آر کیانی۔
سوال: علامہ اقبال نے کس شاعر کو گوئٹے کا ہم نوا قرار دیا؟
جواب: غالب۔
سوال: سندھ کے کس شاعر کو ہفت زبان شاعر کہا جاتا ہے؟
جواب: حضرت سچل سرمست۔
سوال: اکبر الہ آبادی کو کیا کہتے ہیں؟
جواب: مزاحیہ شاعری کا امام۔
سوال: ہندوستان کا شیخ سعدی کسے کہتے ہیں؟
جواب: علامہ حسن سنجری۔
سوال: اردو کا پہلا سائنسی غزل گو شاعر کسے کہا جاتا ہے؟
جواب: ولی ہاشمی۔
سوال: پشتو غزل کا حافظ شیرازی کسے کہا جاتا ہے؟
جواب: رحمان بابا۔
سوال: امام غزالی کے استاد انہیں کیا کہتے تھے؟
جواب: امام الحرمین۔
سوال: بابائے اردو پوٹھوہار کس ممتاز شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: عبدالعزیز فطرت۔
سوال: قلم کا مزدور کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: افضل پرویز۔
سوال: دہلی کا ناسخ کس شاعر کو کہا جاتا ہے؟
جواب: شاہ نصیر۔

سوال: اردو کا موپاساں کس کو کہا جاتا ہے؟
جواب: سعادت حسن منٹو۔
سوال: ایم اسلیم کو اردو کا کیا کہا جاتا ہے؟
جواب: والٹر سکاٹ۔

خطبات

سوال: خطبات بہاولپور کس کی تقریروں کا مجموعہ ہے؟
جواب: ڈاکٹر حمید اللہ۔
سوال: خطباتِ بہاولپور میں شامل تقریریں ڈاکٹر حمید اللہ نے کس مقام پر ارشاد فرمائیں؟
جواب: اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔
سوال: حضرت علیؓ کے خطبات کا مجموعہ نہج البلاغہ کس نے مرتب کیا تھا؟
جواب: علامہ شریف رضی۔
سوال: خطبات احمدیہ کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: سرسید احمد خاں۔
سوال: بتایئے خطبات مدارس کس نے لکھے ہیں؟
جواب: سید سلیمان ندوی۔
سوال: خطبات قائد اعظم کے مولف کا نام بتایئے۔
جواب: رئیس احمد جعفر۔
سوال: حضور ﷺ کے خطبات کے مجموعے کا نام بتایئے؟
جواب: نہج الفصاحت۔
سوال: مولانا ابوالکلام آزاد کے خطبات کس نام سے پکارے جاتے ہیں؟
جواب: خطبات آزاد۔
سوال: بتایئے تشکیل جدید الہیات اسلامیہ کے موضوع پر علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا ترجمہ پشتو زبان میں کس نے کیا؟
جواب: سید الابرار۔

داستان / قصہ

سوال: اردو کی قدیم داستان نوطرز مرصع کا فارسی سے اردو ترجمہ کس نے کیا؟
جواب: محمد عطا حسین خان تحسین۔
سوال: اردو زبان کی سب سے قدیم داستان کون سی ہے؟

جواب: نوطرز مرصع۔
سوال: بتایئے نوطرز مرصع کے بعد کون سی داستان منظر عام پر آئی؟
جواب: باغ و بہار۔
سوال: آرائش محفل اور طوطا کہانی کس کی لکھی داستانیں ہیں؟
جواب: حیدر بخش حیدری۔
سوال: امیر حمزہ نامی داستان کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: خلیل علی خاں رشک۔
سوال: نثر بے نظیر کس نے مرتب کی؟
جواب: بہادر علی حسینی۔
سوال: ''باغ و بہار'' داستان کے مصنف کون تھے؟
جواب: میر امن دہلوی۔
سوال: ''حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو قصہ گوئی یا داستان تراشی کا سہرا مشرق کے سر ہے'' یہ الفاظ کس انگریز مستشرق کے ہیں؟
جواب: رچرڈ برائن۔
سوال: اردو ادب میں بہترین داستان گو کسے قرار دیا جاتا ہے؟
جواب: رتن ناتھ سرشار۔
سوال: وارث شاہ نے ہیر رانجھا کہاں اور کب بیٹھ کر لکھی تھی؟
جواب: ملکہ ہانس کی ایک مسجد کے ایک حجرے میں ۱۷۶۶ء میں۔
سوال: دبستان لکھنؤ کے ''دبستان ادب کا ارتقا'' کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: ڈاکٹر آغا سہیل۔
سوال: آرائش محفل کس قصہ کا اردو ترجمہ والا نام ہے؟
جواب: قصہ حاتم طائی۔
سوال: عزت اور مہرک کس صوبہ کی ایک لوک داستان ہے؟
جواب: بلوچستان۔
سوال: بیجل اور سورٹھ کس صوبے کی لوک داستان ہے؟
جواب: صوبہ سندھ۔
سوال: داستان بوستان خیال کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: میر تقی خیال۔
سوال: قصہ حاتم طائی کو کس نے فارسی سے اردو میں منتقل کیا؟

جواب: حیدر بخش حیدری۔

سوال: داستان طلسم ہوشربا کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: تصدق حسین۔

سوال: داستان کی داستان کس کی تصنیف ہے؟

جواب: آرزو چودھری۔

سوال: سندھی زبان کی چند رومانی داستانوں کے نام بتایئے؟

جواب: سسی پنوں، عمر ماروی، مومل رانو، سورٹھ راؤ ڈیاچ لیلیٰ چنیسر اور سوہنی میہار۔

سوال: گل بکاؤلی کا قصہ مذہب عشق کا اردو ترجمہ منتقل کیا؟

جواب: نہال چند لاہوری۔

سوال: داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال میں کون سی داستان مختصر داستان ہے؟

جواب: دونوں طویل ہیں۔

ڈرامہ

سوال: صنف ڈرامہ کی تعریف کیجیے؟

جواب: ڈرامہ ایک ایسی صنف ہے جس میں انسانی زندگی کے واقعات اور مشاہدات کو افراد اور ان کی گفتگو کے حوالے کے ساتھ عملی طور پر (کرداروں کے ساتھ) پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: اردو ڈرامے کی ابتدا کس نے کی؟

جواب: واجد علی شاہ۔

سوال: ڈرامہ کس زبان کا لفظ ہے نیز اس کا مطلب بتایئے؟

جواب: یونانی لفظ ڈراء سے مشتق۔ مطلب کرنا یا کر کے دکھانا۔

سوال: واجد علی شاہ نے کس نام سے پہلا ڈرامہ لکھا تھا؟

جواب: رادھا کنہیا۔

سوال: باغ و بہار، جوان محبت، حاتم طائی اور عالم گیر یہ ڈرامے کس نے لکھے؟

جواب: آرام۔

سوال: حافظ عبداللہ فتح پوری نے کتنے ڈرامے لکھے؟

جواب: ساٹھ۔

سوال: ڈرامہ انار کلی کس نے لکھا تھا؟

جواب: امتیاز علی تاج۔

سوال: اندر سبھا ناٹک کس نے لکھا تھا؟

جواب: امانت لکھنوی۔

سوال: ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء تک جن ڈرامانگاروں نے نام پیدا کئے ان کے نام بتایئے؟

جواب: آصف مدراسی، دل لکھنوی، پنڈت رادھے شام، رضی بناری، شر لکھنوی، ظفر علی خاں، عبدالماجد دریا آبادی اور پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی۔

سوال: اردو ڈرامے کی پہلی تاریخ کا نام بتایئے؟

جواب: ناٹک ساگر۔

سوال: کس ڈرامہ نگار کو انڈین شیکسپیئر کہتے تھے؟

جواب: آغا حشر۔

سوال: آغا حشر کاشمیری کا سال پیدائش اور وفات بتایئے۔

جواب: ۱۸۷۴ء.........۱۹۳۴ء

سوال: کیا آپ ناٹک ساگر کے مصنف کا نام بتا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، صاحبزادہ محمد عمر۔

سوال: سر ولیم آرچر نے کونسا اردو ڈرامہ لکھا تھا؟

جواب: سبز دیوی۔

سوال: آغا حشر دہلوی کے مشہور ڈرامے کا نام کیا تھا؟

جواب: حور جنت۔

سوال: سجاد ظہیر کے کسی ایک مختصر ڈرامے کا نام بتایئے؟

جواب: بیمار۔

سوال: میرزا مہدی حسن، احسن لکھنوی نے شیکسپیئر کے ڈرامے ہیملٹ کو کس نام سے ۱۸۹۸ء میں پیش کیا؟

جواب: خون ناحق۔

سوال: ڈاکٹر اے بی اشرف نے آغا حشر کے متعلق جو کتاب لکھی اس کا نام بتایئے؟

جواب: آغا حشر اور ان کا فن۔

سوال: غالب بناری کے ڈراموں کے مجموعوں کا نام بتایئے؟

جواب: لیل و نہار، گل دکمیتی، نقا غفلت، دلیر دل شیر، گوپی چند، ہریش چندر، سنگین بکاؤلی، بکرم بلاس اور الہ دین۔

سوال: پاکستان ٹیلی ویژن کے مشہور ڈرامانگاروں کے نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر انور سجاد، امجد سلام امجد، کمال احمد رضوی، عطاء الحق قاسمی، مستنصر حسین تارڑ، منو بھائی، ذوالقرنین حیدر، ڈاکٹر ڈینس آئزک، فاطمہ ثریا بجیا، نور اللہ المہدی شاہ، حسینہ معین، اصغر ندیم سید، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، یونس جاوید، شوکت صدیقی، میرزا ادیب، انور مقصود، شاہد کاظمی، فخر زماں، شاہد ندیم، زاہدہ حنا، تاج حیدر، ذکاء الرحمٰن، عتیق اللہ شیخ، سرمد صہبائی۔

سوال: پس پردہ کس کے ڈراموں کا مجموعہ ہے بتایئے اس میں کتنے ڈرامے شامل ہیں؟

جواب: میرزا ادیب۔

سوال: اردو کے ممتاز ڈرامانگاروں کے نام بتایئے؟

جواب: پروفیسر محمد مجیب' ڈاکٹر عابد حسین' عبدالماجد دریا آبادی' مولانا ظفر علی خاں' امتیاز علی تاج' حکیم احمد شجاع' کرشن چندر' عصمت چغتائی' میرزا ادیب' راجندر سنگھ بیدی' ڈاکٹر محمد حسن' ڈاکٹر منیب الرحمان' خواجہ احمد عباس' رفیع پیر' انصار ناصری' حبیب تنویر' ناصری شمی' انور عنایت اللہ قدسیہ زیدی' اصغر بٹ' آغا بابر' پرکاش پنڈت۔

سوال: کشن چند زیبا کے مشہور ڈراموں کے نام بتایئے؟

جواب: زخمی پنجاب' انقلاب زندہ باد۔

سوال: پنڈت سدرشن نے کتنے ڈرامے لکھے؟

جواب: آٹھ۔

سوال: فٹ پاتھ کی گھاس کس کے ڈراموں کا مجموعہ ہے؟

جواب: قدسیہ بانو۔

سوال: مشہور ڈرامہ سیریل اندھیرا اُجالا کس کی تصنیف ہے؟

جواب: یونس جاوید۔

سوال: ڈراموں کا مزاحیہ مجموعہ 'آؤ' کس نے لکھا تھا؟

جواب: سعادت حسن منٹو۔

سوال: برصغیر کے کس مشہور ڈرامانگار کے ڈرامے شیکسپیئر کے ہیملٹ' کنگ لیئر، ہیلتھ' رچرڈ سوم اور کنگ جان سے ماخوذ تھے۔

جواب: آغا حشر۔

سوال: موضوع کے اعتبار سے ڈرامے انارکلی کو سید امتیاز علی تاج نے کتنے حصوں میں تقسیم کیا؟

جواب: تین۔ آغاز' کش مکش' انجام۔

سوال: ابراھم لنکن کی زندگی کے واقعات پر لکھے گئے ڈرامے 'روح سیاست' کے مصنف کون تھے؟

جواب: محمد عمر نورالٰہی۔

سوال: معلم اسو' گناہ کی دیوار' صید زبوں' اور ہمزاد کس کے ڈرامے ہیں؟

جواب: اشتیاق حسین۔

سوال: سورج قید سے چھوٹ گیا کس کا تحریر کردہ ڈرامہ ہے؟

جواب: احمد عقیل روبی۔

سوال: آخری فرعون' بھارت کا لال' دلہن' حسن کی قیمت اور جاں باز نامی ڈراموں کے خالق کا نام بتایئے؟

جواب: حکیم احمد شجاعؒ۔

سوال: کالی داس سنسکرت کے مشہور شاعر اور ڈرامہ نویس نے کون سے دو مشہور ڈرامے لکھے؟

جواب: (۱) شکنتلا (۲) داکراروسی۔

سوال: پشتو ڈرامہ تین یتیم کے مصنف کون ہیں؟

جواب: عبدالاکبر خان اکبر۔

رپورتاژ

سوال: رپورتاژ کس زبان کا لفظ ہے؟

جواب: فرانسیسی۔

سوال: رپورتاژ کا ہم معانی انگریزی لفظ بتایئے؟

جواب: رپورٹ۔

سوال: رپورتاژ سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی واقعے کو صحافتی اور کسی حد تک افسانوی انداز میں تحریر یا بیان کرنے کو رپورتاژ کہا جاتا ہے۔

سوال: اردو کے پہلے رپورتاژ کا نام بتایئے؟

جواب: پورے۔

سوال: اردو کا پہلا رپورتاژ کس نے لکھا؟

جواب: کرشن چندر۔

سوال: مسعود مفتی نے ہم نفس کے نام سے رپورتاژ کس علاقے کے بارے میں لکھا تھا؟

جواب: مشرقی پاکستان۔

سوال: رپورتاژ ''کہت کبیر سنو بھئی سادھو'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب:- پرکاش پنڈت۔

سوال: ''امن کا کارواں'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: رضیہ سجاد ظہیر۔

سوال: ''بمبئی سے بھوپال تک'' کس نے مرتب کی؟

جواب: عصمت چغتائی۔

سوال: رپورتاژ ''خزاں کے پھول'' کس نے لکھی؟

جواب: عادل رشید۔

سوال: ''ستمبر کا چاند'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: قرۃ العین حیدر۔

سوال: ''اور خدا دیکھتا رہا'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: جمنا داس اختر۔

سفرنامہ

سوال: سنہری پہاڑوں کی وادی کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: رحمان مذنب۔

سوال: اللہ بخش کلیار نے کونسا مشہور سفرنامہ لکھا تھا؟

جواب: سفر پسماندہ قوموں کا۔

سوال: سفرنامہ حجاز سرزمین پاک......ارض مقدس تک کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: حکیم راحت نسیم سوہدروی۔

سوال: خوشبو کا سفر کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: کیول دھیر۔

سوال: چینی منگولوں کے شہر میں کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: ادیبہ کوثر جمال۔

سوال: سفرنامہ ''حرم میں دوسو روز'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: چودھری محمد اسلم۔

سوال: ہنزہ داستان کے مصنف کا نام کیا ہے؟

جواب: مستنصر حسین تارڑ۔

سوال: سیاحت ممالک اسلامیہ نواب بہادر یار جنگ کے روزنامچہ کو کس نے مرتب کیا؟

جواب: شاہد حسین رزاقی۔

سوال: بتایئے نواب بہادر یار جنگ سیاحت ممالک اسلامیہ نامی روزنامچہ کن تاریخوں پر محیط ہے؟

جواب: ۲۹ مارچ ۱۹۳۱ء تا ۲ نومبر ۱۹۳۱ء۔

سوال: کیا آپ حکیم محمد سعید دہلوی کے دیگر سفرناموں کا نام بتا سکتے ہیں؟

جواب: یورپ نامہ، جرمن نامہ، شب و روز (تاثرات سفر دمشق، حلب و جدہ) ماہ و روز (روزنامچہ سفر روس)

سوال: دیدہ باز دید کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔

سوال: نظر نامہ کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: محمود نظامی۔

سوال: مولانا شبلی نعمانی کے سفرنامہ کا نام بتایئے؟

جواب: سفرنامہ روم، مصر، شام۔

سوال: سرسید احمد خاں کے سفرنامہ کا نام بتایئے؟

جواب: مسافران لندن۔

سوال: مقام خلافت کس کا سفرنامہ ہے۔ بتایئے اس میں انہوں نے کس سفر کے حالات لکھے ہیں؟

جواب: سر عبدالقادر۔ سفر استنبول (۱۹۲۰ء)

سوال: میرزا ادیب کا کونسا سفرنامہ ہے؟

جواب: ہمالہ کے اُس پار۔

سوال: نئی دنیا پرانی دنیا کس کا سفرنامہ ہے بتایئے یہ کس ملک سے متعلق ہے؟

جواب: ش فرخ......امریکا۔

سوال: خوابوں کا جزیرہ کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: اشفاق احمد۔

سوال: سفرنامہ ''اے آب رود گنگا'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: رفیق ڈوگر۔

سوال: ''سفر وسیلہ ظفر'' کس کی مرتب کتاب ہے؟

جواب: ریحانہ عبداللہ۔

سوال: ''جاپان نورد'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: رفیق ڈوگر۔

سوال: ''لاہور سے چین تک'' نامی سفرنامہ کس نے مرتب کیا؟

جواب: اسلم کمال۔

سوال: ''دیار صبح بہار'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: جمیلہ ہاشمی۔

سوال: ''یہ میرا بلتستان'' نامی سفرنامہ کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: سلمٰی اعوان۔

سوال: شفیع عقیل کا جرمنی کے بارے میں سفرنامہ کا نام کیا ہے؟

جواب: مغربی جرمنی کی سیر۔

سوال: سفرنامہ نگاری کو اردو ادب میں ایک صنف کے طور پر تسلیم کرانے والے سفرنامہ ''نکلے تری تلاش میں'' کا مصنف کون ہے؟

جواب: مستنصر حسین تارڑ۔

سوال: بتایئے عزیز علوی نے کس نام سے سفرنامہ لکھا؟

جواب: لندن میں پھول۔

سوال: ''ذہنی کوفت کا سفر'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: کریم الدین احمد۔

سوال: سفرنامہ ''چینی ترکستان'' (تذکرہ سنکیانگ) کس نے لکھا؟

جواب: بریگیڈیئر گلزار احمد۔

سوال: چلتے ہو تو چین کو چلئے کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: ابن انشاء۔

سوال: مستنصر حسین تارڑ کا پہلا سفرنامہ ۱۹۵۸ء میں کس نام سے شائع ہوا؟

جواب: لندن سے ماسکو تک۔

سوال: سفرنامہ دنیا میرے آگے اور تماشا میرے آگے کے مصنف کون ہیں؟

جواب: جمیل الدین عالی۔

سوال: ''زمانہ سفر میں ہے'' میں ہالینڈ، بیلجیم، جرمنی، کویت، عراق، سعودی عرب اور انگلستان میں قیام کی خوشگوار یادوں کو کس نے سمیٹا ہے؟

جواب: ڈاکٹر اسد اریب۔

سوال: ''سفر وسیلہ ظفر'' نامی سفرنامے کی مصنفہ کا نام بتایئے؟

جواب: ریحانہ عبداللہ۔

سوال: داستان سری لنکا کو جوار بھاٹا کے نام سے کس نے لکھا؟

جواب: ذوالفقار احمد تابش۔

سوال: الیاس برنی کے ایک سفرنامے کا نام بتایئے؟

جواب: سفرنامہ حجاز۔

سوال: میرا دل میرا کولمبس کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: کیف جاوید۔

سوال: برطانیہ کے متعلق سفرنامہ ''لندن لندن'' کس نے لکھا؟

جواب: قمر علی عباسی۔

سوال: دورہ ترکی کے مشاہدات کس کا سفرنامہ ہے اور مصنف نے اس میں ترکی کے کس وزیراعظم کو مسجدوں اور سڑکوں کا وزیراعظم لکھا ہے؟

جواب: خلیل حامدی.........عدنان مندریس۔

سوال: اردو کا پہلا سفرنامہ کون سا ہے؟

جواب: عجائبات فرنگ۔

سوال: سفرنامہ ہندیاترا کس کی تصنیف ہے؟

جواب: ممتاز مفتی۔

سوال: ابراہیم جلیس کے سفرنامے کا نام بتایئے؟

جواب: نئی دیوار چین۔

سوال: ''آبیل مجھے مار'' اور ''سفر تین درویشوں کا'' جیسے سفرناموں کے خالق کا نام بتایئے؟

جواب: اختر مموں کا۔

سوال: پاکستان سے دیار حرم تک کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: نسیم حجازی۔

سوال: مولانا عبدالحق بریلوی کے سفرنامے کا نام بتایئے؟

جواب: ارمغان احباب۔

سوال: محمد پردیس شاہین کے سفرنامہ کا نام بتایئے؟

جواب: مشرق کا سوئٹزرلینڈ سوات۔

سوال: ممتاز مفتی نے حج کا سفرنامہ کس نام سے لکھا؟

جواب: لبیک۔

سوال: دیار دوست کس کا سفرنامہ ہے؟

جواب: شریف فاروق۔

سوال: کیمبرج اور کیمبرج نامی سفرنامے کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: سائرہ ہاشمی۔

سیاست دان مصنف

سوال: ''اور لائن کٹ گئی'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: مولانا کوثر نیازی۔

سوال: پھر مارشل لا آ گیا۔ کس کی تصنیف ہے؟

جواب: پروفیسر غفور احمد۔

سوال: مقدمہ کشمیر ۱۹۸۷ء کس سیاست دان نے لکھی؟

جواب: سردار عبدالقیوم۔

سوال: مقدمہ پنجاب کس کی تصنیف ہے؟

جواب: حنیف رامے۔

سوال: ''اور الیکشن نہ ہو سکے'' کس کی کتاب ہے؟

جواب: پروفیسر غفور احمد۔

سوال: پنڈت جواہر لعل نہرو نے برطانوی حکومت ہند کی جانب سے قید کیے جانے کے دوران ۸ اگست ۱۹۴۲ء تا ۲۸ مارچ ۱۹۴۵ء جیل میں ایک کتاب لکھی کتاب کا نام بتایئے؟

جواب: ڈسکوری آف انڈیا۔

سوال: سابق وزیراعظم پاکستان فیروز خان نون نے کونسی کتاب لکھی؟

جواب: چشم دید۔

سوال: ''یادایام'' کس مسلم لیگی رہنما کی تصنیف ہے؟

جواب: میاں امیرالدین۔

سوال: ''ڈکٹیٹرکون'' کس کی کتاب ہے؟

جواب: ایس ایم ظفر۔

سوال: صدر ایوب کی سوانح عمری کا نام بتایئے؟

جواب: فرینڈز ناٹ ماسٹرز۔

سوال: وزیراعظم چوہدری محمد علی کی لکھی کتاب کا نام بتایئے؟

جواب: ایمرجنس آف پاکستان۔

سوال: اجمل خٹک کے اردو شاعرانہ کلام کے مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: جلاوطن کی شاعری۔

سوال: ذکر حسین اور ذوالفقار علی بھٹو میں سے کون سی کتاب مولانا کوثر نیازی کی ہے؟

جواب: دونوں کتابیں مولانا کوثر نیازی کی ہیں

شعروشاعری

سوال: اردو شاعری کی جائے پیدائش کونسا علاقہ ہے؟

جواب: دکن۔

سوال: اردو شاعری کا نقیب اور امام کن شعراء کو کہا جاتا ہے؟

جواب: ابن نشاطی اور نصرتی۔

سوال: ریختہ کے باوا آدم کس شاعر کو کہتے ہیں؟

جواب: شمس ولی اللہ یا ولی دکنی۔

سوال: دبستان دہلوی کے مشہور شعراء کا نام بتایئے؟

جواب: حاتم، ناجی، مضمون، آبرو، خان آرزو، سودا، میر تقی میر، ذوق اور غالب۔

سوال: دبستان لکھنؤ کے مشہور شعرا کے نام بتایئے؟

جواب: آرزو، سودا، میر، میر حسن، میر انیس، مرزا دبیر، میر سوز اور بہت سے شعراء کے نام شامل ہیں۔

سوال: یہ شعر کس کا ہے؟

جس کے ماتھے پہ نئی صبح کا جھومر ہوگا   ہم نے اس وقت کی دلہن کو بہت یاد کیا۔

جواب: ساغر صدیقی۔

سوال: بتایئے یہ الفاظ کس کے ہیں؟

شاعری کا منبع وہ عالمگیر مماثلت ہے جو آسمانی وزمینی۔ حقیقی ومجازی، باطن وظاہر کو مربوط کرتی ہے اور شاعر علامت کے ذریعے ان کے ربط باہمی کو بے نقاب کرتا ہے لیکن اس کا مقصد نہ نصیحت کرنا ہوتا ہے اور نہ تبلیغ بلکہ شاعری اپنا مقصود آپ ہے جو ہماری روح پر قبضہ کر لیتی ہے اور یہ قبضہ اسی وقت سچا ہوتا ہے جب شاعری ہر قسم کی کھوٹ سے پاک ہو۔

جواب: بودیلیئر (BAUDELAIRE)(۱۸۲۱ـ۱۸۹۷)

سوال: گلشن عشق، علی نامہ، تاریخ اسکندری اور کلیات کس کی کتابیں ہیں؟

جواب: محمد نصرت نصرتی۔

سوال: دیوان اور مثنوی یوسف زلیخا کس نابینا شاعر کی یادگار ہیں؟

جواب: سید میراں ہاشمی۔

سوال: بتایئے یہ شعر کس شاعر کا ہے؟

سکھی ری ہے چیت رت آئی سہانی   ابہوں امید میری برنہ آئی

جواب: افضل۔

سوال: بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

کبیر کہتا جات ہوں سنتا ہے سب کوئے
رام کہہ بھلا ہوگا نہیں تو بھلا نہ ہوئے

جواب: مشہور شاعر کبیر۔

سوال: مشہور شاعر فائز صاحب دیوان شاعر تھے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! وہ دیوان شاعر تھے۔

سوال: دکن کے اس باکمال شاعر کا نام بتایئے جس نے دہلی کا رخ کیا؟

جواب: ولی دکنی۔

سوال: شہادت الحقیقت میراں جی کی طویل نظم میں کل کتنے بند ہیں؟

جواب: ۵۶۳۔

سوال: ڈھائی ہزار اشعار پر مشتمل ارشاد نامہ کس کی تخلیق ہے؟

جواب: شاہ برہان الدین جانم۔

سوال: عادل شاہ نے کس شاعر کو ملک الشعراء کا خطاب دیا تھا؟

جواب: محمد نصرت (نصرتی)۔

سوال: صدرالدین محو فائز کس مشہور شاعر کے ہم عصر تھے؟

جواب: ولی دکنی۔

سوال: مشہور شاعر شیخ شرف الدین کا سلسلہ نسب کس مشہور صوفی بزرگ سے ملتا ہے؟

جواب: بابا فرید الدین گنج شکر۔

سوال: ظہور الدین حاتم کا کب اور کہاں انتقال ہوا؟

جواب: دہلی۔ ۱۲۰۷ھ میں۔

سوال: للہ عارفہ کشمیر کی مشہور شاعرہ کے اشلوک کس کتاب میں ملتے ہیں؟

جواب: للہ واک۔

سوال: شیخ نور الدین ولی صوفی شاعر کو ہندو کیا کہتے تھے؟

جواب: نندرشی۔

سوال: کشمیر میں روایتی شاعری کا آغاز کس شاعر نے کیا؟

جواب: محمود گامی۔

سوال: کشمیری زبان کا نظامی کس شاعر کو کہتے ہیں؟

جواب: محمود گامی۔

سوال: بے نقط کہانی ''سلک گوہر'' کس نے لکھی؟

جواب: انشاء اللہ خان انشاء۔

سوال: خواجہ حیدر علی آتش کے شاگردوں کے نام بتایئے؟

جواب: نواب مرزا شوق، واجد علی شاہ اختر، نواب سید محمد خاں رند، پنڈت دیا شنکر نسیم اور میر وزیر علی صبا۔

سوال: بادشاہ ہند بہادر شاہ ظفر کس مشہور شاعر کے شاگرد تھے؟

جواب: شیخ محمد ابراہیم ذوق۔

سوال: ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے شاعر مجید امجد کے مکمل مطبوعہ کلام کے علاوہ کتنی غیر مطبوعہ تخلیقات کو شامل کر کے کلیات مجید امجد مرتب کیا؟

جواب: ۷۰۔

سوال: راشد مفتی کا پہلا شعری مجموعہ کونسا ہے؟

جواب: واسوخت۔

سوال: صدف کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: شہزاد احمد۔

سوال: ہندی کا پہلا شاعر کسے تسلیم کیا جاتا ہے؟

جواب: مسعود سعد سلمان (لاہوری)۔

سوال: جگر کی شاعری کے پہلے دور کی ترجمانی آتش گل سے ہوتی ہے دوسرے دور کی ترجمانی کس سے ہوتی ہے؟

جواب: شعلہ طور۔

سوال: فیض احمد فیض کے مجموعے دست صبا میں حافظ کا کونسا شعر موجود ہے؟

جواب: نفس باد صبا مشک فشاں خواہد شد۔
عالم پیر دگر بار جواں خواہد شد

سوال: فیض احمد فیض نے زنداں نامہ کے لیے سودا کے کس شعر کو سرمایہ قرار دیا؟

جواب: اے ساکنان کنج قفس صبح کو صبا
سنتی ہی جائے گی سوئے گلزار کچھ کہو

سوال: ناصر کاظمی نے اپنی شاعری کی ابتدا کس صنف سخن سے کی؟

جواب: نظم۔

سوال: اردو غزل کا باقاعدہ آغاز کس شاعر نے کیا؟

جواب: ولی دکنی۔

سوال: اخوند درویزہ کی پشتو تصانیف کے نام بتائیں؟

جواب: مخزن السلام، تذکرۃ الابرار والاشرار، ارشاد الطالبین اور ارشاد المریدین۔

سوال: خوش حال خاں خٹک بابائے پشتو شاعری نے کتنی کتابیں لکھیں؟

جواب: ۲۵۔

سوال: دست صبا کس خاتون کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: شاہین حنیف رائے۔

سوال: حافظ الپوری نے کس پشتو شاعر طرز پر شاعری کی ہے؟

جواب: رحمان بابا۔

سوال: اندھوا، بارش کس کا پہلا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: نیاز حسین لکھویرا۔

سوال: یہ کس شاعر کے شعری مجموعے ہیں۔ (۱) ریختہ۔ (۲) زنجیر ہمسائیگی۔ (۳) تصنیف۔

جواب: مرزا محتشم بیگ رسا چغتائی۔

سوال: دختر شاہم و لیکن رو بفقر آوردہ ام
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساء است
یہ شعر شہنشاہ اورنگ زیب کی کس بیٹی کا ہے ان کا تخلص بھی بتایئے؟

جواب: زیب النساء شہزادی، تخلص مخفی۔

سوال: غالب اور ذوق کے عہد شاعری کو کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: دبستان دلی۔
سوال: باغ دنیا کس کی طویل نظم ہے؟
جواب: جیلانی کامران۔
سوال: محمود شارب کے مجموعہ کلام کا نام بتایئے؟
جواب: لب ولہجہ۔
سوال: امراءالقیس کس عربی زبان کا شاعر کا تعلق کس دور سے ہے؟
جواب: دور جاہلیت۔
سوال: بتایئے یہ شعر کس کا ہے۔

نہیں کوئی دوست اپنا' یار اپنا' مہرباں اپنا
سناؤں کس کو غم اپنا' الم اپنا' بیاں اپنا

جواب: میر عبدالحیٔ تاباں کا۔
سوال: کس شاعر نے اپنا تخلص سوز رکھا تھا؟
جواب: سید محمد میر۔
سوال: ''چپ کی صدا'' کے چوتھے شعری مجموعے کا نام بتایئے؟
جواب: یوسف مثالی۔
سوال: دریائے لطافت کس مشہور شاعر کی فارسی تصنیف ہے؟
جواب: انشاءاللہ خاں انشاء۔
سوال: ناسخ کے شاگردوں کے نام بتایئے؟
جواب: وزیر' برق' گویا' رشک' بحر' میر اور مہر۔
سوال: آتش کے ان دو شاگردوں کے نام بتایئے جو بڑے شاعر شمار ہوتے ہیں؟
جواب: نواب سید محمد خاں رند اور پنڈت دیا شنکر نسیم۔
سوال: کیا آپ میراجی کے آخری شعری مجموعے کا نام بتا سکتے ہیں؟
جواب: تین رنگ۔
سوال: امکان کس کا اولیں مجموعہ ہے؟
جواب: ستار سید۔
سوال: تابش دہلوی کے مجموعوں کے نام بتایئے؟
جواب: نیم روز' چراغ صحرا' غبار انجم اور تقدیس (نعت' منقبت)
سوال: اردو کا پہلا سندھی شاعر کون ہے؟
جواب: ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی۔
سوال: محمد قلی قطب کا کلام کتنے ہزار اشعار پر مشتمل ہے؟

جواب: پچاس ہزار۔
سوال: مرزا غالب کا کوئی ایسا شعر بتایئے جس میں میر تقی میر کا ذکر کیا گیا ہو؟
جواب: غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں
سوال: میر تقی میر کا یہ شعر مکمل کیجئے۔
دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
جواب: یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا
سوال: اردو کے مشہور شاعر نواب دہلوی نے کون کون سے کتابیں لکھیں؟
جواب: دہلی' ۱۹۱۳ء' طلوع سحر (غزلیں' نعت اور نظموں کا مجموعہ) بکھری کرنیں۔
سوال: قلی قطب شاہ کس مغل بادشاہ کا ہم عصر تھا؟
جواب: اکبراعظم۔
سوال: سیرت اجمیری کا نام کیا تھا؟
جواب: موہن سروپ سیرت اجمیری۔
سوال: ''یہ جنت جانشین داغ آسود'' کے شاعر کا نام بتایئے؟
جواب: سراج الدین احمد خاں سائل۔
سوال: جہانگیر اور نور جہاں کے معاشقے پر ایک طویل مثنوی ''نور علیٰ نور'' کس نے لکھی؟
جواب: سراج الدین احمد خاں سائل۔
سوال: افکار سلیم کس کی نظموں کا مجموعہ ہے؟
جواب: مولانا وحید الدین سلیم۔
سوال: تلوک چند محروم کی کتابوں کے نام بتایئے؟
جواب: گنج معانی' رباعیات محروم کاروان وطن' بہار طفلی' شعلہ نوا رنگ معانی۔
سوال: درد دل کس شعری مجموعے کا نام ہے؟
جواب: مرتضیٰ احمد خان میکش۔
سوال: ۱۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو کونسا شاعر پیدا ہوا؟
جواب: اکبرالہ آبادی۔
سوال: میاں بشیر احمد کا شاعری تخلص بتایئے؟
جواب: زود۔
سوال: شان غزل کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: حفیظ ہوشیار پوری۔
سوال: مشہور شاعر رضا ہمدانی کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: دسمبر ۱۹۱۰ء میں محلہ خداداد عقب قصہ خوانی بازار پشاور۔

سوال: برگ نے، دیوان، پہلی بارش، نشاط خواب، دیوان کس کے شعری مجموعے ہیں؟

جواب: ناصر کاظمی۔

سوال: ناسخ کی وفات کے بعد کس شاعر نے شاعری چھوڑ دی؟

جواب: آتش۔

سوال: شاخ نبات کس کا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: طالب باغ پتی۔

سوال: ''ہتھیلیوں پر چراغ'' کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: خالد احمد۔

سوال: سویڈن کی نوبل فاؤنڈیشن نے جوزف براڈسکی کو ان کی نظموں کے کس مجموعے پر نوبل انعام برائے ۱۹۸۷ء دیا؟

جواب: اے پارٹ آف سپیچ۔

سوال: اوائل عمری میں کرم حیدری اپنا نام کیا لکھتے تھے؟

جواب: کرم آف مری۔

سوال: گردش کوزہ کس کا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: محشر بدایونی۔

سوال: نارسا کس کا دوسرا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: ضیاء جالندھری۔

سوال: دیوے دین ہیرے کس کا پنجابی شعری مجموعہ ہے؟

جواب: سید امداد ہمدانی۔

سوال: بھگت کبیر کب پیدا ہوئے اور انہوں نے کون کون سی کتابیں لکھیں؟

جواب: ۱۴۴۰ء میں۔ بیجک اور بانی مجموعہ ہائے کلام۔

سوال: کبیر سچے صوفی اور عارف ہیں بتایئے یہ الفاظ کس کے ہیں؟

جواب: بابائے اردو مولوی عبدالحق۔

سوال: جب بھی آیا ہے کوئی زخم تیرے سینے پر

اے وطن تیری قسم میرا بدن ٹوٹ جاتا ہے

بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: سورج نرائن۔

سوال: سورج نرائن کے پہلے شعری مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: پیاسا چاند (۱۹۷۰ء)

سوال: پشتو شاعری کی تاریخ کے مصنف جناب پریشان خٹک ہیں بتایئے کس نظم کو پہلی نظم قرار دیتے ہیں؟

جواب: امیر کروڑ۔

سوال: شعرا کے مختصر حالات زندگی اور منتخب اشعار پر مشتمل کتاب نور احمد میرٹھی نے مرتب کی اس کا نام بتایئے؟

جواب: اذکار و افکار۔

سوال: جون ایلیا کے پہلے شعری مجموعہ کا نام بتایئے؟

جواب: شاید۔

سوال: سید افتخار حیدر کے مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: سوز ازل۔

سوال: شاعر خرید لو کہ خطا پوش ہے عبا

باطن کو کوئی قرض نہیں پارساؤں پر

بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: حمایت علی شاعر کا۔

سوال: آدھی رات کا سورج اور ''سورج کی آنکھ'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: اعجاز فاروقی۔

سوال: اعتبار ساجد کے تیسرے شعری مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: پذیرائی۔

سوال: سوچ کا ساحل کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: یوسف پرواز۔

سوال: اصغر عوام کے شاعر نہیں تھے ان کے کلام کے حسن و تاثیر سے لطف اندوز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آپ تھوڑے بہت پڑھے لکھے بھلے مانسوں میں بیٹھے ہوں بتایئے یہ الفاظ رشید صدیقی نے کس کے بارے میں کہے۔

جواب: اصغر گونڈوی۔

سوال: گرد مصافت کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: محسن بھوپالی۔

سوال: مرزا اسد اللہ خاں غالب کا یہ شعر مکمل کریں۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف

جواب: آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے۔

سوال: بتایئے یہ شعر کس مشہور شاعر کا ہے؟

تیرے ہوتے ہوئے محفل میں جلاتے ہیں چراغ

لوگ کیا سادہ ہیں سورج کو دکھاتے ہیں چراغ

جواب: احمد فراز۔

سوال: عورت تو خود شعر ہے شعر کا شعر کہنا کیا معنی۔ بتایئے عورتوں کی شعر گوئی کے بارے میں یہ جملہ کس شاعر نے کہا تھا؟

جواب: جگر مراد آبادی۔

سوال: یہ شاعر بابا طالب اصفہانی، نسبوئی کاشی، ملک الشعرا طالب آملی، میر قاسم کاش ملا حیدر فصلی، ملا حیاتی گیلانی، ملا محمد شفیع مازندرانی، ملا نظیری نیشاپوری، سعدے گیلانی اور شیدا کس بادشاہ کے دربار سے وابستہ تھے؟

جواب: جہانگیری۔

سوال: عجب کیا ہے جو نوخیزوں نے سب سے پہلے جانیں دیں۔

یہ بچے ہیں کہ ان کو جلد سو جانے کی عادت ہے

بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: اکبر الٰہ آبادی۔

سوال: حیات امروہوی کا مجموعہ کلام کونسا ہے؟

جواب: ساز زندگی۔

سوال: مشہور شاعر تابش دہلوی کا اصل نام بتایئے؟

جواب: سید مسعود الحسن۔

سوال: جام ورک کا کلام بشیر احمد نے کس نام سے مرتب کیا؟

جواب: جام ورک۔

سوال: مست توکلی کا کوئی ایسا شعر بتایئے جس میں ان کی محبوبہ کا ذکر ہو؟

جواب: سمو ہے غزال صحرا۔

سمو پیڑ سے پیپل کا

سوال: واکا یا تانکا مشہور جاپانی صنف سخن کتنے حروف تہجی پر مشتمل ہوتی تھی؟

جواب: ۳۱ اس میں ۵ـ ۷ـ ۱۵ـ ۷ـ ۷ ارکان تہجی استعمال ہوتے تھے۔

سوال: ہائیکو نظم کتنی سطروں پر مشتمل ہوتی ہے؟

جواب: تین سطروں پر۔

سوال: 'ٹکڑے ٹکڑے آدمی' 'لہو چاند اور سویرا' کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: سیف زلفی۔

سوال: کوئے ملامت کوئے مغاب کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: انجم رومانی، شوکت واسطی۔

سوال: پشتو کی پہلی خاتون شاعرہ کا نام بتایئے؟

جواب: زرعونہ کاکڑہ۔

سوال: جہانگیر بادشاہ نے کس کو ملک الشعرا کا خطاب دیا؟

جواب: طالب آملی۔

سوال: عرفی نے اپنے کتنے اشعار کا مجموعہ خان خاناں کے حوالے کیا تھا؟

جواب: ۱۴۰۰۰۔

سوال: فارسی، عربی، انگریزی اور اردو کے ایک ایک نابینا شاعر کا نام بتایئے؟

جواب: فارسی......رودکی، عربی......ڈاکٹر طہٰ حسین، انگریزی......ملٹن، اردو......جرات۔

سوال: دنیا کی طویل ترین نظم کا نام بتایئے؟

جواب: مہابھارت۔ یہ دو لاکھ بیس ہزار سطروں اور تیس لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے۔

سوال: خواجہ غلام فرید کس زبان کے شاعر تھے؟

جواب: سرائیکی۔

سوال: پاکستان کے اس مشہور شاعر کا نام بتایئے جو پورے ۴۹ ماہ تک جیلوں میں راولپنڈی سازش کیس کے تحت قید رہے؟

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: پاکستان کا کون سا مشہور شاعر ۱۹۴۲ء میں فوج کے محکمہ تعلقات عامہ میں بطور کیپٹن بھرتی ہوا۔

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: سچے موتی کس کا پنجابی نظموں کا مجموعہ ہے؟

جواب: محمد اقبال نجمی۔

سوال: سلطان سکندر لودھی کا تخلص کیا تھا؟

جواب: گل رخ۔

سوال: میر انیس کے شاعر بھائی کا نام بتایئے؟

جواب: میر محمد نواب مونس۔

سوال: داغ دہلوی نے کتنے دیوان یادگار چھوڑے؟

جواب: چار گلزار داغ، آفتاب داغ، مہتاب داغ اور یادگار داغ۔

سوال: نوائے کارگر، چراغاں، شیرازہ مقامات، آتش خاموش، چارہ گو زخم، مرہم اور تفسیر فطرت کس کے مجموعہ کلام ہیں؟

جواب: احسان دانش۔

سوال: غزل کو میں اردو شاعری کی آبرو سمجھتا ہوں۔ ہماری تہذیب غزل میں اور غزل ہماری تہذیب میں ڈھلی ہے۔ بتایئے یہ الفاظ کس ادیب کے ہیں؟

جواب: رشید احمد صدیقی۔

سوال: دھیان کی سیڑھیاں کس شاعر کا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: اعزاز احمد آذر۔

سوال: احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر مکمل کریں۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا

جواب: میں تو دریا ہوں' سمندر میں اتر جاؤں گا۔

سوال: پشتو کے اس شاعر کا نام بتایئے جس نے کلمہ طیبہ کی تفسیر ۶۵ ہزار اشعار میں لکھی۔

جواب: سمندر خاں سمندر۔

سوال: حضرت سچل سرمست کے فارسی مجموعہ ہائے کلام کی تعداد بتایئے۔

جواب: گیارہ۔

سوال: ان چار شعری مجموعوں کے نام بتایئے جن میں اجرام فلکی کا نام آتا ہو۔

جواب: چاندنگر' چاند چہرہ ستارہ آنکھیں' کھڑکی بھرا آسمان' تاریک سیارہ۔

سوال: منور سلطانہ کا کوئی ایک شعر بتایئے؟

جواب: خامشی سے ہو گئے رخصت سفر پر رفتگاں

جاتے جاتے رونے والوں سے کہا کچھ بھی نہیں۔

سوال: کس نے اپنی لاش کو جلانے کی وصیت کی تھی؟

جواب: ن م راشد۔

سوال: کس شاعر کا تخلص بے نقط ہے؟

جواب: رسوا۔

سوال: ان پانچ شعری مجموعوں اور ان کے مصنفین کے نام بتایئے جن میں انسانی جسم کے اعضاء کے نام آتے ہوں؟

جواب: لب گفتار (اختر انصاری اکبرآبادی)' جلتی بجھتی آنکھیں' (شہزاد احمد) درد دل (خواجہ میر درد) سوز دل (خواجہ میر درد) لخت جگر (صفی لکھنوی)

سوال: ان چار شعری مجموعوں اور ان کے مصنفین کے نام بتایئے جن میں درختوں' پھولوں دریاؤں پہاڑوں اور عمارات کا نام آتا ہو۔

جواب: غزل دریا (محشر بدایونی) دن کا زرد پہاڑ (ڈاکٹر وزیر آغا) کوہ ندا (مصطفیٰ زیدی) آگ پھول اور مٹی کا قرض (حمایت علی شاعر)

سوال: جمیل الدین عالی کے اس شعری مجموعے کا نام بتایئے جو بے نقط ہے؟

جواب: لا حاصل۔

سوال: ناصر کاظمی نے کس شاعر کی غزلوں کا انتخاب کیا؟

جواب: فراق گورکھپوری۔

سوال: بلدا شہر پنجابی مجموعے کو پاکستان گلڈ رائٹرز گلڈ ادبی انعام ملا شاعر کا نام بتایئے؟

جواب: رؤف شیخ۔

سوال: انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ

میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

بتایئے یہ شعر کس کا ہے۔

جواب: مصطفیٰ زیدی۔

سوال: میر تقی میر کا کوئی ایسا شعر بتایئے جس میں انہوں نے خود کو متعارف کرایا ہو۔

جواب: میں کون ہوں اے ہم نفساں سوختہ جاں ہوں

اک آگ میرے دل میں ہے جو شعلہ فشاں ہوں

جلوہ ہے مجھی سے لب دریائے سخن پر

صد رنگ مری موج ہے میں طبع رواں ہوں

سوال: علامہ اقبال' میر درد اور مولانا ظفر علی خاں کے ایسے شعر بتایئے جن میں وضو کا لفظ آتا ہو۔

جواب: اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اس کا

صفائے پاکئی طینت سے ہے گہر کا وضو (اقبال)

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں (خواجہ میر درد)

مری نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے

مرا تھا جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے (مولانا ظفر علی خاں)

سوال: جوش ملیح آبادی کی لافانی نظم ''حرف آخر'' کے اشعار کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: بیس ہزار۔

سوال: طلوع سحر کے نام سے نعتوں اور اصلاحی نظموں اور بکھری کرنیں کس کا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: نواب دہلوی۔

سوال: رام چندر جی کو کس نے امام ہند کہا ہے؟

جواب: علامہ اقبال۔

سوال: عبدالغفور نساخ کا دیوان کس نام سے ۱۸۶۰ء میں شائع ہوا۔

جواب: دفتر بے مثال۔

سوال: نظیر اکبرآبادی کا کون سا مصرعہ ضرب المثل بن گیا ہے؟

جواب: سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ۔

سوال: مومن خاں مومن کس شاعرہ سے عشق کرتے تھے؟

جواب: حجاب۔

سوال: چند ممتاز شاعروں کے وہ شعر بتایئے جن میں اجرام فلکی کا ذکر آتا ہو؟

جواب: (۱) ان نصیبوں پر کیا اختر شناس
آسماں بھی ہے ستم ایجاد کی (مومن خاں مومن)

(۲) یہ آفتاب ہے گرم اس کی کبریائی کا
کہ ذرہ ذرہ ہے آئینہ خودنمائی کا (امیر مینائی)

(۳) اتنا بلند سایہ تیغ اجل ہوا
مریخ آتشی ہوا، آبی زحل ہوا (حضرت دبیر)

(۴) عطارد میر منشی، زہرہ ناظر آسمان پر ہو
زحل میر عمارت ترک گردوں میر لشکر ہو (شیخ ابراہیم ذوق)

(۵) حسن اور عشق کی ہے دست درازی باہم
لوئی چراغ لگاتے ہیں فلک پر چکر (ناظم سیوہاروی)

سوال: میر تقی میر کی غزل پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے
بتایئے فضل احمد کریم فضلی نے اسے کس فلم کے گانوں میں شامل کیا؟

جواب: چراغ جلتا رہا۔ غزل ملکہ ترنم نور جہاں نے گائی۔

سوال: مرزا غالب کی کونسی غزل سب سے پہلے کس بھارتی فلم ساز نے اپنی فلم میں شامل کی؟

جواب: سہراب مودی۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا۔

سوال: متحدہ ہندوستان میں بننے والی کس فلم میں بہادر شاہ ظفر کی اس غزل کو جگہ دی گئی؟
بلبلو مت یہاں آنسو بہانا ہے منع
ان قفس کے قیدیوں کو آب ودانہ ہے منع

جواب: فلم زینت۔

سوال: بہادر شاہ ظفر کی کونسی غزل فلم شریک حیات میں لی گئی؟

جواب: بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی...... مہدی حسن۔

سوال: داغ کی کونسی غزل پاکستان میں بننے والی فلم میں لی گئی؟

جواب: دل کیا تم نے لیا ہم کیا کریں
جانے والی چیز کا غم کیا کریں

سوال: آبروئے غزل کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مولانا حسرت موہانی۔

سوال: مولانا حسرت موہانی کی یہ غزل کس فلم میں شامل کی گئی؟

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

جواب: فلم نکاح۔

سوال: شاعرہ سعیدہ عروج مظہر کا اور شاہ جہان پوری کے اصل نام کیا ہیں؟

جواب: مظہر النساء اور نازنین بیگم۔

سوال: نیک پروین میں مولانا ظفر علی خاں کی کون سی نظم شامل کی گئی؟

جواب: تیری ذات پاک ہے اے خدا
تیری شان جل جلالہ

سوال: آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے
بتایئے دعائیہ نظم کے یہ اشعار کس فلم میں کہے گئے نیز شاعر کا نام بھی بتایئے؟

جواب: ہماری زبان...... آغا حشر کاشمیری۔

سوال: لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری (اقبال)
یہ دعائیہ نظم سب سے پہلے نور جہاں نے کس فلم میں شامل کی؟

جواب: لخت جگر۔

سوال: غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری
بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: رام نرائن موزوں۔

سوال: مولانا حسرت موہانی نے اپنی ابتدائی نظموں کو کیا قرار دیا تھا؟

جواب: مجموعہ خرافات۔

سوال: دوسری جنگ عظیم کے خلاف نظمیں لکھنے کی پاداش میں کس شاعر کو جیل کاٹنا پڑی؟

جواب: علی سردار جعفری۔

سوال: غزل کا لغوی مطلب بتایئے؟

جواب: عورتوں سے یا عورتوں سے متعلق بات چیت کرنا۔

سوال: اے دوست ہم نے ترک تعلق کے باوجود
محسوس کی ہے تری ضرورت کبھی کبھی؟
بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: ناصر کاظمی۔

سوال: جوش ملیح آبادی اپنی زندگی میں اپنے نام کے ساتھ کیا لکھا کرتے تھے؟

جواب: مرحوم۔

سوال: بیگم سلمٰی تصدق حسین کے مجموعہ کلام کا نام کیا ہے؟

جواب: گلہائے رنگارنگ۔

سوال: دیوان یقین کس کے کلام کا مجموعہ ہے؟

جواب: مرزا فرحت اللہ بیگ۔

سوال: امیر مینائی کا اصل نام کیا تھا؟

جواب: منشی امیر احمد۔

سوال: حسرت موہانی کا اصل نام کیا تھا؟

جواب: سید فضل الحسن۔

سوال: مضطر گجراتی کا اصل نام بتائیے؟

جواب: محمد عبداللہ۔

حوال: احسن لکھنوی کا اصل نام بتائیے؟

جواب: مہدی حسن۔

سوال: عزیز لکھنوی کا اصل نام بتائیے؟

جواب: مرزا محمد ہادی۔

سوال: فاطمہ حسن کا اصل نام بتائیے؟

جواب: سیدہ انیس فاطمہ۔

سوال: سریلے بول کا شاعر کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: عظمت اللہ خان۔

سوال: عبدالحمید عدم کے ایک مجموعہ کلام کا نام بتائیے؟

جواب: خرابات۔

سوال: فیض احمد فیض کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء کو کالا قادر اب فیض نگر (سیالکوٹ)

سوال: فیض احمد فیض کے والد کا نام کیا ہے؟

جواب: چودھری سلطان محمد خان۔

سوال: فیض احمد فیض نے کس کالج سے ایم اے عربی اور انگریزی کے امتحانات پاس کئے؟

جواب: گورنمنٹ کالج لاہور۔

سوال: فیض ایم فیض نے تعلیم کے بعد کن کالجوں میں تدریسی خدمات انجام دیں؟

جواب: ایم اے او کالج امرتسر اور ہیلی کالج آف کامرس۔

سوال: فیض احمد فیض لاہور سے کس اخبار کے اجرا پر اس کے ایڈیٹر بنے؟

جواب: پاکستان ٹائمز۔

سوال: لینن انعام حاصل کرنے والے پاکستانی شاعر کا نام بتائیے؟

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: فیض احمد فیض بیروت (لبنان) سے کون سا رسالہ نکالتے تھے؟

جواب: لوٹس۔

سوال: نقش فریادی، دست صبا، زنداں نامہ، دست تہہ سنگ، میزان، جھلیں، میرے دریچے میں۔ متاع لوح وقلم۔ ہماری قومی ثقافت، شام شہر یاراں، مہ وسال آشنائی، قرض دوستاں، میرے دل میرے مسافر، سارے سخن، نسخہ ہائے وفا کس کی تصانیف ہیں؟

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: ۱۹۷۰ء میں کس مشہور شاعر نے خودکشی کی؟

جواب: مصطفیٰ زیدی۔

سوال: حضرت شاہ لطیف بھٹائی کے ہم عصر سندھی شعراء کے نام بتائیے؟

جواب: خواجہ محمد زمان لواری شریف، میون عیسیٰ، روحل فقیر میاں صاحب ڈنو فاروقی، مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی وغیرہ۔

سوال: سندھی کے پہلے صاحب دیوان شاعر کا نام بتائیے؟

جواب: خلیفہ گل محمد گل۔

سوال: تو ہے ظاہر اور خود پنہاں بھی تو

امیر بھی تو اور خود باراں بھی تو

بتائیے یہ شعر کس صوفی شاعر کا ہے؟

جواب: حضرت سچل سرمست۔

سوال: حضرت قادر بخش بیدل سندھی کے مشہور شاعر کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: روہڑی۔

سوال: ہم اپنے قتل کا کوئی نشاں نہیں دیتے

چراغ بجھتے ہیں لیکن دھواں نہیں دیتے

بتائیے یہ کس کا شعر ہے؟

جواب: شہرت بخاری۔

سوال: ''شب رفتہ کے بعد'' کس کا مجموعہ ہے؟

جواب: مجید امجد۔

سوال: کوہاٹ کے مشہور شاعر محمد خاں بنگش کے مجموعہ کلام کا نام بتائیے؟

جواب: اشک رواں۔

سوال: اکبر کاظمی کے شعری مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: (۱) اجالا (۲) جاوداں (۳) خدوخال (۴) بقا کے تیور (۵) وہلیے دا منصور (پنجابی) (۶) جلتے لمحے (اردو غزلیات) (۷) شہر احساس۔

سوال: رفیق سندیلوی کے مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: ایک رات کا ذکر۔

سوال: غالب کے بارے میں کس نے یہ کہا تھا کہ اگر اس لڑکے کو کوئی کامل استاد مل گیا اور اس کو سیدھے راستے پر ڈال دیا گیا تو لاجواب شاعر بن جائے گا ورنہ مہمل بے معنی کہے گا؟

جواب: میر تقی میر۔

سوال: سنسکرت شاعری کا شاہکار میگھ دوت (قاصد باراں) کس کی تصنیف ہے؟

جواب: کالی داس۔

سوال: دور ماضی کی چند خواتین شاعرات کے نام بتایئے؟

جواب: میر تقی میر کی دختر بیگم کاملہ، بیگم جعفری، شاہ عالم بادشاہ کی دختر حیات النساء حیا، نواب اختر محل اختر، مخفی، زہرہ، حسینی بیگم امراؤ، گنا بیگم شوق اور سکندر جہاں بیگم ضیاء۔

سوال: نواب واجد علی شاہ کے دربار سے متعلقہ شاعرات کے نام بتایئے؟

جواب: بیگم جان عرف بہو بیگم جانی، صدری بیگم قمر، نواب صدر محل صدر دلہن۔ سلطان جہاں بیگم محبوب، یاسمین، شرم، مستور کنیز وغیرہ۔

سوال: بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

حسن کی عریانیاں باعث فخر و کمال
عظمت انسانیت آہ یہ تیرا زوال

جواب: سردار اختر حیدر آبادی۔

سوال: بیگم زاہدہ خلیق الزماں کا کوئی ایک شعر سنایئے؟

جواب: کچھ نہ ہوگی زینت شام و سحر میرے بغیر
یہ جہاں بن جائے گا ویران گھر میرے بغیر

سوال: خواتین شاعرات کے دو شعر بتلایئے جن میں (۱) خدا (۲) نور (۳) سولی (۴) عذاب (۵) حسن۔ کا ذکر موجود ہے؟

جواب:

(۱) جدا ہو نہ تجھ سے مرا یار یہ خدا نہ کرے
خدا کسی کے تئیں دوست سے جدا نہ کرے (زیب النساء مخفی)

(۲) سب سے پہلے کیا پیدا تیرا (حضور صلعم) اللہ نے نور

پردہ ذات میں اس نور کو رکھا مستور (نواب اختر محل)

(۳) کہا منصور نے سولی پر چڑھ کے عشق بازوں سے
یہ اس کے بام کا زینہ ہے آئے جس کا جی چاہے (جعفری کاملہ بیگم)

(۴) کیا کیا عذاب اٹھائے ہیں اندوہ عشق کے
جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی (نزاکت)

(۵) حسن کے گل کیا ہوئے خوبی کے جلوے کیا ہوئے
کس لئے خالی ہے دامان نظر میرے بغیر (بیگم زاہدہ خلیق الزماں)

سوال: پاکستان میں شاعری میں کن خواتین نے نام پیدا کیا؟

جواب: پروین شاکر، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض، بسمل صابری، نیلما سرور، شبنم شکیل، نوشی گیلانی۔

سوال: وادی کوہ قاف، لاشوں کا شہر، راہبہ اور صدائے جرس کس کے افسانے ہیں؟

جواب: مسٹر عبدالقادر۔

سوال: معصومہ اور سودائی کس خاتون کے ناول ہیں؟

جواب: عصمت چغتائی۔

سوال: لب گویا پر کشور ناہید کو کس سن میں آدم جی ادبی انعام ملا؟

جواب: ۱۹۶۹ء۔

سوال: ایسی شاعری سے کیا فائدہ جو عشق و عاشقی کے سوا اور کچھ نہ سکھائے بتایئے یہ الفاظ غزل کے بارے میں کس کے ہیں؟

جواب: مولانا سید سلیمان ندوی۔

سوال: پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ کا نعرہ کس شاعر نے قوم کو دیا؟

جواب: اصغر سودائی۔

سوال: مہر دو نیم کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: افتخار عارف۔

سوال: آگ میں پھول کس شاعر کا مجموعہ کلام ہے؟

جواب: حمایت علی شاعر۔

سوال: سید الاحرار کس شاعر کو کہتے ہیں؟

جواب: مولانا حسرت موہانی۔

سوال: ناصر زیدی کے مجموعہ کلام کا نام بتایئے؟

جواب: وصال۔

سوال: ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح ملت ہے جسم جاں ہے محمد علی جناح
بتایئے میاں بشیر احمد نے یہ نظم کس موقع پر پڑھی تھی؟ نیز اس کا عنوان کیا تھا؟

جواب: ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں، عنوان ہے محمد علی جناح۔

سوال: پاکستان کا قومی ترانہ کس ممتاز شاعر نے لکھا تھا؟

جواب: حفیظ جالندھری۔

سوال: شعر کے آخری مصرعہ کے پہلے رکن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: عروض۔

سوال: شعر کے پہلے مصرعے کے رکن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: صدر۔

سوال: اس بھارتی شاعر کا نام بتایئے جس نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستانی شاعروں کے نام ایک پیغام لکھا اور جسے آل انڈیا ریڈیو بار بار نشر کرتا رہا؟

جواب: جگن ناتھ آزاد۔

سوال: اے وطن کے سجیلے جوانو   میرے نغمے تمہارے لیے ہیں یہ کس شاعر کی تخلیق ہے؟

جواب: جمیل الدین عالی۔

سوال: احمد ندیم قاسمی مشہور شاعر اور ادیب کا قلمی نام کیا ہے؟

جواب: عنقا۔

سوال: ٹینی سن کی شاعری کس فن کی ترجمان ہے؟

جواب: موسیقی۔

سوال: آشفتہ کا اصل نام بتایئے؟

جواب: صدیق حسن رضوی۔

سوال: الف کس مشہور پاکستانی شاعر کے مجموعہ کلام کا نام ہے؟

جواب: رئیس امروہوی۔

سوال: واجد علی شاہ اختر نے اپنے کس دیوان میں غزلوں کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے کی ہے؟

جواب: گلدستہ عاشقاں۔

سوال: بچوں کی نظم نوٹ بنوٹ کے خالق کا نام بتایئے؟

جواب: صوفی غلام مصطفیٰ تبسم۔

سوال: کس اردو شاعر کا نکاح شیخ عبداللہ نے پڑھایا تھا؟

جواب: فیض احمد فیض۔

سوال: بتایئے میرزا اشرف جہاں از دہلی کے کس شعر کا جواب نہ دینے پر مرزا جعفر نے اپنا دیوان دریا برد کر دیا تھا؟

جواب: اوراق گل زحرف وفا سادہ یافتم
برحال بلبلاں چمن خوں گرستم

سوال: آشفتہ کے انتقال پر کتنے تاریخ گو شعرا نے تاریخ لکھی؟

جواب: ایک سو۔

سوال: تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم کی صدارت میں ہونے والے جلسہ میں یہ نظم کس نے پڑھی؟
ہم خون سے لیں گے پاکستان
ہم جی کا چرانا کیا جانیں

جواب: رشید تبسم۔

سوال: عزت لکھنوی کا اصل نام بتایئے؟

جواب: شیخ تاج الدین۔

سوال: وحید الہ آبادی کے شاگردوں میں اکبر نام کے دو شاگردوں کے نام بتایئے؟

جواب: اکبر الہ آبادی، اکبر دانا پوری۔

سوال: خان آرزو کا اصل نام کیا تھا؟

جواب: سراج الدین علی خاں۔

سوال: برق موسوی کی غزلوں کے پہلے مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: عقل وجنوں۔

سوال: دلاور فگار نے سو انگریزی نظموں کا منظوم ترجمہ کس کتاب میں شامل کیا تھا؟

جواب: خوشبو کا سفر۔

سوال: نشتر جالندھری کا اصل نام کیا ہے؟

جواب: محمد عبدالحکیم خاں۔

سوال: کوئے ملامت کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: انجم رومانی۔

سوال: ''لہو کی آگ'' کس کا پہلا شعری مجموعہ ہے بتایئے یہ کب شائع ہوا؟

جواب: اکبر حمیدی۔ ۱۹۷۰ء۔

سوال: ''پرتو شب'' کس کا شعری مجموعہ ہے؟

جواب: پرتو روہیلہ۔

سوال: حبیب جالب کی شاعری کو کس نے احتجاجی شاعری قرار دیا؟

جواب: ڈاکٹر گلزار دہلوی۔

سوال: ضیا جالندھری کے شعری مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: سرِ شام، نارسا، خواب سراب۔

سوال: وزیر آغا ابتداء میں کس فرضی نام سے شاعری کرتے رہے؟

جواب: نصرت آراء نصرت۔

سوال: مظفر وارثی کی نظموں کا مجموعہ کا نام بتایئے؟

جواب: حصار۔

سوال: مظفر وارثی کے دیگر شعری مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: برف کی ناؤ(غزل) باب حرم(نعت) لہجہ(غزل) نور(نعت الحمد(حمد وثنا)

سوال: کس لئے آج ہے تو خاک کے تودے کی طرح

تو تو اے آرزوئے زیست تھی شعلے کی طرح

بتایئے یہ شعر کس کا ہے۔

جواب: جگن ناتھ آزاد۔

سوال: مشہور شاعر قیوم نظر کی تاریخ وفات کیا ہے؟

جواب: ۲۴ جون ۱۹۸۹ء۔

سوال: روزنامہ زمیندار لاہور کی پیشانی پر مولانا ظفر علی خاں کا کون سا شعر چھپتا تھا؟

جواب: نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سوال: قتیل شفائی کے شعری مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: پیراہن، آموختہ، مطربہ، جلترنگ، ابابیل۔ روزن گفتگو۔

سوال: ''روشنی اے روشنی'' کس کا دیوان ہے؟

جواب: شکیب جلالی۔

سوال: وفا کا سفر کس کا شعری مجموعہ ہے؟

سوال: ''زادِ ہجر'' کس نے مرتب کی؟

جواب: قائم نقوی۔

سوال: ''اکائی'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: سلیم احمد۔

سوال: ''آئینہ خانہ'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: سید اختر حسین جعفری۔

سوال: ''خالی آسمان'' کس نے لکھی؟

جواب: شہزاد احمد۔

سوال: ''آگ ہی آگ'' کس کی تصنیف ہے؟

جواب: انیس ناگی۔

سوال: ''برآب نیل'' کس نے مرتب کی؟

جواب: علی اکبر عباس۔

سوال: صبا اکبرآبادی کے شعری مجموعہ کے نام بتایئے؟

جواب: چراغ بہار۔

سوال: ''بے آواز گلی کوچوں میں'' کے خالق کا نام بتایئے؟

جواب: احمد فراز۔

سوال: دیدہ یعقوب اور محبت لفظ تھا میرا کس کے شعری مجموعے ہیں؟

جواب: عرش صدیقی۔

سوال: سید فیضی کے پہلے مجموعہ کلام کا نام بتایئے؟

جواب: نم شبنم۔

سوال: ناشناسی کا دکھ اور جزا کس کی غزلیات کے مجموعے ہیں؟

جواب: یوسف مثالی۔

سوال: کس من چلے نے بھیجا ہے مئے سخن سے بھر کر

کہ یہ ساغر دل افزا ہے بہ نذر دل فگاراں

بتایئے یہ شعر کس کا ہے؟

جواب: شان الحق حقی۔

سوال: ایک نظم جسے چینی شعراء ون چے اور یوانگ ینگ نے مل کر لکھا ہے

پربت پربت ڈال رہے ہیں بادا پنے سائے

پل دو پل ان سایوں سے پیڑوں کے مکھ سنولائے

کس شاعر کے نام معنون ہے؟

جواب: قتیل شفائی۔

سوال: قمر مرادآبادی کے مجموعوں کے نام بتایئے؟

جواب: (شاعری) ماہ تمام، شعور غم، شاخ گل، گلستان غزل اور کلیات قمر۔ (نثر) معراج داغ، روح اصغر اور آئینہ سکندر۔

سوال: متاع آخر شب کس بھارتی شاعر کا مجموعہ ہے؟

جواب: حفیظ میرٹھی۔

سوال: دجلہ بہتا رہے گا سحر صدیقی کی نظموں کا مجموعہ کس کے نام معنون ہے؟

جواب: عراق کے سابق صدر صدام حسین کے نام۔

سوال: سلمان صدیق کے پہلے شعری مجموعے کا نام بتایئے؟

جواب: ''کسی سے پیار کا مطلب''

سوال: فرحت عباس شاہ کے کسی ایک مجموعہ کلام کا نام بتایئے؟

جواب: شام کے بعد۔

سوال: بتایئے یہ شعر کس مشہور شاعرہ کا ہے؟

محبتوں کے کھلے جب گلاب آنکھوں میں
کسی کے خواب رہے بے حساب آنکھوں میں

جواب: شہناز صابری۔

اصطلاحات

سوال: انشائے لطیف سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسی تحریریں جن میں بیک وقت رومانیت اور جمالیات جیسے عناصر موجود ہوں۔
سوال: مخضرم شعراء کن شعرا کو کہا جاتا ہے؟
جواب: وہ شعرا جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور قبول اسلام کے بعد بھی شعر کہے۔
سوال: تصوف سے کیا مراد ہے؟
جواب: عشق حقیقی کی واردات و کیفیات کے بیان کو اصطلاح میں تصوف کہا جاتا ہے۔
سوال: بتائیے مرثیے کے ابتدائی حصے کو شاعری کی اصطلاح میں کیا کہا جاتا ہے؟
جواب: چہرہ۔
سوال: قطعہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: اردو شاعری کی وہ قسم جس میں کم سے کم شعروں کی تعداد دو جبکہ زیادہ کی حد مقرر نہیں۔
سوال: نیم بسمل کسے کہتے ہیں؟
جواب: ذبح کیا ہوا وہ جانور جو ابھی مرا نہ ہو۔
سوال: استعارہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا تعلق قائم کرنا۔
سوال: کسی دوسرے شاعر کے مصرع پر مصرعہ یا بند لگانے کو شاعری میں کیا کہا جاتا ہے؟
جواب: تضمین۔
سوال: ریختہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: ملا جلا گرا پڑا اور گچ کی طرح مضبوط۔
سوال: واسوخت سے کیا مراد ہے؟
جواب: نظم کی ایسی قسم ہے جس میں عاشق اپنے معشوق کی بے وفائی ظلم و ستم، رقیب کے ساتھ محبت اور محبوب سے جدائی کی تکلیف و مصیبت کی شکایتیں کرتا ہے۔
سوال: سپاسنامہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: اس میں کسی معزز مہمان کی آمد کا شکریہ ادا ہونے کے علاوہ مختلف النوع باتیں بھی درج ہوتی ہیں جن کی جانب توجہ مبذول کرانے کے لئے معزز مہمان کے سامنے پڑھا جاتا ہے۔

سوال: ادب سے کیا مراد ہے؟
جواب: کسی قوم کی اجتماعی احساسات، جذبات اس کی زندگی اور جدوجہد کی داخلی تاریخ کو ادب کہتے ہیں؟

سب سے پہلے

سوال: کس کتاب کو اردو کی پہلی کتاب تسلیم کیا جاتا ہے؟
جواب: حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز کی تصنیف معراج العاشقین۔
سوال: اردو میں سب سے پہلے مسدس کس نے لکھی تھی؟
جواب: محمد رفیع سودا۔
سوال: قصہ ہیر رانجھا سب سے پہلے کس نے لکھا؟
جواب: دمودر۔
سوال: پہلی مطبع اردو کتاب کا نام بتائیے؟
جواب: انجیل، ۱۷۴۳ء میں بنجمن شلز نے جرمنی سے شائع کی۔
سوال: "دنیا کی سو عظیم کتابیں" کے مصنف کا نام بتائیے؟
جواب: ستار طاہر۔
سوال: اردو میں سب سے پہلی ترجمہ شدہ کتاب کا نام کیا ہے؟
جواب: سب رس، ۱۶۳۵ء میں ملا وجہی نے ترجمہ کیا؟
سوال: اردو کے پہلے ناول نگار کا نام بتائیے؟
جواب: ڈپٹی نذیر احمد۔
سوال: اردو کے پہلے ناول کا نام بتائیے؟
جواب: مراۃ العروس۔
سوال: اردو کا عوامی شاعر کسے کہتے ہیں؟
جواب: نظیر اکبر آبادی۔
سوال: اردو کی پہلی خاتون ناول نگار کا نام بتائیے؟
جواب: رشیدۃ النساء۔
سوال: رشیدۃ النساء کے ناول کا نام بتائیے؟
جواب: اصلاح النساء۔
سوال: دنیا کی سب سے پہلی شائع ہونے والی کتاب کا نام سن اور مقام بتائیے؟
جواب: ڈائمنڈ سترا۔ یہ لکڑی کے بلاکوں سے شائع ہوئی تھی اور اسے چین میں ۸۶۸ء میں شائع کیا گیا تھا۔
سوال: شینا زبان کا پہلا شاعر کون سا ہے؟
جواب: ڈینل کھمیسو۔
سوال: اردو کے پہلے صاحب کلیات شاعر کا نام بتائیے؟

جواب: محمد قلی قطب شاہ۔

سوال: انگریزی مضمون (Essay) مضمون کو اردو میں سب سے پہلے کس نے استعمال کیا؟

جواب: سرسید احمد خاں۔

سوال: فسانہ آزاد نامی ناول کس نے لکھا؟

جواب: رتن ناتھ سرشار۔

سوال: اردو کا پہلا افسانہ نگار کسے کہا جاتا ہے؟

جواب: سجاد حیدر یلدرم۔

سوال: بچوں کے پہلے اردو شاعر کا نام بتایئے؟

جواب: اسمٰعیل میرٹھی۔

سوال: اردو میں انشائیہ نگاری کے آغاز کا اعزاز کسے حاصل ہوا؟

جواب: سرسید احمد خاں۔

سوال: کیا آپ سندھی زبان کے پہلے ناول کا نام بتا سکتے ہیں؟

جواب: ماسیلاس ۱۸۷۰ء۔

سوال: پاکستان کی پہلی خاتون شاعرہ کا نام بتایئے؟

جواب: ادا جعفری۔

سوال: قرآن پاک کا اردو میں سب سے پہلا ترجمہ کس نے کیا؟

جواب: حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی۔

سوال: قرآن پاک کے فارسی کے پہلے مترجم کا نام بتایئے؟

جواب: حضرت شاہ ولی اللہ۔

سوال: اردو نثر کی باقاعدہ ابتدا کس کالج سے ہوئی؟

جواب: فورٹ ولیم کالج کلکتہ.....۴مئی ۱۸۸۰ء۔

سوال: اردو زبان کے پہلے ہندو شاعر کا نام بتایئے؟

جواب: نام دیو (تاریخ وفات ۱۳۱۶ء)

سوال: اردو کے پہلے شاعر کا نام بتایئے؟

جواب: مسعود سعد سلمان (۱۰۴۶۔۱۱۲۱)۔

سوال: اردو میں سیرت کی پہلی کتاب کا نام بتایئے؟

جواب: خطبات احمدیہ (سرسید احمد خاں)

سوال: اردو کے پہلے رومانی نقاد کا نام بتایئے؟

جواب: شبلی نعمانی۔

سوال: اردو کی پہلی لغت کس نے اور کب لکھی؟

جواب: ایم ٹی ٹینی سن نے ۱۷۰۴ء۔

سوانح نگاری

سوال: اردو ادب میں سوانح نگاری کا آغاز کس نے کیا؟

جواب: مولانا الطاف حسین حالی۔

سوال: اردو میں پہلی سوانح عمری کس کتاب کو قرار دیا جاتا ہے؟

جواب: حیات سعدی۔

سوال: حیات سعدی کس سن میں شائع ہوئی؟

جواب: ۱۸۸۲ء۔

سوال: داغ دہلوی کی زندگی پر لکھی کتاب جلوہ داغ کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: احسن مارہروی۔

سوال: تیمور کے سوانح حیات اور فتوحات کو ظفر نامہ کے نام سے کس نے مرتب کیا؟

جواب: شرف الدین علی یزدی۔

سوال: سید سلیمان ندوی کی سوانح علامہ سید سلیمان ندوی شخصیت وادبی خدمات کس نے لکھی ہے؟

جواب: ڈاکٹر نعیم صدیقی ندوی۔

سوال: ظفر نامہ شاہجہانی کس نے مرتب کیا جس میں شاہجہان کے عہد حکومت کے حالات آتے ہیں؟

جواب: حاجی جان محمد۔

سوال: فیض احمد فیض کی شاعری ایک تعارف کے مرتب کا نام بتایئے؟

جواب: ڈاکٹر امداد حسین۔

سوال: سیاست دانوں کے حالات وواقعات پر لکھی ایک کتاب ''سیاست دان'' کے مصنف کا نام بتایئے؟

جواب: محمد آصف بھلی۔

سوال: اردو میں سرسید احمد خاں نے بابا فرید الدین کی سوانح عمری کس نام سے لکھی ہے؟

جواب: سیرت فریدیہ۔

سوال: مولانا الطاف حسین حالی نے یادگار غالب کب لکھی نیز ۱۹۰۱ء میں کون سی سوانح کتاب لکھی؟

جواب: ۱۸۹۷ء حیات جاوید۔

سوال: فاتح کے نام سے جنرل اختر عبدالرحمان کے حالات زندگی کس نے قلمبند کیے ہیں؟

جواب: ہارون الرشید۔

سوال: اردو میں سوانح نگاری بہت سے اہل قلم نے کی ہے مگر ان میں شاید کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس سوانح نگار کا دل ہو۔ سوانح نگار کا دل صرف حالی کے حصے میں آیا بتایئے یہ الفاظ کس کے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر سید عبداللہ۔

سوال: جنرل ضیاء ایک آدمی ایک ڈکٹیٹر کے مصنف کون ہیں؟

جواب: ستار طاہر۔

سوال: اکابرین تحریک پاکستان کے نام سے چھپنے والی دو کتابوں کے مصنفین کے نام بتایئے؟
جواب: محمد صادق قصوری.........محمد علی چراغ۔
سوال: ایران کے ایک قدسی پیشوا امام خمینی اور جمہوریت کے حالات زندگی پر کتاب لکھنے والے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: موسیٰ خان جلال زئی۔
سوال: ذوالفقار علی بھٹو سے بے نظیر تک کے مصنف کا نام بتایئے؟
جواب: خالد یزدانی۔
سوال: شہید صدر کس کی تصنیف ہے؟
جواب: ڈاکٹر یسٰین رضوی۔

☆ ☆ ☆

کیرئیر (Career) کا انتخاب

کیرئیر کیا ہے؟

تعلیم اور تربیت یعنی سیکھنے کا عمل یوں تو انسان کے آخری سانس تک جاری رہتا ہے لیکن زندگی کے ابتدائی بیس بائیس برسوں کے بعد ہر انسان، خصوصاً مردوں کو لازماً کوئی ایسا کام اختیار کرنا ہوتا ہے جس سے آمدنی حاصل ہوتا کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات پوری کر سکیں۔ زندگی کی ضروریات، یعنی غذا، لباس، رہائش، تعلیم، علاج اور اگر ممکن ہو تو تفریح کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہم جو کام کرتے ہیں وہی ہمارا ''کیرئیر'' ہے۔ گویا ایک کامیاب عملی زندگی گزارنے کے لئے کسی پیشے کا انتخاب کر کے اسے اپنانا ''کیرئیر'' کہلاتا ہے۔ ''کیرئیر'' کا لفظ بعض دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اس مضمون میں ''کیرئیر'' کے معنی کسی پیشے کو اختیار کرنے تک محدود رکھے گئے ہیں۔

کیرئیر گائیڈنس کے ایک ماہر کے مطابق ''اپنے لئے اچھا کیرئیر منتخب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایسا ذریعہ معاش اختیار کرے جو اس کی صحت، صلاحیتوں اور رجحان کے مطابق ہو، تا کہ وہ اسی خاص پیشے میں زیادہ ترقی کر سکے اور کام کرنے سے اسے اکتاہٹ یا تھکن نہ ہو بلکہ تسکین، اطمینان اور مسرت حاصل ہو''۔

کیرئیر کے بارے میں سوچتے وقت اپنی تعلیم، تربیت، ذہنی اور جسمانی استعداد (طاقت اور صلاحیت) اور اپنے شوق و دلچسپی کو سامنے رکھنا چاہیے۔

اگر آپ اپنے آس پاس نظر ڈالیں تو آپ کو دو طرح کے لوگ نظر آئیں گے۔ ایک وہ جو ملازمت کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو کاروبار کرتے ہیں، ملازمت یا کاروبار، زندگی کی ضروریات اور اخراجات پورے کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کاروبار کریں گے تو یہ آپ کا پیشہ بھی ہوگا اور ملازمت بھی۔

کیرئیر کا انتخاب:

کیرئیر کونسلنگ کے ایک ماہر نے کیرئیر کے انتخاب کے لئے تین راستوں کی نشاندہی کی ہے یعنی اگر آپ اپنے اطراف ہونے والی معاشی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں تو آپ کو تمام لوگ تین قسم کے کام کرتے نظر آئیں گے۔

(ا) عملی کام:

یہ ایسے کام ہیں جن میں کام کرنے والا اپنے ہاتھوں کے ذریعے کسی ایسے عمل میں مصروف ہوتا ہے جس میں کوئی مشین، آلہ، یا پرزہ حرکت کرتا ہے مثلاً انجینئر، پائلٹ، کسان، بڑھئی، کمپیوٹر آپریٹر وغیرہ۔

(ب) کاغذی کام:

یعنی ایسے کام جو خط و کتابت، لکھنے پڑھنے اور اعداد و شمار سے متعلق ہوتے ہیں مثلاً اکاؤنٹنٹ، صحافی، ادیب، آرکیٹکٹ، سکریٹری وغیرہ۔

(ج) عوامی / افرادی کام:

یہ ایسے کام ہیں جن میں کام کرنے والے کا واسطہ عوام یا مختلف افراد سے ہوتا ہے مثلاً ڈاکٹر، استاد، ائر ہوسٹس وغیرہ۔
شعوری یا غیر شعوری طور پر ہر نوجوان دوران تعلیم چند پیشوں کو پسند کرنے لگتا ہے۔ اس پسند کے پس منظر میں اس کے خاندان کے افراد کے پیشے، اس کے دوستوں کے والد یا بھائیوں کے پیشے، قومی ہیروز کے پیشے یا کسی خاص شخصیت سے اس کی ذہنی وابستگی اور عقیدت کارفرما ہوتی ہے۔
کیریئر کا انتخاب ایک ایسا کام ہے جس میں خاصا وقت صرف ہوتا ہے۔ اس کا آغاز آٹھویں جماعت کے نتیجے کے بعد اس وقت ہو جاتا ہے جب آپ کو نویں جماعت میں اپنے لئے سائنس، کامرس، آرٹس یا کوئی اور گروپ منتخب کرنا ہوتا ہے۔ سائنس گروپ والوں کو پری میڈیکل یا پری انجینئرنگ میں سے کسی ایک ذیلی گروپ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم مرحلہ ہے۔ اس مرحلہ پر امیدوار کو اپنے والدین یا خاندان کے دوسرے سمجھدار افراد اور اپنے اساتذہ سے مشورہ کرنا چاہیے اور اپنے شوق رجحان اور صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے گروپ کے انتخاب کا فیصلہ کرنا چاہیے۔
میٹرک یا انٹرمیڈیٹ کے بعد آپ کو اپنی پسند کے پیشوں کی ایک ترجیحی فہرست بنالینی چاہیے۔ اس فہرست میں کم سے کم تین پیشے ہوں۔ پہلے نمبر پر سب سے زیادہ پسندیدہ پیشہ، دوسرے نمبر پر اس سے کم پسندیدہ اور تیسرے نمبر پر سب سے کم پسندیدہ پیشہ۔

آپ کے لئے کون سا پیشہ بہتر ہے؟

پیشوں کی اس فہرست کو بناتے وقت درج ذیل چھ بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ آپ کے لئے کون سا پیشہ بہتر ہو سکتا ہے:

(i) صلاحیتیں (ii) تعلیم (iii) ذہانت
(iv) رجحان/میلان (v) دلچسپی/شوق (vi) حالات/ماحول

(i) صلاحیتیں:

صلاحیتوں کا مطلب انسان کی ذہنی اور جسمانی خوبیاں ہیں لیکن خوبیوں کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہمیں اپنی خامیوں کا احساس ہو۔ ایک نوجوان کی خواہش پائلٹ بننے کی ہے لیکن اس کی بینائی کمزور ہے، اس لئے وہ پائلٹ نہیں بن سکتا۔ ایک شخص صحافی بننا چاہتا ہے لیکن اسے زبان پر عبور نہیں ہے اس لئے وہ اس پیشے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اسی طرح اچھی گفتگو کی صلاحیت رکھنے والے وکالت یا سیلز کے پیشے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(ii) تعلیم:

تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اب تک جو تعلیم حاصل کی ہے وہ اس پیشے کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہیے، جو آپ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر کا پیشہ اختیار کرنے کی خواہش رکھنے والے طالب علم کو لازماً پری میڈیکل گروپ کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کا امتحان بہت اچھے نمبروں سے کامیاب کرنا ہوگا تاکہ اسے میڈیکل کالج میں داخلہ مل سکے۔

(iii) ذہانت:

زندگی میں کامیابی کے لئے تعلیم کے ساتھ ذہانت لازمی ہے۔ ذہانت کا مطلب اپنے علم اور تجربے کو تجزیے کے ساتھ بروقت استعمال کرنا ہے۔ اچھی یادداشت، ذہانت کو حسن بخشتی ہے۔ کم سے کم وسائل کو زیادہ مؤثر بنانا بھی ذہانت کا کرشمہ ہے۔ آپ کوئی بھی کیریئر منتخب کریں، کامیابی کے لئے ذہانت لازمی ہے۔

(iv) رجحان یا میلان:

ہر شخص کو کوئی ایک یا چند کام آسان لگتے ہیں۔ وہ دوسروں کے مقابلے میں انہیں جلد سیکھ لیتا ہے اور ان کے تکنیکی یا فنی پہلوؤں کو فوری طور پر سمجھ لیتا ہے۔ دوسروں کے مقابلے میں اسے یہ برتری اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ اس کا رجحان اس خاص کام یا شعبے کی طرف ہوتا ہے۔ بعض نوجوانوں کو الیکٹرونکس کے آلات سے اس قدر دلچسپی ہوتی ہے کہ وہ ان کے اسرار و رموز سے بہت جلد اور خود بخود واقف ہو جاتے ہیں۔ لڑکے گڑیوں کے کھیل میں دلچسپی نہیں رکھتے لیکن لڑکیاں وہی کھیل شوق سے کھیلتی ہیں۔
پیشے کے انتخاب میں رجحان کو لازماً مدنظر رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق ترجیحات میں سے کیریئر منتخب کرنا چاہیئے۔

(v) دلچسپی اور شوق:

بعض کام جو دوسروں کے لئے ''مشکل'' ہوتے ہیں وہ آپ کے لئے آسان ثابت ہوتے ہیں اور جو کام آپ کو مشکل نظر آتے ہیں، دوسرے انہیں بہت آسانی سے کر لیتے ہیں۔ مشکل اور آسان کا یہ کھیل ہماری اور آپ کی ذاتی دلچسپی اور شوق کا نتیجہ ہے۔ جس کام میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے وہ ہم جلد سیکھ لیتے ہیں اور وہ ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ عملی زندگی کے لئے پیشے کا انتخاب کرتے وقت ''دلچسپی اور شوق'' کا عنصر نہایت اہم ہے۔ انسان کو وہی پیشہ اپنانا چاہیے جو اس کا شوق ہو اور جو دلچسپ نظر آئے۔ کام دلچسپ اور رجحان کے مطابق ہو تو وہ کام نہیں رہتا، مشغلہ بن جاتا ہے۔ اس کام کو انجام دیتے وقت انسان تھکن محسوس نہیں کرتا، خواہ اس میں کتنا ہی وقت صرف کیوں نہ ہو۔

(vi) حالات اور ماحول:

انسان کے حالات اور اس کا ماحول اس کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں یہ پیشے کے انتخاب میں بھی آپ کے فیصلے پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ مثلاً کم وسائل رکھنے والے ایک نوجوان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے والد کا ہاتھ بٹانے کے لئے دسویں جماعت کے بعد کوئی ملازمت کرے۔ ایسا نوجوان اپنے خاندان کے معاشی حالات کی وجہ سے دسویں جماعت کے بعد ملازمت کر سکتا ہے اور شام کے کالج میں یا فاصلاتی نظام تعلیم مثلاً علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ذریعے اپنی تعلیم جاری رکھ سکتا ہے۔
حالات مشکل ہوں یا آسان ان کو زندگی کی حقیقت سمجھ کر قبول کرنا چاہیے اور انہی حالات میں اپنا راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ کامیاب زندگی کا راستہ ہمیشہ جدوجہد سے ملتا ہے۔

تعلیم وتربیت:

زندگی میں اپنے پیشے میں کامیاب رہنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے رجحان اور شوق کے مطابق جو بھی پیشہ منتخب کریں، اس کی باقاعدہ اور اچھی تعلیم وتربیت بھی حاصل کریں۔ تعلیم وتربیت کے لئے اچھے ادارے یا درسگاہ کا انتخاب کریں۔

انٹرمیڈیٹ کے بعد پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت کے لئے اگر کسی پرائیویٹ ادارے میں داخلہ لیں تو سب سے پہلے یہ تصدیق کریں کہ اس ادارے یا درسگاہ کی سند (ڈگری) پاکستان میں تسلیم کی جاتی ہے یا نہیں؟

تعلیم وتربیت کے دوران (اور اس کے بعد بھی) درسی کتابوں کے علاوہ اپنے کیریئر سے متعلق دوسری کتب اور رسائل کا مطالعہ کریں۔ اچھی ادبی کتابیں پڑھیں ان سے انسان کی ذہنی تربیت ہوتی ہے۔ ایک سے زیادہ زبانیں سیکھنے کی کوشش کریں، یہ آپ کو آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہیں۔ آپ خواہ کسی بھی شعبے میں ہوں، کمپیوٹر کا استعمال ضرور سیکھیں۔ مستقبل میں ایسے لوگوں کی کامیابی مشکوک ہوگی جو کمپیوٹر سے واقف نہ ہوں۔

زندگی میں کامیابی کے لئے کسی بھی کیریئر میں کامیابی کے لئے چند شخصی اوصاف بہت مدد دیتے ہیں۔ جن میں خوش اخلاقی، نرم گفتاری، راست بازی اور دوسروں کے لئے ہمدردی کا رویہ، خود اعتمادی کامیابی کی کلید ہیں۔ جو کام بھی سیکھیں اسے پوری طرح سیکھیں تاکہ آپ اپنے کام میں، اپنے ہنر میں پر اعتماد رہیں اور آخری بات یہ کہ سیکھنے کا عمل زندگی بھر جاری رہتا ہے۔ آپ اپنے کیریئر میں اسی وقت کامیاب رہیں گے جب ہر دم نئی بات اور نئی چیز کو سیکھنے کے لئے تیار ہوں۔

انٹرویو کی تیاری

آپ کی زندگی

آپ کیا بننا چاہتے ہیں یہ متعین کرنا بہت اہم ہے۔ آپ کی ملازمت وہ ہے جو آپ کے اپنے تصورات سے بہتر طور پر ملتی ہو۔ یہ شے صلے اور تسکین دونوں صورتوں میں آپ کو وہاں لے جائے گی جو آپ کی منزل ہے۔ بہتر معاش کے انتخاب کے لئے آپ کو اپنے متعلق جاننے کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اپنا ذہن بنائیں اور پھر یکسو ہو کر فیصلہ کریں کہ آپ کو کس قسم کی ملازمت کی ضرورت ہے اور اس کے مطابق خود کو تیار کریں۔

مناسب رویہ

دوران انٹرویو امیدوار بہتر رویہ اپنائیے کیونکہ نامناسب رویہ امیدوار کو بہت مہنگا پڑے گا کیونکہ وہ اس کا مستقبل تباہ کر سکتا ہے۔ جذباتی رویہ ناپختگی کی علامت ہے جو دوران انٹرویو قطعی ناقابل قبول ہے۔ رویہ امیدوار کی شخصیت کے مشاہدہ کے لئے زیادہ مشترکہ طریقوں میں سب سے اہم پیمانہ ہے۔

مزاج/طبیعت

انٹرویو کے دوران جارح مزاج رکھنے والے افراد کو چاہیے کہ وہ سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے آپے سے باہر نہ ہوں

اور ہر سوال کا جواب ٹھنڈے دماغ سے دیں۔ اگر آپ کو سوالوں کے درست جوابات نہ آتے ہوں تو تحمل سے جواب دیکر آگے بڑھتے چلے جائیں۔

سماعت

بہت سے لوگوں کی قوت سماعت کمزور ہوتی ہے اگر امیدوار آواز نہیں سن سکتا تو اسے فوراً اپنی سماعتی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لئے ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے، تاکہ دوران انٹرویو اسے کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ ہو۔

غصہ

غصہ ایسی خطرناک شے ہے جو دشمنی، جارحیت اور تباہی سے وابستہ ہوتا ہے اس لئے پیچیدہ سوالات کے جوابات دیتے وقت امیدوار کو اپنا غصہ ظاہر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ آپ کے مستقبل پر اثر انداز ہوگا۔ اگر آپ غصہ کرنے میں حق بجانب ہیں تو پھر بھی غصے کا اظہار نہ کریں۔

آداب وعادات

اچھے آداب وعادات کا اظہار امیدوار کی شخصیت کو دلکش اور خوبصورت بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے اچھے اخلاق کے لئے امیدوار کی شخصیت میں دونوں پہلوؤں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر امیدوار دوسروں کے ساتھ کیسا رویہ اپنانے اور بات کرنے کے سلیقہ اور مجلس میں بیٹھنے جیسے آداب سے بخوبی آگاہ ہے تو وہ انٹرویو کی نظر میں کامیاب امیدوار ہوگا۔

اعتماد

اعتماد انسانی شخصیت کا سب سے خوبصورت پہلو ہے جو انسان کو ہر مشکل سے نمٹنے کا حوصلہ دیتا ہے ماہرین نفسیات کے مطابق اعتماد ہی دماغ کی دلیری کا یقین دلاتا ہے لہٰذا انٹرویو کے دوران ہر سوال کا جواب اعتماد اور یقین کیساتھ ہی دیجئے۔

احساس مقابلہ

احساس مقابلہ زیادہ محنت کرنے اور زندگی میں بہتری کے آثار پیدا کرنے کے علاوہ فرد کو اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سخت جدوجہد کرنے کی تحریک دیتا ہے جو بالآخر اور خوشی مہیا کرتی ہے، لہٰذا یہ ہر امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ وہ کبھی کبھار مقابلوں کے مواقع میں حصہ لے تاکہ وہ خوشی اور کامیابی کے احساسات سے روشناس ہو کر اس لذت کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

لاعلمی

لاعلمی کا مطلب اپنی مرضی سے کسی چیز کو نظرانداز کرنا ہے۔ ویسے بھی لاعلمی ہماری روزمرہ زندگی میں مشترکہ عمل بن گیا بہت سے لوگ ہر روز لمحہ بہ لمحہ محض چھوٹی چیزوں کو نظرانداز کر کے لاعلمی کا شکار ہو گئے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ امیدوار کو چاہئے کہ

وہ اپنے گردوپیش میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن میں رکھے اور ایسا راستہ اختیار کرے جو اسے لاعلمی سے باہر نکال دے تا کہ امیدوار لاعلمی کا شکار نہ ہو، کیونکہ یہ آپ کے مستقبل کیلئے خطرناک ہے۔

خاندانی اور شخصی پس منظر

خاندانی پس منظر انٹرویو کا دوسرا اور ضروری حصہ ہوتا ہے کیونکہ اس کو جانے بغیر امیدوار کے متعلق انٹرویور کو مکمل آگاہی حاصل نہیں ہوتی ہے ماہرین کے مطابق خاندانی پس منظر کے اہم اجزاء درج ذیل ہیں۔

والدین

1- والدین کا سماجی مرتبہ کیا معاشرے میں انہیں حاصل سماجی مرتبہ انکی اپنی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔
2- والدین کی تعلیمی قابلیت۔
3- والدین کا پیشہ جو انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اختیار کیا۔
4- والدین مذہبی اور سیاسی وابستگی۔
5- والدین کی وجہ شہرت۔
6- والدین کے اخلاق۔
7- والدین کی ماہانہ آمدنی اور اخراجات۔
8- والدین کی طبی صورتحال۔
9- اگر والدین فوت ہو چکے ہیں تو وجہ موت۔

قرابت داری

والدین کے علاوہ دیگر خونی رشتہ داریاں بھی انٹرویو میں شمار کی جاتی ہے مثلاً انٹرویو لینے والا ایک امیدوار سے اس کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموں، خالاؤں، بھائیوں اور بہنوں کی تعداد ان کی تعلیمی قابلیت، ان کی سرگرمیاں یا ان کے پیشے یعنی زراعت، کاروبار اور ملازمت وغیرہ کے متعلق پوچھ سکتا ہے۔

رشتہ دار/ایک خاندان کے لوگوں کے بارے میں تفصیل

عموماً ایک انٹرویو لینے والا رشتہ داروں کے کاروباری مرتبے سے متعلقہ ادارے یا محکمے کے ساتھ وابستگی کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں امیدوار کو ان کا مرتبہ، ملازمت کی مدت، عمومی شہرت کے بارے میں بتانا ہوگا لہٰذا امیدوار کو چاہیئے کہ وہ جھوٹ نہ بولے اور اپنے خاندان کے افراد اور رشتہ داروں کی تفصیل درست طور پر بتانی چاہیئے تا کہ انٹرویو لینے والا امیدوار کے خاندانی پس منظر کے بارے میں جان کر کسی آخری نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب ہو سکے۔

ذاتی پس منظر

امیدوار کی شخصیت کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر بھی غور کیا جاتا ہے۔

1- سرگزشت حیات امیدوار سماجی اقتصادی مرتبہ، خاندانی پس منظر، رویے، دلچسپیاں، تعلیم اور پیشہ وارانہ تجربہ۔
2- عمومی مشغلے، روزانہ روزمرہ کی سرگرمیاں، ذاتی پسند اور ناپسند۔
3- سپورٹس مین شپ جسمانی سرگرمیوں (کھیلوں) سے امیدوار کی وابستگی کی حد۔
4- ذہنی افتاد، اس میں مختلف اقسام کی مہارتیں، پیچیدہ معلومات کی وضاحت، بھرپور خیالات اور دوسرے پر اثر انداز ہونے کی اہلیت کا جائزہ لینا۔
5- کام کرنے کے حالات یعنی ماحول کی صورت حال سے مطابقت رکھنا۔

مذہبی وابستگی

مذہب کسی بھی معاشرت کا لازمی جزو ہے اس لئے انٹرویو کے دوران مسلمان امیدواروں کے مذہبی علم، روزانہ نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی لوگوں سے رشتہ داریوں کے متعلق عموماً پوچھا جاتا ہے تا کہ اس کے عمومی رجحانات کا جائزہ لیا جا سکے۔

ازدواجی حقیقت

ازدواجی حیثیت شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور اس حوالے سے کئی سوالات پوچھے جا سکتے ہیں تا کہ یہ جانا جا سکے کہ امیدوار زندگی میں توازن قائم رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

غیر نصابی سرگرمیاں

غیر نصابی سرگرمیوں میں باقاعدہ تعلیمی پروگرام شامل نہیں ہیں لیکن انفارمیشن ٹیکنالوجی کورسز، انگریزی بول چال کے کورسز اور اخبارات ورسائل وغیرہ میں مضامین لکھنا اس زمرے میں شامل ہیں۔

فن تقریر پر عبور حاصل ہونا۔

صحتمند سرگرمیوں میں امیدوار کی شرکت اور کامیابیاں۔

انٹرویو

انٹرویو کی تعریف

انٹرویو کا لفظی مطلب خیالات، آراء اور نقطہ نظر کا تبادلہ کرنا ہے، یہ تقریباً تمام امتحانات اور ملازمتوں کے لئے مشترکہ ہوتے ہیں۔

انٹرویو کی بہت سی اقسام ہیں جو تخمینی انٹرویو، مشاورتی انٹرویو، شکایت کا انٹرویو، بیرون ملک ملازمت کا انٹرویو، معلومات جمع کرنے کا انٹرویو، سیاسی انٹرویو اور ادبی انٹرویو وغیرہ ہوتی ہیں۔ انٹرویو کا بنیادی مقصد امیدوار کی صلاحیت اور قابلیت، ذہنی میلان، اظہار کے طریقہ کار اور گفتگو کے اسلوب کا جائزہ لیکر حتمی رائے قائم کرنا ہوتا ہے۔

چونکہ محکمے اور ادارے قابل اور باصلاحیت امیدواروں کے چناؤ کے لئے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے امیدوار کا حتمی چناؤ کرتے ہیں اس لئے انٹرویونگ کے بنیادی اصول ان تمام اقسام کے لئے یکساں ہوتے ہیں۔

انٹرویو کی اقسام

انٹرویو کی متعدد اقسام ہیں جن کی تکنیک اور ساخت کے مطابق درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ انٹرویو کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

☆ منصوبہ بند انٹرویو۔
☆ وضع کردہ انٹرویو۔
☆ تاکیدی انٹرویو۔
☆ پینل انٹرویو۔

منصوبہ بند انٹرویو

منصوبہ بند انٹرویو میں انٹرویو لینے والا پہلے ہی سے موضوعاتی میدانوں کا ایک خاکہ تیار کرتا ہے۔ اس طریقہ میں انٹرویو لینے والا جوابات تحریری طور پر ریکارڈ کرے گا۔ کہنہ مشق انٹرویو لینے والا اپنے تجربے کی بدولت امیدوار کے تمام رجحانات اور ذہنی معلومات کو جان لیتا ہے، وہ جن مضامین پر غور کرتا ہے ان میں گھریلو زندگی، تعلیم، سابقہ کام کا تجربہ، سماجی تسویہ، رویے اور تفریحی دلچسپیاں شامل ہیں۔ جن کا مقصد امیدوار کے ساتھ خوش دلی آزادی کے ساتھ کھل کر بات چیت کرنا ہوتا ہے، ایسا انٹرویو لینے والا مکمل جائزہ لیکر امیدوار کی ملازمت کے سلسلہ میں کامیابی یا ناکامی کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایسے انٹرویو میں امیدوار کو تنظیم/ادارے کے کام کی نوعیت، تنخواہ، ترقی کے مواقع اور ملازمین پر عائد شرائط کے بارے میں معلومات مہیا کی جاسکتی ہیں۔

وضع کردہ انٹرویو

ایسے انٹرویو کو کہتے ہیں جو انتہائی جامع سوالنامہ کی بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ اس انٹرویو کی مدد سے جوازی مطالعات نے اچھے نتائج حاصل کئے ہیں۔ انٹرویو لینے والے کی بہت زیادہ احتیاطی تربیت اور ٹھوس انتخابی طریق کار امیدوار کی اہلیت اور نا اہلیت کا فیصلہ کرنے میں خاطر خواہ مدد فراہم کرتے ہیں۔

تاکیدی انٹرویو

تاکیدی انٹرویو کا طریقہ کار دوسری جنگ عظیم کے دوران خفیہ عاملوں کے انتخاب کے لئے امریکی حکومت نے وضع کیا۔ اسے میں انٹرویو لینے والا دشمن کے کردار کو فرض کر کے انہیں مدافعت کرنے اور دانستہ طور پر تنگ کرنے، پریشان کرنے اور مایوس کرنے کے لئے انٹرویو کرتے ہیں۔ بعض اوقات امیدوار پر غصہ جھاڑ کر اسے مشکل میں ڈال دیا جاتا ہے۔

تاکیدی انٹرویو کا مقصد ان لوگوں کی تلاش ہے جو اپنے رویے پر قابو پانے کے اہل ہیں خواہ انہیں جان بوجھ کر جذباتی کر دیا جائے۔ اس طریقہ انٹرویو کو بہت زیادہ تربیت یافتہ شخص استعمال کرسکتا ہے۔

پینل انٹرویو

پینل انٹرویو میں تین یا اس سے زائد افراد انٹرویو لیتے ہیں۔ پینل طریق کار کو عموماً سرکاری دائرہ اختیار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پینل تکنیک درخواست دہندگان کی زیادہ جامع تحقیق کرنے، انفرادی کارکردگی کی وضاحت کو با آسانی ممکن بناتا ہے۔ قیاس کے طور پر انٹرویو لینے والے کے تاثرات اور میلان کو کھلے عام زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

انٹرویو کے مقاصد

انتخابی انٹرویو کے مقاصد تین درجات میں منقسم ہیں۔

(i) انٹرویو لینے والا امیدوار کے ارادوں کے بارے میں علم حاصل کر کے اسکے تنظیم/ادارے کی ملازمت اور خاص ملازمت کے لئے موزوں ہونے کا تعین کرسکتا ہے۔

(ii) جس طرح آجر اپنے ادارے کے استحکام اور ترقی کیلئے ایک ملازم کو منتخب کرتا ہے بلکہ اسی طرح امیدوار ملازمت کا متلاشی آجر کا انتخاب کرتا ہے۔ جوابی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت سے لوگوں کو مسترد کرتا ہے ایک انٹرویو کا ایک مقصد ادارہ، ملازمت اور لوگوں کے بارے میں معلومات مہیا کرنا ہے۔

(iii) تیسرا مقصد انٹرویو لینے والا امیدوار کے ساتھ اس انداز میں مقابلہ کرتا ہے جیسا کہ کمپنی بہتر ماحول کیلئے خیر سگالی کے جذبات پیدا کرتی ہے۔

غیر قانونی سوالات

ایسے سوالات جن کے جوابوں کی ضرورت نہ ہو غیر قانونی کہلاتے ہیں اور ایسے سوالات انٹرویو لینے والے کو پوچھنا نہیں چاہیے تاہم کبھی کبھار انٹرویو اس طرح کے چند سوالات پوچھ سکتا ہے۔

اب یہ امیدوار کا فرض ہے کہ وہ یہ انداز لگائے کہ یہ سوال کا جواب دینے کے قابل بھی ہے یا کہ نہیں۔ امیدوار کو ہرگز ایسا نہیں کہنا چاہیے کہ سوال ناجائز/غیر قانونی ہے۔ اس قسم کے سوالات کچھ ایسے ہوتے ہیں۔

☆ آپ کی عمر کیا ہے؟
☆ کیا آپ شادی شدہ ہیں یا منگنی ہوئی؟
☆ آپ کا وزن کتنا ہے؟
☆ آپ کے ساتھ کون رہتا ہے؟
☆ آپ کے بچے کتنے بڑے ہیں؟
☆ کیا آپ نے زیادہ بچے پیدا کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے؟
☆ جب آپ کام پر ہوں تو بچوں کی حفاظت کون کرے گا؟
☆ آپ جنس کے معاملے میں کیسے جا رہے ہیں؟
☆ کیا آپ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں یا آپ کا اپنا مکان ہے؟

☆ کیا آپ کا ریکارڈ مجرمانہ ہے؟

ان سوالات کے جوابات کا تمام تر انحصار ایک امیدوار پر ہے کہ وہ کیسا رویہ اپناتا ہے اور انٹرویو لینے والے کو کس انداز میں مطمئن کرتا ہے۔

انٹرویو کا دن

☆ سب سے پہلے آپ وہ مقام دیکھ لیں جہاں انٹرویو کا انعقاد ہونا ہے، تاکہ آپ بروقت جائے انٹرویو تک پہنچ جائیں۔
☆ صاف ستھرا لباس زیب تن کریں۔
☆ انٹرویو کے روز بروقت دفتر پہنچیے۔
☆ انٹرویو کے دوران چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھیں۔
☆ مشکل پیچیدہ سوالات کے جوابات دیتے وقت گھبراہٹ کا شکار ہونے کی بجائے نرمی اختیار کیجئے۔
☆ انٹرویو لینے والے کو یقین دلائیں کہ آپ ہی اس ملازمت کے اہل ہیں۔
☆ دوران ملازمت آپ کیا کر سکتے ہیں جرات اور اعتماد سے ان کا اظہار کریں۔
☆ اپنی تعلیم اور تجربہ کے متعلق انہیں بتایئے۔
☆ ملازمت میں دلچسپی ظاہر کریں اوقات کار، تنخواہ اور تربیت کے بارے میں سوالات کریں۔
☆ افراتفری اور گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں۔
☆ انٹرویو لینے والے آفیسر کو ایک لفظ میں جواب دینے کی بجائے تفصیلی جوابات دیں۔
☆ جوابات اثر آفریں ہونے چاہئیں۔
☆ وہ کیجئے جو آپ چاہتے ہیں۔
☆ اونچی مگر خوشگوار آواز میں بات کیجئے تاکہ آپ کے جواب کو اچھی طرح سنا جا سکے۔
☆ ہاتھوں اور ٹانگوں کی غیر ضروری حرکات اضطراری سے گریز کریں، کیونکہ یہ گھبراہٹ کا اظہار کرتی ہیں۔
☆ انٹرویو میں عام سوالات پوچھے جاتے ہیں لہذا انٹرویو کے دوران ذہنی طور پر حاضر رہئے۔
☆ انٹرویو کے فوراً بعد ہر اس چیز کو لکھیے جو آپ نے غلط یا درست بیان کی۔
☆ جوابات دیتے وقت کا حساب رکھیں۔ خوامخواہ جلد بازی یا دیر سے کام نہ لیں۔
☆ دوران انٹرویو با اعتماد رہئے۔
☆ ایسا سوال جس کا آپ جواب نہیں دے سکتے چھوڑ دیجئے۔
☆ انٹرویو لینے والے کے ہر سوال کو غور سے سنیئے۔
☆ انٹرویو لینے والے کے کام میں مداخلت سے گریز کریں ایسی صورت میں انٹرویو لینے والا منفی رائے قائم کر سکتا ہے۔

دوران انٹرویو کیا نہیں کرنا چاہئے

انٹرویو دیتے ہوئے امیدواران کو مندرجہ ذیل ہدایات مدنظر رکھنی چاہئیں۔

☆ انٹرویو کے دوران ناک کان اور انگلیوں سے مت کھیلئے۔
☆ جوابات کے دوران اپنا نقطہ نظر نہ ٹھونسیے۔
☆ بڑبڑاہٹ سے بچئے۔
☆ انٹرویو لینے والوں کے کام میں مداخلت سے گریز کرتے ہوئے اس کے سوالات کو سنیں۔
☆ انٹرویو کے دوران سگریٹ نوشی نہ کیجئے۔
☆ حواس باختگی کا مظاہرہ نہ کریں۔
☆ انٹرویو والے کمرے میں اس وقت داخل ہوں جب آپ کو بلایا جائے۔
☆ دوران انٹرویو گنواروں کی طرح بیٹھئے نہ میز پر جھکیے۔
☆ انٹرویو لینے والے یا ممبروں سے بدتمیزی نہ کیجئے۔
☆ انٹرویو کے کمرے میں میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون، بال پوائنٹ، پین اور کاغذات نہ گھمایئے۔
☆ آدھی آستین کی قمیض، جسم کے ساتھ چپکی ہوئی پینٹ پہننے سے گریز کریں۔
☆ انٹرویو کے دوران ادھر ادھر نظریں گھمانے کی بجائے انٹرویو کرنے والے کے سوالات پر بھرپور توجہ دیں۔
☆ سوالات کا جواب دیتے وقت قطعاً شرماہٹ اور ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کریں۔
☆ طویل جواب کی بجائے مناسب جواب دیں۔
☆ ایسے سوالات کے جواب دینے سے گریز کریں جو آپ سے نہ پوچھے گئے ہوں۔
☆ دوران انٹرویو خوامخواہ علمی قابلیت نہ بگھاریں۔
☆ انٹرویو دینے والے کو بہکانے اور دھوکہ دینے کی کوشش نہ کریں۔
☆ غمگین نہ ہوں۔
☆ اگر آپ سوال کو نہیں سمجھ پائے تو آپ انٹرویو لینے والے سے کہہ سکتے ہیں وہ سوال کو دوبارہ دہرائے گا

انٹرویو میں کامیابی کے لئے مکمل تیاری کرنی چاہیئے کیونکہ ایک امیدوار کی زندگی میں یہ انٹرویو والا دن بڑا اہم ہوتا ہے۔ اس روز امیدوار بھرپور اعتماد کے ساتھ امیدواروں کے لئے انٹرویو کی تیاری کرے۔

اس سلسلہ میں اہم ہدایات درج ذیل ہیں۔

☆ انٹرویو سے قبل رات کو گھڑی پر الارم یا کسی فرد کی ڈیوٹی لگائی جائے تاکہ آپ جلد اٹھ جائیں۔
☆ صبح سویرے اٹھیے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنی کامیابی کے لئے اللہ سے دعا کریں۔
☆ نماز ادا کرنے کے بعد چہل قدمی کریں۔
☆ غسل کرنے کے بعد صاف ستھرا لباس زیب تن کریں۔

☆ ہائی نیک واسکٹ یا بنیان پہننے سے گریز کریں۔

☆ سامنے والی جیب کو خالی رکھیے۔

☆ ہلکے مگر دل لبھانے والے پرفیوم کا استعمال کریں۔

☆ دفتر پہنچ کر اپنا نام رجسٹر کرائیں۔

☆ ہال میں بیٹھ کر اپنی باری کا انتظار کریں۔

چند ہدایات

انٹرویو کے دوران امیدواران سے مندرجہ ذیل اقسام کے سوالات ہر حالت میں پوچھے جاتے ہیں جن کی تیاری کرنا آپ کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے، یہ ایسے سوالات ہیں جن کی بظاہر تو کوئی اہمیت نہیں لیکن درحقیقت یہ آپ کے سنہری مستقبل کیلئے انتہائی دوررس اثرات کے حامل ہیں، مثلاً

س: آپ کا تعلق کس علاقہ سے ہے؟

ج: جی جناب! میرا تعلق جھاوریاں ضلع سرگودھا سے ہے۔

س: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سرگودھا ضلع کی کتنی تحصیلیں ہیں اور جھاوریاں کس تحصیل کی حدود میں شامل ہے؟

ج: جی جناب: سرگودھا ضلع کی چھ تحصیلیں، کوٹ مومن، بھلوال، شاہ پور، میانوالی، ساہیوال اور سرگودھا ہیں، جبکہ جھاوریاں تحصیل شاہ پور کا علاقہ ہے۔

س: سرگودھا کن حوالوں سے مشہور ہے؟

ج: سرگودھا کو شاہینوں کا شہر کہتے ہیں، کیونکہ یہاں پاکستان کا سب سے بڑا جنگی ہوائی اڈہ اور پی اے ایف کالج موجود ہے۔ علاوہ ازیں سرگودھا کا شمار ان خوش نصیب شہروں میں ہے جس کے شہریوں کی بے مثل جرات اور بہادری کے باعث حکومت نے پرچم ہلال استقلال کے اعزاز سے نوازا، کینو اور سنگترہ کی پیداوار کے لحاظ سے تحصیل بھلوال کا علاقہ دنیا بھر میں اپنی منفرد پہچان رکھتا ہے۔ دیگر اہم اجناس میں گندم، اعلیٰ نسل کا چاول، گنا اور بانس پیدا ہوتا ہے۔

س: سرگودھا لاہور سے کتنی مسافت پر واقع ہے؟

ج: جی جناب: 165 کلومیٹر۔

س: موٹروے (ایم 2) سرگودھا ضلع کی حدود میں بھی واقع ہے اس ضلع کی حدود میں موٹروے پر کتنے انٹرچینج واقع ہیں؟

ج: جی جناب: چار انٹرچینج، سیال موڑ، کوٹ مومن، سالم اور بھیرہ انٹرچینج اس ضلع کی حدود میں واقع ہیں۔

س: شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ بادشاہی مسجد سرگودھا ضلع کے کس شہر میں واقع ہے؟

ج: جی جناب: شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ بادشاہی مسجد اس علاقے کے قدیم مرکز اور تاریخی شہر بھیرہ میں واقع ہے۔

س: پاکستان کے ایک سابق وزیراعظم کا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے کیا آپ ان کا نام جانتے ہیں؟

ج: جی جناب: ان کا اسم گرامی جناب فیروز خان نون (مرحوم) ہے۔

س: آپ نے میٹرک کا امتحان امتیازی پوزیشن سے پاس کیا، ایف ایس سی میں آپ کے نمبرز بہت کم اور بی ایس سی میں آپ نے یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ تعلیمی کیرئیر میں اتنی اونچ نیچ وجہ کیا ہے؟

ج: جی جناب: تعلیمی سفر کے دوران میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ میں امتیازی پوزیشن حاصل کروں اگر اس دوران میرے نمبر کم آئے ہیں تو میں کسی کو الزام دینے کی بجائے یہ کہنا پسند کروں گا محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی ہو سکتا ہے کہ ایف ایس سی کے دوران میں بہتر طریقے سے محنت نہ کر سکا ہوں

مذکورہ سوالات کے مطالعہ سے آپ کو مشترکہ نوعیت کے سوالات کی نوعیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے لہذا آپ کو چاہیئے کہ یاد کریں۔

1- اپنے علاقہ کا محل وقوع، جغرافیائی معلومات، دریا، گزرگاہیں، نہریں، شاہرات کا نظام، انتظامی تقسیم، آپ کے علاقہ کا وفاقی و صوبائی دارالحکومتوں سے فاصلہ، معدنی پیداوار، زرعی پیداوار، صنعتیں، جنگلات شرح خواندگی، آبادی، اہم تعلیمی ادارے، مشہور اور تاریخی عمارات، (آثار قدیمہ)۔

2- علاقہ کی مشہور سیاسی، سماجی، فوجی، ادبی اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے کارہائے نمایاں اور موجودہ انتظامی عہدیداران۔

3- اپنے آبائی علاقہ کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے تجاویز۔

4- آپ کا تعلیمی کیرئیر زیادہ اور کم نمبرز کی وجوہات، جن اداروں میں آپ زیر تعلیم رہے ان کی تاریخ اور اثرات، وہاں زیر تعلیم دینے والی اہم شخصیات اور ان کے کارہائے نمایاں۔

5- جس یونیورسٹی سے ڈگریاں حاصل کی ہیں اس کی تاریخ قیام، شعبہ جات اور اساتذہ وغیرہ کے اسمائے گرامی۔

6- جس ملازمت کیلئے انٹرویو دے رہے ہیں اس کی پسندیدگی کی وجہ اس شعبہ میں کس سے متاثر ہیں۔

7- خواتین امیدواران نامور مسلم خواتین، حکمران خواتین اور خواتین سے متعلقہ دیگر معلومات کو اچھی طرح یاد کریں۔

8- غربت اور بے روزگاری کے خاتمے، اقتصادی استحکام اور ملکی ترقی کے حوالے سے آپ کی تجاویز۔

9- کھیلوں سے وابستگی، ملکی ریکارڈ کے متعلق معلومات، پسندیدہ کھیل کے اصول و ضوابط اور نیٹ وغیرہ کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی وغیرہ۔

نوٹ: اس قسم کے سوالات کی تیاری کرتے وقت اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان میں ابہام موجود نہ ہو یا وہ کسی بھی مقام پر کسی دوسرے جواب سے متصادم نہ ہوں۔

☆☆☆

حالات حاضرہ

پاکستان کا اقتصادی جائزہ (2004-05ء)

پاکستان کا شمار دنیا کے اہم ترقی پذیر ممالک میں کیا جاتا ہے۔ 152 ملین آبادی کے ساتھ یہ دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ مئی 1998ء میں ایٹمی دھماکے کرنے کے بعد ایٹمی قوت بن جانے سے عالمی بساط پر اس کی اہمیت میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ ستمبر 2001ء کے بعد پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف فرنٹ لائن ریاست کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اس تناظر میں امریکہ کے اشارے پر عالمی اقتصادی اداروں اور پیرس کلب کے اراکین ممالک نے قرضوں کی ری شیڈولنگ کر کے پاکستان کو ریلیف مہیا کیا جس سے اس کو سود کی سالانہ ادائیگی میں آسانی ہوئی۔ اس طرح مارچ 2005ء میں بیرونی قرضہ جات کی مقدار 36.62 بلین ڈالر اور قرضوں کی ادائیگی اور قومی ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا گیا جس سے قومی ترقی کی رفتار میں اضافہ ہوا ہے۔

مالیاتی سال 2004ء۔2005ء میں پاکستان کی مجموعی داخلی پیداوار میں 8.4 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا فی کس آمدنی 736 ڈالر ہو گئی ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی مقدار 891.5 ملین ڈالر ہو گئی۔ شرح خواندگی 59 فیصد تک جا پہنچی، مالی سال 2004-05ء کے پہلے نو ماہ میں برآمدات 10.206 بلین ہو گئیں اور فارن ایکسچینج ریزرو 13 بلین ڈالر تک جا پہنچے۔

☆ 2004-05ء میں پاکستان کی حقیقی داخلی پیداوار میں 8.4 فیصد کی شرح کیساتھ اضافہ ہوا۔ یہ شرح چین کی 9.5 فیصد سے کم مگر ملائشیا کی شرح 5.7 فیصد اور بھارت کی شرح 7.3 فیصد سے زیادہ تھی۔

☆ مجموعی قومی پیداوار کے اجزاء میں فنانس اور انشورنس (21.8 فیصد) کا شعبہ سرفہرست تھا جبکہ پیداوار کا شعبہ (12.5 فیصد) دوسرے نمبر پر رہا۔

☆ حقیقی داخلی پیداوار میں زراعت کے شعبے کا حصہ 23.1 فیصد تھا جبکہ تجارت کا حصہ 19.1 فیصد، پیداوار کے شعبے کا حصہ 18.3 فیصد ٹرانسپورٹ کے شعبے کا حصہ 11.1 فیصد اور انتظامیہ اور دفاع کا حصہ 6 فیصد تھا۔

☆ پاکستان کی فی کس آمدنی 736 ڈالر ہو گئی جو کہ گزشتہ برس کی 657 ڈالر سے زیادہ تھی۔

☆ داخلی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا اور داخلی مجموعی پیداوار کا 16.9 فیصد ہو گئی۔

☆ 2004-05ء میں زراعت میں 7.5 فیصد اضافہ ہوا جو کہ کپاس (45.5 فیصد) اور گندم 8.2 فیصد میں اضافے کا مرہون منت تھا۔

☆ مالی سال کے دوران میں جولائی سے مارچ تک 73.8 بلین روپے کے زرعی قرضہ جات کسانوں کو فراہم کیے گئے۔

☆ 2004-05ء کے مالی سال کے دوران میں اہم اشیاء کی پیداوار درج ذیل تھی۔

(i)	سوتی دھاگہ	=	17,10,400 ٹن
(ii)	سوتی کپڑا	=	6,34,300 مربع میٹر
(iii)	چینی	=	29,61,300 ٹن
(iv)	کھاد (نائٹروجن)	=	17,32,200 ٹن
(v)	کھاد (فاسفورس)	=	2,84,000 ٹن
(vi)	بناسپتی گھی	=	6,53,600 ٹن
(vii)	خوردنی پکانے کا تیل	=	1,61,400 ٹن
(viii)	جیپیں اور کاریں	=	87,992
(ix)	ٹریکٹر	=	31,663
(x)	بائیسکل	=	4,184 ملین
(xi)	موٹر سائیکل	=	3,42,678

☆ 2004-05ء کے مالی سال کے دوران میں پاکستان میں بڑی فصلوں کی پیداوار ذیل تھی۔

(i)	کپاس	=	14.618 ملین گانٹھیں (اضافہ 45.5 فیصد)
(ii)	گنا	=	45.316 ملین ٹن (کمی 15.2 فیصد)
(iii)	چاول	=	4.991 ملین ٹن (اضافہ 2.9 فیصد)
(iv)	مکئی	=	2.775 ملین ٹن (اضافہ 46.3 فیصد)
(v)	گندم	=	21.109 ملین ٹن (اضافہ 8.2 فیصد)

☆ مارچ 2005ء میں ٹیکسٹائل ملوں کی تعداد 426 تھی جن میں 4900 پاور لوم کام کر رہی تھیں۔

☆ جولائی 2004-05ء بیرونی سرمایہ کاری کی مقدار 891.5 ملین ڈالر تھی۔ جو کہ گزشتہ برس میں 760 ملین ڈالر کے مقابلے سے زیادہ تھی۔ اس سرمایہ کاری میں امریکہ کے 225.4 ملین، برطانیہ کے 158.7 ملین ڈالر، سوئٹزرلینڈ کے 142.9 ملین ڈالر، متحدہ عرب امارات کے 115 ملین ڈالر اور نیدرلینڈ کے 57.4 ملین ڈالر شامل تھے۔

☆ حکومت نے 1991ء سے 15 اپریل 2005ء تک نجکاری کے ذریعے 146 یونٹ فروخت کر کے 148.365 بلین روپے حاصل کیے۔

☆ 2004-05ء میں ملک کی شرح خواندگی 59 فیصد تھی۔

☆ مالی سال 05-2004 کے آخر میں ملک کے داخلی قرضہ جات کی مقدار 2018 بلین روپے تھی۔

☆ ایس ایم ای بینک نے سال 2004ء کے دوران میں 642 افراد کو 388 ملین کے قرضہ جات دیئے۔

☆ 15 مارچ 2005ء کو کراچی سٹاک ایکسچینج کا انڈکس 10303 پوائنٹ تھا جو کہ 28 مارچ کو 7708 ہو گیا۔

☆ جولائی، مارچ 05-2004ء میں قومی بچت کی سکیموں میں 10.9 ملین روپے جمع تھے۔

☆ جون 2004ء میں افراط زر کی شرح 8.5 فیصد تھی۔

☆ مالی سال 05-2004 (جولائی، مارچ) میں ملکی برآمدات کی مقدار 10.206 بلین ڈالر تھی جس میں کپاس (57.3 فیصد)، چاول (5.9 فیصد) اور چمڑا (5.4 فیصد) نمایاں تھے۔

☆ مالی سال 05-2004ء (جولائی مارچ) میں درآمدات کی مقدار 14.468 بلین ڈالر تھی۔ اس طرح تجارتی خسارہ 4.262 بلین ڈالر تھا۔

☆ 05-2004ء کے پہلے دس ماہ کے دوران میں بیرون ممالک کام کرنے والے پاکستانیوں نے وطن کو 3.451 بلین ڈالر ارسال کئے۔

☆ 04-2003ء کے سال میں پرائمری سکولوں کی تعداد 154970 تھی جن میں بچوں کی تعداد 19.794 ملین اور اساتذہ کی تعداد 432500۔

☆ 04-2003ء میں مڈل سکولوں کی تعداد 28728 تھی جن میں 4.318 ملین بچے زیر تعلیم تھے۔ اس عرصہ کے دوران میں ہائی سکولوں کی تعداد 8991 اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد 828 تھی ان میں بالترتیب 1279126 اور 118370 بچے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

☆ 04-2003ء میں پاکستان میں 1066 آرٹس اینڈ سائنس کالج اور 51 یونیورسٹیاں تھیں۔ کالجوں میں 905000 طالبعلم اور یونیورسٹیوں میں 218275 بچے زیر تعلیم تھے۔

☆ 05-2004ء میں پاکستان کی آبادی 152.5 ملین ہوگئی جو کہ 1998ء میں 130.5 ملین تھی۔ ملک کی آبادی میں اضافہ کی سالانہ شرح 1.9 فیصد ہے۔

☆ مالی سال 05-2004ء میں پاکستان میں 113206 رجسٹرڈ ڈاکٹر 6127 دانتوں کے ڈاکٹر اور 48446 نرسیں تھیں۔ ملک میں کل 916 ہسپتالوں، 552 دیہی صحت کے مراکز 5301 بنیادی صحت کے مراکز اور 4582 ڈسپنسریاں تھیں۔

☆ 2005ء کے آخر میں لیبر فورس کا تخمینہ 43.22 ملین تھا۔ اس میں 17.97 فیصد زراعت کے شعبہ میں 6.27 فیصد سوشل سروسز کے شعبہ میں 6.18 فیصد تجارت کے شعبہ میں اور 5.73 فیصد پیداوار کے شعبہ سے منسلک تھی۔

☆ پاکستان میں سڑکوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے جس کی لمبائی 259758 کلومیٹر ہے۔

☆ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کے ذریعہ 05-2004 میں سفر کرنے والوں کی تعداد 3.828 ملین تھی۔

☆ جولائی مارچ 05-2004ء میں پورٹ قاسم میں 16 ملین ٹن سامان کی ترسیل کی گئی۔

☆ پاکستان ریلویز نے سال 05-2004 میں 13.2 ملین روپے منافع کمایا۔

☆ اپریل 05-2004 کے اختتام پر ملک میں 10.5 ملین موبائل کنکشن اور 2 ملین انٹرنیٹ استعمال کرنے والے افراد تھے۔

☆ پاکستان ٹیلیویژن چار چینلز کے پروگرام نشر کر رہا ہے جب کہ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے تحت 26 اسٹیشن کام کر رہے ہیں جو 31 زبانوں میں اپنے پروگرام نشر کرتے ہیں۔

☆ 05-2004 میں بجلی پیدا کرنے کی ملکی استعداد 19389 میگاواٹ تھی جس میں واپڈا 11298 میگا واٹ، نجی کمپنیاں 5873 میگاواٹ، کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن 1756 میگاواٹ اور ایٹمی ری ایکٹر 462 میگاواٹ بجلی پیدا کر رہے ہیں۔

وفاقی بجٹ 06-2005ء

بجٹ کا مجموعی حجم 10 کھرب 98 ارب 50 کروڑ روپے ہے پچھلے برس کے مقابلے میں موجودہ بجٹ میں اضافہ 21.7 فیصد ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کر دیا گیا ہے تنخواہوں میں 23 سے 29 فیصد تک جبکہ پے سکیلز میں 15 فیصد اضافہ ہوگا۔ پنشن 10 فیصد بڑھے گی حکومت نے ملازمین کی کم از کم تنخواہ تین ہزار روپے مقرر کردی ہے۔ تنخواہ دار طبقے پر انکم ٹیکس میں کمی کر دی گئی ہے۔ مختلف ٹیکسوں کے خاتمے اور کمی کا اعلان کیا گیا ہے جس سے ٹریکٹر کھاد صابن ڈیٹرجنٹ بلڈوزر پلانٹ کی اشیاء اور سائیکلیں سستی ہو جائیں گی مقامی کاریں اور سگریٹ مہنگے ہوں گے درآمدی کاروں پر ڈیوٹی میں کمی کر دی گئی ہے ٹی وی فریج ایئر کنڈیشنر واشنگ مشین کمپیوٹر مانیٹر سرکٹ بریکر اور انرجی سیور لیمپ کی تیاری میں استعمال ہونیوالے خام مال پر ڈیوٹی میں کمی کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ جست اور کرومیم کے لئے خام مال پر ڈیوٹی ختم کردی گئی ہے۔ ایئر لائن انڈسٹری کی مشینری پر ڈیوٹی معاف کرنے کی تجویز ہے۔ سی این جی اور یوروبسوں کیلئے سی این جی کٹس پر ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے۔ ٹیکسٹائل چمڑے اور قالینوں اور کھیلوں کے سامان میں استعمال ہونے والے درآمدی خام مال پر ڈیوٹی وصول نہیں کی جائے گی صابن اور ڈیٹرجنٹ سے ایکسائز ڈیوٹی ختم کر دی جائے گی۔ لانڈری ڈرائی کلینرز اور شادی ہالوں پر سیلز ٹیکس واپس لینے کی تجویز ہے۔ ایل سی گارنٹی اور غیر ملکی کرنسی کے لین دین کی خدمات پر ایکسائز ڈیوٹی لی جائے گی اساتذہ اور ریسرچرز کیلئے انکم ٹیکس میں چھوٹ کی حد 25 فیصد بڑھا دی گئی ہے۔ قومی بچت سکیموں کی طرح ٹی ایف سی میں بھی ڈیڑھ لاکھ روپے تک کی سرمایہ کاری ود ہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی اور درآمدی بحری جہازوں پر وولڈنگ ٹیکس میں 20 فیصد کمی کر دی گئی ہے۔ خوراک و زراعت کے لئے مخصوص کی گئی رقم سات ارب روپے سے بڑھا کر نو ارب دس کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ فوج کے انجینئرز نے سکھر بیراج کی تعمیر نو کر کے قابل فخر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اتنی مختصر مدت میں اتنا بڑا کام بظاہر ممکن نہیں تھا۔ فوج کے انجینئرز اس پر شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ سکھر بیراج کی مرمت اور تعمیر نو بنیادی طور پر حکومت سندھ کی ذمہ داری ہے تاہم سندھ کے کسانوں اور کاشتکاروں کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے صدر پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز نے یہ کام وفاقی حکومت کی طرف سے کرانے کا فیصلہ کیا۔ وفاقی لیڈرشپ کی سندھ سے محبت کے نتیجے میں سندھ اور پاکستان کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ختم ہوگیا ہے۔ 7.9 فیصد کے جی ڈی پی گروتھ ریٹ کے حصول میں سروس سیکٹر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت اطمینان بخش کردار ادا کیا ہے۔ یہ زیادہ دور کی بات نہیں جب موبائل فون سٹیٹس سمبل تھا۔ ایک سال میں موبائل

فونز کی تعداد میں ایک سو پچیس '125' فیصد اضافہ ہوا ہے ملک میں موبائل فونز کنکشنز کی تعداد ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق جون 2005 تک ٹیلی کام سیکٹر میں تین ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہو چکی ہے۔ ہمیں عوام کی سہولت کے لئے اس انقلاب پر فخر ہے۔ حکومت کے کاروبار سے نکل جانے کے نتیجے میں حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے صرف ٹیلی کام کے شعبہ میں ایک سال میں حکومت کی آمدنی تین اعشاریہ سات ارب روپے سے بڑھ کر پندرہ عشاریہ چھ ارب روپے ہو گئی ہے دوسری طرف عوام کو یہ فائدہ ہو رہا ہے کہ فون activation چارجز دو ہزار روپے سے کم ہو کر صرف پانچ سو روپے رہ جائیں گے۔ جو سہولت سالوں میں ملتی تھی اب گھنٹوں میں مل رہی ہے۔ یہ عوام کے فائدے کے لئے کام کرنے والی حکومت ہے خسارے کے لئے کام کرنیوالے چلے گئے۔ سروس سیکٹر ملکی معیشت کا باون فیصد فراہم کرتا ہے اس لئے یہ ملک بھر میں روزگار اور ملازمتوں کی فراہمی کا اہم ترین ذریعہ بن گیا ہے۔ اس سال بنکنگ اور انشورنس کا گروتھ ریٹ اکیس اعشاریہ سات چھ فیصد ہے اس اضافے کی اس سے پہلے مثال نہیں ملتی۔ حکومت کے کاروبار سے نکل جانے سے حکومت اور عوام دونوں کو ایسا فائدہ ہو رہا ہے جس کا کچھ سال پہلے تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کی ایک مثال یہ حقیقت ہے کہ 1990 میں بنکوں کے صرف 8 فیصد اثاثے نجی شعبے کے پاس تھے اب بنکوں کے 80 فیصد اثاثے نجی شعبے کے پاس ہیں اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ختم ہونے والے مالی سال کے پہلے نو ماہ میں نجی شعبے کو ملنے والے قرضوں میں تین کھرب اڑتالیس ارب روپے کا ریکارڈ اضافہ ہوا جن میں سے ایک کھرب روپے زرعی شعبے کو گئے ہیں۔ ہماری پالیسی حکومت کے اقتصادی تسلط میں اضافہ نہیں عوام کی خوشحالی میں اضافہ ہے۔ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آنے والی ہے کہ بنکنگ اور انشورنس کے سیکٹر میں اس بے مثال ترقی کا اثر ساری ملکی معیشت پر مرتب ہو رہا ہے معیشت کے تمام شعبوں میں سرگرمیاں تیز ہو رہی ہیں اور آئے دن روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ سروس سیکٹر میں ہی ہول سیل اور ریٹیل کے ٹریڈ میں بارہ فیصد اضافہ ہوا ہے اس سال درآمد و برآمد سے متعلق دو سو ستر '270' نئی کمپنیوں متفرق خدمات انجام دینے والی دو سو چالیس کمپنیوں اور ٹیلی کام کی ایک سو سترہ کمپنیوں نے رجسٹریشن کرائی مجموعی طور پر دو ہزار چھ سو ستانوے کمپنیوں نے ملک میں کام شروع کیا ان میں بیس ملکوں سے تعلق رکھنے والی چون غیر ملکی کمپنیاں بھی شامل ہیں دنیا پاکستانی معیشت کی ترقی پر یقین کر رہی ہے کاش ہمارے کچھ اندرونی دوست بھی اپنے ملک اور عوام کی صلاحیتوں پر یقین اور بھروسہ کر سکیں۔ اپنے پاکستان کی کامیابی پر فخر کر سکیں۔ پاکستان کے بتیس پسماندہ اضلاع کی ترقی کے لئے خصوصی پروگرام بنایا گیا ہے جس سے دو کروڑ بیس لاکھ شہریوں کو فائدہ ہوگا۔ گزشتہ چار سال میں پاکستان میں چھوٹے قرضوں کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دیا گیا ہے اس وقت دیہاتوں اور شہروں میں پانچ لاکھ گھرانے چھوٹے قرضوں کے ذریعے روزگار حاصل کر کے خوشحالی کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں۔ آئندہ چار سال میں چھوٹے قرضوں سے فائدہ اٹھانے والے گھرانوں کی تعداد تیس لاکھ ہو جائیگی اور ایک سال میں دس لاکھ چھوٹے قرضے فراہم کئے جائینگے۔ بجلی اور گیس استعمال کرنے والے گھرانوں کی تعداد میں بھی قابل رشک اضافہ ہوا ہے۔ نلکے کا پانی استعمال کرنے والوں کی تعداد پچیس فیصد سے بڑھ کر چالیس فیصد ہو گئی ہے۔ خوشحال پاکستان کے اس پروگرام کے تحت نوجوانوں کو مقامی طور پر روزگار ملے گا۔ وفاقی حکومت چاروں صوبوں اور وفاقی علاقوں میں خواتین کیلئے بنیادی صحت کا ایک پروگرام شروع کر رہی ہے جس کے تحت ہر ضلع میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کی خدمات فراہم کی جائیں گی۔ وزیر اعظم پاکستان کا One Village One

Product پروگرام شروع کیا جائیگا اور اس سے دیہی علاقوں کی مصنوعات اندرون و بیرون ملک فروغ دی جائیں گی جس سے روزگار کے مواقع میں اضافہ ہوگا۔ SME سیکٹر کو فروغ دینے کیلئے حکومت Business Support Fund قائم کر چکی ہے جس کے ذریعے کاروباری حضرات کو چھوٹے پیمانے پر سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ حکومت اپنے ملازمین کو ریلیف دینے کی مسلسل کوشش کرتی رہی ہے۔ 2001ء میں پے سکیلز اور کچھ الاونسز پر نظر ثانی کی گئی تھی۔ اسکے بعد 2003ء میں اور پھر 2004ء میں وصول کی جانے والی تنخواہ پر پندرہ فیصد عبوری ریلیف فراہم کیا گیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے بجٹ کے وقت پے اینڈ پنشن کمیٹی تشکیل کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ الحمدللہ کمیٹی قیام میں آئی اور اس نے اپنی رپورٹ کا مسودہ حکومت کو پیش کر دیا ہے۔ پے اینڈ پنشن کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اور حکومت کی مالی استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے سرکاری ملازمین کیلئے اس ریلیف پیکیج کا اعلان کیا گیا ہے۔

(1) کل اضافہ 23 سے 29 فیصد تک

(2) پے سکیلز میں پندرہ فیصد اضافہ

(3) پنشنوں میں دس فیصد اضافہ

(4) پے سکیلز اور پنشنوں میں اضافے پر حکومت 25 ارب 50 کروڑ روپے خرچ کرے گی۔

(5) نئے پے سکیلز الاؤنسز اور پنشن میں اضافہ یکم جولائی 2005ء سے نافذ ہوگا۔

حکومت نے ملک میں کم سے کم تنخواہ کی حد 2500 سے بڑھا کر 3000 کر دی ہے۔ ہر تنخواہ دار اس ریلیف سے فائدہ اٹھائے گا۔ اسی طرح حکومت نے کم سے کم پنشن کی حد 700 روپے سے بڑھا کر 1000 روپے کر دی ہے۔ بدلتی ہوئی صورتحال کا اندازہ اس حقیقت سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ پرائمری سکول کی سطح پر داخل ہونے والے بچوں کی تعداد 71 فیصد سے بڑھ کر 86 فیصد ہو گئی ہے۔ گزشتہ چار سال میں شرح خواندگی 45 فیصد سے بڑھ کر 53 فیصد ہو گئی ہے۔ جبکہ خواندہ مردوں کی تعداد 65 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ آئندہ سال صحت کے شعبے پر وفاق کی طرف سے بارہ ارب چالیس کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے۔ تعلیم کے شعبے میں وفاقی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 05-2004 میں جولائی سے مارچ تک وفاق اور چاروں صوبوں نے ابتدائی نو 9 ماہ کے دوران 74 ارب 43 کروڑ روپے خرچ کئے تھے۔ تعلیم کے شعبے میں اس سرمایہ کاری کے نتیجے میں ملک کو وہ اعلیٰ تربیت یافتہ افرادی قوت میسر آئے گی جو تیز رفتار اقتصادی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ کراچی کی بندرگاہ کو مکران کوسٹل ہائی وے کے ذریعے گوادر کی بندرگاہ سے ملا دیا گیا ہے اور اب بلوچستان کا سارا ساحل ترقی کیلئے تیار ہے۔ گوادر کی بندرگاہ کو کوئٹہ اور ملک کے دوسرے شہروں سے ملانے کے علاوہ عوامی جمہوریہ چین افغانستان اور وسط ایشیاء سے ملانے کیلئے بھی منصوبوں پر عملدرآمد ہو رہا ہے پشاور، اسلام آباد اور فیصل آباد ملتان موٹروے پر بھی کام جاری ہے۔ لواری ٹنل پر کام شروع ہوگا، ناران جھل کھنڈ، چلاس روڈ کے ذریعے گلگت تک ایک متبادل راستہ فراہم کر دیا جائے گا۔ انڈس ہائی وے جسے N55 بھی کہتے ہیں کراچی اور پشاور کے درمیان تعمیر کی جا رہی ہے۔ یہ شاہراہ مکمل ہونے کے بعد کراچی اور پشاور کے مابین فاصلے میں چار سو کلومیٹر کی کمی ہو جائے گی۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نیشنل ہائی وے اتھارٹی کیلئے بیس ارب روپے رکھے گئے ہیں تاکہ یہ اہم منصوبوں کو بروقت مکمل کر سکے۔ موٹروے نہ صرف چاروں صوبوں کو ملائیں گے بلکہ پاکستان کو وسط ایشیا اور

مشرق وسطیٰ کیساتھ بھی جوڑ دیں گے تعمیرات کے شعبہ نے 6.2 فیصد کی شرح سے ترقی کی ہے۔ تعمیرات کا شعبہ ہنر منداور اس سے زیادہ غیر ہنر مند افراد کیلئے روزگار کی فراہمی کا بڑا ذریعہ بن گیا ہے۔ 05-2004 میں تعمیرات اور ہاؤسنگ کی 134 کمپنیوں نے SECP کیساتھ اپنی رجسٹریشن کرائی ہے۔ ان کمپنیوں کے فعال ہونے کے نتیجے میں روزگار کے مزید مواقع سامنے آرہے ہیں۔ نجی شعبہ نے ٹیکسٹائل کے شعبہ میں چار ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے اور ٹیکسٹائل کی برآمدات دس ارب ڈالر تک پہنچ رہی ہیں۔ کراچی ٹیکسٹائل سٹی قائم کی جارہی ہے۔ لاہور اور کراچی دونوں شہروں میں گارمنٹ سٹیز Garment Cities بنائی جارہی ہیں۔ ٹیکسٹائل کے شعبے میں ہونے والی ترقی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ کاٹن یارن کی پیداوار میں 18 فیصد کاٹن کلاتھ کی پیداوار میں 28.45 فیصد اور Ginned کاٹن کی پیداوار میں 45 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ صنعتی شعبے کی ترقی سارے ملک کیلئے اطمینان کا باعث ہے۔ 05-2004 کے دوران 31 ہزار 6 سو 63 ٹریکٹر، 1637 ٹرک ایک ہزار تین سو اکتالیس بسیں، ستاسی ہزار نو سو بانوے جیپیں اور کاریں اور تین لاکھ بیالیس ہزار چھ سو اٹھہتر موٹر سائکلیں تیار کر کے فروخت کیلئے پیش کی گئیں۔ یہاں اس حقیقت کی نشاندہی بہت ضروری ہے کہ موٹر سائیکل اور چھوٹی ویگنیں دیہی اور زرعی معیشت کا لازمی حصہ ہیں۔ ان کی پیداوار میں باسٹھ فیصد سے پچاس فیصد تک کا اضافہ یہ صاف بتا رہا ہے کہ پاکستان کے زرعی اور دیہی معاشرے کی قوت خرید بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ آمدنی اور روزگار میں اضافہ ہو رہا ہے اور بے روزگاری اور غربت پسپا ہو رہے ہیں۔ حکومت پاکستان عوام کو ریلیف دینے کیلئے آج بھی ڈیزل کے ہر لیٹر پر 7 روپے 74 پیسے قومی خزانے سے ادا کر رہی ہے اسی طرح مٹی کے تیل کے ہر لیٹر پر قومی خزانے سے 8 روپے 24 پیسے ادا کئے جارہے ہیں۔ اگر حکومت عوام کو یہ ریلیف نہ دیتی تو بین الاقوامی قیمتوں کی وجہ سے آج مٹی کے تیل کی قیمت فی لیٹر 28 روپے کی بجائے 36 روپے 24 پیسے ہوتی۔ تیل کی قیمتوں کو کم سطح پر برقرار رکھنے کیلئے حکومت نے اپنی آمدنی میں 52 ارب روپے کی کمی برداشت کی ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں ڈیزل کی قیمت اوسطاً 40.12 روپے فی لیٹر ہے اور پٹرول 55.93 روپے فی لیٹر ہے جو اوسطاً پاکستان کے مقابلے میں دس روپے فی لیٹر زیادہ ہے۔ ایک سال میں گیس کے گھریلو استعمال کے 2 لاکھ 50 ہزار نئے کنکشن دیئے ہیں۔ جبکہ 270 نئے قصبوں اور دیہاتوں کو گیس فراہم کی گئی ہے۔ گیس کی فراہمی کیلئے 529 کلومیٹر مین پائپ لائن اور 4647 کلومیٹر ڈسٹری بیوشن لائن بچھائی گیئں۔ مائع پٹرولیم گیس اس وقت 18 لاکھ 10 ہزار گھروں میں استعمال ہو رہی ہے۔ اور توقع ہے کہ آئندہ سال گیس استعمال کرنے والے گھروں کی تعداد 21 لاکھ ہو جائے گی۔ ہمارا پاکستان ترقی کرتا ہوا پاکستان ہے۔ مکمل ہونے والے مالی سال کے دوران 9300 دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی جو ایک ریکارڈ ہے۔ آئندہ سال مزید تیرہ دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ قومی ترقیاتی پروگرام میں پانی کے منصوبوں کیلئے 15 ارب 58 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ 06-2005 کے دوران نیلم جہلم، پن بجلی کے کارخانے کی تعمیر پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس سے 969 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی ایسی Long Term منصوبہ بندی کی جارہی ہے جس کے تحت 2010 تک توانائی کے متبادل ذرائع سے 700 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ متبادل توانائی کے ذرائع کو ترقی دینے کیلئے Alternative Energy Development Board کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جدید بین الاقوامی معیشیت کے ماہرین جانتے ہیں کہ اقتصادی ترقی کے نتیجے میں کسی نہ کسی درجے میں افراط زر پیدا ہوتا ہے۔ اس سال کے

دوران ہر شعبہ زندگی میں تیز رفتار ترقی کے نتیجے میں کچھ افراط زر پیدا ہوا اور تیل کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں نے افراط زر میں ایسا اضافہ کیا ہے جس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے ملک کی اقتصادی ترقی کی ضرورتوں کے پیش نظر Money Supply کو آسان بنا دیا تھا۔ اسکے نتیجے میں بھی افراط زر پیدا ہوا۔ تاہم حکومت نے تمام عوامل کا نوٹس لیتے ہوئے افراط زر پر قابو پانے کیلئے موثر اقدامات شروع کر دئے ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ قومی وسائل کی تقسیم کی بنیاد فراہم کرتا ہے یہ تقسیم روز روز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وزیر اعظم جناب شوکت عزیز نے این ایف سی ایوارڈ کی تفصیلات طے کرنے میں حد وو احتیاط سے کام لیا۔ انہوں نے چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے ساتھ مسلسل؛ مشورہ جاری رکھا جس کے نتیجے میں ایوارڈ کی بیشتر باتوں پر اتفاق رائے ہو چکا ہے پرویز مشرف جلد ہی ایوارڈ کا اعلان کرینگے۔ جس کی روشنی میں قومی وسائل کی منصفانہ تقسیم عمل میں آئے گی آٹھ فیصد سے زیادہ کا گروتھ لیول اس سے پہلے بھی ہم نے چند بار حاصل کیا لیکن اسے مسلسل برقرار نہ رکھ سکے اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ مجموعی سیاسی قیادت نے اسے حکومت کی کامیابی اور اپنی ناکامی سمجھا اور حکومت کے ساتھ ساتھ ترقی کے اس عمل کو بھی گرانے کی کوشش کی جو آٹھ فیصد سے زیادہ کے گروتھ ریٹ کا باعث بنا تھا۔ اقتصادیات کی سائنس کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ اگر کسی ملک کا جی ڈی پی 8 فیصد کی شرح سے بڑھتا ہے تو نو سال میں یہ دوگنا ہو جاتا ہے گویا اس بار اگر ہم اس تنگ نظری اور تنگ دلی کا مظاہرہ نہ کریں اسے حکومت کی کامیابی اور حزب اختلاف کی ناکامی تصور نہ کریں اس ترقیاتی عمل پر بے لوث اتفاق رائے کا مظاہرہ کریں تو آئندہ دس سال میں ہم بھی جنوبی کوریا ملائیشیا کی طرح خوشحال اور ترقی یافتہ ملک ہونگے منزل سامنے ہے صرف اس تک پہنچنے کیلئے بڑے دل اور وطن اور عوام سے محبت کی ضرورت ہے ہم اپنے اللہ کے حضور اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہیں ہمارے بس میں جدوجہد ہے اور وہ ہم اپنے پاک وطن کیلئے کر رہے ہیں جو سال گزر گیا اس میں اللہ پاک نے بارشیں دیں دعا ہے کہ شروع ہونے والے سال میں بھی کرم کی یہ بارش رہے تاہم تمام عوامل کو سامنے رکھ کر ہم نے بڑی فصلوں کیلئے چھ اعشاریہ چھ 6.6 فی صد شرح ترقی اور زرعی شعبہ کے لئے چار اعشاریہ آٹھ فیصد کا ہدف مقرر کیا ہے صنعتی شعبہ کیلئے شرح ترقی کا ہدف 11 فیصد اور سروس سیکٹر کیلئے چھ اعشاریہ آٹھ 6.8 فیصد کا ہدف رکھا گیا ہے تینوں بڑے سیکٹرز کے ان ٹارگٹس کو سامنے رکھ کر ہم نے جی ڈی پی گروتھ کے لئے چھ 6 سے آٹھ 8 فیصد کا ٹارگٹ رکھا ہے آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ پاک اپنے فضل سے ہمیں اس سے بھی زیادہ کامیابی اور ترقی عطاء فرمائیں۔ خدا کرے جس طرح اس سال ٹارگٹ سے بہت زیادہ پیداوار ہوئی اسی طرح اگلے سال اس سے بھی زیادہ کرم اور مہربانی ہو جائے۔ آمین۔

کھاد پٹرول کی مصنوعات اور بجلی کی کم قیمت فراہمی کیلئے دی جانے والی سبسڈی کی بنا پر اس مد میں خرچ ہونے والی رقم میں اضافے کا رجحان سامنے آیا ہے۔

06-2005 کیلئے قومی اقتصادی کونسل نے مجموعی طور پر تین سو چھ 306 ارب روپے کا ترقیاتی پروگرام منظور کیا ہے جسکی پاکستان کی اٹھاون 58 سال کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ 06-2005 کے دوران دو سو ترپن 253 ترقیاتی منصوبے مکمل کرنے میں مدد ملے گی وزیر اعظم شوکت عزیز نے پاکستان کے عوام کے مخصوص حالات کے پیش نظر کئی ترقیاتی پروگراموں کو ترجیحی بنیادوں پر شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ان ترقیاتی پروگراموں میں پینے کے صاف

پانی کی فراہمی نابینا پن کی روک تھام، ہیپاٹائٹس کے کنٹرول اور خواتین کی صحت کے پروگرام کو تحصیل کی سطح تک منظم کرنے کو اہمیت اور ترجیح دی جائے گی۔ PSDP کے تحت خوشحال پاکستان فنڈ قائم کیا جائے گا جسکے تحت کم ترقی یافتہ اضلاع میں پیشہ وارانہ تربیت کی فراہمی کو خصوصی اہمیت دی جائے گی۔ ملک بھر میں انجینئرنگ یونیورسٹیوں کی تشکیل نوعمل میں آئے گی۔ ترقیاتی فنڈز کی فراہمی میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کو اہمیت دینے کی لئے Infrastructure فنڈ قائم کیا جارہا ہے۔ آج پاکستان کو جو چیلنجز درپیش ہیں ان میں انسانی وسائل کی ترقی اقتصادی ڈھانچے کی تعمیر سول سروس میں اصلاحات اور انصاف تک رسائی بہت نمایاں ہیں۔ وزیراعظم شوکت عزیز انصاف تک رسائی کے پروگرام میں ذاتی طور پر گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس پروگرام پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے تاہم اس میدان میں تمام اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے زیادہ سرمایہ کاری کی جائے گی تاکہ عام شہری اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے۔ گزشتہ چند برسوں میں حکومت نے ملک کے ٹیکسوں کے نظام میں دوررس اصلاحات کیلئے بہت سے اقدامات کئے ہیں آج ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ انکم ٹیکس میں ایک ایسا نظام جڑیں پکڑ چکا ہے جس کی بنیاد خود تشخیص پر ہے اور جسے ٹیکس گزاروں کی مکمل حمایت حاصل ہے کسٹمز میں تجارتی مال کی کلیئرنس کے فرسودہ اور تکلیف دہ طریقہ کار کو جس میں ٹیکس گزار کو مقامات پر تصدیق اور تقریباً (62) دیگر مراحل سے گزرنا اور بار بار کسٹمز اہلکاروں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ایک جدید اور مکمل طور پر کودکار نظام سے بدلا جارہا ہے۔ اسی طرح انکم ٹیکس کے روائتی انتظامی ڈھانچے میں بھی کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں اور ٹیکس گزار کی سہولت کے لئے بڑے شہروں میں Large Taxpayer Units اور Medium Taxpayers Units قائم کئے گئے ہیں۔ ہمارے Tax Reform Programme کے مطابق جلد ہی پورے ملک میں ریجنل ٹیکس دفاتر اور Tax Facilitation Centers قائم کئے جائیں گے۔ زراعت سے متعلق Tariff Lines پر ڈیوٹی میں کمی کی تجویز پیش کی گئی ہے لیکن ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ Dairy, poultry, اور fisheries کو حاصل تحفظات پر کوئی اثر نہ پڑے فاسفیٹ کھاد پر حکومت پہلے ہی کسٹم ڈیوٹی میں کمی کر چکی ہے یوریا کھاد کی مانگ بڑھنے کی وجہ سے تجویز ہے کہ اس پر عائد پانچ فیصد 5% ڈیوٹی ختم کردی جائے۔ امید ہے کہ اس سے زرعی اجناس کی قیمتوں میں کمی اور برآمد میں اضافہ ہوسکے گا۔ زرعی شعبہ میں ترقی کی وجہ سے ٹریکٹروں کی مانگ بھی بڑھی ہے جس کو ملکی پیداوار سے پورا نہیں کیا جاسکتا چنانچہ ٹریکٹروں پر عائد 20% ڈیوٹی کم کر کے 15% تجویز کیا جارہا ہے۔ اس سے کاشتکاروں کو ریلیف ملے گا۔ کاٹن جننگ انڈسٹری کو ٹیکسٹائل میں انتہائی اہمیت حاصل ہے لہذا اس صنعت کو مشینری پر ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے علاوہ اس صنعت کیلئے Presses پر بھی ڈیوٹی معاف کرنے کی تجویز ہے۔ زرعی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے تجویز کیا گیا ہے کہ بلڈوزر، اینگل ڈوزرز، گریڈرز اور لیولرز پر ڈیوٹی ختم کی جائے اس اقدام سے بارانی علاقے کاشتکاروں کو بالخصوص ریلیف ملے گا، پولٹری کی صنعت کی مشکلات کے پیش نظر پولٹری فیڈ میں استعمال ہونیوالے بعض اجزاء خصوصاً وٹامنز پر ڈیوٹی کم کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ اس طرح پولٹری فیڈ بنانے اور Meat Processing مشینری پر بھی ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے جس سے نہ صرف پولٹری کی صنعت کو فائدہ ہوگا بلکہ قیمتوں میں بھی استحکام آئے گا۔ ملک میں گوشت اور دیگر اشیاء خوردنی کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ان میں سے کچھ اشیاء پر ڈیوٹی میں کمی کرنے اور کچھ پر مکمل چھوٹ دینے کی تجویز ہے جس سے افراط زر پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ پلاسٹک کے شعبہ کا پٹرولیم مصنوعات سے

گہرا تعلق ہے ان مصنوعات کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ چونکہ پلاسٹک کی اشیاء عام آدمی کے روزمرہ استعمال میں آتی ہیں اس لیے تجویز ہے کہ متعلقہ 55 آئٹمز پر ڈیوٹی کا ریٹ کم کیا جائے۔ اس اقدام سے پلاسٹک کی اشیاء کی قیمتیں معقول ہوجائیں گی۔ ہماری تجویز ہے کہ صنعتوں کی پیداوار بڑھانے کیلئے ان کے خام مال پر کسٹم ڈیوٹی میں کمی کی جائے چنانچہ کیمیکل، فارماسوٹیکل، ٹیکسٹائلز، فرنیچر، کنفیکشنری اور صابن کی صنعتوں کے خام مال پر ڈیوٹی کم کی جارہی ہے یا مکمل چھوٹ دی جارہی ہے Home appliances جیسے ٹی وی، فریج، ائیر کنڈیشنر، واشنگ مشین، کمپیوٹر مانیٹر، سرکٹ بریکر، انرجی سیور لیمپ اور composite doors & windows کی تیاری میں استعمال ہونے والے خام مال sub -components and components پر ڈیوٹی کم کرنے کی تجویز ہے اس کے علاوہ Modernisation, Balancing and Replacement کیلئے ملک میں نہ بننے والی مشینری کے ساتھ اس کے پرزوں پر بھی ڈیوٹی کے ریٹس 5% کرنے کی تجویز ہے اس ریلیف سے ہماری صنعتیں competitive ہوجائیں گی۔ مشینری بنانے والی صنعتوں میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے تجویز ہے کہ ان صنعتوں کے پلانٹ مشینری وغیرہ پر ڈیوٹی کے ریٹس میں مناسب تبدیلی کی جائے۔ اسی طرح جست اور کرومیم کے لئے خام مال پر ڈیوٹی ختم کی جارہی ہے اس سے زرعی اور آٹوموبائل شعبے کو ریلیف ملے گا۔ سیاحت اور ہوٹل انڈسٹری میں استعمال ہونے والی مشینری پر اس وقت صرف 5 فیصد ڈیوٹی ہے جبکہ متعدد اشیاء کو رعایت نہیں ہے۔ تجویز ہے کہ وزارت سیاحت کے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر ایسی تمام اشیاء پر بھی ڈیوٹی کے ریٹس صرف 5 فی صد ہوں۔ ساتھ ہی ائرلائن انڈسٹری میں استعمال ہونے والی مشینری وغیرہ پر ڈیوٹی معاف کرنے کی بھی تجویز پیش کی جارہی ہے۔ اس ریلیف پیکج سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ہماری تجویز ہے کہ درآمد شدہ کاروں پر ڈیوٹی کے slab صرف تین تک محدود کیے جائیں یعنی 1500CC تک کی گاڑیوں پر 50 فیصد 1501CC سے 1800CC والی گاڑیوں پر 65 فیصد اور 1800CC سے بڑی گاڑیوں پر ڈیوٹی کے ریٹس 75 فیصد کئے جائیں۔ چھوٹے ٹرکوں میں استعمال ہونے والے ٹائروں پر ڈیوٹی 20 فیصد جبکہ کنسٹرکشن وہیکلز کے ٹائروں پر یہ ریٹ دس فیصد تجویز کیا جارہا ہے۔ سائیکل عوامی سواری ہے۔ اس کی قیمتوں میں کمی کی غرض سے سائیکلوں کے پارٹس پر ڈیوٹی کم کی جارہی ہے یہ فیصلہ کرتے ہوئے ہم نے اس بات کا خیال بھی رکھا ہے کہ سائیکلوں کے پرزے بنانے والی ملکی صنعت متاثر نہ ہو۔ پاکستان میں ٹریفک کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی وجہ سے ماحول کی آلودگی میں اضافہ ہورہا ہے۔ تجویز ہے کہ سی این جی اور Euro -2 بسوں کے لئے CND Kits پر ڈیوٹی ختم کردی جائے کاروں کی سی این جی کٹس پر پہلے ہی ڈیوٹی ہے CNG Dispensers پر بھی ڈیوٹی گھٹا کر 10 فیصد کرنے کی تجویز کی جارہی ہے اس اقدام سے ٹرانسپورٹ شعبے کے کرایوں میں استحکام پیدا ہوگا عام شہریوں کو ریلیف ملے گا مصنوعی ریشہ تیار کرنے والی ملکی صنعت کو سمگلنگ، انڈر انوائسنگ اور کسٹم ڈیکلریشن میں غلط بیانی سے پیدا ہونے والی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے ٹیکسٹائل صنعت میں استعمال ہونے والے اس اہم خام مال کی Chain میں تمام آئٹمز پر ڈیوٹی میں کمی تجویز کی جاتی ہے اس اقدام سے اس صنعت کو فروغ ملے گا کسٹم کے بقایاجات کی ایک خاصی رقم قابل وصول ہے لیکن جرمانہ اور پینلٹی کی وجہ سے انکی وصولی میں دشواریاں پیش آرہی ہیں ہماری تجویز ہے کہ قانون میں ضروری تبدیلی کے بعد ایسے لوگ جو اپنے بقایاجات کی

ادائیگی 31 جولائی 2005 تک کردیں ان سے پینلٹی اور جرمانہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ ایسے ایکسپورٹرز جن کو ڈیوٹی فری مشینری درآمد کرنے کی سہولت اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ 12 جون 2004 سے پہلے ایل سی کھول چکے ہوں انہیں مزید سہولت دی جارہی ہے کہ یہ مشینری 30 جون 2005ء تک منگالیں۔ گزشتہ سال ڈیوٹی اور مراعات حاصل کرنے کے لئے Indemnity bond داخل کرنے کی شرط ختم کردی گئی تھی۔ تاہم اب بھی کچھ پرانے کیس باقی ہیں ایسے کیسوں کو نمٹانے کے لئے مشینری کا انسٹالیشن سرٹیفکیٹ داخل کرنے کی شرط ختم کرنے کی تجویز ہے۔ ہماری برآمدات کو بین الاقوامی منڈیوں میں کوالٹی اور قیمت دونوں میں سخت مقابلہ کا سامنا ہے چنانچہ ہم ایکسپورٹرز کی سہولت کے لئے DTRE سکیم میں مناسب تبدیلیاں کر رہے ہیں اسی طرح SRO410 کے تحت Temporary Importation Scheme کو 30 جون 2006ء تک جاری رکھنے کی تجویز ہے۔ ٹیکسٹائل، چمڑے، قالینوں اور کھیلوں کے سامان وغیرہ کی برآمد پر ان مصنوعات کے خام مال پر اداشدہ ڈیوٹی ڈرا بیک کی صورت میں ریفنڈ کی جاتی ہے جو ایک دیرینہ مسئلہ ہے اس کے حل کے لیئے تجویز ہے کہ ان مصنوعات میں استعمال ہونے والے درآمد شدہ خام مال پر ڈیوٹی سرے سے وصول ہی نہ کی جائے۔ گوادر پورٹ اتھارٹی کا قانون ابھی پاس نہیں ہوا لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ گوادر کے انفراسٹرکچر منصوبوں جیسے ہوٹل، پاور جنریٹر پلانٹ اور صاف پانی کے پلانٹ وغیرہ کی درآمد پر ڈیوٹی سے بعض شرائط کے ساتھ Provisional exemption دی جائے۔ ایسے امپورٹرز جنہوں نے اپنا مال ویئر ہاؤسز سے مقررہ مدت میں نہیں نکلوایا وہ اگر 30 جون 2005ء سے پہلے پہلے ڈیوٹی اور ٹیکسز جمع کرا کر اپنا مال نکال لیں تو تجویز کیا جارہا ہے کہ ان سے ایک فیصد ماہانہ penal سرچارج وصول نہیں کیا جائے۔ حکومت نے ٹیکسٹائل کے شعبے کو ہر ممکن سہولت دینے کا عزم کر رکھا ہے ہماری برآمدات کا بڑا حصہ اسی شعبہ کی مصنوعات ہیں ہمارے مزدوروں اور پروفیشنلز کی ایک بہت بڑی تعداد کو روزگار بھی یہی شعبہ فراہم کرتا ہے شعبے میں استعمال ہونے والی اہم اشیا جیسے کپاس، دھاگہ، کپڑا اور ملبوسات برآمد کردیئے جاتے ہیں اس شعبہ کی سہولت کے لئے یہ تجویز ہے کہ ان تمام اشیاء کی درآمد کو زیرو ریٹ کردیا جائے جو ٹیکسٹائل کی صنعت میں استعمال ہوتی ہیں ٹیکسٹائل کے علاوہ زیرو ریٹنگ سکیم قالینوں، چمڑے، سرجیکل انسٹرومنٹس اور کھیلوں کے سامان بنانے والی صنعتوں کے لیے بھی تجویز کی جاتی ہے۔ سیلز ٹیکس کے لئے درآمد شدہ پلانٹ اور مشینری اس وقت زیرو ریٹڈ ہے جبکہ پرزہ جات وغیرہ پر عام ریٹس سے سیلز ٹیکس لگتا ہے۔ لہٰذا تجویز ہے کہ ایسا خام مال اور پرزہ جات جو پلانٹ اور مشینری کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں انہیں بھی زیرو ریٹ کردیا جائے۔ روزمرہ استعمال کی بعض اشیاء جیسے صابن اور ڈیٹرجنٹ وغیرہ پر سیلز ٹیکس بھی لگتا ہے اور ایکسائز ڈیوٹی بھی۔ یہ دوہرے ٹیکس ان اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنتے ہیں لہٰذا تجویز ہے کہ صابن اور ڈیٹرجنٹ سے ایکسائز ڈیوٹی ختم کی جائے اس سے ان اشیاء کی قیمتوں میں استحکام آئے گا اور عوام کو ریلیف ملے گا۔ ہماری تجویز ہے کہ پرانے بقایاجات کی وصولی کیلئے ایڈیشنل ٹیکس اور جرمانے سے یک وقتی چھوٹ دی جائے جو ٹیکس گزار سیلز ٹیکس کی اصل رقم ادا کردیں گے ان پر جرمانہ اور ایڈیشنل ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔ ماحول کی آلودگی ایک اہم مسئلہ ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ ماحول کی آلودگی کم کرنے کے لیے سی این جی کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لہٰذا تجویز ہے کہ سی این جی اور یورو 2 بسوں کی درآمد اور سپلائی کو سیلز ٹیکس سے Exempt قرار دیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مواصلات کے نظام کو مزید وسعت دی جائے اور ہماری

دیہاتی آبادیوں کو بھی ان سہولتوں تک رسائی ہوسکے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ چھوٹے اور درمیانے درجات کے کاروبار کے فروغ میں سیلز ٹیکس رکاوٹ نہ بنے اس لئے تجویز ہے کہ لانڈری، ڈرائی کلینیر اور شادی ہالوں کی خدمات پر سیلز ٹیکس واپس لے لیا جائے۔ ہماری مجموعی قومی پیداوار میں Services کا حصہ زراعت اور صنعت سے بھی بڑھ گیا ہے۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ بنک اور لیزنگ کمپنیوں کی طرف سے دی جانے والی چند خدمات پر ایکسائز ڈیوٹی عائد کی جائے۔ اس لئے تجویز ہے کہ ایل سی، گارنٹی اور غیر ملکی کرنسی کے لین دین کی خدمات پر جو جیس اور کمیشن بنک وصول کرتے ہیں اس پر سات اعشاریہ پانچ 7.5 فیصد کے ریٹ سے ایکسائز ڈیوٹی عائد کی جائے۔ تاہم لیز کی رقم اور مارک اپ اس سے Exempt ہونگے۔ مصنوعات برآمد کرنے والی صنعتوں کو ریلیف دینے کی غرض سے حکومت نے خام اور تیار مال کے پورے سلسلے کو Zero rate کرنے کیلئے ایک سکیم متعارف کی ہے جس میں یوٹیلیٹیز بھی شامل ہیں تاہم حکومت کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ ٹیکسٹائل، چمڑے، قالینوں، سرجیکل انسٹرومنٹس اور کھیلوں کے سامان کی اندرون ملک سپلائی سے جو ٹیکس حاصل ہورہا تھا وہ اب وصول نہیں ہوگا۔ اس لئے تجویز ہے کہ کپڑے اور ملبوسات، چمڑے کے سامان، قالینوں اور کھیلوں کے سامان کی Retail پر جہاں سالانہ ٹرن اوور پچاس لاکھ روپے سے زائد ہو تین فیصد کے ریٹ سے ٹیکس عائد کیا جائے۔ جس میں ایک فیصد انکم ٹیکس ہوگا اور اسے حتمی ٹیکس سمجھا جائے گا۔ خدمت کے شعبے پر ٹیکس کو فعال بنانے کی غرض سے تجویز کیا جاتا ہے کہ per-paid اور pay phone کالنگ کارڈ پر پی ٹی سی ایل کے بل کی بجائے استعمال کی پندرہ فیصد کے ریٹ سے ایکسائز ڈیوٹی عائد کی جائے۔ اس اقدام سے صارفین پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑے گا کیونکہ جس قیمت پر یہ کارڈ فروخت کئے جاتے ہیں اس قیمت میں ایکسائز ڈیوٹی شامل ہوتی ہے۔ وائرلیس لوکل لوپ WWL بھی موبائل فون کی طرح کی فون سروس ہے لہٰذا تجویز کیا جاتا ہے کہ WWL سروس پر بھی پندرہ فیصد کے ریٹ سے ایکسائز ڈیوٹی عائد کی جائے۔ سگریٹ بنانے والے اداروں نے سگریٹ کی Retail price بڑھانے کی تجویز دی ہے۔ لہٰذا ایکسائز ڈیوٹی کے Threshold میں سات سے آٹھ فیصد تک اضافہ کیا جارہا ہے۔ اب میں انکم ٹیکس تجاویز کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا کہ تنخواہ دار طبقہ ہماری خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ ہمارے موجود انکم ٹیکس نظام میں ریٹس کی دو سطحیں ہیں عام ریٹس 7.5 فیصد سے 35 فیصد تک ہیں۔ تجویز ہے کہ قانون کو سادہ اور مناسب بنانے کیلئے ان ریٹس کو 3.5 سے 30 فیصد کردیا جائے۔ تنخواہ دار اور ملازمین کی سہولت کے پیش نظر تجویز کیا جاتا ہے کہ جن افراد کی آمدنی صرف تنخواہ سے ہے اور ان کے آجر نے ٹیکس کٹوتی کی سٹیٹمنٹ داخل کردی ہو ان کے لئے Employers یا Tax Return certificate داخل کرنا ضروری نہ ہو اس سے تمام تنخواہ دار ملازمین کو ریلیف ملے گا۔ اساتذہ اور Researchers بھی خصوصی حوصلہ افزائی کے حقدار ہیں۔ لہٰذا تجویز ہے کہ موجودہ Tax Reduction کی حد کو پچاس فیصد سے بڑھا کر 75 فیصد کیا جائے۔ ہم اپنے بزرگ شہریوں کی طرف سے بھی غافل نہیں۔ ایسے شہری جن کی آمدنی تین لاکھ روپے سالانہ سے زائد نہیں انہیں ٹیکس میں پچاس فیصد Rebate ملتا ہے۔ تجویز ہے کہ اس حد کو بڑھا کر چار لاکھ کردیا جائے۔ اس اقدام سے بزرگ شہریوں کو خاصا ریلیف ملے گا۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن مراعات پر آجر کے کوئی اخراجات نہ ہوں انہیں ٹیکس سے Exempt قرار دیا جائے۔ اس سے اساتذہ ٹرانسپورٹ کمپنیوں تعلیمی اداروں ہسپتالوں اور ہوٹلوں کے ملازمین کو فائدہ ہوگا۔ ٹیکس کریڈٹ کیلئے منظور شدہ پنشن فنڈ میں

contribution کی حد کو دو لاکھ روپے سے بڑھا کر پانچ لاکھ روپے تک کی تجویز ہے۔ فلاحی اداروں کو عطیات دینے پر ٹیکس گزاروں کو ٹیکس کریڈٹ ملتا ہے۔ تجویز ہے کہ مخصوص فلاحی اداروں کے عطیات اس کریڈٹ کی بجائے عطیات کو آمدنی سے براہ راست منہا کیا جا سکے۔ اس وقت شپ بریکنگ کی غرض سے درآمد کردہ بحری جہازوں کی قیمت پر 3 فیصد ودہولڈنگ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ یہ صنعت ختم ہو رہی ہے۔ اس صنعت کی بحالی کے لئے حکومت تجویز کر رہی ہے کہ ودہولڈنگ ٹیکس کے ریٹ کو کم کر کے ایک فیصد کر دیا جائے اس سے شپ بریکنگ انڈسٹری میں بہتری آئے گی اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ تجویز ہے کہ کارپوریٹ سیکٹر میں بڑے تجارتی اداروں کو presumptive taxation سے Exempt کیا جائے تاکہ انہیں پاکستان میں سرمایہ کاری کی ترغیب دی جا سکے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنا چاہئے کہ ہماری قومی آمدنی اور ٹیکسوں کی وصولی کا تناسب بہت کم ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اس تناست کو بڑھائیں۔ یہ اسی طرح ممکن ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ٹیکس دیں۔ گزشتہ چند برسوں میں ٹیکس کے محدود دائرہ کار کو وسیع کرنے کے لئے جامع اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان اقدامات کو مزید تقویت دینے کیلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ بنکوں سے 25 ہزار روپے سے زائد یکمشت نقد رقم نکالنے پر 0.1 فیصد کے ریٹ سے ودہولڈنگ ٹیکس عائد کیا جائے۔ ٹیکس گزار اس ٹیکس کا کریڈٹ لے سکیں گے اس وقت کاروں کی درآمد پر 6 فیصد ودہولڈنگ لگتا ہے۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ مقامی طور پر بنائی جانیوالی نئی کاروں کی خرید پر بھی اس ریٹ سے ٹیکس عائد کیا جائے تاہم یہ ٹیکس ٹیکس گزاروں کیلئے ایڈجسٹ ایبل ہوگا۔ سیلز ٹیکس میں ٹیکسٹائل، قالینوں چمڑے سرجیکل اور کھیلوں کے سامان کی تیاری مین کام آنے والی اشیا کی درآمد اور سپلائی کو زیرو ریٹنگ سے Rationalize کیا گیا ہے۔ اس پیکیج کے پیش نظر ان صنعتوں میں برآمدات پر ٹیکس کے ریٹ کو صفر اعشاریہ پچیس فیصد بڑھایا جا رہا ہے۔ حکومت نے ٹیکس گزاروں کی سہولت کے لئے قوانین کو سادہ عام فہم اور خودکار بنانے کا عزم کر رکھا ہے لہذا تحریر کیا جاتا ہے کہ ٹیکس گزاروں کو اپنے گوشوارے اور مختلف سٹیٹمنٹ بذریعہ کمپیوٹر داخل کرنے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح اپیل کے پہلے مرحلے پر کیس کو Set aside کرنے یا واپس بھیجنے کا اختیار واپس لیا جائے۔ پاکستان میں اجرتیں 1969 کے ایک قانون کے تحت مقرر کی جاتی ہیں۔ غیر ہنرمند کارکنوں کی کم سے کم اجرت وفاقی حکومت نے آخری بار اکتوبر 2001 میں مقرر کی تھی 2002 میں دی گئی لیبر پالیسی بھی ہر تین سال کے بعد قومی اجرت کونسل کے مشورے سے کم سے کم اجرتوں پر نظر ثانی کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ان اجرتوں کو یکم جنوری 2005 سے اڑھائی ہزار روپے ماہانہ سے بڑھا کر تین ہزار روپے ماہانہ کر دیا جائے۔ یہ اضافہ 20 فیصد ہوگا اس سے ہمارے کروڑوں محنت کشوں کو ریلیف ملے گا۔ اولڈ ایج پنشن صنعتی تجارتی اور دوسرے اداروں کے ایسے افراد کو ملتی ہے جن کا بیمہ کرایا ہوا ہو۔ آجر اور اجیر دونوں ہی اس فنڈ میں جسے اولڈ ایج بینیفٹ کے زیر انتظام چلایا جاتا ہے حصہ ڈالتے ہیں اس وقت کارکنوں کو کم سے کم پنشن 700 روپے ماہانہ کے حساب سے مل رہی ہے۔ یہ رقم نومبر 2001ء میں بڑھائی گئی تھی۔ صدر پاکستان کے مزدوروں اور آجروں کے پہلے کنونشن سے خطاب کے دوران اعلان کیا تھا کہ اس پنشن میں اضافہ کیا جائے گا، چنانچہ کم سے کم پنشن کو یکم جنوری 2005ء سے 700 روپے ماہانہ بڑھا کر ایک ہزار روپے ماہانہ کیا جائے گا۔ یہ اضافہ 40 فیصد سے بھی زیادہ ہوگا۔ اس سے ہمارے لاکھوں پنشن یافتہ افراد کو خاطر خواہ ریلیف ملے گا۔ بجٹ میں وسائل کی دستیابی کا تخمینہ 980 ارب روپے لگایا گیا

ہے۔ خالص محصولات کا تخمینہ 643 ارب روپے لگایا گیا ہے سیلز ٹیکس کا ہدف 55 ارب سے بڑھا کر 294 ارب روپے مقرر، انکم ٹیکس کا ہدف 55 ارب سے بڑھا کر 206 ارب روپے ہو گیا۔ کیپٹل وسائل کا تخمینہ 51 ارب روپے لگایا گیا ہے۔ جنرل پبلک سروسز پر اخراجات کا تخمینہ 503 ارب روپے لگایا گیا ہے۔

وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ جو اقدامات ہم نے پچھلے سال کئے تھے ان سے نہ صرف یہ کہ ہمیں نہایت مثبت نتائج حاصل ہوئے بلکہ انہوں نے معاشی ترقی کو ایک نئی تحریک دی۔ ہماری پالیسیوں کی وجہ سے ٹیکس کلچر میں صحت مند تبدیلی رونما ہوئی اور وقت اور پیسے دونوں کے حساب سے کاروبار کرنے کی لاگت کم ہوئی ہے۔

مشرف حکومت کے پانچ سال۔۔۔کیا کھویا کیا پایا؟

مشرف حکومت کے پانچ سال۔۔۔کیا کھویا کیا پایا؟ ایسا موضوع ہے جس پر شاید کسی کے لیے بھی کوئی ایسا تجزیہ یا قدر پیائی (Evaluation) پیش کرنا ممکن نہیں جس سے تمام حلقے اتفاق کریں۔ ہماری داخلی سیاست شدید محاذ آرائی کی گرفت میں ہے اور ہر فریق اپنے موقف کی صداقت پر مصر ہے۔ یہ چیز ناقابل فہم نہیں۔ ترقی یافتہ اور مستحکم سیاسی و جمہوری نظام رکھنے والے ممالک میں بھی ہر حکومت کی کارکردگی پر موافق اور مخالف آراء پائی جاتی ہیں۔ امریکہ کے چھ ماہ پہلے ہونے والے صدارتی انتخاب میں امریکی قوم بیچوں بیچ تقسیم ہو گئی تھی۔ صدر بش کے حامی جس قدر پر جوش تھے ان کے مخالفین بھی اس سے کم پر جوش نہ تھے مسٹر ٹونی بلیئر نے چند ہفتے پہلے ہونے والے انتخابات جیتے ہیں لیکن ان کی اکثریت بہت کم ہو گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ پچھلے برطانوی انتخابات میں جتنے لوگ ٹونی بلیئر کے حامی تھے اب ان میں نمایاں کمی آ گئی ہے۔ سیاست کا میدان ہو یا مذہبی، معاشی اور معاشرتی نظریات ہوں اختلاف رائے انسانی معاشرے کا خاصا ہے اسی لیے شاعر نے کہا ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اس لئے میں ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا کہ میں مشرف حکومت کے پانچ سالہ دور کے مثبت اور منفی اثرات کے بارے میں جو رائے ظاہر کروں گا سب لوگ اس سے متفق ہو جائیں گے اور ہمارے جو مہمان مقررین اس مجلس میں موجود ہیں ان میں بھی میرے تجزیے پر اتفاق رائے پایا جائے گا لیکن ظاہر ہے کہ انسان اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا کہ اپنی دیانتدارانہ رائے ظاہر کرے اور دوسروں کو اس سے اختلاف کا حق دے۔

صدر مشرف کے پانچ سالہ دور کا سب سے مثبت پہلو یہ ہے کہ پاکستان کی معیشت جو اکتوبر ۱۹۹۹ء میں بری طرح ڈانواں ڈول تھی قرضوں اور سود کی ادائیگی کا بوجھ حد سے بڑھ چکا تھا۔ زرمبادلہ کے ذخائر چند سو ڈالر تک گر چکے تھے۔ سود اور قرضوں کی اقساط ادا کرنا حکومت کے مالیاتی منیجروں کے لئے جوئے شیر لانے کے مترادف ہو چکا تھا اور پاکستان کے ایک نادہندہ ریاست قرار پانے کا خطرہ حقیقی شکل اختیار کر چکا تھا۔ پچھلے پانچ سال میں یہ ساری صورتحال تبدیل ہو گئی ہے۔ پاکستان کی معیشت میکرو لیول پر بحرانوں سے نکل آئی ہے اگرچہ غربت اور بیروزگاری میں کوئی قابل

ذکر کی نہیں ہوئی لیکن ڈیفالٹ کا خطرہ بھی موجود نہیں ہے اور زرمبادلہ کے ذخائر ایسی سطح پر ہیں جو پہلے ہمیں کبھی نصیب نہیں ہوئے۔ صدر مشرف کے پورے دور حکومت پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اگرچہ معیشت کو سنبھالنے کا عمل آغاز کار ہی میں شروع کر دیا گیا تھا لیکن 9/11 کا واقعہ نہ ہوتا تو اس کوشش میں کسی قابل ذکر کامیابی کے امکانات روشن نہ تھے۔ 9/11 کا واقعہ دنیا اور خود پاکستان کے حوالے سے ایک اہم موڑ ہے لیکن پاکستان کی معیشت کے سنبھلنے میں یقیناً اس واقعے نے ایک فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ 9/11 کے واقعے کے بعد مشرف حکومت نے اپنی پالیسی میں ۱۸۰ ڈگری کی جو تبدیلی کی اور جو ناگزیر بھی تھی اس نے ملک کو معاشی مشکلات سے نکالنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ موجودہ حکومت کے بعض ذمہ داران قومی معیشت کی بحالی میں 9/11 کے واقعے اور اس کے بعد اختیار کی جانے والی پالیسیوں کی اہمیت اور اثرات کو بعض اوقات گھٹا کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن اہل نظر سے اصل حقیقت پوشیدہ نہیں۔ 9/11 نے جو چیلنج پیدا کیا تھا اس سے کامیاب فائدہ اٹھانا یقیناً اس حکومت کا کریڈٹ ہے اور اس کے بہت دوررس اثرات قومی معیشت پر پڑے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے زیر زمین جوہری نیٹ ورک کے بارے میں جو حقائق اب تک بھی سامنے آ چکے ہیں وہ پاکستان کو بے شمار مشکلات سے دوچار کرنے کے لیے کافی تھے۔ ان کے نقصانات سے بچنا بھی انہی پالیسیوں کی وجہ سے ممکن ہوا ہے جو 9/11 کے بعد ہم نے اختیار کیں۔ یہ اختلاف موجود ہے کہ 9/11 کے فوراً بعد کولن پاول کے ٹیلیفون پر مثبت ردعمل کس قدر جلد یا کس قدر تاخیر سے دیا جانا چاہیے تھا اور اپنی حمایت کا یقین دلاتے ہوئے کس نوعیت کی سودے بازی کی جانی چاہیے تھی لیکن جو فیصلے ہونے وہ بہرحال ہونے تھے اور اگر شروع ہی میں سودے بازی نہیں کی گئی تو اس کا کچھ ایسا قابل تلافی نقصان بھی نہیں ہوا کیونکہ سودے بازی کی گنجائش بعد میں بھی مسلسل موجود رہی ہے، اور اندر خانے مسلسل سودے بازی ہوتی بھی رہی ہے۔ اس سوال پر بھی اختلاف رائے موجود ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ سے تعاون جائز حدود کے اندر رہا ہے یا کہیں کہیں قومی حاکمیت کے تقاضے نظر انداز یا مجروح بھی ہوئے ہیں لیکن مشرف حکومت کا دعویٰ یہی ہے کہ اس نے مناسب حدود سے تجاوز نہیں کیا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے عراق میں اپنی افواج نہیں بھجوائی ہیں اور سلامتی کونسل میں بھی آنکھیں بند کر کے امریکی ترجیحات کی پیروی نہیں کی۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ سے تعاون میں بے اعتدالی کا مظاہرہ کرنے کے الزام کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس سے پاکستان کو پیچیدہ داخلی اور خارجی مشکلات سے نکلنے میں اچھی خاصی مدد ملی ہے۔

میری دانست میں خارجہ پالیسی کے دائرے میں مشرف حکومت کی عمومی روش بالخصوص ہندوستان کے ساتھ تنازعات کے حل کے ضمن میں اختیار کی جانے والی پالیسی حقیقت شناسی کی مظہر ہے۔ صدر مشرف اقتدار میں آنے سے پہلے اور کافی دیر بعد تک کشمیر اور پاک ہند تعلقات کے حوالے سے ایک بہت بڑے عقاب (Hawk) تھے۔ لیکن انہیں اس بات کا کریڈٹ دیا جانا چاہیے کہ اگرچہ قدرے تاخیر سے لیکن آخرکار انہوں نے پاک ہند تعلقات پر جدید حرکیات کے اثرات اور ان کے تقاضوں کا ادراک کر لیا اور پہلے مسٹر واجپائی کے دورۂ اسلام آباد (جنوری 2004ء) اور پھر من موہن سنگھ کے برسراقتدار آنے کے بعد پاک ہند تعلقات کی اصلاح کے لئے واقعات کی منطق، تاریخ کے تقاضوں اور عالمی رجحانات کی مقتضیات کا بہتر ادراک کر لیا۔ پاک ہند تعلقات میں اصلاح کا جو عمل اس وقت شروع ہے یہ

آخرکار کس صورتحال پر منتج ہوگا۔ ابھی نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عمل درست خطوط پر آگے بڑھ رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے اس عمل کے درست خطوط پر آگے بڑھنے کی جو بات کی ہے اس سے پاکستان کے وسیع حلقوں میں اختلاف کیا جاتا ہے لیکن مجھے اپنی رائے کے درست ہونے کا یقین ہے۔ صدر مشرف نے فی الحقیقت ہندوستان کے بارے میں بالخصوص تنازع کشمیر کے حوالے سے لچک اور استقامت کے امتزاج پر مبنی ایک روش اختیار کر رکھی ہے اور بحالت موجودہ اس سے مفر نہ تھا۔ ہندوستان نے ماضی کی روش کے برعکس مسز سونیا گاندھی اور ڈاکٹر من موہن سنگھ کی قیادت میں حقیقت پسندی کی راہ اپنائی تو آنے والے دو تین سالوں میں پاک ہند تعلقات کے معمول آنے کی توقع کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا تبھی ہوگا جب کشمیر کا تنازع بھی تینوں فریقوں کے اطمینان کے مطابق حل ہو جائے گا۔ میری دانست میں مشرف حکومت کے دور کی تیسری مثبت خصوصیت یہ ہے کہ مذہبی اور فرقہ وارانہ انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور بیرونی دنیا میں پاکستان کے ایک انتہائی غیر محفوظ اور خطرناک ملک ہونے کا جو تاثر گہرا ہو چکا تھا وہ کافی حد تک زائل ہو گیا ہے۔ صدر مشرف نے اپنے تازہ ترین انٹرویو میں روشن خیال اعتدال پسندی کے انہی تصورات کی پذیرائی مناسب قرار دے کر ایک اچھا قدم اٹھایا ہے جنہیں پاکستان کے عوام کی غالب اکثریت بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو۔ صدر کی یہ وضاحت خیر مقدم کی مستحق ہے۔

اب آئیے یہ دیکھیں کہ مشرف دور میں ہم نے کیا کھویا ہے؟ میری دانست میں مشرف دور حکومت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ آئین بازیچہ اطفال بنا رہا ہے۔ اس میں ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں جو اصل آئین کی روح سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ بے شک بعض تبدیلیوں کے لئے دو تہائی اکثریت کا بھی اہتمام کر لیا گیا ہو اور یوں انہیں تکنیکی لحاظ سے آئینی تحفظ بھی حاصل ہو گیا ہو لیکن جمہوریت کی ارتفع اقدار کے تحت ان تبدیلیوں کا خیر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔ صدر مشرف نے بے شک ریفرنڈم کرا لیا ہو اور سترہویں ترمیم نے ان کے انتخاب کے لئے آئین میں طے شدہ طریق کار کو بھی نظر انداز کر دیا ہو لیکن حقیقت شناس لوگوں کی نظروں میں مشرف حکومت کا آئینی اور قانونی جواز آج بھی محل نظر ہے۔ صدر نے بلاشبہ سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق اکتوبر 2002ء میں انتخابات کرا دیئے لیکن یہ انتخابات وسیع حلقوں کی نظر میں پوری طرح شفاف اور منصفانہ نہیں تھے پھر میر ظفر اللہ خان جمالی کو اعتماد کا ووٹ دلوانے کے لیے جو طور طریقے اختیار کیے گئے کوئی جمہوریت پسند انسان ان کی توثیق نہیں کر سکتا۔ میری دانست میں صدر مشرف کی سیاسی اور آئینی حکمت عملیاں ان کے دور کا سب سے کمزور پہلو ہیں اور ان کی وجہ سے پاکستان کا جمہوری ارتقا مجروح ہوا ہے۔ بعض ممتاز سیاسی شخصیات کے بارے میں بھی مشرف حکومت نے جو روش اپنا رکھی ہے۔ اس سے ذاتی انتقام کی بو آتی ہے نیز یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ طاقتور سیاسی حریفوں کو ہر قیمت پر کھیل کے میدان سے باہر رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ فطری طور پر عدلیہ پر بھی پچھلے پانچ سالہ دور حکومت کے ناپسندیدہ اثرات مرتب ہوئے ہیں

مشرف حکومت کی اقتصادی کامیابیوں کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ اس کے دور میں عدل اجتماعی (Distributive Justice) کا اہتمام کرنے کی کوئی قابل ذکر کوشش نہیں ہو سکی۔ ازالہ غربت کے لئے ضرور کچھ اقدامات کئے گئے ہیں لیکن بنیادی طور پر حکومت سماجی اور معاشی سٹیٹس کو ہی کی محافظ ہے۔ پاکستان کو ایک ویلفیئر سٹیٹ بنانے کے مقصد کی طرف کوئی قابل ذکر پیش قدمی نہیں ہو سکی۔ عوامی دباؤ کے تحت تعلیم اور صحت اور

سرکاری ملازمین کے لئے کچھ زیادہ فنڈز ضرور آنے والے بجٹ میں مختص کئے جائیں گے لیکن پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنانے کے مقصد کی طرف اس سے کوئی خاص پیش قدمی نہیں ہوگی۔ صدر مشرف کی حکومت کو معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کے خاتمے کے لئے انقلابی اقدامات کرنے چاہئیں۔

باشکریہ: ارشاد احمد حقانی (روزنامہ جنگ)

آج آپس میں اختلاف سہی
ہیں زبانیں جدا مگر دل ایک
سب کو ہونا ہے ایک دن یک جا
راستے مختلف ہیں ، منزل ایک

حریت رہنماؤں کی آمد۔۔۔ایک تاریخ ساز لمحہ

مقبوضہ کشمیر کے حریت رہنماؤں کی مظفر آباد آمد بلاشبہ ایک تاریخی لمحہ اور ایک اہم تاریخ ساز پیش رفت ہے۔ کشمیری عوام کی نصف صدی سے زیادہ طویل جدوجہد کے دوران یہ پہلا موقع ہے کہ انکے قائدین نے جمعرات کے روز ایک باضابطہ وفد کی صورت میں کنٹرول لائن کو پار کر کے آزاد کشمیر کی حدود میں قدم رکھا ہے اور انہیں کشمیر کی سرزمین پر اپنے بھائیوں سے آزادانہ صلاح مشوروں کا موقع مل رہا ہے۔ کشمیری رہنماؤں کا ۲ جون سے شروع ہونے والا یہ تاریخی دورہ پروگرام کے مطابق ۸ جون تک جاری رہیگا اور ۴ جون کو اسلام آباد پہنچنے کے بعد ان کی صدر پرویز مشرف، وزیراعظم شوکت عزیز، وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری اور مختلف پاکستانی سیاستدانوں سے بھی اہم ملاقاتیں متوقع ہیں۔ بدھ کے روز چکوٹھی پل سے مظفر آباد تک مقبوضہ کشمیر کی مختلف جماعتوں کے قائدین کا جو شاندار اور فقید المثال استقبال کیا گیا وہ آزاد کشمیر کی حکومت اپوزیشن جماعتوں اور عام لوگوں کے ان حقیقی جذبات کا مظہر ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے ان رہنماؤں کی جدوجہد اور قربانیوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حریت لیڈروں کی کنٹرول لائن کے پار آمد کئی زاویوں سے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ بھارتی حکومت نے پہلی بار آل پارٹیز حریت کانفرنس کے رہنماؤں کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کی ضرورت کو محسوس کیا ہے کہ انہیں لائن آف کنٹرول کے دوسری طرف جا کر صلاح مشورہ کرنا چاہیے۔ ایک اچھی بات یہ ہے کہ حریت قائدین نے بھارت سے بات چیت کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور ان کے پاکستان کے ساتھ بھی بہت اچھے تعلقات ہیں۔ ان کے وفد میں میر واعظ مولوی عمر فاروق، پروفیسر عبدالغنی بھٹ، مولوی عباس انصاری، بلال غنی لون، فضل الحق قریشی غلام محمد بٹ محمد یعقوب وکیل کے علاوہ حریت کانفرنس سے باہر کی جماعتوں کے رہنما محمد یاسین ملک، سید شبیر احمد شاہ اور محمد عبداللہ تاڑی بھی شامل ہیں جبکہ ہندو پنڈت، راجپوت اور خالصہ برادریوں کی نمائندگی اس حقیقت کا اظہار ہے کہ مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کی جدوجہد میں مقبوضہ کشمیر کے تمام مکاتب فکر کے لوگ دل و جان سے مل ہیں ان سب کا آدرش ایک ہے وہ سب ہی تنازع کشمیر کا ایسا مستقبل اور دیرپا تصفیہ چاہتے ہیں جو کشمیری عوام کی

امنگوں کے مطابق ہو۔ کشمیری رہنماؤں کے اس دورے کا مقصد کشمیری اور پاکستانی قیادتوں سے ملاقاتیں کرنا، عام لوگوں کے جذبات و احساسات سے ذاتی طور پر آگہی حاصل کرنا ہو اور مسئلہ کشمیر کے مرحلہ وار حل کی طرف مثبت پیش رفت کی راہ ہموار کرنا ہے اگرچہ مسئلہ کشمیر کی طوالت اور پیچیدگی کے باعث ۴ جنوری ۲۰۰۴ کے بعد جامع اور مربوط مذاکراتی عمل سمیت کسی بھی ملاقات یا بات چیت سے کسی فوری نتیجے کی توقع کرنا درست نہیں تاہم سری نگر مظفر آباد بس سروس کے اجراء کے بعد کنٹرول لائن کے دونوں طرف عوام سے عوام کے رابطے کی راہ ہموار ہوئی ہے اور اب حریت رہنماؤں نے چکوٹھی پل پار کیا ہے تو یہ بجائے خود ایک بہت بڑا واقعہ اور اہم پیش رفت ہے۔ آج سے دو سال قبل اس قسم کی کسی بات کا تصور بھی محال تھا۔ پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں کی حکومتوں نے پچھلے ڈیڑھ برس کے عرصے میں اپنے ماضی کے سخت رویوں سے ہٹ کر جو لچک اختیار کی ہے اس کے نتیجے میں ہی یہ ممکن ہوا ہے کہ ایک طرف دونوں ملکوں کے درمیان عوامی سطح پر روابط بڑھے ہیں تو دوسری جانب کشمیر کے دونوں حصوں کے عوام اور رہنماؤں کے درمیان باہمی رابطوں کے درمیان باہمی رابطوں اور ملاقاتوں کی صورت پیدا ہوئی ہے۔ اس دورے میں مقبوضہ کشمیر کے رہنماؤں کو کنٹرول لائن کے اس طرف کے عوام اور رہنماؤں سے براہ راست ملنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس طرح وہ زمینی حقیقتوں کا بہتر طور پر ادراک کر سکیں گے اور اگر کسی قسم کی کوئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں تو انہیں دور کیا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ بعض عناصر کی طرف سے ظاہر کئے گئے ان شکوک اور تحفظات کا ازالہ بھی ہوگا کہ پاکستان نے بھارت سے بات چیت کا عمل شروع کر کے تنازع کشمیر کے سب سے اہم فریق یعنی کشمیری عوام کو پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ پاکستان اپنے اس موقف کا بار بار اعادہ کرتا رہا ہے کہ کشمیری عوام اس مسئلے کے سب سے اہم فریق ہیں۔

کشمیری رہنماؤں کی آمد کے موقع پر حکومت کی طرف سے ایک بار پھر واضح کیا گیا ہے کہ پاک بھارت جامع مذاکرات میں مناسب مرحلے پر کشمیری عوام کے حقیقی نمائندوں کو شریک کیا جائے گا اور پاکستان تنازع کشمیر کا کوئی ایسا حل قبول نہیں کرے گا جو کشمیری عوام کی امنگوں کی ترجمانی نہ کرتا ہو۔ یہ وضاحت بھارتی وزیراعظم کے اس حالیہ بیان بعد خاص طور پر بہت ضروری ہو گئی تھی جس میں ڈاکٹر من موہن سنگھ نے بھارت کی طے شدہ پوزیشن پر قائم رہتے ہوئے کشمیری عوام کا معاملہ نمٹانے کی بات کی ہے۔ بھارتی وزیراعظم کو اس حقیقت کا ادراک کرنا چاہیے کہ کسی بھی بات چیت کے تمام فریق اپنی اپنی طے شدہ پوزیشنوں پر قائم رہیں تو کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مقبوضہ کشمیر کے رہنماؤں کی سری نگر سے مظفر آباد روانگی کے موقع بھارتی وزارت خارجہ کا یہ بیان پاک بھارت تعلقات کو معمول پر لانے کے اب تک جاری عمل سے مطابقت نہیں رکھتا کہ اگر حریت رہنما کشمیر سے باہر گئے تو اس کا ذمہ دار پاکستان ہوگا۔ اس بات کو حقیقت پسندی سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک ایسے وقت جب کشمیری رہنما مسئلہ کشمیر کے متعلقہ امور پر تبادلہ خیال کے بغیر ان کا یہ دورہ زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا۔

ہمیں توقع رکھنی چاہیے کہ کشمیری رہنماؤں کے اس دورے سے کنٹرول لائن کے دونوں طرف کی کشمیری قیادت کو ایک دوسرے کا نقطہ نظر زیادہ بہتر طور پر جاننے کا موقع ملے گا۔ اور پاکستانی قیادت سے ان کا مکالمہ مسئلہ کشمیر کے زیادہ سے زیادہ بہتر حل کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ بنے گا اس دورے سے دونوں طرف کی قیادتوں کو کھل کر بات چیت کرنے کا موقع ملے گا اور پاک بھارت کمپوزٹ ڈائیلاگ کے عمل کو آگے بڑھانے میں

مدد ملے گی۔ کنٹرول لائن کے دوسری طرف سے پاکستان کی طرف آنے والے تمام کشمیری رہنماؤں کو آزاد کشمیر اور پاکستان کے عوام خلوص دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو رہنما کسی بھی وجہ سے نہیں آسکے ہیں وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے جلد ہی اپنے آزاد کشمیر اور پاکستان کے بھائیوں کو شرف میزبانی سے نوازیں گے۔ برصغیر اس وقت جس تاریخی موڑ پر کھڑا ہے، اس میں تمام حلقوں بالخصوص کشمیری رہنماوں کے اس قسم کے رابطے اور دورے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایران۔ایٹمی تنازع اور امریکہ

ایرانی پارلیمینٹ نے منظوری دے دی ہے کہ یورینیم کی افزودگی کا عمل شروع کیا جائے اس سلسلے میں ایک تفصیلی خبر روزنامہ جنگ کی 16 مئی کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی۔ انتہائی پیچیدہ صورتحال میں اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ امریکہ اور یورپ دونوں جگہ اس پر شدید ردعمل ہوا ہے اور ایک ایسا منظر نامہ سامنے ابھر رہا ہے جیسا عراق پر حملے سے پہلے سامنے آ رہا تھا۔ امریکہ عراق سے نکلنے کیلئے زمین ہموار کر چکا ہے لیکن جنگی حکمت عملی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ عراق میں موجود رہ سکتا ہے۔ ایک بات یقینی ہے کہ امریکہ اس وقت تک ایران پر حملہ نہیں کرے گا جب تک وہ یورپ کو اپنا ہمنوانہ بنالے اور خاص طور پر فرانس اور جرمنی کو۔ برطانیہ کی حکومت امریکہ کے ساتھ ہے برطانیہ میں ٹونی بلیئر کی تیسری بار کامیابی نے جو کہ صدر بش کے زبردست حامی ہیں امریکی سخت گیر لابی کو بڑا حوصلہ دیا ہے۔

12 مئی کے اخبارات میں یہ خبر آئی کہ برطانیہ، فرانس اور جرمنی نے اس سلسلے میں ایران کو ایک سخت مراسلہ روانہ کیا ہے کہ وہ یورینیم کی افزودگی شروع نہ کرے اور اس وعدے سے نہ پھرے جو اس نے یورپین یونین سے کر رکھا ہے۔ اس خط میں کہا گیا ہے کہ اگر ایران نومبر 2004 کے وعدے سے پھرتا ہے جس کی رو سے افزودگی سے متعلق سرگرمیوں کو اس نے منجمد کر دیا تھا تو یہ سمجھا جائے گا کہ ایران ایٹمی اسلحہ کی تیاری کی طرف بڑھنا چاہتا ہے۔ برطانیہ کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ وہ صورتحال پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اگر ایران اپنا رویہ درست نہیں کرتا ہے تو ہم اس تنازع کو سلامتی کونسل میں لے جانے کی حمایت کریں گے۔ فرانس کے وزیر خارجہ نے بھی ایسی ہی سوچ کا اظہار کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ہم امید تو یہی رکھتے ہیں کہ ایران ایسا قدم نہیں اٹھائے گا اس لئے کہ وہ اس کے نتائج سے اچھی طرح واقف ہے ایران کا موقف یہ ہے کہ وہ ایٹمی ہتھیار نہیں بنائے گا لیکن جوہری ٹیکنالوجی کے پرامن استعمال کے حق سے دستبردار نہیں ہوگا۔ امریکہ اور اسرئیل دونوں کا موقف ایک جیسا ہے کہ ایران کو مکمل طور پر غیر ایٹمی صلاحیت رکھنے والا ملک ہونا چاہے یعنی امریکہ یہ چاہتا ہے کہ ایران ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کے حق سے مکمل طور پر دستبرداری کا اعلان کرے اور تمام تنصیبات کو ختم کردے۔ ایران اس کے لئے تیار نہیں ہے۔

کچھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ امریکہ کی کانگریس کے ارکان کھلم کھلا یہ کہہ رہے تھے کہ ایران کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے اس سلسلے میں امریکی CIA کو 18 ملین ڈالر کے فنڈ فراہم کرنے کا ایک منصوبہ زیر غور تھا۔ امریکی کانگریس کے ریپبلکن ارکان اس منصوبے کے لیے کام کر رہے تھے لیکن صدر کلنٹن کی حکومت کا موقف اس سلسلے میں یہ تھا

کہ ایران کے خلاف سخت اقدامات سے امریکہ اور مغربی ملکوں کے درمیان کھچاؤ پیدا ہو جائے گا اس لئے کہ فرانس جرمنی اور اٹلی کے تیل سے متعلق ایران سے مفادات وابستہ ہیں۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ ایران کا معاشی مقاطعہ کر دیا جائے تاکہ وہ تیل اور گیس سے آمدنی حاصل نہ کر سکے۔ یہ بات یقینی ہے کہ اگر ایٹمی تنازع کے حوالے سے یہ معاملہ سلامتی کونسل کے سامنے چلا گیا تو نہ صرف یہ کہ ایران کے خلاف معاشی، تجارتی اور فوجی پابندیاں لگادی جائیں گی بلکہ سلامتی کونسل کی قرارداد اس طرح سے پیش ہوگی کہ ایران کے خلاف فوجی کارروائی کو بھی ممکن بنایا جا سکے۔ اس وقت ایران میں ایٹمی توانائی کا سب سے اہم ادارہ جہاں پر یورینیم کی افزودگی ہوتی ہے وہ اصفہان کے پہاڑی علاقے میں واقع ہے۔ یہ فیکٹری 1998 میں تکمیل کو پہنچی اور اس میں پہلی مرتبہ یورینیم ہیکسا فلورائیڈ (UF-6) کی تیاری شروع کی گئی۔ یو ایف۔6 یورینیم کی افزودگی میں استعمال ہوتا ہے اس مقصد کیلئے ایران نے اصفہان سے نوے میل دور ایک پلانٹ لگایا ہے ایران نے یورینیم افزودگی کی صلاحیت، ابھی ماضی قریب میں حاصل کی ہے۔ اور ایران ایسا نواں ملک ہے جس نے یہ صلاحیت حاصل کی ہے۔ (آٹھ دوسرے ملک امریکہ روس، برطانیہ، فرانس، چین پاکستان، بھارت اور برازیل ہیں۔) IAEA کے ذرائع کا کہنا یہ ہے کہ صرف گزشتہ اکتوبر جون میں ایران نے 40 سے UF-6 45 KG گیس تیار کی تھی مغربی ممالک میں اور امریکہ میں اس اندیشے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ایران اس گیس کو ایٹمی اسلحہ بنانے میں استعمال کرے گا۔ گزشتہ اکتوبر کے اعداد و شمار کے مطابق ایران کے پاس 1274 سینٹری فیوج موجود تھے۔

ایران کی اسٹریٹجک پوزیشن ذرا نازک ہے اس لئے کہ ایران نے NPT پر دستخط کئے ہوئے ہیں اس لئے وہ اس وقت تک IAEA کے ضوابط کا پابند ہے جب تک وہ اس سے الگ ہونے کا اعلان نہ کردے اب صورتحال یہ ہے کہ ایک طرف تو IAEA کا دباؤ بڑھ رہا ہے دوسری طرف امریکہ اور مغربی ملکوں کا دباؤ ایک خاص سمت میں جا رہا ہے جہاں وہ یا تو ایران کے خلاف طاقت استعمال کریں گے یا سلامتی کونسل کے ذریعے اس کا مقاطعہ کریں گے پابندیاں لگائیں گے۔ یہ اس لئے ہو رہا ہے تاکہ ایران کو ڈی نیوکلیئرائزیشن پر آمادہ کیا جا سکے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ امریکی CIA آنے والے انتخابات کو کسی نہ کسی طرح موجودہ حکومت کے بدلنے کے لئے استعمال کرے کیونکہ ماضی میں وہ یہ کرتی رہی ہے اور 1976 میں بھی انہوں نے ایسی منصوبہ بندی کی بھی تھی۔

گزشتہ دنوں جب اسرائیل کے وزیر اعظم شیرون صدر بش سے ملنے کے لئے امریکہ گئے تھے تو وہ تمام دستاویزات فوٹو گراف اور شواہد بھی ساتھ لے گئے تھے جن میں سے وہ امریکی صدر اور پینٹا گون کے سخت گیر پالیسی سازوں کو باور کرانا چاہتے تھے کہ ایران کسی بھی وقت ایٹمی ہتھیار بنا سکتا ہے اور اس کے پاس وہ میزائل بھی ہیں جن کے ذریعہ وہ ایٹم بم نشانے پر گرا سکتا ہے یاد رہے کہ اسرائیل اور امریکہ دونوں کا یہ موقف ہے کہ ایران یورپی یونین کو مذاکرات میں الجھا کر وقت لے رہا ہے اس لئے فیصلہ کن اقدامات میں دیر نہ کی جائے۔ ایران کے خلاف IAEA کو امریکی جاسوسی اداروں کو، اسرائیلی جاسوسی ذرائع کو بہت سی معلومات موجودہ حکومت کے مخالفین، اپوزیشن گروپ جو ملک سے باہر ہیں وہ فراہم کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ امریکہ نے ایران پر اسلامی انقلاب کے بعد ہی سے پابندیاں نافذ کر رکھی ہیں۔ لیکن اب امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹتا جا رہا ہے امریکی موقف تو بالکل صاف ہے کہ وہ کسی قیمت پر ایران کو ایٹمی اسلحہ نہیں بنانے دے گا ابھی کوئی پندرہ بیس دن پہلے کونڈولیزا رائس نے یہ بات صاف طور

پر کہی ہے کہ امریکہ پرامن ایٹمی پروگرام کی آڑ میں ایران کو ایٹمی اسلحہ نہیں بنانے دیگا امریکہ کا لہجہ یہ بتاتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

یورپی یونین اور ایران کے درمیان بھی تناؤ بڑھ رہا ہے۔ پہلے ایران نے یورینیم کی افزودگی کے لئے بعض شعبوں میں سرگرمیاں دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا تھا اب ایرانی پارلیمینٹ نے اس کی منظوری دیدی ہے جس سے یورپی یونین بھی امریکی موقف کے قریب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آثار اچھے نہیں ہیں۔ ایران کے رویے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے امریکہ کے دباؤ کی فکر نہیں ہے۔ لیکن امریکہ ایک حکمت عملی کے تحت ایران کو تنہا کرنے میں کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔

البتہ یہ بات نا قابل تردید ہے کہ ایران کے خلاف اگر کوئی کاروائی کی گئی تو مشرق وسطی اور جنوبی ایشیا میں سیاسی ہیجان برپا ہو جائے گا اور پورا علاقہ عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا تیل کا بحران پیدا ہوگا اور یورپی ممالک کے ساتھ جنوب مشرقی ایشیا میں معاشی ابتری پیدا ہو سکتی ہے ایسا لگتا ہے کہ عراق کو غیر مستحکم کرنے کے پیچھے یہ سوچ بھی تھی کہ ایران پر دباؤ اسی وقت موثر ہوگا جب اس کی سرحدیں عراق کے ساتھ حصار میں ہوں اور عراق کا تیل ترکی کے ذریعے آسانی سے یورپ کی منڈیوں تک پہنچتا رہے یہ مقصد تو حاصل ہو گیا ہے امریکی فوجوں کی موجودگی ایران عراق سرحد کو کسی وقت بند کر سکتی ہے اور ایران کے خلاف کاروائی میں اسرائیل اہم فوجی کردار ادا کر سکتا ہے اور وہ اس کیلئے تیار بھی ہے لیکن فوج کشی کسی مسئلے کا حل نہیں ہے ابھی کئی آپشن باقی ہیں۔ عالمی قوتوں کو بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے اور مذاکرات کا عمل جاری رہنا چاہیے۔

ابھی ایران نے ایٹم بم نہیں بنایا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ ایٹمی اسلحہ وہ نہیں بنائے گا لیکن اسرائیل کے پاس تو 400 ایٹم بم ہیں۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر رہا۔ اسرائیل کے پاس ایٹم بموں کی موجودگی کے بارے میں انکشاف کس نے کیا ہے یہ پنٹاگون کے ایک سابق بڑے عہدیدار کا بیان ہے جس کا نام ڈینیل ایلس برگ ہے۔ آخر دنیا نے اس طرف سے آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں۔ جہاں تک ایران کا معاملہ ہے دنیا کو ایک محتاط رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے یہ ایران کا ہی نہیں ہر ملک کا یہ حق ہے کہ وہ پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی ٹیکنالوجی کا حصول ملک کی ترقی کیلئے ممکن بنائے۔ لہذا بڑی طاقتیں دنیا کو خطرناک جگہ نہ بنائیں امن کا گہوارہ بنائیں۔

بشکریہ: سلیم یزدانی

تہذیبوں کا تصادم؟

پچھلے کچھ سالوں سے دنیا میں بحیثیت مجموعی جو صورت حالات چل رہی ہے اس کا یہ پہلو بطور خاص توجہ طلب ہے مغرب (بشمول اور بالخصوص امریکہ) کی اکثر کوششوں کا ہدف اسلام اور مسلمان ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس معاملے پر قدرے گہرائی میں جا کر سوچیں مغرب کے عمومی حالات و رجحان پر ایک نظر ڈال لینا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ زیادہ تر لوگ جانتے ہیں مغرب ایک عرصے سے دین وسیاست کی تقسیم وتفریق کے راستے کو اختیار کر چکا ہے۔ اس کی تفصیلی وجوہات علمائے کرام بہتر جانتے ہیں لیکن موٹی اور بنیادی بات یہ ہے کہ مغربی تہذیب مادہ پرستی کے جس راستے

پر چلنا چاہتی تھی مذہبی اقدار اور روایات اس کی راہ میں رکاوٹ بن رہی تھیں۔ لہذا انہوں نے باقاعدہ سرکاری طور پر یہ طے کر لیا کہ مذہب اور ریاست الگ الگ راستے پر چلیں گے۔ حکومتیں کیا کرتی ہیں اس سے مذہب کو واسطہ نہیں ہونا چاہئے اور مذہب کیا کرتا یا کہتا ہے اس سے ریاست کو کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ طوالت سے بچنے کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ دین و دنیا کی اس تفریق کے نتیجے میں مغربی معاشرے نے جو مسافت اب تک طے کی ہے اس میں وہ مردوں کی مردوں کے ساتھ باقاعدہ شادی اسی طرح ایک عورت کی دوسری عورت سے شادی۔ بغیر نکاح کے آزادانہ جنسی اختلاط اور ایک ساتھ رہنے بچے پیدا کرنے تک جا پہنچے ہیں اور یہ محض جہت سفر کی نشاندہی ہے۔ منزل ومنتہا کے بارے میں ابھی کچھ کہنا ممکن نہیں۔

ہمارا موضوع چونکہ حالیہ برسوں کے اندر مغربی معاشروں کے بعض ایسے اقدامات ہیں جن کا براہ راست ہدف اسلام یا مسلمان بنتے ہیں اس لئے مذکورہ مغربی تہذیبی پیشرفت کے نتیجے میں اکثر مغربی ملکوں میں خواتین کا حجاب اختیار کرنا یا صرف سر پر اسکارف باندھنا قابل اعتراض بنا دیا گیا ہے۔ حجاب یا سر کو دوپٹے سے ڈھانپنا چونکہ مسلمان معاشرے کا خاصا ہے لہذا مغربی تہذیب کے اس اقدام کا نشانہ مسلمان عورتیں اور بچیاں ہی بنتی ہیں جنہیں اپنے انسانی اور تہذیبی حق کے لئے باقاعدہ عدالتی جنگیں لڑنا پڑتی ہیں۔ یہاں اس عوامی تبصرے کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا جس میں اس حیرت کا اظہار کیا جاتا ہے کہ مغرب ایک ایسا آزاد معاشرہ ہے جہاں عورتوں کو بے حجاب یا بے لباس ہونے کا حق تو حاصل ہے لیکن حجاب کرنے یا سر ڈھانپنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ خیر یہ تو جیسا کہ عرض کیا ایک جملہ معترضہ تھا۔ سوآمدم برسر مطلب۔ ہم کہہ یہ رہے تھے کہ مغربی معاشروں کے ایسے اقدامات سے بالعموم مسلمان ہی متاثر ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا معاملہ بھی اسی سے ملتا جلتا ہے آپ ساری دنیا کے نقشے پر نظر دوڑائیں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ہدف مسلمان ہی دکھائی دیں گے حالانکہ دہشت گردی کسی ایسی چیز کا نام رکھ لیا گیا ہے جس کی اس کے خلاف عالمی جنگ کا اعلان کرنے والوں کو بھی واضح اور متعین تعریف تک معلوم نہیں۔ جس حرکت یا جدوجہد کو مغرب والے دہشت گردی کہہ دیں وہی ساری دنیا کیلئے دہشت گردی ہے اور اسے مارنے کا کام بھی ساری عالمی برادری کا فرض قرار پاتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جب کوئی کشمیری فلسطینی یا چیچن لوگوں کی جدوجہد کی بات کرتا ہے تو اسے جھٹ سے دہشت گردی کہہ دیا جاتا ہے حتی کہ بدنصیبی کی حد تو یہ ہے کہ مسلمان ملکوں کے زیادہ تر حکمران بھی اسے دہشت گردی اور انسانیت کے خلاف جرم قرار دینے سے نہیں ہچکچاتے لیکن اگر کوئی غلطی سے بھی سوڈان انڈونیشیا نائیجیریا یا کسی اور مسلمان ملک میں برسرپیکار غیر مسلم مسلح گوریلوں کی پرتشدد کارروائیوں کا ذکر کر بیٹھے تو انہیں فی الفور جدوجہد آزادی اور ان گوریلوں کے انسانی اور تہذیبی حقوق کا نام دے کر معترض کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔ انڈونیشیا کے صوبے تیمور کی تقسیم تو سب کے سامنے کی بات ہے۔

مشرقی تیمور میں رہنے والے عیسائی گوریلوں نے وہاں کے مسلمانوں کے خلاف کیا کیا تخریبی اقدام نہیں کیا کتنے مسلمانوں کو قتل کیا کتنی مسجدیں شہید کر دیں لیکن ساری دنیا میں کسی کے منہ سے ان کے لئے دہشت گردی کا لفظ تک نہیں نکلا۔ حتی کہ اقوام متحدہ جیسے عالمی اداروں نے بھی مشرقی تیمور کے گوریلوں کو انسانی حقوق کے علمبردار کے طور پر تسلیم

کیا اور امریکہ آسٹریلیا اور دوسری مغربی طاقتوں نے بر سر میدان اور سفارتی سطح پر ان کی ہر طرح سے کھل کر امداد کی حتی کہ اسے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آزاد ملک کی حیثیت دلوادی اور اس ملک کی آزادی کے جشن میں امریکہ برطانیہ اور آسٹریلیا کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے عہدیداروں نے بھی شرکت کی۔ اس کی وجہ مسلمان ملک انڈونیشیا کی ٹوٹ پھوٹ بھی ہو یا نہیں لیکن بنظر ظاہر اس دلیل کو امریکہ یا دنیا کی کوئی دوسری طاقت کم از کم حق وانصاف کی بنیاد پر ہرگز نہیں جھٹلا سکتی کہ ایسا صرف اسی وجہ سے کیا گیا کہ جو ملک توڑا جا رہا تھا وہ مسلمانوں کا ملک تھا اور جو لوگ اسے توڑنے کی جدوجہد کر رہے تھے وہ مسلمان نہیں تھے ورنہ اسی کے ساتھ جڑا ہوا یہ سوال کیسے رد کیا جا سکتا ہے کہ کشمیری اور فلسطینی ایسی ہی جدوجہد نصف صدی سے کر رہے ہیں نہ صرف یہ کہ انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتا بلکہ ان کی جدوجہد کو سرے سے حقوق انسانی کی جدوجہد ہی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ وہ مغرب کی نظر میں دہشت گرد ہیں اور دہشت گردی کا خاتمہ مغربی طاقتوں کا مقدس مشن ہے۔ اسی لیے تو فلسطینیوں کشمیریوں کی حمایت میں بھی کوئی آواز نہیں اٹھا سکتا۔ اس لیے کہ جو آواز اٹھائے گا سیدھا سیدھا دہشت گردوں کا سرپرست کہلائے گا اور یہ خطرہ کوئی بھی مول لینے کے لئے تیار نہیں۔

ایک اور پہلو دیکھیں۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق حیا اسلام کا بنیادی شعار ہے اب آپ دیکھ لیں مغربی تہذیب اور معاشرے کی ایک بنیادی خصوصیت بے حیائی اور بے حجابی ہے چھوٹے بڑے ماں باپ، بہن بھائی کوئی کسی سے کسی بات پر شرم یا حجاب نہیں کرتا۔ اس کے باوجود اگر بات اپنے اپنے معاشرے اور اپنی اپنی تہذیب تک محدود رہے تو مان لیا جائے۔

یہاں تو اصرار ہے کہ آپ بھی اپنی قدروں کو چھوڑو ہماری اپناؤ ویلنٹائن ڈے نیو ایئر نائٹ مراتھن ریس مرد وزن کو بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے میل جول کی ہر وقت اور ہر جگہ آزادی سب اپنے ہاں رائج کرو بنظر انصاف دیکھئے کیا کوئی مسلمان مغرب میں جا کر ان پر اپنی اقدار (بحیلہ یا بزور) مسلط کرنا چاہتا ہے لیکن ہمارے معاشروں میں وہ اپنی ساری خرافات رائج کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس طرح یہ امر بلا شک وشبہ پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ تہذیبوں کا تصادم اگر خطرہ ہے تو اس خطرے کی آبیاری خود مغربی طاقتیں کر رہی ہیں۔ یعنی یہ تصادم اسلام کے ماننے والے نہیں چاہتے نہ ان کی وجہ سے ایسے کسی خطرے کے سر اٹھانے کا امکان ہے یہ تصادم اور یہ خطرہ مغربی طاقتوں کی اس سوچ اور کوشش سے پیدا ہو رہا ہے جو وہ اپنی تہذیب کا ہر اچھا برا پہلو ہم پر مسلط کرنے کی شکل میں کر رہی ہیں اور اس کام کیلئے ہمارے معاشروں میں سے بہت سے لوگوں کو کسی نہ کسی شکل میں اپنے ساتھ تعاون پر تیار کر رہی ہیں اقبال جیسے دانائے راز افراد کے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ مغرب اپنے آپ کو بالاتر اور افضل قرار دیتے ہوئے ساری دنیا کو ہم رنگ مطیع بنا کر رکھنا چاہتا ہے بہت سی مشرقی تہذیبیں اور معاشرے مغرب کی ظاہری چکا چوند سے متاثر ہو کر ان کے رنگ کو قبول بھی کر رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اسلام اللہ کا آخری دین ہونے کی حیثیت سے اس طرح مغرب کا تابع فرمان بن کر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس جابرانہ مغربی کوشش کے آگے سپر انداز ہونے کو تیار نہیں ہیں یہیں سے تہذیبوں کا تصادم جنم لیتا ہے لیکن اس بات کو دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ اس کی ذمہ داری مغرب پر ہے مسلمانوں پر نہیں یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ تاریخی حوالے سے دیکھا جائے تو تہذیبیں عمومی طور پر آپس میں تصادم کی کیفیت اختیار نہیں کرتیں بلکہ ایک دوسری سے کچھ نہ کچھ اخذ کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہیں۔

بات تو بہت لمبی ہو سکتی ہے لیکن ہمیں صرف اپنے دل و دماغ میں سر اٹھاتے اس اندیشے کی نشاندہی کرنا مقصود ہے کہ یہ واقعات اور ان سے ملتے جلتے بے شمار دوسرے معاملات کہیں ہمیں تہذیبوں کے اس تصادم کی جانب تو نہیں لے جا رہے جس کی نشاندہی ایک امریکی پروفیسر ہنٹنگٹن بڑی سنجیدگی کے ساتھ کر چکے ہیں لیکن اس نظریے کو ہزاروں لاکھوں دانشوروں نے اپنی جانیں کھپا رکھی ہیں۔ اس لیے کہ سر کو اسکارف سے ڈھانپنے والی عورت ایک تہذیب کی نمائندگی کرتی ہے لیکن مغرب اس عورت کو کسی دوسری تہذیب کے لئے خطرے کی علامت سمجھ کر اس کے سر سے اسکارف اتار لینا چاہتا ہے۔ یہ تہذیبوں کا تصادم تو ہوا۔

بشکریہ عبدالقیوم ساجد

عالم اسلام۔ محرومی و بے چینی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارلحکومت اسلام آباد میں انتہائی حساس علاقہ سے ملحق درگاہ بری امام۔ یہ دربار مختلف الخیال فرقوں میں یکساں طور پر معزز مؤقر سمجھا جاتا ہے۔ آئے سال عرس کے موقع پر تمام مکاتب فکر کے لاکھوں زائرین جمع ہوتے۔ اسی کی مناسبت سے سیکیورٹی اور تحفظ کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں یا کم از کم کئے جانے چاہئیں۔ اس سال بھی عرس کے موقع پر بہت لوگ جمع ہوئے تقریبات کے اختتام پر ایک مجلس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس میں بھی حاضرین کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اس پُر امن مذہبی تقریب کو ایک بدبخت خودکش حملہ آور نے اپنے جسم کے چیتھڑے اڑا کر اور اپنے ساتھ درجنوں بے گناہ لوگوں کی جان لے کر زوردار دھماکہ سے تتر بتر کر دیا۔ یہ حملہ درگاہ کے اندرونی حصہ میں مزار کے بہت قریب کیا گیا۔ درجنوں زخمی ہوئے جنہیں ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ یہ حملہ ایسے موقع پر کیا گیا۔ درجنوں جب اسلام آباد انواع واقسام کی سیاسی اور سفارتی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ کرسٹینا روکا اسلام آباد میں موجود تھیں۔ ایک بھارتی وفد سیاچن کے مسئلہ پر مذاکرات کے لئے اسلام آباد آیا ہوا تھا اور پھر جنرل پرویز مشرف نیشنل سیکیورٹی کونسل کے اجلاس کی صدارت کر رہے تھے اس بڑے حادثہ پر برپا ہونے والے کہرام کی آہ بکا ابھی ماند نہ پڑنے پائی تھی کہ کراچی میں ایک اور خودکش حملہ کے ذریعہ امام بارگاہ مدینۃ الاسلام کے تقدس کو پامال کرنے کی مذموم حرکت کی گئی۔ گو اس حملہ کو حفاظتی عملہ نے ناکام بنا دیا تھا کہ اس خودکش حملہ آور سمیت 6 افراد کی جانیں گئیں۔ نتیجہ کے طور پر بھڑک اٹھنے والے فسادات نے گردونواح میں تباہی مچا دی۔ درجنوں گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ متعدد دفاتر نذر آتش ہوئے ایک ریستوران کو بھی آگ لگا کر تباہ کیا گیا جس کے ملبہ سے 6 بے گناہ شہریوں کی جلی ہوئی لاشیں برآمد ہوئیں۔ کراچی ہی میں ایک اور واقعہ میں جماعت اسلامی کے نائب امیر اسلم مجاہد کو ان کی گاڑی کو کھڑا کر کے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ جماعت اسلامی نے اس واقعہ کا الزام کراچی میں مخالف سیاسی قوت پر لگایا ہے (جبکہ اس سیاسی جماعت نے اس الزام کی تردید کر دی ہے) کراچی میں جاری خاک وخون کے کھیل کی یہ ایک دوسری جہت ہے۔

خدا جانے کب تک مذہب کے نام پر بے گناہ شہری زندگی سے محروم ہوتے رہیں گے۔ کب تک مقدس عبادت گاہیں دہشت گردی کا نشانہ بنتی رہیں گی۔ کب تک خاندان کے خاندان کفالت کرنے والوں کی سرپرستی سے محروم

ہوتے رہیں گے۔ کب تک؟ یہ نتیجہ اسی عاقبت نااندیشانہ بیاں بازی اور ریاستی پالیسی کا ہے جو مصلحت کی بنا پر حکومتوں نے اپنائے رکھی۔ جس کے ذریعہ انتہاپسندوں کی مسلسل ناز برداری اور حوصلہ افزائی کی جاتی رہی۔ لوگ یقیناً اس صورت حال سے دق اور پریشان ہیں۔

آزادی کی جدوجہد میں برصغیر کے مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی مکتبہ فکر سے ہو، ایک پرچم اور ایک پلیٹ فارم پر ایک قائد کی رہنمائی میں اکٹھے تھے۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ کون شیعہ ہے، کون سنی، کون دیوبند اور کون بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ بس یہ کہ سب صرف مسلمان تھے۔ کسی کو کسی سے شکایت نہ تھی۔ مختلف مکاتبِ فکر کے مسلمان مل جل کے رہ رہے تھے اور اپنی بساط اور توفیق کے مطابق ذاتی اور قومی ترقی کے عمل میں مصروف تھے۔ مذہبی عقائد کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی روش ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے دانستہ طور پر اور فیصلہ کن انداز میں مذہبی قوتوں کو سیاسی لابی کے طور پر استعمال کیا۔ آج ہم فرقہ وارانہ نفاق اور تشدد کی جو فصل کاٹ رہے ہیں اس کی کاشت اور آبیاری ضیاء الحق نے کی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ بعد میں آنے والی حکومتوں نے بھی اس ریاستی پالیسی کو نہ ترک کیا اور نہ اس کی حوصلہ شکنی کی۔ نتیجہ وہی نکلا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

سویت یونین کے خلاف افغانستان جہاد پالیسی کسی اور ملک کی تھی عمل درآمد ہمارے حصہ میں آیا۔ جب تک امریکہ کا الو سیدھا ہوتا رہا افغان جنگجو مجاہدین قرار پائے۔ پاکستان کو صرف فرنٹ لائن سٹیٹ کا خطاب عطا ہوا۔ اس کے ساتھ تیس لاکھ مہاجرین، ہیروئین اور کلاشنکوف کلچر کے تحفے ہماری جھولی میں ڈال دیئے گئے۔ یہ ایسی ستم ظریفی تھی جس کا خمیازہ پاکستان آج تک بھگت رہا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ افغانستان جہاد، کشمیر کی جنگ آزادی، فلسطین، چیچنیا، کسی جگہ بھی 9/11 سے پہلے خودکش حملہ کی روایت عام نہ ہوئی تھی پھر 9/11 کے بعد یہ طریقہ عام کیوں ہو گیا؟ پاکستان میں خودکش حملہ کا کوئی اقدام اس سے پہلے ریکارڈ پر نہیں۔ 9 ستمبر کے واقعات سے متعدد ملکوں نے جن میں امریکہ سرفہرست ہے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی ملکوں میں نفاق اور فرقہ وایت کو شہ دی گئی۔ عراق پر تو خیر کھلم کھلا قبضہ ہے ہی، ایران کو طرح طرح کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ عراق، فلسطین، کشمیر، چیچنیا وہ علاقے ہیں جہاں کے مسلمان حق اور انصاف کے طالب ہیں لیکن اس سے محروم۔ مگر یہ محرومی دور نہ ہوگی جب تک مسلمان اقتصادی طور پر، تعلیمی طور پر اتنی ترقی نہیں کر لیتے کہ اپنا حق تسلیم کروا سکیں۔

آج مسلمان کل عالم میں رسوا ہیں۔ سماجی طور پر، اقتصادی طور پر، تعلیمی طور پر، ہر اعتبار سے پس ماندہ۔ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں مسلمانوں کا کہیں نشان نہیں۔ ہم کرہ ارض کی کل آبادی کا چوتھائی حصہ ہیں۔ دنیا بھر کے توانائی کے ذخائر 70 فیصد کے لگ بھگ مسلمانوں کے تصرف میں ہیں۔ تعلیمی حساب سے دیکھا جائے تو تمام اسلامی ممالک مل کر بھی صرف 500 پی ایچ ڈی افراد پیدا کرتے ہیں جبکہ برطانیہ اور بھارت میں پی ایچ ڈی کرنے والوں کی تعداد تین ہزار اور پانچ ہزار سالانہ ہے۔ انہی وجوہ کی بنا پر دنیا کی مجموعی پیداوار میں عالم اسلام کا کل حصہ 12 سو سے 13 سو بلین ڈالر سالانہ ہے جبکہ محض ایک ملک جاپان کی مجموعی پیداوار 5500 بلین ڈالر سالانہ ہے۔ جرمنی کی پیداوار سے لگ بھگ ڈھائی گنا زیادہ ہے۔

لندن دھماکوں کے بعد

7 جولائی کو ہونے والے لندن بم دھماکوں کے بعد برطانیہ میں بسنے والے مسلم تارکین وطن پر عموماً اور پاکستانی تارکین وطن پر خوف کے سائے منڈلا رہے ہیں اور وہ فکرمند ہیں کہ دھماکوں کے بعد دوسرے مذاہب کے ماننے والوں اور مسلمانوں کے درمیان دوریاں بڑھ سکتی ہیں جب کہ آئندہ ان کے کردار کو شک کی نظر سے دیکھا جائے گا انہیں یہ بھی خدشات لاحق ہیں کہ اقتصادی، تعلیمی، تہذیبی اور معاشرتی سطحوں پر بھی وہ دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے اور اس بنا پر وہ ایک طرح کے احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے۔

یہ ایک خوفناک حقیقت ہے کہ بم دھماکوں میں ملوث چاروں بم بار برطانوی تھے مگر اس کے باوجود ان میں سے تین کے اجداد پاکستانی ہونیکی بناء پر نہ صرف برطانیہ میں پاکستانی کمیونٹی کو ردعمل کا سامنا کرنا پڑا بلکہ ان دھماکوں کی تمام تر ذمے داری مسلمان نوجوانوں کے سر ڈالتے ہوئے اس کا تعلق پاکستان سے جوڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ یہ تہذیبوں یا مہذب افراد کا تصادم نہیں ہے اور ان کارروائیوں کو مسلمانوں سمیت تمام لوگ قابل نفرت سمجھتے ہیں شیطانی نظریات حملہ آوروں کو ایسا کرنے پر اکساتے ہیں۔ ہم محض اقوام کے رویے تبدیل کر کے حملہ آوروں کو نہیں روک سکتے۔ ادھر برطانوی پولیس نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ دھماکا کرنے والے خودکش بمبار تھے اور وہ برطانوی شہری تھے۔

بم دھماکوں کے تین مبینہ خودکش بم باردں کا تعلق لیڈز سے تھا اور تینوں کے اجداد پاکستان نژاد برطانوی تھے۔ لیڈز کے مسلم ایشیائی باشندوں کے لیے یہ ایک تلخ حقیقت ہے کیوں کہ اس کے منفی پہلو سامنے آنا شروع ہو گئے متعدد مساجد پر حملوں کے علاوہ ایک پاکستانی نژاد برطانوی شہری کو تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا گیا ہے۔ اب نہ صرف لیڈز کے مسلم ایشیائی اس خدشے کا شکار ہیں بلکہ پورے برطانیہ میں مسلم کمیونٹی کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے کہ لندن کے بم دھماکوں کے حوالے سے پیدا ہونے والا ردعمل ان کے مسائل میں اضافہ کرے گا۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر منیر اکرم نے برطانوی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ بم دھماکوں میں پاکستان یا کسی دوسرے ملک کو ملوث نہ کرے اور اس بات پر غور کرے کہ یہ دھماکے کہیں برطانیہ کی داخلی صورتحال کے سبب تو نہیں۔ لیکن 7 جولائی کے دھماکوں کے بعد یورپی میڈیا نے شدت سے یہ سوال اٹھایا ہے کہ مسلمان ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں اور اسلامی دہشت گردی کا خاتمہ کس طرح ممکن ہے؟ برطانوی اخبار دی ٹائمز نے ایک مضمون میں یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ اگر یہ جواز پیش کیا جائے کہ دہشت گردی کی یہ کارروائیاں، افغانستان اور عراق میں کی جانے والی کارروائیوں کا جواب ہیں تو پھر ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ دہشت گرد اپنے کاز کے لئے لندن کو بھی اُڑا سکتے ہیں۔ اس وقت معذرت قبول کرنے یا پیش کرنے کا کیا جواز ہوگا۔ برطانوی پرنٹ میڈیا اور بعض مفکرین کا خیال ہے کہ یہ کارروائیاں افغانستان اور عراق میں کی جانے والی کارروائیوں کے جواب میں نہیں ہیں بلکہ برطانیہ اور امریکا کی طرف سے اسرائیل کی حمایت کا نتیجہ ہیں۔ برطانوی وزیراعظم بھی یہ دعویٰ مسترد کر چکے ہیں کہ لندن بم دھماکے عراق، افغانستان کارروائیوں کے جواب میں کیے گئے ہیں۔

حکومتوں کی سطح پر یا بین الاقوامی سطح پر کتنے ہی دعوے کیے جائیں اور کتنے ہی الزامات ایک دوسرے پر لگائے جائیں یا دہشت گردی سے کسی بھی تعلق جوڑا جائے اس بات سے قطعاً کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں نقصان مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ آج عراق کی صورتحال دیکھ لیں وہاں تقریباً روزانہ ہی خودکش بم دھماکے ہو رہے ہیں اور قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ گزشتہ دس سالوں میں وہاں سینکڑوں بے گناہ مسلمان جن میں عورتیں بچے جوان بوڑھے بھی شامل تھے جاں بحق ہو چکے ہیں۔

برطانیہ میں لاکھوں مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد ایشیائی مسلمانوں کی ہے۔ ایک محتاط جائزے کے مطابق وہاں ساڑھے سات لاکھ پاکستانی آباد ہیں۔ جن میں سے چھ لاکھ کا تعلق میرپور آزاد کشمیر سے ہے۔ لندن میں بم دھماکوں کے بعد اب وہاں بسنے والے تمام پاکستانی اور پاکستانی نژاد برطانوی مسلمان فکرمند ہیں اب یہاں انہیں شک کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ گو کہ وہاں اسکی بنیاد پر پکڑ دھکڑ آسان کام نہیں ہے مگر منفی اثرات سے بچنا مسلمانوں کے لیے آسان کام نہیں ہے۔ خاص طور پر لیڈز میں مسلمانوں کو دشواریوں کا سامنا ہے کیونکہ تینوں مبینہ خودکش بم باروں کا تعلق لیڈز ہی سے تھا۔

دھماکوں کے بعد بی بی سی سے بات چیت کرتے ہوئے لیڈز سٹی کونسل کے پاکستانی نژاد برطانوی رکن محمد رفیق مستقبل میں اسطرح کے واقعات روکنے کے لیے تجویز دیتے ہیں کہ لیڈز میں آباد ایشیائی خصوصاً پاکستانی نژاد آبادی کے مسائل حل کیے جائیں اور تعلیمی اداروں اور روزگار کے میدانوں میں ان کی خصوصی مدد کی جائے تاکہ کوئی بھی آئندہ سادہ لوح نوجوانوں کو ورغلا نہ سکے۔ اگر ذرا گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو شاید لیڈز کی مسلم ایشائی برداری کے وہ اہم ترین مسائل بھی یہی ہیں اور مسلمانوں کو خدشہ یہ ہے کہ لیڈز اور لندن کے بم دھماکوں کے باہمی تعلق سے پیدا ہونے والا ردعمل ان مسائل کو مزید بڑھا دے گا۔

لیڈز اور بریڈفورڈ دونوں ہی شہروں میں پاکستانی نژاد مسلم برادری کے روزگار کے دو سب سے بڑے ذرائع فاسٹ فوڈ اور ایشیائی کھانوں کے ریستوران ہیں یا پھر وہ ٹیکسی چلاتے ہیں۔ روزگار کے سلسلے میں دیگر لسانی برادریوں کے ساتھ مستقل اور خوش گوار تعلقات کامیابی اور خوشحالی کی بنیادی شرائط ہیں۔ اس تناظر میں لیڈز پر اگر نظر ڈالی جائے تو صورت حال خاصی سنگین محسوس ہوتی ہے۔ لیڈز میں پچھلے بارہ برس سے ٹیکسی چلانے والے عبدالشکور کا کہنا ہے کہ جب سے مبینہ حملہ آوروں کے لیڈز اور پاکستانی برادری سے تعلق کے بارے پتہ چلا ہے ان کے کام میں نمایاں فرق پڑا ہے۔ عبدالشکور کا تعلق برطانوی مسلمانوں کے اس طبقے سے ہے جو بہتر معاشی مستقبل کی تلاش میں برطانیہ آئے تھے۔ ستائیس سالہ عدیل مگوں جو لیڈز میں پیدا ہوئے پلے بڑھے اور یہیں تعلیم حاصل کی۔ گزشتہ تین برس سے کوئی مستقل روزگار نہ ہونے کی وجہ سے ٹیکسی چلاتے ہیں۔ انہوں نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ شمالی انگلستان میں غیر سفید فام برطانوی برادریوں کے لیے حالات پہلے ہی بہت زیادہ سازگار نہیں تھے اور ملازمتیں نہ ہونے اور صنعتوں کے یورپ منتقل ہونے کی بناء پر سفید فام برطانوی باشندوں کے مقابلے ملازمتیں حاصل کرنا ایشیائیوں کے لیے بہت دشوار تھا۔ اب بم دھماکوں کے بعد تو ایشیائیوں خصوصاً مسلمانوں کے لیے صورتحال بد سے بدتر ہو جائے گی۔ ایک اور ٹیکسی ڈرائیور خادم حسین جو مستقبل کی تلاش میں پچیس برس پہلے پاکستان سے ہجرت کر کے برطانیہ آئے تھے اور گزشتہ بیس برس

سے لیڈز میں ٹیکسی چلا رہے ہیں کا کہنا ہے انہیں خدشہ ہے کہ ان مبینہ حملہ آوروں کا تعلق لیڈز اور پاکستانی برادری سے ہونے کی بناء پر ٹیکسی چلانے والوں کا کاروبار تباہ بھی ہوسکتا ہے۔ اب تو ہر گورا (سفید فام مقامی برطانوی باشندے) ہمیں شک کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہمیں دشمن سمجھتا ہے۔ پچھلے دنوں میں ہمارے کاروبار میں بہت فرق پڑا ہے اور اب گورے مسافر آسانی سے ایشائیوں کی ٹیکسی میں نہیں بیٹھتے۔ ایک ریستوران کے مالک رضوان علی کا خیال تھا کہ دھماکوں کے بعد ان کے گاہکوں میں پندرہ سے بیس فیصد کمی واقع ہوئی ہے اور ان میں سے اکثریت مقامی برطانوی باشندوں کی ہے۔ ایک اور ریستوران کے مالک چوہدری نذیر احمد حالات سے بہت پریشان ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ایشیائی ریستورانوں کا کاروبار دراصل چلتا ہی مقامی سفید فام باشندوں کے ذریعے ہے کیوں کہ وہ ایشیائی کھانے بہت پسند کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں وہ آسانی سے ہمارے پاس نہیں آتے جبکہ وہ ایک کھانے پر پچیس تیس پاؤنڈ تو وہ خرچ کرتے ہیں۔ اپنے ایشیائی تو تین چار پاؤنڈ کا ہی کھانا کھاتے ہیں۔

بریڈفورڈ ایشیائی کھانوں کے بڑے بڑے ریستورانوں کا ایک معروف مرکز ہے۔ رضوان علی اور چوہدری نذیر احمد دونوں ہی تسلیم کیا کہ لندن کے بم دھماکوں کے مبینہ ذمہ داروں کا تعلق لیڈز سے نکلنے پر اگر ردعمل بڑھا تو اس سے بریڈفورڈ میں ایشیائی کھانوں کا کاروبار کرنے والوں پر لازماً منفی اثر پڑے گا۔ تاہم بقول رضوان علی، فی الوقت تو مقامی باشندے اور دیگر نسلی گروہ ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کر رہے ہیں اور ہر طرح کی ممکنہ مدد کی پیش کش بھی۔

لیکن یہ بات یقینی ہے کہ لیڈز میں مسلم اور پاکستانی برادری تین حملہ آوروں کا تعلق خود ملے نکلنے پر ہونے والے کسی بھی ممکنہ ردعمل پر تشویش میں مبتلا ہے اور اس کو خدشہ ہے کہ ردعمل کی ایک شکل روزگار کے ان دونوں شعبوں میں چاہے وہ ٹیکسیاں چلانا ہو یا ایشیائی کھانوں کے ریستوران، مواقع کم ہونے اور ناموافق حالات کی صورت میں بھی نکل سکتی ہے۔

برطانیہ میں مسلمانوں کے کاروبار پر پڑنے والے برے اثرات سے قطع نظر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اب وہاں ان کی نگرانی کا نظام انتہائی سخت ہو جائے گا۔ ان کی عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں کی بھی کڑی نگرانی ہوگی۔ برطانوی وزیر خارجہ جیک اسٹرا کہہ چکے ہیں کہ ان کے ملک کو مدرسوں کی سرگرمیوں سے پریشانی لاحق ہے۔ حالاں کہ ان کا اشارہ پاکستان کے مدرسوں کی طرف تھا لیکن برطانوی دارالعلوم کے رکن پاکستانی نژاد محمد سرور نے کہا ہے کہ پاکستانی مدرسوں میں غریب والدین اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں کیوں کہ وہاں انہیں دینی تعلیم کے علاوہ کھانے اور رہائش کی سہولت بھی مل جاتی ہے۔

وزیراعظم ٹونی بلیئر کے اس اعلان سے کہ لندن میں بم دھماکوں کے ذمے داروں کو گرفتار کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر ایک انتہائی کڑا آپریشن شروع کیا جائے گا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ یہ عندیہ ملتا ہے کہ ایشیائی مسلمانوں خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کے لیے سخت حالات آنے والے ہیں۔ کیوں کہ ٹونی بلیئر نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر پولیس اور سیکیورٹی حکام نے تجویز دی تو حکومت ہنگامی حالات کے پیش نظر انسداد دہشت گردی کے قوانین نافذ کر سکتی ہے۔

برطانوی سیاست دان بم دھماکوں کے اسباب پر جن نظریات کا اظہار کر رہے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض سیاستدان ان دھماکوں کو عراق جنگ میں برطانیہ کی شمولیت کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ یہ

کاروائیں مغربی طرز زندگی اور سماجی اقدار سے نفرت کے سبب ہیں۔ لیبر پارٹی کی رکن کلیئر شاٹ جو اس معاملے پر حکومتی پالیسی کے خلاف استعفیٰ دے چکی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لندن بم دھماکے عراق کے خلاف جنگ میں برطانیہ کی شمولیت اور فلسطین کے معاملے میں اسرائیل کی حمایت کا نتیجہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ برطانوی حکومت کی غلط پالیسیوں کے سبب عراق میں لاکھوں شہری مارے گئے۔ مشرق وسطیٰ اور فلسطینیوں میں برطانیہ کے خلاف شدید غصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ ادھر حکمران جماعت اور اپوزیشن کی کنزرویٹو پارٹی کے بعض ارکان کہتے ہیں کہ بم دھماکے عراق جنگ کا نتیجہ نہیں ہیں اور ایسا سوچنا بھی خطرناک ہوگا۔ ان کے خیال میں بعض عناصر مغربی طرز زندگی اور ہماری سماجی اقدار سے نفرت کرتے ہیں اور یہ دھماکے اسی نفرت کا نتیجہ ہیں۔ ان دھماکوں کا براہ راست عراق کی جنگ یا فلسطین کے معاملے میں برطانیہ کی جانب سے اسرائیل کی حمایت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس معاملے پر ٹونی بلئر کی تائید کرنے والوں میں کنزرویٹو پارٹی کے ترجمان لیاک فاکس بھی شامل ہیں۔ البتہ بلیئر کابینہ کی مستعفی وزیر کلیئر شاٹ نے وزیراعظم کی جانب سے انتہاپسندی کو بدی کا نظریہ قرار دینے پر شدید تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس قوم کے بیانات اور انسداد دہشت گردی کے نئے قانون کے نفاذ سے انتہاپسندوں کی تعداد اور قوت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ حکومت کا اگر یہی رویہ رہا اور یہی سوچ رہی تو اسے یہ سوچ بہت مہنگی پڑے گی۔

برطانیہ کی مسلمان آبادی اور مسلم کمیونٹی کے سربراہ بھی مسلسل ان دھماکوں کی مذمت کر رہے ہیں مگر برطانوی معاشرے کو ایک کڑے امتحان کا سامنا ہے۔ اور یہ ایک ایسی خوفناک حقیقت ہے جس کا سامنا برطانوی معاشرے کا کوئی بھی فرد نہیں کرنا چاہتا۔ برطانیہ میں مسلمانوں کے علاوہ دنیا بھر سے ہر مذہب و نسل کے لوگ تلاش روزگار کے سلسلے میں آتے ہیں اور لندن کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ یہاں اصل مقامی باشندے کم ہیں اور تارکین وطن زیادہ ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی نہیں چاہتا کہ یہاں کسی قسم کی افراتفری پھیلے یا غیر یقینی کی صورتحال پیدا ہو اس شہر سے نہ صرف ان کا روزگار بلکہ مستقبل بھی وابستہ ہے مگر جو حالات پیدا ہو رہے ہیں، ان کے باعث برطانوی معاشرے میں تشدد پھیلنے کا اندیشہ ہے اور آنے والے دنوں میں برطانیہ کی کثیرالقومی آبادی والے معاشرے کا بھی امتحان ہوگا۔

برطانوی حکام اس امتحان سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار بھی کر رہے ہیں اور دھماکوں کے محض چند گھنٹوں بعد ہی مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے رہنماؤں پولیس حکام اور وزراء نے اس مقصد کے لیے حکمت عملی مرتب کرنا شروع کر دی۔ وہ چاہتے ہیں کہ عام برطانوی مسلمانوں اور شدت پسند مسلمانوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے۔ وہ ان عوامل پر بھی غور کر رہے ہیں جن کی بنیاد پر نفرت یا غصے نے جنم لیا۔ کچھ لوگ برطانیہ کے دہشت گردی مخالف متنازعہ قوانین اور عراق میں کی جانے والی کاروائیوں کو اس نفرت کا سبب بتاتے ہیں۔ برطانوی پارلیمنٹ میں لیبر پارٹی کے مسلم رکن شاہد ملک کا خیال ہے کہ ماضی میں کچھ لوگ مسئلہ فلسطین پر برطانیہ کے دوہرے معیار کو ناانصافی قرار دیتے رہے ہیں۔ البتہ انہوں نے یہ بات کھل کر کہی کہ مسلمان کبھی یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ انتہاپسندی موجود ہے بالکل اسی طرح جیسے بعض سفید فام نسل پرستی کو کبھی تسلیم نہیں کرتے۔

برطانیہ میں مقیم مسلمان رہنماؤں کو یہ اندیشہ بھی ہے کہ بم دھماکوں کے بعد ردعمل کے طور پر مسلمانوں کے خلاف نفرت اور بدلہ لینے کے جذبات میں اضافہ ہوگا۔ خصوصاً وہ خواتین اس نفرت کا نشانہ بن سکتی ہیں جو حجاب پہن کر

گھروں سے باہر نکلتی ہیں۔ وہ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اس ردعمل کے نتیجے میں جو نااتفاقی یا کشیدگی پھیلے گی اس کا فائدہ نوجوان نسل کو انتہاپسندی کی جانب مائل کرنے والے عناصر اٹھا سکتے ہیں اور یہی بات سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

(بشکریہ غلام محی الدین روزنامہ جنگ)

پنجاب بجٹ 2005-06ء

9 جون 2005ء کو پنجاب کے وزیر خزانہ حسنین بہادر دریشک نے 2005-06 کے لیے صوبائی بجٹ پیش کیا۔ جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1- بجٹ کی کل مالیت 224.408 ارب روپے ہے۔

2- 2005-06ء کی بجٹ تجاویز میں 53 ارب روپے کی بچت متوقع ہے۔

3- ترقیاتی اخراجات کے لیے 9.827 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

4- بجٹ میں مقامی حکومتوں کے لیے 90 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

5- ٹیکسوں کا ہدف 20.124 ارب سے بڑھا کر 25.771 ارب روپے کر دیا گیا ہے جن میں سے 9 ارب روپے بلاواسطہ ٹیکسوں سے اور 16.767 ارب روپے بالواسطہ ٹیکسوں کے ذریعے وصول کیے جائیں گے۔

6- 2005-06ء کے مالی سال کے دوران میں غیر ٹیکس محصولات کا تخمینہ 33.124 ارب روپے سے زیادہ ہے۔

7- صوبہ پنجاب اپنے ذرائع سے 58.895 ارب روپے حاصل کرے گا جب کہ وفاقی حکومت سے 165.513 ارب روپے ملیں گے جن کی تفصیل یہ ہوگی۔

(i)	قابل تقسیم حدسے	131.117 ارب روپے
(ii)	گرانٹیں	30.202 ارب روپے
(iii)	براہ راست ترسیلات	4.193 ارب روپے

8- جی پی فنڈ اور پنشن فنڈ کے لیے 8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

9- قرضہ جات پر سود کی ادائیگی کے لیے 11.846 ارب روپے اور قرضہ جات کی واپسی کی مد میں 8.2 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

10- بجٹ میں مختلف شعبوں کے لیے درج ذیل رقومات مختص کی گئی ہیں۔

(i)	جنرل پبلک سروس	108.163 ارب روپے
(ii)	پبلک پرڈر اور سیفٹی	20.836 ارب روپے
(iii)	معاشی معاملات	12.978 ارب روپے
(iv)	ماحولیات کا تحفظ	82 کروڑ 20 لاکھ روپے

(v)	ہاؤسنگ سیکٹر	2.207 ارب روپے
(vi)	صحت	5.971 ارب روپے
(vii)	ایجوکیشن سیکٹر	4.976 ارب روپے
(viii)	سماجی تحفظ	1.114 ارب روپے

11- بجٹ میں پاپولیشن ویلفیئر کے لیے 73 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

12- سستا آٹا سکیم کے لیے 30 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

13- زراعت کے شعبہ میں ترقیاتی کاموں کے لیے 92 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

14- بجٹ تجاویز میں بیوٹی پارلروں، لانڈریوں، شفاخانوں اور شادی گھروں پر سیلز ٹیکس ختم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

سندھ بجٹ 2005-06ء

10 جون 2005ء کو سندھ کے وزیر خزانہ سید سردار احمد نے مالی سال 2005-06ء کے لیے اسمبلی میں بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ کے اہم نکات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- بجٹ کی کل مالیت 143 ارب روپے ہے، جس میں 8.9 ارب روپے کا خسارہ ظاہر کیا گیا ہے۔

2- بجٹ میں رواں اخراجات کا تخمینہ 118.93 ارب روپے ہے جب کہ پبلک سیکٹر کی ترقی کے لیے 24 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

3- صوبہ سندھ کو ہونے والی 112.95 ارب روپے کی آمدنی کی تفصیل یہ ہے۔

(i)	وفاقی فنڈز سے حصہ	52 ارب روپے۔
(ii)	براہ راست انتقال	29.52 ارب روپے۔
(iii)	چونگی، ضلع ٹیکس گرانٹ	12.15 ارب روپے۔
(iv)	صوبائی آمدنی	19.28 ارب روپے۔

4- صوبہ سندھ میں ترقیاتی مد میں 24 ارب روپے رکھے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

(i)	صوبائی حکومت	17.18 ارب روپے
(ii)	ضلعی حکومتیں	6.88 ارب روپے

5- سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں بالترتیب 15 فیصد اور 10 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں 12.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

6- بجٹ میں صوبائی وزراء، مشیروں، خصوصی معاونین اور اراکین اسمبلی کی تنخواہ میں 15 فیصد اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

7- حکومت نے لانڈریوں اور شادی گھروں پر سیلز ٹیکس ختم کر دیا ہے۔

8- قرضہ جات اور سود کی ادائیگی کے لیے 92.66 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

صوبہ سندھ کا بجٹ 2005-06ء ایک نظر میں (ارب روپے)

بجٹ کی کل مالیت	143.0 ارب روپے
بجٹ کے محصولاتی اخراجات	118.93 ارب روپے
بجٹ میں صوبائی آمدنی	112.95 ارب روپے
رواں کیپٹل اخراجات	7.81 ارب روپے
رواں کیپٹیل آمدن	4.79 ارب روپے
کیپٹل اکاؤنٹ میں خسارہ	3.01 ارب روپے
ترقیاتی پروگرام	24.0 ارب روپے
ترقیاتی بجٹ میں صوبائی حکومت کا حصہ	17.18 ارب روپے
ترقیاتی بجٹ میں ضلعی حکومتوں کا حصہ	6.88 ارب روپے
قرضہ جات اور سود کی ادائیگی	92.66 ارب روپے

بلوچستان بجٹ 2005-06ء

22 جون 2005ء کو بلوچستان کے وزیر خزانہ سید احسان شاہ نے 2005-06 کا صوبائی بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1- بجٹ کی کل مالیت 46.37 ارب روپے ہے۔

2- سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 11.76 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

3- سڑکوں کی تعمیرات کے لیے 5.04 ارب روپے ہے۔

4- بجٹ میں سوشل ویلفیئر سیکٹر کی 33 سکیموں کے لیے ایک ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

5- سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 1166 سکیموں پر کام کیا جائے گا۔

6- پانی کے شعبے میں 135 منصوبوں کے لیے 82 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ان منصوبوں میں سے 61 نئے اور 73 رواں منصوبے ہیں۔

7- پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لیے 22 کروڑ دس لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

8- پبلک نمائندہ پروگرام کے لیے 16 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

9- صحت کے شعبہ کے لیے 1.9 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس رقم میں سے ایک ارب روپے بیرونی امداد سے حاصل کیے جائیں گے جب کہ 90 کروڑ روپے مرکزی حکومت فراہم کرے گی۔

10- مالی سال 06-2005ء کے دوران میں مختلف شعبوں کے لیے مختص شدہ رقومات درج ذیل ہیں۔

(i) زراعت کا شعبہ = 6 کروڑ 70 لاکھ روپے
(ii) جنگلات کا شعبہ = 1 کروڑ 70 لاکھ روپے
(iii) لائیوسٹاک = 4 کروڑ 70 لاکھ روپے
(iv) جنگلی حیات = 29 لاکھ روپے
(v) ثقافت = 30 لاکھ روپے
(vi) کوئٹہ ترقیاتی ایجنسی = 35 لاکھ روپے
(vii) ماہی گیری کا شعبہ = 2 کروڑ 10 لاکھ روپے

11- فیزیکل پلاننگ کے لیے 22 کروڑ دس لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

12- ماحولیات کے شعبے کے لیے 11 کروڑ 20 لاکھ رکھے گئے ہیں۔

13- معدنیات کے شعبے کے لیے 6 کروڑ 6 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

14- تعلیم کے شعبہ کے لئے 1.61 ارب روپے رکھ گئے ہیں۔

بلوچستان بجٹ 06-2005ء ایک نظر میں

شعبہ	مختص رقم	شعبہ	مختص رقم
بجٹ کی کل مالیت	46.37 ارب روپے	سوشل ویلفیئر	1 ارب روپے
سالانہ ترقیات پروگرام	11.76 ارب روپے	فزیکل پلاننگ	22 کروڑ 10 لاکھ
تعلیم کا شعبہ	1.61 ارب روپے	معدنیات کا شعبہ	6 کروڑ 10 لاکھ
صحت کا شعبہ	1.9 ارب روپے	کوئٹہ ترقیاتی اتھارٹی	35 لاکھ روپے
زراعت	6 کروڑ 70 لاکھ	سڑکوں کی تعمیر	5.04 ارب روپے
لائیوسٹاک	4 کروڑ 70 لاکھ	BDA کے 37 منصوبے	89 کروڑ 30 لاکھ
ثقافت	30 لاکھ روپے	پبلک نمائندہ پروگرام	16 کروڑ 50 لاکھ
جنگلات	1 کروڑ 70 لاکھ	کل ترقیاتی منصوبے	1166
ماہی گیری	2 کروڑ 10 لاکھ	جنگلی حیات	29 لاکھ روپے

صوبہ سرحد کا بجٹ 06-2005ء

19 جون 2005ء کو سرحد کے وزیرخزانہ سراج الحق نے صوبائی اسمبلی میں مالی سال 06-2005ء کا بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

☆ 06-2005 کے دوران آمدنی کا تخمینہ 63 ارب روپے جب کہ خسارہ 2.3 ارب روپے ہے۔

☆ کل 63 ارب آمدن میں سے 58.4 ارب روپے محصولات سے ملیں گے اور 5.23 ارب روپے ضلعی حکومتوں کو دیے جائیں گے۔

☆ 06-2005 کے دوران میں وفاقی حکومت سے پانچ ارب روپے کی خصوصی گرانٹ ملے گی جو ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جائے گی۔

☆ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافہ کے لیے 6.5 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

☆ قرضہ جات کا بوجھ کم کرنے کے لیے 2.1 ارب روپے وفاقی حکومت کو ادا کیے جائیں گے۔

☆ 06-2005ء کے دوران میں غیرملکی اور داخلی قرضہ جات کے سلسلے میں ادائیگیوں کے لیے 3.6 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

☆ صوبہ سرحد میں شہری اور دیہی علاقوں میں چھوٹے مکانوں کے مالکان کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔

☆ سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے لیے 20.98 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس رقم میں سے 6.85 ارب روپے بیرونی فنڈز سے اور 11.2 ارب روپے صوبائی ذرائع سے حاصل ہوں گے۔

☆ 06-2005 میں سالانہ ترقیاتی فنڈ کی تقسیم درج ذیل ہے۔ سال کے دوران میں کل 985 ترقیاتی منصوبے مکمل کیے جائیں گے۔

اعلیٰ تعلیم — 76 کروڑ 50 لاکھ روپے
سکول اور شرح خواندگی — 2.295 ارب روپے
صحت کا شعبہ — 1.1224 ارب روپے
واٹر سپلائی، صفائی — 22 کروڑ 40 لاکھ روپے
اوقاف اور وزارتیں — 2 کروڑ 20 لاکھ روپے
تعمیرات کا شعبہ — 25 کروڑ 50 لاکھ روپے
شہری ترقی — 8 کروڑ 50 لاکھ روپے
آبپاشی کا شعبہ — 17 کروڑ 50 لاکھ روپے
جنگلات — 15 کروڑ 30 لاکھ روپے

ماحولیات کا تحفظ	ایک کروڑ 50 لاکھ روپے
سیاحت کا شعبہ	7 کروڑ روپے
ہائیڈل پاور کی ترقی	24 کروڑ 90 لاکھ روپے
صنعتیں اور معدنیات	19 لاکھ 57 ہزار روپے
سائنس و ٹیکنالوجی	5 کروڑ 50 لاکھ روپے
علاقائی ترقی	19 لاکھ 57 ہزار
تحقیق اور ترقی	3 کروڑ 30 لاکھ روپے

دینی مدارس اور سیاست و عسکریت

مدارس اور سیاست و عسکریت (Milltancy) کے مابین کیا تعلق ہے؟ سیاست اور عسکریت کیا ان مدارس کے اجزائے ترکیبی میں سے ہیں یا بعض خارجی عوامل نے مدارس کو ان سے متعلق کر دیا ہے؟ آج کے کالم میں یہی سوالات پیش نظر ہیں۔

جوہری طور پر دینی مدارس کا عصری سیاست سے کوئی تعلق ہے نہ عسکریت سے 1867ء میں جب دارالعلوم دیو بند قائم ہوا تو اس کے پیش نظر اس دینی علمی روایت کا تحفظ تھا جسے انگریزی اقتدار سے خطرات لاحق تھے۔ یہ دینی روایت دو چیزوں کا مرکب ہیں فقہ حنفی اور تصوف۔ تصوف کی روایت کو زندہ رکھنے کے لیے خانقاہی نظام وجود میں آیا اور فقہی و علمی روایت کو باقی رکھنے کے لیے دینی مدارس قائم ہوئے۔ ان مدارس میں پڑھانے کے لیے جو نصاب منتخب ہوا اس کا انتساب ملا نظام الدین سہالوی کے نام ہے جن کا انتقال 1747ء میں ہوا اسی نسبت سے اسے درس نظامی کہا جاتا ہے گویا اڑھائی سو سال پہلے جو مضامین انہوں نے ترتیب دیئے تھے کم و بیش وہی آج بھی ان مدارس میں پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس طرح یہ نصاب اختیار کرنے میں 9/11 یا القاعدہ کا کوئی کردار نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ درس نظامی میں جو بیس مضامین کم یا زیادہ پڑھائے جاتے ہیں ان میں صرف آٹھ ایسے ہیں جنہیں مذہبی کہا جا سکتا ہے۔ دیگر تمام مضامین سیکولر ہیں جن میں طب ریاضی وغیرہ شامل ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مذہبی علوم میں بھی کہیں باب الجہاد وغیرہ نہیں پڑھایا جاتا۔ مثال کے طور پر حدیث کی معروف چھ کتابوں میں جہاد کا باب موجود ہے لیکن درس نظامی کے حدیث کے نصاب میں ایسی کوئی چیز شامل نہیں ہے۔ یہی معاملہ فقہ کا ہے۔ گویا یہ بات طے ہے کہ دینی مدارس کا نصاب نہ جہادی ہے نہ کسی طرح انقلابی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان مدارس میں جو سیکولر یا سائنسی علوم پڑھائے جاتے ہیں ان کے پڑھنے سے اس بات کا کوئی امکان پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ابن سینا پیدا ہو جائے یا کسی میں ایٹم بم بنانے کی استعداد کا ظہور ہو۔ ریاضی یا علم فلکیات کے لیے جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں سے جدید ترین کتاب کم از کم پانچ سو سال پرانی ہے۔ اب ان کتابوں کے مطالعہ سے تسخیر کائنات تو دور کی بات ہے اس کا خواب بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔

ہمارے ہاں 1960ء کی دہائی میں اس نصاب میں بعض تبدیلیاں کی گئیں لیکن ان سے کوئی جوہری فرق واقع نہیں ہوا۔ مختصراً یہ مدارس نہ تو اس لیے قائم ہوئے کہ امریکا کی عالمی حیثیت کو چیلنج کریں اور نہ اس لیے کہ کسی جہاد کے لیے مجاہدین تیار کریں۔ ان کا مقصد اس علمی سرمایے کو محفوظ بنانا تھا جو علم تفسیر، علم حدیث یا فقہ کے عنوان سے ہمارے اسلاف سے روایت ہوا ہے۔ یہ مدارس بالکل اسی طرح بھارت اور نیپال میں بھی موجود ہیں۔ کم و بیش اسی صورت میں بنگلہ دیش میں بھی ہیں۔ اگر ان میں جوہری طور پر عسکریت یا امریکہ مخالفت کا عنصر پایا جاتا تو ہر جگہ اس کا اظہار ہوتا۔ ہمیں معلوم ہے کہ ان مدارس کے ساتھ فی الجملہ کہیں یہ مسئلہ نہیں ہے۔

اگر یہ مقدمہ درست ہے تو پھر ہمارے بعض مشاہدات اس کے خلاف کیوں ہیں؟ ہم دینی اداروں سے متعلق بعض لوگوں کو عسکری طور پر متحرک دیکھتے ہیں اور سیاسی طور پر بھی آ کر اس کی وجہ کیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس وجہ کو جان سکیں تو اس بارے میں موجود ابہام ختم ہو جائے۔

آج اگر مدارس سے متعلق بعض لوگوں میں عسکری اور سیاسی رجحانات پائے جاتے ہیں تو ان کا پہلا ظہور 1980ء کی دہائی میں ہوا اور 1990ء کی دہائی میں یہ بہت نمایاں ہو گئے۔ اس کے اسباب خارجی تھے داخلی نہیں تھے۔ یہ خارجی اسباب تین تھے۔

1- بعض مذہبی شخصیات کا شوق سیاست۔
2- سوویت یونین کو شکست دینے کا امریکی منصوبہ
3- چند اہم علاقائی تبدیلیاں جنہوں نے فرقہ واریت کو تقویت پہنچائی۔

مدارس سے متعلق لوگ مزاجاً غیر سیاسی ہوتے ہیں۔ ان کی مجموعی تاریخ یہ ہے کہ وہ درس و تدریس ہی میں ساری عمر گزار دیتے ہیں۔ وہ اگر اس سے نکلیں تو دعوتی سرگرمیوں میں شامل ہو جاتے ہیں اس سے زیادہ نہیں جب بعض مذہبی لوگوں میں سیاست کا شوق پیدا ہوا تو انہوں نے ان مدارس کو اپنا فطری حلقہ سیاست قرار دیا۔ چنانچہ اس کے بعد مدرسے کا کمرہ جماعت اور مسجد کا منبر دونوں سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ہونے لگے۔ 1977ء سے پہلے مسجد کا منبر یا مدرسہ بعض مذہبی مسائل جیسے تحریک ختم نبوت وغیرہ کے لیے استعمال ہوتے تھے سیاسی مقاصد کے لیے نہیں۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ کے لئے جو اصلاً ایک سیاسی تحریک تھی ان دونوں مذہبی علامتوں کو بہت خوبی کے ساتھ استعمال کیا گیا اور اس کے بعد آج تک یہ اسی طرح استعمال ہوتے آ رہے ہیں۔

افغانستان میں روسی مداخلت تک یہ کردار زیادہ تر سیاسی تھا۔ جب امریکا نے سوویت یونین کے خلاف لڑنے کا فیصلہ کیا تو اس حکمت عملی میں یہ بات بطور خاص شامل تھی کہ افغانستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پوری طرح استعمال کیا جائے اس موقع پر پاکستان میں بالخصوص شمالی اور جنوبی علاقوں میں عسکری تربیت کے بعض کیمپ قائم کیے گئے جن میں افغان اور پاکستانی نوجوانوں کو روس کیخلاف لڑنے کے لیے عسکری تربیت دی گئی۔ چونکہ سارا کام مذہب کے نام پر ہو رہا تھا اسلیے جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لیے یہاں مذہبی تعلیم بھی دی جانے لگی۔ تمام مسلمان دنیا سے فنڈز جمع کرنے کے لیے بھی انہیں مذہبی لبادہ اوڑھنا ضروری تھا۔ ان کے لیے خصوصی نصاب تیار کیا گیا اور یہ ذمہ داری سی آئی اے نے ادا کی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے واشنگٹن پوسٹ 23 مارچ 2002ء میں جو سٹیفنز اور ڈیوڈ اٹاوے

کا مضمون:(The ABCs of Jihad in Afghanistan)عسکری تربیت کے ان اداروں میں وہ افغان نوجوان زیرِ تربیت تھے جن کے خاندان ہجرت کر کے پاکستان آ گئے تھے اور ساتھ ہی پاکستان کے نوجوان بھی۔ ان اداروں سے انہیں تربیت رہائش خوراک سب کچھ ملنے لگا اور امریکہ کو رضا کار بھی مجھے امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں سیاسیات کے ایک پاکستانی پروفیسر نے بتایا کہ ان دنوں میں سی آئی اے نے اردن کے ایک ادارے کو ان مذہبی اداروں کے لیے کتابیں شائع کرنے کا کام دیا۔ اس ضمن میں جو قاعدہ شائع کیا گیا اس کی نوعیت کچھ اس طرح تھی۔ الف سے اللہ ج سے جہاد ک سے کلاشنکوف۔

جب امریکہ کا کام نکل گیا تو اس نے ان اداروں اور ان لوگوں کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے گھر روانہ ہو گیا۔ ان لوگوں کے پاس جذبہ جہاد موجود تھا جہاد کی تربیت بھی اور بچے کھچے ہتھیار بھی۔ اب انہیں کسی نئے محاذ کی ضرورت تھی۔ ان میں سے ایک محاذ وہ ہے جو اب امریکہ کے خلاف کھل چکا ہے۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی یہی وہ بے وفائی ہے جس کا گلہ جنرل پرویز مشرف صاحب نے عوام کے نام اپنے خطاب میں بھی کیا ہے۔ یہ دراصل وہ لوگ ہیں جنہیں ان دنوں دینی مدارس سے وابستہ کیا جا رہا ہے حالانکہ یہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل نہیں ہیں۔ یہ امریکا اور مغربی ممالک کے تعاون سے قائم ہونے والے ان عسکری تربیت کے مراکز میں پروان چڑھنے والے لوگ تھے جہاں مذہب کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔

تیسرا خارجی عامل وہ ہے جس کا تعلق پاکستان کے ہمسایہ ممالک میں آنے والی بعض بڑی سیاسی تبدیلیوں اور ان کے اثرات سے ہے۔ ان کے نتیجے میں مذہبی اختلافات کو اپنی انتہا تک پہنچا دیا گیا جس کے تحت دوسرے فرقے کے لوگوں کو مارنا دین کا بنیادی تقاضا بن گیا۔ اب یہ عناصر جن چند مدارس سے متعلق تھے وہ ایسی انتہاپسند قوتوں کے مرکز بن گئے یہ ظاہر ہے کہ چند ہی تھے۔ بحیثیت مجموعی دینی مدارس اس عمل سے لاتعلق رہے۔

میرے نزدیک اس سارے معاملے کی حقیقت یہی ہے۔ اگر یہ تجزیہ درست ہے تو اس کے بعد ہماری جو ذمہ داری سامنے آتی ہے اس کی نوعیت کچھ اس طرح ہے۔

1- ہمارے اہل علم اور صاحبان قلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاملے کی حقیقت کو دنیا کے سامنے واضح کریں۔ بالخصوص انگریزی زبان میں لکھنے والوں کا یہ ملی فریضہ ہے کہ وہ معاملے کا کھوج لگائیں اور اس کا ابلاغ عام کریں۔

2- وفاقی حکومت اس بات کا اہتمام کرے کہ پولیس اہلکار اور دوسرے سرکاری ادارے انتہاپسندی کے نام پر دینی مدارس پر بلاتحقیق نہ چڑھ دوڑیں۔ اگر انہیں کسی مدرسے کوئی شکایت ہے تو وہ اس کے مہتمم سے بات کریں اور براہ راست مداخلت سے گریز کریں۔

3- دینی مدارس کے تمام وفاق ایک مشترکہ اجلاس بلائیں جس میں ان عناصر سے اظہار لاتعلقی کریں جو کسی عملی سیاست یا عسکری جدوجہد سے متعلق ہیں۔ وہ اس ضابطے پر سختی سے عمل کروائیں کہ اگر کوئی شخص عملی سیاست میں حصہ لینا چاہتا ہے یا کسی عسکری تنظیم میں شامل ہے تو وفاق کا عہدیدار نہیں رہ سکتا۔

4- حکومت علما بالخصوص پانچوں وفاق کے نمائندوں سے قریبی تعلقات قائم کرے اور ان کے ذریعے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرے۔ اس ضمن میں ملکی سکالرز اور صحافت سے متعلقہ لوگوں کو ان اداروں کے دورے کروائے

جائیں۔

اگر ہم دنیا کے سامنے مدارس کی ساکھ بحال کرنا چاہتے ہیں تو میری دانست میں اس کا یہی لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔ بصورت دیگر امریکہ اور برطانیہ کو برا بھلا کہنے سے ہم اپنا مقدمہ ہی کمزور کریں گے۔

(بشکریہ مسٹر خورشید ندیم روزنامہ جنگ)

حسبہ بل

ادارہ حسبہ کا قیام:

تمہید:

ہر گاہ اس تمام کائنات میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس ملک خداداد کے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عوام کے منتخب نمائندوں کو اس کے تفویض کردہ اختیارات ایک مقدس امانت ہیں۔

ہر گاہ کہ اسلامی نظام کی ترویج کا تانا بانا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے گرد گھومتا اور پروان چڑھتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے علاوہ دیگر اقدامات کے ایک ایسے ادارہ احتساب کا قیام بھی ضروری ہے جو معاشرہ کے ہر طبقے بشمول خواتین، اقلیت و کمسن بچوں کے حقوق کی موثر طور پر نگرانی کر سکے اور انہیں معاشرہ میں وقوع پذیر ہونے والے ممکنہ برائیوں اور ناانصافیوں سے بچا سکیں۔

ہر گاہ کہ یہ بھی ضروری ہے کہ احتساب کے حوالے سے محتسب کے دائرہ اختیار کو سرکاری انتظامیہ دفاتر تک پھیلایا جائے تاکہ انتظامیہ میں ممکنہ ناہمواریوں، ناانصافیوں، زیادتیوں اور اختیارات کے بے جا استعمال کا ازالہ کیا جا سکے۔

مختصر عنوان، وسعت اور آغاز

۱۔ (۱) اس قانون کو شمال مغربی سرحدی صوبہ حسبہ ایکٹ مجریہ ۲۰۰۳ کے نام سے پکارا جائے گا۔

(۲) اس کا اطلاق پورے صوبے سرحد پر ہوگا۔

(۳) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ تعریفات

اس ایکٹ میں مذکورہ اصطلاحات کی تعریف (بشرط موافقت سیاق وسباق) درج ذیل ہوگی۔

(۱) ''ایجنسی'' ایجنسی سے مراد محکمہ، کمیشن یا دفتر صوبائی حکومت، کارپوریشن یا کوئی دوسرا ادارہ جو کہ صوبائی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر کنٹرول ہو لیکن اس میں عدالت عالیہ اور اس کے تحت اور زیر کنٹرول عدالت ہائے داخل نہیں ہونگے البتہ صوبائی اسمبلی اور اس کا سیکرٹریٹ اس میں شامل ہوگا۔

(۲) ''امر بالمعروف'' سے مراد ہے نیکی کا حکم دینے کی ذمہ داری کو پورا کرنا جیسا کہ قرآن حکیم اور سنت نبوی

ﷺ میں بیان کیا گیا ہے۔

وضاحت:

قانون ہذا کی اغراض کیلئے امر بالمعروف سے مراد ایسے معاملات میں نیکی کا حکم دینا ہے، جہاں سوائے قانون ہذا کے تحت مہیا کی گئی صورت کے دادرسی کی کوئی دوسری قانونی، عدالتی یا انتظامی صورت موجود نہ ہو۔

(۳) حسبہ فورس سے مراد وہ فورس ہے جو محتسب کو پولیس فورس سے وقتاً فوقتاً مہیا کی جائے۔

(۴) نہ عن المنکر سے مراد ہے برائی سے روکنے کی ذمہ داری پوری کرنا جیسا کہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ مین اس کا تقاضا کیا گیا ہے یا وہ جملہ امور جو قرآن اور اس کی روشنی میں صوبائی عشر مشاورتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں وقتاً فوقتاً منظور کرے۔

(۵) بدعنوانی میں ہر وہ فیصلہ، اقدام اور سفارش اور عمل اور کوتاہی شامل ہوگا جو۔۔۔۔۔

(الف) خلاف قانون، وخلاف قاعدہ، خلاف ضابطہ یا طے شدہ ضابطہ کار کے خلاف ہو لیکن اس میں ایسے فیصلے یا اقدام شامل نہیں ہونگے جس کے لئے معقول وجوہات موجود ہوں یا نیک نیتی کے تحت صادر کئے گئے ہوں یا اٹھائے گئے ہوں۔

(ب) جانبدارانہ، تکلیف دہ، نامعقول وغیر منصفانہ، سنگدلانہ اور امتیازی ہو۔

(ج) غیر متعلقہ دلائل پر مبنی ہو۔

(د) قانون اختیارات کا ناجائز استعمال اور قانونی اختیارات کے استعمال میں غفلت جس کا مقصد ذاتی اغراض کا حصول ہو جیسا کہ رشوت، اقرباء پروری، بے جا حمایت اور اختیارات سے تجاوز۔

(ر) ''غفلت، بے توجہی، تاخیر، صفاحیت کا فقدان، عدم دلچسپی یا اسی طرح کے دیگر عوامل جو ذمہ داری اور فرائض کی انجام دہی میں روا رکھا گیا ہو۔

(۶) ''دفتر'' سے مراد حسبہ صوبہ سرحد کا دفتر ہے۔

(۷) ''صوبائی مشاورت کونسل'' سے مراد وہ کونسل ہے جو ایکٹ ہذا کے تحت قائم کی جائے۔

(۸) ''صوبہ'' یا ''صوبہ سرحد'' سے مراد شمال مغربی سرحدی صوبہ ہوگا۔

۲۔ محتسب کسی بھی وقت تحریری استعفیٰ پیش کر کے خود کو فارغ کر سکتا ہے۔

(۵) ممانعت

(۱) محتسب اپنی تقرری کے دوران اور کوئی منافع بخش عہدہ یا پیشہ اختیار نہیں کر سکے گا۔

(۲) محتسب اپنی میعاد تقرری کے اختتام سے دو سال کے عرصہ تک قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل نہیں ہوگا۔

(۶) محتسب کے شرائط ملازمت اور تنخواہ وغیرہ۔

(۱) صوبائی محتسب ان جملہ مراعات، الاونسز، کا تنخواہ کا حقدار ہوگا جو وفاقی شرعی عدالت کے جج کو حاصل ہیں۔

(۲) ضلعی محتسب ان جملہ مراعات تنخواہ الاونسز کا حقدار ہوگا جو سیشن جج کو حاصل ہیں۔

(۳) محتسب کو ذہنی یا جسمانی معذوری اور بدعنوانی کے ارتکاب کی بناء پر معزول کیا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں محتسب کو قبل از وقت نوٹس دیا جائے گا اور اگر محتسب اپنی معزولی کے وجوہات کو غلط سمجھتا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ عدالت عالیہ سے رجوع کرے جس کی شنوائی عدلت عالیہ پشاور کے ڈویژن بینچ کے روبرو ہوگی اور ایسی سماعت نوے دن کے اندر عمل میں نہ آئے تو محتسب کے خلاف نوٹس معزولی موثر ہو جائے گی۔

(۴) اگر محتسب مذکورہ دفعہ کے دفعہ (۳) کے تحت سماعت کی درخواست کرے تو اسی تاریخ سے وہ اپنا فرض منصبی بجالانے سے فوراً رک جائیگا۔

(۵) اگر محتسب کو بدعنوانی کے الزام کے تحت ہٹایا گیا ہو تو وہ کسی سرکاری محکمے میں کم از کم چار سال تک ملازمت اور قومی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر بننے کا اہل نہ ہوگا۔

(۷) قائم مقام محتسب

(۱) اگر صوبائی محتسب کسی وجہ سے مثلاً رخصت وغیرہ کی بناء پر اپنے دفتر میں حاضر نہ ہو تو مجاز اتھارٹی کسی بھی ضلعی محتسب کو اس کی جگہ قائم مقام صوبائی محتسب مقرر کرے گی۔

(۲) اگر صوبائی محتسب کا عہدہ کسی اور وجہ سے خالی ہو تو صوبائی حکومت قائم مقام محتسب مقرر کرے گی۔

(۸) سٹاف کی تقرری اور شرائط ملازمت

(الف) محتسب کے سٹاف ممبران کی شرائط ملازمت اور تنخواہ والاونسز حکومت مختص کرے گی۔

(ب) ضلعی محتسب جدول ''ب'' میں دیئے گئے حلف نامہ کے مطابق صوبائی محتسب کے روبرو اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔

(۹) محتسب کے اختیارات وفرائض

محتسب کسی شخص کی تحریری یا زبانی درخواست وعدالت، عدالت عظمیٰ یا کسی بھی عدالت یا صوبائی اسمبلی کے ریفرنس پر یا از خود نوٹس لیکر۔

(الف) کسی بھی ایجنسی یا اس اہلکار/اہلکاران و ملازم/ملازمین کے خلاف بدعنوانی کے الزام/الزامات کی تفتیش کرنے کا مجاز ہوگا۔

(ب) صوبائی سطح پر اسلامی اخلاق اور آداب کی نگرانی کریگا۔

(ج) صوبائی حکومت کے قائم کردہ یا اس کے زیر کنٹرول ذرائع ابلاغ کی اس نہج پر نگرانی کریگا کہ نشریات اسلامی اقدار کے ترویج کیلئے کارآمد ہوں۔

(د) اشخاص، ایجنسی ہائے اور احکام کو جو صوبائی حکومت کے زیر انتظام کام کرتے ہوں کے خلاف شریعت کام کرنے سے روکنے کے لئے احکامات جاری کرے گا اور اچھی حکمرانی کی ترغیب دے گا۔

(ر) ایسی ہدایات اور اصول کریگا جو اس دفعہ کے تحت کام کرنے والے حکام کی کارکردگی کو موثر بنانے کیلئے ضروری ہو۔

(س) صوبائی انتظامیہ کے کام کو سہل اور موثر بنانے کیلئے مدد فراہم کریگا۔ شرط یہ ہے کہ محتسب اس امر یا امور میں دخل نہ دیگا جو کسی بھی مجاز عدالت میں زیر سماعت ہو یا جو حکومت اور بیرونی حکومتوں اور ایجنسیوں کے معاہدہ وغیرہ سے ہو اور یا ان امور سے متعلق ہو جو دفاعی، بری، بحری اور ہوائی فوج اور ان کے متعلق قوانین سے وابستہ ہو۔

(۱۰) ضابطہ کار اور شہادت

(۱) شکایات تحریری طور پر یا زبانی طور پر متاثرہ فرد یا افراد کی جانب سے اور یا ان کی فوتگی کی صورت میں انکے ورثاء کی طرف سے محتسب کے دفتر میں خود محتسب یا متعلق سٹاف ممبر کو دستی طور پر یا بذریعہ ڈاک، ای میل اور فیکس وغیرہ کے ذریعہ پہنچایا جائیگا۔

(۲) اگر محتسب کسی معاملہ میں تفتیش کرنا چاہے تو متعلق شکایات کی بابت ایجنسی کے پرنسپل دفتر یا اس کے ذیلی دفتر کو براہ راست نوٹس جاری کرتے ہوئے جوابدہی کا حکم دیگا اور اگر مناسب وقت پر متعلقہ ایجنسی یا اس کے زیر کنٹرول افسر مجاز کی طرف سے جواب موصل نہ ہو تو محتسب از خود تفتیش کا آغاز کریگا یہ تفتیش غیر رسمی ہوگی تاہم مخصوص حالات میں محتسب کسی بھی ضابطہ کار کو عمل میں لاسکتا ہے محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ ایکٹ ہذا کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے متاثرہ فریق یا اس کی طرف سے پیش کئے جانے والے گواہوں کا خرچہ اسے ادا کرے محتسب کو اختیار ہوگا کہ بذات خود یا اس کا نامزد کردہ اہل کار متعلقہ ایجنسی کے دفتر کا ریکارڈ چیک کرے بشرطیکہ مملکت کے راز سے متعلق نہ ہو۔ اگر محتسب کسی شکایت پر کسی قسم کی کاروائی مناسب نہیں سمجھتا تو وہ شکایت کنندہ کو اس سے متعلق اطلاع دیگا۔ محتسب کو اختیار ہوگا کہ ایکٹ ہذا میں تفویض شدہ اختیارات کو روبہ عمل لانے کیلئے ضابطہ کار اور طریقہ کار از خود وضع کرے۔

(۱۱) نفاذ احکامات

شکایت پر کاروائی مکمل کرنے کے بعد محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ اس پر عمل درآمد کیلئے متعلقہ محکمہ کے افسر مجاز کو حکم نامہ جاری کرے اور ساتھ ساتھ دوسرے اقدامات جو وہ مناسب سمجھے اس پر اٹھائے۔ متعلقہ ایجنسی حکم نامہ میں درج ذیل میعاد کے اندر اپنی طرف سے اٹھائے گئے اقدام سے محتسب کو

مطلع کرے گا اور حکم عدولی کی صورت میں متعلقہ ایجنسی، حاکم اہل کار کے خلاف درج ذیل کاروائی ہوگی۔

(الف) حکومت صوبہ سرحد کی ملازمین سے برخاستی کے قانون مجریہ ۲۰۰۱ء کے تحت مقرر کردہ کوئی ایک یا زائد کاروائی۔

(ب) دوران تفتیش محتسب اور اس کے اہلکار کے ساتھ تعاون نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ حاکم، اہلکار کے خلاف مداخلت کار بر سرکار کے جرم میں کاروائی۔

(۲) ایکٹ ہذا کے تحت کاروائی کیلئے محتسب کو وہ جملہ اختیارات حاصل ہوں گے جو کہ ضابطہ دیوانی کے تحت فریقین کی طلبی ان کے بیانات قلم بند کرنے، دستاویزات پیش کرنے، شہادت حاصل کرنے کی بابت عدالت کو حاصل ہیں۔

(۳) اگر محتسب مطمئن ہو کہ زیر بحث شکایات کی بابت کسی بھی سرکاری اہلکار نے قابل تعزیر جرم کا ارتکاب کیا ہے یا اس کے خلاف دیوانی مقدمہ قائم ہوسکتا ہے۔ تو متعلقہ ایجنسی کو متعلقہ حسب قانون کو مذکورہ بالا کاروائی کا حکم دے گا۔

(۱۲) محتسب اور اسکے اہلکار یا حسبہ فورس کا کوئی ممبر تفتیش کی غرض سے اور دستاویزات کی رسائی کیلئے کسی بھی سرکاری دفتر میں داخل ہونے کا مجاز ہوگا اور دوران تفتیش متعلقہ ریکارڈ کا معائنہ اور نقولات حاصل کرنے کا مجاز ہوگا بشرطیکہ محتسب کا مذکورہ اہلکار ریکارڈ سے کوئی دستاویز قبضہ میں لینے کی صورت میں رسید حوالہ کرنے کا پابند ہوگا۔

(۱۳) توہین محتسب

محتسب کو توہین عدالت کی سزا دینے میں وہ اختیارات حاصل ہوں گے جو کہ عدالت عالیہ کو حاصل ہے۔

(۱۴) صوبائی مشاورتی کونسل

صوبائی محتسب اپنے لئے ایک صوبائی مشاورتی کونسل مقرر کرے گا جس کا وہ خود سربراہ ہوگا۔ جس کی صورت حسب ذیل ہوگی۔

(الف) دو مستند عالم دین۔ (ب) دو سینیئر وکلاء

(ج) ایک صحافی (د) اور دو ایسے حکومت کے نمائندے جو B.P.S-20 میں تعینات ہوں

(۱۵) اجلاس مشاورتی کونسل

(۱) ضلعی محتسب اپنی تقرری کے فوراً بعد کم از کم پانچ رکنی ضلعی مشاورتی کونسل قائم کرے گا۔ جس کا سربراہ وہ خود ہوگا۔ ممبران میں سے ایک عالم دین، ایک قانون دان ایک صحافی اور ایک ایسا شخص جو متعلقہ

ضلع کا معزز ہو اور اچھی شہرت کا حامل ہو اور ایک ضلعی افسر جو صوبائی حکومت کے زیر کنٹرول ہو۔

(۲) ضلعی مشاورتی کونسل ان امور پر مشورہ دے گا جو اسے وقتاً فوقتاً ضلع محتسب حوالہ کرے گا۔

(۱۹) تحصیل محتسب

ضلعی محتسب صوبائی محتسب کی اجازت سے حسب ضرورت تحصیل کی سطح پر نمائندہ مقرر کر سکے گا۔

(۲۰) ملازم سرکار

محتسب اور اس کے اہل کار بشمول حسبہ فورس تعزیرات پاکستان کے دفعہ (۲۱) کے تحت پبلک سرونٹ تصور ہونگے۔

(۲۱) استثنا

کوئی بھی عدالت یا اتھارٹی محتسب کے حکم یا اس کی کاروائی صحت و عدم صحت کے سوال پر کسی قسم کی مداخلت کا مجاز نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی بھی عدالت اس بابت کوئی حکم امتناعی جاری کر سکے گی۔

(۲۲) حسبہ فورس

ایکٹ ہذا کے تحت امور کی انجام دہی کے لئے صوبائی محتسب اور ضلع محتسب کو حسب ضرورت پولیس فورس مہیا کی جائے گی۔

(۲۳) محتسب کے اختیارات (خصوصی)

دفعہ (۹) کے تحت تفویض شدہ اختیارات کو متاثر کئے بغیر محتسب کو درج ذیل اختیارات حاصل ہونگے۔

(۱) پبلک مقامات پر اسلام کی اخلاقی اقدار کی پابندی کروانا۔

(۲) تبذیر یا اسراف کی حوصلہ شکنی خصوصاً شادیوں اور اس طرح کے دیگر خاندانی تقریبات کے موقع پر۔

(۳) جہیز دینے میں اسلامی حدود کی پابندی کروانا۔

(۴) گداگری کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۵) افطار اور تراویح کے وقت اسلامی شعائر کے احترام، ادب و آداب کی پابندی کروانا۔

(۶) عیدین کے نمازوں کے وقت ایسی مساجد کے آس پاس جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو کھیل تماشے اور تجارتی لین دین کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۷) جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی ادائیگی اور انتظام میں غفلت کا سد باب کروانا۔

(۸) کم عمر بچوں کو ملازم رکھنے کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۹) غیر متنازعہ مالی و مادی کے فیصلے میں غیر ضروری تاخیر کو روکنا۔

(۱۰) جانوروں پر ظلم روکنا۔

(۱۱) مساجد کی دیکھ بھال میں غفلت کا سد باب کروانا۔

(۱۲) آذان اور فرض نمازوں کے وقت اسلامی شعائر کے احترام و آداب کی پابندی کروانا۔

(۱۳) لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال اور مساجد میں فرقہ ورانہ تقریر سے روکنا۔

(۱۴) غیر اسلامی معاشرتی آداب کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(۱۵) پبلک مقامات پر ناشائستہ رویہ اختیار کرنے سے روکنا۔

(۱۶) آوارہ گردی کا تدارک کروانا۔

(۱۷) پیشہ ور تعویز فروشی، گنڈے، دست شناس اور جادوگری کا سد باب کرنا۔

(۱۸) اقلیتی حقوق کا تحفظ خصوصاً ان کے مذہبی مقامات اور وہ جگہ جہاں مذہبی رسومات ادا کئے جا رہے ہوں کا تقدس ملحوظ رکھنا۔

(۱۹) غیر اسلامی رسومات جس سے خواتین کے حقوق متاثر ہو خصوصاً غیرت کے نام پر قتل کے خلاف اقدام اٹھانا۔ میراث میں خواتین کو محروم رکھنے کا سد باب، رسم ''سورہ'' کا تدارک کروانا اور خواتین کے شرعی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

(۲۰) ناپ تول کی نگرانی اور ملاوٹ کا تدارک کروانا۔

(۲۱) مصنوعی گرانی کا سد باب کروانا۔

(۲۲) سرکاری املاک کی حفاظت کی نگرانی کروانا۔

(۲۳) سرکاری محکمہ جات میں رشوت ستانی کا تدارک کروانا۔

(۲۴) سرکاری اہلکار میں عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا۔

(۲۵) والدین کی نافرمانی پر مواخذہ کرنا۔

(۲۶) کوئی دوسرا امر یا امور جو وقتاً فوقتاً صوبائی محتسب مشاورتی کونسل کے مشورہ سے متعین کرے۔

(۲۷)(الف) غیر متنازعہ مالی امور میں متاثرہ فریق کی مناسب دادرسی۔

(ب) قتل اقدام قتل یا ایسے دیگر جرائم میں جس نے امن و امان میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو متعلقہ فریق یا قبیلوں کے درمیان مصالحت کروانا۔

(۲۴) مصالحتی کمیٹی

(۱) صوبائی محتسب، ضلعی محتسب کے مشورہ سے دفعہ (۲۳) کے شق ۲۷ کے تحت امر/امور کی انجام دہی کے لئے ہر تھانے کی سطح پر ایک مصالحتی کمیٹی قائم کرے گا۔ جو درج ذیل پانچ ارکان پر مشتمل ہوگا۔

۱۔ دو مستند عالم دین۔ ۲۔ ایک مقامی وکیل

۳۔ مقامی ایم پی اے کا ایک نمائندہ۔ ۴۔ علاقے کا ایک معزز

۵۔ متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او یا اس کا نمائندہ

(۲) صوبائی محتسب، ضلعی محتسب کے مشورہ پر مصالحتی کمیٹی کے ممبران میں سے کسی کو کسی وقت معزول کر سکتا ہے۔

(۴۵) جرم نا قابل دست اندازی پولیس

ایکٹ ہذا دفعہ (۲۳) کے تحت امور کی انجام دہی سے متعلق محتسب کے حکم کی خلاف ورزی نا قابل دست اندازی پولیس جرم ہوگا جس کی سزا ۶ ماہ تک قید اور مبلغ ۲۰۰۰ ہزار روپے تک جرمانہ ہوگی۔

(۴۶) اختیارات قواعد

ایکٹ ہذا کے مقاصد کے حصول کے لئے اور اسے موثر بنانے کے لئے حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ایکٹ ہذا سے موافق قواعد کوائف مرتب کئے جائیں گے۔

(۴۷) بالاتر حیثیت

ایکٹ ہذا اپنے مضامین (Provisions) کی حد تک مروجہ نافذ العمل کسی بھی قانون سے بالاتر حیثیت کا حامل ہوگا۔

(۴۸) ایکٹ ہذا کے نفاذ میں کسی مشکل یا رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے صوبائی حکومت مناسب نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مجاز ہوگی۔

سپریم کورٹ کا فیصلہ

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے سرحد اسمبلی کی جانب سے حسبہ بل کو منظور کیئے جانے کے بعد سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس دائر کیا تا کہ حسبہ بل کی آئینی حیثیت کا تعین ہو سکے۔ اس بل کے خلاف دائر صدارتی ریفرنس کی سماعت سپریم کے نورکنی لارجر بنچ نے کی جس نے سرحد اسمبلی کے منظور کردہ حسبہ بل کی متعدد سیکشنوں کی 20 ذیلی شقوں کو آئین سے متصادم قرار دیا ہے۔ گورنر سرحد کو ہدایت کی ہے کہ وہ موجودہ صورت میں حسبہ بل پر دستخط نہ کریں۔ لارجر بنچ نے یہ فیصلہ اتفاق رائے سے دیا۔ سماعت کے دوران ریمارکس دیتے ہوئے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے کہا کہ عدالت عظمی اس قانون کو ختم نہیں کر سکتی صرف رائے دے سکتی ہے۔ جسٹس جاوید اقبال نے کہا کہ حسبہ کے نفاذ سے معاشرے میں محاذ آرائی کا خطرہ ہے۔ سرحد حکومت کے وکیل خالد انور نے کہا کہ پارلیمنٹ کے قانون پر صدارتی ریفرنس نہیں بھیجا جا سکتا اور گورنر کے دستخط سے انکار پر آئینی بحران پیدا ہوگا۔

سپریم کورٹ نے سرحد اسمبلی کی طرف سے پاس کردہ 31 سیکشنوں کی 120 ذیلی شقوں کو آئین کے منافی قرار دیا ہے۔ سیکشن 10 محتسب کے اختیارات وفرائض سے متعلق ہے اس کی ذیلی شق (ب) یہ کہ محتسب صوبائی سطح پر

اسلامی اخلاق اور آداب کی نگرانی کرے گا (ج) یہ کہ محتسب صوبائی حکومت کے قائم کردہ یا زیر کنٹرول ذرائع ابلاغ کی اس سطح پر نگرانی کرے گا کہ نشریات اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے کارآمد ہوں (د) صوبائی حکومت کے زیر انتظام ایسے شخص، ایجنسی اور حاکم کو خلاف شریعت کام کرنے سے روکنے کے لئے احکامات جاری کرے گا اور گڈ گورننس کی ترغیب دے گا۔ سپریم کورٹ نے مذکورہ شقوں کو آئین کے منافی قرار دے دیا ہے۔ سیکشن 12 محتسب کے احکامات کے نفاذ سے متعلق ہے۔ اس کی ذیلی شق (الف) کہ محتسب سرکاری ملازمین کی برخاستگی کے مروجہ قوانین کے تحت مقرر کردہ کوئی ایک یا ایک سے زائد سزائیں دے سکے گا۔ (ب) کسی شکایت کی تفتیش کے دوران محتسب اور اس کے ملازمین کے ساتھ تعاون نہ کرنے کی صورت میں محتسب مداخلت بکار سرکار کے جرم کے تحت کاروائی کر سکے گا۔ (ج) کسی شکایت پر محتسب کو اطمینان ہو کہ سرکاری ملازم نے جرم کیا تو محتسب متعلقہ ایجنسی کو حسب قانون کاروائی کا حکم دے گا۔ مذکورہ شقیں بھی خلاف آئین قرار دی گئی ہیں۔ حسبہ بل کا سیکشن 23 محتسب کے اختیارات خصوصی سے متعلق ہے اس کی ذیلی شق (1) پبلک مقامات پر اسلام کی اخلاقی اقدار کی پابندی کروانا (2) بالخصوص شادی اور دیگر تقریبات کے موقع پر اسراف کی حوصلہ شکنی کرنا (3) جہیز دینے میں اسلامی حدود کی پابندی کروانا (5) افطار و تراویح کے وقت اسلامی شعائر کے احترام اور ادب آداب کی پابندی کرنا۔ (6) عیدین کی نمازوں کے وقت عیدگاہوں جمعہ کی نمازوں کی مساجد کے آس پاس کھیل تماشے اور تجارتی لین دین کی حوصلہ شکنی کرنا۔ (7) جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی ادائیگی اور انتظام میں غفلت کا سدباب کرنا۔ (12) اذان اور فرض نمازوں کے اوقات اور اسلامی شعائر کے احترام و آداب کی پابندی کروانا (14) غیر اسلامی معاشرتی رسم و رواج کی حوصلہ شکنی کرنا (27) دیگر امور کی انجام دہی جو وقتاً فوقتاً صوبائی محتسب مشاورتی کونسل کے مشورے سے متعین کرے گا۔ یہ شقیں سپریم کورٹ نے خلاف آئین قرار دے دی ہیں۔ سیکشن 25 کی ذیلی شق (1) کہ کسی عدالت کو اختیار نہیں ہوگا کہ محتسب کی کاروائی کی قانونی حیثیت کے بارے میں سوال اٹھائے (2) کسی عدالت کو اختیار نہ ہوگا کہ محتسب کی کاروائی پر حکم امتناعی جاری کرے۔ یہ دونوں شقیں بھی آئین سے متصادم قرار دی گئی ہیں۔ سیکشن 28 سزائیں دینے کے بارے میں ہے (1) محتسب کے حکم خلاف ورزی پر چھ ماہ قید اور دو ہزار روپے جرمانہ (2) عدالت، سماعت محتسب کی تحریری شکایت پر کرے گی (3) مجاز عدالت ضابطہ فوجداری 1898 میں درج ضابطہ کار کے مطابق کرے گی اور فیصلہ قابل اپیل ہوگا یہ دونوں شقیں خلاف آئین قرار دی گئی ہیں۔

بربادی سے آبادکاری

8 اکتوبر کو آنے والے زلزلے سے آزاد کشمیر، شمالی علاقوں اور صوبہ سرحد کا تقریباً 35 ہزار کلومیٹر رقبہ متاثر ہوا ہے۔ وسیع پھیلاؤ اور دشوار گزار راستوں کے باعث کئی ہفتے گزر جانے کے باوجود اب تک نہ تو انسانی اور جانی نقصان کا اندازہ لگایا جا سکا ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب کو امداد مل گئی ہے۔ زلزلے سے متاثرہ علاقے میں کئی گھر ایسے بھی تھے جو کئی کئی میل کے فاصلے پر واقع تھے۔ پیر چناسی کے پہاڑوں پر کئی کئی سو فٹ کے فاصلے پر اکا دکا گھر بنے ہوئے تھے،

پہاڑوں پر اس طرح دور دور مکانات بنے ہوئے تھے اب کوئی ایسی اتھارٹی موجود نہیں ہے جس کے پاس یہاں بننے والے مکانات کی ٹھوس معلومات یا نقشے موجود ہوں۔ رہی سہی کسر سڑکوں، پگڈنڈیوں اور دوسرے راستوں کی تباہی نے پوری کر دی ہے۔ آزاد کشمیر میں خاندانوں کا مجموعی سائز بھی دوسرے شہروں سے زیادہ تھا۔ مظفر آباد میں یہ 7.1 افراد اور بعض دوسرے اضلاع میں یہ 7.6 افراد تک تھا۔ بعض گھروں میں 20-20 افراد مقیم تھے۔ وہاں شہریوں میں بجلی اور پانی کی فراہمی کہیں کہیں لاہور اور کراچی سے بھی بہتر تھی۔ بعض اضلاع میں یہ تناسب 90 فیصد سے بھی زائد تھا جس پر بہت زیادہ اخراجات اٹھے تھے۔ حکومت آزاد کشمیر نے جہاں تعلیم، صحت، سڑک اور بجلی کی سہولت کی فراہمی پر بہت زیادہ اخراجات کئے تھے یہی وجہ ہے کہ نقصانات بھی بہت زیادہ ہوئے ہیں، یہاں سیمنٹ اور سریئے کے مضبوط مکانات بھی ڈھیر ہو گئے ہیں اور لکڑی اور ٹن کی چادروں کے بنے ہوئے دیہی مکانات بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ لہٰذا مستقبل میں یہاں کیسے مکانات محفوظ ثابت ہو سکتے ہیں، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ زلزلے کے جھٹکوں نے پہاڑوں کو "کچا" کر دیا ہے اور وہ ٹوٹ کر مٹی اور پتھروں کی طرح بکھر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ الائی سمیت کئی علاقوں میں لینڈ سلائیڈنگ اب تک جاری ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسا مکان نہیں بن سکا جو مکانات کو لینڈ سلائیڈنگ سے بچائے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مکانات بنانے کے لئے ایسی جگہ تلاش کی جائے، جہاں لینڈ سلائیڈنگ کم سے کم ہونے کا اندیشہ ہو اور پہاڑوں کو "مضبوط" کرنے کے لئے وہاں زیادہ سے زیادہ شجر کاری پر توجہ دی جائے۔

آزاد کشمیر میں بجلی پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے، ایک اندازے کے مطابق وہاں کم بیش 5325 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے جس میں سے صرف 100 میگاواٹ بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ مظفر آباد میں 2800 میگاواٹ پونچھ میں 145 میگاواٹ اور میرپور میں 79 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں پر کام ہو رہا تھا بجلی پیدا کرنے کے لئے کئی طویل المیعاد منصوبے کشمیر حکومت کے زیر غور تھے اور وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان وزیر اعظم پاکستان شوکت عزیز اور چیئرمین واپڈا سے مسلسل رابطے میں تھے اس ضمن میں انہوں نے ایک 5 سالہ منصوبہ بھی ترتیب دیا تھا اس منصوبے میں انہوں نے کہا تھا کہ مظفر آباد میں صرف 53 میگاواٹ باغ میں 19 میگاواٹ سدھنوتی میں 8 میگاواٹ، پونچھ میں 3 میگاواٹ کوٹلی میں 16 میگاواٹ اور میرپور میں ایک میگاواٹ بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ چنانچہ حکومت آزاد کشمیر نے اس سلسلے میں کتھل میں 6.24 کروڑ روپے سے 1.6 میگاواٹ، جگران میں 4.401 ارب روپے سے 2 میگاواٹ اور لیپا میں 10 کروڑ روپے سے منصوبوں پر کام کرنے کے لئے نجی شعبے کو اجازت دیدی تھی۔ جس پر کام ہو رہا تھا ان منصوبوں سے بجلی کی زیادہ سے زیادہ 170 ملین کوواٹ فی گھنٹہ پیداوار حاصل کی جا سکتی تھی لیکن حالیہ زلزلے سے ساڑھے چار ارب روپے کی سرمایہ کاری بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ جگران سب سے بڑا انرجی پراجیکٹ ہے جو زیادہ متاثرہ علاقے میں واقع ہے۔

60 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ کوٹلی کے لئے ترتیب دیا گیا تھا۔ دوسرا بڑا منصوبہ 4:8 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے باغ کے لئے ترتیب دیا گیا تھا جس پر 28 کروڑ روپے لاگت آئی تھی اس طرح مظفر آباد میں شاردہ کے مقام پر 13 کروڑ روپے سے 2 میگاواٹ اور مظفر آباد میں ہی ایک اور مقام پر 23 کروڑ روپے سے 3.2 میگاواٹ

بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں پر عمل جاری تھا۔ ان میں پانچ اور مظفر آباد کے منصوبے زیادہ متاثر ہوئے ہیں، مزید 72 ارب روپے کے پراجیکٹ طویل المیعاد تھے۔ جن میں سب سے بڑا منصوبہ کوہالہ کے لئے بنایا گیا تھا جہاں 55 ارب روپے سے 11 سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنے پر غور ہو رہا تھا۔ دوسرا بڑا منصوبہ 9 ارب روپے سے کوٹلی کے لئے زیر غور تھا جبکہ آزاد پتن میں 225 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے 2.50 ارب روپے کے منصوبے پر کام ہو رہا تھا اسی طرح ایک اور منصوبہ 6 ارب روپے سے ترتیب دیا گیا تھا۔ قومی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے آزاد کشمیر میں زیادہ سے زیادہ 20 میگاواٹ کے پراجیکٹ لگانے کی اجازت دی تھی بڑے پراجیکٹ کے لئے حکومت سے مذاکرات کا عمل بھی جاری تھا اور منصوبوں کے لئے فزیبلٹی بھی تیار کی جارہی تھی۔ جگران پراجیکٹ کے لئے واپڈا سے بجلی کے ٹیرف طے کرنے پر مذاکرات جاری تھے جبکہ آزاد کشمیر حکومت نے وفاق پاکستان سے کہا تھا کہ وہ آئی پی پی سے 1.88 فی یونٹ خرید رہی ہے جبکہ آزاد کشمیر سے 3.87 فی یونٹ وصول کئے جارہے ہیں، آزاد کشمیر حکومت نے اس ٹیرف میں مزید کمی کے لئے وفاقی حکومت اور واپڈا سے مذاکرات شروع کر رکھے تھے کہ آن واحد میں سب کچھ ریکٹر سکیل پر 7.6 طاقت رکھنے والی لہروں نے تہس نہس کر کے رکھ دیا، اس طرح مجموعی طور پر آزاد کشمیر میں صرف بجلی کے شعبے میں مستقبل قریب اور مستقبل بعید میں ہونے والی 84 ارب روپے کی متوقع سرمایہ کاری متاثر ہوئی ہے۔

ان فوری نوعیت کے منصوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر میں 2007ء تک کے لئے منصوبوں پر بھی کام ہو رہا تھا جس کے لئے تقریباً 6.640 ارب روپے کے منصوبے منظوری کے اور مزید 72 ارب روپے کے منصوبے فزیبلٹی کی تیاری کے مراحل سے گزر رہے تھے، یہ تمام منصوبے بھی زیادہ متاثرہ علاقوں میں شامل ہیں۔

پنجاب اور دوسرے صوبوں کی طرح آزاد کشمیر میں بھی بڑے اور چھوٹے زمیندار موجود تھے، وہاں مختلف فارموں پر مشتمل کل رقبے کی مقدار 1243005 ایکڑ تھی زمینداری سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کے حصے میں مجموعی طور پر 4.248 ایکڑ اراضی آئی تھی اس میں سے 426627 ایکڑ زیر کاشت تھے، زیر کاشت رقبے کا فی خاندان اوسط 1.455 ایکڑ ہے، جبکہ 192. ایکڑ آتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آزاد کشمیر میں کاشت کاری سے لوگوں کو زیادہ آمدنی نہیں ہوتی تھی۔ زرعی معیشت ان کی زندگی کی معیشت کو چلانے کے لئے کافی نہیں تھی۔ فی کس 192 ایکڑ رقبے سے پنجاب کے زرخیز ترین علاقے سے ہی اتنی سالانہ آمدنی نہیں ہو سکتی جو خاندانوں کو خوشحال تو کیا بدحال زندگی بھی نہیں دے سکتی تھی۔ اس صورت میں آزاد کشمیر میں ایسا کس طرح ممکن ہے وہاں لوگوں نے دوسرے علاقوں سے زرخیز مٹی لا کر اسے پہاڑوں پر کاشت کاری کے قابل بنایا تھا، اس کام میں نہ صرف مردوں نے بلکہ عورتوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔ پہاڑ کے ایک ایکڑ پر کاشت کاری میدانوں کے 10 ایکڑ پر کاشت سے بھی مشکل کام ہے لیکن انہوں نے کیا زیادہ تر رقبہ ہر قسم کی آبی سہولتوں سے محروم تھا۔ جس نے ان کی محنت و مشقت میں مزید اضافہ کر دیا تھا وہاں تقریباً 10685 ایکڑ رقبے کو پانی میسر تھا بلکہ 375357 ایکڑ رقبے کو زیر کاشت لانے کے لئے وہ لوگ پانی کا بندوبست بھی خود ہی کیا کرتے تھے۔ زلزلے سے تقریباً 10 لاکھ ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے اس تباہی سے تقریباً 292578 خاندان متاثر ہوئے ہیں۔ ان خاندانوں میں تقریباً 2219200 بچے، بوڑھے، مرد اور عورتیں رہتی تھیں۔ اس طرح فصلیں تباہ ہونے سے تقریباً 2.21 لاکھ سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔ گندم، چاول، چنا، ٹماٹر، والیں، آئل سیڈ، سیب، چیری، آڑو اور باجرہ وغیرہ

وہاں کی مقامی فصلیں تھیں۔ وہاں کا پھل اپنی مثال آپ تھا جس کی مٹھاس دیر تک محسوس ہوتی رہتی ہے لیکن دیگر زرعی اجناس وہاں کی ضروریات سے بہت ہی کم مقدار میں پیدا ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ آزاد کشمیر کے باسیوں کا دارومدار ملک کے دوسرے حصے سے منگوائی جانے والی اشیائے خوردونوش پر ہوتا تھا مگر اب یہ انحصار پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

آزاد کشمیر میں معدنیات کی کھوج کا کام بھی شدید ترین متاثر ہوا ہے ماہرین ارضیات کے مطابق یورپین اور انڈین تکونی پلیٹوں کے مرکز پر واقع ہونے کے باعث یہ علاقہ معدنیات سے بھرپور ہے۔ مظفرآباد، باغ، کوٹلی اور پونچھ کے متاثرہ اضلاع میں اس شعبے پر کافی کام ہو رہا تھا۔ عالمی ماہرین کے مطابق مظفرآباد میں 4400 میٹر کی بلندی پر یاقوت کے وسیع ذخائر موجود ہیں جنہیں دنیا کے سب سے اونچے یاقوت کے ذخائر سمجھا جاتا ہے ان ذخائر کی مقدار تقریباً 24.900 ارب گرام بتائی گئی ہے۔ مظفرآباد میں ہی سونے اور نکل/ٹیٹینیم کے ذخائر پر بھی کام ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں اقوام متحدہ کے تعاون سے بھی ایک رپورٹ مرتب کی گئی تھی۔ حکومت آزاد کشمیر کا خیال تھا کہ یاقوت کے یہ ذخائر آزاد کشمیر کے جفاکش لوگوں کی زندگی بدل دیں گے مگر اسے کیا معلوم تھا کہ یہی پہاڑ سونا اگلنے کی بجائے سب کچھ مسل کر رکھ دیں گے۔

مظفرآباد سے 80 کلومیٹر شمال مشرق کی جانب لیمونائٹ نامی معدنیات کے وسیع ذخائر نکالنے پر کام ہو رہا تھا یہ پینٹ انڈسٹری میں استعمال کیا جاتا ہے وہاں اس کے تقریباً ایک لاکھ ٹن ذخائر کا پتہ چلا تھا جس میں آئرن کی مقدار تقریباً 7.9 فیصد تھی الیکٹرانک انڈسٹری میں استعمال ہونے والے (MICA) کے ذخائر نیلم ویلی میں پائے جاتے ہیں، جہاں سخت سردی اور برف باری کے باعث تقریباً سات ماہ کام بند رہتا تھا لیکن اس مرتبہ زلزلے کے باعث اب یہ کام لمبے عرصے کے لئے رک گیا ہے۔ الیکٹرانک اور ڈیکوریشن میں کام آنے والے CRYSTAL QUARTIZ بھی اس وادی میں پنہاں ہیں، اس ضمن میں بھی کئی رپورٹیں مرتب کی گئی تھیں لیکن وقت اور حالات نے یہ رپورٹیں بھی مٹی میں دفن کر دی ہیں۔

مظفرآباد میں 3.20 کروڑ ٹن لائم سٹون کے ذخائر بھی ملے ہیں جبکہ 50 لاکھ ٹن SHAK نامی مادے کے ذخائر کا بھی پتہ چلایا گیا ہے۔ مظفرآباد میں ملنے والے لائم سٹون کے ذخائر 500 ٹن یومیہ والے کارخانوں کو 100 سال کے لئے خام مال مہیا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سیمنٹ فیکٹری لگانے کے منصوبے بھی زیر غور تھے۔

مظفرآباد کے تین علاقوں میں زردی مائل سبز ماربل کے ذخائر بھی موجود ہیں، یہ خوبصورت پتھر دنیا بھر میں بے حد پسند کیا جاتا ہے ان ذخائر کی کل مقدار 2 کروڑ ٹن کے لگ بھگ ہوگی۔ مظفرآباد میں ہی جپسم کے 45 لاکھ ٹن ذخائر کے استعمال پر بھی کام ہو رہا تھا اسی طرح کوٹلی میں تقریباً 50 لاکھ ٹن اور کوٹلی اور مظفرآباد میں کئی مقامات پر کوئلے، ضلع باغ میں لائم سٹون اور نیلم ویلی میں گریفائٹ کے ذخائر بھی موجود ہیں۔

آزاد کشمیر میں سرمایہ کاری پر کافی توجہ دی جاتی رہی ہے ماضی میں تقریباً 17 ارب روپے کے منصوبوں کی منظوری دی گئی تھی جن میں سے 10 ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جاتی تھی مزید 133 یونٹ لگنے والے تھے جبکہ 81 یونٹ پہلے سے بیمار پڑے تھے۔ آزاد کشمیر میں سب سے زیادہ صنعتی یونٹوں کی تعداد میرپور میں ہے جو بالکل محفوظ ہے جہاں 313 صنعتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ صنعتی یونٹوں کی تعداد مظفرآباد میں 208 (سرکاری شعبے میں ایک یونٹ)

بھمبر میں 1218، کوٹلی میں 126، پونچھ میں 59، باغ میں 53 اور سدھنوتی میں 30 صنعتی یونٹ تھے۔ کل 917 یونٹوں میں سے سرکاری شعبے میں صرف 4 کام کر رہے تھے۔ ان میں سے کوٹلی اور پونچھ کے کچھ ادارے اور میرپور کے تمام ادارے محفوظ رہتے ہیں۔ باقی تمام علاقوں میں یہ صنعتی یونٹ بھی اس صورتحال سے دوچار ہیں جس سے عام گزر رہا ہے۔ ضلع باغ کو بیکری کی صنعت میں نمایاں اہمیت اور حیثیت حاصل تھی جس کا کوئی حصہ اب محفوظ نہیں ہے اور وہی لوگ جو مظفرآباد کو بھی کھانے کی بہترین اشیاء مہیا کرتے تھے اب خود دانے دانے کو ترس رہے ہیں۔

آزاد کشمیر میں 30 ٹیکسٹائل یونٹ، پولٹری فارمز 96 فرنیچر سازی کے 97 یونٹ، چاول کے 11 یونٹ، کاغذ سازی کے 8 یونٹ، 12 فلو ملیں، بیکری کے 58 یونٹ، کاسمیٹک کے 3 یونٹ، 73 چھوٹے سٹیل یونٹ، 11 برف کے کارخانے، 32 کرشنگ مشینیں، ایک ربڑ کا کارخانہ، 9 چھوٹی سٹیل ملیں اور جوتا سازی کے 7 یونٹ بھی شامل تھے۔ ان کی اکثریت کو اب دوبارہ چالو کرنے کے لئے بہت زیادہ محنت اور سرمایہ کاری کرنا پڑے گی۔ بہرکیف آیئے آزاد کشمیر اور مظفرآباد میں تباہ ہونے والے انفراسٹرکچر کا جائزہ لیتے ہیں۔

آزادِ کشمیر میں تعلیم وصحت کی سہولتوں کی فراہمی کی صورتحال کچھ زیادہ اچھی نہیں تھی اس شعبے میں سابقہ حکومتوں کو جتنی سرمایہ کاری کرنا چاہیے تھی ان سے کہیں کم کی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پورے آزاد کشمیر کے لئے ایک بڑا سول ہسپتال تھا۔ اضلاع میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھے۔ 157 سپیشلسٹ، 389 میڈیکل افسران، 63 ڈینٹل سرجن، 206 نرسیں، 192 لیڈی ہیلتھ وزیٹرز، سمیت کل 3031 افراد میڈیکل کے شعبے سے منسلک تھے۔ ہسپتالوں میں بستروں کی کل تعداد 2300 تھی وہاں پرائمری سکولوں کی کل تعداد 4400 کے قریب تھی جن میں 988 مڈل، 14 مکتب، 18 مسجد سکول، 12 ونیج ورکشاپ اور 17 لٹریسی مرکز بھی شامل تھے۔ ہائی سکولوں کی تعداد ساڑھے پانچ سو، ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد 40، انٹر کالج 47، ڈگری کالج 38، پوسٹ گریجوایٹ کالج 7، کیڈٹ کالج ایک، کالج آف ایجوکیشن 2، سائنس کالج 2، یونیورسٹی کالج 5، ٹیچرز ایلیمنٹری کالج 10، بجوکیشن جبکہ ایک ایک یونیورسٹی، ایجوکیشن ایکٹینشن سنٹر اور ایک زرعی تربیتی ادارہ قائم تھا، یہ پورا انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے۔ ان اداروں اور مراکز میں سے ایک بھی صحیح سلامت نہیں بچا ہے۔

صوبہ سرحد میں بربادی کا منظر پیش کرنے والے علاقے زیادہ سے زیادہ 130 کلومیٹر کی حدود میں واقع تھے، مانسہرہ، بالاکوٹ کا فاصلہ 25 کلومیٹر، بالاکوٹ شوگران 30 کلومیٹر، شوگران۔ سری پائے 5 کلومیٹر، مانسہرہ۔ ناران 122 کلومیٹر بالاکوٹ۔ ناران 59 کلومیٹر اور ناران جھیل سیف الملوک سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھے۔ سطح سمندر سے کئی ہزار میٹر کی بلندی پر واقع ان علاقوں کا درجہ حرارت سردیوں میں نقطہ انجماد سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اپریل تا ستمبر میں بالاکوٹ شہر میں درجہ حرارت 28 تا 30 ڈگری سینٹی گریڈ اور اکتوبر تا مارچ میں منفی دو درجے تک گر جاتا ہے۔ ان میں ناران اور جھیل سیف الملوک کے علاقے زیادہ ٹھنڈے ہیں جہاں درجہ حرارت منفی 6 درجے تک گرنے کے باعث ان علاقوں کے کچھ لوگ سرد موسم سے پہلے ہی اپنے عزیزوں کے گھر بالاکوٹ، ایبٹ آباد اور دوسرے علاقوں میں چلے جاتے ہیں لیکن اس مرتبہ بالاکوٹ کے تباہ ہونے کے بعد اب یہ لوگ کہاں جائیں گے؟ اس بارے میں کچھ سوچا گیا؟

ایبٹ آباد میں ایک سرکاری اندازے کے مطابق ایک تا پانچ کمروں کے تقریباً ڈیڑھ لاکھ مکانات ہیں۔ زلزلے نے ان میں سے تقریباً 15 فیصد مکانات کو متاثر کیا ہے، یہاں زلزلہ کی شدت اتنی نہیں ہے جتنی کہ مانسہرہ یا مظفر آباد میں دیکھنے میں آئی ہے۔ تحصیل حویلیاں اور تحصیل ایبٹ آباد میں تقریباً 15-15 فیصد مکانات کو نقصان پہنچا ہے۔ اس سے زیادہ متاثر ہونے والے ضلع مانسہرہ میں تقریباً پونے دو لاکھ مکانات تھے جن میں سے بالاکوٹ میں 90 فیصد، تحصیل مانسہرہ میں 20 فیصد اور تحصیل اوگی میں 15 فیصد مکانات تباہ ہو گئے۔ تاہم غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق متاثرہ مکانات کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے۔ تحصیل بالاکوٹ میں تقریباً 100 فیصد مکانات متاثر ہوئے ہیں۔ ضلع بٹ گرام میں 46 ہزار سے زائد مکانات تعمیر کیے گئے تھے۔ تحصیل بٹ گرام میں 90 سے 95 فیصد مکانات تباہی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ عینی شاہدوں اور سرکاری رپورٹوں کا کہنا ہے کہ باقی ماندہ مکانات بھی رہنے کے قابل نہیں ہیں اسی کی تحصیل الائی میں 80 فیصد مکانات تباہی و بربادی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق ضلع کوہستان میں 75 ہزار کے قریب مکانات موجود تھے۔ جن میں سے تحصیل پاس اور تحصیل پٹن میں 50-50 فیصد مکانات تباہ ہو چکے ہیں جبکہ تحصیل داسو میں تباہی کا اندازہ 10 فیصد لایا گیا ہے۔ اسی طرح ضلع شانگلہ میں 55 ہزار کے قریب مکانات تعمیر کیے گئے تھے جن میں سے بشام میں 50 فیصد، چنی سر میں 40 فیصد، مارتونگ اور الپوری میں 30-30 فیصد اور پوران میں 20 فیصد مکانات زلزلے کے جھٹکوں کی نذر ہو گئے۔

صوبہ سرحد کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پانچ اضلاع میں ایک تا پانچ کمروں کے کل 4.91 لاکھ مکانات تعمیر کیے گئے تھے۔ جن میں سے تقریباً 39 فیصد مکانات تباہ ہو چکے ہیں۔ تباہ شدہ مکانات کی تعداد 191490 بتائی جاتی ہے، اس کا تقریباً 191490 رہائش گاہیں زلزلے نے لوگوں سے چھین لی ہیں۔

سرحد حکومت کی رپورٹ میں نقصانات کا اندازہ اس سے ذرا کم لگایا گیا ہے۔ اس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق ضلع کوہستان کی تحصیل داسو میں 5 فیصد، پٹن میں 10 فیصد اور پاس میں 5 فیصد مکانات تباہ ہوئے۔ ضلع شانگلہ میں 10 تا 20 فیصد اور بالاکوٹ میں 70-60 فیصد مکانات تباہ ہوئے۔ گڑھی حبیب اللہ میں 40 تا 50 فیصد، بفل میں 10 فیصد، اوگی میں 5 تا 10 فیصد، شنکیاری اور دھوڈیال میں پانچ پانچ فیصد مکانات کو نقصان پہنچا ہے۔ ضلع بٹ گرام کے علاقے میں جبوڑی میں 70 فیصد اور الائی میں 40 فیصد مکانات بربادی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

ان اضلاع میں لوگوں کی گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ ایبٹ آباد میں تقریباً تمام گاڑیاں محفوظ رہی ہیں لیکن زلزلے کی شدت کے باعث مکانات گرنے اور لینڈ سلائیڈنگ کے باعث بٹ گرام میں تقریباً 40 فیصد گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ ضلع مانسہرہ میں 12 فیصد اور کوہستان میں 2 فیصد گاڑیاں ناقابل استعمال حالت میں پائی گئی ہیں۔

ان اضلاع میں مواصلاتی ڈھانچے کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے۔ ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق ضلع بٹ گرام میں 80 فیصد ضلع مانسہرہ میں 45 فیصد اور ضلع شانگلہ اور ضلع کوہستان میں مواصلاتی نظام کو 10-10 فیصد نقصان

پہنچا ہے۔ مواصلاتی نظام سے مراد ٹیلی کمیونیکیشن کا ڈھانچہ ہے۔ یہ نظام ایبٹ آباد میں پورے طور پر محفوظ ہے اور کام کر رہا ہے۔ البتہ باقی چار اضلاع میں اس نظام میں خرابی پیدا ہونے کے باعث رابطوں میں کمی آ گئی ہے۔ اطلاعات کا سفر بری طرح متاثر ہوا۔ لوگوں کو یہ پتہ ہی نہ چل سکا کہ ان کے عزیز رشتے دار کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ جو لوگ لاہور اور دوسرے شہروں میں فون کر کے خیریت معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے وہ بھی حالات کے ہاتھوں بے بس ہو کر رہ گئے۔ اطلاعات کی عدم دستیابی نے اس زلزلے کی ہولناکی میں اضافہ کر دیا ہے۔ اکثر بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں اس وقت بھی اپنے اہل خانہ سے کٹے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کہ ابھی کوئی آئے گا اور انہیں بتائے گا کہ ان کے بھائی، بیٹے، ماں باپ خیریت سے ہیں، مگر کیا کریں مواصلاتی نام کی تباہی نے انسان کو کسی قدر بے بس اور بے چین کر دیا ہے۔

اس تباہی سے روڈ نیٹ ورک کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے نہ صرف یہ کہ قراقرم ہائی وے کو جگہ جگہ نقصان پہنچا اور وہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہے ایک شہر کو دوسرے شہر سے ملانے والی سڑکیں بھی لینڈ سلائیڈنگ، مکانات کے گرنے یا زلزلے کے جھٹکوں کے باعث کئی جگہوں سے ٹوٹ گئیں یا بند ہو گئیں۔ ٹوٹنے والی سڑکوں کی مرمت کا کام جاری ہے 15 اکتوبر تک روڈ نیٹ ورک کا بڑا حصہ بحال کر دیا گیا تھا جس کے باعث امدادی کاموں میں تیزی آ گئی تھی۔

جن سڑکوں کو نقصان پہنچا تھا ان میں ضلع ایبٹ آباد کی نتھیا گلی، بالاکوٹ روڈ (15 کلومیٹر) باگرنوٹر، نزلی نتھیا گلی روڈ (18 کلومیٹر) کوہالہ ملیار روڈ (15 کلومیٹر) اور ٹھنڈیانی، پٹن خورد روڈ (46 کلومیٹر) پٹن ستن گلی کچا روڈ (26 کلومیٹر) اور شنکیاری جبوری کچا روڈ (36 کلومیٹر) شامل ہیں۔ ضلع بٹ گرام میں بشام، ارنا روڈ (29 کلومیٹر) اور بٹ گرام تھاکوٹ روڈ (29 کلومیٹر) شامل ہیں۔ اسی طرح ضلع شانگلہ میں خوازہ، خیلہ الپوری، بٹ گرام روڈ (15 کلومیٹر) ہرین نالہ روڈ (15 کلومیٹر) سازن نالہ روڈ (7 کلومیٹر) اور بالاکوٹ روڈ (13 کلومیٹر) شامل ہیں ضلع کوہستان میں بھی 46 کلومیٹر لمبی سڑکوں کو نقصان پہنچا ہے۔ جن میں پشر کوٹ روڈ (16 کلومیٹر) پٹن زیارت روڈ (23 کلومیٹر) اور دوبیر نیل اے روڈ (7 کلومیٹر) شامل ہیں۔ قراقرم ہائی وے کو بھی سب سے زیادہ ضلع کوہستان میں نقصان پہنچا۔ جہاں تقریباً 200 کلومیٹر لمبی سڑک بند ہوئی تھی۔ اس پر تیزی سے کام جاری تھا، جبکہ بعض حصے کھول دیئے گئے تھے۔ اسی طرح ضلع شانگلہ میں قراقرم ہائی وے کا تقریباً 140 کلومیٹر لمبا حصہ متاثر ہوا۔ جبکہ بٹ گرام میں بھی 50 کلومیٹر لمبا ٹکڑا بند ہو گیا تھا۔ دوسرے شہروں سے گزرنے والے تقریباً 100 کلومیٹر لمبے حصے بھی جگہ جگہ سے ناقابل استعمال ہو گئے تھے۔ تادم تحریر قراقرم ہائی وے پر پورے زور شور سے کام جاری ہے۔ کیونکہ یہ شاہراہ پاکستان کی معیشت کے لئے ہی اہم نہیں ہے بلکہ پاکستان کے دفاع اور عالمی تعلقات میں بھی اس کی اہمیت دو چند ہے۔ زلزلے سے بالاکوٹ ناران روڈ بھی جگہ جگہ سے ناقابل استعمال ہوئی تھی۔ 78 کلومیٹر لمبی یہ سڑک بند ہونے کے باعث ہی کاغان، ناران اور اس سے اوپر کے حصوں پر امدادی اشیاء پہنچانا مشکل ہو گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس سڑک پر بھی بہت تیزی سے کام شروع کیا گیا اور اس کے مختلف حصے کھولے جاتے رہے۔ یہ سڑک بھی پورے طور پر کھول دی گئی ہو گی کیونکہ فوجی ذرائع کا کہنا تھا کہ اگلے دو روز کے اندر اندر

تمام سڑکیں ٹریفک کے لئے پورے طور پر قابل استعمال ہوں گی اور کسی سڑک پر کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

سارک کانفرنس

تیرھویں سارک کانفرنس اعلان ڈھاکہ کی منظوری کے بعد ختم ہوگئی۔ جس میں افغانستان کو سارک کی رکنیت دیدی گئی اس طرح اب سارک تنظیم کے 8 رکن ہوگئے جبکہ چین اور جاپان کو تنظیم میں مبصر کی حیثیت سے شامل کرنے کے لئے اس کی درخواست پر غور کیا جائیگا۔ سارک ممالک یکم جنوری تک آزاد تجارت کے سمجھوتے کے نفاذ پر متفق ہوگئے ہیں۔ سارک ممالک نے دوہرے ٹیکسوں کے خاتمے اور کسٹم ڈیوٹی کے حوالے سے معاہدے پر بھی دستخط کئے ان ممالک نے تجارتی تنازعات کے حل کے لیے کونسل کے قیام پر بھی اتفاق کا اظہار کیا۔ اعلان میں جنوبی ایشیا سے غربت، بھوک، ناداری اور ناخواندگی کے کاتمے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ عشرے کو غربت کے خاتمے کا عشرہ قرار دیا گیا ہے۔ سارک تنظیم کو موثر اور فعال بنانے کے لیے مستقبل کا بلیو پرنٹ تیار کیا جارہا ہے۔ سربراہ کانفرنس میں شریک لیڈروں نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ وہ خطے کے عوام کا معیار زندگی بہتر بنانے کیلئے اجتماعی کوششیں کریں گے اسکے علاوہ ممبر ممالک میں آزاد تجارت سرمایہ کاری اور اقتصادی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ ممبر ممالک قدرتی آفات سے بچاؤ، توانائی اور ماحول کے تحفظ اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے مل کر کوششیں کریں گے۔ ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سمیت سفارتکاروں کا آزادانہ آمدورفت پر بھی اتفاق کیا سافٹا کے حوالے سے کوئی فیصلہ تو سامنے نہیں آیا لیکن یہ کہا گیا ہے کہ اس کو ممکن بنانے کیلئے جنوری 2006ء کیلئے اپنی تمام تر کوششیں کی جائیں اور چیلنجوں سے نمٹا جائے، علاقے سے غربت کے خاتمے کیلئے ڈیزاسٹر مینجمنٹ کیلئے، تجارت کیلئے مشترکہ کوششوں کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے خصوصا علاقائی تجارت کے حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ جب تک تمام مسائل طے نہیں ہوتے اس وقت تک تجارت بھی اس طرح سے نہیں ہوگی جو سارک ممالک چاہتے ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ من موہن سنگھ نے تجاویز دی تھیں ان کو منظور کر لیا گیا ہے اور کہا گیا تھا کہ ویزا کے سلسلہ میں رکن ممالک میں نرمی کی جائے خصوصا صحافیوں کیلئے نرمی کی جائے۔ گو رسارک کانفرنس کے اعلامیہ میں ٹھوس بات سامنے نہیں آسکی اس سربراہ کانفرنس سے جتنی امیدیں تھیں وہ پوری نہیں ہو پائیں لیکن اس کے باوجود اس کانفرنس میں مختلف معاملات پر ہونے والی پیش رفت مثبت قرار دی جاسکتی ہے۔ سارک کانفرنس 2007ء میں بھارک میں ہوگی۔ سارک سربراہ کانفرنس کے اختتام پر بنگلہ دیش کی وزیر اعظیم خالدہ ضیاء نے مشترکہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا۔

شوکت عزیز اور من موہن سنگھ ملاقات

سارک کانفرنس کے موعق پر ڈھاکہ میں وزیر اعظم شوکت عزیز اور بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ کے

ساتھ ملاقات کی اس موقع پر شوکت عزیز نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل تک پاک بھارت تجارت پر بات چیت آگے نہیں بڑھ سکتی جبکہ بھارتی وزیر اعظم نے کہا ہے کہ دراندازی ختم نہیں ہوئی کنٹرول لائن کے باقی 2 پوائنٹس بھی جلد کھول دیئے جائینگے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ آزادانہ تجارت کا خواہشمند ہے لیکن مسئلہ کشمیر کی موجودگی میں ایسا ممکن نہیں، دونوں وزیر اعظم نے دونوں ممالک کے درمیان جاری امن عمل کا بھی جائزہ لیا۔ خارجہ سیکرٹری شیام سرن نے وزرائے اعظم کی ملاقات کے حوالے سے کہا کہ پیش رفت کیلئے ضروری ہے دہشت گردی کے واقعات سے ان میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے انہوں نے کہا کہ دراندازی اور تشدد کے واقعات جاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ چیزیں بھارتی رائے عامہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سارک کانفرنس کے دوران بھارتی وزیر اعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ نے اپنے خطاب میں کہا کہ بھارت میں جلد ہی ڈیزاسٹر مینجمنٹ سنٹر قائم کیا جائے گا جس سے خطے میں کہیں بھی ہونے والی قدرتی آفات کا بروقت مقابلہ کیا جاسکے گا پاکستان کے بطور سارک چیئرمین ایک عمدہ کردار ادا کرنے پر پاکستان کی تعریف کی ہے انہوں نے جنوبی ایشیا میں ایک کار ریلی شروع کرنے ٹرانسپورٹیشن کا ڈھانچہ بہتر بنانے کی تجویز دی ہے انہوں نے کہا سارک ممالک میں روزانہ کی بنیادوں پر ایئر لائنز سروس ہونی چاہیے انہوں نے پیشکش کی ہے کہ بھارت ممبئی، نئی دہلی چنائی، حیدر آباد، بنگلور اور دوسرے علاقوں میں فضائی سروس بحال کرنے کے لئے تیار ہے انہوں نے دہشت گردی کے خاتمے کی ضرورت پر زور دیا اور اس سلسلے میں انہوں نے کئی اہم تجاویز پیش کیں انہوں نے دہشت گردی کو جڑ سے ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں کو کسی قسم کا تحفظ فراہم نہ کیا جائے اور اس سلسلے میں بھرپور اقدامات کئے جائیں انہوں نے ساؤتھ ایشین یونیورسٹی کے قیام کے حوالے سے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے بھی تجویز دی ہے۔ انہوں نے فوڈ بنک کے حوالے سے بھی تجویز دی ہے کہ ایک علاقائی فوڈ بنک بنایا جائے تا کہ کسی بھی جگہ فوڈ کی کمی کی ضرورت کو بروقت پورا کیا جاسکے انہوں نے 2020ء تک ساؤتھ ایشین اکنامک یونین کے قیام کی بھی تجویز دی ہے علاقے میں سارک میوزیم بھی بنانے کی تجویز دی ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا خطہ وسائل سے مالامال ہماری ٹیکسٹائل صنعت اور دستکاریاں دنیا بھر میں مقبول ہیں اور ان پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

عالمی اسلامی سربراہی کانفرنس اور اعلان مکہ

8 اور 10 اکتوبر 2005ء کو مکہ المکرمہ میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں پاکستان کی نمائندگی صدر جنرل پرویز مشرف نے کی۔ سربراہی کانفرنس کا یہ اجلاس او آئی سی کی تنظیم نو کے لئے منعقد کیا گیا تھا اس اجلاس میں اسلامی ممالک کے سربراہان نے جن امور پر اتفاق کیا وہ اعلان مکہ کی صورت میں دنیا کے سامنے آئے۔ اعلان مکہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تنظیم کے رُکن ممالک کے بادشاہان سربراہان مملکت وحکومت اور امیران اعلان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جس نے ہمیں اس مقدس سرزمین پر اکٹھا ہونے کی توفیق بخشی، جو ظہور اسلام کا مرکز، اس کے پیغام کا منبع اور تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے، جہاں سے اسلام کی روشنی نے انسانیت کی خوشحالی اور امن کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اسلامی تہذیب کی بنیاد ممکن بنائی جو انسانی تہذیب کے لئے ناگزیر، بروقت اور فیصلہ کن کردار انجام دینے میں کامیاب رہی، اگرچہ اسلام کا حقیقی مقصد دنیا کو جہالت، دباؤ اور جبر کے اندھیروں سے نکال کر سچ، انصاف، سائنس و شعور کی ترقی اور پرامن بقائے باہم کی روشنی میں لانا تھا مگر ہم آج خود کو پراگندہ تصورات، گمراہ کن اقدار اور ہٹ دھرم جہالت کے دور میں پاتے ہیں، بیماریوں اور دباؤں کی بنیادیں انتہائی وسیع ہو چکی ہیں ناانصافی کا دور دورہ ہے اور انسانی ماحول روز بروز بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے، حالات کا رخ موڑنے کے لئے تازہ سوچ کی ضرورت ہے اور مسلم امہ کہ جسے خدائے بزرگ و برتر نے ہدایت و روشنی کا منبع بنا کر سائنس، علم اور اخلاقیات کو تمام انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرنے کا فریضہ سونپا ہے، اس میں حصہ لینے کی آج ہمیشہ سے زیادہ ضرورت ہے، مسلمانوں کی حقیقی اسلام سے پرخلوص وفاداری اور بنیادی اصولوں و اقدار سے مکمل وابستگی کو راہ حیات بنانے سے ہی ہماری اسلامی شناخت، بنیادی روایات اور امہ کے عظیم مفادات کے تحفظ کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے، اسی صورت میں امہ انسانیت اور تہذیب انسانیت کی خدمت کے لئے فعال اور فیصلہ کن کردار انجام دینے کے چیلنج کا سامنا کر سکتی ہے چنانچہ ہمارا ضمیر امہ کے دل و دماغ سے مکمل ہم آہنگ ہے جیسا کہ علماء اور دانشوروں کے ذریعے سربراہ کانفرنس سے صرف چند ہفتوں پہلے اپنے اجلاس میں اظہار کیا گیا، اللہ تعالیٰ انہیں ہماری عمر بھی دے، ان کے سامنے لانے سے ہمیں سیاسی، ترقیاتی، سماجی، ثقافتی اور تعلیمی چیلنجوں سے مزید آگاہی اور امہ کی موجودہ زبوں حالی میں اضافہ کا موجب اندرونی و بیرونی خطرات کا بہتر علم ہوا جو نہ صرف اس کے مستقبل کے لئے نحس بلکہ تمام انسانیت اور تہذیب کے راستہ میں حائل ہیں، ان چیلنجوں کا مقابلہ حکمت عملی پر مبنی نظرے سے ممکن ہے، اس غرض سے امہ کے مستقبل کی منصوبہ بندی کی ضرورت اور بین الاقوامی تبدیلیوں کا بروقت ادراک لازمی ہے تاکہ مستقبل کے بارے میں گہری نظر رکھنے والی بتدریج سوچ کے ذریعے مسلم امہ اجتماعی عزم اور مشترکہ اقدام کو بروئے کار لا کر 21 ویں صدی کے چیلنجوں کے مقابل آنے میں کامیاب ہو سکے۔ اس موقع پر ہمیں امہ کی اصلاح کے سلسلہ میں پرخلوص اور مصمم ارادہ کے لئے رکنا چاہئے جو خدائے بزرگ و برتر کے بھیجے ہوئے قرآن کریم اور پیغمبر ﷺ کی روایات کی بنیاد پر ایک مشترکہ موقف اختیار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کا کام ہے، اصلاحات کا عمل فطری طور پر شر پھیلانے والی قوتوں کا خاتمہ کرے گا جو گمراہی کا پرچار کرتے ہوئے محبت، امن، ہم آہنگی اور تہذیب پر مبنی اسلامی نظریہ کو مسخ کر رہی ہیں، جہالت، محدودیت، نفرت اور خون آشامی سے مغلوب ہو کر وہ اس طرح کے کھلے ہوئے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ پر بھی لازم ہے کہ نیکی و بھلائی کے لئے یکجا ہو کر اللہ تعالیٰ کے فرمان "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو" پر عمل کرتے ہوئے اتحاد قائم کریں، یہ اتحاد ہمارے دانشوروں اور قانونی ماہرین سے اپنے موقف کو

مربوط بناتے ہوئے مفسدوں کی شرانگیزیوں اور ان کے دعووں کو باطل ثابت کرنے کے لئے قوت اور ناقابل تقسیم مذمت کے پرعزم اظہار کا متقاضی ہے۔ اس سلسلے میں ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دہشت گردی اپنی تمام تر صورتوں اور مظاہروں کے حوالے سے ایک عالمی رجحان ہے جو کسی ایک مخصوص مذہب، نسل، رنگ یا ملک سے تعلق نہیں رکھتی اور جسے کسی بھی شکل میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت کے ساتھ ہم اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ ہم ایسے قوانین وضع کریں گے جس کی رو سے ایسی تمام انفرادی دہشت گرد سرگرمیوں کو جرم قرار دیا جا سکے اور دہشت گردی کی غرض سے رقومات کی فراہمی یا اس مقصد سے ترغیب دینے والے کو مجرموں کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کیا جا سکے۔ اسی طرح ہم اس عزم کا اعلان کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے خاتمے کی غرض سے کی جانے والی عالمی کوششوں کی رفتار کو مزید تیز کرنے اور ان میں باہمی ربط پیدا کرتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف جوابی اقدامات کا مرکز قائم کریں گے، جس کا اعلان ریاض میں دہشت گردی کے خلاف ہونے والی کانفرنس میں پہلے ہی کیا جا چکا ہے، تمام حکومتوں اور امہ کا اس امر پر مکمل اتفاق ہے کہ اصلاحات اور ترقی کا عمل ایک ایسی ترجیح ہے جو ہماری تمام تر کوششوں کا اولین مقصد ہونا چاہئے اور جس کا حصول اسلامی معاشرے کے فریم ورک میں رہتے ہوئے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ اس فریم کو اسلامی تہذیب کے کارناموں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اس کی بنیاد مشاورت، انصاف اور مساوات پر رکھنا ہوگی تاکہ اچھی حکومت، وسیع تر سیاسی شراکت، قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق کے تحفظ، معاشرتی انصاف، شفافیت، احتساب اور بدعنوانیوں کے خلاف جنگ اور سول سوسائٹی کے اداروں کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے۔

اسلامی تہذیب، انسانی تہذیب کا جزو لاینفک ہے جس کی بنیاد باہمی مکالمے کی اہمیت، اعتدال پسندی، انصاف، خیر اور تحمل و برداشت کی اعلیٰ انسانی اقدار پر رکھی گئی ہے تاکہ مذہبی تعصب، ظلم و جبر اور ناانصافیوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ لہٰذا یہ نہایت ضروری ہے کہ مسلم معاشروں کو ان کی اعلیٰ ترین قدروں کی اہمیت سے روشناس کیا جائے۔

دہشت گردی کی شدید مذمت کے ساتھ ساتھ انتہاپسندی اور تشدد پرستی کی تمام صورتوں کو مسترد کرتے ہوئے ہم پوری دنیا میں (اسلام فوبیا) "اسلام کے خوف" کو پھیلانے کی تمام کوششوں کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہیں اور اسے نسل پرستی اور نسلی امتیاز کا ایک شاخسانہ تصور کرتے ہوئے اس عزم کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم تمام تر دستیاب ذرائع اور وسائل کی مدد سے اس رجحان کے خلاف جنگ کرتے رہیں گے۔ اسلامی ممالک کے مابین معاشی اور سماجی تعاون کے ذریعے استحکام کے قیام کو پیش نظر رکھتے ہوئے گلوبلائزیشن کی خامیوں کو نظرانداز کر کے اس کے فائدوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ ناخواندگی کا خاتمہ، بیماریوں اور امراض کا سدباب اور اسلامی ممالک سے غربت و افلاس کے خاتمے کے لئے کی جانے والی جنگ کو ہماری فوری اور اولین ترجیحات میں شامل ہونا چاہئے تاکہ تمام ضروری وسائل کو بروئے کار لا کر ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اگر ہم اپنے مطلوبہ مقاصد کے حصول میں کامیابی کے خواہشمند ہیں تو اس کے لئے ہمیں ایک مشترکہ اسلامی اقدام سے وابستگی کا عہد کرنا ہوگا۔ چنانچہ اسلامی دنیا کے ایک نئے تصور اور وژن

کے ساتھ جو بین الاقوامی چیلنجوں سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو اور سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی تنوع اور اختلافات کو اس انداز سے جذب کر سکے جس کے نتیجے میں امہ کے مفادات اور اقدار کا تحفظ ہو سکے۔
اس مقصد کے حصول کی غرض سے ہم دس سالہ ایکشن پروگرام کا اعلان کرتے ہیں تا کہ اکیسویں صدی میں مسلم امہ کو درپیش تمام چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

ہم خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ صراط مستقیم پر چلنے میں ہماری راہنمائی فرمائے، ہمیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور ہماری زندگیوں میں خوشحالی لائے۔

سورۃ النور آیت 53:

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے قوت دے گا۔ ان کو خوف کے بدلے میں امن دے گا۔ میری بندگی کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ جو شخص اس کے بعد ناشکری کرے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں''۔

تبصرہ:

مکہ مکرمہ میں او آئی سی کے دو روزہ تیسرے غیر معمولی سربراہی اجلاس کے اختتام پر جاری کئے گئے اعلان مکہ میں مسلم ممالک کی سلامتی کو کسی بھی خارجی خطرے اور قدرتی آفات سے اجتماعی طور پر نمٹنے اور کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف کوئی یکطرفہ پابندی قبول نہ کرنے کا عزم کرتے ہوئے ایک دس سالہ ایکشن پلان منظور کیا گیا جس میں باہمی احترام کی بنیاد پر تہذیبوں کے درمیان مکالمے کی ضرورت اور تحمل و برداشت، تعاون، امن اور اعتماد والے عالمی ماحول کے قیام کے لئے بنی نوع انسان میں مساوات کو فروغ دینے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کو لازمی قرار دیا گیا۔

او آئی سی کا یہ سربراہی اجلاس دنیا میں تیز تر سیاسی و معاشی تبدیلیوں کے ماحول میں ایک ایسے وقت میں ہوا جس میں مسلم ممالک کے لئے بین الاقوامی برادری میں اپنا حقیقی مقام اور وقار حاصل کرنے کے لئے ایک جامع اور مربوط منصوبہ بندی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے اس پس منظر میں اگر او آئی سی کے رکن بادشاہوں، سربراہان مملکت اور امرا کے اس غیر معمولی اجلاس میں زیر غور آنے والے مسلم امہ کے وسیع تر مسائل و معاملات اور دس سالہ ایکشن پلان میں ان کے حل کے لئے تجویز کئے جانے والے اقدامات کو دیکھا جائے تو بلا خوف و تردد کہا جا سکتا ہے کہ مسلم زعماء اور لیڈروں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو درپیش سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل کی سنگینی کو پہلے کی نسبت کہیں زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ عصر حاضر کے ان چیلنجوں سے انفرادی طور پر نبرد آزما ہونے کی دیرینہ روایت کو

ترک کر کے اجتماعی دانش اور مشترکہ وسائل کے ذریعے ان سے عہدہ برآ ہونے کی جدوجہد کی جائے اس حوالے سے او آئی سی کے سربراہی اجلاس میں کئے جانے والے فیصلوں پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسلم ممالک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے کی پرانی روش کے مہلک نتائج سے آگاہ ہونے کے بعد اب بے عملی کی زندگی کو الوداع کہہ کر اپنی تقدیر خود بدلنے کے لئے کمربستہ ہو رہے ہیں اور اگر فکر و نظر میں تبدیلی کے یہ آثار فی الواقع انہیں اپنی کوششوں کو مجتمع کرنے پر آمادہ کر سکیں تو مسلم امہ کے مستقبل پر اس کے نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

اس وقت امت مسلمہ کو جن پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے ان میں انتہا پسندی و دہشت گردی سرفہرست ہیں اگرچہ دہشت گردوں کا کسی بھی علاقے یا مذہب سے کبھی کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن 9/11 کے سانحہ کے بعد ستم ظریفی حالات سے انتہا پسندی کو دنیا بھر میں مسلمانوں کے ساتھ منسلک کرنے اور اسلام اور دہشت گردی کو ایک دوسرے کا مترادف بنا کر پیش کرنے کی مسلسل سعی کی گئی ہے جس سے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے اس لئے اب انہیں اس صورت حال کو بدلنے اور عالمی برادری میں اپنا حقیقی مقام حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ جدوجہد کرنا ہو گی۔ سعودی عرب اور پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف عالمی مزاحمت کا بھرپور ساتھ دے کر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں انتہا پسندی کے تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کی ہے اس کی تحسین و ستائش خود عالمی رہنماؤں نے کی ہے لیکن انتہا پسندی کے یہ رویے چند دنوں میں پیدا ہوئے ہیں نہ انہیں چشم زدن میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے طویل اور صبر آزما کوششوں کی ضرورت ہے اور اس کے اسباب دور کئے جانے چاہئیں مقام اطمینان ہے کہ او آئی سی کے سربراہی اجلاس میں اس کی اہمیت کا پورے طور پر ادراک کرتے ہوئے رکن ممالک پر زور دیا گیا ہے کہ وہ دہشت گردی کی ہر شکل اور ہر فارم کو مسترد کرتے ہوئے ہر ممکن طریقے سے اس کا مقابلہ کریں اور تعلیمی نصاب کو اس طرح تشکیل دیں کہ وہ تحمل و برداشت، مفاہمت و مذاکرات کے رویوں کو فروغ دینے اور تنوع کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہونے والا ہو اگر مسلم ممالک میں تعلیمی نصاب کو تبدیل کر کے مثبت قدروں کو اجاگر کرنے والے سلیبس کی تدوین کا مرحلہ طے ہو جاتا ہے تو اس سے نوجوانوں میں ناانصافیوں اور حق تلفیوں پر تلملا کر انتہا پسندانہ رویے اختیار کرنے کا از خود قلع قمع ہو جائے گا اور وہ جدید علوم اور ٹیکنالوجی میں دسترس حاصل کرنے کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر کے نہ صرف اپنے مستقبل کو بہتر بنانے بلکہ مسلم امہ کی بھی کہیں زیادہ بہتر خدمت کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

اس سربراہی اجلاس میں مسلم ممالک کو درپیش پرانے تنازعات کے ضمن میں بھی بعض جرأتمندانہ فیصلے کئے گئے جن میں کشمیر کاز کی مسلسل حمایت کی یقین دہانی کرواتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا کہ کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا آپ فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔

اسی طرح مسئلہ فلسطین پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیل سے مطالبہ کیا گیا کہ اس نے 1967 سے جن فلسطینی علاقوں پر قبضہ کر رکھا ہے وہ نہ صرف ان سے اپنی فوجیں واپس بلائے بلکہ مقبوضہ فلسطینی علاقوں

میں قائم کردہ یہودی آبادیوں کو بھی ختم کردے اور اسرائیل و فلسطینی رایست کو الگ کرنے کے لئے بنائی جانے والی دیوار کی تعمیر روک دے کیونکہ صرف یہی وہ طریقہ ہے جس سے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ فلسطین کے حل کی جانب راستے کھلنے اور مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کے قیام کے امکانات روشن ہوسکتے ہیں اسی ذیل میں القدس شریف کی تاریخی واسلامی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے ہرممکن اقدام کرنے، مسجد اقصیٰ کو محفوظ تر بنانے کا عہد کیا گیا اور مسلم ممالک سے یہ اپیل بھی کی گئی کہ وہ القدس شریف میں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے اپنے وسائل کا ایک حصہ وقف کریں۔

عراقی قوم کی جانب سے قومی مفاہمت کانفرنس کا خیر مقدم کرتے ہوئے سیاسی عمل اور عراق کی تعمیر نو کی کوششوں کو آگے بڑھانے سے بھی اتفاق کیا گیا اور عوام کو دہشت گردی کے ذریعے ڈرانے دھمکانے اور جھکانے کے لئے کی جانے والی تگ وتاز کی بھرپور مذمت کی گئی اسی طرح صومالی گورنمنٹ کی جانب سے ملک میں سلامتی کا ماحول پیدا کرنے کی جدوجہد کی تحسین کی گئی اور آرمینیا کی جانب سے آذربائیجان پر کی جانے والی جارحیت کو لائق نفرین قرار دیا گیا۔ قبرص کے ترک عوام کی جانب سے اقوام متحدہ کے ذریعے کوئی جامع حل تلاش کرنے کی مساعی کی حمایت کی گئی اور سوڈانی معاہدہ امن کی حمایت کی تجدید کرتے ہوئے اس بارے میں 10 ویں او آئی سی کانفرنس کی حمایت کی گئی جس میں سوڈان میں تعمیر نو کے کاموں کے لئے فنڈ اکٹھا کرنے کے بارے میں کہا گیا تھا۔

اس اجلاس میں حقوق انسانی کا ایک آزاد اسلامی ادارہ قائم کرنے کی تجویز بھی زیر غور آئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ادارہ ممبر ممالک میں حقوق انسانی کی صورت حال کو مانیٹر کرنے کا فریضہ انجام دے۔ مسلم ممالک کے حوالے سے یہ ایک اچھوتا اور عمدہ خیال ہے اور اس سے اہل مغرب کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پھیلائی گئی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

موجودہ دور میں بیشتر مسلم ممالک میں غربت، جہالت اور بیماری کے پھیلتے ہوئے سایوں کو ہٹانے نیز فرقہ واریت کی خلیج کو پاٹنے کے لئے بعض گروہوں کی طرف سے ایک دوسرے پر ارتداد کا لیبل لگانے کی کوششوں کا سد باب کرنے اور اسلامی بینک کے ذریعے سائنس وٹیکنالوجی کی تعلیم کو فروغ دینے اور مسلم ممالک اور ترقی یافتہ دنیا میں فاصلے کم کرنے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جس نوع کے اقدامات کی ضرورت ہے اس سے بھی کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔

او آئی سی کے سربراہی اجلاس میں کئے جانے والے ان فیصلوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس میٹنگ میں وہ تمام ضروری مسائل زیر بحث آئے ہیں جن سے اس وقت مسلم ممالک دوچار ہیں اور ان کو حل کرنے کے لئے جو اقدامات تجویز کئے گئے ہیں ان کی اہمیت وافادیت سے بھی کسی کو کوئی انکار نہیں لیکن اس سے مطلوبہ نتائج صرف اسی صورت میں برآمد ہوسکتے ہیں جب اس سربراہی اجلاس میں کئے جانے والے فیصلوں کو عمل کے قالب میں ڈھالنے والی کمیٹیوں کو پوری طرح فعال اور متحرک بنایا جائے اور ان کی کارکردگی کو مانیٹر کرنے کا بھی کوئی ٹھوس اور موثر لائحہ عمل بنایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ اسلامی ممالک عوام کو ان فیصلوں میں شریک کرنے کے لئے جمہوری اداروں کے قیام کا

فیصلہ بھی کرتے کیونکہ جمہوری ماحول نہ ہونے سے مسلم نوجوانوں کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا نہیں موقع ملتا۔ اپنی مرضی کے حکمران چننے کا راستہ نہیں دیا جاتا۔

او آئی سی کا نام تبدیل کرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا حالانکہ اس ضمن میں بڑی قیاس آرائیاں کی جارہی تھیں توقع کی جانی چاہئے کہ آئندہ کسی اجلاس میں یہ مرحلہ بھی طے کرلیا جائے گا کیونکہ مسلم ممالک کی اتنی اہم تنظیم کا نام یقیناً ایسا ہونا چاہئے جو صحیح معنوں میں اس کے شایان شان اور اس کی کارکردگی کی عکاسی کرنے والا ہو۔

بشکریہ: جنگ

کشمیر میں سیلف گورنینس

بدھ کو سعودی عرب میں شاہ عبداللہ کی طرف سے بلائے گئے او آئی سی کے خصوصی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے اپنے پہلے سے اعلان کردہ موقف کو دہرایا کہ کشمیر سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور وہاں سیلف گورننس قائم کی جائے۔ صدر کی تجویز جو پہلے بھارتی قیادت کو پیش کی گئی تھی اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں متفق ہوجائیں کہ کشمیر کے دونوں حصوں سے دونوں ممالک کی افواج نکال لی جائیں اور وہاں مقامی باشندوں کی خواہش کے مطابق حکومت قائم کی جائے۔ صدر کی تجویز کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تجویز اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی 1949ء کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کی پہلی کڑی ہے۔ بھارت کے اس وقت کے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو کشمیر میں بھارت اور پاکستان کے مابین جاری جنگ میں سیز فائر کی خاطر کشمیر ایشو کو اقوام متحدہ لے گئے تھے اور انہی کی شکایت پر فائر بندی ہوئی اور ساتھ ہی مستقبل کے لئے لائحہ عمل طے کیا گیا۔ جنوری 1949ء کی اس قرارداد کا تقاضا ہے کہ کشمیر کے دونوں حصوں سے دونوں ممالک کی افواج نکل جائیں تو اس کے بعد ہی یہاں استصواب رائے ہوسکتا ہے۔ آج صدر پاکستان نے کشمیر میں ڈی ملٹرائزیشن کی جو تجویز پیش کی ہے اس کا مقصد یہی ہے۔ نئی دہلی نے فی الحال صدر کی تجویز کا مثبت جواب نہیں دیا بلکہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے البتہ حسب روایت یہ کہا ہے کہ فوجوں کے انخلاء کا اس وقت تک سوال پیدا نہیں ہوتا جب تک پاکستان کی طرف سے کشمیر میں دہشت گردی کی حمایت اور دراندازی پر قابو نہیں پایا جاتا تاہم کشمیر اور دوسرے ملکوں میں صدر پرویز مشرف کی تجویز کو پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین میرواعظ عمر فاروق نے نہ صرف کشمیر کے اندر بلکہ آرگنائزیشن آف اسلامک کونسل کے اجلاس کے دوران سرزمین سعودی عرب میں بھی صدر کی تجویز کو سراہا ہے اور بھارت سے کہا ہے کہ وہ کشمیر میں ڈی ملٹرائزیشن پر فوری عمل کرے۔ مقبوضہ کشمیر سے سابق حکمران جماعت پی ڈی پی کی چیئرپرسن محبوبہ مفتی نے بھی ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ کشمیر سے تمام افواج نکل جائیں۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیراعظم فاروق عبداللہ کے فرزند عمر عبداللہ

نے بھی کشمیر سے پاکستان اور بھارت کی فوجوں کے انخلاء کی پرجوش الفاظ میں حمایت کی ہے۔ آزاد کشمیر کے بزرگ رہنما سردار عبدالقیوم دوسرے کشمیری لیڈروں کی طرح صدر کی تجویز کو خوش آئند اور قابل عمل تجویز قرار دے چکے ہیں۔ او آئی سی کے حالیہ خصوصی اجلاس میں جب صدر پرویز مشرف نے کشمیر سے فوجوں کے انخلاء اور سیلف گورننس کی تجویز دہرائی تو شاہ عبداللہ اور دیگر ملسمان رہنماؤں نے خواہش ظاہر کی کہ نئی دہلی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں مئوثر کردار ادا کرے کیونکہ ان کو متبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی زبوں حالی پر تشویش ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ بھارت اور پاکستان کی قیادت مل بیٹھ کر مسئلہ کشمیر کا مستقل حل تلاش کرے۔ انہوں نے جموں وکشمیر کے مسئلہ کے حتمی حل کے سلسلے میں صدر پرویز مشرف کی طرف سے پچھلے دو تین سالوں سے لچک دکھانے اور مختلف تجاویز بھارت کو پیش کرنے پر ان کی کوششوں کی تعریف کی ہے۔ آج کل جبکہ آزاد کشمیر کے باشندے خاص کر مظفرآباد، وادی نیلم، راولاکوٹ اور باغ کے عوام 8 اکتوبر کے قیامت خیز زلزلے سے شدید متاثر ہوئے ہیں صدر پرویز مشرف کی طرف سے فوجوں کے انخلاء اور سیلف گورننس کی تجویز ان متاثرہ لوگوں کو امید کی نئی کرن دکھائے گی۔ 19 نومبر کو اسلام آباد میں منعقدہ ڈونرز کانفرنس میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان اور دیگر بین الاقوامی برادری کے نمائندوں کی موجودگی میں صدر پرویز مشرف نے بھارت کی حکومت، اپوزیشن، میڈیا، متبوضہ کشمیر کی حکومت اور بھارت کے تمام طبقوں سے خلوص دل سے اپیل کی ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں کشمیریوں کو کشمیر کا تحفہ دیں۔ سفارتی اعتبار سے صدر کا یہ کارڈ اثر انگیز ثابت ہوا کیونکہ کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی 1949ء کی قراردادوں کے مطابق حل کرنا ہے اور ڈونرز کانفرنس میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر انہیں بھی یادداشت کے طور پر سنا دی گئی جس کا ایک فوری مثبت ردعمل یہ ہوا کہ ڈونرز کانفرنس میں شریک بھارت کے وزیر مملکت برائے تجارت نے اپنے خطاب میں کشمیر کے مسئلے کا حوالہ دیا حالانکہ یہ اجلاس بین الاقوامی برادری کی طرف سے زلزلہ زدگان کی مالی امداد کے لئے بلایا گیا تھا۔

نئی دہلی پاکستان کی طرف سے مسئلہ کشمیر پر مثبت تجاویز پیش کرنے پر سرد مہری کا مظاہرہ کیوں کرتا ہے؟ وہ اس لئے کہ اقوام متحدہ کی 1949ء کی قراردادوں کو پس پشت ڈال کر از خود بھارت نے کشمیر کو اٹوٹ انگ قرار دے دیا ہے۔ اگست 1953ء میں متبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ محمد عبداللہ کو وزارت اعلیٰ کے منصب سے ہٹا کر اور پھر گرفتار کر کے بخشی غالم محمد اور خواجہ صادق کے ادوار میں بھارت کی دوسری ریاستوں کی طرح اپنی سپریم کورٹ، الیکشن کمیشن، ٹاڈا اور پوٹا کے کالے قوانین اور سول سروسز کے قواعد کا دائرہ متبوضہ کشمیر تک بڑھا دیا گیا۔ 1994ء میں نرسمہا راؤ کے دور وزارت عظمیٰ میں پارلیمنٹ سے ایک قرارداد منظور کرائی گئی تھی جس میں ریاست کشمیر کو بھارت کا آئینی حصہ قرار دیا گیا تھا اور یہی موقف ہے جس کے تحت متبوضہ کشمیر میں آزادی کی لہر کو دبانے کے لئے بھارتی فوج کی بھاری تعداد میں تعیناتی، خونریزی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے سائے میں متبوضہ کشمیر کی حکومت انہی آئینی قیود کے ساتھ کام چلا رہی ہے۔ بھارت نے عجیب منطق اختیار کر رکھی ہے ایک طرف تو وزیر اعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ کہتے ہیں کہ وہ کشمیر میں "ری

ڈرائنگ آف باؤنڈریز" کے خلاف ہیں لیکن دوسری طرف موجودہ لائن آف کنٹرول کو پاکستان اور بھارت کے مابین مستقل بارڈر ماننے کے حق میں ہیں۔ کیا لائن آف کنٹرول کو انٹرنیشنل بارڈر بنانے سے کشمیر میں نئی جغرافیائی صورتحال پیدا نہ ہوگی؟ ایک ہی نسل کے کشمیریوں کو ہمیشہ کے لئے منقسم کر دینے سے انسانی حقوق کی بدترین پامالی نہ ہوگی؟ دوسری جانب پاکستان آزاد کشمیر کو اپنا آئینی حصہ تصور نہیں کرتا کیونکہ اسلام آباد کشمیر کے مسئلہ کو متنازعہ سمجھتا ہے جس کا فیصلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق ہوتا ہے البتہ سلامتی، امور خارجہ، دفاع اور ترقیاتی امور میں مالی امداد اور فنی معاونت کے لئے آزاد جموں وکشمیر کونسل کا قیام باہمی رابطہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ آزاد کشمیر کی اپنی سپریم کورٹ، اپنا الیکشن کمیشن، اپنا وزیر اعظم، کابینہ اور اپنا جھنڈا ہے یہاں سیلف گورننس عملی طور پر قائم ہے دوسری جانب بھارت نے جس طرح کی آئینی اور فوجی گرفت متبوضہ کشمیر پر قائم کر رکھی ہے اسے مقامی باشندوں کی طرف سے سیلف گورننس تو کجا ایک بیرونی ملک کی طرف سے غاصبانہ قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ جنوبی ایشیا میں امن کی خاطر اور پاکستان اور بھارت کے عوام کی خوشحالی کی خاطر نئی دہلی کو چاہئے کہ اٹوٹ انگ کی رٹ چھوڑ کر صدر پرویز مشرف کے لچکدار مئوقف کا مثبت عملی جواب دے۔

☆ ☆ ☆

تاریخ پاکستان سال 2005ء

یکم جنوری 2005ء اپوزیشن صبر کرے انتخابات 2005 میں ہوں گے۔ مسلم لیگ ملک بھر میں جلسے کرے۔ صدر پرویز مشرف کا گجرات میں خطاب۔

یکم جنوری 2005ء متحدہ مجلس کے احتجاجی جلسے، سینکڑوں کارکنوں کے خلاف مقدمات درج۔

2 جنوری 2005ء بڑے منصوبوں کی تکمیل میں کوئی تاخیر برداشت نہیں کی جائے گی، وزیراعظم شوکت عزیز۔

3 جنوری 2005ء ایران گیس پائپ لائن منصوبے کیخلاف امریکی دباؤ نہیں، بھارت بگلیہار ڈیم کی تعمیر معطل کردے، پاکستان۔

3 جنوری 2005ء پاکستان مضبوط معیشت کی سطح پر پہنچ گیا۔ ہمارا بینکاری نظام سارک خطے میں سب سے آگے ہے۔ وزیراعظم شوکت عزیز۔

3 جنوری 2005ء صوبائی خودمختاری کا مسئلہ بلوچستان کے عوام کی توقعات سے بڑھ کر حل کرینگے۔ چوہدری شجاعت حسین صدر پاکستان مسلم لیگ۔

4 جنوری 2005ء تنازع بگلیہار ڈیم طے کرنے کے لئے پاکستان نے 6 فنی نکات کی نشاندہی کردی۔ مسئلے کو دو طرفہ بنیادوں پر حل کرنا چاہتے ہیں۔ پانی و بجلی کے سیکرٹری اشفاق احمد کی دہلی میں صحافیوں کے ساتھ گفتگو وہ بھارت کیساتھ ڈیم کے مسئلہ پر مذاکرات کے لئے دہلی موجود تھے۔

4 جنوری 2005ء کاروکاری اور ناموس رسالت سے متعلق ترمیمی بل نافذ ہوگیا۔ صدر نے بل پر دستخط کردیئے۔ مقدمات کی تحقیقات ایس پی کی سطح کا آفیسر کرے گا۔

5 جنوری 2005ء سرکریک پر پاک بھارت مشترکہ سروے شروع ہوگیا۔ بھارت نے بگلیہار پر تحفظات کا جواب دے دیا۔ پاکستان کا عدم اتفاق، دہلی میں جاری پاک بھارت مذاکرات میں ایک دن کی توسیع۔

5 جنوری 2005ء شوکت عزیز دورہ تہران کے موقع پر گیس پائپ لائن منصوبے پر دستخط کردینگے۔ ایرانی وزیر پیٹرولیم بے جان نامدار۔

6 جنوری 2005ء سونامی جیسی آفات سے بچاؤ کے لئے پیشگی انتباہ کا نظام قائم کیا جائے گا۔ شوکت عزیز۔

6 جنوری 2005ء بگلیہار ڈیم پر پاک بھارت مذاکرات ناکام پاکستان عالمی بینک سے رجوع کرے گا۔

7 جنوری 2005ء بگلیہار ڈیم کا ڈیزائن سندھ طاس کی خلاف ورزی ہے۔ پاکستان

7 جنوری 2005ء سارک کانفرنس 8 فروری کو ڈھاکہ میں ہوگی پاکستان اور بنگلہ دیش سمیت دیگر ممالک کا اتفاق۔

7 جنوری 2005ء اپوزیشن سڑکوں پر آنے کی بجائے ملکی ترقی میں کردار ادا کرے۔ صدر پرویز مشرف

8 جنوری 2005ء گلگت میں آغا ضیاء الدین شیعہ عالم پر حملہ کے بعد ہنگامے چودہ افراد ہلاک۔ بعدازاں آغا

ضیاء الدین زخموں کی تاب نہ لاکر اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔

8 جنوری 2005ء پاکستان کی امداد مارچ تک بحال کردینگے جاپان کا اعلان۔

8 جنوری 2005ء سوئی گیس فیلڈ پر حملہ، قومی تنصیبات پر حملے روکنے کیلئے حکومت کا بلوچ سرداروں سے رابطہ۔

9 جنوری 2005ء پاکستان نے پہلی بار اسلامی بانڈ جاری کئے۔

9 جنوری 2005ء سوئی گیس فیلڈ پر حملہ، بڑے پیمانے پر نقصان، ایف سی کے دو جوان شہید۔

9 جنوری 2005ء سترھویں ترمیم پر سیاسی جماعتوں سے بات چیت کیلئے تیار ہیں۔ مولانا فضل الرحمان۔

10 جنوری 2005ء صدر پرویز کی پالیسیوں سے وسائل ملے جن سے عوامی مسائل حل کئے جارہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب، پرویز الٰہی۔

10 جنوری 2005ء فلسطین کے نومنتخب صدر محمود عباس کو پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز کی مبارکباد۔

10 جنوری 2005ء پیپلز پارٹی کے رضا ربانی سینٹ میں قائد حزب اختلاف مقرر۔

10 جنوری 2005ء سٹاک مارکیٹ 6484 انڈیکس پوائنٹس کی نفسیاتی حد پار کرگئی۔

11 جنوری 2005ء سوئی گیس فیلڈ پر حملے، گیس کی فراہمی معطل، پلانٹ تاریخ میں پہلی بار بند ہوا۔

11 جنوری 2005ء پہاڑوں پر چھپنے کا دور گزر گیا، بلوچستان میں تخریبی عناصر باز آجائیں۔ پرویز مشرف۔

11 جنوری 2005ء سٹاک مارکیٹ نے تاریخ کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ انڈیکس 6700 سے عبور کر گیا۔

12 جنوری 2005ء فوج اور اس کے حامیوں کیساتھ مذاکرات نہیں ہوسکتے ہیں اے آر ڈی کا اعلان۔

12 جنوری 2005ء راجن پور کے قریب واپڈا کے 12 اہلکار اغوا۔

12 جنوری 2005ء سوئی گیس فیلڈ کے واقعات میں غیر ملکی ہاتھ ہوسکتا ہے۔ آفتاب احمد شیرپاؤ۔

13 جنوری 2005ء ٹیکس اور کمرشل امور نمٹانے کے لئے سپریم کورٹ کے [illegible] فیڈرل کورٹس قائم کرنیکا اعلان۔ دیوانی اور فوجداری قوانین میں وسیع تبدیلیوں کا بھی فیصلہ، تحقیقات میں بددیانتی کرنے والے پولیس افسران کو 3 سال قید کی سزا دیجائیگی۔

13 جنوری 2005ء امریکہ، یورپ اور چین سمیت 28 ممالک کے تاجروں کو ائیرپورٹ پر ویزا مل جائے گا۔ پاکستان کی نئی ویزہ پالیسی کا اعلان۔

13 جنوری 2005ء سوئی اور ڈیرہ بگٹی کو فورسز نے گھیرے میں لے لیا۔

14 جنوری 2005ء سوئی میں سیکورٹی فورسز کی تعیناتی کیلئے حکومت بلوچستان نے وفاق سے تعاون طلب کرلیا۔ فوجی آپریشن نہیں ہوگا۔ فوج صرف سوئی تک محدود رہے گی۔

14 جنوری 2005ء واپڈا کے اغواء ہونے والے 12 اہلکار بارکھان [illegible] بازیاب کروالیے گئے۔

14 جنوری 2005ء بلوچستان میں آپریشن ہوا تو متحدہ قومی موومنٹ حکومت چھوڑ دے گی۔ الطاف حسین۔

15 جنوری 2005ء متحدہ قومی موومنٹ حکومت کا ساتھ چھوڑ دے تو پھر بھی حکومت کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ صدر پاکستان مسلم لیگ، چوہدری شجاعت حسین۔

16 جنوری 2005ء کشمیر صرف چند کلومیٹرز مین کا مسئلہ نہیں بلکہ ہمارے سیکولرازم کی نشانی ہے، اس کا سودہ نہیں کر سکتے۔ بھارتی وزیر خارجہ نٹور سنگھ۔

16 جنوری 2005ء بندوق کی نوک پر مذاکرات نہیں کریں گے۔ سردار عطاء اللہ مینگل۔

17 جنوری 2005ء کشمیر سیکولرازم نہیں بھارتی قبضہ کی علامت ہے۔ پاکستان۔

17 جنوری 2005ء بلوچستان میں تنصیبات کے تحفظ کے لئے تمام وسائل استعمال ہوں گے۔ وفاقی حکومت۔

17 جنوری 2005ء وفاق بلوچستان میں طاقت استعمال نہ کرے۔ سرحد اسمبلی کی متفقہ قرارداد۔

19 جنوری 2005ء دنیا کو ظلمت سے نکالنے کے لئے اسلامی اقتصادی نظام پیش کیا جائے گا۔ امام کعبہ کا خطبہ حج کے دوران خطاب۔

19 جنوری 2005ء افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لئے مالیاتی پالیسی مزید سخت کر دی جائے گی۔ سٹیٹ بینک۔

23 جنوری 2005ء گیس پائپ لائن پر پاکستان سے معاہدے کے قریب ہیں۔ بھارت۔

23 جنوری 2005ء بھارت نے بگلیہار ڈیم سے توجہ ہٹانے کے لئے کنٹرول لائن کی خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے۔ پاکستان۔

25 جنوری 2005ء وزیراعظم شوکت عزیز بیلجیم کے دورے پر برسلز پہنچے اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہم نے یورپ کو آگاہ کر دیا ہے کہ سارک خطے میں استحکام کے لئے پاکستان اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

25 جنوری 2005ء کراچی میں صدر پاکستان مسلم لیگ چوہدری شجاعت حسین کی سردار عطاء اللہ مینگل اور سردار شیر باز مزاری سے ملاقات بلوچوں کا احساس محرومی دور کر دیں گے بلوچستان میں اب کبھی آپریشن نہیں ہو گا۔ شجاعت حسین۔

26 جنوری 2005ء آج کا پاکستان کل سے مختلف ہے غیر ملکی جتنا چاہیں سرمایہ لگائیں اور واپس لے جائیں۔ شوکت عزیز۔

26 جنوری 2005ء چوہدری شجاعت حسین کی صدر پرویز مشرف سے ملاقات بلوچ سرداروں سے اپنے مذاکرات سے انہیں آگاہ کیا۔

27 جنوری 2005ء ایران سے بھارت تک گیس پائپ لائن منصوبے سے خطے میں استحکام آئے گا، شوکت عزیز۔

28 جنوری 2005ء امریکہ پاکستان سے طویل مدتی دفاعی اتحاد کرے۔ شوکت عزیز۔

29 جنوری 2005ء انتہا پسندوں کے مقابلے کے لئے اعتدال پسند متحد ہو جائیں۔ صدر پرویز مشرف۔

30 جنوری 2005ء ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ذمہ دار کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ شوکت عزیز۔

30 جنوری 2005ء بلوچوں سے زیادتی بند اور فورسز کو واپس بلایا جائے۔ یونم

31 جنوری 2005ء بلوچستان سمیت تمام صوبوں کا احساس محرومی دور کرنے کے لئے آئینی ترامیم کرنی ہوں گی۔ شجاعت حسین۔

یکم فروری 2005ء امریکہ کشمیر کے بارے میں خصوصی ایلچی مقرر کرے۔ امریکی کانگریس میں قرارداد منظور۔

2 فروری 2005ء بھارت کا سارک کانفرنس میں شرکت سے انکار، پاکستان کا اظہار افسوس۔

3 فروری 2005ء پاکستان جلد خلائی ٹیکنالوجی کے شعبے میں نمایاں طاقت بن کر ابھرے گا۔ صدر پرویز مشرف۔

3 فروری 2005ء وزیراعظم شوکت عزیز کا نیپال کے شاہ گیانندرہ سے رابطہ۔

4 فروری 2005ء بھارت افواج کشمیر میں ظلم وستم بند کریں۔ صدر پرویز مشرف

4 فروری 2005ء ملک کے مسائل کا حل صرف حقیقی جمہوریت ہے۔ بے نظیر بھٹو

8 فروری 2005ء سری لنکا کے صدر چندریکا کمارا ٹنگا کی اسلام آباد آمد۔

8 فروری 2005ء پاکستان کے ترقیاتی کاموں کے لئے تین سال تک ایک ارب ڈالر سالانہ امداد دی جائے گی۔

9 فروری 2005ء پاکستان کو گیس پائپ لائن منصوبے پر مذاکرات کی بھارتی دعوت۔

10 فروری 2005ء فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان نہیں پہنچانے دیں گے۔ وفاقی کابینہ

10 فروری 2005ء نواز شریف سے بینظیر کی جدہ میں ملاقات، حکومت سے رابطوں پر اعتماد میں لیا۔

12 فروری 2005ء آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں میں برفانی تودے گرنے سے 101 افراد جاں بحق۔

12 فروری 2005ء بلوچستان میں فوج کی وجہ سے جانی نقصان کم ہوا۔ صدر پرویز مشرف۔

13 فروری 2005ء امریکہ، یورپ اور چین سمیت 28 ممالک کے تاجروں کو ایئر پورٹ پر ویزا مل جائیگا، پاکستان۔

13 فروری 2005ء ٹیکس اور کمرشل امور نمٹانے کے لئے فیڈرل کورٹس قائم کرنے کا فیصلہ۔

13 فروری 2005ء دیوانی اور فوجداری قوانین میں وسیع تبدیلیوں کا بھی فیصلہ، تحقیقات میں بددیانتی کے مرتکب پولیس افسران کو 3 سال قید، غیر قانونی حبس بے جا پر سات سال کی سزا ہوگی۔

14 فروری 2005ء تنخواہوں کو کارکردگی سے منسلک کیا جائے گا بدعنوانی کم ہوگی۔ شوکت عزیز۔

14 فروری 2005ء مجلس عمل اے آر ڈی سے مل کر حکومت کے خلاف جدوجہد کرے گی تحریک کے اگلے مرحلے کا اعلان۔

14 فروری 2005ء بلوچی عوام کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ صدر پرویز مشرف

15 فروری 2005ء برطانیہ مسئلہ کشمیر کے حل میں سرگرم کردار ادا کر رہا ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ۔

15 فروری 2005ء پاکستان کے راستے گیس پائپ لائن پر تیار ہیں۔ نٹور سنگھ بھارتی وزیر خارجہ۔

16 فروری 2005ء شوکت عزیز اور عبداللہ بداوی کے اسلام آباد میں اہم مذاکرات، مشترکہ سرمایہ کار کمپنی کے قیام پر اتفاق ملائیشیا پاکستان سے افرادی قوت درآمد کریگا۔

16 فروری 2005ء مظفر آباد سرینگر بس سروس 7 اپریل سے شروع ہوگی، لاہور امرتسر بس اور کھوکھرا پار مونا باؤ ٹرین سروس پر پاک بھارت اتفاق۔

17 فروری 2005ء امرتسر، ننکانہ صاحب بس سروس جلد شروع ہوگی۔ پاکستانیوں کے لئے ویزا پالیسی میں نرمی کا فیصلہ کرلیا۔ صدر پرویز مشرف۔ تعلقات بہتر کرنے میں سنجیدہ ہیں۔ نٹور سنگھ۔

18 فروری 2005ء سعودی قیادت سے امہ کے مسائل پر بات ہوگی۔ شوکت عزیز۔

19 فروری 2005ء مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستان اور بھارت نے خفیہ چینل قائم کرلیا۔

19 فروری 2005ء 4 سکیورٹی شعبوں کے سوا پاکستان میں کاروبار کے لئے سرکاری اجازت کی ضرورت نہیں۔ شوکت عزیز۔

23 فروری 2005ء وزیراعظم شوکت عزیز تہران پہنچ گئے، پاک ایران اقتصادی تعاون بڑھانے کے لئے 4 معاہدے 25 ملین ڈالر سے مشترکہ سرمایہ کار کمپنی قائم ہوگی۔

24 فروری 2005ء ایران پر حملے کی صورت میں غیر جانبدار رہیں گے۔ پرویز مشرف۔

24 فروری 2005ء سری نگر انتظامیہ کے ہیڈکوارٹرز پر خودکش حملہ 2 مجاہدین سمیت 7 افراد ہلاک 9 زخمی۔

25 فروری 2005ء گوادر کی بندرگاہ کو افغانستان اور وسط ایشیائی ریاستوں سے ملانے کے منصوبے منظور۔

25 فروری 2005ء پاکستان اور امریکہ وسیع البنیاد اسٹریٹجک تعلقات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ پرویز مشرف

26 فروری 2005ء حکمران مسلم لیگ نے 28 وفاقی امور صوبوں کو منتقل کرنے کی سفارش کردی، سینٹ کو بجٹ میں ترمیم کا مشروط اختیار دیا جائے، آئینی پیکیج کا مسودہ پیش۔

27 فروری 2005ء کوئٹہ مری کیمپ سے راکٹوں سمیت بھاری اسلحہ برآمد، 20 افراد گرفتار۔

27 فروری 2005ء کھیلوں کو فروغ دے کر پاکستان کا معتدل چہرہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ پرویز مشرف

28 فروری 2005ء مذاکرات کے ساتھ ساتھ حکومت بلوچستان مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کرے نیشنل سیکورٹی کونسل۔

یکم مارچ 2005ء صدر پرویز مشرف سے بھارت کے کمیونسٹ رہنماؤں کی ملاقات۔ 180 بھارتی قیدی رہا کرنے کا فیصلہ۔

2 مارچ 2005ء نوشہرہ جرگہ لے کر آیا ہوں، کالا باغ اور بھاشا دونوں ڈیم بنائیں گے۔ صدر پرویز مشرف۔

2 مارچ 2005ء وزیراعظم نے مظفر آباد سری نگر بس سروس روٹ کا فضائی جائزہ لیا، آزاد کشمیر کے شدید برفانی علاقوں کا دورہ متاثرین کو ریلیف پیکیج دینے کا اعلان۔

3 مارچ 2005ء این ایف سی ایوارڈ کے لئے آبادی کے ساتھ ساتھ پسماندگی کو بھی مدنظر رکھا جائے گا، صدر نے بلوچستان کے مسائل پر 31 میں سے 27 سفارشات منظور کرلیں۔

3 مارچ 2005ء مختار مائی کیس، سزائے موت پانے والے 5 ملزم بری چھٹے کی سزا عمر قید میں تبدیل۔

3 مارچ 2005ء چاروں صوبوں کے ماہرین کی تجاویز پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا جائے۔ قاضی حسین احمد۔

5 مارچ 2005ء شمالی وزیرستان سیکورٹی فورسز کا آپریشن 2 غیر ملکی ہلاک 11 جنگجو گرفتار ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ برآمد۔

6 مارچ 2005ء پرویز کریموف صدر ازبکستان سے صدر پرویز مشرف کے تاشقند میں مذاکرات۔

6 مارچ 2005ء حکومت پیپلز پارٹی مذاکرات جاری ہیں، مفاہمت نہیں ہوئی۔ حالات بگاڑنے کی کوشش کی گئی تو 2007ء کے انتخابات میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ شجاعت

7 مارچ 2005ء اے آر ڈی اور مجلس عمل کے درمیان تین نکات پر اتفاق، احتجاجی تحریک کے لئے مشترکہ کمیٹی کی منظوری۔

7 مارچ 2005ء دانستہ نادہندگی ریفرنس میں وفاقی وزیر فیصل صالح کی ضمانت منسوخ، سپریم کورٹ نے کیس احتساب عدالت منتقل کردیا۔

7 مارچ 2005ء کشن گنگا پروجیکٹ کا معاملہ مذاکرات سے حل نہ ہوا تو اسے بھی عالمی بینک لے جائیں گے۔ پاکستان۔

8 مارچ 2005ء کراچی اور گوادر کی بندرگاہیں کرغیزستان کو عالمی منڈی تک رسائی فراہم کریں گی۔ صدر پرویز مشرف، باہمی تعاون کے 3 معاہدوں پر دستخط۔

9 مارچ 2005ء منشیات کے پھیلاؤ پر وفاقی کابینہ کا اظہار تشویش، خاتمے کے لئے حکمت عملی منظور۔

9 مارچ 2005ء اردو کی مٹھاس بھری شاعری کی کسی اور زبان میں مثال نہیں ملتی، نائب صدر ماریشس۔

10 مارچ 2005ء مسلم ممالک میں ڈکٹیٹر حکومتیں ہیں، عالمی برادری۔ پاکستان میں بحالی جمہوریت میں مدد دے۔ بے نظیر۔

10 مارچ 2005ء ڈاکٹر قدیر نے ذاتی حیثیت میں ایران کو سینٹری فیوج دیئے، بینظیر کی امریکہ سے واپسی پر مذاکرات کا نیا سلسلہ شروع کریں گے، شیخ رشید۔

11 مارچ 2005ء لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ بلا اختیار ہے، مختار مائی کیس کی ازسرنو سماعت ہوگی۔ شریعت عدالت۔

11 مارچ 2005ء سوئی کے واقعات کا دانا سے تعلق ہے، اسلحہ کی سمگلنگ میں غیر ملکی ہاتھ ہے وقت آنے پر نام ظاہر کریں گے، گورنر بلوچستان۔

12 مارچ 2005ء بلوچستان سے متعلق آئینی پیکیج پر سیاسی جماعتوں میں اتفاق نہ ہوسکا پارلیمانی سب کمیٹی ختم۔

12 مارچ 2005ء افتخار حسین شاہ کا استعفیٰ منظور، کمانڈر خلیل گورنر سرحد مقرر۔

13 مارچ 2005ء شمالی وزیرستان میں غیر ملکی جنگجوؤں کے خلاف آپریشن 10 افراد گرفتار، دستی بم پھٹنے سے 2 سکیورٹی اہلکار زخمی۔

13 مارچ 2005ء پاک و ہند کے ادیبوں کے لئے ویزا پابندیاں نرم پاکستان میں کاغذ سستا کیا جائے۔ عالمی اردو کانفرنس کا اعلامیہ۔

14 مارچ 2005ء واہگہ بارڈر فری ٹریڈ زون بنا دیا جائے، وزیراعلیٰ بھارتی پنجاب، زراعت آبپاشی و دیگر شعبوں میں ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، پرویز الٰہی۔

14 مارچ 2005ء مختار مائی کیس کی سماعت سپریم کورٹ میں ہوگی۔

14 مارچ 2005ء بے نظیر کی جیک سٹرا ملاقات پاکستان میں مفاہمت کی ضرورت پر زور۔ شہباز شریف سابق وزیر اعظم سے دوبارہ ملے۔

15 مارچ 2005ء پاکستان سے جوہری مواد دنیا میں کہیں منتقل نہیں ہوا۔ صدر پرویز۔

15 مارچ 2005ء آمریت کے ساتھ نہیں چلیں گے ہماری ڈیل حکومت سے نہیں غریب عوام سے ہے۔ امین فہیم۔

16 مارچ 2005ء امریکی وزیر خارجہ کے صدر اور وزیر اعظم سے مذاکرات، پاکستان عالم اسلام کے لئے ماڈل ہے۔ کونڈو لیزا رائس۔

16 مارچ 2005ء 2007ء تک کسی سے شراکت اقتدار ہوگی نہ انتخابی ایڈجسٹمنٹ، شجاعت۔

17 مارچ 2005ء ڈیرہ بگٹی ایف سی کے قافلے پر حملہ جوابی فائرنگ 19 ہلاک۔

17 مارچ 2005ء قومی اسمبلی، بلوچستان کے مسئلہ پر اپوزیشن اور ایم کیو ایم کا واک آؤٹ۔

18 مارچ 2005ء ترقی کی راہ میں رکاوٹیں دور کرنے کے لئے عوام انتہا پسندی کے خلاف تحریک شروع کریں۔ صدر پرویز مشرف۔

18 مارچ 2005ء بلوچستان میں آپریشن بند نہ ہوا تو صوبائی حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ مجلس عمل۔

19 مارچ 2005ء ڈیرہ بگٹی سے سرکاری ملازمین سمیت سینکڑوں افراد کا انخلاء، سوئی میں ایف سی کی جگہ فوج تعینات۔

19 مارچ 2005ء ایٹمی میزائل شاہین II کا کامیاب تجربہ، کم از کم دفاعی ڈھال کی سطح عبور کر لی خلائی جستجو میں قدم رکھنے کے قابل ہو گئے۔ صدر پرویز۔

20 مارچ 2005ء اب تحریک رکے گی نہیں۔ کراچی میں مجلس عمل کا ملین مارچ۔

21 مارچ 2005ء اقوام متحدہ میں اصلاحات کی تجویز، سلامتی کونسل کے ارکان 5 سے بڑھا کر 11 کر دیئے جائیں، عنان۔

21 مارچ 2005ء بلوچستان میں فضا سازگار ہونے تک تعاون کی یقین دہانی نہیں کرا سکتے۔ اپوزیشن۔

22 مارچ 2005ء پارلیمانی وفد کے اکبر بگٹی سے مذاکرات، حکومتی نمائندوں کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔

23 مارچ 2005ء پشاور جلال آباد اور کوئٹہ قندھار بس سروس سمیت 5 پاک افغان معاہدے۔

24 مارچ 2005ء ڈیم بنتے ہیں اور ضرور بنیں گے، بلوچستان میں صرف 3 سرداروں کا مسئلہ ہے حملے جاری رہے تو سخت کاروائی ہوگی۔ صدر پرویز۔

24 مارچ 2005ء پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال بلوچستان کا مسئلہ مذاکرات سے حل کریں گے۔ وفاقی کابینہ۔

25 مارچ 2005ء پاکستان 24 ایف 16 خریدے گا، امریکہ نے رضامندی ظاہر کر دی۔

26 مارچ 2005ء طیارے دینے سے پاک بھارت تعلقات پر منفی اثرات نہیں ہوں گے۔ پاکستان سے

تعلقات بہتر نہ کئے تو 90 کی دہائی جیسے حالات دوبارہ پیدا ہو جائیں گے، امریکہ۔

26 مارچ 2005ء وزیر اعظم اور صوبائی حکومتیں مہنگائی کنٹرول کریں۔ صدر پرویز۔

27 مارچ 2005ء کراچی کو سندھ سے الگ نہیں ہونے دیں گے کسی صوبے میں طاقت استعمال کی گئی تو کئی وطن جنم لینگے۔ الطاف حسین۔

27 مارچ 2005ء مخصوص ٹولہ پنجاب کو بدنام کر رہا ہے۔ دوسرے صوبوں کی غلط فہمیاں دور کروں گا، آصف زرداری۔

28 مارچ 2005ء نئی منزلوں کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ مسائل حل کرنے کے لئے پاکستان اور بھارت کو غیر مقبول فیصلے بھی قبول کرنا ہونگے، شجاعت۔

29 مارچ 2005ء چودھری شجاعت کے عبدالکلام من موہن اور سونیا گاندھی سے مذاکرات، اب ایٹمی اسلحے میں آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں، بھارت صدر۔

29 مارچ 2005ء ایران پر حملے کے کسی منصوبے کا حصہ نہیں بنیں گے، قصوری۔

30 مارچ 2005ء حدود آرڈیننس پر نظر ثانی کی حمایت کرتا ہوں، صدر پرویز۔

30 مارچ 2005ء گیس پائپ لائن کمران سے کراچی عمر کوٹ اور موناباؤ کھوکھراپار تک لائی جائے، بھارت

31 مارچ 2005ء پونم کی اپیل پر سرحد، بلوچستان اور سندھ میں ہڑتال۔

یکم اپریل 2005ء یوٹیلیٹی بلوں کی ادائیگی کے لئے نادرہ ملک بھر میں الیکٹرونک بوتھ قائم کرے۔ شوکت عزیز

یکم اپریل 2005ء عوام میں فاصلے کم ہونے سے پاکستان اور بھارت کو فائدہ ہوگا، چوہدری شجاعت حسین کی دورہ بھارت سے واپسی پر گفتگو۔

2 اپریل 2005ء متحدہ مجلس عمل کی اپیل پر ملک بھر میں جزوی ہڑتال۔

2 اپریل 2005ء مسیحوں کے روحانی پیشواء پوپ جان پال چل بسے، حکومت پاکستان کی اظہار تعزیت۔

3 اپریل 2005ء پاک چین تعلقات کا نیا آغاز ہوگا۔ چینی وزیر اعظم وین جیاؤباؤ۔

4 اپریل 2005ء خواتین پر تشدد دہشت گردی قرار دیا جائے۔ پنجاب اسمبلی کی قرارداد۔

4 اپریل 2005ء سردار اکبر بگٹی سے مذاکرات کے بعد چوہدری شجاعت حسین کی صدر پرویز مشرف سے ملاقات مسئلہ بلوچستان پر غور کیا گیا۔

5 اپریل 2005ء چینی وزیر اعظم کی وین جیاؤباؤ کی پاکستان آمد، دونوں ممالک پر 22 معاہدوں پر دستخط۔

5 اپریل 2005ء جے ایف 17 طیاروں کی پیداوار خود انحصاری پر بڑا قدم ہے۔ صدر پرویز مشرف کا منصوبہ کے افتتاح کے موقع پر خطاب۔

6 اپریل 2005ء ایشیائی ممالک وسائل کے مشترکہ استعمال پر متفق، کشمیر بس سروس کے ٹرمینل واقع سری نگر پر مجاہدین کا حملہ۔

7 اپریل 2005ء سری نگر بس سروس شروع، بچھڑے کشمیریوں کا ملاپ۔

7اپریل2005ء چینی کمپنیاں وسیع سرمایہ کاری کریں گی۔ وین جیاؤباؤ

8اپریل2005ء بلوچستان کے مسائل حل کرنے کے لئے مذاکرات جاری رہیں گے صدراور وزیراعظم میں اتفاق۔

9اپریل2005ء ڈیرہ بگٹی سے غیرضروری چوکیاں ختم،حکومت اور سردار بگٹی میں اصولی سمجھوتہ۔

10اپریل2005ء بغداد میں پاکستانی سفارتکار جاوید ملک اغوا،عراق میں سفارت خانہ بند نہیں ہوگا حکومت پاکستان۔

11اپریل2005ء فوج پر گولی چلانے والے کو اڑادیں گے صدر پرویز مشرف۔

11اپریل2005ء خواتین پر تشدد کو دہشت گردی قرار دیا جائے قومی اسمبلی میں قرارداد منظور۔

12اپریل2005ء آذربائیجان کے صدر الہام علی یوف کی اسلام آباد آمد دوطرفہ تعاون بڑھانے پر اتفاق۔

13اپریل2005ء بدنیتی سے تفتیش اور ایف آئی آر درج نہ کرنا جرم ہوگا،فوری انصاف کے قانونی اصلاحات منظور۔

13اپریل2005ء صدر کے دو عہدوں اور 17 ویں ترمیم کے خلاف درخواستیں سپریم میں مسترد۔

13اپریل2005ء پاکستان ترکمانستان اور افغانستان گیس پائپ لائن منصوبے پر اسی سال کام شروع کریں گے۔

14اپریل2005ء منقسم کشمیر میں بس سروس نرم سرحد پر پہلا قدم ہے۔صدر پرویز مشرف۔

15اپریل2005ء قانون ہاتھ میں لینے والوں سے سختی سے نمٹیں گے۔وزیراعظم شوکت عزیز

16اپریل2005ء صدر پرویز مشرف کرکٹ میچ دیکھنے نئی دہلی پہنچ گئے، بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ اور صدر عبدالکلام سے ملاقات۔صدر پرویز کی آمد کے چند گھنٹوں بعد کشمیر پر اعتماد سازی کے لئے سات بھارتی تجاویز کا اعلان۔

16اپریل2005ء سابق وزیراعظم کے شوہر آصف علی زرداری کی لاہور آمد۔

17اپریل2005ء حریت کانفرنس مقبوضہ کشمیر کے دھڑوں کو یکجا کرنے کی پرویز مشرف کی بھرپور کوشش۔

17اپریل2005ء پاک بھارت بزنس فورم بنے گا۔سیاچن میں فوجوں کی کمی کے لئے مشترکہ کمیٹی پر اتفاق۔

17اپریل2005ء فوج کو ساتھ لے کر چلیں گے آصف علی زرداری اسٹیبلشمنٹ مذاکرات کرے۔

18اپریل2005ء مسئلہ کشمیر کے حتمی حل کے لئے بامقصد مذاکرات جاری رہیں گے، پاکستان اور بھارت کا مشترکہ اعلانیہ،کشمیر پر جنگ کا وقت گزر گیا۔صدر پرویز مشرف۔

18اپریل2005ء بھارت کو جناح ہاؤس بمبئی پاکستان کے حوالے کرنے پر قائل کرلیا۔صدر پرویز۔

19اپریل2005ء صدر پرویز مشرف منیلا،فلپائن پہنچ گئے،صدر گلوریا سے ملاقات

19اپریل2005ء پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت بڑھانے کے لئے گیارہ ارب کے ترقیاتی منصوبے

20اپریل2005ء پاکستانی وفد میں مولانا سمیع الحق کے شمولیت پر اعتراز،یورپی پارلیمنٹ نے طے شدہ ملاقات منسوخ کر دی۔مولانا سمیع الحق کو برسلز ائیرپورٹ پر روک لیا گیا،وزیراعظم شوکت عزیز کی مداخلت پر اجازت ملی۔

20اپریل2005ء بینی ڈکٹ شانزدہم پوپ منتخب ہوگئے،عیسائی برادری کا اظہار مسرت۔

20اپریل2005ء آئی ٹی سیکورٹی کے لئے حکومت اقدامات کررہی ہے۔اویس لغاری

21اپریل2005ء پارلیمانی وفد سے ناروا سلوک یورپی یونین اور بلجیم سے پاکستان کا احتجاج۔

21اپریل2005ء صدر پرویز مشرف ایشیاء کانفرنس میں شرکت کے لئے انڈونیشیا پہنچ گئے۔پاک انڈونیشیا بزنس

کونسل پر اتفاق،صدر کی انڈونیشین ہم منصب سیلو بمبانگ یودویونو سے ملاقات۔

23اپریل2005ء مسئلہ کشمیر ڈھائی تین سالوں میں حل ہوجائے گا،شیخ رشید۔

23اپریل2005ء غربت ومحرومی دہشت گردی کی بنیاد ہے،مسلم معاشرے میں اصلاحات ہونی چاہیے،صدر پرویز مشرف۔

24اپریل2005ء عراقی اغواکاروں نے پاکستانی سفارتکار جاوید ملک کو رہا کردیا۔

24اپریل2005ء پاک بھارت تعلقات بہتری میں کرکٹ ڈپلومیسی کا بڑا ہاتھ ہے۔

24اپریل2005ء،اقوام متحدہ میں اصلاحات، پاکستان نے پیشگی حملے کی تجویز مسترد کردی۔

24اپریل2005ء،کندھکوٹ کے قریب دو بم دھماکے۔

24اپریل2005ء،سرحد پار کرنے والے باشندوں کی فوری واپسی کا پاک بھارت معاہدہ۔

25اپریل2005ء،بھارت مسئلہ کشمیر کے مختلف آپشنز پر غور کے لیے رضامند۔

25اپریل2005ء،صوبوں نے بلدیاتی انتخابات کیلیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کے اختیارات مانگ لیے۔

25اپریل2005ء،117 شہروں میں کوالٹی ٹیسٹنگ لیبارٹریاں قائم کرنے کا فیصلہ۔

26اپریل2005ء،بلوچستان میں ریلوے لائن پر تین دھماکے۔

26اپریل2005ء یورپی یونین پاکستان کی امداد میں چار گنا اضافہ کرے گی۔

27اپریل2005ء ورلڈ بنک نے بگلیہار ڈیم پر ماہر مقرر کرنے کا اعلان کردیا۔

27اپریل2005ء سندھ اور بلوچستان میں بجلی کا بڑا بریک ڈاؤن۔

28اپریل2005ء،دہشت گردی میں ملوث قیدیوں کے لیے الگ ہائی سکیورٹی جیلیں بنانے کا فیصلہ۔

29اپریل2005ء،100 سے زائد فوجی افسروں کی ترقی۔

29اپریل2005ء،چین نے جناح ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی تعمیر پر رضامندی ظاہر کردی۔

30اپریل2005ء،چین سے 20 ریلوے انجنوں کا سودا منسوخ۔

30اپریل2005ء،یوکرائن میں 17 پاکستانیوں سمیت 26 غیرقانونی تارکین وطن گرفتار۔

یکم مئی2005ء،ورلڈ بنک پاکستان کو 4.5 بلین ڈالر قرضہ دے گا۔

یکم مئی2005ء،بلوچستان میں ریلوے لائن دھماکے سے تباہ گرڈ سٹیشن پر راکٹ حملہ۔

یکم مئی2005ء،بگلیہار ڈیم پر دوطرفہ مذاکرات کی بھارتی پیشکش مسترد۔

یکم مئی2005ء،پنجاب میں پٹرولیم ٹیکس کے نفاذ اور اسٹامپ ڈیوٹی بڑھانے پر غور۔

3 مئی2005ء،متعدد اشیاء بھارت سمیت پڑوسی ممالک سے درآمد کرنے کی اجازت۔

3 مئی2005ء،قومی مالیاتی ایوارڈ صوبوں نے ففٹی ففٹی فارمولا مسترد کردیا۔

3 مئی2005ء،پہلے ایٹمی طاقت تسلیم کیا جائے،این پی ٹی پر دستخط کے لیے پاکستانی شرط۔

3 مئی2005ء،سلامتی کونسل کے مستقل ارکان میں اضافہ کی متبادل تجاویز۔

4 مئی 2005ء ناظمین اور نائب ناظمین کی جگہ نگران مقرر کرنے پر اتفاق۔

4 مئی 2005ء پاک فضائیہ کا بغیر پائلٹ طیارہ گر کر تباہ۔

5 مئی 2005ء کھلے پٹرول کی فروخت اور آتشبازی پر پابندی۔

5 مئی 2005ء مشرف پر حملے کا ملزم مشتاق پکڑا گیا۔

5 مئی 2005ء پاکستانی سفارتکار عراق سے رہائی کے بعد اسلام آباد پہنچ گیا۔

6 مئی 2005ء پاکستان اور ملائیشیا میں تین سمجھوتے۔

6 مئی 2005ء سی۔ گیس پائپ لائن اور بجلی کا ٹاور اڑا دیا گیا۔

6 مئی 2005ء مشرف کے قتل کی ایک اور سازش ناکام بنانے کا انکشاف حکومتی تردید۔

7 مئی 2005ء جنوبی وزیرستان میں توپ کا گولہ پھٹنے سے چار افراد جاں بحق۔

8 مئی 2005ء بھارت کشن گنگا ڈیم کا ڈیزائن تبدیل کرنے پر آمادہ۔

8 مئی 2005ء بھارت نے کنٹرول لائن پر باڑ کی تعمیر دوبارہ شروع کر دی۔

8 مئی 2005ء جموں سیالکوٹ بس سروس شروع کرنے کا امکان۔

8 مئی 2005ء سرکاری ملازمین کے نئے پے سکیل بنانے کا فیصلہ۔

8 مئی 2005ء کابینہ کے فیصلوں پر عملدرآمد میں تاخیر، وزیراعظم نے نوٹس لے لیا۔

9 مئی 2005ء کوئٹہ اور گوادر میں پانچ بم دھماکے۔

9 مئی 2005ء پاکستان اور چین کا فری ٹریڈ معاہدے پر اتفاق۔

9 مئی 2005ء پاکستان نے کشن گنگا ڈیم کے معائنہ کی بھارتی پیشکش قبول کر لی۔

9 مئی 2005ء قومی اسمبلی میں امریکہ سے احتجاج کی قرارداد۔

10 مئی 2005ء لاہور امرتسر بس سروس شروع کرنے پاک بھارت پر اتفاق۔

10 مئی 2005ء پاکستان سنگاپور آزادانہ تجارت کے معاہدہ کے لیے مذاکرات تیز کرنے پر متفق۔

10 مئی 2005ء قرآن کریم کی بے حرمتی اور کارٹون کی اشاعت پر پاکستان کا امریکہ سے شدید احتجاج۔

11 مئی 2005ء میری ٹائم سکیورٹی اور بھارتی سکیورٹی گارڈز مواصلاتی رابطے پر متفق۔

11 مئی 2005ء پاکستان اور سنگاپور تجارتی اور دیگر شعبوں میں اتفاق بڑھائیں گے۔

11 مئی 2005ء پی آئی اے کا بزرگ شہریوں کے کرایوں میں 20 فیصد کمی کا اعلان۔

11 مئی 2005ء دہشت گردی اور جرائم کے خاتمے کے لیے پاک یونان معاہدہ۔

12 مئی 2005ء کشن گنگا ڈیم متنازعہ قرار دے دیا گیا۔

12 مئی 2005ء ارکان اسمبلی کو یرغمال بنانے کا منصوبہ پکڑا گیا۔

12 مئی 2005ء معروف اداکار جمیل بسمل انتقال کر گئے۔

13 مئی 2005ء تضحیک آمیز کارٹون پر واشنگٹن ٹائمز کی معذرت۔

13 مئی 2005ء قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف مجلس عمل کا ملک بھر میں احتجاج۔

13 مئی 2005ء جبری مشقت میں پاکستان، بھارت اور نیپال سرفہرست ہیں۔ (رپورٹ)

14 مئی 2005ء لاہور میں مخلوط میراتھن ناکام۔

15 مئی 2005ء بھارت نے دریائے جہلم و چناب پر کنٹرول حاصل کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

16 مئی 2005ء آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں کے خلاف آپریشن کا فیصلہ۔

16 مئی 2005ء اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کا ملک گیر تحریک چلانے پر اتفاق۔

17 مئی 2005ء حب میں پولیس مقابلہ 9 ڈاکو اور 4 پولیس اہلکار ہلاک۔

17 مئی 2005ء پاکستان اور برطانیہ فوجی و دیگر شعبوں میں تعاون بڑھانے پر متفق۔

17 مئی 2005ء پاکستان نے نیوز ویک کی معافی مسترد کر دی۔

17 مئی 2005ء، 234 ارب روپے کے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری۔

17 مئی 2005ء خودکش حملوں سے انسانوں کو ہلاک کرنا حرام ہے، 58 علماء کا فتویٰ۔

17 مئی 2005ء مجموعی ملکی پیداوار کی شرح نمو 8.35 فیصد ہوگی۔

18 مئی 2005ء پاکستان برطانیہ سے فوجی ساز و سامان خریدے گا۔

18 مئی 2005ء اخبارات نیوز ایجنسیوں اور کتب کی رجسٹریشن کا ترمیمی بل منظور۔

20 مئی 2005ء گیس 5 فیصد مہنگی۔

21 مئی 2005ء پانی کے وسائل پر تکنیکی کمیٹی کے سربراہ مستعفی۔

21 مئی 2005ء منی لانڈرنگ کیس، سوئس عدالت نے بینظیر اور زرداری کو طلب کر لیا۔

21 مئی 2005ء لاہور میں مخلوط میراتھن کا انعقاد۔

21 مئی 2005ء امریکہ پاکستان کو 71 ایف 16 طیارے دے گا۔

22 مئی 2005ء امریکی بمباری سے شمالی وزیرستان میں 5 افراد جاں بحق۔

23 مئی 2005ء علی گیلانی سمیت حریت رہنماؤں کو پاکستان آنے کی باضابطہ دعوت۔

23 مئی 2005ء قیمتوں میں ریکارڈ اضافہ ہوا، سٹیٹ بنک۔

23 مئی 2005ء پنجاب و سرحد نے مالیاتی ایوارڈ میں محاصل کی تقسیم کے لیے سندھ کا فارمولا مسترد کر دیا۔

24 مئی 2005ء اے آر ڈی نے مشرف سے مذاکرات مسترد کر دیے۔

24 مئی 2005ء علی گیلانی نے دورہ پاکستان سے معذرت کر لی۔

24 مئی 2005ء نامور اداکار رنگیلا انتقال کر گئے۔

25 مئی 2005ء قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک چلانے کا فیصلہ۔

25 مئی 2005ء انصاری گروپ نے دورہ پاکستان کی دعوت قبول کر لی۔

25 مئی 2005ء پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے، ایمنسٹی۔

25 مئی 2005ء جنوبی وزیرستان میں بم دھماکہ 66 افراد جاں بحق۔

26 مئی 2005ء پاکستان نے سینٹری فیوج معائنہ کے لیے ویانا بھجوا دیئے۔

26 مئی 2005ء امریکہ پاکستان کو پونے 15 کروڑ ڈالر امداد دے گا۔

26 مئی 2005ء وفاق نے پنجاب حکومت کو پٹرولیم ٹیکس عائد کرنے سے روک دیا۔

26 مئی 2005ء پاکستان کی امریکہ سے 75 ایف 16 طیارے خریدنے کی درخواست۔

26 مئی 2005ء امریکہ نے تحریف شدہ قرآن پاک شائع کر دیا۔

26 مئی 2005ء بری امامؒ کے مزار پر خودکش دھماکہ، 20 افراد جاں بحق۔

26 مئی 2005ء قرآن مجید کی بے حرمتی کے لیے پاکستان سمیت دنیا بھر میں مظاہرے۔

28 مئی 2005ء پی ٹی سی ایل تنصیبات کا کنٹرول رینجرز اور ایف سی نے سنبھال لیا۔

28 مئی 2005ء سیاچن میں برفانی تودہ گرنے سے 12 فوجی جاں بحق۔

28 مئی 2005ء اقوام متحدہ میں اصلاحات پاکستان اور اٹلی کی متبادل تجاویز۔

29 مئی 2005ء سید علی گیلانی کا پاکستان آنے سے باضابطہ انکار۔

29 مئی 2005ء ایٹم بم نہیں بنا رہے مشرف وضاحت کریں، ایران۔

29 مئی 2005ء سر کریک پر مذاکرات بغیر نتیجہ ختم۔

29 مئی 2005ء پی ٹی سی ایل یونین کی ملک بھر کے فون بند کرنے کی دھمکی۔

30 مئی 2005ء کراچی میں خودکش دھماکہ، 6 افراد ہلاک۔

30 مئی 2005ء پاکستان نے کشمیر کو خود مختاری دینے کا تصور مسترد کر دیا۔

31 مئی 2005ء کراچی میں ہنگاموں میں مرنے والوں کی تعداد 13 ہو گئی۔

31 مئی 2005ء ابوفراج امریکہ کے حوالے کر دیا، مشرف

یکم جون 2005ء ایم ایم اے کی اپیل پر کراچی میں ہڑتال۔

2 جون 2005ء کشن گنگا پراجیکٹ پر پاک بھارت مذاکرات بے نتیجہ۔

2 جون 2005ء قومی اسمبلی میں حکومت کو آبی وسائل کے بل پر شکست۔

3 جون 2005ء قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف ملک بھر میں یوم احتجاج۔

4 جون 2005ء بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کے 66 کیمپوں کی بجلی منقطع۔

4 جون 2005ء پنجاب کا تعلیمی بجٹ 52 ارب روپے کر دیا جائے گا۔

5 جون 2005ء آصف علی زرداری کو دل کا دورہ۔

5 جون 2005ء حکومت کا پی ٹی سی ایل کی نجکاری پر اصرار۔

6 جون 2005ء تینوں صوبوں نے ناظمین کی جگہ نگران مقرر کرنے کے لیے آرڈیننس جاری کر دیئے۔

6 جون 2005ء شنگھائی تعاون تنظیم نے پاکستان کو مبصر کا درجہ دینے کی تجویز منظور کر لی۔

6 جون 2005ء چشمہ پاور پلانٹ فیز ٹو کی تعمیر رواں سال شروع ہو گی۔

6 جون 2005ء دفاعی بجٹ میں 7 ارب روپے کا اضافہ۔

7 جون 2005ء حکومت نے مقامی گاڑیوں پر ودہولڈنگ ٹیکس اور فنانشل سروسز ایکسائز ڈیوٹی واپس لے لی۔

7 جون 2005ء پنجاب میں اساتذہ کی بھرتی پر پابندی ختم۔

8 جون 2005ء قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف دفاع اسلام محاذ کا جلوس۔

8 جون 2005ء حکومت اور پی ٹی سی ایل ملازمین کے مذاکرات ناکام۔

9 جون 2005ء حریت کشمیری رہنماؤں کی مزار قائد پر حاضری۔

9 جون 2005ء پتریاٹہ میں کیبل کار کے تار ٹوٹنے سے 24 افراد زخمی۔

9 جون 2005ء شدید آندھی اور بارش سے 2 ہلاک درجنوں زخمی۔

9 جون 2005ء پی ٹی سی ایل ملازمین کا ملک بھر کا مواصلاتی نظام جام کرنے کی دھمکی۔

9 جون 2005ء امریکہ میں 4 پاکستانی نژاد امریکی گرفتار۔

10 جون 2005ء مختار مائی کیس کے 13 ملزم رہا کرنے کا حکم۔

10 جون 2005ء امریکہ پاکستان کو 20 کروڑ ڈالر امداد دے گا۔

10 جون 2005ء آندھی اور بارشوں سے جاں بحق ہونے والوں کی تعداد 25 ہو گئی۔

11 جون 2005ء سکیورٹی فورسز نے پی ٹی سی ایل تنصیبات کا کنٹرول سنبھال لیا۔

11 جون 2005ء سرحد اور واپڈا میں رائلٹی کا تنازعہ طے کرانے کے لیے ثالث مقرر۔

11 جون 2005ء چین نے پاکستان کو 10.5 ملین کے دفتری آلات فراہم کر دیئے۔

12 جون 2005ء پی ٹی سی ایل یونین کے سینکڑوں عہدیدار گرفتار۔

12 جون 2005ء بلدیاتی الیکشن کا شیڈول تیار۔

12 جون 2005ء قطر پاکستان کو گیس کی ترسیل بڑھانے پر رضامند۔

13 جون 2005ء پاکستان نے ترقی پذیر ممالک میں تعاون کا 5 نکاتی فارمولا دے دیا۔

13 جون 2005ء پاکستان اور سری لنکا کے درمیان آزاد تجارت پر عملدرآمد شروع۔

14 جون 2005ء پے فونز پر ودہولڈنگ ٹیکس واپس

14 جون 2005ء پی ٹی سی ایل ملازمین کی ہڑتال ختم کرنے کا اعلان۔

15 جون 2005ء پی ٹی سی ایل یونینز کی طرف سے مواصلاتی جام نظام کرنے کی دھمکی۔

16 جون 2005ء پنجاب اسمبلی کے 2 اپوزیشن ارکان کی رکنیت معطل۔

16 جون 2005ء ڈیرہ غازی خان میں واپڈا تنصیبات کو اڑانے کی کوشش۔

16 جون 2005ء حکومت نے مالیاتی بل پیش کر دیا۔

17 جون 2005ء پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے مزید 7 ارکان معطل۔

17 جون 2005ء ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی انجیو گرافی۔

17 جون 2005ء بھارت کی پاکستان کو بجلی میں حصہ دار بننے کی پیشکش۔

17 جون 2005ء عالمی جمہوریت کے لیے مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی میں مذاکرات۔

17 جون 2005ء قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف ملک بھر میں احتجاج۔

17 جون 2005ء سعودی عرب میں 3 پاکستانی القاعدہ کے شبے میں گرفتار۔

18 جون 2005ء پی ٹی سی ایل کے لیے 2 ارب 59 کروڑ ڈالر کی ریکارڈ بولی۔

18 جون 2005ء کینیڈا نے مختار مائی کو شہریت کی پیشکش کر دی۔

18 جون 2005ء برطانیہ نے ڈاکٹر شازیہ کو شوہر سمیت سیاسی پناہ دے دی۔

19 جون 2005ء بگلیہار ڈیم کے پہلے مرحلے کا 75 فیصد کام مکمل۔

19 جون 2005ء سرحد کا 86 ارب کا ٹیکس فری خسارے کا بجٹ پیش۔

20 جون 2005ء پاکستان امریکہ مشترکہ بحری مشقیں شروع۔

21 جون 2005ء گلیشیر گرنے سے 4 فوجی افسر شہید۔

21 جون 2005ء صدر بازار لاہور میں گیس دھماکہ ایک شخص جاں بحق 20 زخمی۔

21 جون 2005ء اونٹ ریس میں حصہ لینے والے 22 بچے ابوظہبی سے لاہور واپس۔

22 جون 2005ء ملا عمر سمیت شدت پسندوں کی فہرست پاکستان کو دے دی، افغانستان۔

22 جون 2005ء دریائے کابل اور سوات میں طغیانی 76 مکانات منہدم۔

22 جون 2005ء گوجرانوالہ میں دھماکہ 12 افراد زخمی۔

22 جون 2005ء اشیائے ضروریہ اور چینی کی درآمد کا فیصلہ۔

23 جون 2005ء بارکھان میں 4 بجلی کے کھمبے اڑا دیے گئے۔

23 جون 2005ء ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی مستعفی۔

23 جون 2005ء کویت نے پاکستان سمیت 7 ملکوں پر ویزے کی پابندی ختم کر دی۔

23 جون 2005ء گلیشیئر پگھلنے سے دریاؤں میں طغیانی۔

23 جون 2005ء کراچی میں مفتی شامزئی کے جانشین دہشت گردوں کی فائرنگ سے جاں بحق۔

23 جون 2005ء سرحدی تجارت بڑھانے کے سمجھوتے پر پاک چین دستخط۔

24 جون 2005ء بھارت نے شیخ رشید کی دورہ مقبوضہ کشمیر کی درخواست مسترد کر دی۔

25 جون 2005ء پاک سعودی عرب تعاون بڑھانے پر اتفاق۔

25 جون 2005ء پنجاب میں بلدیاتی اداروں کو بجٹ بنانے سے روک دیا گیا۔

25 جون 2005ء جنوبی وزیرستان میں بارود سے بھرا ٹرک پھٹ گیا۔

26 جون 2005ء قرآن پاک کی حرمت کے تحفظ کے لیے عالمی تحریک شروع کرنے کا اعلان۔

26 جون 2005ء وزیراعلیٰ بلوچستان کی رہائش گاہ پر راکٹوں سے حملہ 2 زخمی۔

26 جون 2005ء پاک فرانس مشترکہ بحری مشقیں مکمل۔

27 جون 2005ء گوانتاناموبے سے بری ہو کر آنے والے 17 قیدی 9 ماہ بعد جیل سے رہا۔

27 جون 2005ء پاکستان کا بیرونی دنیا سے رابطہ منقطع۔

28 جون 2005ء پاکستان اور بحرین معیشت کے تمام شعبوں میں تعاون پر متفق۔

28 جون 2005ء مختار مائی کیس تمام ملزمان کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری۔

28 جون 2005ء سرحد میں متاثرین سیلاب کے لیے 10 کروڑ کا پیکج۔

28 جون 2005ء پاکستان دہشت گردی کے خلاف ہمیں بھی امریکہ جیسا تعاون دے، بھارت۔

28 جون 2005ء فائبر آپٹیکل نیٹ ورک میں خرابی، درجنوں ممالک سے رابطوں میں مشکلات۔

28 جون 2005ء گندم بحران سے نمٹنے کے لیے جلد اقدامات کا مطالبہ۔

29 جون 2005ء وولر بیراج پر پاکستان اور بھارت کا مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق۔

29 جون 2005ء پنجاب میں آندھی اور بارش سے 4 افراد ہلاک۔

29 جون 2005ء ہیضے سے لاہور میں اموات 12 ہو گئیں۔

29 جون 2005ء بلدیاتی نمائندوں کے احتساب کے لیے کمیٹی قائم۔

29 جون 2005ء گوادر میں سمندری طوفان۔

29 جون 2005ء نوبل امن انعام کے لیے دنیا بھر کی 1000 خواتین نامزد۔

29 جون 2005ء پاک امریکہ بحری مشقیں ختم۔

29 جون 2005ء القاعدہ کے خلاف موثر فوجی کارروائی کرنے پر پاک، افغانستان امن فوج میں اتفاق۔

30 جون 2005ء پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں زبردست اضافہ۔

30 جون 2005ء بلدیاتی ادارے توڑ دیے گئے نگران مقرر۔

30 جون 2005ء افتخار محمد چوہدری نے چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدے کا حلف اٹھالیا۔

30 جون 2005ء ڈی آئی خان اور بھکر سیلابی ریلے سے ہنگامی حالت کا اعلان۔

15 اگست 2005ء عالمی بنک کے صدر پال ولفوونز کا دورہ پاکستان وزیراعظم شوکت عزیز سے ملاقات۔

15 اگست 2005ء کوئٹہ میں بم دھماکہ۔

16 اگست 2005ء مدارس کی اسناد پر انتخابات لڑنے کی اجازت نہیں انگریزی، اردو اور مطالعہ پاکستان کا امتحان پاس کرنے والے افراد کی اسناد میٹرک کے مساوی نہیں: سپریم کورٹ

16 اگست 2005ء 2007ء تک تمام لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کر دیں گے۔ صدر پرویز مشرف۔

16 اگست 2005ء پاک بھارت مذاکرات کی حوصلہ افزائی کرینگے: امریکہ۔

18 اگست 2005ء ملک بھر میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد

6 اکتوبر 2005ء ضلعی حکومتوں کے ناظمین کا انتخاب برسر اقتدار مسلم لیگ کی واضح برتری۔

7 اکتوبر 2005ء اسلام آباد پاک برطانیہ مذاکرات کا آغاز.

7 اکتوبر 2005ء تیل اور گیس کے شعبوں میں سرمایہ کاری کیلئے پاک روس معاہدہ۔

7 اکتوبر 2005ء 6 اکتوبر سیاہ ترین دن ہے۔ بلدیاتی الیکشن میں شفاف دھاندلی ہوئی' کونسلر اغوا کیے گئے' چیف جسٹس ازخودنوٹس لیں قومی اسمبلی سینٹ میں اپوزیشن کا احتجاج۔

8 اکتوبر 2005ء پاکستان میں 8.5 شدت کا زلزلہ آزاد کشمیر' اسلام آباد اور صوبہ سرحد میں لاکھوں افراد ہلاک اور بے گھر

-

9 اکتوبر 2005ء زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں وسیع پیمانے پر امدادی کاروائیوں کا آغاز' پوری قوم اختلافات بھولا کر متاثرین کی امداد کے لیے سرگرم عمل ہوگئی۔ پاکستان حکومت نے عالمی حکومت سے ہنگامی امداد طلب کرلی۔

10 اکتوبر 2005ء میں وزیراعظم ہوں ایک قبرستان کا آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار سکندر حیات کا بیان

10 اکتوبر 2005ء متاثرین عملہ کی امداد کے لیے وسیع پیمانے پر عالمی امداد کی اسلام آباد آمد۔

10 اکتوبر 2005ء پوری قوم ایک ہوجائے صورتحال کا مل کر مقابلہ کرینگے' قومی اسمبلی میں حکومت اپوزیشن یکجہتی۔

11 اکتوبر 2005ء زلزلہ سے چالیس لاکھ افراد متاثر ہوئے اقوام متحدہ

12 اکتوبر 2005ء امریکی وزیر خارجہ کنڈ ولیزا رائس کی اسلام آباد کی آمد صدر اور وزیراعظم سے ملاقات۔

12 اکتوبر 2005ء عوام اور فوج کو سلام عالمی تنظیموں کا شکریہ صدر پرویز مشرف۔ قومی سلامتی کونسل نے بحالی کے جامع منصوبے کی منظوری دیدی۔ قاضی کی مخالفت کے باوجود وزیراعلیٰ سرحد کی اجلاس میں شرکت۔

13 اکتوبر 2005ء زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں مواصلاتی رابطے بحال نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے سروے شروع۔ اور متاثرین کے لیے فوری طور پر خیمہ بستیاں لگانے کا فیصلہ۔

13 اکتوبر 2005ء آئل کمپنیز ایڈوائزری کمیٹی کو تیل کی قیمتیں ریگولیٹ کرنے کے اختیارات نہیں سونپے جاسکتے سپریم کورٹ۔ اوگرا اور وزارت پٹرولیم کی موجودگی میں او سی اے سی کا پرائیویٹ سیکریٹری کس طرح اختیارات استعمال کر رہا ہے' چیف جسٹس۔

14 اکتوبر 2005ء صدر بش ہمدردی اور یکجہتی کے اظہار کیلئے پاکستانی سفارتخانے پہنچ گئے۔ مشکل گھڑی میں ہر طرح کی مدد کیلئے تیار ہیں۔ امریکی صدر۔

14 اکتوبر 2005ء اردن کے بادشاہ عبداللہ متاثرین زلزلہ سے اظہار یکجہتی کے لیے اسلام آباد پہنچے۔ گندم کی امدادی قیمت 415 روپے فی 40 کلوگرام مقرر۔ 2 لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنیکا فیصلہ۔

14 اکتوبر 2005ء صدر پرویز کی اپیل پر ملک بھر میں یوم دعا منایا گیا۔

15 اکتوبر 2005ء متاثرہ علاقوں کی تعمیر نو تیز رفتار اور مربوط ہوگئی۔ صدر پرویز مشرف نے منصوبہ جاری کردیا۔

15 اکتوبر 2005ء زلزلہ متاثرین کے لیے بھارت نے نوفلائی زون میں امدادی پروازوں کی اجازت دیدی۔

15 اکتوبر 2005ء اسرائیل نے اقوام متحدہ یا ریڈکراس کے ذریعہ امداد بھجوائی تو قبول کرلینگے: پاکستان۔

16 اکتوبر 2005ء تمام متاثرہ علاقوں میں فیلڈ ہاسپٹل قائم کرچکے۔ امدادی سرگرمیاں اور تعمیر نو ایک ساتھ جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ شوکت عزیز۔

16 اکتوبر 2005ء باغ امدادی ہیلی کاپٹر گر کر تباہ 4 افسروں سمیت 6 فوجی شہید۔

17 اکتوبر 2005ء متاثرین کی بحالی میں منتخب نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے۔ شوکت عزیز۔

17 اکتوبر 2005ء بھارت کے ہیلی کاپٹرز قبول ہیں۔ پائلٹ نہیں پاکستان عملے کے بغیر ہیلی کاپٹر نہیں دے سکتے ۔ بھارتی حکام۔

17 اکتوبر 2005ء متاثرین زلزلہ کیلئے بیرونی امداد کا آدھا حصہ دیا جائے۔ ارکان سرحد اسمبلی۔

18 اکتوبر 2005ء امدادی کاموں کی نگرانی کیلئے پارلیمانی کمیٹی بنانے کی اپوزیشن کی تجویز' حکومت کی جانب سے مخالفت۔

18 اکتوبر 2005ء متاثرین کی مدد کیلئے کنٹرول لائن کے پار سے کشمیری آسکتے ہیں۔ صدر پرویز مشرف۔ کنٹرول لائن کھولنے کی پاکستانی پیشکش کا بھارت کی جانب سے خیر مقدم۔

18 اکتوبر 2005ء تشنج کی ایک لاکھ ویکسین چاہیئے خیموں کی برآمدات پر پابندی لگادی گئی۔ میجر جنرل فاروق۔

19 اکتوبر 2005ء پاکستان اور بھارت کی حکومتیں کنٹرول لائن پار کرنیکا طریقہ کار طے کریں گی شوکت عزیز۔ کنٹرول لائن صرف مخصوص لوگوں کیئے کھولی جائیگی: بھارتی فوج۔

19 اکتوبر 2005ء زلزلے سے 60 ہزار ایٹم بموں کے برابر توانائی خارج ہوئی۔ 15 اکتوبر کے بعد 75 زلزلے ریکارڈ کیے گئے جو "آفٹر شاک" نہیں ہمالیہ پہاڑیوں میں ارتعاش پیدا ہوگیا' جیالوجسٹ نیئر ضیغم۔

19 اکتوبر 2005ء کشمیر پر ثالثی سے معذرت: پاکستان کی فوجی امداد بڑھائیں گے امریکہ۔

20 اکتوبر 2005ء اسرئیل کی امداد بھی قبول ہے جہادی تنظیموں کو امدادی سرگرمیوں سے نہیں روکا جاسکتا صدر پرویز مشرف

20 اکتوبر 2005ء ہزاروں زندگیوں کو بچانے کیلئے نیٹو آپریشن کرے' صورتحال سونامی بھی سے خوفناک ہوگئی اقوام متحدہ

20 اکتوبر 2005ء ترک وزیراعظم اسلام آباد پہنچ گئے' متاثرین کی بحالی و تعمیر نو کیلئے 15 کروڑ ڈالر کا اعلان زلزلہ زدگان کیلئے 10 لاکھ کمبل، 50 ہزار ٹن آٹا اور 25 ہزار ٹن چینی بھی بطور امداد دینگے، طیب اردگان۔

20 اکتوبر 2005ء بھارت نو کنٹرول لائن کھولنے اور موبائل رابطے بحال کرنیکی پاکستانی تجویز مسترد کردی' میجر جنرل فاروق ابھی انکار نہیں کیا بھارت۔

21 اکتوبر 2005ء 5 لاکھ گھر بنانے ہیں تعمیر نو کیلئے عالمی امداد ناکافی ہے بین الاقوامی کانفرنس بلائینگے صدر پرویز مشرف۔

21 اکتوبر 2005ء کنٹرول لائن کھولنے کی باضابطہ تجویز جلد بھارت کو پیش کرینگے: پاکستان۔

21 اکتوبر 2005ء نیٹو امدادی کاروئیوں کیلئے ایک ہزار فوجی اور ہیلی کاپٹر پاکستان بھیجے گا۔

22 اکتوبر 2005ء تعلیم کیلئے جی ڈی پی کا 4 فیصد مختص' پہلی جماعت سے انگریزی لازمی مضمون ہوگا ملک بھر میں نیا تعلیمی

سال اگست سے شروع کرنیکا فیصلہ۔

22 اکتوبر 2005ء کنٹرول لائن کھولنے کیلئے پاک بھارت تجاویز کا تبادلہ 5 مقامات کی نشاندہی کردی: شوکت عزیز۔

22 اکتوبر 2005ء نیٹو کے فوجیوں کی تعیناتی پاکستان کے مشورے سے ہوگی: دفتر خارجہ۔

24 اکتوبر 2005ء زلزلے کے مسلسل جھٹکوں کی اصل صورتحال جاننے کیلئے ماہرین ارضیات و موسمیات کی عالمی کانفرنس بلائی جائے ارکان قومی اسمبلی۔

24 اکتوبر 2005ء کنٹرول لائن کھولنے کیلئے پاک بھارت مذاکرات جمعہ کو ہونگے۔

28 اکتوبر 2005ء تعمیر نو کیلئے کئی ارب ڈالر چاہئیں صدر پرویز مشرف۔ کوفی عنان سے امدادی سرگرمیوں پر تبادلہ خیال

28 اکتوبر 2005ء آفٹر شاکس کی لہر ختم ہونے پر سیسمک زونز کا دوبارہ تعین ہوگا وزیر مملکت۔

28 اکتوبر 2005ء نیٹو کی افواج بلاکر بڑی غلطی کی گئی حکومت کی کسی اے پی سی میں شرکت نہیں کرینگے قاضی۔

28 اکتوبر 2005ء کنٹرول لائن کھولیں نہ کھولیں؟ پاک بھارت بات چیت آج ہوگی۔

30 اکتوبر 2005ء صوبہ سرحد اور واپڈا کے درمیان معاہدہ بجلی منافع کا تنازع طے کرنے کیلئے جسٹس اجمل میاں کی سربراہی میں ٹریبونل قائم کردیا گیا۔

30 اکتوبر 2005ء غیر ملکی رضا کاروں کی آمد سے ملکی سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں: شوکت عزیز۔

30 اکتوبر 2005ء صدر پرویز کی وزیراعظم من موہن سے فون پر بات چیت' دہلی دھماکوں پر اظہار افسوس۔

30 اکتوبر 2005ء آے آر ڈی سے آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت بے نظیر اور نواز شریف کی واپسی سے مشروط کردی۔

2 نومبر 2005ء صدر پرویز نے نواز شریف کو بیٹے کے علاج کیلئے لندن جانے کی اجازت دیدی سفارتخانے کو پاسپورٹ جاری کرنے کا حکم۔

2 نومبر 2005ء دہلی دھماکوں میں پاکستانی عناصر کے ملوث ہونیکا ثبوت ملا تو کاروائی کرینگے۔ دفتر خارجہ۔

3 نومبر 2005ء چین پاکستان کو مزید تیکنیکی اور مالی امداد فراہم کریگا چینی ٹیم متاثرہ علاقوں کا دورہ کررہی ہے۔

3 نومبر 2005ء سیاچن کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے سے قبل عسکری حد بندی ضروری ہے۔ بھارت

6 نومبر 2005ء مسافروں کی فہرستوں کا تبادلہ تاخیر کا شکار' آج کنٹرول لائن کھلنے کے باوجود آمدورفت نہیں ہوسکے گی۔

6 نومبر 2005ء رقم زلزلہ متاثرین پر خرچ کرینگے۔ ایف 16 طیاروں کی خریداری ملتوی کردی صدر پرویز مشرف۔

7 نومبر 2005ء کنٹرول لائن کھل گئی امدادی سامان کی ترسیل شروع آزاد کشمیر سے دوسری طرف جانیوالوں کو روکنے کیلئے ہوائی فائرنگ اور شیلنگ۔

7 نومبر 2005ء ڈنمارک: توہین رسالت پر مبنی کارٹون کی اشاعت' پاکستان کا اظہار مذمت ایسے اقدامات سے وہ فاصلے پیدا ہوتے ہیں جنہیں ہم کم کرنیکی کوشش کررہے ہیں' تسنیم اسلم

8 نومبر 2005ء ایک ماہ میں نیا بلڈنگ کوڈ تیار کرنے کی ہدایت کثیر منزلہ عمارتوں پر پابندی نہیں لگائینگے شوکت عزیز۔

8 نومبر 2005ء طارق عزیز کی اچانک فضل الرحمٰن سے ملاقات نیب کے نئے سربراہ کی تقرری کیلئے مشاورت۔

8 نومبر 2005ء نادرا کی طرف سے ڈیٹا بیس کی تیاری کا آغاز ایک خاندان اپنائے سکیم پر دسمبر میں عملدرآمد شروع کردیا جائیگا پرویز الٰہی۔

9 نومبر 2005ء دہلی میں پاکستانی سفارتی اہلکار کے بیٹے کا اغوا و تشدد بھارتی ڈپٹی ہائی کمشنر کی دفتر خارجہ طلبی شدید احتجاج تحقیقات کا مطالبہ

9 نومبر 2005ء پاکستانی زلزلہ متاثرین کیلئے امریکی گروپ کی تشکیل 5 بڑے ادارے شامل ہیں۔

9 نومبر 2005ء نواز شریف اور انکے اہلخانہ کو 20 پاسپورٹ دے دیئے گئے۔

9 نومبر 2005ء لیفٹیننٹ جنرل (ر) شاہد عزیز کو چیئرمین نیب مقرر کردیا گیا۔

10 نومبر 2005ء سارک ممالک بھارت میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ سنٹر قائم کرینگے۔ خارجہ سیکرٹریوں کے اجلاس میں اتفاق۔

10 نومبر 2005ء ایشیائی بنک متاثرہ علاقوں کے منصوبوں کیلئے مشیروں کی خدمات فراہم کرے گا۔

11 نومبر 2005ء سارک کانفرنس آج شروع ہوگی' رکن ممالک کے سربراہاں ڈھاکہ پہنچ گئے۔ خطے میں غربت سے نجات کیلئے سارک ممالک اپنے تنازعات طے کریں شوکت عزیز۔

11 نومبر 2005ء 57 لاکھ افراد متاثر 5 ارب ڈالر کا نقصان ہوا وفاقی حکومت اور عالمی اداروں کی ابتدائی رپورٹ۔

11 نومبر 2005ء کل سے قومی رضا کار تحریک کی رجسٹریشن شروع ہوجائیگی۔

12 نومبر 2005ء سارک ممالک بہت پیچھے رہ گئے اختلافات ختم کرکے وسائل کا مکمل استعمال کیا جائے پاکستان۔

12 نومبر 2005ء پاک بھارت وزیراعظم میں ملاقات دراندازی ختم نہیں ہوئی منموہن سنگھ مسئلہ کشمیر کا حل ضروری ہے شوکت عزیز۔

12 نومبر 2005ء تمام سیاسی قوتیں مقامی حکومتوں کا نظام اپنالیں صدر پرویز

13 نومبر 2005ء سارک ممالک یکم جنوری تک آزاد تجارت سمجھوتے کے نفاذ پر متفق افغانستان کو رکنیت دیدی گئی اعلان ڈھاکہ کی منظوری سربراہ اجلاس ختم

13 نومبر 2005ء مسائل ہیں تو پارٹی صدر کے پاس جائیں' مسلم لیگ میں دھڑے بندی کیخلاف ہوں صدر پرویز مشرف۔

13 نومبر 2005ء امریکی کانگریس نے پاکستان کیلئے 69 کروڑ 80 لاکھ ڈالر کی امداد منظور کرلی۔

13 نومبر 2005ء جنہیں شکایت ہے ان سے ملاقات کرکے تحفظات دور کرنے کو تیار ہوں شجاعت۔

14 نومبر 2005ء امریکی وفد کی اور صدر وزیراعظم سے ملاقات، طویل المدت تعمیر نو میں بھی تعاون کرینگے امریکہ۔

14 نومبر 2005ء کنٹرول لائن پر چوتھا کراسنگ پوائنٹ کھل گیا مظفر آباد سرینگر بس سروس بھی بحال۔

14 نومبر 2005ء صارفین اور سرمایہ کاروں کے مفادات کا تحفظ ہونا چاہیئے۔ بجلی کے نرخوں کیلئے پالیسی بنائی جائے شوکت عزیز۔

16 نومبر 2005ء پانچواں کراسنگ پوائنٹ بھی کھل گیا کشمیری آج چکوٹھی اوڑی سیکٹر پیدل سے کنٹرول لائن پار کرینگے۔

16 نومبر 2005ء بھارت صورتحال کا احساس کرے۔ زلزلے سے مسئلہ کشمیر کے حتمی حل کا موقع ملا ہے۔ صدر پرویز۔

17 نومبر 2005ء زلزلہ زدگان کیلئے عالمی امداد جمع کرنے میں کردار ادا کرونگا' بش کی صدر پرویز سے ٹیلیفون پر گفتگو۔ کونڈولیزا کو تفصیلی منصوبہ بندی کرنے کی ہدایت۔

17 نومبر 2005ء متاثرین کی مدد کیلئے نجی شعبہ بھی کردار ادا کرے کوفی عنان سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ۔

17 نومبر 2005ء 90 دن کیلئے آئے ہیں پاکستان نے کہا تو قیام میں توسیع ہوسکتی ہے کمانڈر نیٹو۔

17 نومبر 2005ء سانحہ سانگلہ ہل: ڈی پی او ڈی ایس اور تھانیدار معطل مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنے والوں کو سزا دی جائیگی پرویز الٰہی

17 نومبر 2005ء پولیس معیار بہتر بنائے وسائل کی کمی نہیں ہونے دینگے شوکت عزیز۔

18 نومبر 2005ء اسلام آباد میں ڈونرز کانفرنس متاثرین زلزلہ کی امداد کیلئے 6 ارب ڈالرز کے قرضے اور امداد مل گئی۔

18 نومبر 2005ء تعمیر نو کیلئے طویل المیعاد تعاون کرینگے کوفی عنان امداد کی نگرانی کا نظام بنا دیا صدر پرویز۔

18 نومبر 2005ء کنٹرول لائن آج شہریوں کے عبور کرنے کیلئے کھول دی جائیگی۔

21 نومبر 2005ء کشمیر سے فوجیں واپس بلانے اور سیلف گورننس کی تجاویز کا بھارت نے جواب نہیں دیا پاکستان۔

21 نومبر 2005ء زلزلہ زدگان کی امداد جائزے کیلئے حکومت اور اپوزیشن پر مشتمل 19 رکنی کمیٹی قائم۔

21 نومبر 2005ء پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کی جائیں' سرحد اسمبلی میں متفقہ قرارداد منظور۔ عالمی منڈی میں قیمتیں 70 ڈالر فی بیرل سے 55.50 ڈالر ہوگئی ہیں' بشیر بلور۔

22 نومبر 2005. پنجاب اسمبلی: قیدیوں کو سال میں 3 بار بیویوں سے ملنے کی اجازت دینے کیلئے قرارداد منظور۔

22 نومبر 2005ء مسئلہ کشمیر کا تینوں فریقوں کیلئے قابل قبول حل نکالا جائے جان ہاورڈ۔

22 نومبر 2005ء ابھی مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کررہے ہیں پارٹی کی بات 2007 میں کرینگے: شجاعت۔

22 نومبر 2005ء وزیر اعظم کا فضل الرحمٰن' امین فہیم' قاضی حسین اور رؤف مینگل کو فون' پارلیمانی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی دعوت۔

23 نومبر 2005ء پارلیمانی کمیٹی کے اجلاس میں' حزب اختلاف کی شرکت خوش آئندہ ہے' مثبت نتائج نکلیں گے شوکت عزیز' اپنے تحفظات سے آگاہ کردیا اپوزیشن

23 نومبر 2005ء بھارتی ترجمان کی بے خبری حیران کن ہے کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے اور سیلف گورننس

پر بات چل رہی ہے۔ پاکستان۔

23 نومبر 2005ء پنجاب اسمبلی میں کریمنل پراسیکیوشن بل پیش۔ حکومتی ارکان کا سٹینڈنگ کمیٹیوں کی کارکردگی عدم پر اطمینان۔

24 نومبر 2005ء متحدہ اپوزیشن نے پارلیمانی کمیٹی کے قواعد وضوابط کا ابتدائی مسودہ تیار کرلیا' وزیراعظم کو بھیجا جائیگا۔

24 نومبر 2005ء موجودہ سیاسی نظام اطمینان بخش ہے۔ اپوزیشن کی تجاویز پر کھلے دل سے غور کرینگے شوکت عزیز۔

24 نومبر 2005ء متاثرہ علاقوں میں اسلامی تنظیموں سے کوئی خطرہ نہیں: نیٹو کمانڈر۔

25 نومبر 2005ء توانائی کے متبادل ذرائع کی حوصلہ افزائی کرینگے۔ بجلی مہنگی نہیں ہونی چاہیئے۔ صدر پرویز۔

25 نومبر 2005ء اٹلی کشتی المیئے 22 سے پاکستانی تارکین وطن جاں بحق۔

25 نومبر 2005ء لیگی قیادت نے صدر کو ناراض ارکان سے رابطوں کی تفصیلات سے آگاہ کردیا۔

25 نومبر 2005ء فارورڈ بلاک کا ساتھی دونگا، قیادت نہیں سنبھال سکتا پیر پگارا۔

26 نومبر 2005ء احتساب عدالت نے مسلسل غیر حاضری پر آصف زرداری کو اشتہاری قرار دیدیا جائیداد کی ضبطی کیلئے کارروائی شروع۔

26 نومبر 2005ء مختلف اضلاع میں ہونیوالے کام خود جا کر دیکھونگا: صدر پرویز۔

26 نومبر 2005ء ترقی پذیر ممالک میں ہنگائی ختم کرنے کا منصوبہ تشکیل دیا جائے دولت مشترکہ تجارت میں مساوی مواقع فراہم کرے: شوکت عزیز۔

26 نومبر 2005ء آزاد کشمیر میں کوئی فوجی کیمپ قائم نہیں کیا امدادی آپریشن 19 جنوری کو ختم کردینگے: نیٹو۔

27 نومبر 2005ء مسلم لیگ کی تنظیم نو جلد شروع کرینگے صدر کے اصلاحاتی ایجنڈے سے مثبت تبدیلیوں کا عمل تیز ہوگیا: پرویز الٰہی۔

27 نومبر 2005ء وردی کا معاملہ 2007ء سے آگے نہیں جانا چاہیئے۔ پاکستان میں جمہوریت کی طرف پیش قدمی خوش آئندہ ہے: دولت مشترکہ۔

27 نومبر 2005ء وطن واپسی کا فیصلہ کرلیا بہت جلد عوام میں ہونگی: بینظیر بھٹو۔

27 نومبر 2005ء کشمیر سے فوجی انخلا اور خود مختار حکومت کی تجاویز خفیہ ہیں تفصیلات ظاہر نہیں کی جاسکتیں: دفتر خارجہ۔

27 نومبر 2005ء یونیورسٹیوں کے 1/2 7 ہزار طلبا تعمیر نو میں شریک ہونگے شفاف کام ہوا تو مزید امداد ملے گی صدر پرویز۔

27 نومبر 2005ء جمہوری عمل کیلئے عدلیہ کی آزادی انتہائی ضروری ہے' افتخار چوہدری۔ چیف جسٹس آف پاکستان۔

29 نومبر 2005ء مزید انٹری پوائنٹس کھولنے کے حق میں ہیں امریندر سنگھ' بارڈر قائم رہیں گے پرویز الٰہی۔

29 نومبر 2005ء فوجوں کا انخلاء اور اپنی حکومت کشمیر متعلق تجاویز پر پیشرفت ہو رہی ہے شوکت عزیز۔

29 نومبر 2005ء صدر اور وزیر اعظم کی زیر صدارات اجلاس کالاباغ ڈیم بنانے کا اصولی فیصلہ۔

29 نومبر 2005ء حریت پسندوں کو مسلح جدوجہد روکنے کا کہہ سکتے ہیں' نیو کشمیر کو غیر فوجی علاقہ بنانے کے عمل کی نگرانی کرے عمر فاروق۔

30 نومبر 2005ء پی آئی اے میں غیر قانونی بھرتیوں کے مقدمے کا 9 سال بعد فیصلہ احتساب عدالت نے بینظیر بھٹو اور انکے ساتھیوں کو بری کر دیا۔

30 نومبر 2005ء نظام تعلیم کو موجودہ دور کے مطابق بنا رہیں ہے صدر پرویز۔

30 نومبر 2005ء آئین اور قانون کے تحت صدر پرویز پر 2007ء میں وردی اتارنے کی کوئی پابندی نہیں: شیر افگن۔

30 نومبر 2005ء گورونانک کا جنم استھان ماڈل سٹی بنادینگے: پرویز الٰہی ویزے کے بغیر ننکانہ آئینگے: امریندر سنگھ۔

2 دسمبر 2005ء نئے آبی ذخائر کی تعمیر پر تینوں کمیٹیاں متفق ہیں صوبوں کو اعتماد میں لیکر فیصلہ کرینگے شوکت عزیز۔

3 دسمبر 2005ء نصاب اور نظام تعلیم میں تبدیلی وقت کا تقاضا ہے: شوکت عزیز۔ آغا خان نیٹ ورک کو سوشل سائنسز ڈیپارٹمنٹ کیلئے 500 ایکڑ زمین دینے کا اعلان' یہ تعلیم وصحت کے شعبوں میں بہترین کارکردگی اور دنیا میں پاکستان کا نام روشن کرنے پر تحفہ ہے۔ چھ برسوں میں ملکی معیشت نے تیزی سے ترقی کی، متوسط طبقہ بھی گاڑیاں خرید رہا ہے، تیل کی قیمتوں میں اضافے سے منفی اثرات نہیں پڑے، کراچی میں خطاب۔

3 دسمبر 2005ء صدر پرویز سے کویتی وزیر تیل کی ملاقات' پاکستان کو سب مناسب شرائط پر ڈیزل کی فراہمی کا فیصلہ۔

3 دسمبر 2005ء پاک بھارت رہنما اور میڈیا مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے سازگار ماحول پیدا کریں۔ ترکی میں عالمی تنظیم کے زیر اہتمام مباحثہ۔

3 دسمبر 2005ء کھوکھراپار ٹرین سروس' 11 سے 15 دسمبر تک مذاکرات کی پاکستانی تجویز۔

4 دسمبر 2005ء کویت کا سب سے بڑا گروپ پاکستان میں ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کریگا۔

4 دسمبر 2005ء صدر جنرل پرویز نے 4 آرڈیننس نافذ کر دیئے۔ انسٹیٹیوٹ آف اسپیس ٹیکنالوجی کا قیام، ثالثی سمجھوتے اور قومی احتساب کا ترمیمی آرڈیننس شامل ہیں۔

4 دسمبر 2005ء پانی کی کمی کی وجہ سے ملک کو خودکشی کے دہانے پر نہیں لانے دوں گا تمام صوبوں کے خدشات دور کرینگے دہشتگردوں کو کچل دیا جائیگا صدر مملکت۔

5 دسمبر 2005ء دہشت گردی اور سنگین جرائم کے ملزموں کیلئے ہائی سکیورٹی جیلیں بنانے کا فیصلہ اصلاحات کیلئے کمیٹی قائم کوڑوں کی سزا ختم۔

5 دسمبر 2005ء اقتصادی ترقی کیلئے اسلامی ممالک باہمی تجارت بڑھائیں صدر پرویز اس وقت اسلامی ملکوں کی عالمی تجارت کی سطح محض دس اور بارہ فیصد کے درمیان ہے اپنے عوام کی حالت بہتر بنانے کیلئے ہمیں اسے اوپر لے جانا ہوگا، اس مقصد کیلئے الگ شعبہ قائم کیا جائیگا۔

5 دسمبر 2005ء صدر کے پارلیمنٹ سے خطاب نہ کرنے پر قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا احتجاج خطاب ضروری نہیں: شیر افگن۔

5 دسمبر 2005ء حدود آرڈیننس میں تبدیلی کی مزاحمت کرینگے قاضی حسین احمد۔

6 دسمبر 2005ء ملک بھر میں تعلیمی سیشن ستمبر سے شروع ہوگا۔ 2007 میں میٹرک اور 2009ء سے انٹر کا امتحان مشترکہ ہوگا۔ کیمبرج نظام امتحانات 5 سال تک ختم نہیں کرینگے وفاقی وزیر تعلیم

6 دسمبر 2005ء پاکستان یمن میں تیل پائپ لائن بچھانے میں تعاون کریگا انسداد دہشتگردی سمیت 3 سمجھوتوں پر دستخط۔

6 دسمبر 2005ء قومی اسمبلی: حدود آرڈیننس میں ترمیم کا بل پیش کرنے کی تحریک مسترد۔

6 دسمبر 2005ء تہران: سی 130 طیارہ رہائشی عمارت سے ٹکرا گیا 128 افراد ہلاک۔

7 دسمبر 2005ء بحالی اور تعمیر نو کی نگرانی کیلئے پارلیمانی کمیٹی کی تشکیل حکومت نے پارلیمنٹ کی قرارداد' حسابات کی نگرانی اور مساوی نمائندگی کی تجاویز مان لیں۔

7 دسمبر 2005ء اسلام کو ہائی جیک اور زمین پر خوف پھیلانے والے انتہاپسندوں سے نمٹنے کیلئے مسلمان رہنما متحد ہو جائیں: شاہ عبداللہ

7 دسمبر 2005ء سائنس میں ترقی کیلئے مسلم ممالک باہم تعاون کریں صدر پرویز

7 دسمبر 2005ء میو ہسپتال: زلزلہ زدہ لڑکی سے زیادتی کے ملزم ڈاکٹر کو حراست میں لے لیا گیا ایم ایس معطل۔

8 دسمبر 2005ء تحمل و برداشت کیلئے نیا تعلیمی نصاب تیار کیا جائے اعلان مکہ۔

8 دسمبر 2005ء پتنگ بازی: وفاقی اور صوبائی حکومتیں موثر قدم اٹھائیں' ورنہ مستقبل پابندی لگادی جائیگی: سپریم کورٹ۔

8 دسمبر 2005ء زمین ہموار کرنے کیلئے گاؤں کی سطح تک لیزر لیولر فراہم کئے جائیں' پرویز الٰہی صوبے میں 30 ہزار کھالوں کی پختگی کیلئے 28 ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

10 دسمبر 2005ء سمندری تجارت میں رکاوٹیں دور کرنے پر پاک بھارت اتفاق۔

10 دسمبر 2005ء بحری راستے کے ذریعے تجارت کو فروغ دینے کے لیے مثبت اقدامات کی سفارش، دونوں ملکوں کے بحری جہاز تیسرے ملک کیلئے ایک دوسرے کی بندرگاہوں سے سامان اٹھا سکیں گے

10 دسمبر 2005ء وردی میں نہ رہتا تو ملک سے جمہوریت ختم ہو جاتی: صدر پرویز

10 دسمبر 2005ء امدادی اداروں کی سربراہی سول حکام کو دی جائے: متحدہ اپوزیشن حزب اختلاف راہ فرار اختیار کر رہی ہے: حکومت

10 دسمبر 2005ء فوجی سربراہوں کی موجودگی میں کسی امدادی ادارے کا احتساب ممکن نہیں، فضل الرحمٰن، انتظامی فیصلوں کو پارلیمانی کمیٹی کے روبرو پیش کرنیکی تجویز تسلیم نہیں کی گئی، امین فہیم، اپوزیشن کے خط کا دو روز تک جواب دیا جائیگا، وودرانی

11 دسمبر 2005ء غازی آباد: آتشبازی کے سامان کو آگ لگ گئی 45 باراتی بس میں جل کر ہلاک

11 دسمبر 2005ء امرتسر سے آزمائشی بس لاہور پہنچ گئی' باقاعدہ آغاز 23 دسمبر کو متوقع۔ لاہور اور امرتسدر میں ویزا آفس ہونے چاہئیں: سربراہ بھارتی وفد، بس روزانہ چلنی چاہیئے: ایم ڈی ٹورازم۔

12 دسمبر 2005ء تمام متاثرہ سکولوں اور کالجوں کی تعمیر نو کرینگے' پورے آزاد کشمیر کو سیاحت کیلئے کھولا جائیگا شوکت عزیز۔

12 دسمبر 2005ء صدر مستحکم پرویز ملک کو جمہوریت کی طرف لیجا رہے ہیں۔ ماضی کی سول حکومتوں کا انداز حکمرانی نہیں چاہتے: امریکی سفیر۔

12 دسمبر 2005ء پندرہ سال بعد سندھ کے کاشتکار پانی کیلئے چیخیں گے کالا باغ ڈیم کے مخالفین سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں پرویز صدر تین ڈیم بن جائیں تو پندرہ ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی جس سے ملک کی قسمت بدل جائے گی، کراچی میں خطاب۔